رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو تم کو دیں اُس کو لے لو اور جس سے منع کریں اُس سے باز رہو۔ (سورۃ الحشر)

سنن النسائی شریف

تصنیف

امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب النسائیؒ

معہ

شرح النسائی

اردو جلد سوم

ترجمہ وتشریح

مولانا خلیل الرحمٰن صاحب

صدر المدرسین دار العلوم الاسلامیہ، ٹنڈو الہ یار

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو تم کو دیں اُس کو لے لو اور جس سے منع کریں اُس سے باز رہو۔ (سورۃ الحشر)

سُنن النسائی شریف

تصنیف

امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب النسائی

معہ

شرح النسائی

جلد سوم

مولانا خلیل الرحمٰن صاحب

صدر المدرسین دار العلوم الاسلامیہ، ٹنڈو الہ یار، حیدر آباد، سندھ

ناشر

زمزم پبلشرز

نزد مقدس مسجد اردو بازار کراچی

کتاب کا نام ___ شرح النسائی جلد سوم

تاریخ اشاعت ___ مئی ۲۰۰۷ء

باہتمام ___ احباب زمزم پبلشرز

کمپوزنگ ___ فاروق اعظم کمپوزرز کراچی

سرورق ___ احباب زمزم پبلشرز

مطبع ___

ناشر ___ زمزم پبلشرز کراچی

شاہ زیب سینٹر نزد مقدس مسجد، اُردو بازار کراچی

فون: 021-2725673 - 021-2760374

فیکس: 021-2725673

ای میل: zamzam01@cyber.net.pk

ویب سائٹ: http://www.zamzampub.com

ملنے کے دیگر پتے

- دارالاشاعت، اُردو بازار کراچی۔
- قدیمی کتب خانہ بالمقابل آرام باغ کراچی
- صدیقی ٹرسٹ، لسبیلہ چوک کراچی۔
- مکتبہ رحمانیہ، اُردو بازار لاہور

ضروری وضاحت ایک مسلمان دینی کتابوں میں دانستہ غلطی کرنے کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ غلطیوں کی تصحیح واصلاح کا انتہائی اہتمام کیا جاتا ہے اور کسی بھی کتاب کی طباعت کے دوران اغلاط کی تصحیح پر سب سے زیادہ توجہ اور عرق ریزی کی جاتی ہے۔ لہٰذا قارئین کرام سے گذارش ہے کہ اگر کوئی غلطی نظر آئے تو ادارہ کو ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ آنے والے ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو سکے۔ نیکی کے کام میں آپ کا تعاون یقیناً صدقہ جاریہ ہوگا۔

— منجانب —

احباب زمزم پبلشرز

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

AL-FAROOQ INTERNATIONAL
68, Asfordby Street
Leicester LE5-3QG
Ph: 0044-116-2537640

ISLAMIC BOOK CENTRE
119-121 Halliwell Road, Bolton Bl1 3NE
Tel/Fax : 01204-389080

فہرست مضامین

کتاب الجمعة

ایجاب الجمعة

فرضیت جمعہ کا بیان

اخبرنا سعيد بن عبدالرحمن المخزومي قال حدثنا سفيان عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی هريرة وابن طاؤس عن ابيه عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم نحن الاخرون السابقون بيد انهم اوتوا الكتاب من قبلنا واوتيناه من بعد هم وهذا اليوم الذی كتب الله عزوجل عليهم فاختلفوا فيه فهدانا الله عزوجل له يعنی يوم الجمعة فالناس لنا فيه تبع اليهود غدا والنصاری بعد غدٍ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم پیچھے آنے والے ہیں یعنی دنیا میں اور سبقت لے جانے والے ہیں یعنی آخرت میں درجات کے اعتبار سے مگر اتنی بات ہے کہ ان کو کتاب ہم سے پہلے دی گئی اور ہم کو ان کے بعد اور یہ دن جمعہ کا وہ دن ہے جو اللہ عزوجل نے ان پر فرض کیا تھا لیکن ان کا آپس میں جمعہ کے بارے میں اختلاف ہو گیا تو اللہ عزوجل نے ہم کو جمعہ کے واسطے ہدایت فرمائی پس دوسرے لوگ یعنی یہود اور نصاریٰ اس میں ہمارے تابع ہو گئے یہود نے دوسرے دن یعنی ہفتہ کو اختیار کیا اور نصاری نے تیسرے دن یعنی اتوار کو اختیار کیا۔

اخبرنا واصل بن عبد الاعلی قال حدثنا ابن فضيل عن ابی مالك الاشجعی عن ابی حازم عن ابی هريرة وعن ربعی بن حراش عن حذيفة قالا قال رسول الله صلی الله عليه وسلم اضل الله عزوجل عن الجمعة من كان قبلنا فكان لليهود يوم السبت وكان للنصاری يوم الاحد فجآء الله عزوجل بنا فهدانا ليوم الجمعة فجعل الجمعة والسبت والاحد وكذلك هم لنا تبع يوم القيامة ونحن الآخرون من اهل الدنيا والاولون يوم القيامة المقضی لهم قبل الخلائق.

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ ہم سے پہلے تھے ان کو اللہ عزوجل نے جمعہ سے گمراہ کر دیا ہے یہود کے لئے ہفتے کا دن اور نصاری کے لئے اتوار کا دن مقرر ہوا پھر اللہ برتر وبزرگ نے ہم کو پیدا فرمایا اور ہمیں روز جمعہ کے واسطے ہدایت فرمائی اللہ تعالیٰ نے جمعہ کو مقدم رکھا اس کے بعد ہفتہ کو پھر اتوار کو اور اسی طرح یہود ونصاری قیامت کے روز ہمارے تابع ہوں گے اور ہم پچھلے ہیں اہل دنیا کے اعتبار سے اور قیامت کے روز آگے ہونے والے ہیں کہ ہمارے واسطے اور مخلوقات سے پہلے حکم کیا جائے گا یعنی حساب کیلئے اور جنت میں داخل ہونے کے لئے۔

تشریح: نماز جمعہ فرض قطعی ہے جو قرآن وحدیث اور اجماع سے ثابت ہے اور اس کا منکر کافر ہے جمعہ کو جمعہ کہنے کی کیا وجہ ہے علماء نے اس کی متعدد توجیہات کی ہیں اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ دور جاہلیت میں جمعہ کو العروبہ کہتے تھے اعرب کا معنی ہے ظاہر کیا عروبہ اس سے ماخوذ ہے سب سے پہلے اس دن کا نام کعب بن لوی نے رکھا مزید تفصیل تفسیر مظہری میں ملاحظہ ہو۔

دور اسلام میں اس کا نام یوم الجمعۃ ہوا بعض اہل علم کہتے ہیں کہ اس روز تخلیق آدم کے مادۂ تخلیق کو جمع کیا گیا اس لئے یوم الجمعۃ نام ہوگیا اور ابو حذیفہ بخاری نے المبتداء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ جمعہ کے روز لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے اس لئے اس دن کا نام یوم الجمعۃ ہوا، عبدالرزاق نے صحیح سند سے محمد بن سیرینؒ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے اور جمعہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے ہی اہل مدینہ نے جمعہ پڑھنا شروع کیا تھا انصار نے کہا کہ یہودیوں کا ہر سات دن میں ایک دن ہے جس میں وہ جمع ہوتے ہیں اور اپنے طور وطریقے پر عبادت کرتے ہیں اور عیسائی بھی ہر ہفتے میں ایک مقرر دن میں جمع ہوتے ہیں لہٰذا ہم کو بھی ایک دن مقرر کر لینا چاہئے جس میں ہم جمع ہو کر نماز پڑھیں اللہ کی یاد کریں اور شکر ادا کریں مشورہ کے مطابق انصار نے یوم العروبہ کو مقرر کر لیا اور حضرت اسعد بن زرارہ کے پاس جمع ہوئے اور آپ نے ان کو نماز جمعہ پڑھائی اور اس کے بعد اللہ نے آیت "**اذا نودی للصلٰوۃ الخ**" نازل فرمائی۔

حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ یہ حدیث اگرچہ مرسل ہے لیکن سند حسن سے اس کا شاہد بھی ہے جس کو ابوداؤد وابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے اور ابن خزیمہ نے اس کو صحیح کہا ہے حضرت کعب بن مالک نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں تشریف لانے سے پہلے ہم کو جمعہ کی نماز اسعد بن زرارہ نے پڑھائی الحدیث حضرت کعب جب جمعہ کی اذان سنتے تھے تو حضرت اسعد بن زرارہ کے لئے دعاء رحمت کرتے تھے، عبدالرحمٰن بن کعب کا بیان ہے کہ میں نے حضرت کعب سے پوچھا آپ حضرات اس زمانہ میں کتنے تھے فرمایا چالیس، ابن سیرینؒ کی مرسل حدیث بتارہی ہے کہ ان صحابہ۔ نے یوم جمعہ کا انتخاب اور نماز کے لئے تعین اپنے اجتہاد سے کیا تھا پس ممکن ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے اسی زمانہ میں جمعہ کے متعلق وحی آگئی ہو لیکن (ماحول کو دیکھ کر) آپ جمعہ قائم نہ کر سکے ہوں یہی وجہ ہوگی کہ مدینہ میں تشریف لاتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو جمعہ کی نماز پڑھائی۔ (**واللّٰہ تعالٰی اعلم، تفسیر مظھری**)

حدیث باب میں فرمایا کہ یہود ونصاری کو کتاب ہم سے پہلے دی گئی لیکن واضح رہے کہ پہلے سے کتاب دینے سے کوئی افضلیت نہیں نکلتی اس لئے کہ کتاب مابعد والی ناسخ ہوتی ہے پہلے کی تو درحقیقت اس ارشاد مبارکہ سے امت محمد یہ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت ثابت ہورہی ہے چنانچہ اس جملہ کی تشریح کے تحت ملا علی قاریؒ کہتے ہیں کہ ہم اور یہود ونصاری انزال کتاب کے معاملہ میں برابر ہیں کتاب ان پر بھی نازل ہوئی اور ہم پر بھی ہاں ان پر پہلے نازل ہوئی لیکن تقدم زمانی سے افضلیت ثابت نہیں ہوتی پس ارشاد مبارکہ کہ "**بید انھم اوتوا الکتاب الخ**" سے درحقیقت گذشتہ امتوں کے شرف وکمال کی تردید اور اس امت کی برتری اور فضیلت کا اظہار ہوتا ہے۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے روز جمعہ کو یہود ونصاری پر فرض کرنے اور اس میں ان کے اختلاف کا کیا مطلب ہے اس بارے میں شارحین کے اقوال مختلف ہیں بعضوں نے کہا کہ بعینہ جمعہ کے دن میں اللہ تعالیٰ نے ان پر عبادت کو فرض کیا اور اس

میں عبادت کے لئے ان کو جمع ہونے کا حکم کیا مگر انہوں نے جس طرح بہت سی نافرمانیاں کیں اسی طرح اس حکم کی بھی مخالفت کی یہود نے ہفتے کے دن کو اختیار کیا اور نصاریٰ نے اتوار کو اختیار کیا اور اکثر علماء کے نزدیک اس کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بعینہ جمعہ کا دن یہود اور نصاریٰ پر فرض نہیں کیا گیا بلکہ ان سے یہ کہا گیا ہے کہ تم غور وفکر کر کے ہفتہ میں سے ایک دن جو بہتر ین ہو اپنے اجتہاد سے نکالو اور اس میں عبادت کرو اور یہ ان کے لئے اللہ جل شانہ کی طرف سے امتحان تھا کہ آیا حق بات دریافت کر سکتے ہیں یا نہیں تو ان کا اجتہاد صحیح نہ نکلا اور جمعہ کے دن کو اختیار نہ کیا لہٰذا راہ صواب سے گمراہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس امت کا اجتہاد صحیح ہوا کہ انصار اور بعض مہاجرین جمع ہوئے اور مشورہ کیا کہ جس طرح یہود ونصاریٰ کے یہاں ایک ایک دن ہے کہ وہ سب مل کر عبادت کرتے ہیں ایسے ہی ہم بھی کریں اور جمعہ کا دن انتخاب کیا اور یہ اجتہاد ان کا جو کچھ علم الٰہی میں تھا یعنی جمعہ کا دن اس کے موافق ہوا یہ واقعہ انصار کا حضور ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے تھا اس وقت تک حضور ﷺ مکہ میں تھے مکہ میں جمعہ فرض ہو چکا تھا اور اقامت جمعہ اس طریقہ مذکورہ کے مطابق مدینہ میں ہوئی۔

بہر حال امت محمدیہ ﷺ کی قوۃ اجتہاد کا درست ہونا اور اپنے اجتہاد سے عبادت کے لئے جمعہ کا دن اختیار کرنا یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور حضور ﷺ کے وجود کی برکت سے واقع ہوا اب رہا یہ سوال کہ یہود ونصاریٰ ہمارے تابع کس طرح ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ مسلسل ومتصل بدون انقطاع کے ان تین ایام میں سوائے اس کے کوئی ترتیب نہیں کہ جمعہ کو مقدم رکھا جائے اس لئے فرمایا ”والناس لنا فیه تبع الخ“ (مرقات وفتح الملهم ومظاهر حق)

باب التشديد فی التخلف عن الجمعة

جمعہ سے پیچھے رہ جانے یعنی ترک جمعہ پر سخت وعید کا بیان

اخبرنا یعقوب بن ابراهیم قال حدثنا یحیٰی بن سعید عن محمد بن عمرو عن عبیدة بن سفیان الحضرمی عن ابی الجعد الضمری وکانت له صحبة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال من ترك ثلٰث جمع تهاونا بها طبع الله علی قلبه.

حضرت ابی الجعد ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص تین جمعوں کو معمولی اور حقیر سمجھتے ہوئے ترک کر دے گا اللہ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔

اخبرنا محمد بن معمر قال حدثنا حبان قال حدثنا ابان قال حدثنا یحیٰی بن ابی کثیر عن الحضرمی بن لاحق عن زید عن ابن ابی سلام عن الحکم بن میناء انه سمع ابن عباس وابن عمر یحدثان ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال وهو علی اعواد منبره لینتهین اقوام عن ودعهم الجمعات اولیختمن الله علی قلوبهم ولیکونن من الغافلین.

حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لکڑی کے منبر پر (بیٹھے یا کھڑے ہوئے) فرما رہے تھے کہ جمعوں کو چھوڑنے والے چھوڑنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا پھر وہ

غافل لوگوں میں سے ہو جائیں گے۔

اخبرنی محمود بن غیلان قال حدثنا الولید بن مسلم قال حدثنی المفضل بن فضالة عن عیاش ابن عباس عن بکیر بن الاشج عن نافع عن ابن عمر عن حفصة زوج النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال رواح الجمعة واجب علی کل محتلم.

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعد زوال آفتاب جمعہ کی طرف چلنا ہر بالغ شخص پر واجب ہے۔

تشریح: لفظ "ضمری" بفتح ضاد اور سکون میم کے ساتھ ہے اسی کو شارحین نے صحیح بتایا ہے اور قابل اعتماد کتابوں میں مثلاً جامع الاصول اور المغنی اور الانساب میں بفتح ضاد اور سکون میم کے ساتھ ضبط کیا ہے، ضمرۃ بن بکر بن عبد مناف کی اولاد ہونے کی وجہ سے اسی کی طرف منسوب ہے بعضوں نے ان کا نام "ادرع" اور بعضوں نے "عمرو بن بکر" اور بعضوں نے "جنادۃ" اور بعضوں نے "عمرو بن ابی بکر" بتایا ہے۔

ملا علی قاریؒ کہتے ہیں ان کی جو کنیت ہے وہی ان کا نام ہے دونوں میں کوئی فرق نہیں اور بعض نے کہا ان کا نام "وھب" ہے انہوں نے اس حدیث باب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے جس میں سخت وعید آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے دلوں پر مہر لگا دے گا جو مسلسل تین جمعوں کو بلا عذر حقیر سمجھتے ہوئے چھوڑ دیں گے۔

دوسری حدیث جو حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دو چیزوں میں سے ایک چیز ضرور ہونے والی ہے یا تو ترک جمعات سے باز رہے، اگر جمعوں کو نہ چھوڑیں گے تو محفوظ رہیں گے ان کے دلوں پر مہر نہ لگے گی اور اگر چھوڑیں گے تو دلوں پر مہر لگا دی جائے گی جمعوں کے ترک کی صورت میں حدیث پاک جس انجام بد کی خبر دے رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا، اس کا کیا مطلب ہے اس کے بارے میں قاضی عیاضؒ کہتے ہیں کہ اس کی تاویل میں علماء کا اختلاف کثیر ہے بعضوں نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے اپنا لطف و فضل اور اسباب خیر کو روک لیں گے اور بعضوں نے کہا کہ ایسے لوگوں کے دلوں میں کفر پیدا فرما دیں گے، یہی قول اہل سنت میں سے اکثر متکلمین کا ہے۔ (نقله میرك عن التصحیح کما فی المرقات)

باب كفارة من ترك الجمعة من غير عذر

بدون عذر کے جو شخص جمعہ چھوڑ دے اس کے کفارہ کا بیان

اخبرنا احمد بن سلیمان قال حدثنا یزید بن هارون قال حدثنا همام عن قتادة عن قدامة بن وبرة عن سمرة بن جندب قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من ترك الجمعة من غیر عذر فلیتصدق بدینار فان لم یجد فبنصف دینار.

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بدون عذر کے جمعہ چھوڑ دے وہ

ایک دینار صدقہ کرے اور اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو نصف دینار۔

تشریح: حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ اس تصدق سے ترک جمعہ کا گناہ بالکلیہ ختم نہیں ہوتا لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے منافی نہیں جس میں آیا ہے "من ترك الجمعة من غير عذر لم يكن لها كفارة دون يوم القيامة" البتہ اس تصدق سے ترک جمعہ کے گناہ میں تخفیف ہو جاتی ہے اور دینار و نصف دینار کا ذکر بیان اکمل کے پیش نظر فرمایا ہے۔

ابوداؤد کی روایت میں ایک درہم یا نصف درہم اور ایک صاع گندم یا نصف صاع صدقہ کر دینے کا ذکر ہے اس میں ادنیٰ مقدار کا بیان ہے کیوں کہ اتنی مقدار صدقہ کر دینے سے بھی ترک جمعہ کے گناہ کا کچھ کفارہ ہو جاتا ہے مگر اکمل کفارہ یہی ہے کہ ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کر دے اس تاویل سے دونوں قسم کی روایات میں جمع ہو جاتی ہے۔(مرقات: ۳/۲۴۵)

بعض حضرات نے ایک اور تاویل یہ کی ہے کہ استطاعت رکھنے والے ایک دینار صدقہ کرے اور استطاعت نہ رکھنے والے نصف دینار اسی طرح درہم اور نصف درہم ایک صاع گندم اور نصف صاع والی حدیث سمجھ لیں بہر حال اس تصدق کے باوجود توبہ ضروری ہے کیونکہ صرف توبہ ہی سے بالکلیہ ترک جمعہ کے گناہ معاف ہو سکتے ہیں اور حدیث میں لفظ "امر فليتصدق" استحباب کے لئے ہے اسی لئے تو دینار اور نصف دینار میں اختیار دیا گیا ہے۔

باب ذكر فضل يوم الجمعة

جمعہ کے دن کی فضیلت کا بیان

اخبرنا سويد بن نصر قال حدثنا عبد الله عن يونس عن الزهري قال حدثنا عبد الرحمن الاعرج انه سمع اباهريرة يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير يوم طلعت فيه الشمس يوم الجمعة فيه خلق آدم عليه السلام وفيه ادخل الجنة وفيه اخرج منها.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام دنوں میں بہترین دن جس میں آفتاب نکلا جمعہ کا دن ہے اس میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اور اس میں بہشت میں داخل کئے گئے اور اس میں بہشت سے نکالے گئے۔

تشریح: شارحین نے لکھا ہے کہ تمام ایام بذات خود برابر ہیں البتہ بعض ایام کا بعض سے افضل ہونا کسی امر زائد کی وجہ سے ہے، پس ان امور کی وجہ سے جو حدیث باب میں بیان کئے گئے ہیں روز جمعہ کی فضیلت معلوم ہوئی لیکن جمعہ کے روز بہشت سے اخراج آدم علیہ السلام سے جمعہ کی فضیلت کیسے معلوم ہوئی تو اس سے فضیلت یوں معلوم ہوئی کہ ان کا نکلنا وجود اولاد آدم یعنی انبیاء اور اولیاء اور صلحاء کا سبب ہوا اس لحاظ سے جمعہ کا دن افضل الایام ہوا۔

اكثار الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم يوم الجمعة

جمعہ کے روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھنے کا بیان

اخبرنا اسحاق بن منصور قال حدثنا حسين الجعفي عن عبد الرحمن بن يزيد بن جابر عن ابي

الاشعث الصنعانی عن اوس بن اوس عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال ان من افضل ایامکم یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم علیہ السلام وفیہ قبض وفیہ النفخۃ وفیہ الصعقۃ فاکثروا علیّ من الصلٰوۃ فان صلاتکم معروضۃ علیّ قالوا یا رسول اللّٰہ کیف تعرض صلاتنا علیك وقد ارمت ای یقولون قد بلیت قال ان اللّٰہ عزوجل قد حرّم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء علیہم السلام.

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا سب دنوں میں افضل دن جمعہ کا ہے اس میں آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اس میں ان کی روح قبض کی گئی اسی میں ہوگا صور کا پھونکنا اور اسی میں بے ہوش ہوگی یعنی نفخہ اولیٰ ہوگا پس تم مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو اس لئے کہ تمہارا درود (بواسطہ فرشتے) میرے روبرو پیش کیا جاتا ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارا درود آپ پر کس طرح پیش کیا جائے گا حالانکہ آپ کا جسد مبارک قبر میں بوسیدہ ہو چکا ہوگا، راوی حدیث کہتے ہیں کہ صحابہ کرام لفظ "ارمت" سے "بَلَیتَ" مراد رکھتے تھے یعنی آپ کا بدن مبارک قبر میں متغیر ہو چکا ہوگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ عزوجل نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے بدن حرام کیے ہیں۔

تشریح: ہفتے میں جمعہ کا دن افضل ہے اور جمعہ کے دن اور شب جمعہ میں درود پڑھنے کی فضیلت کے بارے میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں منجملہ ان کے ایک یہ حدیث بھی ہے اس حدیث میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ تم جمعہ کے دن کثرت سے مجھ پر درود بھیجا کرو بے شک تمہارا درود میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو صحابہ کرام نے تعجب سے دریافت کیا "**وکیف تعرض صلاتنا علیك الخ**" یہ سوال کیوں پیدا ہوا اس کی تشریح میں علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارکہ "**فان صلاتکم معروضۃ علیّ**" سے شاید خطاب عام سمجھا ہوگا جو حاضرین اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو لوگ پیدا ہوں گے سب کو شامل ہے اور چونکہ موت عرض درود اور سماع سے مانع ہے، اس لئے بعد موت عرض صلوٰۃ کی کیفیت سے سوال کیا کہ موت کے بعد آپ کی خدمت میں درود شریف کس طرح پیش ہوگا اور آپ کس طرح سنیں گے اس تقریر کے مطابق صحابہ کرام نے اپنے قول وقد ارمت سے موت مراد لی ہے اس کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "**ان اللّٰہ عزوجل قدحرم علی الارض الخ**" اس ارشاد سے آپ کا مقصود یہ بتانا ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو وفات دینے کے بعد قبر میں حیات دائمی عطا فرما دیتے ہیں ان کی موت کو بالکل عام انسان کی موت جیسی نہ سمجھو اور سوال مذکور کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ شاید صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذہن اس طرف گیا ہو کہ اجسام عنصریہ قبر کے اندر بگڑ جاتے ہیں اور بوسیدہ ہو جاتے ہیں اس حالت میں آپ پر عرض صلاۃ کا کیا معنی اس لئے تعجب سے دریافت کیا کہ آپ کے سامنے درود کس طرح پیش کیا جائے گا آپ کا جسم اطہر تو اس وقت مٹی میں مل چکا ہوگا آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے نفوس قدسیہ کو ایک امتیازی شرف عطا فرمایا ہے کہ ان کے نفوس قدسیہ کو زمین پر حرام کر دیا ہے اس لئے وہ انبیاء کے اجسام کو بگاڑ نہیں سکتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بہر حال اس ارشاد مذکور سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی ارواح کا ان کے اجسام کے ساتھ علاقہ بعد موت بھی قائم رہتا ہے تو پھر ان کے جسموں کے سالم اور محفوظ رہنے میں کیا شبہ ہے اب اس حقیقت کو تسلیم کر لینے کے

بعد یہ شبہ بھی ختم ہو جاتا ہے کہ حضور ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی خدمت میں درود شریف کس طرح پیش کیا جائے گا۔

باب الامر بالسواك يوم الجمعة

باب جمعہ کے روز مسواک کرنے کا حکم دینا

اخبرنا محمد بن سلمة قال حدثنا ابن وهب عن عمرو بن الحارث ان سعيد بن ابي هلال وبكير بن الاشج اخبراه عن ابي بكر بن المنكدر عن عمرو بن سليم عن عبد الرحمن بن ابي سعيد عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الغسل يوم الجمعة واجب على كل محتلم والسواك ويمس من الطيب ما قدر عليه الاان بكيراً لم يذكر عبد الرحمن وقال في الطيب ولو من طيب المرأة۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جمعہ کے دن غسل کرنا ہر بالغ شخص پر واجب ہے اور مسواک کرنا اور جو بھی خوشبو ہاتھ آجائے اگرچہ عورت کی خوشبو ہی سے ہو جمعہ کے روز لگاوے۔

تشریح: مسواک کی مسنونیت میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ اس پر حضور ﷺ نے مواظبت فرمائی خاص طور سے جمعہ کے روز وضو اور غسل کے وقت طہارت نظافت کی تکمیل کے لئے اس کا زیادہ اہتمام کرنا چاہئے۔ **(كذا في المرقات)**

"الاان بكيراً الخ" بکیر نے اس حدیث کو بلا واسطہ عبدالرحمٰن حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور سعید بن ابی ہلال نے بواسطہ عبدالرحمٰن حضرت ابوسعید خدری سے روایت کیا ہے نیز استعمال خوشبو کے بارہ میں **"ولو من طيب المرأة"** کا لفظ بکیر کی روایت میں ہے بکیر اس کو اپنی روایت میں نقل کرتے ہیں بہر حال اس کلام سے واضح ہوتا ہے کہ اگر اپنے پاس عطر وغیرہ خوشبو ہو تو جمعہ کے روز اسے استعمال کرے اور اگر اپنے پاس نہ ہو تو اپنی بیوی سے مانگ لے حالانکہ شریعت کی طرف سے عورتوں کو جس خوشبو کی اجازت دی ہے وہ ایسی ہو کہ رنگ اس کا ظاہر ہو مگر خوشبودار نہ ہو اور ایسی خوشبو کا استعمال کرنا مردوں کے لئے مکروہ تو اس کے باوجود زنانی خوشبو کا استعمال مرد کے لئے جائز قرار دینے سے واضح ہوتا ہے کہ جمعہ کے دن خوشبو کا استعمال مستحب مؤکد ہے۔ **(والله تعالى اعلم، قاله علامة السندهيؒ)**

باب الامر بالغسل يوم الجمعة

جمعہ کے روز غسل کے حکم دینے کا بیان

اخبرنا قتيبة عن مالك عن نافع عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا جآء احدكم الجمعة فليغتسل۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص جمعہ میں جانے کا ارادہ کرے اس کو غسل کر لینا چاہئے۔

باب ایجاب الغسل یوم الجمعة

جمعہ کے روز غسل واجب ہونے کا بیان

اخبرنا قتیبة عن مالك عن صفوان بن سلیم عن عطاء بن یسار عن ابی سعید الخدری ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال غسل یوم الجمعة واجب علی کل محتلم.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن کا غسل ہر بالغ شخص پر واجب ہے۔

اخبرنا حمید بن مسعدة قال حدثنا بشر قال حدثنا داؤد بن ابی هند عن ابی الزبیر عن جابر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم علی کل رجل مسلم فی کل سبعة ایام غسل یوم وهو یوم الجمعة.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مسلمان مرد پر ہر سات دنوں میں جمعہ کے دن کا غسل ہے۔

تشریح: غسل جمعہ کے بارے میں اختلاف ہے اہل ظاہر واجب کہتے ہیں اور حافظ ابن حجرؒ کی تصریح کے مطابق امام احمدؒ کی دو روایتوں میں سے ایک روایت کے اعتبار سے ان کے نزدیک بھی غسل واجب ہے اس روایت کو حافظ ابن حجرؒ کے حوالہ سے فتح الملہم میں نقل کیا ہے اور اس وجوب غسل کے قول کی نسبت امام مالکؒ کی طرف بھی کی گئی ہے، حکاہ ابن المنذرؒ والخطابیؒ، مگر قاضی عیاضؒ وغیرہ نے کہا کہ یہ قول امام مالکؒ کے مذہب میں معروف ومشہور نہیں نیز ابن عبدالبرؒ مالکی نے استذکار میں لکھا کہ میں نہیں جانتا کہ کسی نے غسل جمعہ واجب کہا ہو سوائے ظاہریہ کے وہ البتہ واجب کہتے ہیں اور ابن عبدالبر مالکی نے کہا کہ ابن وہبؒ نے روایت کی کہ امام مالکؒ سے سوال کیا گیا کہ غسل جمعہ واجب ہے انہوں نے فرمایا کہ وہ سنت ہے پھر پوچھا گیا کہ حدیث میں تو واجب کا لفظ آیا ہے فرمایا کہ ایسی بات نہیں ہے کہ جو حدیث میں ہو وہ واجب ہو جاوے اور اشہب نے روایت کی کہ امام مالکؒ سے غسل جمعہ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ حسن ہے یعنی اچھا عمل ہے واجب نہیں۔

جمہور علماء کا قول یہ ہے کہ جمعہ کے واسطے غسل سنت ہے اہل ظاہر کا استدلال حدیث باب "غسل یوم الجمعة واجب علی کل مسلم محتلم" سے ہے نیز عنوان سابق کے ذیل کی حدیث میں صیغۂ امر "فلیغتسل" سے استدلال کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ صیغۂ امر وجوب کے لئے ہے لہٰذا غسل جمعہ واجب ہے۔

جمہور علماء کی دلیل حضرت سمرة بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے جو اگلے باب کے تحت مذکور ہے اس حدیث کو امام نسائیؒ کے علاوہ امام ترمذیؒ اور امام ابوداؤدؒ وغیرھما نے بھی روایت کیا ہے اور امام ترمذیؒ نے اس کو حدیث حسن قرار دیا ہے اور ابو حاتمؒ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے، (کما فی المرقات وکذا نقل ابنه عنه تصحیحه کما فی حاشیة الدرایة)

اور اہل ظاہر کے دلائل کا جواب جمہور علماء یہ دیتے ہیں کہ غسل جمعہ شروع میں واجب تھا پھر منسوخ ہو گیا لیکن اس جواب کے متعلق اہل ظاہر کہہ سکتے ہیں کہ ناسخ یعنی حدیث سمرۃ کو اگرچہ امام ترمذیؒ نے حسن قرار دیا ہے اور ابو حاتمؒ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے پھر بھی وہ قوت میں حدیث وجوب کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتی نیز اس میں تاریخ کا بھی علم نہیں لہٰذا تعارض کے وقت حدیث موجب مقدم ہوگی دوسرا جواب یہ ہے کہ وجوب غسل جمعہ کا حکم ایک علت کی بناء پر تھا جب وہ علت ختم ہوگئی تو حکم بھی ختم چنانچہ اسی امر کی طرف حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث اشارہ کر رہی ہے "انه سئل عن غسل یوم الجمعة أواجب هو فقال لا ولكنه اطهر لمن اغتسل ومن لم يغتسل فليس بواجب عليه وسأ خبركم عن بدأ الغسل كان الناس مجهودين يلبسون الصوف ويعملون وكان مسجدهم ضيقا فلما آذى بعضهم بعضاً قال النبي صلى الله عليه وسلم ايها الناس اذا كان هذا اليوم فاغتسلوا قال ابن عباس ثم جاء الله بالخير ولبسوا غير الصوف وكفوا العمل ووسع المسجد. اخرجه ابوداؤد والطحاوی واسناده حسن" اور اس کا شاہد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث ہے جو امام نسائیؒ نے اگلے باب کے ماتحت روایت کی ہے بہر حال حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ انہوں نے غسل جمعہ کا حکم واجب ہونے کا انکار نہیں کیا بلکہ اس کو ثابت کیا ہے لیکن ان کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ چونکہ وہ عارض ختم ہو گیا جس کی وجہ سے غسل جمعہ حکم دیا گیا تھا اس لئے غسل جمعہ کا وجوبی حکم بھی ختم ہو گیا البتہ استحباب مؤکدہ باقی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی نفی نہیں کی اور نہ اب کسی کے لئے اس بات کی گنجائش ہے کہ وہ اس کی نفی کرے، تیسرا جواب یہ ہے کہ صیغۂ امر "فليغتسل" سے وجوب مراد نہیں بلکہ "ندب" مراد ہے اور لفظ واجب سے مراد ثابت ہے یعنی بطور تاکید شرعاً غسل جمعہ ثابت ہے تو گویا یوں فرمایا کہ بلحاظ اخلاق کریمہ اور حسن سنت کے یوم جمعہ کا غسل ثابت ہے، اس تیسرے جواب کی تائید حضرت امام شافعیؒ کے ارشاد سے ہوتی ہے امام شافعیؒ نے حضرت ابن عمر اور حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی دونوں حدیثیں نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ ارشاد نبوی واجب کے اندر دو معنوں کا احتمال ہے، احتمال اوّل یہ ہے کہ اس کا ظاہری معنی مراد لیں یعنی غسل واجب ہے سوائے اس کے نماز جمعہ کے لئے کوئی اور طہارت کافی نہ ہوگی احتمال ثانی یہ ہے کہ غسل جمعہ بلحاظ اخلاق کریمہ اور نظافت کے ثابت و متاکد ہے بہر حال دونوں احتمال ذکر کرنے کے بعد امام شافعیؒ نے احتمال ثانی کو راجح قرار دینے کے لئے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصہ سے استدلال کیا ہے یہ واقعہ صحیح مسلم میں کتاب الجمعہ کے ذیل میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے نقل کیا ہے (اس واقعہ میں آیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صرف وضوء پر اکتفاء کرنے سے انکار کیا) تاہم حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غسل جمعہ کی خاطر نماز جمعہ کو ترک نہیں کیا اور غسل کے لئے واپس گھر نہیں گئے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ان کو لوٹ کر غسل کر کے آنے کا حکم نہیں دیا جس سے معلوم ہو گیا کہ دونوں حضرات اس بات سے واقف تھے کہ امر بالغسل استحباب کے لئے ہے نہ کہ وجوب کے لئے، غرض کہ امام شافعیؒ کا یہ استدلال مضبوط ہے اس پر محدثین نے اعتماد کیا ہے چنانچہ اسی جواب کے متعلق حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اس جواب پر اکثر محدثین نے مثلاً ابن خزیمہؒ وطبریؒ وطحاویؒ وابن حبانؒ اور ابن عبد البرؒ وغیرہم نے اعتماد کیا ہے اور بعض محدثین نے اس جواب مذکور پر اتنا اور اضافہ کیا ہے کہ جتنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مسجد

میں حاضر تھے سب نے حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی موافقت کی لہٰذا جمعہ کا غسل صحت نماز جمعہ کے لئے شرط نہ ہونے پر صحابہ کا اجماع ہو چکا ہے نیز غسل جمعہ واجب نہ ہونے پر حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ حدیث بھی دلالت کر رہی ہے جو اوپر کے عنوان "باب الامر بالسواك يوم الجمعة" کے تحت گذر چکی ہے کیونکہ اس حدیث میں غسل یوم الجمعۃ کے ساتھ متصلاً مسواک اور استعمال خوشبو کا ذکر فرمایا ہے اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ جمعہ کے روز مسواک باتفاق علماء واجب نہیں اور خوشبو کا استعمال بھی اکثر سلف کے نزدیک واجب نہیں، لہٰذا غسل جمعہ بھی واجب نہ ہونا چاہئے۔ (والله تعالىٰ اعلم، فتح الملهم: ۳۸۴/۲، ملخصاً)

باب الرخصة فی ترک الغسل یوم الجمعة

اس بات کے بیان میں کہ جمعہ کے دن ترک غسل جائز ہے

اخبرنا محمود بن خالد عن الوليد قال حدثني عبد الله بن العلاء انه سمع القاسم بن محمد بن ابی بكرانهم ذكروا غسل يوم الجمعة عندعائشة فقالت انما كان الناس يسكنون العالية فيحضرون الجمعة وبهم وسخ فاذا اصابهم الروح سطعت ارواحهم فيتأذى بها الناس فذكر ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال اولا يغتسلون.

حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جمعہ کے دن کے غسل کا تذکرہ کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ لوگ شہر مدینہ کے باہر کی بستیوں میں رہتے تھے وہ جمعہ کے لئے (مسجد نبوی میں) گرد و غبار اور میل کچیل والے بدن اور کپڑے کے ساتھ حاضر ہوتے تھے جب ہوا چلتی تو ان کے بدن اور کپڑے سے بدبو پھیلتی جس سے لوگوں کو تکلیف پہنچتی تھی پس لوگوں نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ لوگ غسل نہیں کرتے۔

اخبرنا ابو الاشعث عن يزيد بن زريع قال حدثنا شعبة عن قتادة عن الحسن عن سمرة قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم من توضأ يوم الجمعة فبها ونعمت ومن اغتسل فالغسل افضل قال ابو عبد الرحمن الحسن عن سمرة كتابا ولم يسمع الحسن من سمرة الاحديث العقيقة والله تعالى اعلم.

حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے جمعہ کے دن وضو ہی پر اکتفاء کیا تو خوب ہے اور یہ خصلت طہارت کی اچھی ہے اور جس نے غسل کیا تو غسل افضل ہے۔

تشریح: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس بیان سے واضح ہو گیا کہ شروع میں غسل جمعہ کا حکم اسی عارض کی وجہ سے دیا گیا تھا جو انہوں نے اپنی روایت میں ذکر کیا ہے کہ لوگ کھیتی باڑی کا کام خود ہی کرتے تھے اور پسینے و گرد و غبار میں جمعہ کے روز دور سے آتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لو انكم تطهر تم ليومكم هذا" یہ الفاظ بروایت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا صحیح

مسلم کے ہیں ان کی ایک اور روایت میں آیا ہے "لو اغتسلتم یوم الجمعة" کاش تم اپنے اس روز کے لئے خوب طہارت کر لیتے ، اور یہی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا جو اوپر کی تقریر میں گذر چکا ہے پھر جب لوگ فارغ البال ہوئے اور موٹی اونی چادر کی بجائے اچھے کپڑے استعمال کرنے لگے اور مسجد کی توسیع کی گئی تو وہ عارض ختم ہو گیا اور جب وہ عارض ختم تو حکم وجوبی بھی ختم کیونکہ اصل ہر حکم میں یہ ہے کہ جب تک علت باقی رہتی ہے حکم بھی باقی رہتا ہے اور جب علت ختم ہو جاتی ہے تو حکم بھی ختم ، البتہ استحباب مؤکدہ غسل جمعہ کا اب بھی باقی ہے اس کی نفی کسی کی روایت سے ثابت نہیں ہوتی اس تقریر سے دونوں قسم کی روایات میں تطبیق ہو جاتی ہے۔ (واللّٰہ تعالٰی اعلم)

"قال ابو اعبد الرحمن الحسن عن سمرة الخ" امام نسائی فرماتے ہیں کہ حسن بصریؒ نے سوائے حدیث عقیقہ کے اور کوئی حدیث حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہیں سنی لہٰذا یہ حدیث باب انہوں نے حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب سے بیان کی یہی قول بزارؒ وغیرہ کا ہے اور امام میں لکھا ہے "من روایة الحسن عن سمرة علی الاتصال یصحح هذا الحدیث وهو مذهب علی بن المدینی کما نقله عنه البخاری والترمذی وغیرهما" اس سے واضح ہوتا ہے کہ شاید اس حدیث کا سماع بھی حضرت سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہو۔ (نیل الاوطار)

فضل غسل یوم الجمعة

جمعہ کے دن غسل کی فضیلت کا بیان

اخبرنا عمرو بن منصور وهارون بن محمد بن بکار بن بلال واللفظ له قالا حدثنا ابو مسهر حدثنا سعید بن عبد العزیز عن یحیٰی بن الحارث عن ابی الاشعث الصنعانی عن اوس بن اوس عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال من غسّل واغتسل وغدا وابتکر ودنا من الامام ولم یلغ کان له بکل خطوة عمل سنةٍ صیامها وقیامها.

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے روز غسل کرے اور سویرے جاوے اور اوّل خطبہ پاوے اور امام کے قریب بیٹھے اور فضول بات نہ کہے تو اس کے واسطے اس کے ہر قدم پر ایک سال کے روزوں اور اس کی راتوں کے قیام کا ثواب لکھا جاتا ہے۔

تشریح: حدیث کا لفظ غسل تشدید اور تخفیف دونوں کے ساتھ مروی ہے بعض حضرات نے تشدید کے ساتھ پڑھا ہے اس صورت میں ترجمہ یہ ہوگا کہ جس نے (اپنی بیوی) کو غسل کرایا اور خود بھی غسل کیا مطلب یہ کہ نماز جمعہ کے واسطے نکلنے سے پہلے اپنی بیوی سے صحبت کر کے اس کو غسل کرایا اور خود بھی غسل کیا تا کہ دل نہ بھٹکے اور نماز جمعہ میں حضور قلب ہو کیونکہ اس زمانہ میں عورتیں جمعہ میں حاضر ہوتی تھیں پھر اوّل وقت مسجد میں جا کر امام کے قریب بیٹھے اور اوّل خطبہ پاوے تو اس کے واسطے اس کے ہر قدم پر ایک برس کے عمل کا ثواب یعنی سال بھر کے روزوں اور اس کی راتوں کے قیام کے ساتھ لکھا جاتا ہے مگر علامہ نوویؒ نے کہا کہ محققین

علماء تخفیف سین کے ساتھ پڑھنے کو زیادہ راجح قرار دیتے ہیں اور اس کی یہ توجیہ کرتے ہیں کہ غسل کو غسل رأس پر محمول کیا جائے اور دوسرے لفظ کو غسل جمعہ پر کیونکہ لوگوں کی عادت یہ تھی کہ پہلے خطمی وغیرہ سے اپنے سروں کو دھوتے تھے اس کے بعد غسل کرتے تھے اس کی تائید ابوداؤد کی روایت سے ہوتی ہے اس میں آیا ہے "من غسل رأسه يوم الجمعة واغتسل الخ" اور یہی توجیہ مذکور امام ابوداؤدؒ اور بیہقیؒ نے مکحولؒ وغیرہ سے نقل کی ہے اور بعضوں نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ اعضاء وضوء کو دھوئے پھر جمعہ کے لئے غسل کرے۔ (مرقات وحاشية النسائي)

باب الهيأت للجمعة

جمعہ کے لئے اچھی ہیئت اختیار کرنے کا بیان

اخبرنا قتيبة عن مالك عن نافع عن عبد الله بن عمر ان عمربن الخطاب رأى حلة فقال يا رسول الله لو اشتريت هذه فلبستها يوم الجمعة وللوفد اذا قدموا عليك قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انما يلبس هذه من لاخلاق له فى الأخرة ثم جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم مثلها فاعطى عمر منها حلةً فقال عمر يا رسول الله كسوتنيها وقد قلت فى حلة عطارد ما قلت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لم اكسكها لتلبسها فكسا ها عمر اخاله مشركا بمكة.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک حلہ یعنی کپڑوں کا جوڑا دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ اس حلہ کو خرید لیں پھر اس کو جمعہ کے دن اور وفد کی آمد کے وقت استعمال فرمائیں تو (میرے خیال میں بہت اچھا ہوگا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوائے اس کے اور کوئی بات نہیں کہ اپنا لباس تو وہی لوگ پہنتے ہیں جن کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بالکل ویسا ہی جوڑا آیا تو اس میں سے ایک حلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے مجھے حلہ عنایت کیا حالانکہ حلہ عطارد کے بارے میں آپ نے یوں فرمایا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تو تمہیں اس لئے نہیں دیا کہ تم اس کو خود پہن لیا کرو پھر اس کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مشرک بھائی کو دے دیا جو مکہ میں رہتا تھا۔

اخبرني هارون بن عبدالله قال حدثنا الحسن بن سوار قال حدثنا الليث قال حدثنا خالد عن سعيد عن ابى بكر بن المنكدر ان عمرو بن سليم اخبره عن عبد الرحمن بن ابى سعيد عن ابيه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان الغسل يوم الجمعة على كل محتلم والسواك وان يمس من الطيب ما يقدر عليه.

حضرت ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک جمعہ کے دن کا غسل ہر بالغ شخص پر ہے اور مسواک کا استعمال کرنا اور خوشبو لگانا بھی جس کی وہ قدرت رکھتا ہو۔

تشریح: اس حدیث باب سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے لئے عمدہ لباس استعمال کرنا جائز ہے ویسے تو شریعت کا تقاضا ہے کہ نمازی ہر نماز کے لئے اچھے کپڑے پہنے میلے کچیلے کپڑے نہ پہنے خاص طور سے جمعہ کے لئے عمدہ لباس استعمال کرے اس کی مشروعیت اس حدیث سے ثابت ہوتی ہے جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بازار مدینہ میں عطارد بن حاجب بن زرارۃ تمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حلہ فروخت کرتے دیکھا تو عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ اس حلہ کو جمعہ اور وفد کی آمد کے روز استعمال کرنے کے لئے خرید فرمالیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس تجویز سے انکار نہیں فرمایا بلکہ اس پر سکوت فرمایا جس سے جمعہ کے لئے بڑھیا اور عمدہ لباس پہننے کا جواز ثابت ہوتا ہے ہاں انکار اسی خاص حلہ کے استعمال سے فرمایا کیونکہ وہ ریشمی تھا اس لئے اظہار نفرت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا "انما يلبس هذه من لاخلاق له في الأخرة" اس قسم کا ریشمی لباس تو دنیا میں وہ لوگ پہنتے ہیں جن کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ریشمی لباس مردوں کے لئے حرام ہے تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیوں ریشمی حلہ عنایت فرمایا جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہیں سے ریشمی کپڑوں کے متعدد جوڑے بھیجے گئے تھے جس کا راوی حدیث نے حدیث باب کے آخری حصہ میں ذکر کیا ہے چنانچہ وہ حلہ دیکھ کر جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عنایت فرمایا تھا ایک دم بے چین ہو گئے اس لئے اسی وقت دریافت فرمایا کہ یارسول اللہ آپ نے خود ہی حلہ عطارد کے بارے میں فرمایا "انما يلبس هذه من لا خلاق له في الآخرة" تو پھر آپ نے مجھے یہ حلہ کیوں عطا فرمایا یہ بھی تو ریشمی ہے اس کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تمہیں یہ حلہ اس لئے نہیں دیا کہ تم خود اس کو پہنو بلکہ اور طریقہ سے بھی نفع اٹھا سکتے ہو، پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ حلہ اپنے مشرک بھائی کو جو مکہ میں رہتا تھا دے دیا بعضوں نے کہا کہ وہ ماں کی طرف سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھائی تھا اور بعضوں نے کہا دودھ شریک بھائی تھا، لیکن نسائی اور صحیح ابی عوانہ میں ہے "فكسا ها اخاله من امه مشركا" اور بخاری کی روایت کے الفاظ یہ ہیں "ارسل بها عمر رضي الله تعالىٰ عنه الى اخ له من امه من اهل مكة قبل ان يسلم" اس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ماں شریک بھائی تھا جو بعد میں مسلمان ہو گیا تھا۔ (والله تعالىٰ اعلم)

فضل المشي الى الجمعة

جمعہ کی طرف چلنے کی فضیلت کا بیان

اخبرنا عمرو بن عثمان بن سعيد بن كثير قال حدثنا الوليد عن عبد الرحمن بن يزيد ابن جابر انه سمع ابا الاشعث حدثه انه سمع اوس بن اوس صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اغتسل يومِ الجمعة وغسل وغدا وابتكر ومشي ولم يركب ودنا من الامام وانصت ولم يلغ كان له بكل خطوة عمل سنةٍ.

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں وہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور مسجد میں سب سے پہلے جائے اور پیدل چل کر جائے سوار ہو کر نہ جائے اور امام کے قریب

بیٹھے اور خاموشی سے خطبہ سنے فضول بات نہ کہے تو اس کو اس کے ہر قدم پر ثواب ایک سال کے عمل کا ملے گا۔

باب التبكير الى الجمعة

جمعہ کے واسطے سویرے جانے کا بیان

اخبرنا نصر بن علي بن نصرعن عبد الاعلى قال حدثنا معمر عن الزهري عن الاغرابي عبد الله عن ابي هريرة ان النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا كان يوم الجمعة قعدتِ الملٰئكةُ على ابواب المسجد فكتبوا من جآء الى الجمعة فاذا خرج الامام طوت الملئكة الصحف قال فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم المهجر الى الجمعة كالمهدي يعني بدنة ثم كالمهدي بقرة ثم كالمهدي شاة ثم كالمهدي بطة ثم كالمهدي دجاجة ثم كالمهدي بيضة.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جمعہ کا دن آتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازوں پر بیٹھ جاتے ہیں پھر جمعہ کے لئے آنے والوں کو لکھتے جاتے ہیں پھر جب امام نکلتا ہے تو فرشتے دفتر لپیٹ لیتے ہیں راوی حدیث کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے لئے سب سے پہلے آنے والا اس شخص کی طرح ہے جو اونٹ صدقہ کرتا ہے (یعنی سب سے زیادہ ثواب پاتا ہے) اس کے بعد آنے والا گائے صدقہ کرنے والے کے برابر ثواب پاتا ہے پھر بکری صدقہ کرنے والے کے برابر ثواب پاتا ہے پھر بطخ صدقہ کرنے والے کے برابر ثواب پاتا ہے پھر مرغی صدقہ کرنے والے کے برابر پھر بیضہ صدقہ کرنے والے کے برابر۔

اخبرنا محمد بن منصور قال حدثنا سفيان عن الزهري عن سعيد عن ابي هريرة يبلغ به النبي صلى الله عليه وسلم اذا كان يوم الجمعة كان على كل باب من ابواب المسجد ملٰئكة يكتبون الناس على منازلهم الاول فالاول فاذا خرج الامام طويت الصحف فاستمعوا الخطبة فالمهجر الى الصلٰوة كالمهدي بدنة ثم الذي يليه كالمهدي بقرة ثم الذي يليه كالمهدي كبشاً حتى ذكر الدجاج والبيضة.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بطور مرفوع روایت کرتے ہیں کہ جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو مسجد کے دروازوں میں سے ہر دروازہ پر فرشتے ہوتے ہیں آنے والے لوگوں کو ان کے درجات کے مطابق لکھتے ہیں یعنی سب سے اوّل آنے والے کو پھر اوّل آنے والے کو پھر جب امام (خطبہ کے لئے) نکلتا ہے تو صحیفے لپیٹ لئے جاتے ہیں پھر فرشتے خطبہ سنتے ہیں پس نماز جمعہ کے واسطے سویرے جلدی جانے والے کو اونٹ صدقہ کرنے والے کے برابر ثواب ملتا ہے پھر اس کے بعد جو آتا ہے وہ گائے صدقہ کرنے والے کے برابر ثواب پاتا ہے پھر اس کے بعد جو آتا ہے اس کو دنبہ صدقہ کرنے والے کے برابر ثواب ملتا ہے حتیٰ کہ مرغی اور انڈے کا بھی ذکر فرمایا یعنی اس کے بعد جو آتا ہے وہ مرغی صدقہ کرنے والے کے برابر ثواب پاتا ہے اور اس کے بعد جو آتا ہے وہ انڈے صدقہ کرنے والے کے برابر ثواب پاتا ہے۔

اخبرنا الربيع بن سليمان قال حدثنا شعيب بن الليث قال حدثنا الليث عن ابن عجلان عن سمي

عن ابی صالح عن ابی هریرة عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال تقعد الملئکة یوم الجمعة علی ابواب المسجد یکتبون الناس علی منازلهم فالناس فیه کرجل قدم بدنة وکرجل قدم بدنة وکرجل قدم بقرة وکرجل قدم بقرة وکرجل قدم شاة وکرجل قدم شاة وکرجل قدم دجاجة وکرجل قدم دجاجة وکرجل قدم عصفورا وکرجل قدم عصفورا وکرجل قدم بیضة وکرجل قدم بیضة وقت الجمعة.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کہ فرشتے جمعہ کے دن دروازے پر بیٹھتے ہیں اور لوگوں کے نام بالترتیب ان کے مراتب کے مطابق لکھتے ہیں پس کسی کو موٹا تازہ اونٹ صدقہ کرنے والے کے برابر ثواب ملتا ہے اور کوئی دبلا اونٹ صدقہ کرنے والے کے برابر ثواب پاتا ہے اور کوئی موٹی تازی گائے صدقہ کرنے والے کی طرح ہے اور کوئی دبلی گائے صدقہ کرنے والے کی طرح ہے اور کوئی موٹی تازی بکری صدقہ کرنے والے کے برابر ثواب پاتا ہے اور کوئی دبلی بکری صدقہ کرنے والے کے برابر ثواب پاتا ہے اور کوئی موٹی تازی مرغی صدقہ کرنے والے کے برابر ثواب پاتا ہے اور کوئی کمزور مرغی صدقہ کرنے والے کے برابر ثواب پاتا ہے اور کوئی فربہ چڑیا صدقہ کرنے والے کے برابر ثواب پاتا ہے اور کوئی لاغر چڑیا صدقہ کرنے والے کے برابر ثواب پاتا ہے اور کسی کو اس شخص کے برابر ثواب ملتا ہے کہ جس نے عمدہ بیضہ صدقہ کیا ہو اور کسی کو اس شخص کے برابر ثواب ملتا ہے کہ جس نے خراب بیضہ صدقہ کیا ہو جمعہ کے وقت۔

اخبرنا قتیبة عن مالك عن سمی عن ابی صالح عن ابی هریرة ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال من اغتسل یوم الجمعة غسل الجنابة ثم راح فکانما قرب بدنة ومن راح فی الساعة الثانیة فکانما قرب بقرة ومن راح فی الساعة الثالثة فکانما قرب کبشا ومن راح فی الساعة الرابعة فکانما قرب دجاجة ومن راح فی الساعة الخامسة فکانما قرب بیضة فاذا خرج الامام حضرت الملئکة یستمعون الذکر.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن جنابت کا غسل کرے پھر (اوّل ساعت میں) جامع مسجد کو گیا تو گویا اس نے اونٹ صدقہ کیا ہے اور جو شخص دوسری ساعت میں گیا تو گویا اس نے گائے صدقہ کی اور جو تیسری ساعت میں گیا تو گویا اس نے دنبہ صدقہ کیا اور جو چوتھی ساعت میں گیا تو گویا اس نے مرغی صدقہ کی اور جو پانچویں ساعت میں گیا تو گویا اس نے بیضہ صدقہ کیا پھر جب امام نکلتا ہے تو فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور خطبہ سنتے ہیں۔

اخبرنا عمرو بن سواد بن الاسود بن عمرو والحارث ابن مسکین قراء ة علیه وانا اسمع واللفظ له عن ابن وهب عن عمرو بن الحارث عن الجلاح مولی عبد العزیز ان ابا سلمة بن عبد الرحمن حدثه عن جابر بن عبد اللّٰہ عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال یوم الجمعة اثنتاعشرة ساعة لایوجد فیها عبد مسلم یسأل اللّٰہ شیئا الا اتاه ایاه فالتمسوها آخر ساعة بعد العصر.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جمعہ کے دن بارہ ساعتیں ہوتی

ہیں ان میں ایک ساعت ایسی ہوتی ہے کہ جب کوئی مسلمان بندہ اس میں اللہ تعالیٰ سے (شرائط دعا کے مطابق) کوئی چیز مانگے تو اللہ تعالیٰ اس بندہ کی مانگی ہوئی چیز اس کو دے دیتے ہیں تم اس ساعت اجابت کو عصر کے بعد کی آخری ساعت میں تلاش کرو۔

اخبرنی هارون بن عبد الله قال حدثنی یحیٰی بن آدم قال حدثنا حسن بن عیاش قال حدثنا جعفر بن محمد عن ابیه عن جابر بن عبد الله قال کنا نصلی مع رسول الله صلی الله علیه وسلم الجمعة ثم نرجع فنریح نواضحنا قلت ایة الساعة قال زوال الشمس.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ پڑھتے پھر واپس ہوتے اور اپنے اونٹوں کو آرام کیلئے چھوڑ دیتے میں نے عرض کیا جمعہ کس وقت پڑھا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آفتاب ڈھلنے کے بعد۔

اخبرنا شعیب بن یوسف قال حدثنا عبد الرحمن عن یعلی بن الحارث قال سمعت ایاس بن سلمة بن الاکوع یحدث عن ابیه قال کنا نصلی مع رسول الله صلی الله علیه وسلم الجمعة ثم نرجع ولیس للحیطان فی یستظل به.

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ پڑھتے اس کے بعد واپس ہوتے اس وقت دیواروں کا اتنا سایہ نہ ہوتا تھا کہ ان کے سایہ میں بیٹھا جائے یا چلا جائے۔

تشریح: باب کی پہلی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرنے والے کا اصل نام سلمان اور کنیت ابو عبداللہ اور لقب اغر ہے وہ ثقہ اور کبار تابعین میں سے تھے۔ (کذا فی التقریب)

انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطہ سے تبکیر کا جو ثواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے اس میں دو قول ہیں ایک یہ کہ ثواب موعودہ کی ساعتیں بعد زوال آفتاب شروع ہوتی ہیں اور خطبہ شروع ہونے تک جس قدر فاصلہ اور وقت ہو اس کے مساوی حصہ کر کے جزء اوّل میں جمعہ کے لئے آنے والا اونٹ صدقہ کرنے والے کے برابر اور جزء ثانی میں آنے والا گائے صدقہ کرنے والے کے برابر اور جزء ثالث میں آنے والا بکری صدقہ کرنے والے کے برابر او جزء رابع میں آنے والا بطخ صدقہ کرنے والے کے برابر اور جزء خامس میں آنے والا مرغی صدقہ کرنے والے کے برابر اور جزء سادس میں آنے والا بیضہ صدقہ کرنے والے کے برابر ثواب پاتا ہے اب ساعات سے مراد اصطلاحی ساعات ہوں گی، لہٰذا بہ ترتیب ساعات مذکورہ ثواب ملے گا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ ساعات موعودہ بالثواب صبح سے شروع ہوتی ہیں کیونکہ اکثر صبح سے زوال تک چھ ساعات ہوتی ہیں معمولی سے فرق کا اعتبار نہیں تو یہاں بھی بہ ترتیب ساعات ثواب ملے گا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں آیا ہے "یوم الجمعة اثنتا عشرة ساعة الخ" کہ جمعہ کے دن بارہ ساعات ہیں، یہاں ساعۃ سے مراد ساعۃ نجومیہ ہے ان میں ایک ساعت بڑی اہمیت کا حامل ہے اس میں بندہ شرائط دعا کے مطابق اللہ تعالیٰ سے جو کچھ مانگے اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرما دیتے ہیں اور اکثر علماء کے نزدیک وہ ساعت معلوم اور متعین ہے اب وہ کونسی ساعت ہے جس میں بندہ کی ہر درخواست اللہ تعالیٰ منظور فرما لیتے ہیں، تو اس ساعت اجابت کے بارے میں مختلف اقوال

ہیں ان سب اقوال کو حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں نقل کیا ہے اور حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے بذل المجھود میں بیالیس اقوال نقل کئے ہیں لیکن ان میں دو قول زیادہ مشہور ہیں ایک تو نماز عصر سے غروب آفتاب تک کا وقت، دوسرا قول یہ ہے کہ خطبہ کے لئے امام کے منبر پر بیٹھنے اور ادائیگی نماز کے وقت تک، قول اوّل حضرت عبد اللہ بن سلام اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام احمدؒ اور اسحقؒ وغیرہم کا ہے اس کی تائید نسائی شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ہوتی ہے جو آگے آ رہی ہے اور ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں "التمسوا الساعة التی ترجٰی فی یوم الجمعة بعد العصر الٰی غیبوبة الشمس" اور دوسرا قول امام بیہقیؒ اور ابن العربیؒ وغیرھم کا ہے اس کی تائید صحیح مسلم میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ہوتی ہے اس میں یہ الفاظ آئے ہیں "ھی مابین ان یجلس الامام الٰی ان تقضی الصلوٰة" الغرض فریق اوّل نے حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول "ھی آخر ساعة من یوم الجمعة قبل ان تغیب الشمس الخ" کی بناء پر جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں مذکور ہے قول اوّل کو اختیار کیا ہے اور فریق ثانی نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کی بناء پر قول ثانی کو اختیار کیا ہے اور فریق اوّل حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ حدیث بوجہ انقطاع اور اضطراب کے معلول ہے منقطع اس لئے ہے کہ راوی حدیث مخرمہ بن بکیر نے اپنے والد سے نہیں سنا اور مضطرب اس لئے ہے کہ اس کو ابواسحٰق اور واصل الاحدب اور معاویہ بن قرۃ وغیرہ نے ابوبردہ کا قول نقل کیا ہے اور یہ سب رواۃ اہل کوفہ ہیں اور حضرت ابوبردہ بھی اہل کوفہ سے ہیں لہٰذا ابواسحٰق وغیرہ حدیث ابی بردہ کو بکیر مدنی سے زیادہ جانتے ہیں نیز بطریق موقوف روایت کرنے والے زیادہ ہیں اور بطور فرمرفوع روایت صرف بکیر کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ دارقطنی نے قطعی طور پر حدیث موقوف ہونے کو صواب کہا ہے۔ (بذل المجھود، کوکب دری)

باب الاذان للجمعة

اذان جمعہ کا بیان

اخبرنا محمد ابن سلمة قال حدثنا ابن وهب عن یونس عن ابن شهاب قال اخبرنی السائب بن یزید ان الاذان کان اول حین یجلس الامام علی المنبر یوم الجمعة فی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم وابی بکر وعمر فلما کان فی خلافة عثمان وکثر الناس امر عثمان یوم الجمعة بالاذان الثالث یؤذن به علی الزوراء فثبت الامر علی ذٰلك.

ابن شہاب زہریؒ کہتے ہیں کہ مجھے سائب بن یزید نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں جمعہ کے دن پہلی اذان اس وقت ہوتی جبکہ امام منبر پر بیٹھ جاتے پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں لوگ زیادہ ہوگئے تو آپ نے جمعہ کے دن تیسری اذان کا حکم دیا یہ اذان مقام زوراء میں دی جاتی تھی پھر اسی پر اذان کا معاملہ ٹھہر گیا۔

اخبرنا محمد بن یحیٰی بن عبد اللّٰہ قال حدثنا یعقوب قال حدثنا ابی عن صالح عن ابن شہاب ان السائب بن یزید اخبرہ قال انما امر بالتأذین الثالث عثمان حین کثر اہل المدینۃ ولم یکن لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم غیر اذان واحد وکان التأذین یوم الجمعۃ حین یجلس الامام۔

ابن شہابؒ سے روایت ہے کہ سائب بن یزید نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیسری اذان کا حکم دیا جبکہ اہل مدینہ زیادہ ہوگئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے صرف ایک اذان ہوتی تھی اور وہ اذان اس وقت ہوتی تھی جبکہ امام منبر پر بیٹھ جاتے۔

اخبرنا محمد بن عبد الاعلیٰ قال حدثنا معتمر عن ابیہ عن الزہری عن السائب بن یزید قال کان بلال یؤذن اذا جلس رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی المنبر یوم الجمعۃ فاذا نزل اقام ثم کان کذٰلک فی زمن ابی بکر وعمر رضی اللّٰہ عنہما۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان دیتے تھے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر بیٹھ جاتے پھر جب اترتے تو تکبیر کہتے پھر اسی طرح ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں تھا۔

تشریح: یہ اذان جو آج کے دور میں قبل اذان خطبہ منارہ وغیرہ پر دی جاتی ہے وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت سے شروع ہوئی یہ اذان بلحاظ وجود اوّل اذان ہے لیکن بلحاظ مشروعیت ثالث ہے کیونکہ اس کی زیادتی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اجتہاد سے فرمائی جبکہ لوگوں کی کثرۃ ہوئی اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کی تائید کی اور کسی نے اس کی مخالفت نہیں کی تو گویا اس پر صحابہ کا اجماع ہوگیا اور اس کی مشروعیت اجماع صحابہ سے ہوئی اور چونکہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المؤمنین تھے اس لئے آپ نے مؤذن کو مسجد نبوی کے قریب ایک بلند جگہ زوراء پر اذان اوّل کہنے کا حکم دیا اور اس وقت سے اس کا سلسلہ شروع ہوگیا اب اس اذان اوّل کے بعد خرید وفروخت وغیرہ امور میں مشغول رہنا شرعاً منع ہے اور سعی الی الخطبہ واجب ہے۔

باب الصلوٰۃ یوم الجمعۃ لمن جاء وقد خرج الامام

جب جمعہ کے دن امام خطبہ کے لئے نکلا ہو اس وقت جو شخص مسجد میں داخل ہو اس کے واسطے نماز کا بیان

اخبرنا محمد بن عبد الاعلیٰ قال حدثنا خالد قال حدثنا شعبۃ عن عمرو بن دینار قال سمعت جابر بن عبداللّٰہ یقول ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال اذا جاء احدکم وقد خرج الامام فلیصل رکعتین قال شعبہ یوم الجمعۃ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو حالانکہ امام خطبہ کے لئے نکل چکا ہو تو اس کو چاہئے کہ دو رکعت پڑھ لے۔

تشریح: حدیث باب کے الفاظ "وقد خرج الامام" کے معنی یہ ہیں کہ امام خطبہ کے لئے اپنے حجرہ سے نکل چکا ہو لیکن خطبہ شروع نہیں کیا اس لئے کہ خطبہ کے وقت نماز کی ممانعت دوسری حدیث سے ثابت ہے اب اگر کوئی شخص ایسے وقت میں مسجد میں داخل ہو اس کو چاہئے کہ دو رکعت پڑھ لے ان دو رکعتوں کو امام شافعیؒ وغیرہ تحیۃ المسجد پر محمول کرتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک یہ دو رکعتیں واجب ہیں اور حنفیہ کے نزدیک غیر خطبہ کے وقت بھی واجب نہیں لہٰذا خطبہ کے وقت بطریق اولیٰ واجب نہیں یہی مسلک امام مالکؒ اور سفیان ثوریؒ اور جمہور صحابہ اور تابعین کا ہے۔ (کذا قال النوویؒ ونقله علی حاشیة النسائی: ۲۰۷/۱)

مقام الامام فی الخطبة

خطبہ میں امام کے کھڑے ہونے کی جگہ

اخبرناعمرو بن سوّادبن الاسودقال اخبرنا ابن وهب قال اخبرنا ابن جريج ان ابا الزبير حدثه انه سمع جابر بن عبد الله يقول كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا خطب يستند الى جذع نخلة من سوارى المسجد فلما صنع المنبر واستوى عليه اضطربت تلك السارية كحنين الناقة حتى سمعها اهل المسجد حتى نزل اليها رسول الله صلى الله عليه وسلم فاعتنقها فسكتت.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تو خطبہ کے وقت ایک ستون مسجد پر جو درخت کھجور کا تھا تکیہ لگا لیتے تھے جب منبر بنایا گیا تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھنا شروع کیا تو ایک دم وہ ستون بے چین ہو کر اونٹنی کے بچے کی طرح رونے لگا حتیٰ کہ اہل مسجد نے اس کے رونے کی آواز سنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے اور اس ستون کو اپنے بدن مبارک سے چمٹا لیا پس وہ خاموش ہو گیا۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطبہ منبر پر کھڑے ہوئے پڑھے علاوہ اس حدیث کے صحاح کی روایات سے بھی کھڑے ہو کر خطبہ پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے، صحیح بخاری کی روایت میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ ستون ہمیشہ ذکر سنا کرتا تھا اب جو نہ سنا تو رونے لگا (اس گریہ میں جس طرح مفارقت ذکر کو دخل ہے اسی طرح مفارقت ذاکر یعنی ذات مقدسہ نبویہ کو بھی دخل ہے ورنہ سینہ سے لگانے سے خاموش نہ ہو جاتا پس اس حیثیت سے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے یہ فائدہ کی بات حکیم الامت حضرت مولانا تھانویؒ نے فرمائی)

قیام الامام فی الخطبة

خطبہ میں امام کا کھڑا ہونا

اخبرنا احمد بن عبد الله بن الحكم قال حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا شعبة عن منصور عن عمرو بن مرة عن ابى عبيدة عن كعب بن عجزة قال ادخل المسجد و عبد الرحمن بن ام الحكم يخطب قاعداً فقال انظروا الى هذا يخطب قاعداً وقد قال الله عزوجل واذا راواتجارة اولهوا انفضوا اليها

وترکوا قائماً.

ابوعبیدہ حضرت کعب بن عجرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ مسجد میں داخل ہوئے اور اس وقت عبدالرحمٰن بن اُمّ الحکم بیٹھے خطبہ پڑھ رہا تھا تو حضرت کعب نے فرمایا اس نالائق کو دیکھو کہ بیٹھے خطبہ پڑھتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "و اذا راوا تجارۃ اولھوا انفضوا الیھا وترکوک قائماً" اور جب لوگ تجارت یا کھیل تماشا دیکھتے ہیں اس کی طرف دوڑتے ہیں اور آپ کو کھڑا چھوڑ جاتے ہیں۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطبہ میں متوارث طریقہ جو چلا آتا ہے وہ یہی ہے کہ خطبہ کھڑے ہو کر پڑھنا چاہئے یہی مسنون طریقہ ہے جیسا کہ آیت مذکورہ فی الحدیث اور احادیث صحیحہ اس کے مسنون ہونے پر دلالت کر رہی ہیں اس کے خلاف مکروہ ہے، چنانچہ ابن ہمامؒ نے لکھا ہے کہ قیام کی مخالفت کرنا مکروہ ہے اس پر انہوں نے حضرت کعب بن عجرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی اسی حدیث سے استدلال کیا ہے لیکن جب حضرت کعب وغیرہ نے اس نماز جمعہ کے فاسد ہونے کا حکم نہیں دیا تو معلوم ہو گیا کہ بحالت قیام خطبہ پڑھنا ان کے نزدیک شرط نہیں ہے۔(فتح القدیر)

الفضل فی الدنومن الامام

امام سے قریب ہونے کی فضیلت

اخبرنا محمود بن خالدقال حدثنی عمر بن عبد الواحد قال سمعت یحیٰی بن الحارث یحدث عن ابی الاشعث الصنعانی عن اوس بن اوس الثقفی عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال من غسل واغتسل وابتکر وغدا ودنا من الامام وانصت ثم لم یلغ کان له بکل خطوۃ کاجر سنة صیامها وقیامها.

حضرت اوس بن اوس ثقفی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جس نے غسل کرایا (اپنی بیوی کو) اور خود بھی غسل کیا اور سویرے اوّل وقت مسجد میں گیا اور امام سے نزدیک بیٹھا اور خاموشی سے خطبہ سنا اور فضول بات نہیں کی تو اس کو اس کے ہر قدم کے بدلہ میں سال بھر روزہ رکھنے اور رات کو عبادت کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے۔

النهی عن تخطی رقاب الناس والامام علی المنبر یوم الجمعة

جمعہ کے دن امام منبر پر بیٹھا ہو تب لوگوں کی گردنیں پھاندنا منع ہے

اخبرنا وھب بن بیان قال حدثنا ابن وھب قال سمعت معاویة بن صالح عن ابی الزاھریة عن عبداللّٰہ بن بسرٍ قال کنت جالساً الی جانبه یوم الجمعة فقال جآء رجل یتخطی رقاب الناس فقال له رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ای اجلس فقد اٰذیت.

ابوالزاہریہ حضرت عبداللہ بن بسر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں جمعہ کے دن ان کے پاس بیٹھا

ہوا تھا تو انہوں نے کہا کہ ایک شخص آیا اور لوگوں کی گردنیں پھاندنے لگا اس سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیٹھ جا کیونکہ تو نے لوگوں کو اذیت پہنچائی۔

تشریح: اس حدیث سے جمعہ کے دن تخطی رقاب کی کراہت معلوم ہوتی ہے یعنی جو شخص جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا اگلی صف میں امام کے قریب بیٹھنے کی کوشش کرتا ہے اس کا یہ فعل بہت ہی ناپسندیدہ ہے ترمذی کی ایک روایت میں اس تخطی رقاب پر "اتخذ جسرا الی جھنم" کی وعید آئی ہے کہ جو شخص لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر اگلی صف میں بیٹھتا ہے وہ اپنے اس فعل مکروہ کے باعث جہنم میں جائے گا کیونکہ اس نے اپنے اس فعل سے مصلیوں کو تکلیف پہنچائی اور حقارت اور نفرت کا برتاؤ کیا ہے، اس حدیث میں یوم جمعہ کی تخصیص تعظیم کے لئے ہے ورنہ تخطی رقاب کا فعل خواہ نماز جمعہ میں ہو یا غیر نماز جمعہ میں بہر صورت منع ہے بلکہ علم وغیرہ کی مجالس میں بھی تخطی رقاب ممنوع ہے اس کی تائید حدیث پاک کے جملہ "اجلس فقد اذیت" سے ہوتی ہے کیونکہ تخطی رقاب سے اس شخص کو اس وجہ سے منع فرمایا ہے تا کہ لوگوں کو اذیت نہ پہنچے اب ظاہر ہے کہ یہی تعلیل بالاذیۃ مذاکرہ علم وغیرہ کی مجالس میں پائی جاتی ہے لہٰذا وہاں بھی تخطی رقاب منع ہے۔

علامہ عراقی کا ارشاد:

علامہ عراقی وغیرہ کہتے ہیں کہ دو قسم کے آدمی کے لئے تخطی رقاب مکروہ نہیں ایک تو امام کے لئے دوسرے جس شخص کے سامنے صف میں خالی جگہ ہو وہاں تک بغیر تخطی کے پہنچنا مشکل ہو تو ایسی صورت میں ضرورت کی بناء پر تخطی کی اجازت ہے بلا ضرورت لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرے جہاں جگہ مل جائے وہیں بیٹھ جائے شریعت کا یہی حکم ہے۔

حنفیہ کا مسلک:

حنفیہ کے نزدیک تخطی کا کیا حکم ہے اسے طحطاویؒ نے شرح مراقی الفلاح میں حلبی کے قول کے حوالہ سے لکھا ہے فرماتے ہیں

"وینبغی ان یقید النھی عن التخطی بما اذا وجد بداً اما اذا لم یجد بداً بان لم تکن فی الوراء موضع وفی المتقدم موضع فله ان یتخطی الیه للضرورۃ، وفی الخلاصة اذا دخل الرجل الجامع وھو ملان ان کان تخطیه یوذی الناس لم یتخط وان کان لا یؤذی احداً بان لا یطأثوباً ولاجسد افلا بأس ان یتخطی ویدنومن الامام" (بذل: ۲/۱۹۵)

باب الصلوٰة یوم الجمعة لمن جاء والامام یخطب

جب جمعہ کے دن امام خطبہ پڑھ رہا ہو اس وقت جو شخص مسجد میں آجائے اس کے واسطے نماز کا بیان

اخبرنا ابراھیم بن الحسن ویوسف ابن سعید واللفظ له قالا حدثنا حجاج عن ابن جریج قال اخبرنی عمرو بن دینار انه سمع جابر بن عبد اللّٰه یقول جاء رجل والنبی صلی اللّٰه علیه وسلم علی المنبر یوم الجمعة فقال له ارکعت رکعتین قال لا قال فارکع۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص جمعہ کے دن آیا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا کیا تو نے دو رکعتیں پڑھیں اس آدمی نے کہا نہیں آپ نے فرمایا پڑھ لے۔

تشریح: جو شخص خطبہ کے وقت مسجد میں داخل ہو وہ تحیۃ المسجد پڑھے یا نہیں اس میں اختلاف ہے، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ اور اسحٰقؒ فرماتے ہیں کہ دو رکعت تحیۃ المسجد کی مختصر قرأت کے ساتھ پڑھ لے اگرچہ امام خطبہ پڑھ رہا ہو ان کا استدلال حدیث باب سے ہے اور ان ائمہ کا دوسرا استدلال حضرت ابو قتادہ سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اذا دخل احدکم المسجد فلیرکع رکعتین قبل ان یجلس" (رواہ الجماعة) یہ حدیث عام ہے جو ہر داخل فی المسجد کو شامل ہے خواہ جمعہ کے وقت مسجد میں داخل ہو جبکہ امام خطبہ پڑھ رہا ہو یا غیر جمعہ کے وقت ہر حال میں داخل ہونے والا دو رکعت پڑھ لے، تیسری مضبوط دلیل امام شافعیؒ وغیرہ کی بخاری و ابوداؤد میں حضرت جابر بن عبد اللہ کی حدیث ہے بخاری کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اذا جاء احدکم والامام یخطب او قد خرج فلیصل رکعتین" اور ابوداؤد کے الفاظ یہ ہیں "ثم اقبل (ای النبی صلی اللہ علیہ وسلم) علی الناس قال اذا جاء احدکم والامام یخطب فلیصل رکعتین یتجوز فیهما" اور صحیح مسلم کی کتاب الجمعہ میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں سلیک غطفانی کے واقعہ کے بعد وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں "اذا جاء احدکم یوم الجمعة والامام یخطب فلیرکع رکعتین ویتجوز فیهما" یہ حدیث قولی ہے جس میں واقعہ سلیک غطفانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تخصیص نہیں بلکہ عمومی حکم دیا گیا ہے، اور امام مالکؒ ولیث و امام ابوحنیفہ، سفیان ثوری اور جمہور صحابہ اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا قول یہ ہے کہ خطبہ کے وقت تحیۃ المسجد نہ پڑھے قالہ القاضیؒ اور ابن العربیؒ کہتے ہیں کہ جمہور علماء کا مسلک یہی ہے کہ جب خطبہ ہو رہا ہو تو تحیۃ المسجد کی دو رکعت نہ پڑھے۔

جمہور کا استدلال:

جمہور ائمہ کا استدلال ① آیت قرآنی سے ہے فرمایا "واذا قرئ القرآن فاستمعوا له" یہ آیت حنفیہ کے نزدیک اگرچہ نماز کے بارے میں نازل ہوئی لیکن خطبہ کو بھی شامل ہے ② حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام خطبہ پڑھ رہا ہو اس وقت اگر ساتھی سے کہا کہ خاموش رہو تو خود بے فائدہ بات کہی، رواہ ابوداؤد وغیرہم، اس حدیث سے بطریق دلالت النص خطبہ کے وقت نماز اور تحیۃ المسجد کی ممانعت معلوم ہوتی ہے کیونکہ جب امر بالمعروف جس کا درجہ واجب ہے اور سنت اور تحیۃ المسجد سے بڑھ کر ہے وہ خطبہ کے وقت منع ہے تو سنت اور تحیۃ المسجد پڑھنا بدرجہ اولیٰ منع ہوگا ③ حضرت ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے موقوفاً اور مرفوعاً دونوں طرح سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اذا خرج الامام فلا صلوٰة ولا کلام" ④ حضرت شعبیؒ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا "اذا صعد الامام المنبر فلاصلوٰة ولا کلام حتی یفرغ" رواہ فی کتاب الاسرار للدبوسی، مگر صحیح روایت یہ ہے "اذا جاء احدکم والامام علی المنبر فلا صلوٰة ولا کلام" مگر یہ حدیث

مرفوعاً غریب ہے اور بیہقیؒ کہتے ہیں اس کو مرفوع کہنا وہم فاحش ہے یہ زہری کے کلام سے ہے اور اس کو امام مالکؒ نے موطا میں زہری سے نقل کیا ہے امام زہریؒ فرماتے ہیں "خروجه يقطع الصلوٰة و كلامه يقطع الكلام" اور اس کو امام مالکؒ سے امام محمد بن حسنؒ نے اپنی کتاب مؤطا میں نقل کیا ہے، اور امام زہری کے اس کلام کی شرح میں علامہ عبدالحئیؒ نے موطا محمد کے حاشیہ میں حافظ ابوعمرو ابن عبدالبر مالکیؒ کے حوالہ سے لکھا ہے "وهٰذا يدل علٰى ان الامر بالانصات وقطع الصلوٰة ليس برأى وانه سنة احتج بها ابن شهاب لانه خبر عن علم علمه لاعن رأى اجتهده وانه عمل مستفيض فى زمن عمر وغيره" اس کی تائید مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت سے ہوتی ہے وہ حضرت علی و ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں "انهم كانوا يكرهون الصلوٰة والكلام بعد خروج الامام" اب یہ بات ابن ابی شیبہؒ اپنی رائے سے نہیں فرمارہے ہیں بلکہ سنت کی روشنی میں فرمائی، لہٰذا جب امام نے خطبہ شروع کیا ہے تو فرض یعنی خطبہ کا استماع چھوڑ کر غیر فرض یعنی تحیۃ المسجد میں مشغول ہونا کیوں کر درست ہوگا، ⑤ مسند احمد ص ۷۵ ج ۵، میں عطاء خراسانیؒ کی ایک حدیث ہے وہ نبیشۃ ہذلی سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں "ان المسلم اذا اغتسل يوم الجمعة ثم اقبل الى المسجد لايؤذى احداً فان لم يجد الامام خرج صلى ما بداله وان وجد الامام قد خرج جلس واستمع وانصت حتى يقضى الامام جمعتة و كلامه الخ" حافظ ہیثمیؒ زوائد میں اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں "ورجاله رجال الصحيح" مگر علامہ منذریؒ فرماتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق عطاء خراسانی نے نبیشہ ہذلی سے نہیں سنا اس اعتراض کے جواب میں علامہ بنوریؒ فرماتے ہیں کہ "غير ان له شواهد بعضها يأتى فى الباب اللاحق" اس حدیث کے شواہد موجود ہیں، بعض کا بیان اگلے باب میں آرہا ہے، مثلاً حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "من قال يوم الجمعة والامام يخطب انصت فقد لغا" وغیرہ وغیرہ جو ہم پیچھے نقل کر چکے ہیں غرض یہ کہ یہ حدیث نبیشہ امت کے لئے قانون عام اور تشریع کلی ہے اور یہ حدیث خطبہ کے وقت استماع اور انصات کے بارے میں وارد ہونے والی احادیث صحیحہ کے موافق ہے، بہرحال ان دلائل سے واضح ہوگیا کہ جب امام خطبہ پڑھ رہا ہو تو اس وقت تحیۃ المسجد کی دو رکعت منع ہے۔

فریق اوّل کے دلائل کا جواب:

حدیث باب سے استدلال کا جواب یہ ہے کہ وہ ایک جزئی واقعہ ہے کہ شاید یہ اس رجل یعنی سلیک غطفانی کی خصوصیت ہو کیونکہ تمام عمر نبوی میں سوائے واقعہ سلیک کے اور کوئی قصہ پیش نہیں آیا صرف یہی ایک قصہ پیش آیا ہے دیکھئے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے تب ایک شخص مسجد میں داخل ہوا پھر بارش نہ ہونے کی شکایت کی جس کی وجہ سے مواشی ہلاک ہوگئے اور عرض کیا "فادع الله ان يغيثنا" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک اٹھا کر دعاء فرمائی لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنے کا امر نہیں فرمایا پھر وہی شخص اگلے جمعہ کو مسجد نبوی میں

داخل ہوا جبکہ حضور ﷺ خطبہ پڑھ رہے تھے اور اس نے عرض کیا "یا رسول اللہ هلکت الاموال وانقطعت السبل الخ" بارش کی کثرت سے اموال ہلاک ہوگئے اور راستے بند ہوگئے اللہ تعالیٰ سے بارش بند ہونے کی دعا فرمائیں حضور ﷺ نے دعا فرمائی الخ، لیکن حضور ﷺ نے اس کو تحیۃ المسجد کا امر نہیں فرمایا نیز ایک شخص جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا جبکہ حضور ﷺ خطبہ پڑھ رہے تھے آپ نے اس سے فرمایا "اجلس فقد اذیت" بیٹھ جا تو نے لوگوں کو اذیت پہنچائی، لیکن حضور ﷺ نے اس کو تحیۃ المسجد کا امر نہیں فرمایا بلکہ بیٹھ جانے کا حکم فرمایا، رواہ النسائی، نیز حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی مسجد میں آیا جبکہ نبی ﷺ جمعہ کے خطبہ پڑھ رہے تھے اس نے عرض کیا کہ قیامت کب ہوگی حضور ﷺ نے اسے فرمایا تو نے قیامت کے واسطے کیا تیاری کی ہے اس آدمی نے عرض کیا حب اللہ ورسولہ حضور ﷺ نے فرمایا "انك مع من احببت" رواہ احمد والنسائی وغیرہما، لیکن حضور ﷺ نے اس کو تحیۃ المسجد کا امر نہیں فرمایا علاوہ اس کے اور بھی واقعات حدیث کی کتابوں میں آئے ہیں، مگر سوائے سلیک غطفانی کے کسی داخل ہونے والے کو مسجد میں تحیۃ المسجد کا امر نہیں فرمایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بات کوئی خاص تھی چنانچہ نسائی شریف میں آگے "باب حث الامام علی الصدقة یوم الجمعة فی خطبته" کے ماتحت کی روایت سے امر صلوٰۃ کی غرض معلوم ہوگئی کہ اس وقت کھڑا کرنا تحیۃ المسجد کے لئے نہیں تھا بلکہ مقصود اس کے لئے چندہ کرانا تھا چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا "قم فصل الرکعتین" یہ الفاظ حدیث کے صحیح مسلم میں بطریق سفیان عن عمرو بن دینار آئے ہیں، پس حضور ﷺ کا مقصد اس شخص کو دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم دینے سے یہ تھا کہ لوگ اس کی خستہ حالت کو دیکھیں اور اس پر صدقہ کریں کیوں کہ وہ شخص بوسیدہ کپڑے میں آیا تھا حضور ﷺ کو اس پر رحم آیا اس لئے صحابہ سے صدقہ دینے کو ارشاد فرمایا پورا واقعہ اس مذکورہ باب کی روایت میں مذکور ہے، اگر حضور ﷺ کی مراد اس امر صلوٰۃ سے اقامت سنت ہوتی تو پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں یہ ارشاد نہ فرماتے "اذا قلت لصاحبك انصت والامام یخطب فقد لغوت" غرض کہ سیاق وسباق حدیث کے قرینہ سے معلوم ہوا کہ یہ ایک واقعہ جزئیہ ہے جو اس آدمی کے ساتھ مخصوص تھا ضابطہ وقاعدہ نہ تھا، یا جواب (۲) میں یہ کہا جائے کہ جب حضور ﷺ نے اس شخص سے یہ فرمایا اٹھ کر دو رکعت پڑھ تو جب تک وہ نماز پڑھتا رہا حضور ﷺ نے خطبہ نہیں پڑھا آپ نے خطبہ کو روک دیا چنانچہ دار قطنی کی روایت میں ہے "وامسك عن الخطبة حتی فرغ من صلاته" اور دوسری روایت میں ہے "ثم انتظر حتی صلی" کہ حضور ﷺ اس شخص کا انتظار فرماتے رہے یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہوا، اب تو مسئلہ ہی نہ رہا مسئلہ تو یہ تھا کہ استماع خطبہ کے لئے انصات ہو جو فرض ہے اور یہاں فرض استماع خطبہ اس سے ساقط ہے کیونکہ حضور ﷺ خاموش رہے اور خطبہ نہیں پڑھا جب تک وہ شخص نماز پڑھتا رہا، یا یہ جواب (۳) دیا جائے کہ سلیک غطفانی سے سوال وجواب وغیرہ کا قصہ حضور ﷺ کے خطبہ شروع کرنے سے پہلے واقع ہوا تھا چنانچہ امام نسائیؒ نے اپنی سنن کبریٰ میں اس حدیث سلیک پر یہ باب باندھا ہے "باب الصلاة قبل الخطبة" پھر اس کے تحت عن ابی الزبیر عن جابر کے طریق سے یہ الفاظ نقل کئے ہیں "قال جاء سلیك الغطفانی ورسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قاعد علی المنبر فقعد سلیك قبل ان یصلی فقالهٗ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارکعت رکعتین قال لا قال قم فارکعھما" یا یہ جواب (۴) دیا جائے کہ یہ ابتداء کا قصہ ہے جبکہ خطبہ اور نماز میں کلام جائز تھا پھر جب کلام فی الصلوٰۃ منسوخ ہو گیا تو کلام فی الخطبہ بھی منسوخ ہو گیا کیونکہ خطبہ شرط صلوٰۃ ہے یا جزء صلوٰۃ ہے "کما صرح بہ الطحاوی" اب شوافع وغیرہ جو حدیث باب سے استدلال کرتے ہوئے خطبہ کے وقت جواز تحیۃ المسجد کے قائل ہیں وہ یہاں کسی طرح یہ ثابت کر دیں کہ یہ آخر کا قصہ ہے، فریق اوّل (امام شافعی وغیرہ) کے دوسرے استدلال کا جواب علامہ عینی نے یہ دیا ہے کہ اس حدیث کو حکم عام پر محمول کرنا صحیح نہیں بلکہ اس پر محمول ہے کہ جو شخص مسجد میں ایسے وقت میں داخل ہو جبکہ کہ نماز جائز ہوتی ہے تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھ لے جیسا کہ کوئی آدمی طلوع آفتاب اور غروب اور ٹھیک دو پہر کے وقت مسجد میں داخل ہوا تو وہ ان اوقات میں ممانعت وارد ہونے کی وجہ سے نماز بالکل نہ پڑھے اسی طرح جمعہ کے دن جب امام خطبہ پڑھ رہا ہو تب نماز نہ پڑھے کیوں کہ اس وقت نماز پڑھنا منع ہے، تیسری حدیث سے استدلال کا جواب یہ ہے کہ اگر چہ یہ حدیث صحیحین کی ہے لیکن دار قطنیؒ نے اس پر کلام کیا ہے انہوں نے بنام کتاب التتبع علی الصحیحین ایک کتاب لکھی ہے اس میں بخاری و مسلم کی تقریباً سو احادیث پر انتقاد کیا ہے ان میں سے ایک حدیث یہ بھی ہے اس حدیث کے متن کو معلول کہا ہے کہ صرف شعبہ عمرو بن دینار سے ضابطہ کلیہ کی شکل میں قولی حدیث بنا کر روایت کرتے ہیں بقیہ تمام شاگرد عمرو بن دینار کے مثلاً ابن جریج و ابن عیینہ و حماد بن زید و ایوب و ورقاء اور حبیب ابن یحییٰ رحمہم اللہ تعالیٰ جزئی واقعہ اور فعل سلیک غطفانی کا نقل کرتے ہیں ان میں سے کوئی ضابطہ کی شکل میں قولی حدیث نقل نہیں کرتا لہٰذا ممکن ہے کہ شعبہ سے وہم ہوا ہو کہ انہوں نے تمام ثقہ راویوں کی جماعت کے خلاف ایک جزئی فعل کو قولی کی شکل میں پیش کر دیا ہے جو مسجد میں ہر داخل ہونے والے کو شامل ہے لہٰذا پوری جماعت ثقات کی روایت کو شعبہ کی روایت پر ترجیح ہو گی۔

حافظ ابن حجر کی رائے:

حافظ ابن حجرؒ نے مقدمہ فتح الباری میں دار قطنی کے اس انتقاد کو نقل کرنے کے بعد اس کا جواب دیا ہے حافظ کہتے ہیں کہ روح بن القاسم نے متابعت کی ہے یعنی دار قطنی کو غفلت ہوئی کہ انہوں نے اس حدیث کو قولاً روایت کرنے میں شعبہ کو متفرد کہہ دیا ورنہ انہیں کے ہاں متابع موجود ہیں لیکن ہم کہتے ہیں کہ اب بھی پوری جماعت حفاظ حدیث اس کے خلاف ہے چنانچہ علامہ بنوریؒ معارف السنن ص ۳۷۸ ج ۴ پر لکھتے ہیں "وابن عیینہ اثبت الناس فی عمرو بن دینار کما ذکرہ الحافظ فی الفتح کما سیأتی بیانہ فی مسألۃ اقتداء المفترض خلف المتنفل فاذن روایۃ ابن عیینہ وحدہ اقوی عن غیرہ ولا سیما اذا تابعہ جماعۃ من الثقات کابن جریج وحماد وایوب وغیرھم وابن جریج اجل اصحاب عمرو بن دینار وأسنھم فھولاء الثقات الستۃ من اوثق رواۃ عمرو بن دینار فھلا یکون اتفاقھم معیار اللترجیح" (بذل المجھود: جلد ۲، معارف السنن: جلد ۴) یا یہ کہا جائے کہ یہ حدیث شیخین مبیح صلوٰۃ ہے اور حدیث انصات محرم الصلوٰۃ ہے اب تحیۃ المسجد کے بارے میں تعارض پیدا ہو گیا، لہٰذا محرم کو مبیح پر ترجیح ہو گی اس بنیاد پر جمہور ائمہ کہتے ہیں جب خطبہ ہو رہا ہو اس وقت نماز کی اجازت نہیں۔

باب الانصات للخطبة يوم الجمعة

جمعہ کے دن خطبہ کے واسطے خاموش رہنے کا بیان

اخبرنا قتيبة قال حدثنا الليث عن عقيل عن الزهري عن سعيد بن المسيب عن ابى هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من قال لصاحبه يوم الجمعة والامام يخطب انصت فقدلغا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن اپنے ساتھی سے کہے جبکہ امام خطبہ پڑھ رہا ہو خاموش رہ پس اس نے لغو کام کیا ہے۔

اخبرنا عبد الملك بن شعيب ابن الليث بن سعد حدثني ابى عن جدى قال حدثني عقيل عن ابن شهاب عن عمر بن عبد العزيز عن عبد الله بن ابراهيم بن قارظ وعن سعيد بن المسيب انهما حدثاه ان ابا هريرة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اذا قلت لصاحبك انصت يوم الجمعة والامام يخطب فقد لغوت.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جب تو جمعہ کے دن اپنے ساتھی سے کہے چپ رہ جبکہ امام خطبہ پڑھ رہا ہو پس تو نے لغو کام کیا۔

تشریح: اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ جب امر بالمعروف جس کا درجہ واجب ہے وہ خطبہ کے وقت منع ہے تو دوسرے افعال بدرجۂ اولیٰ ممنوع ہوں گے البتہ اگر کسی شخص سے ممنوع فعل دیکھ کر ہاتھ کے اشارہ سے منع کیا تو کوئی حرج نہیں۔

باب فضل الانصات وترك اللغو يوم الجمعة

جمعہ کے دن لغو کام چھوڑ دینے اور خاموش رہنے کی فضیلت کا بیان

اخبرنا اسحق بن ابراهيم قال حدثنا جرير عن منصور عن ابى معشر زياد بن كليب عن ابراهيم عن علقمة عن القرثع الضبّى وكان من القرآء الاولين عن سلمان قال قال لى رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من رجل يتطهر يوم الجمعة كما امر ثم يخرج من بيته حتىّٰ يا تى الجمعة وينصت حتى يقضى صلاته الا كان كفا رةً لما قبله من الجمعة.

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا جب کوئی آدمی جمعہ کے دن خوب اچھی طرح طہارت حاصل کرے جیسی طہارت کا اس کو حکم دیا گیا ہے پھر اپنے گھر سے نکلے اور جمعہ پڑھنے کو جاوے اور خاموش رہے حتیٰ کہ نماز جمعہ پوری کر لے تو (ان چیزوں کی بدولت) گذشتہ جمعہ سے اس جمعہ تک کے گناہ اس کے بخش دیئے جائیں گے۔

تشریح: علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں کہ کما امر سے امر ایجاب مراد ہے اس صورت میں امر بالطہارت وضوء کے ساتھ مختص ہوگا یا اس سے امر استحباب مراد ہے اس صورت میں غسل جمعہ مراد ہوگا۔

باب كيفية الخطبة

خطبہ کی کیفیت کا بیان

اخبرنا محمد بن المثنی ومحمد بن بشار قالا حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة قال سمعت ابا اسحٰق يحدث عن ابی عبيدة عن عبد اللّٰه عن النبی صلی اللّٰه عليه وسلم قال علمنا خطبة الحاجة الحمد للّٰه نستعينه ونستغفره ونعوذ باللّٰه من شرور انفسنا وسيئات اعمالنا من يهداللّٰه فلا مضل له ومن يضلله فلا هادی له واشهد ان لا اله الا اللّٰه واشهد ان محمداً عبده ورسوله ثم يقرأ ثلث آيات يا يها الذين امنوا اتقوا اللّٰه حق تقاته ولا تموتن الا وانتم مسلمون، يا يها الناس اتقو ربكم الذی خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها وبث منهما رجالاً كثيراً ونسآء، واتقوا اللّٰه الذی تسآء لون به والارحام، ان اللّٰه كان عليكم رقيباً، يا يها الذين امنوا اتقوا اللّٰه وقولوا قولاً سديداً، قال ابو عبد الرحمن ابو عبيدة لم يسمع من ابيه شيئا ولا عبد الرحمن بن عبد اللّٰه بن مسعود ولا عبد الجبار بن وآئل بن حجر.

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ حاجت کی تعلیم فرمائی وہ خطبہ یہ ہے "الحمد للّٰه نستعينه ونستغفره الخ" اس کے بعد تین آیات پڑھتے تھے جن کا ذکر راوی نے کیا ہے پہلی آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ اے ایمان والوں اللہ تعالیٰ سے ڈرو جیسا ڈرنے کا حق ہے اور تم نہ مرو مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔ دوسری آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ اے لوگوں تم اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم سب کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کے جوڑے کو پیدا کیا ہے پھر ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں یعنی ان کی اولاد سے، بہت سی اولاد پھیلی اور تم اللہ سے ڈرو جس کے نام سے ایک دوسرے سے سوال کیا کرتے ہو اور قرابت سے بھی ڈرو بیشک اللہ تعالیٰ تم سب کی اطلاع رکھتے ہیں۔ تیسری کا ترجمہ یہ ہے کہ اے ایمان والوں اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو اور ٹھیک سیدھی بات کہو۔

تشریح: ظاہر یہی ہے کہ خطبہ حاجت خطبہ جمعہ کو بھی شامل ہے کیونکہ حاجت سے عمومی حاجت مراد ہے جو نکاح وغیرہ سب کو شامل ہے بہر حال مصنف کے اس حدیث کو اس باب کے تحت ذکر کی وجہ یہی ہے کہ اصل تو اتحاد خطبہ ہے جب نکاح کے موقع پر اس خطبہ کا پڑھنا جائز ہے تو جمعہ میں بھی پڑھنا جائز ہوگا۔ (واللّٰه تعالٰی اعلم، كذا قال علامة السندهی)

باب حض الامام فی خطبته علی الغسل يوم الجمعة

امام کے اپنے خطبہ میں جمعہ کے دن غسل پر ترغیب دینے کا بیان

اخبرنا محمد بن بشارقال حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا شعبة عن الحكم عن نافع عن ابن عمر قال خطب رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم فقال اذا راح احدكم الی الجمعة فليغتسل.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور (اپنے خطبہ میں) فرمایا جب تم میں

سے کوئی جمعہ میں آوے تو اس کو چاہئے کہ غسل کر لے۔

اخبرنا محمد بن سلمة قال حدثنا ابن وهب عن ابراهيم بن نشيط انه سأل ابن شهاب عن الغسل يوم الجمعة فقال سنة وقد حدثنی به سالم بن عبد الله عن ابیه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم تكلم بها على المنبر.

ابراہیم بن نشیط نے جمعہ کے دن غسل کے بارے میں ابن شہاب سے پوچھا ابن شہابؒ نے فرمایا سنت ہے اور مجھ سے غسل جمعہ کے بارے میں سالم بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کی ترغیب دی ہے جبکہ آپ منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھ رہے تھے۔

اخبرنا قتيبة قال حدثنا الليث عن ابن شهاب عن عبد الله بن عبد الله عن عبد الله بن عمر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال وهو قآئم على المنبر من جآء منكم يوم الجمعة فليغتسل قال ابو عبد الرحمن ما اعلم احداتا بع الليث على هذا الاسناد غير ابن جريج واصحاب الزهرى يقولون عن سالم بن عبد الله عن ابيه بدل عبد الله ابن عبد الله بن عمر.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ آپ منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھ رہے تھے جو شخص تم میں سے جمعہ کو آوے اس کو غسل کر لینا چاہئے۔

تشریح: بذل المجهود جلد ۲ صفحه ۱۸۸، پر صاحب البدائع کے حوالہ سے حنفیہ کا یہ مذہب نقل کیا ہے "ويكره للخطيب ان يتكلم فى حالة الخطبة الخ الااذا كان الكلام امر ابا لمعروف فلا يكره" جیسا کہ حدیث باب سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کرنے کا حکم دیا ہے معلوم ہوا کہ خطبہ کی حالت میں امر بالمعروف مکروہ نہیں کیونکہ یہ خطبہ کے ساتھ ملحق ہے کیونکہ خطبہ میں وعظ و نصیحت ہوتی ہے اس لئے امر بالمعروف مکروہ نہیں، ملخصاً، جب ابن شہاب زہریؒ سے غسل جمعہ کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا سنۃ یعنی سنت ہے مطلب اس کا یہ ہے غسل جمعہ امور واجبہ سے نہیں یہ ایسا ہے جیسا کہ ارشاد قرآنی ہے "واشهدوا اذا تبايعتم" اب جس نے گواہ بنالیا اچھا کام کیا اور جس نے گواہ بنانا چھوڑ دیا تو کوئی حرج نہیں اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے "فاذا قضيت الصلوٰة فانتشروا فى الا رض" اب جو شخص روزی کمانے کی غرض سے پھیل گیا اچھا کام کیا اور جو بیٹھا رہا کوئی حرج نہیں اسی طرح غسل جمعہ کا حال ہے۔ (كذا فى الحاشية النسائى)

باب حث الامام على الصدقة يوم الجمعة فى خطبته

جمعہ کے دن خطبہ میں امام کا صدقہ کی ترغیب دینا

اخبرنا محمد بن عبد الله بن يزيد قال حدثنا سفيان عن ابن عجلان عن عياض بن عبد الله قال سمعت اباسعيد الخدرى يقول جآء رجل يوم الجمعة والنبى صلى الله عليه وسلم يخطب بهيأة بذةٍ فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم اصليت قال لا قال صل ركعتين وحث الناس على الصدقة

فالقوا ثیابهم فاعطاه منها ثوبین فلماکانت الجمعة الثانية جآء و رسول الله صلى الله عليه وسلم يخطب فحث الناس على الصدقة قال فالقى احدثوبيه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم جآء هذا يوم الجمعة بهيأة بذةٍ فامرت الناس بالصدقة فالقوا ثيابا فامرت له منها بثوبين ثم جآء الآن فامرت النااس بالصدقة فالقى احدهما فانتهرهٗ وقال خذ ثوبك.

عیاض بن عبداللہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے سنا کہ ایک شخص شکستہ حال جمعہ کے دن آیا اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا کیا تو نے نماز پڑھی اس نے جواب دیا نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دورکعت پڑھ لے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو صدقہ کی ترغیب دی لوگوں نے کپڑے ڈالے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے اس کو دو کپڑے دیئے پھر دوسرے جمعہ میں وہ شخص آیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو صدقہ کی ترغیب دی اس شخص نے دو کپڑوں میں سے ایک کپڑا ڈال دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص جمعہ کے دن شکستہ حال پھٹے پرانے کپڑے میں آیا تھا اس لئے میں نے لوگوں کو صدقہ کرنے کا حکم دیا تھا لوگوں نے کپڑے دیئے میں نے اس کو دو کپڑے دینے کا حکم کیا پھر اس جمعہ کو آیا میں نے لوگوں کو صدقہ کرنے کا حکم دیا تو اس شخص نے دو کپڑوں میں سے ایک ڈال دیا اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جھڑک دیا اور فرمایا اپنا کپڑا لیجا۔

تشریح: ہم نے پیچھے اس روایت کی طرف اشارہ کیا تھا اب وہ روایت آگئی اس حدیث سے اس شخص کو کھڑا کرنے کی غرض معلوم ہوگئی کہ مقصود اس کے لئے چندہ کرانا تھا نہ کہ تحیۃ المسجد کے لئے اس کو کھڑا کیا گیا، لہٰذا شوافع کو اگر عمل کرنا ہے تو حدیث کے تمام افعال کی اجازت دیجئے منبر سے اترنا، خطبہ چھوڑ دینا، سامعین کا وہاں سے جا کر کپڑے لانا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کو عطا فرمانا اتنی حرکتیں اور افعال خطبہ میں سرزد ہوئے یہ تو کوئی بات نہیں کہ اور افعال کو تو منسوخ کہا جائے اور صرف دورکعت تحیۃ المسجد پر جم جائیں تعجب ہے کہ تشمیت عاطس واجب ہے اور مختصر بھی ہے اس میں تو شوافع امام اعظم ابوحنیفہؒ کے ساتھ ہوں اور عاطس کا "یرحمك الله" کے ساتھ جواب دینا منع کریں اور تحیۃ المسجد جو سب کے نزدیک مستحب ہے اس میں مخالف رہیں۔ (كذا قال شيخ الهند رحمهم الله تعالىٰ)

مخاطبة الامام رعيته وهو على المنبر

امام کا اپنی رعایا سے گفتگو کرنا جبکہ وہ منبر پر ہو

اخبرنا قتيبة قال حدثنا حماد بن زيد عن عمرو بن دينارٍ عن جابر بن عبد الله قال بينا النبي صلى الله عليه وسلم يخطب يوم الجمعة اذ جآء رجل فقال له النبي صلى الله عليه وسلم صليت قال لا قال قم فاركع.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن جب خطبہ پڑھ رہے تھے یکا یک ایک شخص آیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا تو نے نماز پڑھی اس نے کہا نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھڑا ہو نماز پڑھ لے۔

اخبرنا محمد بن منصور قال حدثنا سفيان قال حدثنا ابوموسٰی اسرائیل بن موسی قال سمعت الحسن يقول سمعت ابا بكرة يقول لقد رأيت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم على المنبر والحسن معه وهو يقبل على الناس مرة وعليه مرة ويقول ان ابني هذا سيد ولعل اللّٰه ان يصلح به بين فئتين من المسلمين عظيمتين.

حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا اور حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی لوگوں کی طرف دیکھتے اور کبھی حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اور فرما رہے تھے بے شک میرا یہ فرزند سردار ہے شاید اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرادے۔

تشریح: حدیث باب میں "فئتين من المسلمين" سے مراد ایک فرقہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے اور دوسرا حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت کے زیادہ مستحق تھے آپ نے چھ ماہ خلافت کی جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارکہ "الخلافة بعدی ثلاثون سنة" کے مطابق چھ ماہ کی جو مدت باقی رہ گئی تھی وہ پوری ہوگئی پھر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں دست بردار ہوگئے ان کا دست بردار ہو جانا درحقیقت ان کے نانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا اثر تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شفقت علی الامت کے پیش نظر ان کے واسطے ترک حکومت کی دعا فرمائی تھی اب ان کی صلح سے امت کے دونوں فریق کشت وخون سے محفوظ رہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صلح حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اور ان کا اس صلح پر استقرار اور دوام اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امارت صحیح تھی۔ (لمعات شرح مشکوٰۃ)

باب القراءة في الخطبة

خطبہ میں قرأت کا بیان

اخبرنا محمد بن المثنى قال حدثنا هارون بن اسماعيل قال حدثنا علي وهو ابن المبارك عن يحيٰى عن محمد بن عبد الرحمن عن ابنة حارثة بن النعمان قالت حفظت قٓ والقرآن المجيد من في رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وهو على المنبر يوم الجمعة.

حارثہ بن نعمان کی بیٹی سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے سورہ ق والقرآن المجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یاد کی ہے جبکہ آپ اس کو جمعہ کے دن منبر پر پڑھتے تھے۔

تشریح: یہ حدیث مروی ہے حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی اُمّ ہشام انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطبہ میں قرآن کا پڑھنا جائز ہے چنانچہ قاضی شوکانیؒ نے فرمایا کہ خطبہ میں قرأت قرآن مستحب ہونے میں کوئی اختلاف نہیں البتہ محل قرأت میں کہ پہلے خطبہ میں پڑھے یا دوسرے میں کچھ اختلاف ہے چنانچہ ان کے حوالہ سے بذل المجهود جلد ۲ صفحہ ۱۸٤، پر چار اقوال نقل کئے ہیں جس کو شوق ہو وہاں دیکھ لے طوالت کے خوف سے اس کی تفصیل چھوڑ دی۔

مصنف بحرالرائق نے تجنیس کے حوالہ سے لکھا ہے کہ خطبہ ثانیہ بھی اوّل خطبہ کی طرح ہے مگر یہ کہ خطبہ ثانیہ میں وعظ کی جگہ مسلمانوں کے لئے دعا کرے اس سے معلوم ہوا کہ جیسے اوّل خطبہ میں آیت قرآنی کی قرأت سنت ہے اسی طرح خطبہ ثانیہ میں بھی سنت ہے۔

باب الاشارة فی الخطبة

خطبہ میں اشارہ کرنے کا بیان۔

اخبرنا محمود بن غیلان قال حدثنا وکیع قال حدثنا سفیان عن حصین ان بشر بن مروان رفع یدیه یوم الجمعة علی المنبر فسبّه عما رة بن رویبة الثقفی و قال ما زاد رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم علی هذا واشار باصبعه السّبابة۔

حضرت حصین سے روایت ہے کہ بشر بن مروان جمعہ کے دن منبر پر دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے اس لئے حضرت عمارۃ بن رویبۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو برا بھلا کہا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہادت کی انگلی سے اشارہ فرماتے تھے اس سے زیادہ انگلی سے اشارہ کرتے نہیں دیکھا۔

تشریح: جیسے خطیبوں اور واعظین کی عادت ہوتی ہے کہ وہ خطاب اور تقریر کے دوران میں لوگوں کو متوجہ اور تنبیہ کرنے کے واسطے کبھی دائیں ہاتھ اور کبھی بائیں ہاتھ کو اور کبھی دونوں کو اٹھاتے ہیں اسی طرح امیر کوفہ بشر بن مروان بن حکم جمعہ کے خطبہ میں دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے حالانکہ یہ خلاف سنت ہے اس لئے حضرت عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو وہاں موجود تھے اس کی اس حرکت کو دیکھ کر اس کو برا بھلا کہا ابوداؤد کی روایت میں آیا ہے "قبح اللّٰه هاتین الیدین" کہا یعنی اللہ تعالیٰ اس کے دونوں ہاتھوں کو تباہ کردے کیونکہ اس طرح سے اشارہ کی کوئی اصلیت نہیں خلاف سنت ہے اور جو فعل خلاف سنت ہو وہ قابل مذمت ہے پھر اس کے طریق مشروع کی طرف متوجہ کیا اور فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ پڑھتے تھے تو لوگوں کو استماع خطبہ پر تنبیہ کی غرض سے صرف شہادت کی انگلی سے اشارے فرماتے تھے دونوں ہاتھوں سے اشارہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول نہ تھا۔ (کذا فی المرقات والبذل)

باب نزول الامام عن المنبر قبل فراغه من الخطبة وقطعه کلامه ورجوعه الیه یوم الجمعة

جمعہ کے دن امام کا خطبہ سے فارغ ہونے سے قبل منبر سے اترنا اور اپنے کلام کو موقوف کرنا پھر منبر پر باقی خطبہ کو پورا کرنا

اخبرنا محمد بن عبد العزیز قال حدثنا الفضل بن موسیٰ عن حسین بن واقد عن عبد اللّٰه بن

بريدة عن ابيه قال كان النبى صلى الله عليه وسلم يخطب فجآء الحسن والحسين رضى الله عنهماوعليهما قيمصان احمران يعثران فيهما فنزل النبى صلى الله عليه وسلم فقطع كلامه فحملهما ثم عاد الى المنبر ثم قال صدق الله انمآ اموالكم واولادكم فتنة رأيت هٰذين يعثران فى قميصيهما فلم اصبر حتى قطعت كلامى فحملتهما.

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے اتنے میں حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سرخ رنگ کے کرتے پہنے زمین پر گرتے چلتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آ رہے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کو موقوف کر کے منبر سے اترے اور ان دونوں کو اٹھالیا پھر منبر پر چڑھ کر فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا "انمآ اموالكم واولادكم فتنة" بے شک تمہارے مال اور اولاد آزمائش کی چیزیں ہیں میں نے ان دونوں بچوں کو اپنی قمیص کی (رکاوٹ) سے گرتے ہوئے دیکھا پھر میں صبر نہ کر سکا حتی کہ میں نے اپنا کلام موقوف کیا پھر ان کو اٹھالیا۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نظم خطبہ اور تسلسل خطبہ کا انقطاع کوئی حرج نہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ موقوف کر کے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اٹھالیا پھر باقی خطبہ پورا کیا حالانکہ کلام وغیرہ کے ذریعہ سے قطع تسلسل خطبہ مکروہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جب دونوں نواسے گرتے ہوئے آ رہے ہیں تو اپنے نواسے کو چوٹ اور ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہوا تو ضرر سے بچانے کی ضرورت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قطع خطبہ کر کے ان دونون کو اٹھالیا اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کی بناء پر قطع خطبہ جائز ہے "كما اذارأى ضريرا يخاف عليه سقوط البير فعند ذالك يجوز التكلم بحفظه عن السقوط" اور حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ مصنف المغنی نے علماء کا اس مسئلہ پر اتفاق نقل کیا ہے کہ جو کلام نماز میں جائز ہے وہ خطبہ میں بھی جائز ہے "كتحذير الضريرمن البير" (بذل المجهود: ۱۸۸/۲)

باب ما يستحب من تقصير الخطبة

خطبہ کا مختصر ہونا مستحب ہے

اخبرنا محمد بن عبد العزيز بن غزوان قال اخبرنا الفضل ابن موسٰى عن الحسين بن واقد قال حدثنى يحيٰى بن عقيل قال سمعت عبد الله بن ابى اوفى يقول كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يكثر الذكر ويقل اللغو ويطيل الصلوٰة ويقصر الخطبة ولا يأنف ان يمشى مع الارملة والمسكين فيقضى له الحاجة.

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر بہت کرتے تھے اور لغو بات بالکل نہیں کرتے تھے اور نماز لمبی پڑھتے تھے اور خطبہ چھوٹا پڑھتے تھے اور بیوہ عورت اور مسکین کے ساتھ چلنے سے عار محسوس نہ کرتے تھے پس ان کی حاجت پوری فرماتے۔

تشریح: اس حدیث میں راوی نے چند چیزوں کا ذکر فرمایا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز لمبی پڑھتے تھے یعنی

بہ نسبت خطبہ کے حضور ﷺ کی نماز طویل ہوتی تھی ورنہ آپ کی نماز واقع میں معتدل ہوتی تھی اور خطبہ حضور ﷺ کا چھوٹا ہوتا تھا اس سے معلوم ہوا کہ خطبہ کا مختصر ہونا سنت ہے اب رہا یہ سوال کہ خطبہ مختصر پڑھنے کی حد کیا ہے اس کی حد شامی وغیرہ میں بیان کی ہے کہ طوال مفصل کی سورتوں میں سے کسی سورۃ کے برابر ہو اس سے زیادہ طویل پڑھنا مکروہ ہے اور حدیث کی رو سے خلاف فقاہت ہے چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے "سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول ان طول صلوٰۃ الرجل وقصر خطبۃ مئنۃ من فقھہ فاطیلوا الصلوٰۃ واقصروا الخطبۃ" بیشک آدمی کی نماز کا طویل ہونا اور اس کا خطبہ چھوٹا ہونا اس کی فقاہت کی علامت ہے۔

قاضی شوکانی کہتے ہیں کہ اختصار خطبہ آدمی کی فقاہت کی علامت اس لئے کہ صرف فقیہ ہی جوامع الفاظ پر مطلع ہو سکتا ہے لہٰذا وہ اس کے ذریعہ سے معانی کثیرہ کو مختصر الفاظ سے تعبیر کرنے پر قادر ہوتا ہے، نیز بزار نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث بھی روایت کی ہے "وانہ سیأتی بعد کم قوم یطیلون الخطب ویقصر الصلوٰۃ" یہ حدیث بھی بتا رہی ہے کہ خطبہ کو بہت طویل کرنا اور نماز کو مختصر کرنا حالانکہ نماز اصل اور خطبہ فرع ہے شارع علیہ السلام کی نظر میں پسندیدہ عمل نہ تھا۔

(فتح الملھم، بذل المجھود)

باب کم یخطب

خطبہ کتنا پڑھا جائے اس کا بیان

اخبرنا علی بن حجر قال حدثنا شریك عن سماك عن جابر بن سمرۃ قال جالست النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فما رأیتہ یخطب الا قائماً ویجلس ثم یقوم ویخطب الأخرۃ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھا اور میں نے حضور ﷺ کو خطبہ پڑھتے نہیں دیکھا مگر کھڑے ہو کر اور بیٹھتے پھر کھڑے ہوتے اور دوسرا خطبہ پڑھتے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطبہ دو پڑھے دونوں کے درمیان بیٹھک کے ساتھ فصل کردے اسی کے ساتھ توارث جاری ہوا ہے یعنی ہر طبقہ میں یکے بعد دیگرے سلف سے یوں ہی چلا آ رہا ہے، صحیح بخاری میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے تھے پھر بیٹھتے "ثم یقوم کما تفعلون الأن" پھر کھڑے ہوتے جیسے اب تم کرتے ہو نیز یہی بات اگلے باب کے تحت حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ثابت ہوتی ہے تو ان روایات سے بھی دو خطبہ اور دونوں کے درمیان جلوس کا ثبوت ہوتا ہے لیکن دونوں خطبہ صحت جمعہ کے لئے واجب ہیں یا نہیں اس میں اختلاف ہے امام شافعیؒ اور مشہور روایت کے مطابق امام احمدؒ کا قول یہ ہے کہ دونوں شرط ہیں اور حنفیہ کے نزدیک اگر ایک ہی خطبہ پڑھا تو کافی ہو گیا اور یہی مذہب امام مالکؒ واوزاعی واسحٰق اور ابوثور وغیرہم رحمہم اللہ کا ہے، حضرت مولانا سہارنپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے البدائع کے حوالہ سے وجوب اور شرط خطبہ پر حنفیہ کے تین استدلال نقل کئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ قرآن پاک میں ہے "فاسعوا الی ذکر اللّٰہ" اور خطبہ ذکر اللہ ہے لہٰذا خطبہ امر بالسعی میں داخل ہو گا یا ذکر سے مراد خطبہ ہے اور خطبہ کی طرف

سعی کا حکم دیا گیا ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ انعقاد جمعہ کے لئے خطبہ واجب اور شرط ہے علاوہ اس کے اور بھی دو استدلال وہاں نقل کئے ہیں دیکھ لیجئے۔(بذل المجهود: ۱۸۱/۲)

باب الفصل بين الخطبتين بالجلوس

بیٹھک کے ساتھ دوخطبہ کے درمیان فصل کا بیان

اخبرنا اسماعيل بن مسعود قال حدثنا بشر بن المفضل قال حدثنا عبيد الله عن نافع عن عبد الله ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يخطب الخطبتين وهو قائم وكان يفصل بينهما بجلوس.

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکر خطبہ پڑھتے تھے اور دونوں کے درمیان بیٹھک کے ساتھ فصل کرتے تھے۔

تشریح: اس حدیث سے بھی دوخطبوں کے درمیان جلوس کی مشروعیت پر استدلال کیا گیا ہے لیکن یہ جلوس بطور واجب ہے یا بطور استحباب اس میں اختلاف ہے امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ دوخطبوں کے درمیان بیٹھک واجب ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل اور قول یعنی "صلوا كما رأيتموني" اصلی سے استدلال کرتے ہیں اور امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ یہ بیٹھک استراحت کے واسطے ہے اور سنت ہے واجب نہیں اور ابن عبدالبر مالکیؒ فرماتے ہیں کہ سوائے امام شافعیؒ کے امام مالکؒ اور اہل عراق اور تمام فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ جلوس دوخطبہ کے درمیان سنت ہے جوخطیب اسے چھوڑ دے کوئی حرج نہیں اور بعض شافعیہ کہتے ہیں کہ اصل مقصود فصل ہے گوبغیر جلوس کے ہو اور ابن قدامہؒ کہتے ہیں کہ یہ جلوس اتباع کی نیت سے مستحب ہے واجب نہیں یہی اکثر اہل علم کا قول ہے کیونکہ اس قعدہ میں کوئی ذکر مشروع نہیں، لہٰذا واجب نہ ہوگا، امام شافعیؒ کے استدلال کا جواب یہ ہے کہ ارشاد مذکور جس سے امام شافعیؒ نے استدلال کیا ہے وہ خطبہ کے درمیان کے جلسہ کو شامل نہیں کرتا کیونکہ خطبہ حقیقتاً نماز نہیں ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے یعنی جلوس بین الخطبتین سے وجوب جلوس پر استدلال صحیح نہیں کیونکہ محض فعل وجوب کا فائدہ نہیں دیتا۔(كذا قال العينى، فتح الملهم: ج ۲)

باب السكوت فى القعدة بين الخطبتين

دوخطبوں کے درمیان قعدہ میں سکوت کا بیان

اخبرنا محمد بن عبد الله بن بزيع قال حدثنا يزيد يعنى ابن زريع قال حدثنا اسرآئيل قال حدثنا سماك عن جابر بن سمرة قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يخطب يوم الجمعة قآئماً ثم يقعد قعدة لا يتكلم ثم يقوم فيخطب خطبةً اخرىٰ فمن حدثكم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يخطب قاعداً فقد كذب.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جمعہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے دیکھا ہے پھر کچھ دیر بیٹھتے بات چیت نہیں کرتے تھے پھر کھڑے ہوتے اور دوسرا خطبہ پڑھتے جو شخص تم سے یہ بیان کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے خطبہ پڑھتے تھے وہ جھوٹ بولتا ہے۔

تشریح: ملا علی قاریؒ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ دو خطبہ کے درمیان جلوس کی حالت میں بہتر یہ ہے کہ خطیب آیات قرآنی میں سے کوئی آیت پڑھے کیونکہ ابن حبان کی روایت میں آیا ہے "**کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقرأ فی جلوسہ کتاب اللّٰہ**"، بعض کہتے ہیں افضل یہ ہے کہ سورہ اخلاص پڑھے۔(**کذا فی شرح الطیبی**)

باب القرأة فی الخطبة الثانية والذكر فيها

دوسرے خطبہ میں قرأۃ اور ذکر کا بیان

اخبرنا عمرو بن علی عن عبد الرحمن قال حدثنا سفیان عن سماك عن جابر بن سمرة قال كان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یخطب قائماً ثم یجلس ثم یقوم ویقرأ آیات ویذکر اللّٰہ عزوجل وکانت خطبته قصداً وصلاته قصداً.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کھڑے ہو کر پڑھتے تھے پھر بیٹھتے پھر کھڑے ہوتے اور آیات پڑھتے اور اللہ عزوجل کا ذکر کرتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ معتدل اور نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی متوسط ہوتی تھی۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ثانیہ میں آیات قرآنی پڑھتے تھے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہمیشہ آیات مخصوصہ پڑھتے تھے بلکہ کبھی کچھ آیات اور کبھی کچھ آیات پڑھ لیتے تھے بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اوّل خطبہ میں کوئی سورہ پڑھتے تھے چنانچہ ابن ابی شیبہؒ نے شعبی سے مرسلاً روایت کی ہے "**کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذ اصعد المنبر یوم الجمعة استقبل الناس بوجهه ثم قال السلام علیکم ویحمد اللّٰہ تعالیٰ ویثنی علیه ویقرأ سورة ثم یجلس ثم یقوم فیخطب ثم ینزل وکان ابو بکر وعمر یفعلانه**" اور یہی مسلک کہ خطبہ ثانیہ میں بھی مثل اوّل خطبہ کے آیات قرآنی پڑھے صاحب بحر نے تجنیس کے حوالہ سے نقل کیا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں "**قال فی التجنیس ان الثانیة کالاولیٰ الا انه یدعو للمسلمین مکان الوعظ**"

الكلام والقيام بعد النزول عن المنبر

منبر سے اترنے کے بعد قیام اور کلام کرنے کا بیان

اخبرنا محمد بن علی بن میمون قال حدثنا الفریابی قال حدثنا جریر بن حازم عن ثابت البنانی عن انس قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ینزل عن المنبر فیعرض له الرجل فیکلمه فیقوم معه النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم حتی یقضی حاجته ثم یتقدم الی مصلاه فیصلی.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترتے اس وقت اگر کوئی آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی ضرورت پیش کرتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرتا اس کے ساتھ کھڑے رہتے حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی حاجت پوری فرماتے پھر اپنے مصلے کی طرف بڑھتے اور نماز پڑھا دیتے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعد خطبہ نماز سے پہلے گفتگو منع نہیں ہے ہاں حالت خطبہ میں منع ہے (واللّٰہ تعالٰی اعلم)

عدد صلوة الجمعة

نماز جمعہ کی کتنی رکعت ہے اس کا بیان

اخبرنا علی بن حجرقال حدثنا شریك عن زبید عن عبد الرحمن بن ابی لیلٰی قال قال عمر صلوة الجمعة رکعتان و صلوة الفطر رکعتان وصلوة الاضحی رکعتان وصلوة السفر رکعتان تمام غیر قصر علی لسان محمد صلی اللّٰه علیه وسلم قال ابو عبد الرحمن عبد الرحمن بن ابی لیلٰی لم یسمع من عمر.

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ نماز جمعہ کی دو رکعتیں ہیں اور نماز عیدالفطر کی دو رکعتیں ہیں اور نماز عیدالاضحیٰ کی دو رکعتیں ہیں اور نماز سفر کی دو رکعتیں ہیں یہ نمازیں پوری دو دو رکعت کی ہیں کم نہیں بزبان محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

القرأة فی صلوة الجمعة سورة الجمعة والمنافقین

جمعہ کی نماز میں سورہ جمعہ اور سورہ منافقین پڑھنا

اخبرنا محمد بن عبد الاعلٰی الصنعانی قال حدثنا خالد بن الحارث قال حدثنا شعبة قال اخبرنا مخول قال سمعت مسلما البطین عن سعید بن جبیر عن ابن عباس ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کان یقرأیوم الجمعة فی صلوة الصبح الٓمٓ تنزیل وهل اتی علی الانسان وفی صلوة الجمعة بسورة الجمعة والمنافقین.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن صبح کی نماز میں آلم تنزیل اور ھل اتی علی الانسان پڑھتے تھے اور نماز جمعہ میں سورہ جمعہ اور سورہ منافقین۔

القرأة فی صلوة الجمعة بسبح اسم ربک الاعلیٰ وهل اتٰک حدیث الغاشیة

جمعہ کی نماز میں سبح اسم ربك الاعلٰی اور ھل اتٰك پڑھنا

اخبرنا محمد بن عبد الاعلٰی قال حدثنا خالد عن شعبة قال اخبرنی معبد بن خالد عن زید بن عقبة عن سمرة قال کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقرأ فی صلوة الجمعة بسبح اسم ربك

الاعلٰی وھل اتٰك حدیث الغاشیة.

حضرت سمرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز میں سبح اسم ربك الاعلٰی اور ھل اتٰك حدیث الغاشیۃ پڑھتے تھے۔

ذکر الاختلاف علی النعمان بن بشیر فی القرأۃ فی صلوۃ الجمعۃ

نعمان بن بشیر پر نماز جمعہ کی قرأۃ میں اختلاف کا بیان

اخبرنا قتیبة عن مالك عن ضمرة بن سعید عن عبید اللّٰه بن عبد اللّٰه ان الضحاك بن قیس سأل النعمان ابن بشیر ماذا کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقرأ یوم الجمعة علی اثر سورة الجمعة قال کان یقرأ ھل اتٰك حدیث الغاشیة.

ضحاک بن قیس نے نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن سورہ جمعہ کے بعد کونسی سورہ پڑھتے تھے انہوں نے جواب دیا ھل اتٰك حدیث الغاشیة پڑھتے تھے۔

اخبرنا محمد بن عبد الاعلٰی قال حدثنا خالد عن شعبة ان ابراھیم بن محمد بن المنتشر اخبرہ قال سمعت ابی یحدث عن حبیب بن سالم عن النعمان بن بشیر قال کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقرأ فی الجمعة بسبح اسم ربك الاعلٰی وھل اتٰك حدیث الغاشیة وربما اجتمع العید والجمعة فیقرأ بھما فیھما جمیعاً.

حبیب بن سالم نعمان بن بشیر سے روایت کرتے ہیں حضرت نعمان رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز جمعہ میں سبح اسم ربك الاعلٰی اور ھل اتٰك حدیث الغاشیة پڑھتے تھے اور بعض اوقات عید اور جمعہ جمع ہو جاتے تو ان دونوں سورتوں کو عید اور جمعہ دونوں میں پڑھتے۔

تشریح: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرنے والے ضحاک بن قیس اور حبیب بن سالم کا یہ اختلاف جو نماز جمعہ کی سورتوں کے بارے میں ہے اس سے صحت روایت پر کوئی اثر نہیں پڑتا بلکہ اس سے دونوں طرح سے پڑھنے کا جواز معلوم ہوا کبھی سورہ جمعہ کے بعد ھل اتٰك پڑھتے تھے اور کبھی سبح اسم ربك الاعلٰی کے بعد ھل اتٰك حدیث الغاشیة۔

من ادرک رکعة من صلوۃ الجمعة

جو شخص جمعہ کی ایک رکعت پالے اس کا کیا حکم ہے

اخبرنا قتیبة ومحمد بن منصور واللفظ له عن سفیان عن الزھری عن ابی سلمة عن ابی ھریرة عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال من ادرك من صلوة الجمعة رکعة فقد ادرك.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جس نے جمعہ کی ایک رکعت پالی پس اس نے نماز کو پالیا۔

تشریح: ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص ایک رکعت پالے گویا اس نے پوری نماز پالی حالانکہ یہ مسلک کسی امام کا نہیں، لہٰذا مطلب حدیث یہ ہے "فقد ادرك جزء الصلوٰة" یا "فقد ادرك فضل الصلوٰة" یعنی اس نے نماز جمعہ کا ایک حصہ پالیا یا فضیلت نماز کی پالی باقی ایک رکعت امام کے سلام پھرنے کے بعد پڑھ لے۔

عدد الصلوٰة بعد الجمعة فی المسجد

جمعہ کے بعد مسجد میں کتنی رکعت پڑھنی چاہئے

اخبرنا اسحق بن ابراهيم قال اخبرنا جرير عن سهيل عن ابيه عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم اذا صلی احدكم الجمعة فليصل بعدها اربعاً.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ پڑھتے تو اس کے بعد چار رکعات پڑھ لے۔

تشریح: ابن الملک کہتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سنت بعد جمعہ چار رکعات ہیں امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ اسی کے قائل ہیں اور ایک قول امام شافعیؒ کا بھی یہی ہے اور امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں سنت بعد جمعہ چھ رکعات ہیں ان کا استدلال ابوداؤد میں حضرت ابن عمرؓ کی حدیث سے ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مکہ میں ہوتے جمعہ پڑھتے پھر سامنے کی طرف بڑھتے اور دو رکعت پڑھتے پھر سامنے کی طرف بڑھتے اور چار رکعت پڑھتے اور جب مدینہ میں ہوتے تو جمعہ پڑھتے پھر اپنے گھر میں چلے جاتے اور گھر میں دو رکعت پڑھتے مسجد میں کچھ نہ پڑھتے جب ان سے اس کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا "كان رسول الله صلی الله عليه وسلم يفعل ذلك" کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کرتے تھے، امام ابوداؤدؒ نے اس حدیث پر سکوت کیا ہے پھر حافظ منذریؒ نے بھی سکوت کیا ہے جس سے واضح ہو گیا کہ حدیث صحیح ہے اور علامہ عراقی کہتے ہیں اس کی اسناد صحیح ہے نیز حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے "**من كان منكم مصليا فليصل بعدها ست ركعات**" اس سے بھی امام ابویوسفؒ کے مسلک کی تائید ہوتی ہے، اور امام ابوحنیفہؒ کی ایک روایت بھی یہی ہے اسی کو امام طحاویؒ نے مسلک مختار قرار دیا ہے۔

امام شافعیؒ کا مسلک:

امام ترمذیؒ نے امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کا مسلک یہ نقل کیا ہے کہ وہ بعد جمعہ دو رکعت کے قائل ہیں لیکن علامہ عراقی کہتے ہیں اس سے ان کی مراد اقل رکعات کا بیان ہے یعنی کم سے کم بعد جمعہ سنت دو رکعت ہیں ورنہ وہ حضرات اس سے اکثر کو مستحب فرماتے ہیں، چنانچہ امام شافعیؒ نے کتاب الام میں تصریح کی ہے کہ بعد جمعہ چار رکعات پڑھ لے۔

امام احمد کا مسلک:

علامہ ابن قدامہ نے المغنی میں ان کا یہ مسلک نقل کیا ہے "قال احمد بن حنبل ان شاء صلی بعد الجمعة رکعتین وان شاء اربعاوان شاء ستاً" اس حدیث باب کے مفہوم سے بعض شافعیہ نے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ قبل جمعہ کوئی سنت نہیں حتیٰ کہ بعض کہتے ہیں کہ قبل جمعہ نماز بدعت ہے ان کی یہ بات درست نہیں کیونکہ اسناد جید کے ساتھ بعض روایات میں صلوٰۃ قبل جمعہ کا ذکر آیا ہے چنانچہ حافظ عراقیؒ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ قبل جمعہ چار رکعات پڑھتے تھے اور امام ترمذیؒ نے روایت کی ہے "ان ابن مسعود کان یصلی قبلها اربعاً وبعدها اربعاً" اب ظاہر ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ از خود اس طرح نہیں کر سکتے تھے بلکہ حضور ﷺ سے سیکھ کر کرتے ہوں گے۔ (بذل المجهود: ۱۹۹/۲)

صلوة الامام بعد الجمعة

جمعہ کے بعد امام کی نماز کا بیان

اخبرنا قتیبة عن مالك عن نافع عن ابن عمر ان رسول الله صلی الله علیه وسلم كان لا یصلی بعد الجمعة حتی ینصرف فیصلی ركعتین.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے بعد نماز نہیں پڑھتے تھے یہاں تک کہ گھر تشریف لے جاتے تھے پھر دو رکعت پڑھتے۔

اخبرنا اسحاق بن ابراهیم قال اخبرنا عبد الرزاق قال حدثنا معمر عن الزهری عن سالم عن ابیه قال كان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصلی بعد الجمعة ركعتین فی بیته.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے بعد اپنے گھر میں دو رکعت پڑھتے تھے۔

تشریح: علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں کہ اوپر کے عنوان کے ماتحت قولی حدیث مطلق ہے جس سے مسجد میں پڑھنے کا جواز بھی معلوم ہوتا ہے لیکن اس عنوان کے ذیل کی حدیث میں حضور ﷺ کے اپنے گھر میں دو رکعت پڑھنے کا بیان آیا ہے اس لئے امام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ یہ باب قائم کر کے اس طرح سے دفع تعارض فرما رہے ہیں کہ یہ دو رکعتیں جو اس حدیث میں مذکور ہیں حضور ﷺ کے واسطے خاص تھیں اب کوئی تعارض نہیں۔ (والله تعالٰی اعلم، كذا فی الحاشیة)

باب اطالة الركعتین بعد الجمعة

جمعہ کے بعد دو لمبی رکعتیں پڑھنے کا بیان

اخبرنا عبدة بن عبد الله عن یزید وهو ابن هارون قال اخبرنا شعبة عن ایوب عن نافع عن ابن عمرانه كان یصلی بعد الجمعة ركعتین یطیل فیهما ویقول كان رسول الله صلی الله علیه وسلم

يفعله.

نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر جمعہ کے بعد دو لمبی رکعتیں پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح پڑھتے تھے۔

ذكر الساعة التي يستجاب فيها الدعاء يوم الجمعة

جمعہ کے دن جس ساعت میں دعا قبول کی جاتی ہے اس کا بیان

اخبرنا قتيبة قال حدثنا بكر يعني ابن مضر عن ابن الهاد عن محمد بن ابراهيم عن ابی سلمة بن عبد الرحمن عن ابی هريرة قال اتيت الطور فوجدت ثم كعبا فمكثت انا وهو يوما احدثهٔ عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ويحدثني عن التوراة فقلت له قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير يوم طلعت فيه الشمس يوم الجمعة فيه خلق آدم وفيه اهبط وفيه تيب عليه وفيه قبض وفيه تقوم الساعة ما على الارض من دابة الا وهي تصبح يوم الجمعة مصيخة حتى تطلع الشمس شفقاً من الساعة الاابن آدم وفيه ساعة لا يوافقها مؤمن وهو فى الصلوٰة يسأل الله فيها شيئا الا اعطاه اياه فقال كعب ذلك يوم فى كل سنة فقلت بل هي فى كل جمعة فقرأ كعب التوراة ثم قال صدق رسول الله صلى الله عليه وسلم هو فى كل يوم جمعةٍ فخرجت فلقيت بصرة بن ابی بصرة الغفاری فقال من این جئت قلت من الطورقال لو لقيتك من قبل ان تأتيه لم تأته قلت له ولم قال انی سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا تعمل المطى الاالٰی ثلٰثة مساجد المسجدالحرام ومسجدی ومسجد بيت المقدس فلقيت عبد الله بن سلام فقلت لو رأيتني خرجت الى الطور فلقيت كعبا فمكثت انا وهو يوماً احدثه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ويحدثني عن التوراة فقلت له قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير يوم طلعت فيه الشمس يوم الجمعة فيه خلق آدم وفيه اهبط وفيه تيب عليه وفيه قبض وفيه تقوم الساعة ماعلى الارض من دآبة الا وهي تصبح يوم الجمعة مصيخة حتى تطلع الشمس شفقاً من الساعة الا ابن آدم وفيه ساعة لا يصاد فها عبد مؤمن وهو فى الصلوٰة يسأالله شيئا الا اعطاه اياه قال كعب ذلك يوم فى كل سنةٍ فقال عبد الله بن سلام كذب كعب قلت ثم قرأء كعب فقال صدق رسول الله صلى الله عليه وسلم هو فى كل جمعة فقال عبد الله صدق كعب انى لا علم تلك الساعة فقلت يااخى حدثني بها قال هى آخر ساعة من يوم الجمعة قبل ان تغيب الشمس فقلت اليس قد سمعت رسول الله صلى الله علية وسلم يقول لا يصاد فها مؤمن وهو فى الصلوٰة وليست تلك الساعة صلوة قال اليس قد سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من صلى وجلس ينتظر الصلوٰة فهو فى صلوٰة حتى تأتيه الصلوٰة التى تليها قلت بلى قال فهو كذالك.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں کوہ طور پہنچا وہاں کعب احبار سے میری ملاقات ہوئی میں اور وہ دونوں ایک دن ٹھہرے میں ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سناتا تھا اور وہ مجھے تورات کی باتیں سناتے تھے میں نے ان سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر دن جس میں آفتاب نکلا ہے جمعہ کا دن ہے اسی دن میں آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اسی میں جنت سے اتارے گئے اسی میں ان کی توبہ قبول ہوئی اسی میں ان کی جان قبض کی گئی اسی دن میں قیامت ہوگی زمین پر کوئی ایسا جانور نہیں جو جمعہ کے دن صبح سے آفتاب نکلنے تک قیامت کے خوف سے کان نہ لگائے رہتا ہو سوائے اولاد آدم کے اور اسی جمعہ کے دن ایک ساعت ہے اسی میں مؤمن نماز کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے جو کچھ مانگے اللہ تعالیٰ اس کو دے دیتا ہے کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا وہ پورے سال میں ایک دن ہوتا ہے میں نے کہا نہیں بلکہ وہ ہر جمعہ میں، پھر جب کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تورات پڑھی کہنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا وہ ہر جمعہ کے دن میں ہوتا ہے پھر میں نکلا تو میری بصرہ بن ابی بصرہ غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی انہوں نے پوچھا کہاں سے آرہے ہو میں نے کہا کوہ طور سے انہوں نے کہا اگر میں آپ سے کوہ طور جانے سے پہلے ملتا تو آپ وہاں نہ جاتے میں نے عرض کیا کیوں تو انہوں نے کہا بیشک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا تین مساجد کے علاوہ کسی (اور جگہ کی زیارت کے لئے) سواری کو استعمال نہ کیا جائے یعنی سفر نہ کیا جائے مسجد حرام اور میری مسجد اور بیت المقدس پھر میری عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی میں نے عرض کیا اگر آپ مجھے دیکھ لیتے کہ میں کوہ طور پر گیا تھا وہاں کعب احبار سے ملاقات ہوئی اور ان کے ساتھ ایک دن رہا میں ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سناتا تھا اور وہ تورات کی باتیں بیان کرتے تھے میں نے ان سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آفتاب طلوع ہونے والے دنوں میں جمعہ کا دن بہتر ہے کیونکہ اس میں آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اور اسی میں جنت سے نکالے گئے اور اسی میں ان کی توبہ قبول ہوئی اور اسی میں ان کی وفات ہوئی اور اسی میں قیامت ہوگی روئے زمین پر کوئی جانور ایسا نہیں جو جمعہ کے دن آفتاب نکلنے تک قیامت کے خوف سے کان نہ لگائے رہتا ہو سوائے آدم علیہ السلام کی اولاد کے اور اسی دن میں ایک گھڑی ہے مسلمان بندہ اسی گھڑی کے مطابق نماز کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے جو کچھ مانگے اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرما دیتے ہیں تو کعب احبار کہنے لگے وہ دن پورے سال میں ایک مرتبہ آتا ہے یہ سن کر عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے کعب جھوٹ بولتے ہیں میں نے کہا پھر کعب نے تورات پڑھی اور کہنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا وہ ہر جمعہ کے دن میں ہے تو عبد اللہ کہنے لگے کعب نے سچ کہا بے شک میں اس گھڑی کو جانتا ہوں میں نے کہا بھائی مجھے بھی بتا دیجئے وہ کہنے لگے وہ غروب آفتاب سے پہلے جمعہ کے دن کی آخری ساعت ہے میں نے پوچھا کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا آپ فرماتے تھے "لا یصادف ھا مؤمن وھو فی الصلوٰۃ الخ" اور یہ آخری ساعت نماز کی گھڑی نہیں عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے نہیں سنا جس نے نماز پڑھی اور دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھا رہا وہ نماز کے حکم میں ہے یہاں تک کہ اس نماز کا وقت آجائے میں نے کہا کیوں نہیں سنا ضرور سنا ہوں عبد اللہ نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا یہی مطلب سمجھ لو۔

اخبرنی محمد بن یحیٰی بن عبد اللہ قال حدثنا احمد بن حنبل قال حدثنا ابراھیم بن خالد عن

رباح عن معمر عن الزهری قال حدثنی سعید عن ابی هریرة عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال ان فی الجمعة ساعةً لا یوافقها عبد مسلم یسأل اللّٰه فیها شیئا الا اعطاه ایاه.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جمعہ میں ایک ساعت ہے جو مسلمان بندہ ٹھیک اسی ساعت میں اللہ تعالیٰ سے جو کچھ مانگے اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرما دیتے ہیں۔

اخبرنا عمرو بن زرارة قال اخبرنا اسماعیل عن ایوب عن محمد عن ابی هریرة قال قال ابو القاسم صلی اللّٰه علیه وسلم ان فی الجمعة ساعةً لا یوافقها عبد مسلم قآئم یصلی یسأل اللّٰه عزوجل شیئا الا اعطاه ایاه قلنا یقللها یزهدها قال ابو عبد الرحمن لا نعلم احداً حدث بهذا الحدیث غیر رباح عن معمر عن الزهری الاایوب بن سوید فانه حدث به عن یونس عن الزهری عن سعید وابی سلمة وایوب بن سوید متروك الحدیث.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ میں ایک ساعت ہے اگر کوئی مسلمان بندہ ٹھیک اسی ساعت میں بحالت نماز اللہ عزوجل سے کوئی چیز مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرما دیتے ہیں ہم نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس ساعت کے بارے میں فرماتے تھے کہ یہ ساعت مختصر ہے۔

تشریح: "قال ابو عبد الرحمن الخ" امام نسائیؒ فرماتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ رباح کے علاوہ بھی کسی اور نے اس حدیث کو معمر سے وہ زہری سے روایت کیا ہو البتہ ایوبؒ بن سوید نے اس کو یونس سے وہ زہری سے وہ سعید اور ابوسلمہؒ سے روایت کیا ہے اور ایوب بن سوید متروک الحدیث ہیں۔

"انی لا علم تلك الساعة الخ" یہ بات حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر فرمارہے ہیں یا کتب سابقہ کی آیات سے استنباط کرتے ہوئے فرمائی بہرحال اکثر علماء کا یہی قول ہے کہ ساعت اجابت دعا جمعہ کے دن کی آخری ساعت ہے، چنانچہ امام ترمذیؒ نے امام احمدؒ کا یہ قول نقل کیا ہے "وقال احمد اکثر الاحادیث فی الساعات التی ترجی فیها اجابة الدعوة انها بعد صلاة العصر" باقی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

کتاب تقصیر الصلوٰۃ فی السفر

سفر میں نماز کم کرنے کا بیان

اخبرنا اسحق بن ابراهیم قال اخبرنا عبد اللّٰه بن ادریس قال اخبرنا ابن جریج عن ابن ابی عمار عن عبد اللّٰه بن بابیه عن یعلی بن امیة قال قلت لعمر بن الخطاب لیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰة ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا فقدا من الناس فقال عمر رضی اللّٰه عنه عجبت مما عجبت منه فسألت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عن ذلك فقال صدقة تصدق اللّٰه بها علیکم فاقبلوا صدقته.

حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ قرآن کہتا ہے ”لیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰة ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا“ کہ اور جب تم ملک میں سفر کرو تو تم پر کوئی گناہ نہیں کہ کچھ کم کرو نماز میں سے اگر تم کو اس بات کا خوف ہو کہ کافر تم کو ستاویں گے، اب تو خوف جاتا رہا لوگ مطمئن ہیں (لوگ کیوں قصر نماز کرتے ہیں) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جس بات سے تمہیں تعجب ہوا مجھے بھی تعجب ہوا تھا اس لئے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں سوال کیا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ صدقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم کو دیا ہے اس کا صدقہ قبول کرو۔

اخبرنا قتیبة قال حدثنا اللیث عن ابن شهاب عن عبد اللّٰه بن ابی بکر بن عبد الرحمن عن امیة بن عبد اللّٰه بن خالد انه قال لعبد اللّٰه ابن عمر انا نجد صلوٰة الحضر وصلوة الخوف فی القرآن ولا نجد صلوة السفر فی القرآن فقال له ابن عمر یا ابن اخی ان اللّٰه عزوجل بعث الینا محمداً صلی اللّٰه علیه وسلم ولا نعلم شیئا وانما نفعل کما رأینا محمداً صلی اللّٰه علیه وسلم یفعل.

امیہ بن عبداللہ بن خالد سے روایت ہے انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ ہم حضر کی نماز او رخوف کی نماز قرآن میں پاتے ہیں مگر سفر کی نماز قرآن میں نہیں پاتے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو جواب دیا بھتیجا بیشک اللہ بزرگ و برتر نے ہمارے پاس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا جبکہ ہم کچھ نہیں جانتے تھے اور ہم تو ویسے ہی کرتے ہیں جیسے ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے۔

اخبرنا قتیبة قال حدثنا هشیم عن منصور بن زاذان عن ابن سیرین عن ابن عباس ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم خرج من مکة الی المدینة لا یخاف الا رب العالمین یصلی رکعتین.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ تک سفر کیا آپ پروردگار عالم کے سوا کسی سے خوف زدہ نہ تھے اس حالت میں دو رکعت پڑھتے تھے۔

اخبرنا محمد بن عبد الاعلیٰ قال حدثنا خالد قال حدثنا ابن عون عن محمد عن ابن عباس قال كنا نسير مع رسول الله صلى الله عليه وسلم بين مكة والمدينة لا نخاف الا الله عزوجل نصلى ركعتين.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ اور مدینہ کے درمیان سفر کرتے تھے ہم اللہ عزوجل کے سوا کسی سے خوف زدہ نہیں تھے ہم دو رکعت پڑھتے تھے۔

اخبرنا اسحاق بن ابراهيم قال حدثنا النضر بن شميل قال اخبرنا شعبة عن يزيد بن خمير قال سمعت حبيب بن عبيد يحدث عن جبير بن نفيرعن ابن السمط قال رأيت عمر بن الخطاب يصلى بذى الخليفة ركعتين فسألته عن ذالك فقال انما افعل كما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يفعل.

ابن سمط سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذی الحلیفہ میں دو رکعت پڑھتے دیکھا ہے، میں نے ان سے اس کے متعلق سوال کیا تو فرمایا کہ جس طرح میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے اسی طرح کرتا ہوں۔

اخبرنا قتيبة قال حدثنا ابو عوانة عن يحيٰى بن ابى اسحق عن انس قال خرجت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم من المدينة الى مكة فلم يزل يقصر حتى رجع فاقام بها عشراً.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے مکہ تک سفر کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم قصر صلوٰۃ فرماتے رہے حتیٰ کہ واپس لوٹے مکہ میں دس دن ٹھہرے۔

اخبرنا محمد بن على بن الحسن بن شقيق قال اخبرنى ابى اخبرنا ابو حمزه وهو السكرى عن منصور عن ابراهيم عن علقمة عن عبد الله قال صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فى السفر ركعتين ومع ابى بكر ركعتين ومع عمر ركعتين رضى الله عنهما.

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں دو رکعتیں پڑھیں اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ دو رکعت اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں۔

اخبرنا حميدبن مسعدة عن سفيان وهو ابن حبيب عن شعبة عن زبيد عن عبد الرحمن بن ابى ليلىٰ عن عمر قال صلوٰة الجمعة ركعتان والفطر ركعتان والنحر ركعتان والسفر ركعتان تمام غير قصر على لسان النبى صلى الله عليه وسلم.

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ جمعہ کی دو رکعت اور نماز عید الفطر دو رکعت اور نماز عید قربانی دو رکعت اور نماز سفر دو رکعت یہ نمازیں پوری ہیں قصر نہیں ہیں بزبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اخبرنا محمدبن وهب قال حدثنا محمد بن سلمة قال حدثنی ابو عبد الرحیم قال حدثنی زید عن ایوب وهو ابن عآئذ عن بکیر بن الاخنس عن مجاهد ابی الحجاج عن ابن عباس قال فرضت صلوٰہ الحضر علی لسان نبیکم صلی اللّٰہ علیہ وسلم اربعاً وصلوٰۃ السفر رکعتین وصلوٰۃ الخوف رکعة.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ نماز فرض کی گئی حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر چار رکعت اور سفر میں دو رکعت اور خوف کی حالت میں ایک رکعت یعنی امام کے ساتھ باقی ایک رکعت تنہا پڑھ لی جائے۔

اخبرنا یعقوب بن ماهان قال حدثنا القاسم بن مالك عن ایوب ابن عآئذ عن بکیر بن الاخنس من مجاهد عن ابن عباس قال ان اللّٰہ عزوجل فرض الصلوٰۃ علی لسان نبیکم صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی الحضر اربعاً وفی السفر رکعتین وفی الخوف رکعة.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا بے شک اللہ بزرگ و برتر نے نماز کو فرض کیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر حضر میں چار رکعت اور سفر میں دو رکعت اور خوف میں ایک رکعت۔

تشریح: "عن عبد اللّٰہ بن بابیہ" اس لفظ کو باباہ اور بابیہ بکسر الباء الثانیہ کے ساتھ پڑھنا بھی صحیح ہے قرآن پاک کی آیت "لیس علیکم جناح الخ" سے یعلی بن امیہ کو شبہ اس لئے پیدا ہوا کہ اس آیت میں قصر صلوٰۃ کو خوف پر معلق کیا ہے اب تو خوف جاتا رہا مکمل امن اور سکون ہے لہٰذا اب قصر صلوٰۃ سفر میں جائز نہ ہونا چاہئے اس شبہ کا اظہار انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا آپ نے فرمایا مجھے بھی اس قسم کا شبہ اور اشکال پیش آیا تھا پھر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں دریافت کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد مبارکہ "صدقةً تصدق اللّٰہ بها الخ" سے کافی وشافی جواب دے کر اس کا ازالہ فرما دیا کہ بلاخوف بھی پڑھنا چاہئے، ہاں چونکہ نزول آیت کے وقت مسافروں کو کفار کی طرف سے ایذا رسانی کا خوف رہتا تھا اس لئے "ان خفتم" فرمایا یعنی قصر صلوٰۃ کو خوف کے ساتھ مقید فرمایا ورنہ حکم عام ہے ہر حال میں قصر جائز ہے غرض خوف کی قید اتفاقی ہے بلحاظ وقت اس کا ذکر آیت میں آیا ہے، دوسری حدیث میں امیہ بن عبداللہ بن خالد کو جو شبہ پیش آیا اور جس کا تذکرہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا ہے کہ ہم قرآن میں صلوٰۃ حضر اور صلوٰۃ خوف کا حکم پاتے ہیں مگر بلاخوف صلوٰۃ سفر کا حکم قرآن میں نہیں پاتے اس شبہ کا منشاء بھی وہی تھا جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوال کا تھا حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کے حوالے سے امیہ بن عبداللہ کو جواب دیا "ابن اخی ان اللّٰہ عزوجل بعث محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم الخ"

قصر صلوٰۃ میں علماء کا اختلاف:

مصنف قدوریؒ نے فرمایا "وفرض المسافر فی الرباعیة رکعتان" کہ مسافر کا فرض چار رکعت والی نماز میں دو رکعت ہیں یہی مسلک حنفیہ کا ہے اور علامہ خطابیؒ کہتے ہیں کہ اکثر علماء سلف اور فقہاء کا یہی مذہب ہے کہ سفر میں قصر واجب ہے یہی امام مالکؒ اور امام احمدؒ سے ایک روایت ہے، حنفیہ کی ایک دلیل حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے جو بخاری و مسلم میں ہے

وہ فرماتے ہیں "صحبت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فکان لایزید فی السفر علی رکعتین وابا بکر وعمر وعثمان کذلک" غور کیجئے کہ ساری عمر حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر وحضرت عمر وحضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم سفر میں قصر پڑھتے رہے اور حضور ﷺ سے اتمام صلوٰۃ یعنی چار رکعت کا پڑھنا ثابت نہیں اور نہ خلفاء راشدین سے تو پھر اس اسوۂ حسنہ کے خلاف کیسے صحیح ہوگا، دوسری دلیل یہی حدیث ہے جو عنوان کے تحت حضرت یعلی بن امیہ سے مروی ہے اس کو امام نسائیؒ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی روایت کیا ہے اس میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد ہے "صدقہ تصدق اللّٰہ بھا علیکم فاقبلوا صدقتہ" اس میں "فاقبلوا" صیغۂ امر وجوب کے لئے ہے، حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے صدقہ کو قبول کرنے کا حکم دیا ہے لہٰذا رد کردینے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی، تیسری دلیل حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے جو عنوان کے تحت مذکور ہے "صلوٰۃ الجمعۃ رکعتان والفطر رکعتان الخ" یہ حدیث بتلا رہی ہے کہ سفر کی نماز شروع سے دو ہی رکعت فرض کی گئی نہ یہ کہ ابتداء میں چار رکعات تھیں پھر دو رکعت کم کردی گئی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول "علی لسان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم" سے واضح ہوتا ہے کہ اس کا ثبوت حضور ﷺ کے قول سے ہے، چوتھی دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ نماز حضر اور سفر دو دو رکعت فرض ہوئی سفر میں وہی رہی اور حضر میں دو رکعت کا اضافہ ہوا (رواہ مسلم)

اب اگر سفر میں کوئی چار پڑھے تو ایسا ہے جیسے کوئی فجر کی دو رکعتوں میں دو اور ملا کر چار پڑھ لے حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے، ایسے ہی سفر میں اتمام صحیح نہیں بلکہ قصر ہی واجب ہے علاوہ اس کے اور بھی دلائل ہیں ہم نے طوالت کے خوف سے نقل نہیں کئے۔

ائمہ ثلاثہ کا مسلک:

ائمہ ثلاثہ کہتے ہیں کہ سفر میں دو رکعت پر قصر کرنا مسافر کے حق میں رخصت ہے مگر اتمام افضل ہے ان کی ایک دلیل نسائی شریف کی یہی روایت ہے جو باب کے تحت مذکور ہے "فقال صدقۃ تصدق اللّٰہ بھا علیکم فاقبلوا صدقتہ" فرماتے ہیں کہ سفر میں قصر صلوٰۃ صدقہ کی طرح ہے کوئی قبول کرے نہ کرے اس کی مرضی ہے جیسے انسان کے صدقات کا معاملہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ قیاس درست نہیں کیونکہ اللہ کے صدقہ میں اور انسانوں کے صدقے میں فرق ہے انسان کے صدقہ میں تملیک ہوتی ہے اس میں لینے اور نہ لینے کا اختیار ہے لیکن اللہ کے صدقہ میں تملیک کی کوئی گنجائش نہیں بلکہ یہاں اسقاط کو یعنی بحالت سفر دو رکعت ساقط کردینے کو صدقہ سے تعبیر کیا ہے "تصدق من اللّٰہ" سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس میں تو رد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ قبول کرلینا واجب ہے کیونکہ اسی حدیث میں "فاقبلوا صدقتہ" ہے جو وجوب قبول کا تقاضا کرتا ہے غرض کہ اوّل تو اللہ کا صدقہ ہے پھر حضور ﷺ کا امر کہ قبول کرو صراحۃً اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اختیار نہیں چاہے قبول کرے چاہے قبول نہ کرے بلکہ قصر ہی ہے۔

ائمہ ثلاثہ کی دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے خلافت کے آخری دور میں اتمام کیا یعنی پوری نماز پڑھی اب اگر اتمام کی اجازت نہ ہوتی تو امیر المؤمنین ایسے کیوں کرتے اس کا جواب حنفیہ کی طرف سے یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ قصر پڑھتے رہے ایک مرتبہ حج میں اتمام کیا تو ان کے اس فعل پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور

صحابہ کی ایک جماعت نے کس قدر اعتراض کئے شوافع وغیرہ نے ان کے فعل کو تو دیکھا مگر صحابہ کرام کے اعتراض پر خیال نہ کیا حتیٰ کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قصر صلوٰۃ کی تاویل کرنا پڑی کسی کو تو یہ ① جواب دیا کہ میں خلیفۃ المسلمین ہوں تمام اہل اسلام کا مسکن میرا ہی مسکن ہے کسی کو ② جواب دیا کہ بدو لوگ میرے ہمراہ تھے اگر میں دو رکعت پڑھتا تو وہ اسی کو اصل سمجھ جاتے تو ان کی غلطی کو دور کرنے کے لئے منیٰ وغیرہ میں چار رکعت پڑھیں کسی کو ③ یہ جواب دیا کہ میں نے یہاں نکاح کر لیا ہے جیسا کہ مسند احمد میں ہے "انه صلى بمنى اربع ركعات فانكر الناس عليه فقال ايها الناس انى تاهلت بمكه منذ قدمت وانى سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من تاهل فى بلد فليصل صلوٰة المقيم" اس کے بعد علامہ عثمانیؒ فتح الملهم جلد ۲ صفحه ۲۴۷، میں لکھتے ہیں "وقد نص احمد وابن عباس قبله ان المسافر اذا تزوج لزمه الاتمام وهذا قول ابى حنيفة رحمه الله ومالك واصحابهم وهذا احسن ما اعتذر به عن عثمان رضى الله تعالىٰ عنه" غرض اس سے معلوم ہوا کہ قصر حضرت ابن مسعود وغیرہم کے نزدیک واجب تھا کیونکہ قصر اگر مباح ہوتا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر انکار نہ کرتے اور نہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاویلات سے قصر صلوٰۃ کی وجہ بتاتے تو اس سے کسی کے اختلاف کے بغیر اجماع صحابہ سے قصر کا وجوب ثابت ہوا، ائمہ ثلاثہ یعنی امام شافعیؒ وغیرہ نے تیسرا استدلال حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فعل سے کیا ہے کہ وہ خود سفر میں چار رکعت پڑھتی تھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد، حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے خالہ کاش آپ قصر کرتیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اے میری بہن کے پیارے بیٹے مجھ پر پوری نماز پڑھنا دشوار نہیں ہوتی ہے۔ (رواه البيهقى والدارقطنى)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نزدیک قصر کرنا بوجہ مشقت کے تھا تو جس پر مشقت نہ ہو وہ پوری پڑھے، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اپنا اجتہاد ہوگا جو دیگر مجتہدین پر حجت نہیں ہو سکتا، تمام مستند اور صحیح روایات قصر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مواظبت علی القصر کے مقابلہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اجتہادی فعل کیوں کر حجت ہوگا، نیز یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے صراحۃً انکار قصر منقول نہیں ہے ہاں جب حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوال کیا "لو صليت ركعتين" تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا "يا ابن اختى لاتشق على" اس لئے میں چار رکعت پڑھتی ہوں تو انہوں نے اپنے فعل اتمام کی تاویل تو کی ہے مگر اصل قصر کا انکار نہیں کیا، اب ان کی یہ تاویل نفس الامر میں وجوب قصر کے ہرگز منافی نہیں ہو سکتی لہٰذا شوافع کا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فعل سے استدلال ہرگز درست نہیں۔ (ماخوذ از فتح الملهم وبذل المجهود، مزید تفصیل وہاں مذکور ہے)

باب الصلوٰة بمكة

مکہ میں نماز کا بیان

اخبرنا محمد بن عبد الاعلى فى حديثه عن خالد بن الحارث قال اخبرنا شعبة عن قتادة قال سمعت موسٰى وهو ابن سلمة قال قلت لابن عباس كيف اصلى بمكة اذا لم اصل فى جماعةٍ قال

رکعتین سنۃ ابی القاسم صلی اللہ علیہ وسلم۔

قتادہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے موسیٰ بن سلمہ سے سنا انہوں نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ پوچھا اگر میں جماعت سے نماز نہ پڑھ سکوں تو مکہ میں نماز کس طرح پڑھوں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا دو رکعت یہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

اخبرنا اسماعیل بن مسعود قال حدثنا یزید بن زریع قال حدثنا سعید قال حدثنا قتادۃ ان موسیٰ بن سلمۃ حدثھم انہ سأل ابن عباس قلت تفوتنی الصلوٰۃ فی جماعۃ وانا بالبطحآء ماتری ان اصلی قال رکعتین سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

موسیٰ بن سلمہؒ نے قتادہؒ وغیرہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا مجھ سے نماز باجماعت فوت ہو جاتی ہے جبکہ میں بطحاء میں ہوتا ہوں اب کیسے پڑھوں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا دو رکعت، یہ دو رکعت پڑھنے کا عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

باب الصلوٰۃ بمنیٰ

منی میں نماز کا بیان

اخبرنا قتیبۃ قال حدثنا ابو الاحوص عن ابی اسحاق عن حارثۃ بن وھب الخزاعی قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمنیٰ آمن ماکان الناس واکثرہٗ رکعتین۔

حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منی میں نماز دو رکعت پڑھی اس وقت لوگ بہت زیادہ امن میں تھے اور تعداد بھی بہت زیادہ تھی۔

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا یحییٰ بن سعید قال حدثنا شعبۃ قال حدثنا ابو اسحٰق ح واخبرنا عمرو بن علی حدثنا یحییٰ بن سعیدقال حدثنا سفیان قال اخبرنی ابو اسحاق عن حارثۃ بن وھب قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمنی اکثر ماکان الناس وآمنہ رکعتین۔

حارثہ بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں منی میں دو رکعتیں پڑھائیں جبکہ لوگوں کی بہت بڑی جماعت تھی اور مکمل امن کی حالت میں تھے۔

اخبرنا قتیبۃ قال حدثنا اللیث عن بکیر عن محمد بن عبد اللہ بن ابی سلیمان عن انس بن مالک انہ قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمنی ومع ابی بکر وعمر رکعتین ومع عثمان رکعتین صدراً من امارتہ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ منیٰ میں دو رکعت پڑھیں اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بھی ان کی خلافت کے شروع میں دو رکعت

پڑھیں۔

اخبرنا قتیبة قال حدثنا عبد الواحد عن الاعمش قال حدثنا ابراهیم قال سمعت عبد الرحمن بن یزیدح واخبرنا محمود بن غیلان قال حدثنا یحیی بن آدم حدثنا سفیان عن الاعمش عن ابراهیم عن عبد الرحمن بن یزید عن عبد اللّٰہ قال صلیت بمنی مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم رکعتین.

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منی میں دو رکعت پڑھیں۔

اخبرنا علی بن خشرم قال حدثنا عیسی عن الاعمش عن ابراهیم عن عبد الرحمن بن یزید قال صلی عثمان بمنی اربعاً حتی بلغ ذلك عبد اللّٰہ فقال لقد صلیت مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم رکعتین.

عبدالرحمٰن بن یزیدؒ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منی میں چار رکعت پڑھیں حتیٰ کہ اس کی اطلاع حضرت عبداللہ کو پہنچی تو انہوں نے فرمایا کہ بلاشبہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو رکعت پڑھیں۔

اخبرنا عبید اللّٰہ بن سعید قال اخبرنا یحیی عن عبیداللّٰہ عن نافع عن ابن عمر قال صلیت مع النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم بمنی رکعتین ومع ابی بکر رضی اللّٰہ عنه رکعتین ومع عمر رضی اللّٰہ عنه رکعتین.

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منی میں دو رکعت پڑھیں اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ دو رکعت اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ دو رکعت۔

اخبرنا محمد بن سلمة قال حدثنا ابن وهب عن یونس عن ابن شهاب قال اخبرنی عبید اللّٰہ بن عبد اللّٰہ بن عمر عن ابیه قال صلی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم بمنیً رکعتین وصلاها ابوبکر رکعتین وصلاها عمر رکعتین وصلاها عثمان صدراً من خلافته.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منی میں دو رکعت پڑھیں اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو رکعت پڑھیں اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو رکعت پڑھیں اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت کے ابتدائی دور میں دو رکعت پڑھیں۔

تشریح: حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد خلفاء راشدین مکہ اور منی وغیرہ میں دو رکعتیں پڑھتے تھے اس پر باب کی احادیث دلالت کررہی ہیں کیونکہ آپ حضرات مسافر تھے قصر صلوٰۃ کے متعلق تفصیلی بحث پیچھے گذر چکی ہے۔

باب المقام الذی یقصر بمثله الصلوٰة

اس بات کے بیان میں کہ کتنے دن کی اقامت تک قصر کرنا جائز ہے

اخبرنا حمید بن مسعدة قال اخبرنا یزید قال اخبرنا یحیی بن ابی اسحاق عن انس بن مالك قال

خرجنا مع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من المدینة الی مکة فکان یصلی بنا رکعتین حتی رجعنا قلت هل اقام بمکة قال نعم اقمنابها عشراً.

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے مکہ کی طرف نکلے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ دو رکعت پڑھتے تھے یہاں تک کہ ہم واپس لوٹے، روای کہتے ہیں میں نے پوچھا کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں ٹھہرے تھے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جی ہاں ہم مکہ میں دس دن رہے۔

اخبرنا عبد الرحمن بن الاسود البصری قال حدثنا محمد بن ربیعة عن عبد الحمید بن جعفر عن یزید بن ابی حبیب عن عراك بن مالك عن عبید اللّٰه بن عبد اللّٰه عن ابن عباس ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اقام بمکة خمس عشرة یصلی رکعتین رکعتین.

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں پندرہ دن ٹھہرے نماز دو دو رکعت پڑھتے رہے۔

اخبرنا محمد بن عبد الملك بن زنجویه عن عبد الرزاق عن ابن جریج قال اخبرنی اسماعیل بن محمد بن سعدان حمید بن عبد الرحمن اخبره ان السآئب بن یزید اخبره انه سمع العلآء بن الحضرمی یقول قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یمکث المهاجر بعد قضآء نسکه ثلثا.

علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہاجر افعال حج ادا کرنے کے بعد تین دن ٹھہر سکتے ہیں۔

اخبرنا ابو عبد الرحمن قال الحارث بن مسکین قراء ة علیه وانا اسمع فی حدیثه عن سفیان عن عبد الرحمن بن حمید عن السآئب بن یزید عن العلآء بن الحضرمی قال قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یمکث المهاجر بمکة بعد یعنی نسکه ثلثا.

علاء بن الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہاجر مکہ میں ارکان حج پورے کرنے کے بعد تین دن ٹھہر سکتے ہیں۔

اخبرنی احمد بن یحییٰ الصوفی قال حدثنا ابو نعیم قال حدثنا العلآء بن زهیر الازدی قال حدثنا عبد الرحمن بن الاسود عن عائشة انها اعتمرت مع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من المدینة الی مکة حتی اذا قدمت مکة قالت یا رسول اللّٰه بابی انت وامی قصرت واتممت وافطرت وصمت قال احسنت یا عائشة وماعاب علیّ.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ عمرہ کے ارادہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے مکہ تک گئیں حتیٰ کہ جب مکہ میں پہنچیں تو عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ نے قصر کیا اور میں نے پوری نماز پڑھی اور آپ نے افطار کیا یعنی روزہ نہیں رکھا اور میں نے روزہ رکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ تو نے اچھا کیا اور میرے اس عمل کو برا

نہیں سمجھا۔

تشریح: اس باب کے قائم کرنے کا مقصد بظاہر مدت اقامت کا بیان ہے لیکن مقام کی مناسبت سے ہم پہلے ایک اور مسئلہ مسافت قصر کی مقدار کا بیان کرر ہے ہیں۔

علامہ خطابیؒ معالم السنن میں لکھتے ہیں کہ سفیان ثوریؒ اور اہل کوفہ یعنی حنفیہ فرماتے ہیں کہ تین دن کی مسافت ہوتو قصر کرے کم میں قصر نہیں۔ (العرف الشذی: ص ۲٤۰) میں لکھا ہے "مسافة القصر عند الشافعي واحمد ثمانية واربعون ميلاً وعندنا ميسرة ثلاثة ايام بسير وسط" امام ابوحنیفہؒ اور آپ کے اصحاب کی دلیل مسلم اور ابوداؤد کی روایت ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے "المسح على الخفين للمسافر ثلثة ايام وللمقيم يوم وليلة" مصنف ہدایہ فرماتے ہیں "السفر الذي يتغير به الاحكام الخ" (باب صلوٰۃ المسافر میں پوری عبارت دیکھ لیجئے) اب جس سفر کے سبب شریعت کے احکام میں تغیر ہوسکتا ہے وہ تین دن کا ہے قصر صلوٰۃ بھی ایک شرعی حکم لہٰذا تین دن کے سفر میں قصر کرنا ہوگا، دوسری دلیل صحیح بخاری میں ہے "قال النبي صلى الله عليه وسلم لاتسافر المرأة ثلاثة ايام الا مع ذي رحم محرم" اس سے معلوم ہوا کہ جس سفر سے شرعی حکم نکلتا ہے وہ تین دن کا ہے۔

ائمہ ثلاثہ کا مسلک:

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مقدار مسافت قصر اڑتالیس میل ہے ان کی دلیل بخاری کی روایت ہے بخاری میں ہے "كان ابن عمر رضي الله تعالٰى عنه وابن عباس رضي الله تعالٰى عنه يقصر ان ويفطران الى اربعة برد وهو ستة عشر فرسخًا" برد جمع ہے برید کی چار فرسخ کا ایک برید اور ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے تو اڑتالیس میل بنے، علماء حنفیہ نے بھی سہولت کے لئے اڑتالیس میل ہی رکھے ہیں کیونکہ تین دن کی مسافت عموماً اڑتالیس میل ہی ہوتی ہے۔

اہل ظاہر کا مسلک:

ان کا مسلک یہ ہے کہ تین میل کی مسافت ہوتو قصر درست ہے ان کا استدلال صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ہے الفاظ اس کے یہ ہیں "كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا خرج مسيرة ثلاثة اميال او ثلاثة فراسخ شعبة الشاك صلى ركعتين" اس کا جواب علامہ ابن عبدالبرؒ مالکی نے یہ دیا ہے کہ اس حدیث کے راوی یحیٰی بن یزید ھنائی شیخ بصری ہیں، ابن حبانؒ اور ابوحاتم نے ثقاۃ میں سے شمار کیا ہے لہٰذا ان جیسے راوی جمہور صحابہ اور تابعین کے مسلک کے خلاف یہ بات کیسے روایت کر سکتے ہیں کہ حضور ﷺ تین میل کے سفر میں قصر پڑھتے تھے بلکہ مطلب اس کا یہ ہے کہ حضور ﷺ دور دراز سفر کے ارادہ سے نکلتے تھے پھر تین میل تک چلنے کے بعد اتفاق سے نماز کا وقت آ جاتا تو حضور ﷺ قصر پڑھنا شروع کر دیتے تھے۔ (فتح الملهم: ۲/۲۵۳)

اس کا اور ایک جواب علامہ نوویؒ نے شرح مسلم میں یہ دیا ہے "واما هذا الحديث فلادلالة فيه لا هل الظاهر في جواز القصر في طويل السفر وقصره لان المراد حين سافر صلى الله عليه وسلم الى مكة في حجة

الوداع صلی الظهر بالمدینة اربعاً ثم سافر فادرکته العصر وهو مسافر بذی الحلیفة فصلا ها رکعتین ولیس المراد ان ذاالحلیفة کان غایة سفره فلادلالة فیه قطعاً واما ابتداء القصر فیجوز من حین یفارق بینان بلده اوخیام قومه ان کان من اهل الخیام'' حاصل اس کا یہ ہے کہ جب حضور ﷺ مدینہ سے تقریباً تین میل باہر تشریف لے جاتے اور نماز کا وقت وہاں شروع ہوجاتا تو وہاں آپ قصر کرتے یہ مطلب نہیں کہ منتہائے سفر صرف تین میل ہوتا تھا نیز شعبہ کی روایت میں تین میل یا تین فرسخ کا شک ہے لہٰذا اس سے یقینی طور پر تین میل کیسے ثابت ہوں گے، لہٰذا اس سے اہل ظاہر کا اپنے مسلک پر استدلال صحیح نہیں۔

مدت اقامت اوراس میں اختلاف:

اس بارے میں امام ابوحنیفہؒ وسفیان ثوریؒ اور لیث بن سعدؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ جب کسی شہر میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ اقامت کی نیت کرے تو پوری نماز چار رکعت پڑھے۔ حنفیہ کی دلیل ① باب کے ماتحت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ مکہ میں (فتح مکہ کے سال) پندرہ دن قیام فرمایا نماز دو دو رکعت پڑھتے رہے، امام نوویؒ اس پر اعتراض کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں محمد بن اسحٰق ہیں اس کا حنفیہ یہ جواب دیتے ہیں کہ محمد بن اسحٰق ابوداؤد کی سند میں ہے اگر اعتراض ہو تو اس پر ہوسکتا ہے امام نسائیؒ نے جس سند سے نقل کی یہ سند محمد بن اسحاق والی نہیں بلکہ عراک بن مالک عن عبیداللہ بن عبداللہ کی ہے اس کے راویان ثقہ ہیں لہٰذا یہ روایت صحیح ہے اور اسی سے محمد بن اسحاق کی روایت کو تقویت ملتی ہے لہٰذا اس کو ضعیف قرار دینا درست نہیں امام نوویؒ کے اعتراض کو حافظ ابن حجرؒ نے تسلیم نہیں کیا چنانچہ علامہ عثمانیؒ نے فتح الملہم جلد۲ صفحہ ۲۵۵، میں حافظؒ کا یہ قول نقل کیا ہے ''قال الحافظ فی الفتح ضعفها النووی فی الخلاصه (ای روایة ابی داؤد) ولیس بجید لان رواتها ثقاة ولم ینفرد بها ابن اسحاق فقد اخرجها النسائی عن عراك بن مالك عن عبید الله كذلك'' حنفیہ کی ② دوسری دلیل طحاوی کی روایت ہے وہ حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں ''قالا اذا قدمت بلدة وانت مسافر وفی نفسك ان تقیم خمسة عشر یوماً فاكمل الصلوٰة بها وان كنت لا تدری متی تظعن فاقصرها'' (رواه الطحاوی)

پھر یہاں پر اشکال یہ ہے کہ فتح مکہ کے سال مدت قیام میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پندرہ یوم سے زائد کی بھی روایت ہے کسی روایت میں سترہ دن اور کسی روایت میں انیس دن کا ذکر ہے حنفیہ اس کو عدم نیت اقامت پر حمل کرتے ہیں مکہ فتح کے بعد حضور ﷺ حنین کا قصد فرما رہے تھے اور اتفاقی طور پر انیس (۱۹) یوم لگ گئے اور فتوحات میں ایسا ہی ہوتا ہے تو اگر یہ ثابت ہوجائے کہ نیت یہ تھی کہ انیس دن ٹھہریں گے تو بیشک درست ہوسکتا ہے حالانکہ اس وقت یہ نہیں کہا جاسکتا کہ نیت بھی یہی تھی۔ (واللّٰه تعالیٰ اعلم)

ائمہ ثلاثہ کا مسلک:

ائمہ ثلاثہ کا قول یہ ہے کہ چار دن ٹھہرنے کی نیت کی صورت میں اتمام کرے ان کا استدلال باب کے ذیل میں حضرت علاء

بن الحضرمی کی روایت سے ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے "یمکث المهاجر بعد قضاء نسکه ثلثا" اس سے معلوم ہوا کہ کسی جگہ چار دن قیام کی نیت کی صورت میں مقیم ہو جائے گا یہی حد اقامت ہے، اس کا جواب قاضی شوکانیؒ نے یہ دیا ہے (نیل اوطار میں) "واستدل لهم بنهیه علیه الصلوٰة والسلام للمهاجرین عن اقامة فوق ثلاث فی مکة فتکون الزیادة علیها اقامة لاقدر الثلث وردبان الثلاثة قدر قضاء الحوائج لا لکونها غیر اقامة" ابن رشدؒ بدایہ میں لکھتے ہیں "واحتجو المذهبهم بما روی انه علیه السلام اقام بمکة ثلاثاً یقصر فی عمرته وهذا لیس فیه حجة علی انه النهایة للتقصیر" غرض ان ائمہ کرام کا استدلال اس حدیث سے صحیح نہیں اس کے علاوہ کوئی صریح روایت چار دن کی پیش نہیں کی جاسکتی۔ (فتح الملهم، مخزن السنن)

شوافع وغیرہ کی طرف سے کوئی کہہ سکتا ہے کہ حنفیہ کے پاس بھی تو کوئی صریح روایت نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ اس معاملہ میں کہ مسافت سفر کتنی ہے اور مدت اقامت کتنی ہے حنفیہ کے پاس بھی کوئی صریح حدیث مرفوع صحیح نہیں جو کچھ ہے وہ صحابہ کے آثار واقوال ہیں یا بعض احادیث سے استنباط کیا گیا ہے، جس کی تفصیل اوپر گذر چکی ہے پھر بھی امام ابو حنیفہؒ کا مسلک اس میں دلائل کے لحاظ سے قوی ہے۔

اس باب کے تحت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جو حدیث مروی ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ سفر میں قصر واجب نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں کیونکہ نسائی شریف کی روایت میں مطلق عمرہ کا ذکر ہے لیکن اس کے برعکس ایک اور روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ الفاظ مروی ہیں "خرجت مع رسول الله صلى الله علیه وسلم فی عمرة رمضان فافطر وصمت وقصر اتممت الخ" حالانکہ رمضان کا عمرہ جس کا اس روایت میں ذکر ہے صحیح نہیں کیونکہ تمام اہل سیر کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضور ﷺ نے چار عمرے کئے اور سب ذی القعدہ میں کئے البتہ صرف ایک عمرہ اپنے حج کے ساتھ ذی الحجہ میں کیا اور بالفرض اس کو صحیح مان بھی لیا جائے تو پھر یہ حدیث معارض ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دوسری حدیث کے جو اس حدیث باب سے اصح ہے فرماتی ہیں "فرضت الصلاة رکعتین رکعتین فاقرت صلاة السفر وزید فی صلاة الحضر" اب جب دونوں میں تعارض ہو گیا تو صحیح اصح کا مقابلہ نہیں کر سکتی، لہٰذا اصح کو صحیح پر ترجیح ہوگی۔
(مرقات: ۲۲۳/۳)

ترک التطوع فی السفر

سفر میں نفل نہ پڑھنے کا بیان

اخبرنی احمد بن یحیٰی قال حدثنا ابو نعیم قال حدثنا العلآء بن زهیر قال حدثنا وبرة بن عبد الرحمن قال کان ابن عمر لا یزید فی السفر علی رکعتین لا یصلی قبلها ولا بعدها فقیل له ماهذا قال هکذا رأیت رسول الله صلى الله علیه وسلم یصنع.

علاء بن زہیر کہتے ہیں کہ ہم سے وبرۃ بن عبد الرحمٰن نے بیان کیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر میں دو رکعت پر زیادہ نہیں

کرتے تھے نہ دو رکعت سے پہلے نماز پڑھتے اور نہ دو رکعت کے بعد ان سے پوچھا گیا یہ کیسی نماز ہے انہوں نے جواب دیا اسی طرح میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

اخبرنا نوح بن حبیب قال حدثنا یحییٰ بن سعید قال حدثنا عیسیٰ بن حفص بن عاصم قال حدثنی ابی قال کنت مع ابن عمر فی سفر فصلی الظہر والعصر رکعتین ثم انصرف الی طنفسۃ لہ فرای قوما یسبحون قال مایصنع ھؤلآء قلت یسبحون قال لوکنت مصلیا قبلھا او بعدھا لا تممتھا صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکان لا یزید فی السفر علی رکعتین وابا بکر حتی قبض وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم کذلک۔

حفص بن عاصم کہتے ہیں کہ میں سفر میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا انہوں نے ظہر اور عصر کی دو دو رکعت پڑھی پھر وہ اپنے فرش پر چلے گئے تو وہاں کچھ لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھا پوچھا یہ لوگ کیا کر رہے ہیں میں نے کہا نفل پڑھ رہے ہیں اس پر انہوں نے فرمایا اگر میں نفل پڑھنے والا ہوتا فرض نماز سے پہلے یا اس کے بعد تو اپنی فرض نماز پوری کیوں نہ پڑھ لیتا میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کیا آپ سفر میں دو رکعت پر زیادہ نہیں کرتے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے یہاں تک کہ ان کی وفات ہوگئی اسی طرح حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی دو رکعت پر زیادہ نہیں کرتے تھے۔

تشریح: ان روایات سے سفر میں ترک نوافل کی اجازت معلوم ہوتی ہے کیونکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ اور خلفاء علیہ سفر میں نوافل نہ پڑھتے لیکن حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کے برعکس کی روایت بھی منقول ہے چنانچہ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں "**روی عنہ ای ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یتطوع فی السفر**"، اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ سفر میں نوافل پڑھتے تھے، بہرحال اس میں دو قسم کی روایات ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے نوافل پڑھنے کو بیان کرتے ہیں اور نہ پڑھنے کو بھی وہی روایت کرتے ہیں، دونوں میں ایک تطبیق امام بخاریؒ نے دی ہے وہ یہ کہ توابع الفرائض کو نہ پڑھا، مستقل نوافل کو پڑھا لیکن بہتر تطبیق یہ ہے کہ اگر سیر کی حالت میں ہوتے تو نہ پڑھتے اور کسی منزل پر قیام اور نزول کے وقت پڑھ لیتے۔ (کذا قال شیخ الھند رحمہ اللہ)

كتاب الكسوف كسوف والشمس والقمر

سورج اور چاند گرہن کا بیان

اخبرنا قتيبة قال حدثنا حماد عن يونس عن الحسن عن ابی بكرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الشمس والقمر ايتان من ايات الله تعالٰى لا ينكسفان لموت احد ولا لحياته ولكن الله عزوجل يخوف بهما عبادهٗ.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک سورج اور چاند دو نشانیاں ہیں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے سورج اور چاند میں کسی کے مرنے اور جینے سے گہن نہیں لگتا لیکن اللہ بزرگ و برتر ان دونوں کی وجہ سے اپنے بندوں کو ڈراتے ہیں۔

تشریح: ملا علی قاریؒ نے کرمانیؒ کے حوالے سے لکھا ہے کہ کہا جاتا ہے "كسفت الشمس والقمر (کاف کے زبر اور ضمہ کے ساتھ) وانكسفا" اور "خسفت الشمس والقمر (خاء کے زبر اور پیش کے ساتھ) وانخسفا" دونوں مترادف ہیں، حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ بلحاظ لغت کسوف کے معنی تغیر الی سواد کے ہیں، اسی سے ماخوذ ہے "كسف وجهه وحاله وكسف الشمس" یہ اس وقت کہا جاتا ہے جبکہ کسی کے چہرے پر اور حال میں تغیر آ جائے اور جب سورج کی روشنی زائل ہو کر اس کے اندر سیاہی پڑ جائے، لیکن فقہاء کے استعمال میں کسوف سورج کے ساتھ اور خسوف چاند کے ساتھ [illegible] ثعلب نے قول راجح کہا ہے اور اسی کو جوہری نے زیادہ فصیح قرار دیا ہے، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل صلوٰۃ جو سورج گرہن کے واقعہ میں احادیث میں مروی ہے وہ جمادی الآخرہ ۵ ھ کا فعل ہے (كما صححه ابن حبان) حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ صلوٰۃ کسوف سنت مؤکدہ ہے اور بعض حضرات کہتے ہیں فرض کفایہ ہے اور ابن ہمامؒ نے کہا کہ نماز عید زیادہ مؤکدہ ہے کیونکہ وہ واجب ہے اور صلوٰۃ کسوف جمہور کے نزدیک سنت ہے ہاں کچھ لوگ واجب کہتے ہیں مگر یہ قول ضعیف ہے۔ (مرقات: ۲/۳۹۷)

"لا ينكسفان لموت احد الخ" ملا علی قاریؒ نے مرقات میں شرح السنہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ اہل جاہلیت سے یہ غلط بات چلی آ رہی تھی کہ جب دنیا میں کوئی بڑا حادثہ ہوتا ہے تب سورج کو یا چاند کو گرہن لگتا ہے اتفاق سے جس زمانہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ڈیڑھ سال یا اس سے کچھ زیادہ عمر پا کر انتقال کر گئے تھے اسی زمانہ میں سورج کو گرہن لگ گیا تھا تو عام لوگوں نے یہ خیال کیا کہ ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کی وجہ سے کسوف کا واقعہ ہوا ہے اس لئے حضور

ﷺ نے لوگوں کے اس خیال فاسد کی تردید میں ارشاد مبارکہ "ان الشمس والقمر آیتان من ایات اللہ الخ" فرمایا کہ سورج اور چاند کو کسی کے مرجانے یا کسی کے پیدا کے ہونے پر گرہن نہیں لگتا بلکہ قدرت کاملہ کی نشانیوں میں سے دونشانیاں ہیں اگر بندے مطیع ہیں تو ان کو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کے فعل پر قوت اعتقاد حاصل ہونے کی بدولت ان کے اندر مزید خوف پیدا ہوگا اور اگر بدکار ہیں تو استغفار وتوبہ کریں گے یہی وجہ ہے کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب سخت ہوائیں چلتیں تو حضور ﷺ کا چہرہ مبارک متغیر ہوجاتا کبھی حجرہ میں داخل ہوتے اور کبھی باہر نکلتے اس خوف سے کہ کہیں یہ ہوائیں اس آندھی کی طرح نہ ہوجائیں جوقوم عاد پر چلی تھی یہاں پر ایک قابل غور بات یہ ہے کہ حضور ﷺ نے گرہن کی حقیقت بیان نہیں فرمائی اس لئے کہ انسان کی عملی زندگی کے آغاز اور انجام میں اس کی حقیقت کچھ بھی کارآمد نہیں البتہ بے شک کام کی بات یہ فرمائی کہ جب تم ان محسوس نشانیوں میں سے کوئی نشانی دیکھو تو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوجاؤ۔

التسبیح والتکبیر والدعاء عند کسوف الشمس

سورج گرہن کے وقت تسبیح اور تکبیر اور دعاء کا بیان

اخبرنا محمد بن عبد اللہ بن المبارك قال حدثنا ابو هشام هو المغيرة بن سلمة قال حدثنا وهيب حدثنا ابو مسعود الجريري عن حيان بن عمير قال حدثنا عبد الرحمن بن سمرة قال بينا انا اترامیٰ باسهمٍ لی بالمدينة اذانكسفت الشمس فجمعت اسهمي وقلت لانظرن مااحد ثهٔ رسول اللہ صلى اللہ عليه وسلم في كسوف الشمس فاتيتهٔ ممايلي ظهره وهو في المسجد فجعل يسبح ويكبر ويدعو حتى حسر عنها قال ثم قام فصلى ركعتين واربع سجدات.

عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ میں تیراندازی کی مشق کررہا تھا اچانک سورج کو گرہن لگ گیا تو میں نے اپنے تیروں کو جمع کیا اور کہا آج ضرور کوئی نئی چیز دیکھوں گا جو حضور ﷺ سورج گرہن کے بارے میں کریں گے میں حاضر ہوا اور بالکل حضور ﷺ کی پشت کے قریب کھڑا ہوگیا اور آپ مسجد میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے تسبیح پڑھتے اور تکبیر پڑھتے اور دعاء مانگتے اور جس نماز کو شروع کیا تھا اسے دو رکوع اور چار سجدوں سے پورا کیا حتیٰ کہ آفتاب کھل گیا۔

تشریح: امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے نماز آفتاب منجلی ہونے کے بعد شروع کی حالانکہ آفتاب سے گرہن زائل ہونے کے بعد صلاۃ کسوف پڑھنا درست نہیں یہ تو دیگر روایات کے بالکل خلاف ہے لہٰذا اس حدیث کے دوسرے طریق کے پیش نظر نیز دیگر روایات اور قواعد فقہ کی بنا پر حدیث اس پر محمول ہوگی کہ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کو نماز کی حالت میں پایا تھا اور راوی کے بیان کردہ امور یعنی تسبیح وغیرہ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھائیں تو نماز کی ابتداء حالت کسوف میں ہوئی اور سلام پھرنے سے پہلے آفتاب صاف اور روشن ہوگیا اب روایات میں کوئی تعارض نہیں۔(زھر الربی)

صلوٰۃ کسوف کی ادائیگی کے بارے میں ائمہ کے مذاہب کی تفصیل:

صلوٰۃ کسوف میں ایک رکوع سے پانچ رکوع تک بلکہ اس سے بھی زیادہ تک مروی ہے چار رکوع تک قوی سند کے ساتھ ہے اور پانچ والی کی سند میں کچھ کلام ہے قوی نہیں، امام اعظم ابوحنیفہؒ نے رکوع واحد کی روایت پر عمل کو اختیار کیا ہے آپ کے مسلک کی تائید ان روایات سے ہوتی ہے ① حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے جو اسی عنوان کے تحت امام نسائیؒ نے روایت کی ہے اس میں "فصلی رکعتین واربع سجدات" ہے تو معروف و معہود رکعتیں مراد لیں گے ② حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے جو آگے نسائی شریف میں آرہی ہے اور اسے عطاء بن السائب نے بواسطہ ابی السائب عبداللہ بن عمرو سے روایت کیا ہے ③ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے یہ حدیث بھی نسائی میں آگے آرہی ہے اس میں آیا ہے "فاذا رایتم ذلک فصلوا کاحدث صلوٰۃ صلیتموھا من المکتوبۃ" اور مسلم بات ہے کہ کسوف کا واقعہ ضحیٰ کے وقت ہوا ہے چنانچہ نسائی شریف میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں آیا ہے "حتی اذا کانت الشمس قید رمحین او ثلثۃ فی عین الناظر الخ" تو اب احدث صلوٰۃ نماز فجر ہوگی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز صبح پر حوالہ فرما رہے ہیں اور نماز فجر میں دو رکوع ہیں دو رکعتوں میں ④ حضرت قبیصہ بن مخارق الہلالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے یہ حدیث بھی آگے آرہی ہے ان کی حدیث کے آخر میں یہ الفاظ آئے ہیں "فاذا رایتم من ذلک شیئا فصلوا کا حدث صلوٰۃ مکتوبۃ صلیتموھا" ⑤ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے بھی تائید ہوتی ہے یہ روایت بھی نسائی میں آرہی ہے اس میں یہ الفاظ ہیں "ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صلی رکعتین مثل صلوتکم ھذہ وذکر کسوف الشمس" غرض کہ ان تمام روایات سے امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کی تائید ہوتی ہے۔

ائمہ ثلاثہ کا مسلک یہ ہے کہ صلوٰۃ کسوف کی ہر رکعت میں دو دو رکوع ہیں ان کا استدلال حضرت عائشہ و حضرت اسماء اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرھم کی روایات سے ہے یہ روایات نسائی اور صحاح ستہ کی دوسری کتابوں میں ہیں اور شوافع وغیرہ کے نزدیک دو رکوع والی احادیث زیادہ صحیح اور مشہور ہیں اس لئے وہ دو رکوع کے قائل ہوئے۔

حنفیہ کی طرف سے جوابات:

نماز کسوف کی نقل ایک ہی طرح پر نہیں ہوئی اس کے متعلق روایات میں اضطراب اور اختلاف کثیر ہے کسی روایت میں ایک رکوع اور کسی روایت میں دو رکوع بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ایک ہی راوی یعنی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں دو رکوع اور ایک میں تین رکوع اور ایک میں چار تک کا بیان ہے اب کیا صورت ہوگی اس کے دو طریقے ہیں تطبیق یا ترجیح لیکن یہاں تطبیق ناممکن ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں کسوف کا واقعہ ایک ہی مرتبہ پیش آیا ہے جبکہ آپ کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوئی اب ایک ہی صورت ترجیح کی ہے تو حنفیہ نے اس میں سے نماز کسوف کو اس کیفیت پر پڑھنے کو ترجیح دی ہے جس کی اصل شرع میں موجود ہے یعنی نعمان بن بشیر اور حضرت سمرہ بن جندب اور حضرت عبد الرحمٰن بن سمرہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ کی احادیث کے موافق، اگر شوافع وغیرہ کی طرف سے کوئی کہے کہ دو رکوع والی احادیث زیادہ قوی ہیں، ہم کہتے ہیں کہ وحدت رکوع والی حدیث بھی درجہ میں احادیث رکوعین سے کم نہیں چنانچہ بخاری میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث جس سے وحدۃ رکوع ثابت ہوتی ہے اس کی صحت میں کوئی شک نہیں (الفاظ اس کے یہ ہیں "خسفت الشمس علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فخرج یجررداء ہ حتی انتھٰی الی المسجد الخ" اسی طرح نسائی وغیرہ کی حدیث جو پیچھے نقل کر چکے ہیں درجہ حسن سے گری ہوئی نہیں پھر تعدد طرق کی وجہ سے صحیح کے درجہ میں پہنچ گئی ہے لہٰذا دو رکوع والی حدیث کے برابر ہوگئی اب چونکہ تعدد رکوع والی احادیث میں اضطراب اور اختلاف کثیر ہے جس سے تعدد رکوع میں شک اور تردد پیدا ہوگیا اس لئے حنفیہ نے وحدۃ رکوع والی روایات کو ترجیح دی ہے پھر اگر یہ کہو کہ وحدۃ رکوع والی روایات بھی تو تعدد رکوع والی روایات کے ساتھ متعارض ہیں تو پھر انہیں بھی چھوڑ دو ان کی بناء پر ایک رکوع والی کیفیت کو ترجیح دیتے ہو حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر یہ بھی ہو تو روایات فعلیہ سب متعارض ہو کر ساقط ہوگئیں، لہٰذا قولی حدیث دیکھیں گے ہمارے پاس قولی حدیث ہے نسائی شریف میں دو روایات ہیں ایک قبیصہ ہلالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جن کو ہم پیچھے مع مراد حدیث کے نقل کر چکے ہیں۔ (مرقات وفتح الملھم ناقلاً عن فتح القدیر)

اور یہ قولی حدیث "فصلوا کاحدث صلوة صلیتموھا من المکتوبة" اضطراب یا معارضہ سے بالکل سالم ہے، شوافع کہتے ہیں کہ حدیث تو ٹھیک ہے لیکن تشبیہ رکعتین میں ہے نہ کہ رکوعات میں کہ جیسے صبح کی دو رکعتیں ہیں ایسی ہی صلاۃ کسوف کی بھی دو رکعت ہیں یہ قول نقل کرنے کے بعد علامہ عثمانیؒ نے فتح الملہم جلد ۲ صفحہ ۴۵۲، میں اپنے استاد شیخ الہندؒ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ جو کچھ شوافع نے کہا یہ تو بدیہی کو نظری بنانا ہے جس کو کوئی بھی عقلمند قبول نہیں کرے گا، خصوصاً اس حالت میں کہ بغویؒ کی روایت میں "کاخف صلوة صلیتموھا من المکتوبة" آیا ہے تو اصل مطلب تشبیہ کا وہی ہے جو پیچھے اس حدیث کے ذیل میں ہم بتا چکے ہیں۔

حضرت شیخ الہندؒ کا ارشاد:

علامہ عثمانیؒ نے تعدد رکوع والی حدیث کی ایک توجیہ اپنے استاد حضرت شیخ الہندؒ کے حوالہ سے نقل کی ہے کہ استاد فرماتے تھے کہ تعارض کی طرف جانے کی ضرورت نہیں بلکہ تعدد رکوع کو تسلیم کر لینے کے بعد بھی اس کی معقول توجیہ ہو سکتی ہے، تعدد رکوع ضرور ہوا ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ تعدد رکوع صلات کسوف میں بطور تشریع کے نہ تھا بلکہ اس نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم غیب کے عجیب وغریب احوال اور ان کی نشانیاں دکھلائی گئیں اس لئے آپ نے کئی رکوع فرمائے حتیٰ کہ روایت میں آتا ہے کہ بعض وہ حرکات صادر ہوئیں جو عام نمازوں میں نہیں، کبھی آگے بڑھتے اور کبھی پیچھے کی طرف ہٹتے حتیٰ کہ عورتوں کی صف تک پہنچ جاتے کبھی اف اف "الم تعدنی" فرماتے حالانکہ یہ مفسدات صلوٰۃ ہے علاوہ اس کے اور بھی جنت ودوزخ کے واقعات عجیبہ دکھلائے گئے ہیں اب یہ باتیں کسی کے لئے جائز نہیں تو جیسا کہ یہ حرکات واردات غیبیہ کے پیش آنے کی وجہ سے مخصوص بالنبی علیہ السلام تھے اسی طرح کیا بعید ہے کہ ان کی وجہ سے ایک سے زیادہ رکوع فرمائے ہوں غرض کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

مخصوص تھا امت کے حق میں مسئلہ نہ تھا امت کے لئے ضابطہ وہی ہے جو حضور ﷺ نے فرمایا "صلوا کاحدث صلوة صلیتموها من المکتوبة" یہی وجہ ہے کہ صبح کی نماز کا حوالہ دیا کہ کہیں لوگوں کو شبہ نہ ہو کہ یہ باتیں بھی جزء صلوٰۃ ہیں، حضرت شیخ الہندؒ یہ تقریر ہمیشہ فرمایا کرتے تھے اس کے بعد کتاب البدائع مصر سے چھپ کر آئی تو ہم نے اس میں دیکھا تو صاحب بدائع ابوعبداللہ بلخیؒ جو امام محمدؒ کے بدوواسطہ شاگرد ہیں ان کی تقریر سے تائید ہوتی ہے ہمارے استاد کی تقریر کی گو انہوں نے کچھ تفصیل سے بیان کیا ہے ہمارے استاد نے کچھ اختصار سے صاحب بدائع کی اس عبارت کو دیکھ کر استاد بہت خوش ہوئے کہ بڑے آدمی نے موافقت کی "فلله الحمد علی موافقته لما افاده شیخنا المحقق رحمه الله تعالٰی" (فتح الملهم: ۲/۴۵۳) اب رہا یہ مسئلہ کہ صلوٰۃ کسوف میں قرأت جہر سے پڑھی جائے یا چپکے سے وہ آگے آرہا ہے۔

الامر بالصلٰوة عند کسوف الشمس

سورج گرہن کے وقت نماز کا حکم دینا

اخبرنا محمد بن سلمة قال اخبرنا ابن وهب عن عمرو بن الحارث ان عبد الرحمن بن القاسم حدثه عن ابیه عن عبد الله بن عمر عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان الشمس والقمرلا یخسفان لموت احد ولا لحیاته ولٰکنهما آیتان من آیات الله تعالٰی فاذا رأیتموا هما فصلوا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے آپ نے فرمایا کہ بے شک سورج اور چاند کو کسی کی موت اور پیدائش سے گرہن نہیں لگتا لیکن وہ دو نشانیاں ہیں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے جب تم ان کو دیکھو تو نماز پڑھو (دو نشانیاں ہیں یعنی دو علامتیں ہیں قرب قیامت کی قیامت کے قریب بھی چاند و سورج کا نور جاتا رہے گا یا عذاب الٰہی کی دو نشانیاں ہیں یا یہ مراد کہ دونوں چاند و سورج مخلوق اور آفاقی آیات میں سے دو نشانیاں ہیں اور قدرت الٰہی کے تابع ہیں بذات خود ان کے اندر کوئی نور اور کمال نہیں تو پھر بعض بے عقل لوگوں کا ان کو معبود بنالینا کیسے جائز ہوگا۔)

باب الامر بالصلٰوة عند کسوف القمر

چاند گرہن کے وقت نماز کا حکم دینا

اخبرنا یعقوب بن ابراهیم قال حدثنا یحییٰ عن اسماعیل قال حدثنا قیس عن ابی مسعود قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الشمس والقمر لا ینکسفان لموت احد ولکنهما آیتان من آیات الله عزوجل فاذا رأیتموها فصلوا.

حضرت ابی مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک سورج اور چاند کو کسی کی موت سے گرہن نہیں لگتا لیکن وہ دونوں اللہ عزوجل کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جب تم چاند اور سورج کو گہن کی حالت میں دیکھو تو نماز میں مشغول ہو جاؤ۔

تشریح: امام شافعیؒ اور امام احمدؒ اور امام اسحاقؒ وابو ثورؒ کے نزدیک چاند گرہن میں بھی نماز باجماعت مشروع ہے ان کا استدلال روایات کے عموم سے ہے امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ چاند گرہن میں جماعت نہیں کیونکہ رات میں لوگوں کا اجتماع مشکل اور تکلیف دہ ہے ہاں بذات خود تنہا نماز پڑھے تو جائز ہے اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا کسوف قمر کے واسطے جماعت سے پڑھنا ہمیں اور ہمارے اہل شہر کو نہیں پہنچا اور نہ حضور ﷺ کے بعد ائمہ میں سے کسی نے اس کو نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے چاند گرہن میں جماعت سے نماز پڑھی، امام شافعیؒ وغیرہ کے استدلال کا جواب یہ ہے کہ ان حدیثوں میں صرف نماز کا بیان ہے جماعت کی تصریح نہیں لہٰذا خاص صریح حدیث پیش کریں جو صراحۃً جماعت پر دلالت کرنے والی ہو جیسے سورج گرہن کی جماعت کے بارے میں خاص صریح حدیث موجود ہے۔ (فتح الملهم: ۲/۴٦٥، ناقلاً عن عمدة القاری)

باب الامر بالصلوٰة عند الكسوف حتى تنجلى

سورج گرہن کے وقت نماز کا حکم دینا یہاں تک کہ سورج روشن ہو جائے

اخبرنا محمد بن كامل المروزى عن هشيم عن يونس عن الحسن عن ابى بكرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الشمس والقمر آيتان من آيات الله انهما لا ينكسفان لموت احد ولا لحياته فاذا رأيتموهما فصلوا حتى تنجلى.

حضرت ابی بکرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیشک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں دو نشانیاں ہیں اور ان کو کسی کی موت وحیات سے گرہن نہیں لگتا جب تم ان میں گرہن دیکھو تو نماز پڑھو یہاں تک کہ صاف اور روشن ہو جائے۔

اخبرنا عمرو بن على ومحمد بن عبد الاعلى قالا حدثنا خالد قال حدثنا اشعث عن الحسن عن ابى بكرة قال كنا جلوساً عند النبى صلى الله عليه وسلم فكسفت الشمس فوثب يجر ثوبه فصلى ركعتين حتى انجلت.

حضرت ابی بکرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو اچانک سورج کو گرہن لگ گیا تو رسول اللہ ﷺ فوراً اپنے کپڑے گھسیٹتے ہوئے اٹھے پھر دو رکعتیں پڑھائیں یہاں تک کہ آفتاب روشن ہو گیا۔

باب الامر بالنداء لصلوٰة الكسوف

نماز کسوف کے واسطے اعلان کا حکم دینا

اخبرنا عمرو بن عثمان ابن سعيد قال حدثنا الوليد عن الاوزاعى عن الزهرى عن عروة عن عائشة قال خسفت الشمس على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فامر النبى صلى الله عليه وسلم مناديا ينادى ان الصلوٰة جامعة فاجتمعوا واصطفوا فصلى بهم اربع ركعات فى ركعتين واربع سجدات.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہن لگ گیا تھا تو نبی ﷺ نے ایک منادی کو اس طرح سے اعلان کرنے کا حکم دیا کہ "ان الصلوٰۃ جامعۃ" اے لوگوں نماز کے واسطے جمع ہو جاؤ "فاجتمعوا"، تو سب لوگ اکٹھے ہو گئے اور صفیں درست کر لیں پھر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو دو رکعتیں پڑھائیں ان میں آپ نے چار رکوع اور چار سجدے کئے۔

تشریح: صلوٰۃ کسوف میں کتنے رکوع ہیں اس کی تفصیلی بحث مع دلائل پیچھے گذر چکی ہے۔

باب الصفوف فی صلوٰۃ الکسوف

نماز کسوف میں صفوں کا بیان

اخبرنا محمد بن خالد بن خلیّ قال حدثنا بشر بن شعیب عن ابیه عن الزهری قال اخبرنی عروة بن الزبیر ان عائشة زوج النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قالت کسفت الشمس فی حیوٰة رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فخرج رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم الی المسجد فقام وکبر وصف الناس وراء ه فاستکمل اربع ارکعات واربع سجداتٍ وانجلت الشمس قبل ان ینصرف.

نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی حیات میں سورج کو گرہن لگ گیا تھا تو رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے پھر کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی اور لوگوں نے آپ کے پیچھے صفیں بنا لیں پھر آپ نے پورے چار رکوع اور چار سجدے کئے اور نماز سے فارغ ہونے سے پہلے سورج صاف اور روشن ہو گیا۔

باب کیف صلوٰۃ الکسوف

نماز کسوف کس طرح پڑھی جائے اس کا بیان

اخبرنا یعقوب بن ابراهیم عن اسماعیل بن علیة قال حدثنا سفیان الثوری عن حبیب بن ابی ثابت عن طاؤس عن ابن عباس ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم صلی لکسوف الشمس ثمانی رکعات واربع سجدات وعن عطاء مثل ذلك.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورج گرہن کے موقع پر نماز پڑھی اس میں آٹھ رکوع اور چار سجدے کئے۔

اخبرنا محمد بن المثنی عن یحییٰ عن سفیان قال اخبرنا حبیب بن ابی ثابت عن طاؤس عن ابن عباس عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم انه صلی فی کسوفٍ فقرأ ثم رکع ثم قرأ ثم رکع ثم قرأ ثم رکع ثم قرأ ثم رکع ثم سجد والاخریٰ مثلها.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے صلوٰۃ الکسوف پڑھی پہلے تو

قرأت کی پھر رکوع کیا پھر قرأت پڑھی پھر رکوع کیا پھر قرأت پڑھی پھر رکوع کیا پھر قرأت پڑھی پھر رکوع کیا پھر سجدے کئے اور دوسری رکعت بھی اسی طرح پڑھی۔

نوع آخر من صلوٰة الکسوف عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنه

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نماز کسوف کی اور ایک صورت مروی ہے

اخبرنا عمرو بن عثمان بن سعید قال حدثنا الولید عن ابن نمر وهو عبد الرحمن بن نمر عن الزهری عن کثیر بن عباس ح واخبرنا عمرو بن عثمان حدثنا الولید عن الاوزاعی عن الزهری قال اخبرنی کثیر بن عباس عن عبد الله بن عباس ان رسول الله صلی الله علیه وسلم صلی یوم کسفت الشمس اربع رکعات فی رکعتین واربع سجداتٍ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں نماز پڑھی جس دن سورج کو گرہن لگا تھا اس نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکوع اور چار سجدے کئے۔

نوع آخر من صلوٰة الکسوف

نماز کسوف کی ایک اور صورت کا بیان

اخبرنا یعقوب بن ابراهیم قال حدثنا ابن علیة قال اخبرنی ابن جریج عن عطاء سمعت عبید بن عمیر یحدث قال حدثنی من اصدق فظننت انه یرید عائشة انها قالت کسفت الشمس علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم فقام بالناس قیاماً شدیداً یقوم بالناس ثم یرکع ثم یقوم ثم یرکع ثم یقوم ثم یرکع فرکع رکعتین فی کل رکعة ثلث رکعات رکع الثالثة ثم سجد حتی ان رجالا یومئذ یغشی علیهم حتی ان سجال المآء لتصب علیهم مما قام بهم یقول اذا رکع الله اکبر واذا رفع راسه سمع الله لمن حمده فلم ینصرف حتی تجلت الشمس فقام فحمد الله واثنی علیه وقال ان الشمس والقمر لا ینکسفان لموت احدٍ ولا لحیاته ولکن آیتان من آیات الله یخوفکم بهما فاذا کسفا فافزعوا الی ذکر الله عزوجل حتی ینجلیا.

عبید بن عمیر کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک ایسے شخص نے حدیث بیان کی جس کو میں سچا سمجھتا تھا میرا خیال ہے کہ اس سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مراد لیتے تھے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج کو گرہن لگ گیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ کافی دیر تک کھڑے رہے پھر رکوع کیا پھر کھڑے ہوئے پھر رکوع کیا پھر کھڑے ہوئے پھر رکوع کیا پس دو رکعتیں پڑھیں ہر رکعت میں تین رکوع کئے تیسرے کے بعد سجدہ میں گئے یہاں تک کہ اس دن بعض لوگ بہت دیر تک کھڑے رہنے کی وجہ سے بے ہوش ہو گئے حتیٰ کہ ان پر پانی کے ڈول ڈالے گئے جب رکوع کرتے اللہ اکبر کہتے اور جب سر

اٹھاتے "سمع اللّٰہ لمن حمدہ" کہتے آپ ﷺ نماز سے فارغ نہیں ہوئے یہاں تک کہ آفتاب صاف اور روشن ہو گیا پھر کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد وثناء کی اور فرمایا بیشک سورج اور چاند کو گرہن نہیں لگتا کسی کی موت وحیات سے اور لیکن اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ تم کو ڈراتا ہے پھر جب ان دونوں کو گرہن لگ جائے تو تم اللہ بزرگ وبرتر کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو یہاں تک کہ وہ صاف اور روشن ہو جائے۔

اخبرنا اسحق بن ابراهيم قال حدثنا معاذ بن هشام قال حدثني ابي عن قتادة في صلوة الأيات عن عطآء عن عبيد ابن عمير عن عائشة ان النبي صلى الله عليه وسلم صلى ست ركعات في اربع سجدات قلت لمعاذ عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا شك ولامرية.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے چھ رکوع اور چار سجدوں کے ساتھ نماز پڑھی میں نے معاذ سے پوچھا کیا یہ نبی ﷺ سے ہے معاذ بن ہشام نے جواب دیا اس میں کوئی شک وشبہ نہیں۔

نوع آخر منهٗ عن عائشة رضي الله تعالى عنها

نماز کسوف کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک اور صورت مروی ہے

اخبرنا محمد بن سلمة عن ابن وهب عن يونس عن ابن شهاب قال اخبرني عروة بن الزبير عن عائشة قالت خسفت الشمس في حياة رسول الله صلى الله عليه وسلم فقام فكبر وصف الناس ورآءه فاقترأرسول الله صلى الله عليه وسلم قرأةً طويلةً ثم كبر فركع ركوعاً طويلا ثم رفع رأسه فقال سمع الله لمن حمده ربنا ولك الحمد ثم قام فقرأ قرأة طويلة هي ادنى من القرأة الاولٰى ثم كبر فركع ركوعا طويلا هو ادنى من الركوع الاول ثم قال سمع الله لمن حمده ربنا ولك الحمد ثم سجد ثم فعل في الركعة الاخرى مثل ذلك فاستكمل اربع ركعات واربع سجدات وانجلت الشمس قبل ان ينصرف ثم قام فخطب الناس فاثني على الله عزوجل بما هو اهله ثم قال ان الشمس والقمر آيتان من آيات الله تعالىٰ لا يخسفان لموت احدٍ ولا لحياته فاذا رأيتمواهما فصلوا حتى يفرج عنكم وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم رأيت في مقامي هذا كل شئي وعدتم لقد رأيتموني اردت ان آخذ قطفاً من الجنة حين رأيتموني جعلت اتقدم ولقد رأيت جهنم يحطم بعضها بعضا حين رأيتموني تأخرت ورأيت فيها ابن لحي وهو الذي سيب السوآئب.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول خدا ﷺ کی زندگی میں سورج کو گرہن لگ گیا تھا پس آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور لوگ بھی آپ کے پیچھے صفیں باندھ کر کھڑے ہوئے پھر آپ ﷺ نے تکبیر کہی اور طویل قرأۃ پڑھی پھر تکبیر کہہ کر رکوع میں گئے اور طویل رکوع کیا پھر رکوع سے سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد کہہ کر سر اٹھایا پھر کھڑے رہے اور طویل قرأت پڑھی مگر پہلی قرأت سے کچھ مختصر تھی پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں گئے اور طویل رکوع کیا مگر اوّل رکوع سے

کچھ چھوٹا تھا پھر سمع اللہ لمن حمدہ، ربنا ولک الحمد کہہ کر سر اٹھایا پھر سجدے کئے پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا تو پورے چار رکوع اور چار سجدے کئے اور نماز سے فارغ ہونے سے پہلے سورج صاف اور روشن ہوگیا پھر کھڑے ہوئے اور لوگوں سے خطاب فرمایا اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق اس کی حمد وثناء کی پھر فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں ان کو کسی کی موت اور حیات کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا جب تم ان کو گرہن کی حالت میں دیکھو تو نماز پڑھو یہاں تک کہ وہ کھل جائے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اسی مقام سے ہر چیز کو دیکھ لیا ہے جن کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے جس وقت تم نے مجھے آگے بڑھتے دیکھا اس وقت میں نے چاہا جنت کے پھلوں کا ایک خوشہ توڑ لوں اور جب تم نے مجھے پیچھے کی طرف ہٹتے دیکھا تو بات یہ ہے کہ میں نے جہنم کو دیکھا کہ اس کا بعض حصہ بعض حصوں کو کاٹ کھا رہا تھا اور میں نے اس میں عمرو بن لحی کو دیکھا یہ وہی شخص ہے جس نے سائبہ چھوڑا تھا (جو جانور بتوں کے نام پر ہمارے زمانے کے سانڈھ کی طرح چھوڑ دیا جاتا تھا اسے سائبہ کہتے ہیں سائبہ چھوڑنے کی رسم بد اسی عمرو بن لحی نے ایجاد کی تھی۔)

اخبرنا اسحٰق بن ابراهيم قال حدثنا الوليد ابن مسلم عن الاوزاعي عن الزهري عن عروة عن عائشة قالت خسفت الشمس على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فنودى الصلوٰة جامعة فاجتمع الناس فصلى بهم رسول الله صلى الله عليه وسلم اربع ركعات في ركعتين واربع سجدات.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج کو گرہن لگا تھا تو "الصلوٰۃ جامعۃ" کے ساتھ اعلان کیا گیا پھر سب لوگ جمع ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو دو رکعتیں پڑھائی اس نماز میں چار رکوع اور چار سجدے کئے۔

اخبرنا قتيبة عن مالك عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة قالت خسفت الشمس على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم بالناس فقام فاطال القيام ثم ركع فاطال الركوع ثم قام فاطال القيام وهودون القيام الاول ثم ركع فاطال الركوع وهو دون الركوع الاول ثم رفع فسجد ثم فعل ذلك في الركعة الاخرىٰ مثل ذلك ثم انصرف وقد تجلت الشمس وخطب الناس فحمد الله واثنى عليه ثم قال ان الشمس والقمر آيتان من آيات الله لا يخسفان لموت احدٍ ولا لحياته فاذا رأيتم ذلك فادعوا الله عزوجل وكبروا وتصدقوا ثم قال يا امة محمد مامن احدٍ اغيرمن الله عزوجل ان يزنى عبده اوتزنى امته يا امة محمد والله لو تعلمون ما اعلم لضحكتم قليلا ولبكيتم كثيراً.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہن لگ گیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور طویل قیام کیا پھر رکوع کیا اور طویل رکوع کیا پھر کھڑے ہوئے طویل قیام کیا مگر پہلے قیام سے کچھ مختصر تھا پھر رکوع سے سر اٹھا کر سجدے میں گئے پھر اسی طرح دوسری رکعت میں بھی کیا پھر نماز سے فارغ ہوئے جبکہ سورج روشن ہوگیا تھا پھر لوگوں کو خطبہ سنایا پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء فرمائی پھر فرمایا کہ سورج

اور چاند اللہ تعالیٰ کی آیات میں سے دونشانیاں ہیں ان کو کسی آدمی کی موت اور حیات سے گرہن نہیں لگتا جب تم ان میں گرہن دیکھو تو اللہ عز وجل سے دعا کرو اور تکبیر پڑھو اور صدقہ کرو پھر فرمایا کہ ای محمد کی امت کوئی شخص اپنے غلام یا لونڈی کے زنا کرنے پر اللہ عز وجل سے زیادہ غیرت مند نہیں ہوسکتا (یعنی اس کا آقا جس قدر ناراض ہوتا ہے اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوتا ہے) اے محمد کی امت خدا کی قسم اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں (شاید اس سے جہنم اور اس کا خطرناک منظر مراد ہو) تو تم ضرور کم ہنستے اور زیادہ روتے۔

اخبرنا محمد بن سلمة عن ابن وهب عن عمرو بن الحارث عن يحيٰى بن سعيد ان عمرة حدثته ان عائشة حدثتها ان يهودية اتتها فقالت اجارك الله من عذاب القبر قالت عائشة يا رسول الله ان الناس ليعذبون فى القبور فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم عآئذاً بالله قالت عائشة ان النبى صلى الله عليه وسلم خرج مخرجاً فخسف الشمس فخرجنا الى الحجرة فاجتمع الينا نسآء واقبل الينا رسول الله صلى الله عليه وسلم وذلك ضحوة فقام قياماً طويلاً ثم ركع ركوعاً طويلاً ثم رفع رأسه فقام دون القيام الاول ثم ركع دون ركوعه ثم سجدثم قام الثانية فصنع مثل ذلك الا ان ركوعه وقيامه دون الركعة الاولٰى ثم سجد وتجلت الشمس فلما انصرف قعدعلى المنبر فقال فيما يقول ان الناس يفتنون فى قبورهم كفتنة الدجال قالت عائشة كنا نسمعه بعد ذلك يتعوذ من عذاب القبر.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ واقعہ بیان کرتی ہیں کہ ایک یہودی عورت میرے پاس آئی اس نے کہا اللہ تعالیٰ تم کو عذاب قبر سے پناہ دے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ لوگوں کو قبروں میں عذاب دیا جائے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی پناہ چاہتا ہوں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے پس سورج کو گرہن لگ گیا ہم صحن حجرہ کی طرف نکلے تو ہمارے پاس بہت ساری عوتیں اکٹھی ہوگئیں اور چاشت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے پھر نماز شروع فرمائی طویل قیام کیا پھر طویل رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھا کر کافی دیر تک کھڑے رہے مگر بہ نسبت اوّل قیام کے کچھ مختصر تھا پھر رکوع کیا جو اوّل رکوع سے کم تھا پھر سجدے کئے پھر دوسری رکعت کے واسطے کھڑے ہوگئے اس میں بھی اسی طرح کیا جیسے پہلی رکعت میں کیا تھا مگر اس کا رکوع اور قیام پہلی رکعت کے مقابلہ میں مختصر تھا پھر سجدے کئے اور آفتاب روشن ہوگیا پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو منبر پر بیٹھ گئے پھر فرمایا بیشک لوگ اپنی قبروں میں آزمائے جاتے ہیں جیسے دجال کے فتنہ سے آزمائے جائیں گے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ہم اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے تھے کہ آپ عذاب قبر سے پناہ مانگتے تھے۔

نوع آخر

ایک اور صورت کا بیان

اخبرنا عمرو بن على قال حدثنا يحيٰى بن سعيد قال حدثنا يحيٰى بن سعيد هو الانصارى قال

سمعت عمرة قالت سمعت عائشة تقول جآء تني يهودية تسألني فقالت اعاذك الله من عذاب القبر فلما جآء رسول الله صلى الله عليه وسلم قلت يا رسول الله ايعذب الناس في القبور قال عآئذاً بالله فركب مركباً يعني وانخسفت الشمس فكنت بين الحجرة مع نسوةٍ فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم من مركبة فاتي مصلاه فصلى بالناس فقام فاطال القيام ثم ركع فاطال الركوع ثم رفع رأسه فاطال القيام ثم ركع فاطال الركوع ثم رفع رأسه فاطال القيام ثم سجد فاطال السجود ثم قام قياما ايسر من قيامه الاول ثم ركع ايسر من ركوعه الاول ثم رفع رأسه فقام ايسر من قيامه الاول ثم ركع ايسر من ركوعه الاول ثم رفع رأسه فقام ايسر من قيامه الاول فكانت اربع ركعات واربع سجداتٍ وانجلت الشمس فقال انكم تفتنون في القبور كفتنة الدجال قالت عائشة فسمعتهٗ بعد ذلك يتعوذ من عذاب القبر.

عمرة کہتی ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنا وہ فرمایا کرتی تھیں کہ ایک یہودی عورت میرے پاس آئی جو مجھ سے سوال کر رہی تھی اس نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو عذاب قبر سے محفوظ رکھے پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا لوگوں کو قبروں میں عذاب دیا جائے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی پناہ چاہتا ہوں پھر اپنی سواری پر سوار ہو کر باہر گئے اچانک سورج کو گرہن لگ گیا میں عورتوں کے ساتھ حجرہ کے بیچ میں تھی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے پھر مصلی پر کھڑے ہو کر لوگوں کو نماز پڑھائی اس نماز میں طویل قیام کیا طویل رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھا کر طویل قیام کیا پھر طویل رکوع کیا پھر سر اٹھا کر طویل قیام کیا پھر طویل سجدے کئے پھر قیام کیا جو پہلے قیام سے مختصر تھا پھر رکوع کیا جو پہلے رکوع سے چھوٹا تھا پھر رکوع سے سر اٹھا کر کھڑے رہے جو اوّل قیام سے مختصر تھا پھر رکوع کیا جو اوّل رکوع سے مختصر تھا پھر رکوع سے سر اٹھا کر کھڑے رہے جو قیام اوّل سے مختصر تھا تو چار رکوع اور چار سجدے ہوئے اور آفتاب روشن ہو گیا پھر فرمایا بے شک تم قبروں میں آزمائے جاؤ گے جیسے دجال کے فتنہ سے آزمائے جاؤ گے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عذاب قبر سے پناہ مانگتے سنا ہے۔

اخبرنا عبدة بن عبد الرحيم قال اخبرنا ابن عيينه عن يحيٰى بن سعيد عن عمرة عن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى في كسوف في صفة زمزم اربع ركعاتٍ في اربع سجدات.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ کسوف پڑھی زمزم کے چبوترہ میں چار رکوع اور چار سجدوں کے ساتھ۔

اخبرنا ابو داؤد قال حدثنا ابو علي الحنفي قال حدثنا هشام صاحب الدستوائي عن ابي الزبير عن جابر بن عبد الله قال كسفت الشمس على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم في يوم شديد الحر فصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم باصحابه فاطال القيام حتى جعلوا يخرون ثم ركع فاطال ثم رفع فاطال ثم ركع فاطال ثم رفع فاطال ثم سجد سجدتين ثم قام فصنع نحواً من ذلك وجعل يتقدم ثم جعل يتاخر فكانت اربع ركعات واربع سجدات كانوا يقولون ان الشمس والقمر لا يخسفان الا

لموت عظیم من عظمائهم و انهما آیتان من آیات الله یریکموهما فاذا انخسفت فصلوا حتی تنجلی.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سخت گرمی کے دن میں سورج کو گرہن لگ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نماز پڑھائی پس طویل قیام کیا حتیٰ کہ لوگ گرنے لگے پھر طویل رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھا کر طویل قیام کیا پھر طویل رکوع کیا پھر رکوع سے اٹھ کر طویل قیام کیا پھر دو سجدے کئے پھر کھڑے ہوئے اور دوسری رکعت بھی پہلی رکعت جیسی پڑھائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھتے اور پیچھے ہٹتے تو چار رکوع اور چار سجدے کئے لوگ کہتے تھے کہ سورج اور چاند کو گرہن نہیں لگتا مگر کسی بڑے آدمی کی موت سے اور بیشک یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ تم کو دکھلاتا ہے تو جب سورج یا چاند کو گرہن لگ جائے تو نماز پڑھو یہاں تک کہ صاف اور روشن ہو جائے۔

تشریح: اوپر کی حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جس کو امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبدۃ بن عبدالرحیم کے طریق سے نقل کیا ہے اس میں صفۃ زمزم کا لفظ آیا ہے اس کے بارے میں علامہ سیوطیؒ اور علامہ سندھیؒ اپنے حاشیہ میں ابن کثیرؒ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ امام نسائی عبدۃ سے اس لفظ کی روایت میں متفرد ہیں یہ لفظ عبدۃ کی غلطی سے حدیث کے اندر آگیا ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک ہی مرتبہ مدینہ طیبہ میں مسجد میں صلوٰۃ کسوف پڑھی زمزم کے چبوترہ میں نماز کسوف پڑھنے کا سوائے عبدہ کے کسی اور محدث نے ذکر نہیں کیا "هذا هو الذی ذکره الشافعی واحمد والبخاری والبیهقی و ابن عبد البر رحمهم اللّٰه تعالیٰ" غرض جب امام شافعی وغیرہ جیسے جلیل القدر حفاظ حدیث اس لفظ کو غلط فرما رہے ہیں تو اب اس کی عدم صحت کے بارے میں کوئی شبہ نہیں۔

نوع آخر

نماز کسوف کی ایک اور صورت کا بیان

اخبرنا محمود بن خالد عن مروان قال حدثنی معاویة بن سلام قال حدثنا یحییٰ بن ابی کثیر عن ابی سلمة بن عبد الرحمن عن عبد اللّٰه بن عمرو قال خسفت الشمس علی عهد رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فامر فنودی الصلوٰة جامعة فصلی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بالناس رکعتین وسجدة ثم قام فصلی رکعتین وسجدة قالت عائشة مارکعت رکوعاً قط ولا سجدت سجوداً قط کان اطول منه.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج کو گرہن لگ گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت کے لئے اعلان کا حکم فرمایا تو "الصلوٰة جامعة" کے ذریعہ اعلان کیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو دو رکوع کے ساتھ ایک رکعت پڑھائی پھر کھڑے ہوئے تو اور ایک رکعت دو رکوع کے ساتھ پڑھائی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس قدر لمبا رکوع اور لمبا سجدہ کبھی نہیں کیا۔

خالفه محمد بن حمیر

محمد بن حمیر نے مروان کی مخالفت کی ہے یعنی اس کے خلاف بیان کیا ہے جس کا ذکر اگلی حدیث میں ہے ایک تو بجائے سجدۃ کے سجدتین کا لفظ روایت کیا ہے دوسرے یحیٰی بن ابی کثیر کے استاد ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کے بجائے ابی طعمہ بتایا ہے۔

اخبرنا یحیٰی بن عثمان قال حدثنا ابن حمیر عن معاویة بن سلام عن یحیٰی بن ابی کثیر عن ابی طعمة عن عبد اللّٰه بن عمرو قال کسفت الشمس فرکع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم رکعتین وسجدتین ثم قام فرکع رکعتین وسجدتین ثم جلی عن الشمس وکانت عائشة تقول ماسجد رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم سجوداً ولا رکع رکوعاً اطول منه.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سورج کو گرہن لگ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت دو رکوع اور دو سجدوں کے ساتھ پڑھی پھر کھڑے ہوئے تو دوسری رکعت بھی دو رکوع اور دو سجدوں کے ساتھ ادا فرمائی پھر سورج سے گرہن زائل ہو گیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے زیادہ طویل کوئی سجدہ اور نہ اس سے زیادہ طویل کوئی رکوع کیا۔

خالفه علی بن المبارک

علی بن المبارک نے معاویہ بن سلام کے خلاف بیان کیا ہے جس کا ذکر اگلی حدیث میں ہے

اخبرنا ابو بکر بن اسحاق قال حدثنا ابو زید سعید بن الربیع قال حدثنا علی بن المبارک عن یحیٰی بن ابی کثیر قال حدثنی ابو حفصة مولی عائشة ان عائشة اخبرته انه لما کسفت الشمس علی عهد رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم توضأ وامر فنودی ان الصلوٰة جامعة فقال فاطال القیام فی صلاته قالت عائشة فحسبت قرأ سورة البقرة ثم رکع فاطال الرکوع ثم قال سمع اللّٰه لمن حمده ثم قام مثل ما قام ولم یسجد ثم رکع فسجد ثم قام فصنع مثل ما صنع رکعتین وسجدة ثم جلس وجلی عن الشمس.

بے شک حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے آزاد کردہ غلام ابوحفصہ کو خبر دی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج کو گرہن لگ گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور منادی کو اعلان کرنے کا حکم دیا تو اس طرح سے اعلان کیا گیا "ان الصلوٰۃ جامعۃ" کہ نماز کے واسطے جمع ہو جاؤ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور اپنی نماز میں طویل قیام کیا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میرے خیال سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ البقرۃ پڑھی ہوگی پھر رکوع کیا اور طویل رکوع کیا پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر کافی دیر تک کھڑے رہے جیسے اس سے پہلے کھڑے رہے تھے اور سجدے نہیں کئے پھر رکوع کیا پھر سجدے کئے پھر کھڑے ہوئے پھر جس طرح اوّل رکعت میں دو رکوع اور سجدے کئے اسی طرح دوسری رکعت میں بھی کئے پھر بیٹھے اور سورج صاف اور روشن ہو گیا۔

نوع آخر

نمازِ کسوف کی اور ایک کیفیت

اخبرنا هلال بن بشر قال حدثنا عبد العزيز بن عبد الصمدعن عطآء بن السائب قال حدثني ابی السائب ان عبد الله بن عمرو حدثه قال انکسفت الشمس علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم فقام رسول الله صلی الله علیه وسلم الی الصلوٰة وقام الذین معه فقام قیاما فاطال القیام ثم رکع فاطال الرکوع ثم رفع رأسه وسجد فاطال السجود ثم رفع رأسه وجلس فاطال الجلوس ثم سجد فاطال السجود ثم رفع رأسه وقام فصنع فی الرکعة الثانیة مثل ما صنع فی الرکعة الاولی من القیام والرکوع والسجود والجلوس فجعل ینفخ فی آخر سجوده من الرکعة الثانیة ویبکی ویقول لم تعدنی هذا وانا فیهم لم تعدنی هذا ونحن نستغفرك ثم رفع رأسه وانجلت الشمس فقام رسول الله صلی الله علیه وسلم فخطب الناس فحمد الله واثنی علیه ثم قال ان الشمس والقمر آیتان من آیاتِ الله عزوجل فاذا رایتم کسوف احدهما فاسعوا الی ذکر الله عزوجل والذی نفس محمد بیده لقد ادنیت الجنة منی حتی لو بسطت یدی لتعاطیت من قطوفها ولقد ادنیت النار منی حتی لقد جعلت اتقیها خشیة ان تغشاکم حتی رأیت فیها امرأة من حمیر تعذب فی هرة ربطتها فلم تدعها تاکل من خشاش الارض فلا هی اطعمتها ولا هی سقتها حتی ماتت فلقد رایتها تنهشها اذا اقبلت واذا ولت تنهش الیتها وحتی رأیت فیها صاحب السبتیتین اخا بنی الدعدع یدفع بعصاً ذات شعبتین فی النار وحتی رایت فیها صاحب المحجن الذی کان یسرق الحاج بمحجنه متکئا علی محجنه فی النار یقول انا سارق المحجن.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابی السائب سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج کو گرہن لگ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے واسطے کھڑے ہوئے اور لوگ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہوئے اس نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم طویل قیام کیا پھر طویل رکوع کیا پھر رکوع سے اٹھے اور طویل سجدہ کیا پھر سجدے سے اٹھ کر طویل جلوس کیا پھر دوسرا طویل سجدہ کیا پھر سجدے سے سر اٹھا کر کھڑے ہوئے اور دوسری رکعت میں بھی طویل قیام اور رکوع کیا اور سجدے اور جلوس کئے جیسے پہلی رکعت میں کئے تھے پس دوسری رکعت کے آخری سجدے میں پھونک مارتے تھے اور روتے تھے اور کہہ رہے تھے (اے اللہ) تو نے مجھ سے یہ وعدہ نہیں کیا جبکہ میں ان میں موجود ہوں تو نے مجھ سے یہ وعدہ نہیں کیا (یعنی اپنی امت کو عذاب دینے کا وعدہ نہیں کیا بلکہ تو نے مجھ سے عذاب نہ دینے کا وعدہ کیا ہے جب تک کہ میں امت کے ساتھ موجود ہوں) اور ہم تجھ سے معافی مانگتے ہیں پھر سجدے سے سر اٹھایا اور سورج صاف اور روشن ہو چکا تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ بیشک سورج اور چاند اللہ عزوجل کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جب ان دونوں میں سے کسی ایک کو کسوف کی حالت میں دیکھو تو اللہ بزرگ و برتر کے ذکر کی طرف دوڑو اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے بلاشبہ جنت مجھ سے اتنی قریب کردی گئی تھی حتیٰ کہ اگر میں اپنا ہاتھ بڑھاتا تو اس کے چند خوشوں کو لے سکتا اور بلاشبہ

جہنم مجھ سے اتنی قریب کردی گئی تھی حتیٰ کہ میں اس سے ڈرنے لگا کہیں وہ تم کو ڈھانپ نہ لے یہاں تک کہ میں نے اس میں قبیلہ حمیر کی ایک عورت کو دیکھا اس کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا جا رہا تھا اس عورت نے ایک بلی کو باندھ کر رکھا تھا جس کو نہ تو چھوڑا تھا کہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا کر جان بچاتی اور نہ تو خود اس کو کھلاتی پلاتی حتیٰ کہ مرگئی البتہ میں نے اس بلی کو دیکھا کہ وہ اس عورت کو نوچتی جبکہ وہ سامنے آتی اور جب مڑتی تو اس کے دونوں سرین کو نوچتی اور میں نے جہنم میں بنی الدعدع کے ایک شخص کو دیکھا جس نے دو جوتیاں چوری کی تھیں اسے دوشاخوں والی لاٹھی سے جہنم میں دھکیلا جارہا تھا اور میں نے جہنم میں خم دار ڈنڈے والے کو دیکھا جو اپنے ڈنڈے سے حاجیوں کا سامان چوری کرتا تھا وہ شخص جہنم میں اپنے عصا پر ٹیک لگائے کہہ رہا تھا میں سارق المجن ہوں (ڈنڈے سے سامان چرانے والا ہوں) اگر کوئی دیکھتا کہ چوری کررہا ہے تو وہ شخص کہتا میرے ڈنڈے سے چمٹ گیا ہے اور اگر کسی کو معلوم نہ ہوتا تو سامان لے جاتا یہی اس شخص کی گندی عادت تھی۔

اخبرنا محمد بن عبيد الله ابن عبد العظيم قال حدثني ابراهيم سبلان قال حدثنا عباد بن عباد المهلبي عن محمد بن عمرو عن ابي سلمة عن ابي هريرة قال كسفت الشمس على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فقام فصلى للناس فاطال القيام ثم ركع فاطال الركوع ثم قام فااطال القيام وهو دون القيام الاول ثم ركع فاطال الركوع وهو دون الركوع الاول ثم سجد فاطال السجود ثم رفع ثم سجد فاطال السجود وهو دون السجود الاول ثم قام فصلى ركعتين وفعل فيهما مثل ذلك ثم سجد سجدتين يفعل فيهما مثل ذلك حتى فرغ من صلاته ثم قال الشمس والقمر آيتان من آيات الله وانهما لا ينكسفان لموت احد ولا لحياته فاذا رايتم ذلك فافزعوا الى ذكر الله عزوجل والى الصلوٰة.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج کو گرہن لگ گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی پس طویل قیام کیا پھر طویل رکوع کیا پھر کھڑے ہوئے اور طویل قیام کیا مگر قیام اوّل سے کچھ مختصر تھا پھر رکوع کیا اور رکوع میں کافی دیر تک رہے مگر رکوع اوّل سے کچھ چھوٹا تھا پھر سجدہ کیا اور طویل سجدہ کیا پھر اٹھ کر دوسرا سجدہ بھی لمبا کیا مگر اوّل سجدہ سے مختصر تھا پھر کھڑے ہوئے اور دوسری رکعت بھی دو رکوع کے ساتھ پڑھی اور ان دونوں رکوع میں بھی ویسے ہی کیا جیسے اوّل رکعت کے رکوع میں کیا تھا پھر دو سجدے کیے ان دونوں میں بھی اسی طرح کیا جیسے پہلی رکعت کے دونون سجدے میں کیا تھا یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہوئے پھر فرمایا کہ بیشک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں ان کو نہ کسی کی موت سے گرہن لگتا ہے اور نہ کسی کی حیات سے جب تم گرہن دیکھو تو اللہ بزرگ و برتر کے ذکر اور نماز میں مشغول ہو جاؤ۔

نوع آخر

صلوٰۃ کسوف کی ایک اور قسم کا بیان

اخبرنا هلال بن العلابن هلال قال حدثنا الحسين بن عياش قال حدثنا زهير قال حدثنا الاسود بن

قیس قال حدثنی ثعلبة بن عباد العبدی من اهل البصرة انه شهد خطبة یومًا لسمرة بن جندب فذکر فی خطبته حدیثا عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال سمرة بن جندب بینا انا یوماً و غلام من الانصار نرمی غرضین لنا علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم حتی اذا کانت الشمس قید رمحین اوثلثهٍ فی عین الناظر من الافق اسودت فقال احدنا لصاحبه انطلق بنا الی المسجد فوالله لیحدثن شان هذه الشمس لرسول الله صلی الله علیه وسلم فی امته حدثاً قال فدفعنا الی المسجد قال فوافینا رسول الله صلی الله علیه وسلم حین خرج الی الناس قال فاستقدم فصلی فقام کاطول قیامٍ ماقام بنا فی صلوٰة قط ما نسمع له صوتاً ثم رکع بنا کاطول رکوعٍ مارکع بنا فی صلوٰةٍ قط مانسمع له صوتا ثم سجدبنا کاطول سجودٍ ماسجد بنا فی صلوٰة قط لا نسمع له صوتا ثم فعل ذلك فی الرکعة الثانیة مثل ذلك قال فوافق تجلی الشمس جلوسه فی الرکعة الثانیة فسلم فحمد الله واثنی علیه وشهد ان لا اله الا الله وشهد انه عبد الله ورسوله مختصر.

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے خطبہ میں ایک حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی وہ کہتے ہیں ایک دن میں اور ایک انصاری لڑکا تیر پھینک رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں حتیٰ کہ جب سورج دیکھنے والے کی نگاہ میں افق سے قریب دو نیزہ یا تین نیزہ بلند ہو کر اچانک سیاہ پڑ گیا تو ہم میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا ہمارے ساتھ مسجد کی طرف چلو قسم خدا کی سورج کی اس حالت کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے واسطے کوئی نئی بات کریں گے حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ہم مسجد کی طرف تیزی سے چل پڑے تو ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف جا رہے تھے پھر آگے بڑھے اور نماز پڑھائی اس نماز میں اس قدر لمبا قیام کیا جیسے اس سے قبل کی نماز میں (نماز فجر میں) ہمیشہ کی طرح طویل قیام کرتے ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کی آواز نہیں سنی پھر رکوع کیا اور بہت لمبا رکوع کیا جیسے اس سے قبل کی نماز میں ہمیشہ لمبا رکوع کرتے ہم نے آپ کی کوئی آواز نہیں سنی پھر سجدہ کیا اور اس قدر طویل سجدہ کیا جیسے اس سے پہلے کی نماز میں کرتے ہم نے آپ کی کوئی آواز نہیں سنی پھر اسی طرح دوسری رکعت میں کیا جب دوسری رکعت کے بعد بیٹھے تو اسی وقت آفتاب روشن ہو گیا پھر سلام پھیرا اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی اور گواہی دی کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور گواہی دی کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔

ہم پیچھے دلائل حنفیہ کے تحت عرض کر چکے ہیں کہ یہ حدیث بھی ہماری دلیل ہے اس میں حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صلوٰۃ کسوف میں ایک ایک رکوع بیان کرتے ہیں۔

نوع آخر

ایک اور کیفیت کا بیان

اخبرنا محمد بن بشارقال حدثنا عبد الوهاب قال حدثنا خالد عن ابی قلابة عن النعمان بن بشیر

قال انکسفت الشمس علیٰ عهد رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فخرج یجر ثوبه فزعاً حتی اتی المسجد فلم یزل یصلی بنا حتی انجلت فلما انجلت قال ان ناساً یزعمون ان الشمس والقمر لا ینکسفان الا لموت عظیم من العظماء ولیس کذالك ان الشمس والقمر لا ینکسفان لموت احد ولا لحیاته ولکنهما ایتان من آیات اللّٰه عزوجل ان اللّٰه عزوجل اذا ابدالشئی من خلقه خشع له فاذا رایتم ذلك فصلوا کاحدث صلوٰة صلیتموها من المکتوبة.

حضرت نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج کو گرہن لگ گیا تو آپ ﷺ کپڑے کو گھسیٹتے ہوئے گھبراہٹ کی حالت میں نکلے اور مسجد میں تشریف لائے پھر کافی دیر تک ہم کو نماز پڑھاتے رہے حتی کہ آفتاب روشن ہوگیا جب آفتاب صاف ہوگیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں سورج اور چاند کو بڑے لوگوں میں سے کسی بڑے آدمی کی موت سے گرہن لگتا ہے لیکن ہرگز ایسا نہیں بے شک سورج اور چاند کو کسی کے مرجانے یا کسی کے پیدا ہونے پر گرہن نہیں لگتا لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں بیشک اللہ عزوجل جب اپنی مخلوق میں سے کسی شئی پر خاص تجلی ڈالتا ہے تو اس کا نور ختم ہو جاتا ہے جب تم ان کو دیکھو تو نماز پڑھ لیا کرو جیسی نماز فریضہ میں سے ابھی پڑھ چکے ہو۔

یہ حدیث بھی نماز کسوف میں رکوع واحد ہونے پر دلالت کر رہی ہے اس کے متعلق تفصیل پیچھے گذر چکی ہے اور یہی حنفیہ کا مسلک ہے۔

اخبرنا ابراهیم بن یعقوب قال حدثنا عمرو بن عاصم ان جدهٗ عبید اللّٰه بن الوازع حدثه قال حدثنا ایوب السختیانی عن ابی قلابة عن قبیصة بن مخارق الهلالی قال کسفت الشمس ونحن اذذاك مع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بالمدینة فخرج فزعاً یجرثوبه فصلی رکعتین اطالهما فوافق انصرافه انجلاء الشمس فحمد اللّٰه واثنی علیه ثم قال ان الشمس والقمر آیتان من آیات اللّٰه وانهما لا ینکسفان لموت احد ولا لحیا ته فاذا رایتم من ذلك شیئا فصلوا کاحدث صلوة مکتوبة صلیتموها.

حضرت قبیصہ بن مخارق الہلالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں سورج کو گرہن لگ گیا تھا اور ہم اس وقت مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو حضور ﷺ گھبرا کر کپڑے گھسیٹتے ہوئے نکلے پھر دو طویل رکعتیں پڑھیں، جب حضور ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تب سورج صاف اور روشن ہوگیا پس اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا بے شک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں اور ان کو نہ تو کسی کی موت کے سبب سے گرہن لگتا ہے اور نہ کسی کی پیدائش سے جب تم ان میں سے کسی کو بحالت گرہن دیکھو تو قریب کی فریضہ نماز جو تم نے پڑھی ہے اس کے مثل پڑھو۔

اس حدیث سے بھی مسلک حنفیہ کی تائید ہوتی ہے کہ صلوٰۃ کسوف میں رکوع واحد ہے۔

اخبرنا محمد بن المثنی قال حدثنا معاذ وهو ابن هشام قال حدثنا ابی عن قتادة عن ابی قلابة عن قبیصة الهلالی ان الشمس انخسفت فصلی نبی اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم رکعتین رکعتین حتی انجلت الشمس ثم قال ان الشمس والقمر لا ینخسفان لموت احد ولکنهما خلقان من خلقه وان

اللّٰہ عزوجل یحدث فی خلقه ماشاء وان اللّٰہ عزوجل اذا تجلی لشئی من خلقه یخشع له فایهما حدث فصلوا حتی ینجلی اویحدث للّٰہ امراً.

حضرت قبیصۃ الہلالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سورج کو گرہن لگ گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھیں یہاں تک کہ سورج روشن ہو گیا پھر فرمایا کہ بیشک سورج اور چاند کو کسی کی موت کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا لیکن وہ دو مخلوق ہیں اللہ کی مخلوق میں سے اور بیشک اللہ عزوجل اپنی مخلوق میں جو کچھ کرنا چاہتا ہے وہ پیدا کرتا ہے اور بیشک اللہ عزوجل جب اپنی مخلوق میں سے کسی چیز پر تجلی کرتا ہے تو اس چیز کا نور بوجہ مغلوب ہونے کے ختم ہو جاتا ہے لہٰذا ان دونوں میں سے جب کوئی ایسا واقعہ کسوف کا پیش آئے تو تم نماز پڑھو یہاں تک کہ وہ صاف اور روشن ہو جائے یا اللہ تعالیٰ اور کوئی نئی بات پیدا کر دے۔

اخبرنا محمد بن المثنی عن معاذ بن هشام قال حدثنی ابی عن قتادة عن ابی قلابة عن النعمان بن بشیر ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال اذا خسفت الشمس والقمر فصلوا کاحدث صلوٰة صلیتموها.

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سورج اور چاند کو گرہن لگ جائے تو تم نے جیسی نماز فریضہ ابھی کچھ وقت پہلے کی پڑھی ہے اس کے مثل پڑھو۔

اخبرنا احمد بن عثمان بن حکیم قال حدثنا ابو نعیم عن الحسن بن صالح عن عاصم الاحول عن ابی قلابة عن النعمان بن بشیران رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم صلی حین انکسفت الشمس مثل صلاتنا یرکع ویسجد.

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب سورج کو گرہن لگ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری نماز کی طرح نماز پڑھی رکوع کرتے تھے اور سجدے کرتے تھے۔

اس سے بھی امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کی تائید ہوتی ہے کہ صلوٰۃ کسوف میں ایک ایک رکوع ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر پر حوالہ کیا ہے "فصلوا کاحدث صلوٰة صلیتموها" سے مراد نماز صبح ہے۔

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا معاذ بن هشام قال حدثنی ابی عن قتادة عن الحسن عن النعمان بن بشیر عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم انه خرج یوما مستعجلا الی المسجد وقد انکسفت الشمس فصلی حتی انجلت ثم قال ان اهل الجاهلیة کانوا یقولون ان الشمس والقمر لاینخسفان الا لموت عظیم من عظماء اهل الارض وان الشمس والقمر لا ینخسفان لموت احد ولا لحیاته ولکنهما خلیقتان من خلقه یحدث اللّٰہ فی خلقه ما یشاء فایهما انخسف فصلوا حتی ینجلی اویحدث اللّٰہ امراً.

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سرعت سے چل کر مسجد میں تشریف لے گئے جبکہ سورج کو گرہن لگ گیا پھر نماز پڑھی حتیٰ کہ سورج روشن ہو گیا پھر فرمایا کہ اہل جاہلیت کہتے تھے سورج اور چاند کو گرہن نہیں لگتا مگر اہل زمین کے معزز لوگوں میں سے کسی معزز شخص کی موت سے اور بیشک سورج اور چاند کو نہ کسی کی

موت سے گرہن لگتا ہے اور نہ کسی کی حیات سے لیکن وہ دو مخلوق ہیں اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں جو چاہے پیدا کر دیتا ہے تو ان دونوں میں سے جس کو گرہن لگ جائے تم نماز پڑھو حتیٰ کہ وہ روشن ہو جائے یا اللہ تعالیٰ کوئی اور معاملہ پیدا کر دے مثلاً قیامت قائم کر دے یا کوئی ایسا فتنہ واقع کر دے جو مانع عن الصلوٰۃ ہو۔ (واللّٰہ تعالٰی اعلم)

اخبرنا عمران بن موسٰی قال حدثنا عبد الوارث قال حدثنا یونس عن الحسن عن ابی بکرۃ قال کنا عند رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فانکسفت الشمس فخرج رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فجر رداء ہ حتی انتھی الی المسجد وثاب الیہ الناس فصلی بنارکعتین فلما انکشفت الشمس قال ان الشمس والقمر اٰیتان من اٰیات اللّٰہ یخوف اللّٰہ عزوجل بھما عبادہ وانھما لا یخسفان لموت احد ولا لحیاتہ فاذا رأیتم ذلک فصلوا حتی یکشف ما بکم وذلک ان ابنالہ مات یقال لہ ابراھیم فقال ناس فی ذلک.

حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اچانک سورج کو گرہن لگ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر کو گھسیٹتے ہوئے نکلے یہاں تک کہ مسجد میں پہنچے اور لوگ بھی جلدی جلدی جمع ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو دو رکعتیں پڑھائیں پھر جب سورج کھل گیا تو فرمایا کہ بیشک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیں ہیں ان کے ذریعہ سے اللہ عزوجل اپنے بندوں کو ڈراتا ہے اور بیشک ان کو کسی کی موت اور حیات سے گرہن نہیں لگتا جب تم ان کو گرہن لگے ہوئے دیکھو تو نماز پڑھو یہاں تک کہ گرہن ختم ہو جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات اس لئے فرمائی کہ آپ کے فرزند ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو لوگ کہنے لگے کہ ابراہیم کے انتقال سے گرہن لگ گیا ہے۔

اخبرنا اسماعیل بن مسعود قال حدثنا خالد عن اشعث عن الحسن عن ابی بکرۃ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صلی رکعتین مثل صلوتکم ھذہ وذکر کسوف الشمس.

حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری اس نماز کی طرح دو رکعتیں پڑھیں اور حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورج گرہن کا ذکر کیا یعنی یہ دو رکعتیں مثل نماز فجر کے سورج گرہن میں پڑھیں۔

اب ظاہر بات ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسوف کی نماز مثل نماز صبح کے برکوع واحد پڑھی ہے کیونکہ "مثل صلوٰتکم ھذہ" سے نماز صبح ہی مراد ہے لہٰذا اس سے بھی مسلک حنفیہ کی تائید ہوتی ہے۔

قدر القرأت فی صلٰوۃ الکسوف

نماز کسوف میں مقدار قرأت کا بیان

اخبرنا محمد بن سلمۃ قال حدثنا ابن القاسم عن مالک قال حدثنا زید بن اسلم عن عطآء بن یسار عن عبد اللّٰہ بن عباس قال خسفت الشمس فصلی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم والناس معہ فقام قیاماً طویلاً قرأنحواً من سورۃ البقرۃ قال ثم رکع رکوعاً طویلاً ثم رفع فقام قیاماً طویلاً وھو دون القیام الاول ثم رکع رکوعاً طویلاً وھو دون الرکوع الاول ثم سجد ثم قام قیامًا طویلاً وھو دون

القيام الاول ثم ركع ركوعاً طويلاً وهو دون الركوع الاول ثم رفع فقام قيامًا طويلاً وهو دون القيام الاول ثم ركع ركوعاً طويلا وهو دون الركوع الاول ثم سجد ثم انصرف وقد تجلت الشمس فقال ان الشمس والقمر آيتان من آيات الله لا يخسفان لموت احد ولا لحياته فاذارأيتم ذلك فاذكروا الله عزوجل قالوا يا رسول الله رايناك تناولت شيئا في مقامك هذا ثم رايناك تكعكعت قال اني رايت الجنة او اريت الجنة فتنا ولت منها عنقودا ولو أخذته لا كلتم منه مابقيت الدنيا ورايت النار فلم اركا ليوم منظرا قط ورايت اكثر اهلها النساء قالوا لم يا رسول الله قال بكفرهن قيل يكفرن بالله قال يكفرن العشير ويكفرن الاحسان لو احسنت الى أحداهن الدهر ثم رأت منك شيئا قالت مارايت منك خيراً قط.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ سورج کو گرہن لگ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور لوگوں نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نماز میں طویل قیام کیا اور قریب سورۃ البقرۃ کے قرأت پڑھی پھر طویل رکوع کیا پھر اٹھے اور طویل قیام کیا مگر یہ قیام پہلے قیام سے مختصر تھا پھر طویل رکوع کیا مگر یہ رکوع پہلے رکوع سے کچھ مختصر تھا پھر سجدہ کیا پھر کھڑے ہوکر طویل قیام کیا مگر اوّل قیام سے کچھ مختصر تھا پھر طویل رکوع کیا مگر پہلے رکوع سے سے مختصر تھا پھر سجدہ کیا پھر سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوگئے اور آفتاب روشن ہوگیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں دونشانیاں ہیں ان کو کسی کی موت وحیات سے گرہن نہیں لگتا پھر جب تم گرہن کو دیکھو تو اللہ بزرگ و برتر کا ذکر کیا کرو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اسی مقام سے کوئی چیز لینے کا ارادہ فرمارہے تھے پھر ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ پیچھے کی طرف ہٹ گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک میں نے جنت دیکھی یا مجھے جنت دکھائی گئی تو میں نے اس سے انگور کا ایک خوشہ لینا چاہا اور اگر میں اسے لیتا تو تم دنیا کی بقا تک اس میں سے کھاتے رہتے اور میں نے دوزخ بھی دیکھی تو میں نے آج کی طرح کبھی ایسی خطرناک جگہ نہیں دیکھی اور میں نے جہنم والوں میں اکثر عورتوں کو دیکھا لوگوں نے عرض کیا کیوں یارسول اللہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کی ناشکری کی وجہ سے پھر سوال کیا گیا اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے خاوند کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان کو نہیں مانتیں اگر تم کسی عورت کے ساتھ زندگی بھر احسان کرتے رہو پھر وہ تم سے اپنی مرضی کے خلاف کوئی بات دیکھے تو کہتی ہے میں نے تو تجھ سے کوئی بھلائی کبھی دیکھی ہی نہیں۔

باب الجهر بالقراء ة فی صلٰوة الكسوف

نماز کسوف میں جہری قرأت کا بیان

اخبرنا اسحق بن ابراهيم قال اخبرنا الوليد قال حدثنا عبدالرحمن بن نمرٍ انه سمع الزهری يحدث عن عروة عن عائشة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه صلى اربع ركعات فی اربع سجدات وجهر فيها بالقراءة كلما رفع راسه قال سمع الله لمن حمده ربنا ولك الحمد.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکوع اور چار سجدوں

کے ساتھ نماز کسوف پڑھی اس میں قرأت جہر سے پڑھی جب رکوع سے اٹھتے تو "سمع اللّٰہ لمن حمدہ ربنا ولك الحمد" کہتے۔

ترک الجھر فیھا بالقراء ۃ

نماز کسوف میں قرأت جہر سے نہ پڑھنے کا بیان

اخبرنا عمرو بن منصورقال حدثنا ابو نعیم قال حدثنا سفیان عن الاسود بن قیس عن ابن عباد رجل من عبد القیس عن سمرہ ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم صلی بھم فی کسوف الشمس لا نسمع له صوتاً.

حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسوف آفتاب میں لوگوں کو نماز پڑھائی ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرأت کی ایک آواز بھی نہیں سنی۔

تشریح: امام نسائیؒ نے دو باب قائم کئے ہیں اوّل باب کی حدیث سے صلوٰۃ کسوف میں قرأت جہری ثابت ہوتی ہے اور دوسرے باب کی حدیث سے قرأت غیر جہری اس بنا پر اقوال ائمہ مختلف ہوگئے چنانچہ امام احمدؒ واسحاقؒ اور صاحبینؒ وغیرہم کے نزدیک صلوٰۃ کسوف میں قرأت جہری پڑھے ان کا استدلال اس حدیث سے ہے جو اوپر کے عنوان کے تحت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ اور امام شافعیؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ قرأت آہستہ پڑھے صاحب ہدایہؒ فرماتے ہیں کہ امام محمدؒ سے ایک قول مثل امام ابوحنیفہؒ کے مروی ہے ان کا استدلال حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ہے جو دوسرے باب کے تحت میں مذکور ہے، امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو حسن اور صحیح قرار دیا ہے دوسرا استدلال مسند احمد اور مسند ابویعلی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ہے الفاظ اس کے یہ ہیں "صلیت مع النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فلم اسمع منه حرفا من القرأت" اس کی سند میں ابن لہیعہ راوی ہے اور عدم سماع قرأت والی روایت کو ابونعیم نے بھی حلیہ میں بطریق واقدی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں "صلیت الی جنب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوم کسفت الشمس فلم اسمع لہ قرائة" نیز ائمہ ثلاثہ کا استدلال حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث سے ہے جو صحیح البخاری اور مسلم میں موجود ہے وہ فرماتے ہیں "انه صلی اللّٰہ علیہ وسلم قرأ نحواً من سورة البقرة" یہی الفاظ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نسائی شریف میں بھی پچھلے باب کے تحت مذکور ہیں اس روایت سے استدلال کرتے ہوئے امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت نہیں سنی اس لئے کہ اگر قرأت سنی جاتی تھی اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو سنا ہوتا تو پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ صلوٰۃ کسوف میں پڑھی ہوئی قرأت کو غیر مقروء کے ساتھ اندازہ کر کے یوں نہ فرماتے "قرأ نحواًمن سورة البقرة" تو اس سے معلوم ہوا کہ صلوٰۃ کسوف میں قرأت سری تھی۔

ایک تعارض اوراس کا جواب:

اب تعارض پیدا ہو گیا جیسا کہ تفصیل مذکور سے واضح ہے اور نماز کسوف کا واقعہ عہد رسالت میں ایک ہی واقعہ ہے لہٰذا ترجیح اخفاء قرأت کو ہوگی کیونکہ نماز کسوف تو نوافل النہار سے ہے اس میں قرأت مسموعہ نہیں ہے لہٰذا اخفاء ہی متعین ہے۔ (فتح الملهم: ۴۵۷/۲، ناقلاً عن فتح القدير ملخصاً)

باب القول فی السجود فی صلوٰة الکسوف

نماز کسوف میں سجدے کی حالت میں (حضور ﷺ نے) جو کچھ فرمایا تھا اس کا بیان

اخبرنا عبد اللّٰه بن محمد بن عبد الرحمن بن المسور الزهری قال حدثنا غندر عن شعبة عن عطآء بن السائب عن ابيه عن عبد اللّٰه بن عمرو قال كسفت الشمس على عهد رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فصلى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فاطال القيام ثم ركع فاطال الركوع ثم رفع فاطال قال شعبة واحسبه قال فی السجود نحوذلك وجعل يبكی فی سجوده وينفخ ويقول رب لم تعدنی هذا وانا استغفرك لم تعدنی هذا وانا فيهم فلما صلى قال عرضت على الجنة حتى لومددت يدی تناولت من قطوفها وعرضت على النارفجعلت انفخ خشية ان يغشاكم حرها ورايت فيها سارق بدنة رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ورايت فيها اخابنی دعدع سارق الحجيج فاذافطن له قال هذا عمل المحجن ورايت فيها امرأة طويلة سودآء تعذب فی هرة ربطتها فلم تطعمها ولم تسقها ولم تدعها تاكل من خشاش الارض حتى ماتت وان الشمس والقمر لا ينكسفان لموت احد ولا لحياته ولكنهما ايتان من ايات اللّٰه فاذا انكسفت احدٰهما او قال فعل احدهما شيئا من ذلك فاسعوا الى ذكر اللّٰه عزوجل.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج کو گرہن لگ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی اس نماز میں طویل قیام کیا پھر طویل رکوع کیا پھر رکوع سے اٹھے اور طویل قیام کیا راوی حدیث شعبہ کہتے ہیں کہ میرے خیال میں عطاء بن السائب نے سجدے کے بارے میں بھی اسی طرح بیان کیا ہے (یعنی طویل سجدے کئے) اور سجدے میں روتے تھے اور پھونکتے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ اے رب تو نے مجھ سے اس کا وعدہ نہیں کیا اور میں تجھ سے معافی چاہتا ہوں تو نے مجھ سے اس کا وعدہ نہیں کیا جبکہ میں امت کے اندر ہوں پھر جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا کہ میرے سامنے جنت پیش کردی گئی حتیٰ کہ میں ہاتھ بڑھاتا تو اس کے خوشوں کو توڑ کر لے سکتا اور میرے سامنے دوزخ حاضر کردی گئی تو میں پھونک مارنے لگا اس اندیشہ سے کہیں اس کی حرارت تم کو ڈھانپ نہ لے اور میں نے اس میں رسول اللہ ﷺ کے اونٹ کے چور کو دیکھا ہے اور میں نے اس میں بنی دعدع کے ایک شخص حاجیوں کے سامان چوری کرنے والے کو دیکھا ہے اگر کسی کو چوری کا علم ہوتا تو وہ شخص کہتا یہ میرے ڈنڈے کی حرکت ہے (خم دار ہونے کی وجہ سے اس سے معلق ہو گیا ہے) اور میں نے دوزخ میں ایک

لمبی کالی عورت کو دیکھا ہے جس کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا جارہا ہے اس نے بلی کو باندھ رکھا تھا نہ تو خود اس کو کھانے پینے کے لئے کچھ دیتی اور نہ اسے چھوڑ دیتی تا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا کر اپنی جان بچاتی حتیٰ کہ وہ مرگئی اور بیشک سورج اور چاند کو کسی کی موت اور حیات سے گرہن نہیں لگتا لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں تو جب ان میں سے کسی کو گرہن لگ جائے تو اللہ عزوجل کے ذکر کی طرف دوڑو۔

باب التشهد والتسليم فی صلوٰة الكسوف

کسوف کی نماز میں تشہد اور تسلیم کا بیان

اخبرنا عمرو بن عثمان بن سعيد بن كثير عن الوليد عن عبد الرحمن بن نمرٍ انه سال الزهری عن سنة صلوٰة الكسوف فقال اخبرنی عروة بن الزبير عن عائشة قالت كسفت الشمس فامر رسول الله صلی الله عليه وسلم رجلاً فنادى ان الصلوٰة جامعة فاجتمع الناس فصلى بهم رسول الله صلى الله عليه وسلم فكبر ثم قرأ قرأة طويلة ثم كبر فركع ركوعاً طويلاً مثل قيامه او اطول ثم رفع رأسه وقال سمع الله لمن حمده ثم قرأ قرأة طويلة وهى ادنى من القراءة الاولىٰ ثم كبر فركع ركوعاً طويلاً هو ادنى من الركوع الاول ثم رفع رأسه فقال سمع الله لمن حمده ثم كبر فسجد سجوداً طويلاً مثل ركوعه او اطول ثم كبر فرفع رأسه ثم كبر فسجد ثم كبر فقام فقرأ قرأة طويلة هى ادنى من الاولىٰ ثم كبر ثم ركع ركوعاً طويلاً هو ادنى من الركوع الاول ثم رفع رأسه فقال سمع الله لمن حمده ثم قرأ قرآة طويلة وهى ادنى من القرآءة الاولىٰ فى القيام الثانى ثم كبر فركع ركوعا طويلا دون الركوع الاول ثم كبر فرفع رأسه فقال سمع الله لمن حمده ثم كبر فسجد ادنى من سجوده الاول ثم تشهد ثم سلم فقام فيهم فحمد الله واثنى عليه ثم قال ان الشمس والقمر لا ينخسفان لموت احد ولا لحياته ولكنهما آيتان من آيات الله فايهما خسف به اوباحدهما فافزعوا الى ذكر الله عزوجل بذكر الصلوٰة.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سورج گرہن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو حکم دیا پس اس نے اعلان کیا کہ نماز کے لئے جمع ہو جاؤ پس لوگ جمع ہو گئے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نماز پڑھائی تکبیر کہی پھر لمبی قرأت کی پھر تکبیر کہی پھر لمبا رکوع کیا قیام کے برابر یا اس سے لمبا پھر اپنا سر اٹھایا اور سمع اللہ لمن حمدہ کہا پھر لمبی قرأت کی یہ پہلی قرأت سے مختصر تھی پھر تکبیر کہی پھر لمبا رکوع کیا یہ پہلے رکوع سے مختصر تھا پھر اپنا سر اٹھایا اور سمع اللہ لمن حمدہ کہا پھر تکبیر کہی پھر لمبا سجدہ کیا رکوع کے برابر یا اس سے بھی زیادہ لمبا پھر تکبیر کہی پھر اپنا سر اٹھایا پھر تکبیر کہی پھر سجدہ کیا پھر تکبیر کہی پھر کھڑے ہوئے پھر لمبی قرأت کی یہ پہلے سے مختصر تھی پھر تکبیر کہی پھر رکوع کیا لمبا یہ پہلے رکوع سے مختصر تھا پھر اپنا سر اٹھایا اور سمع اللہ لمن حمدہ کہا دوسرے قیام میں لمبی قرأت کی اور یہ پہلی قرأت سے مختصر تھی پھر تکبیر کہی پھر لمبا رکوع کیا جو پہلے رکوع سے مختصر تھا پھر تکبیر کہی پھر اپنا سر اٹھایا اور سمع اللہ لمن حمدہ کہا پھر تکبیر کہی پھر سجدہ کیا جو پہلے سجدہ سے مختصر تھا پھر تشہد پڑھی پھر سلام پھیرا پھر صحابہ کے سامنے کھڑے ہوئے پھر اللہ تعالیٰ کی حمد

وثناء کی پھر فرمایا بے شک سورج اور چاند کو کسی کی موت اور حیات کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جب ان دونوں میں سے کسی ایک کو گرہن لگ جائے تو تم اللہ بزرگ و برتر کے ذکر یعنی نماز کے ذکر میں مشغول ہو جاؤ۔

اخبرنا ابراهيم بن يعقوب قال حدثنا موسٰى بن داؤد قال حدثنا نافع بن عمر عن ابن ابی مليكه عن اسماء بنت ابی بكر قالت صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فی الكسوف فقام فاطال القيام ثم ركع فاطال الركوع ثم رفع فاطال القيام ثم ركع فاطال الركوع ثم رفع ثم سجد فاطال السجود ثم رفع ثم سجد فاطال السجود ثم قام فاطال القيام ثم ركع فاطال الركوع ثم رفع فاطال القيام ثم ركع فاطال الركوع ثم رفع ثم سجد فاطال السجود ثم رفع ثم سجد فاطال السجود ثم رفع ثم انصرف.

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسوف کی نماز پڑھائی کھڑے ہوئے پھر لمبا قیام کیا پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا پھر سر اٹھایا پھر لمبا قیام کیا پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا پھر سر اٹھایا پھر سجدہ کیا اور لمبا سجدہ کیا پھر سر اٹھایا پھر سجدہ کیا اور لمبا سجدہ کیا پھر کھڑے ہوئے پھر لمبا قیام کیا پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا پھر سر اٹھایا پھر لمبا قیام کیا پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا پھر سر اٹھایا پھر سجدہ کیا اور لمبا سجدہ کیا پھر سر اٹھایا پھر سجدہ کیا اور لمبا سجدہ کیا پھر سر اٹھایا پھر نماز سے فارغ ہوئے۔

باب القعود على المنبر بعد صلوٰة الكسوف

نماز کسوف کے بعد منبر پر بیٹھنے کا بیان

اخبرنا محمد بن سلمة عن ابن وهب عن عمرو بن الحارث عن يحيٰى بن سعيد ان عمرة حدثته ان عائشة قالت ان النبی صلى الله عليه وسلم خرج مخرجاً فخسف بالشمس فخرجنا الى الحجرة فاجتمع الينا نساءٌ وا قبل الينا رسول الله صلى الله عليه وسلم وذلك ضحوة فقام قياما طويلا ثم ركع ركوعا طويلا ثم رفع رأسه فقام دون القيام الاول ثم ركع دون ركوعه ثم سجد ثم قام الثانية فصنع مثل ذلك الاان قيامه وركوعه دون الركعة الاولٰى ثم سجد وتجلت الشمس فلما انصرف قعد على المنبر فقال فيما يقول ان الناس يفتنون فی قبورهم كفتنة الدجال مختصر.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اچانک سورج کو گرہن لگ گیا تو ہم حجرہ کے باہر والے حصہ کی طرف نکلے ہمارے پاس بہت سی عورتیں اکٹھی ہو گئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے واسطے کھڑے ہوئے اور طویل قیام کیا پھر طویل رکوع کیا پھر اپنا سر اٹھایا اور کافی دیر تک کھڑے رہے لیکن اوّل قیام کے مقابلہ میں مختصر تھا پھر رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کچھ چھوٹا تھا پھر سجدہ کیا پھر دوسری رکعت کے لئے کھڑے

ہو گئے اس میں بھی اسی طرح کیا جیسے پہلی رکعت میں کیا تھا مگر اس رکعت کا قیام اور رکوع پہلی رکعت کے مقابلہ میں مختصر تھا پھر سجدہ کیا اور آفتاب روشن ہو گیا جب نماز سے فارغ ہوئے تو منبر پر بیٹھے اور جو ارشادات فرمارہے تھے منجملہ ان کے یہ بھی فرمایا کہ بیشک لوگ قبروں میں آزمائے جائیں گے جیسے دجال کے فتنہ سے آزمائے جائیں گے، یہ حدیث مختصر ہے مفصل روایت میں ان ارشادات کا ذکر ہے۔

باب کیف الخطبة فی الکسوف

کسوف میں خطبہ کس طرح پڑھا جائے اس کا بیان

اخبرنا اسحق بن ابراهیم قال حدثنا عبدة قال حدثنا هشام بن عروة عن ابیه عن عائشة قالت خسفت الشمس علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم فقام فصلی فاطال القیام جداً ثم رکع فاطال الرکوع جداً ثم رفع فاطال القیام جدا وهو دون القیام الاول ثم رکع فاطال الرکوع وهو دون الرکوع الاول ثم سجد ثم رفع رأسه فاطال القیام وهو دون القیام الاول ثم رکع فاطال الرکوع وهو دون الرکوع الاول ثم رفع فاطال القیام وهو دون القیام الاول ثم رکع فاطال الرکوع وهو دون الرکوع الاول ثم سجد ففرغ من صلاته وقد جلی عن الشمس فخطب الناس فحمد الله واثنی علیه ثم قال ان الشمس والقمر لا ینکسفان لموت احدولا لحیاته فاذا رأیتم ذلك فصلوا وتصدقوا واذکروا الله عزوجل قال یا أمة محمد انه لیس احد اغیرمن الله عزوجل ان یزنی عبده او امته یا امة محمد لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلا ولبکیتم کثیرا.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں رسوج کو گرہن لگ گیا تو آپ نماز کے واسطے کھڑے ہو گئے پھر نماز شروع کر دی اس میں بہت لمبا قیام کیا پھر بہت لمبا رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھا کر بہت لمبا قیام کیا مگر اوّل قیام سے کچھ مختصر تھا پھر رکوع طویل کیا جو اوّل رکوع سے مختصر تھا پھر سجدہ کیا پھر سجدے سے اٹھ کر طویل قیام کیا جو قیام اوّل کی بہ نسبت مختصر تھا پھر طویل رکوع کیا جو رکوع اوّل کی بہ نسبت چھوٹا تھا پھر رکوع سے سر اٹھا کر طویل قیام کیا جو قیام اوّل کے مقابلہ میں مختصر تھا پھر طویل رکوع کیا جو رکوع اوّل سے مختصر تھا پھر سجدے کئے پس نماز سے فارغ ہوئے اور آفتاب صاف اور روشن ہو گیا پھر جب خطبہ سنانے کا ارادہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا کہ سورج اور چاند دونشانیاں ہیں ان کو کسی کی موت اور حیات کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا پس جب اس کو دیکھو تو نماز پڑھو اور صدقہ کرو اور اللہ عزّوجل کا ذکر کیا کرو اور فرمایا اے امت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کوئی بھی اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اس بات میں غیرت والا نہیں ہے کہ وہ اپنے غلام یا باندی کو زنا کرتا دیکھے اے امت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر تم جانتے جو کچھ میں جانتا ہوں تو تم کم ہنستے اور بہت روتے۔

اخبرنا احمد بن سلیمان قال حدثنا ابو داؤد الحفری عن سفیان عن الاسود بن قیس عن ثعلبة بن عباد عن سمرة ان النبی صلی الله علیه وسلم خطب حین انکسفت الشمس فقال اما بعد.

حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا جبکہ سورج کو گرہن لگ گیا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اما بعد

تشریح: صلوٰۃ کسوف میں خطبہ ہے یا نہیں اس میں کچھ اختلاف ہے اس کو علامہ عثمانی نے حافظ ابن حجرؒ کے حوالہ سے "فتح الملهم جلد ۲ صفحہ ۴۵۳" میں نقل کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ امام شافعیؒ اور امام اسحاقؒ وغیرہ خطبہ کو مستحب کہتے ہیں ان کا استدلال ان احادیث سے ہے جن میں خطبہ کی تصریح ہے مثلاً نسائی اور صحیح مسلم وغیرہ کی روایات میں "فخطب الناس الخ" الفاظ آئے ہیں، حنفیہ اور امام مالکؒ کے نزدیک نماز کسوف کے بعد خطبہ نہیں ہے اس کو ہدایہ اور شروح ہدایہ میں نقل کیا ہے اور ابن قدامہؒ کہتے ہیں کہ ہمیں خطبہ کا قول امام احمدؒ سے نہیں پہنچا اس سے معلوم ہوا کہ ان کے یہاں بھی خطبہ نہیں ہے اور جواب اس حدیث کا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ نقل کیا گیا ہے ابن ہمامؒ نے دیا ہے "انها ماكانت بطريق قصد الشرعية بل لدفع وهم من توهم انه لموت ابراهيم ابنه صلى الله عليه وسلم فهو بسبب عرض وانقضى" تو معلوم ہوا کہ خطبہ جو مروی ہے اس نماز کے واسطے سنت نہیں ہے بلکہ اس سے مقصود تنبیہ اور دفع وہم تھا کہ کسوف حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت کی وجہ سے نہیں ہوا۔

الامر بالدعاء في الكسوف

کسوف میں دعاء کا حکم دینا

اخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا يزيد بن زريع قال حدثنا يونس عن الحسن عن ابي بكرة قال كنا عند النبي صلى الله عليه وسلم فانكسفت الشمس فقام الى المسجد يجر رداء ه من العجلة فقام اليه الناس فصلى ركعتين كما يصلون فلما انجلت خطبنا فقال ان الشمس والقمر ايتان من ايات الله يخوف بهما عباده وانهما لا ينكسفان لموت احد فاذا رأيتم كسوف احدهما فصلوا وادعوا حتى ينكشف مابكم.

حضرت ابوبکرہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اچانک سورج گرہن ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سے اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے مسجد میں تشریف لے گئے اور لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں صفیں باندھ کر کھڑے ہو گئے پھر دو رکعتیں پڑھائیں جیسے تم پڑھتے ہو پھر جب آفتاب روشن ہو گیا تو ہمیں خطبہ سنایا اس میں یہ فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے اور ان کو کسی کی موت سے گرہن نہیں لگتا جب تم کسی ایک کے کسوف کو دیکھو تو نماز پڑھو اور دعا مانگو یہاں تک کہ وہ کھل جائے۔

تشریح: ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ "فصلوا وادعوا" میں صیغہ امر استحباب کے لئے ہے کیونکہ صلوٰۃ کسوف بالاتفاق سنت ہے تو غیر اوقات مکروہہ میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نماز کے ساتھ کیا کرو اور وقت مکروہ میں تہلیل و تسبیح و تکبیر و دعاء اور دیگر اذکار کے ساتھ کیا کرو۔ (مرقات: ۳/۳۱۹)

الامر بالاستغفار فی الکسوف

کسوف میں استغفار کا حکم دینا

اخبرنا موسٰی بن عبد الرحمن المسروقی عن ابی اسامة عن برید عن ابی بردة عن ابی موسٰی قال خسفت الشمس فقام النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فزعا یخشٰی ان یکون الساعة فقام حتی اتی المسجد فقام یصلی باطول القیام ورکوع وسجود ما رایته یفعله فی صلوٰۃ قط ثم قال ان هذه الایات التی یرسل اللّٰه لا تکون لموت احد ولا لحیاته ولکن اللّٰه یرسلها یخوف بها عباده فاذا رأیتم منها شیئا فافزعوا الی ذکره ودعائه واستغفاره.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سورج گرہن ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھبرائے ہوئے کھڑے ہوئے اس خوف سے کہیں قیامت تو نہیں آگئی یہاں تک کہ مسجد میں تشریف لائے پھر زیادہ طویل قیام اور رکوع او سجود کے ساتھ نماز پڑھنے لگے میں نے آپ کو کبھی کسی نماز میں ایسے طویل قیام وغیرہ کرتے نہیں دیکھا پھر فرمایا بیشک یہ نشانیاں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے کسی کی موت اور حیات کی وجہ سے واقع نہیں ہوتیں، لیکن اللہ تعالیٰ ان کو بھیجتا ہے ان کے ذریعہ سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے پس جب تم ان میں سے کسی چیز کو دیکھو تو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور دعاء اور استغفار کی پناہ لیا کرو۔

کتاب الاستسقاء

متی یستسقی الامام

امام کب بارش طلب کرے

اخبرنا قتیبة بن سعید عن مالك عن شریك بن عبد الله بن ابی نمر عن انس بن مالك قال جاء رجل الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله هلکت المواشی وانقطعت السبل فادع الله فدعا رسول الله صلی الله علیه وسلم فمطرنا من الجمعة الی الجمعة فجاء رجل الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله تهدمت البیوت وانقطعت السبل فهلکت المواشی فقال اللّٰهم علی رؤس الجبال والاکام وبطون الاودیة ومنابت الشجر فانجابت عن المدینة انجیاب الثوب.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا پھر عرض کیا یارسول اللہ جانور مر رہے ہیں اور راستے منقطع ہوگئے (مطلب اس کا یہ ہے کہ خوراک کی کمی سے چراگاہ میں اور راستے میں بھی جانوروں کو گھاس وغیرہ کھانے کو نہ ملنے کی وجہ سے سفر سے عاجز ہوگئے ہم سفر نہیں کر سکتے) اللہ تعالیٰ سے (بارش) کی دعا کیجئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی پس ہم پر ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک بارش برسی پھر وہی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یارسول اللہ مکانات گر گئے اور (آمد و رفت) کے راستے منقطع ہوگئے اور مواشی ہلاک ہوگئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی "اللّٰهم علی رؤس الجبال الخ" اے اللہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور ٹیلوں اور وادیوں اور درختوں کے جنگلوں میں برسے پس بادل مدینہ کے اوپر سے پھٹ گیا مثل پھٹنے کپڑے کے۔

تشریح: استسقاء کے لغوی معنی پانی طلب کرنے کے ہیں یا سیرابی چاہنے کے ہیں اور عند الشرع اس کو کہتے ہیں "طلب السقیا علی وجه مخصوص من الله تعالیٰ لا نزال الغیث علی العباد ودفع الجدب والقحط من البلاد" (معارف السنن: ٤/٤٩١)

بحر الرائق میں ہے کہ استسقاء ثابت ہے کتاب اللہ وسنت اور اجماع سے قرآن پاک میں ہے کہ جب نوح علیہ السلام کی قوم قحط اور خشک سالی میں مبتلا ہوگئی تو آپ نے اپنی قوم سے فرمایا "فقلت استغفروا ربکم انه کان غفاراً یرسل السماء علیکم مدراراً" اس آیت میں کثرت سے بارش بھیجنے کو استغفار اور انابت پر مرتب فرمایا یہی استسقاء کی حقیقت ہے اور احادیث کثیرہ سے بھی استسقاء ثابت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مرتبہ استسقاء کیا ہے اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء

نے استسقاء کیا ہے اور بغیر انکار کے اس پر پوری امت کا اجماع ہے، بہرحال ان دلائل کی روشنی میں استسقاء کی مشرعیت ثابت ہوئی اس کے مسنون ہونے میں کوئی کلام نہیں البتہ کچھ کلام صلوٰۃ استسقاء کے بارہ میں ہے یعنی استسقاء میں کوئی نماز جماعت کے ساتھ مسنون ہے یا نہیں اس میں کلام ہے امام مالکؒ اور امام اوزاعیؒ وامام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک مسنون طریقہ یہ ہے کہ امام دو رکعت جماعت کے ساتھ نماز پڑھے یہی قول امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا ہے ان کا استدلال حضرت عبداللہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی حدیث سے ہے جو اگلے عنوان کے تحت مذکور ہے نیز حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں یہ حدیث بھی آگے ان الفاظ کے ساتھ آرہی ہے "فصلی رکعتین کما یصلی فی العیدین الخ" امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک استسقاء میں جماعت مسنون نہیں ہے یہی بات صاحب ہدایہؒ کے کلام سے معلوم ہوتی ہے چنانچہ انہوں نے فرمایا "قال ابو حنیفة رحمه الله لیس فی الاستسقاء صلوٰة مسنونة فی جماعة الخ" استسقاء میں نماز بجماعت کے جواز اور استحباب سے انکار نہیں کرتے بلکہ فقہاء کی اصطلاح میں سنیت سے جو فعل مراد ہوتا ہے اس سے انکار کیا ہے اور عند الفقہاء سنت اس کو کہتے ہیں کہ جس فعل کو حضور ﷺ نے مواظبت کے ساتھ کیا ہو اور کبھی کبھی جواز بتلانے کو ترک کردیا ہو، علامہ عینیؒ نے لکھا ہے کہ بعض متعصب لوگوں نے کہا کہ امام ابوحنیفہؒ باجماعت نماز استسقاء کو بدعت کہتے ہیں حالانکہ امام اعظم نے ہرگز نہیں کہا ہے صرف سنت ہونے سے انکار کیا ہے نہ کہ جواز واستحباب سے اب رہا یہ سوال کہ سنیۃ سے کیوں انکار کیا ہے تو اس کا جواب ہم شرح المنیۃ الکبیر کے حوالہ سے عرض کرتے ہیں کہ اس میں احادیث وآثار بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں "فالحاصل ان الاحادیث لما اختلف فی الصلوٰة بالجماعة وعدمها علی وجه لا یصح به اثبات السنیة لم یقل ابو حنیفة بسنیتها ولا یلزم منها قوله بانها بدعة کما نقله عنه بعض المتعصبین بل هو قائل بالجواز" اس عبارت سے واضح ہوگیا کہ امام ابوحنیفہؒ بلاشبہ نماز استسقاء بجماعت کے جواز واستحباب کے قائل ہیں اس کو بدعت کہنے کی نسبت امام اعظم کی طرف کرنا ہرگز درست نہیں، امام اعظم کے قول کی دلیل وہ آیت قرآنی ہے جو ہم پیچھے نقل کرچکے ہیں اس آیت سے آپ نے یہ نکالا ہے کہ استسقاء کی اصل حقیقت اور روح استغفار اور انابت ہے اور نماز اس کی کامل ترین صورت ہے جو سنت صحیحہ سے ثابت ہوئی نیز بعض مرتبہ ایسا ہوا کہ حضور ﷺ نے استسقاء کیا حالانکہ آپ سے نماز مروی نہیں ہوئی نیز حضرت عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے استسقاء کیا حالانکہ آپ نے نماز نہیں پڑھی اگر سنت ہوتی تو حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہرگز نہ چھوڑتے کیونکہ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تمام لوگوں میں سنت نبوی ﷺ کی بہت زیادہ پیروی کرتے تھے حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا استسقاء بغیر نماز کے مصنف ابن ابی شیبہ میں ابی مروان اسلمی کی روایت سے ثابت ہے الفاظ اس کے یہ ہیں "قال خرجنا مع عمربن خطاب نستسقی فمازاد علی الاستغفار" (فتح الملهم: ۲/۴۴۰، ۴۴۱)

علاوہ ان دلائل کے اور بھی دلائل ہیں جن سے مذہب امام ابوحنیفہؒ ثابت ہوتا ہے چنانچہ علامہ عینیؒ نے عمدۃ القاری میں تقریباً سولہ (۱۶) حدیثوں سے استدلال کرتے ہوئے مذہب امام اعظم کو ثابت کیا ہے وہاں دیکھ لیجئے دوسرا مسئلہ نماز استسقاء سے متعلق قرأت کا ہے تیسرا خطبہ کا چوتھا قلب رداء کا پانچواں کیفیت صلوٰۃ کا مسئلہ ہے ان کی بحث آگے آرہی ہے۔

خروج الامام الی المصلی للاستسقاء

امام کا استسقاء کے واسطے مصلیٰ کی طرف نکلنا

اخبرنا محمد بن منصورقال حدثنا سفیان حدثنا المسعود عن ابی بکر ابن عمرو بن حزم عن عباد بن تمیم قال نا سفیان فسالت عبد اللّٰہ بن ابی بکر قال سمعتہ من عباد بن تمیم یحدث ابی ان عبد اللّٰہ بن زید الذی اری النداء قال ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم خرج الی المصلی یستسقی فاستقبل القبلۃ وقلب ردآء ہ وصلی رکعتین قال ابو عبد الرحمن ھذا غلط من ابن عیینہ وعبداللّٰہ بن زیدن الذی اری النداء ھو عبد اللّٰہ بن زید بن عبد ربہ وھذا عبد اللّٰہ بن زید بن عاصم۔

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ (یہ وہ صحابی ہیں جن کو الفاظ اذان خواب میں دکھلائے گئے تھے) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان کی طرف نکلے استسقاء کے واسطے پس قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنی چادر کو تحویل کیا اور دو رکعتیں پڑھیں، ابوعبدالرحمٰن یعنی امام نسائی فرماتے ہیں کہ دراصل اس حدیث کے راوی عبداللہ بن زید بن عاصم المازنی ہیں لیکن سفیان بن عیینہؒ نے بجائے ان کے عبداللہ بن زید بن عبدربہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کیا ہے جن کو کلمات اذان خواب میں دکھلائے گئے تھے حالانکہ یہ اس حدیث استسقاء کے راوی نہیں لہٰذا ابن عیینہ سے غلطی ہوگئی۔

تشریح: قسطلانی نے شرح مسلم میں فرمایا کہ اکثر روایات میں وصلی رکعتیں واو کے ساتھ ہے اور واو ترتیب کے واسطے نہیں آتا ہے اور بہت سی احادیث میں اس بات کی تصریح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ نماز کے بعد پڑھا ہے لہٰذا اس حدیث سے خطبہ فی الاستسقاء قبل الصلوٰۃ پر استدلال درست نہیں۔

باب الحال التی یستحب للامام ان یکون علیھا اذا خرج

بیان میں اس حال کے جو امام کے واسطے مستحب ہے جبکہ وہ استسقاء کے لئے نکلے

اخبرنا اسحق بن منصور ومحمد بن المثنی عن عبد الرحمن عن سفیان عن ھشام بن اسحاق بن عبد اللّٰہ بن کنانہ عن ابیہ قال ارسلنی فلان الی ابن عباس اسالہ عن صلوٰۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی الاستسقاء فقال خرج رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم متضرعامتواضعاً متبذلا فلم یخطب نحو خطبتکم ھذہ فصلی رکعتین۔

ہشام اپنے والد اسحاق سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ مجھے فلاں شخص نے (یعنی ولید بن عقبہ نے) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجا تا کہ میں ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز استسقاء کے متعلق پوچھوں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تضرع اور تواضع اور اظہار افتقار کی حالت میں نماز استسقاء کے واسطے نکلے پس تمہارے اس خطبہ کی طرح خطبہ نہیں پڑھا صرف دو رکعتیں پڑھیں۔

اخبرنا قیتبة قال حدثنا عبد العزیز عن عمارة بن غزیة عن عباد بن تمیم عن عبداللّٰه ابن زید ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم استسقی وعلیه خمیصة سودآء.

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے استسقاء کیا اس حالت میں آپ سیاہ چادر اوڑھے ہوئے تھے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پھٹے پرانے کپڑوں میں تضرع اور تواضع کا اظہار کرتے ہوئے میدان میں جاوے یہی ہیئت عندالشرع مستحب ہے پھر دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین سے بارش کی دعائیں مانگیں۔

باب جلوس الامام علی المنبر للاستسقاء

استسقاء کے واسطے امام کا منبر پر بیٹھنا

اخبرنا محمد بن عبید بن محمدقال حدثنا حاتم بن اسماعیل عن هشام بن اسحق بن عبداللّٰه بن کنانة عن ابیه قال سالت ابن عباس رضی اللّٰه تعالٰی عنه عن صلوٰة رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فی الاستسقاء فقال خرج رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم متبذلاً متواضعا متضرعا فجلس علی المنبر فلم یخطب خطبتکم هذه ولکم لم یزل فی الدعاء والتضرع والتکبیر وصلی رکعتین کما کان یصلی فی العیدین.

ہشام اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ان کے والد اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز استسقاء کے بارے میں پوچھا تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ معمولی اور پرانے کپڑے پہنے ہوئے کی حالت میں اور اظہار تواضع وتضرع کی حالت میں (میدان کی طرف) نکلے منبر پر بیٹھے تمہارے اس خطبہ کی طرح خطبہ نہیں پڑھا لیکن برابر دعاء اور تضرع اور تکبیر میں مشغول رہے اور دو رکعتیں پڑھیں جیسے دونوں عید میں پڑھتے تھے۔

تشریح: نماز استسقاء کے متعلق بحث پیچھے گذر چکی ہے اب اس کی ادائیگی کے طریقہ میں اختلاف ہے امام شافعیؒ کے نزدیک نماز عید کی طرح بارہ تکبیرات کے ساتھ نماز استسقاء پڑھی جائے گی ان کے یہاں عید میں تکبیرات زوائد بارہ ہیں ان کا استدلال حدیث باب "وصلی رکعتین کما کان یصلی فی العیدین" سے ہے یہی قول ابن المسیب وغیرہ کا ہے، جمہور علماء کے نزدیک دوسری نمازروں کی طرح ایک ہی تکبیر تحریمہ ہے یہی امام مالک وثوری واوزاعی وامام احمد واسحاق وابوثور اور امام ابوحنیفہؒ کے اصحاب میں سے امام ابو یوسف اور امام محمد وغیرہما کا ہے رحمہ اللہ تعالیٰ، (معارف السنن: ۴۹۹/۴، بحواله العمدة والمغنی)

جمہور کی طرف سے اس حدیث کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ تشبیہ میں من کل الوجہ مشابہت ضروری نہیں ہوتی لہٰذا تشبیہ صرف نماز عید کی طرح دو رکعت ہونے اور صلوٰۃ العیدین کے وقت میں ہے، اور علامہ عینیؒ نے کہا کہ نماز استسقاء صلوٰۃ العیدین کے مماثل ومشابہ تعداد رکعات اور جہری قرأت اور دو رکعت قبل خطبہ ہونے میں ہے۔ (معارف السنن بر صفحۂ مذکورہ)

مسلک جمہور کی تائید حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ہوتی ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "انه علیه الصلوٰة والسلام استسقی فخطب قبل الصلوٰة واستقبل القبلة وحول رداء ہ ثم نزل فصلی رکعتین لم یکبر فیهما الا تکبیرة" اس کو طبرانی نے اوسط میں نقل کیا ہے نیز انہوں نے بروایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کیا ہے کہ "قال لم یزد علیه الصلوٰة والسلام علی رکعتین مثل صلاة الصبح"

دوسرا مسئلہ خطبہ کا ہے راوی حدیث کہتے ہیں "فلم یخطب خطبتکم هذه" بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعاء وتضرع اور استغفار میں مشغول رہے تو اس مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ نہیں پڑھا مسند احمد اور ابن ماجہ کی روایت میں صلاۃ استسقاء میں خطبہ پڑھنے کا ذکر آیا ہے اور حضرت مولانا بنوریؒ نے معارف السنن میں مواہب لدنیہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے استسقاء چھ مرتبہ کیا ہے (واللّٰه تعالٰی اعلم بالصواب) تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ نہیں پڑھا بس خطبہ یہی تھا کہ دعاء وتضرع اور استغفار میں مشغول رہے تو معلوم ہوا کہ خطبہ کا ثبوت تو ہے مگر استحباب کے درجہ میں ہے چنانچہ ملاعلی قاریؒ مرقات جلد ۳ صفحہ ۳۳۷، میں لکھتے ہیں کہ امام مالکؒ وامام شافعیؒ اور ایک روایت میں امام احمدؒ کے نزدیک خطبہ سنت ہے اور دو خطبے ہوں نماز کے بعد اور امام ابوحنیفہؒ اور صریح روایت کے مطابق امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ صلاۃ استسقاء میں خطبہ نہیں کیونکہ استسقاء تو فقط دعاء واستغفار ہے۔

تحويل الامام ظهره الى الناس عند الدعاء فى الاستسقاء

استسقاء میں دعاء کے وقت امام اپنی پیٹھ لوگوں کی طرف کرلے

اخبرنا عمرو بن عثمان قال حدثنا الولید عن ابن ابی ذئب عن الزهری عن عباد بن تمیم ان عمه حدثه انه خرج مع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یستسقی فحول رداء ہ وحول للناس ظهره ودعاثم صلی رکعتین فقرأ فجهر.

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ (یعنی عباد بن تمیم کے چچا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ استسقاء کے واسطے نکلے پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تحویل رداء کی اور پیٹھ لوگوں کی طرف پھیر کر دعا مانگی پھر دو رکعتیں پڑھیں اور قرأت جہر کے ساتھ پڑھی۔

تشریح: ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز استسقاء دعا وغیرہ کے بعد پڑھی ہے لیکن مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اسی حدیث میں تصریح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے نماز پڑھی اس کے بعد خطبہ پڑھا اور اسی طرح ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے یہی صورت مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک مرجح ہے اور امام احمدؒ سے بھی ایک روایت اسی طرح منقول ہے، حضرت مولانا سہانپوریؒ فرماتے ہیں کہ حنفیہ کے نزدیک پہلے نماز پڑھے پھر نماز سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر خطبہ پڑھے پھر اپنی پیٹھ لوگوں کی طرف کر کے قبلہ رخ ہو کر دعائے استسقاء میں مشغول ہو جائے اور لوگ بھی خطبہ اور دعاء میں قبلہ رخ ہو کر بیٹھیں۔ (کذا فی البدائع وبذل المجهود: ۲/۲۱۵)

تقليب الامام الرداء عند الاستسقاء

استسقاء کے وقت امام کا چادر پلٹنا

اخبرنا قتيبة عن سفيان عن عبد الله بن ابی بكر عن عباد بن تميم عن عمه ان النبی صلی الله عليه وسلم استسقى وصلى ركعتين وقلب رداء ه.

عباد بن تمیم کے چچا حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم استسقاء کے واسطے نکلے اور دو رکعتیں پڑھیں اور اپنی چادر کو پلٹ لیا۔

تشریح: نماز استسقاء کی خاص باتوں میں سے ایک خاص بات قلب رداء ہے جمہور علماء کے نزدیک تحویل رداء مستحب ہے حدیث باب سے اس کا ثبوت ملتا ہے امام ابوحنیفہؒ اور بعض مالکیہ کہتے ہیں کہ چادر کا پلٹنا مستحب نہیں کیونکہ قلب رداء والی احادیث میں سے کوئی حدیث اس کی مسنونیت پر دلالت نہیں کرتی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تحویل رداء بطور تفاؤل تھی چنانچہ صاحب ہدایہؒ فرماتے ہیں "وما رواه كان تفاولاً"، یعنی چادر کا پلٹنا کوئی سنت نہیں وہ بطور فال نیک کے تھا جس کا مرجع عبادت کی جانب نہیں ہے، چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں تصریح ہے کہ آپ نے قلب رداء کیا تا کہ قحط بدل کر فراخی ہو جائے۔(رواه الحاكم)

اور حدیث حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے کہ قلب رداء کیا تا کہ قحط منقلب ہو کر اور پلٹ کر فراخی اور خوش حالی آ جائے۔(رواه الطبرانی) پھر ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مقتدی بھی امام کی اتباع میں چادر پھریں حنفیہ اور بعض اصحاب امام مالک کہتے ہیں کہ قوم قلب رداء نہ کریں صرف امام کرے یہی قول حضرت سعید بن مسیبؒ وعروہؒ اور ثوریؒ کا ہے۔(كمافی العمدة والمغنی)

اب رہا یہ سوال کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے (کما ورد فی مسند احمد) کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے لوگوں نے تحویل رداء کی اس کے جواب میں امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ "**وماروی ان القوم فعلوه محمول علی انهم فعلوه موافقة له صلى الله عليه وسلم كخلع النعال ولم يعلم به**" ابن ہمامؒ فرماتے ہیں "**تقريره الذی هو من الحجج ماكان عن علمه ولم يدل شئی مما روی علی علمه بفعلهم ثم تقريره الخ**" حاصل اس کا یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر دلیل جواز ہے اس کو ہم بھی تسلیم کرتے ہیں لیکن آپ کی وہ تقریر حجت اور قابل استدلال ہوتی ہے جبکہ آپ کے سامنے کسی نے کوئی فعل کیا اور آپ نے اس کو اس فعل سے منع نہیں کیا بلکہ اس پر سکوت کیا ہے اور اس شخص کے فعل کو برقرار رکھا ہے لیکن یہاں مسند احمد کی جس روایت میں قوم کے چادر پلٹنے کا ذکر آیا ہے بظاہر اس کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں ہوا اس لئے کہ آپ نے چادر کو قوم کی طرف پیٹھ پھیرنے کے بعد قبلہ رخ کی حالت میں پلٹا ہے حالانکہ تقریر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اور آپ کا سکوت لازم ہے لہٰذا اس روایت سے قوم کی تحویل رداء پر استدلال درست نہیں اس بناء پر حنفیہ وغیرہ کہتے ہیں کہ صرف امام اپنی چادر پلٹے اس کی کیفیت یہ ہے کہ اگر چادر چار گوشے والی ہو تو اوپر کا سرا نیچے کر لے اور نیچے کا اوپر کر لے اور اگر مدور ہو تو دائیں کو بائیں کندھے پر اور

بائیں کنارے کو دائیں پر کرلے۔ (كذا قال الشامی)

اب رہا یہ سوال کہ تحویل رداء کب کرے اس کا ذکر اگلے عنوان کے ماتحت کی روایت میں آیا ہے۔

متى يحول الامام رداء ه

امام اپنی چادر کو کس وقت پلٹے اس کا بیان

اخبرنا قتيبة عن مالك عن عبد الله بن ابی بكر انه سمع عباد بن تميم يقول سمعت عبد الله بن زيد يقول خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم فاستسقى وحول رداء ه حين استقبل القبلة.

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے پھر استسقاء کیا اور اپنی چادر کو پھیرا جبکہ اپنا چہرہ مبارک قبلہ کی طرف کیا۔

تشریح: اس حدیث کے الفاظ "وحول رداء ه حين استقبل القبلة" سے معلوم ہوتا ہے کہ چادر پلٹنے کا عمل استقبال قبلہ کے بعد واقع ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے بعد دعاء کے لئے قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے تھے تو اسی وقت قلب رداء کیا پھر دعاء مانگی اس بات پر صحیح مسلم کے الفاظ "وانه لما أراد ان يدعواستقبل القبلة وحول رداء ه" دلالت کرتے ہیں۔

رفع الامام يده

دعاء میں امام کا دونوں ہاتھ اٹھانا

اخبرنا هشام ابن عبد الملك ابو تقى الحمصى قال حدثنا بقية عن شعيب عن الزهرى عن عباد بن تميم عن عمه انه راى رسول الله صلى الله عليه وسلم فى الاستسقاء استقبل القبلة وقلب رداء ه ورفع يديه.

عباد بن تمیم اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو استسقاء میں دیکھا آپ قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور قلب رداء کیا اور دعاء میں دونوں ہاتھ اٹھائے۔

تشریح: دعاء میں دونوں ہاتھ کس حد تک اٹھائے اس کا بیان اگلے عنوان کے ماتحت کی روایت میں آیا ہے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "فانه كان يرفع يديه حتى يرى بياض ابطيه"

كيف يرفع

دعاء میں دونوں ہاتھ کس طرح اٹھائے

اخبرنا شعيب بن يوسف عن يحيى بن سعيد القطان عن سعيد عن قتادة عن انس قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يرفع يديه فى شئى من الدعاء الا فى الاستسقاء فانه كان يرفع يديه حتى

یری بیاض ابطیه.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کی دعاء میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے مگر استسقاء میں آپ استسقاء میں دونوں ہاتھوں کو اس حد تک اٹھاتے تھے حتیٰ کہ دونوں بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی۔

اخبرنا قتیبة قال حدثنا اللیث عن خالد بن یزید عن سعید بن ابی هلال عن یزید بن عبد اللّٰه عن عمیر مولٰی ابی اللحم عن ابی اللحم انه رای رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عند احجار الزیت یستسقی وهو مقنع بکفیه یدعو.

حضرت ابی اللحم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احجار الزیت کے پاس اس حالت میں استسقاء کرتے دیکھا ہے کہ آپ دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ رہے تھے۔

اخبرنا عیسٰی بن حماد قال حدثنا اللیث عن سعید وهو المقبری عن شریك بن عبد اللّٰه بن ابی نمر عن انس بن مالك انه سمعه یقول بینا نحن فی المسجد یوم الجمعة ورسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یخطب الناس فقام رجل فقال یا رسول اللّٰه تقطعت السبل وهلکت الاموال واجدب البلاد فادع اللّٰه ان یسقینا فرفع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یدیه حذاء وجهه فقال اللّٰهم اسقنا فواللّٰه مانزل رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عن المنبر حتی اوسعنا مطراومطرنا ذلك الیوم الی الجمعة الاخری فقام رجل لاادری هو الذی قال لرسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم استسق لنا ام لا فقال یا رسول اللّٰه انقطعت السبل وهلکت الاموال من کثرة الماء فادع اللّٰه ان یمسك عنا الماء فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اللّٰهم حوالینا ولا علینا ولکن علی الجبال ومنابت الشجرقال واللّٰه ما هو الا ان تکلم رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بذلك تمزق السحاب حتی مانری منه شیئا.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن ہم مسجد میں تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو خطبہ سنا رہے تھے ایک شخص کھڑا ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ راستے منقطع ہوگئے اور مواشی ہلاک ہوگئے اور شہروں میں قحط پڑ گیا پس آپ اللہ تعالیٰ سے دعاء فرمائیں کہ ہم کو باران رحمت عطا فرمائے اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک چہرے کے برابر اٹھائے اور فرمایا "اللّٰهم اسقنا" اے اللہ ہم کو پانی سے سیراب کردے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی منبر سے اترے بھی نہ تھے اسی وقت زبردست بارش شروع ہوگئی اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک لگاتار ہوتی رہی پھر ایک آدمی کھڑا ہوا جس کو میں نہیں جانتا کیا یہ وہی شخص ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ ہمارے واسطے بارش کی دعا کیجئے یا کوئی اور شخص ہے اس شخص نے کہا یا رسول اللہ راستے بند ہوگئے اور اموال یعنی مواشی بارش کی کثرت سے ہلاک ہو رہے ہیں دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ سے کہ بارش کو روک دے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللّٰهم حوالینا ولا علینا الخ" الٰہی یہ بارش ہمارے اردگرد برسے ہم پر نہیں پہاڑوں اور درختوں کے جنگلوں میں برسے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کلمات دعائیہ کے ساتھ ہی ابر پھیل گیا حتیٰ کہ ہمیں بادل کا کوئی ٹکڑا دکھائی نہیں دیا۔

تشریح: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول "**کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لا یرفع یدیه الخ**" سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ استسقاء کے علاوہ کسی اور دعاء میں ہاتھ نہ اٹھاتے تھے حالانکہ استسقاء کے علاوہ بھی دوسرے مواقع پر حضور ﷺ کا دعا میں ہاتھ اٹھانا روایات کثیرہ سے ثابت ہے اس تعارض کا جواب علامہ عینیؒ نے شرح بخاری میں امام نوویؒ کے قول کے حوالہ سے یہ دیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث میں یہ تاویل کی جائے گی کہ استسقاء کے علاوہ کسی اور دعا میں دونوں ہاتھوں کو اس قدر بلند نہیں کرتے تھے جتنا استسقاء میں کرتے تھے حتیٰ کہ دونوں بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی جبکہ حضور ﷺ کا بدن مبارک کپڑے کے اندر چھپا ہوا نہ ہوتا یا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کو ان کی اپنی نفی رویت پر محمول کیا جائے گا اور خود ان کی نفی رویت تک محدود رہے گی اس سے دوسرے کی نفی رویت لازم نہیں آتی لہٰذا استسقاء کے علاوہ بھی دوسرے مواقع پر دعا کے وقت دونوں ہاتھ اٹھانے کا ذکر جن راویوں کی روایات میں آیا ہے ان کی روایات کو ترجیح ہوگی۔(نقله فی البذل: ۲/۲۱۷)

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث "**کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لا یرفع یدیه**" میں نفی رفع یدین کو صفت مخصوصہ پر محمول کرنے کی صورت میں بھی تعارض ختم ہو کر روایات میں تطبیق ہو جاتی ہے یعنی استسقاء کے لئے دعا کے وقت ہتھیلیاں حضور ﷺ کی زمین کی طرف ہوتی تھی چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود ہی اس کیفیت مخصوصہ پر دعا کرنے کو بتلاتے ہیں صحیح مسلم میں ان کی یہ حدیث ہے "**ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم استسقی فاشار بظهر کفیه الی السمآء**" اور ابوداؤد میں ان کی حدیث کے یہ الفاظ ہیں "**ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم کان یستسقی هکذا یعنی ومد یدیه وجعل بطونهما مما یلی الارض حتی رأیت بیاض ابطیه**" تو ان روایات سے واضح ہوتا ہے کہ استسقاء کے لئے جس خاص طریقہ پر (یعنی دونوں ہاتھوں کے بطن کو زمین کی طرف اور پیٹھ کو آسمان کی طرف کر کے) دعا فرماتے وہی طریقہ باقی دعاؤں میں سے کسی میں اختیار نہ فرماتے اب حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مذکور فی الباب اور دیگر احادیث میں کوئی تعارض نہیں، علماء کہتے ہیں کہ جس طرح قلب رداء تفاول کے لئے تھا اسی طرح استسقاء میں دعا کے وقت اس کیفیت مخصوصہ کا اختیار کرنا بطور تفاول تھا چنانچہ ملا علی قاریؒ وغیرہ فرماتے ہیں "**فعل هذا (ای جعل بطون الیدین الی الارض) تفاؤلا بتقلب الحال ظهر البطن نحو صنعیه فی تحویل الرداء او اشارة الی ما یسأله وهو ان یجعل بطن السحاب الی الارض لینصب مافیه من الامطار کما قال ان الکف اذا جعلٰ بطنها الی الارض انصب مافیها من الماء وقیل من اراد دفع بلاء من القحط ونحوه فلیجعل ظهر کفه الی السماء ومن سأل نعمة من اللّٰہ فلیجعل بطن کفه الی السماء**" (**واللّٰہ تعالٰی اعلم بالصواب**).

ذکر الدعاء

دعاء کا بیان

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنی ابو هشام المغیرة بن سلمة قال حدثنی وهیب قال حدثنی یحیٰی

بن سعید عن انس بن مالك ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال اللهم اسقنا.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ ہم کو پانی عطا فرما کر سیراب کر دیجئے۔

اخبرنا محمد بن عبد الاعلیٰ قال حدثنا المعتمر قال سمعت عبید اللّٰه بن عمر وهو العمری عن ثابت عن انس قال كان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یخطب یوم الجمعة فقام الیه الناس فصاحوا فقالوا یا نبی اللّٰه قحطت المطروهلكت البهائم فادع اللّٰه ان یسقینا قال اللهم اسقنا اللهم اسقنا قال وایم اللّٰه مانری فی السماء قزعة من سحاب قال فانشات سحابة فانتشرت ثم انها امطرت ونزل رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فصلی وانصرف الناس فلم تزل تمطر الی الجمعة الاخری فلما قام رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یخطب صاحوا الیه فقالوا یا نبی اللّٰه تهدمت البیوت وتقطعت السبل فادع اللّٰه یحبسها عنا فتبسم رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وقال اللهم حوالینا ولا علینا فتقشعت عن المدینة فجعلت تمطر حولها وما تمطر بالمدینة قطرةً فنظرت الی المدینة وانها لفی مثل الاكلیل.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے تو کچھ لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر چیختے چلاتے ہوئے عرض کیا اے اللہ کے نبی بارش روک دی گئی اور مواشی ہلاک ہو گئے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ ہم کو باران رحمت عطا فرماوے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللهم اسقنا اللهم اسقنا" حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم اس وقت ہم آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا نہ دیکھتے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں اتنے میں فوراً ابر ظاہر ہوا اور پھیل گیا پھر برسنا شروع ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے پھر نماز پڑھی اور لوگ چلے گئے اور بارش دوسرے جمعہ تک مسلسل برستی رہی پھر جب دوسرے جمعہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے تو کچھ لوگوں نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا نبی اللہ مکانیں گر گئے اور راستے پانی سے بند ہو گئے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ بارش ہم سے روک دے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا "اللهم حوالینا ولاعلینا" الٰہی یہ بارش ہمارے اردگرد برسے اور ہم پر نہیں آپ کے یہ فرماتے ہی ابر مدینہ پر سے پھٹ گیا اور بارش اس کے اردگرد برسنے لگی اور مدینہ میں ایک قطرہ بھی نہیں گرا (حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں) میں نے مدینہ کی طرف دیکھا پس وہ مانند تاج کے ہو گیا۔

اخبرنا علی بن حجر قال حدثنا اسماعیل بن جعفر قال حدثنا شریك بن عبداللّٰه عن انس بن مالك ان رجلا دخل المسجد ورسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قائم یخطب فاستقبل رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قائما وقال یا رسول اللّٰه هلكت الاموال وانقطعت السبل فادع اللّٰه ان یغیثنا فرفع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یدیه ثم قال اللهم اغثنا اللهم اغثنا قال انس واللّٰه مانری فی السماء من سحابة ولا قزعة ومابیننا وبین سلع من بیت ولا دار فطلعت سحابة مثل الترس فلما توسطت السماء انتشرت وامطرت قال انس فلا واللّٰه ما رأینا الشمس سبتاً قال ثم دخل رجل من ذلك الباب فی الجمعة المقبلة ورسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قائم یخطب فاستقبله قائماً فقال یا رسول اللّٰه صلی اللّٰه وسلم علیك هلكت الاموال وانقطعت السبل فادع اللّٰه یمسكها عنا فرفع رسول اللّٰه

صلی اللہ علیہ وسلم یدیہ فقال اللھم حوالینا ولا علینا اللھم علی الاکام والظراب وبطون الاودیة ومنابت الشجر قال فاقلعت وخرجنا نمشی فی الشمس قال شریک سالت انساً اھو الرجل الاول قال لا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے پھر اس آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکر کھڑے ہوکر عرض کیا یا رسول اللہ اموال یعنی جانور ہلاک ہوگئے اور راستے بند ہوگئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ ہم کو باران رحمت عطا فرماوے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ہاتھ اٹھائے پھر فرمایا "اللّٰھم اغثنا اللّٰھم اغثنا" ای اللہ ہم پر بارش برسا ای اللہ ہم پر بارش برسا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں اللہ کی قسم اس وقت ہم آسمان پر نہ ابر دیکھتے اور نہ ابر کا کوئی ٹکڑا اور ہمارے اور کوہ سلع کے درمیان مکان وغیرہ کی کوئی چیز حائل بھی نہ تھی کہ اتنے میں ایکدم بادل کا ایک ٹکڑا ڈھال کے برابر ظاہر ہوا پھر جب آسمان کے بیچ میں آیا تو پھیل گیا اور برسنا شروع ہوا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم ہم نے پر سات روز تک آفتاب کی صورت نہیں دیکھی پھر اگلے دوسرے جمعہ کو ایک شخص اسی دروازے سے داخل ہوا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے تو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہوکر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیک اموال (مواشی) ہلاک ہوگئے اور راستے بند ہوگئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ بارش کو ہم سے روک دے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک اٹھائے اور فرمایا "اللّٰھم حوالینا ولا علینا الخ" الٰہی بارش ہمارے اردگرد برسے اور ہم پر نہیں الٰہی پہاڑوں اور پہاڑیوں اور باطن وادیوں اور درختوں کے جنگلوں میں برسے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ بادل مدینہ سے چھٹ گئے اور ہم دھوپ میں چلتے تھے راوی حدیث شریک کہتے ہیں کہ میں نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا یہ آدمی (جس نے بارش بند ہونے کے لئے دعا کی درخواست کی) وہی اوّل شخص ہے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا نہیں۔

تشریح: ان روایات سے امام اعظم کے مسلک کی تائید ہوتی ہے کیونکہ ان روایات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز منقول نہیں بلکہ بعض مرتبہ ایسا ہوا کہ آپ نے بغیر نماز کے باران رحمت کے لئے دعا مانگی تو معلوم ہوگیا کہ اس کے واسطے نماز مسنون نہیں ہے اس کی تفصیل پیچھے گذر چکی ہے باب کی حدیث میں آیا ہے "انھا لفی مثل الاکلیل" اکلیل حلقہ یا تاج کو کہتے ہیں جو بادشاہ سر پر اوڑھتے ہیں تو مطلب اس کا یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے ابر فوراً مدینہ سے چھٹ گیا اور مدینہ گویا حلقہ یا شاہی تاج کے مثل ہوگیا بعض روایات میں آیا ہے کہ ابر مانند حوض کے ہوگیا یعنی بادل مدینہ کی آبادیوں کو چھوڑ کر آبادیوں کے گرد حلقہ کرلیا یہ واقعہ اہل عبرت کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے بڑا معجزہ ہے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر بارش کی کثرت اس قدر ہو کہ جانی و مالی ضرر پہنچاوے تو اس کے رک جانے کے لئے دعاء کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

باب الصلٰوة بعد الدعاء

دعاء کے بعد نماز کا بیان

قال الحارث بن مسکین قرآة علیه وانا اسمع عن ابن وھب عن ابن ابی ذئب ویونس عن ابن

شهاب قال اخبرنی عباد بن تمیم انه سمع عمه وکان من اصحاب رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول خرج رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یوماً یستسقی فحول الی الناس ظهره یدعواللّٰه ویستقبل الی القبلة وحول رداء ہ ثم صلی رکعتین قال ابن ابی ذئب فی الحدیث وقرأفیهما.

عباد بن تمیم اپنے چچا یعنی حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن استسقاء کو نکلے پس لوگوں کی طرف پشت کی اور قبلہ رخ ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہے اور اپنی چادر کو الٹایا پھر دو رکعتیں پڑھیں۔

تشریح: بعض نے اس حدیث سے استسقاء میں خطبہ قبل الصلوٰۃ ہونے پر استدلال کیا ہے لیکن مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اسی روایت میں قبل خطبہ نماز کی تصریح ہے "وکذا فی حدیث ابی هریرة رضی اللّٰه تعالٰی عنه عند ابن ماجه" اور شافعیہ اور مالکیہ اور اسی طرح محمد بن حسنؒ کے نزدیک دوسری صورت یعنی صلوٰۃ قبل خطبہ مرجح ہے اور اسی کی طرف امام مالکؒ نے رجوع کیا ہے۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ روایات مختلفہ میں تطبیق اس طرح سے ممکن ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے دعا مانگی پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر خطبہ پڑھا تو بعض راویوں نے کچھ بیان کیا اور بعض نے کچھ اور بعض نے خطبہ کو دعا سے تعبیر کیا ہے اسی لئے اختلاف پیدا ہو گیا۔ (فتح الملهم)

کم صلٰوة الاستسقاء

استسقاء کی کتنی رکعتیں ہیں

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا یحیٰی بن سعید عن یحیٰی عن ابی بکر بن محمد عن عباد بن تمیم عن عبد اللّٰه بن زید ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم خرج یستسقی فصلی رکعتین واستقبل القبلة.

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم استسقاء کے واسطے نکلے پس دو رکعتیں پڑھیں (جب دعا کا ارادہ فرمایا) تو قبلہ رخ ہو گئے۔

تشریح: اس حدیث سے استسقاء کی نماز دو رکعت پھر دعا کے وقت قوم کی طرف پشت کر کے قبلہ رخ ہو کر دعا کرنے کی مسنونیت ثابت ہوتی ہے۔

کیف صلٰوة الاستسقاء

نماز استسقاء کی کیفیت کا بیان

اخبرنا محمود بن غیلان قال حدثنا وکیع قال حدثنا سفیان عن هشام بن اسحق بن عبد اللّٰه بن

كنانة عن ابيه قال ارسلني امير من الامرآء الى ابن عباس اساله عن الاستسقاء فقال ابن عباس مامنعه ان يسالني خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم متواضعا متبذلاً متخشعاًمتضرعاً فصلى ركعتين كما يصلى في العيدين ولم يخطب خطبتكم هذه.

ہشام اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ان کے والد کہتے ہیں کہ مجھے امراء میں سے کسی امیر نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجا کہ میں ان سے استسقاء کے متعلق پوچھوں تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس امیر کو کس بات نے مجھ سے دریافت کرنے سے روکا بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تواضع اور پرانے کپڑوں اور خشوع وخضوع اور تضرع کی حالت میں نکلے (اور میدان میں تشریف لائے) پس دو رکعتیں پڑھیں جیسے عیدین میں پڑھتے تھے اور تمہارے اس خطبہ کی طرح خطبہ نہیں پڑھا۔

تشریح: اس حدیث سے صلوٰۃ استسقاء کو نکلنے کی کیفیت اور اس کے آداب معلوم ہوئے کہ تواضع وغیرہ کی حالت میں نکلیں جیسے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے پورے آداب بیان کئے ہیں ان کی خوب اچھی طرح رعایت کرتے ہوئے نکلیں یہی طریقہ مستحب ہے۔

باب الجهر بالقرأة في صلوة الاستسقاء

نماز استسقاء میں جہری قرأت کا بیان

اخبرنا محمد بن رافع قال حدثنا يحيى بن آدم قال حدثنا سفيان عن ابن ابى ذئب عن الزهرى عن عباد بن تميم عن عمه ان النبى صلى الله عليه وسلم خرج فاستسقى فصلى ركعتين جهر فيهما بالقراءة.

عباد بن تمیم اپنے چچا کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم استسقاء کے لئے نکلے پس دو رکعتیں پڑھیں اور ان میں قرأت جہر کے ساتھ پڑھی۔

القول عند المطر

بارش کے وقت کیا پڑھنا چاہئے اس کا بیان

اخبرنا محمد بن منصور قال حدثنا سفيان عن مسعر عن المقدام بن شريح عن ابيه عن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا امطر قال اللهم اجعله صيباً نافعاً.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب بارش برستی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ پڑھتے "اللهم اجعله صيباً نافعاً" اے اللہ اس کو نفع والی بارش بنادے۔

كراهية الاستمطار بالكوكب

ستارے سے بارش طلب کرنا منع ہے

اخبرنا عمرو بن سواد بن الاسود بن عمرو قال حدثنا ابن وهب قال اخبرني يونس عن ابن شهاب قال اخبرني عبيد الله ابن عبد الله بن عتبة عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الله عزوجل ما انعمت على عبادي من نعمة الا اصبح فريق منهم بها كافرين يقولون الكوكب وبالكوكب.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ جب بھی میں نے اپنے بندوں پر بارش کی نعمت نازل کی تو ان میں سے ایک فریق اس نعمت کی ناشکری کر بیٹھتا ہے کہتا ہے الکوکب یعنی ستارہ نے ہم کو سیراب کیا ہے وبالکوکب یعنی فلاں ستارے کے ذریعہ ہم پر بارش برسی ہے۔

اخبرنا قتيبة قال حدثنا سفيان عن صالح بن كيسان عن عبيد الله بن عبد الله عن زيد بن خالد الجهني قال مطرنا الناس على عهد النبي صلى الله عليه وسلم فقال الم تسمعوا ماذا قال ربكم الليلة قال ماانعمت على عبادي من نعمة الا اصبح طآئفة منهم بهاكافرين يقولون مطرنا بنوء كذا وكذا فامامن آمن بي وحمدني على سقياي فذاك الذي اٰمن بي وكفر بالكوكب ومن قال مطرنا بنوء كذاو كذا فذاك الذي كفر بي واٰمن بالكوكب.

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگوں پر بارش برسی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے نہیں سنا آج کی رات تمہارے رب نے کیا کہا تمہارے رب نے کہا کہ جب بھی میں نے اپنے بندوں کو نعمت (بارش) بخشی تو ان میں سے ایک جماعت اس کی ناشکری کرتی ہے کہتی ہے فلان فلان ستارے کے ذریعہ ہم پر بارش برسی ہے لیکن جو شخص مجھ پر ایمان لایا اور بارش سے سیراب کرنے پر میرا شکر کیا تو وہی شخص خالص مجھ پر ایمان لایا اور ستارے کے (مؤثر) ہونے سے انکار کیا اور جس نے کہا فلان فلان ستارے کے ذریعہ ہم پر بارش برسی ہے تو اس نے میرے ساتھ کفر کا سا معاملہ کیا اور ستارے پر ایمان لایا۔

اخبرنا عبد الجبار بن العلآء عن سفيان عن عمرو عن عتاب بن حنين عن ابي سعيد الخدري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو امسك الله عزوجل المطر عن عباده خمس سنين ثم ارسله لاصحبت طائفة من الناس كافرين يقولون سقيناآ بنوء المجدح.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اللہ عزوجل اپنے بندوں سے بارش کو پانچ برس تک روک لے پھر بارش برسادے تو لوگوں میں سے ایک فریق کفر کرنے والا ہوتا ہے کہتا ہے کہ مجدح (ایک ستارے کا نام ہے) کے ذریعہ ہمیں بارش سے سیرابی ہوئی ہے۔

تشریح: زمانہ جاہلیت میں عرب کا خیال تھا کہ ایک ستارے کے طلوع اور دوسرے کے غروب کے وقت بارش یا ہوا کا ہونا ضروری ہے اسی وجہ سے وہ بارش کو اسی ستارے کی طرف منسوب کرتے تھے جس کے طلوع کے وقت ہوتی تھی اور کہتے تھے مثلاً "مطرنا نبوء المجدح، مطرنا بنوء الثریا" کہ مجدح ستارے کے سبب سے یا ثریا ستارے کے سبب سے ہم پر بارش برسی ہے لیکن عقل صحیح اور فطرۃ سلیمہ رکھنے والے انسانوں کا تصور اور خیال اس کے بالکل خلاف ہے ان کا خیال وعقیدہ تو یہ ہے کہ بارش وغیرہ تمام نعمتوں کے خزائن اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں وہ جو کچھ چاہے اپنے خزائن سے اپنے فضل سے اور اپنی قدرت سے عطا فرماتا ہے چنانچہ درست خیال وعقیدہ والے ایسے موقع پر جبکہ بارش ہوتی ہے اسے اپنے معبود اور منعم حقیقی کا محض احسان وفضل سمجھتے ہوئے اور نزول مطر میں بس صرف خدائی نظام مؤثر ہونے کا زبان سے بھی اعتراف کرتے ہوئے یوں کہتے ہیں "مطرنا بفضل اللّٰہ وبرحمتہ" ہم کو بارش کا پانی اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے ملا غرض اس دار الابتلاء دنیا میں جاہل عقل صحیح سے عاری لوگ تو نزول مطر میں نجوم کو مؤثر سمجھ کر ایمان کے دائرہ سے خارج ہو رہے ہیں اور صحیح العقائد والے کا ایمان ویقین یہی ہے کہ بارش برسنے کے معاملہ میں صرف اور صرف خدائی نظام ہی مؤثر ہے چنانچہ وہ اس کا زبانی اعتراف کرتے ہوئے کہتے ہیں "مطرنا بفضل اللّٰہ وبرحمتہ" اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل اور رحمت سے ہم پر بارش برسا دی۔

مسألة الامام رفع المطر اذا خاف ضررہ

جب بارش سے نقصان کا اندیشہ ہو تو امام کا بارش رک جانے کے لئے دعا مانگنا

اخبرنا علی بن حجر قال حدثنا اسماعیل قال حدثنا حمید عن انس قال قحط المطر عاما فقام بعض المسلمین الی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی یوم جمعۃ فقال یارسول اللّٰہ قحط المطر واجدبت الارض وهلك المال قال فرفع یدیہ ومانری فی السمآء سحابۃ فمدیدیہ حتی رأیت بیاض ابطیہ یستسقی اللّٰہ عزوجل قال فما صلینا الجمعۃ حتی اهم الشاب القریب الدار الرجوع الی اهلہ فدامت جمعۃ فلما کانت الجمعۃ التی تلیها قالوا یا رسول اللّٰہ تهدمت البیوت واحتبس الرکبان قال فتبسم لسرعۃ ملالۃ ابن آدم وقال بیدیہ اللهم حوالینا ولا علینا فتکشطت عن المدینۃ.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سال تک بارش نہیں ہوئی پس بعض مسلمانوں نے جمعہ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ بارش نہیں ہو رہی زمین خشک ہوگئی اور مال یعنی مواشی ہلاک ہوگئے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ہاتھ اٹھائے اور ہم اس وقت آسمان پر کوئی بادل نہ دیکھتے، پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے معمول سے زیادہ استسقاء کے لئے دونوں ہاتھ اٹھائے حتیٰ کہ میں نے آپ کے دونوں بغلوں کی سفیدی دیکھی کہ آپ اس حالت میں اللہ عزوجل سے بارش کے لئے دعاء مانگ رہے تھے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ابھی جمعہ سے فارغ بھی نہیں ہوئے حتیٰ کہ (کثرت بارش سے) قریب کے مکان والے نوجوان تک کو بھی اپنے گھر والوں کے پاس واپس جانا دشوار ہوگیا پس بارش جمعہ کے روز مسلسل برستی رہی پھر جب اس سے متصل اگلا جمعہ آیا تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ مکانات گر گئے اور قافلے رک گئے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اولاد آدم علیہ السلام کے جلدی اکتا جانے سے اور دونوں ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "اللھم حوالینا ولا علینا" آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمات نکلتے ہی بادل مدینہ سے پراگندہ ہو گئے۔

باب رفع الامام یدیه عند مسألة امساك المطر

باب امساک مطر کی دعا کے وقت امام کا دونوں ہاتھ اٹھانا

اخبرنا محمود بن غیلان قال حدثنا الولید بن مسلم قال حدثنا ابو عمرو ن الاوزاعی عن اسحاق بن عبد اللّٰه عن انس بن مالك قال اصاب الناس سنة علی عهد رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فبینا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یخطب علی المنبر یوم الجمعة فقام اعرابی فقال یارسول اللّٰه هلك المال وجاع العیال فادع اللّٰه لنا فرفع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یدیه ومانری فی السماء قزعة والذی نفسی بیده ماوضعها حتی ثار سحاب امثال الجبال ثم لم ینزل عن منبره حتی رایت المطر یتحادر علی لحیته فمطرنا یومنا ذلك ومن الغد والذی یلیه حتی الجمعة الاخری فقام ذلك الاعرابی اوقال غیره فقال یارسول اللّٰه تهدم البناء وغرق المال فادع اللّٰه لنا فرفع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یدیه فقال اللهم حوالینا ولا علینا فما یشیر بیده الی ناحیة من السحاب الاانفرجت حتی صارت المدینة مثل الجوبة وسال الوادی ولم یجئ احد من ناحیته الااخبربالجود. آخر کتاب الاستسقاء وللّٰه المنة.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگ قحط میں مبتلا ہو گئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے تب ایک اعرابی کھڑا ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ مال یعنی مواشی ہلاک ہو گئے اور بچے بھوکے مر رہے ہیں آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے دعا کیجئے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک اٹھائے اور ہم اس وقت آسمان پر ابر کا کوئی ٹکڑا نہ دیکھتے اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک نہیں اتارے حتیٰ کہ ابر پہاڑوں کے برابر ظاہر ہوا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابھی تک اپنی منبر سے نہیں اترے تھے یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ بارش کا قطرہ آپ کی داڑھی مبارک سے ٹپک رہا تھا پس اس جمعہ کے پورے دن بارش برسی اور اگلے دن بھی اور اگلے سے متصل تیسرے روز بھی حتیٰ کہ دوسرے جمعہ تک بارش ہوتی رہی پھر وہ دیہاتی شخص کھڑا ہو گیا یا اس کے علاوہ کوئی اور شخص تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ مکانات گر گئے اور مال (مواشی) ڈوب گئے آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے دعا فرمائیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ہاتھ اٹھائے پھر فرمایا "اللھم حوالینا ولا علینا" پس جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے بادل کے کسی حصہ کی طرف اشارہ فرماتے تو وہ کھل جاتا یہاں تک کہ مدینہ گڑھا کے مانند ہو گیا اور وادی بہنے لگی اور جب کسی جانب سے کوئی آدمی آتا تو وہ بہت بارش ہونے کی خبر دیتا۔

تشریح: ان روایات سے معلوم ہوا کہ اگر بارش کی کثرت اس قدر ہو کہ نفع کے بجائے ضرر پہنچاوے تو اس کے رک جانے کی دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

کتاب صلٰوۃ الخوف

خوف کی نماز کا بیان

اخبرنا اسحاق بن ابراهيم قال اخبرنا وكيع قال حدثنا سفيان عن الاشعث بن ابی الشعثآ عن الاسود بن هلال عن ثعلبة بن زهدم قال كنا مع سعيد بن العاصی بطبرستان ومعنا حذيفة بن اليمان فقال ايكم صلى مع رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوٰة الخوف فقال حذيفة انا فوصف فقال صلی رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوٰة الخوف بطآئفةٍ ركعةٍ صف خلفه وطآئفة اخرى بينه وبين العدو فصلى بالطائفة التی تليه ركعة ثم نكص هٰؤلآء الى مصآف اولٰئك وجآء اولٰئك فصلى بهم ركعةً.

اسود بن ہلال روایت کرتے ہیں ثعلبہ بن زہدم سے ثعلبہ کہتے ہیں کہ ہم طبرستان میں سعید بن العاص کے ساتھ تھے اور ہمارے ساتھ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے تو سعید بن عاص نے کہا کہ تم میں سے کس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خوف کی نماز پڑھی تو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے پڑھی پھر انہوں نے نماز خوف کی کیفیت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گروہ کے ساتھ نماز خوف ایک رکعت پڑھی ایک گروہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑا ہوا اور دوسرا گروہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دشمن کے درمیان کھڑا ہوا پس آپ نے اس گروہ کے ساتھ جو آپ کے پیچھے کھڑا ہوا ایک رکعت پڑھی پھر یہ گروہ دشمن کے روبرو دوسرے گروہ کی جگہ پر چلا گیا اور دوسرا گروہ آیا تو اس کے ساتھ ایک رکعت پڑھی۔

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا يحيٰى قال حدثنا سفيان قال حدثنی اشعث بن سليم عن الاسود بن هلال عن ثعلبة بن زهدم قال كنا مع سعيد بن العاص بطبرستان فقال ايكم صلى مع رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوٰة الخوف فقال حذيفة انا فقام حذيفة وصف الناس خلفه صفين صفا خلفه وصفا موازی العدو فصلى بالذی خلفه ركعة ثم انصرف هٰؤلآء الى مكان هٰؤلآء وجآء اولٰئك فصلى بهم ركعة ولم يقضوا.

ثعلبہ بن زہدم سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم سعید بن عاص کے ساتھ طبرستان میں تھے انہوں نے کہا تم میں سے کس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خوف کی نماز پڑھی حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے پڑھی پھر حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور لوگ ان کے پیچھے صف باندھ کر کھڑے ہوئے اور لشکر کا دوسرا حصہ دشمن کے روبرو کھڑا ہوا تو جو گروہ اپنے پیچھے کھڑا ہوا تھا اس کے ساتھ ایک رکعت پڑھی پھر یہ گروہ دوسرے گروہ کی جگہ پر چلا گیا اور وہ گروہ آیا تو اس کے ساتھ ایک رکعت

پڑھی اوران لوگوں نے دوسری رکعت نہیں ادا کی۔

. اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا یحیٰی قال حدثنا سفیان قال حدثنی الرکین بن الربیع عن القاسم بن حسان عن زید بن ثابت عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم مثل صلوٰۃ حذیفۃ.

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مثل نماز حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روایت کی ہے۔

اخبرنا قتیبۃ قال حدثنا ابو عوانۃ عن بکیر بن الاخنس عن مجاھد عن ابن عباس قال فرض اللّٰہ الصلوٰۃ علی لسان نبیکم صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی الحضر اربعاً وفی السفر رکعتین وفی الخوف رکعۃ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر نماز فرض فرمائی حضر میں چار رکعت اور سفر میں دو رکعت اور خوف میں ایک رکعت۔

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا یحیٰی بن سعید عن سفیان قال حدثنی ابوبکر بن ابی الجھم عن عبید اللّٰہ بن عبد اللّٰہ عن ابن عباس ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صلی بذی قردٍ وصف الناس خلفہ صفین صفا خلفہ وصفا موازی العدو فصلی بالذی خلفہ رکعۃ ثم انصرف ھٰؤلآء الی مکان ھٰؤلآء وجاء اولئک فصلی بھم رکعۃ ولم یقضوا.

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام ذی قرد میں خوف کی نماز پڑھی لوگوں کے دو گروہ بنائے ایک گروہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑا ہوا اور دوسرا گروہ دشمن کے سامنے پس جو گروہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑا ہوا اس کے ساتھ ایک رکعت پڑھی پھر یہ گروہ دشمن کے سامنے والے گروہ کی جگہ پر گیا اور وہ گروہ آیا تو اس کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور دوسری رکعت ادا نہیں کی۔

اخبرنا عمرو بن عثمان بن سعید بن کثیر عن محمد عن الزبیدی عن الزھری عن عبید اللّٰہ بن عبد اللّٰہ ابن عتبۃ ان عبد اللّٰہ بن عباس قال قام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وقام الناس معہ فکبر وکبروا ثم رکع ورکع اناس منھم ثم سجد وسجدوا ثم قام الی الرکعۃ الثانیۃ فتاخر الذین سجدوامعہ وحر سوا اخوانھم واتت الطائفۃ الاخری فرکعوا مع النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وسجدوا والناس کلھم فی صلوٰۃ یکبرون ولکن یحرس بعضھم بعضاً.

عبید اللہ بن عبد اللہ ابن عتبہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور لوگ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی اور لوگوں نے بھی تکبیر کہی پھر رکوع کیا اور کچھ لوگوں نے بھی رکوع کیا پھر سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی سجدہ کیا پھر دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوئے تو جن لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سجدہ کیا تھا وہ اپنی جگہ سے ہٹ گئے اور اپنے بھائیوں کی حفاظت کی اور دوسرا گروہ آیا تو اس گروہ نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رکوع کیا اور سجدہ کیا اور سب لوگ نماز میں تکبیر کہتے تھے لیکن بعض لوگ بعض کی حفاظت کرتے تھے۔

اخبرنا عبید اللّٰہ بن سعد بن ابراهیم قال حدثنا عمی قال حدثنا ابی عن ابن اسحاق قال حدثنی داؤد بن الحصین عن عکرمة عن ابن عباس قال ماکانت صلوٰۃ الخوف الا سجدتین کصلوٰۃ احراسکم هولاء الیوم خلف ائمتکم هولاء الا انها کانت عقباً قامت طائفة منهم وهم جمیعا مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم وسجدت معه طائفة منهم ثم قام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم وقاموا معه جمیعا ثم رکع ورکعوا معه جمیعا ثم سجد فسجد معه الذین کانوا قیاماً اول مرة فلما جلس رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم والذین سجدوا معه فی اخر صلاتهم سجد الذین کانوا قیاماً لانفسهم ثم جلسوا فجمعهم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم بالتسلیم۔

ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نماز خوف صرف دو سجدے تھے جیسے آج کے دن تمہارے یہ لشکر ان امیروں کے پیچھے پڑھتے ہیں، مگر یہ کہ صلوٰۃ خوف ایک گروہ بعد دوسرے گروہ کے پڑھتا ہے لشکر میں سے ایک گروہ اور اس کے پیچھے دوسرا گروہ بھی سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہوئے اور ایک گروہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سجدے کئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ سب کھڑے ہوئے پھر رکوع کیا اور آپ کے ساتھ سب نے رکوع کیا پھر آپ نے سجدے کئے تو آپ کے ساتھ ان لوگوں نے بھی سجدے کئے جو پہلی رکعت میں کھڑے ہوئے تھے پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ لوگ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوسری رکعت کے سجدے کئے ہیں سب بیٹھے تو ان لوگوں نے تنہا سجدے کئے جو کھڑے رہے پھر سب بیٹھے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے ساتھ سلام پھیر دیا۔

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا یحییٰ قال حدثنا شعبة عن عبد الرحمن بن القاسم عن ابیه عن صالح بن خوات عن سهل بن ابی حثمة ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم صلی بهم صلوٰۃ الخوف فصف صفا خلفه وصفا مصافو العدو فصلی بهم رکعة ثم ذهب هولاء وجآء اولئك فصلی بهم رکعة ثم قاموا فقضوا رکعة رکعة۔

حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز خوف پڑھائی ایک گروہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑا ہوا اور دوسرا گروہ دشمن کے سامنے پس اس گروہ کو ایک رکعت پڑھائی پھر یہ گروہ دشمن کے روبرو چلا گیا اور وہ گروہ آیا تو اس کو ایک رکعت پڑھائی پھر دونوں گروہ کھڑے ہو کر اکیلے اکیلے ایک ایک رکعت ادا کی۔

اخبرنا قتیبة عن مالك عن یزید بن رومان عن صالح بن خوات عن من صلی مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یوم ذات الرقاع صلوٰۃ الخوف ان طائفة صفت معه وطائفة وجاه العدو فصلی بالذین معه رکعة ثم ثبت قائماً واتموا لانفسهم ثم انصرفوا فصفوا وجاه العدو وجاء ت الطائفة الاخری فصلی بهم الرکعة التی بقیت من صلاته ثم ثبت جالساً واتموا لانفسهم ثم سلم بهم۔

صالح بن خوات اس شخص سے روایت کرتے ہیں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ ذات الرقاع کے دن خوف کی نماز پڑھی کہ ایک گروہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑا ہوا اور دوسرا گروہ دشمن کے روبرو پس جو گروہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

کھڑا ہوا اس کو ایک رکعت پڑھائی پھر آپ کھڑے رہے اور یہ لوگ اکیلے اکیلے ایک رکعت پوری کر کے دشمن کے روبرو چلے گئے اور دوسرا گروہ آیا تو اس گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی جو باقی تھی پھر آپ بیٹھے رہے اور یہ لوگ اکیلے اکیلے باقی ایک رکعت پوری کی پھر حضور ﷺ نے ان کے ساتھ سلام پھیر دیا۔

اخبرنا اسماعیل بن مسعودعن یزید بن زریع قال حدثنا معمر عن الزهری عن سالم عن ابیه ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم صلی باحدی الطآئفتین رکعة والطائفة الاخریٰ مواجهة العدو ثم انطلقوا فقاموا فی مقام اولئك وجآء اولئك فصلی بهم رکعة اخری ثم سلم علیهم فقام هولآء فقضوا رکعتهم وقام هولآء فقضوا رکعتهم.

سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دوگروہ میں سے ایک گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور دوسرا گروہ دشمن کے سامنے کھڑا ہوا پھر یہ لوگ چلے گئے اور دوسرے گروہ کی جگہ پر جا کر دشمن کے روبرو کھڑے ہوئے اور دوسرا گروہ آیا اس کے ساتھ دوسری رکعت پڑھی پھر سلام پھیر دیا پھر یہ گروہ کھڑے ہوئے اور اکیلے اکیلے اپنی ایک رکعت ادا کی اور وہ گروہ کھڑا ہوا اور اکیلے اکیلے ایک رکعت ادا کی۔

اخبرنا کثیر بن عبید عن بقیة عن شعیب قال حدثنی الزهری قال حدثنی سالم بن عبد اللّٰه عن ابیه قال غزوت مع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قبل نجد فوازینا العدو وصاففنا هم فقام رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یصلی بنا فقامت طائفة منا معه واقبل طائفة علی العدو فرکع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ومن معه رکعة وسجد سجدتین ثم انصرفوا فکانوا مکان اولئك الذین لم یصلوا وجاء ت الطائفة التی لم تصل فرکع بهم رکعة وسجد سجدتین ثم سلم رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فقام کل رجل من المسلمین فرکع لنفسه رکعة وسجدتین.

سالم اپنے والد عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں ان کے والد کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بجانب نجد جہاد کیا پس ہمارا دشمن سے مقابلہ ہوا اور ہم ان کے مقابلہ میں صف بستہ ہوئے پھر رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھانے کے واسطے کھڑے ہوئے پس ایک گروہ آپ کے ساتھ کھڑا ہوا اور دوسرگروہ دشمن کے سامنے کھڑا رہا پس رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھ والے گروہ کے ساتھ ایک رکوع اور دوسجدے کئے پھر یہ گروہ وہاں سے جا کر اس گروہ کی جگہ پر کھڑا ہوا جس نے نماز نہیں پڑھی اور وہ گروہ واپس آیا آپ نے اس گروہ کے ساتھ ایک رکوع اور دوسجدے کئے پھر رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیر دیا اس کے بعد مسلمانوں میں سے ہر شخص کھڑا ہوا اور اکیلے اکیلے ایک رکوع اور دوسجدے کر لئے۔

اخبرنا محمد بن عبد اللّٰه بن عبدالرحیم البرقی عن عبد اللّٰه بن یوسف قال اخبرنا سعید بن عبد العزیز عن الزهری قال کان عبد اللّٰه بن عمریحدث انه صلی صلوٰة الخوف مع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال کبر النبی صلی اللّٰه علیه وسلم وصف خلفه طائفة منا واقبلت طائفة علی العدو فرکع بهم النبی صلی اللّٰه علیه وسلم رکعة وسجدتین ثم انصرفوا واقبلوا علی العدو وجآء ت

الطائفة الاخری فصلوا مع النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ففعل مثل ذلک ثم سلم ثم قام کل رجل من الطائفین فصلّی لنفسہ رکعة وسجدتین.

زہریؒ سے روایت ہے امام زہری کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خوف کی نماز پڑھی چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی اور ہم میں سے ایک گروہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑا ہوا اور دوسرا گروہ دشمن کے کے روبرو کھڑا ہوا پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ والے گروہ کے ساتھ ایک رکوع اور دوسجدے کئے پھر یہ گروہ دشمن کے سامنے کھڑا ہوا اور دوسرا گروہ آیا پس اس گروہ نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک رکوع اور دوسجدے کئے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر دیا پھر دونوں گروہ میں سے ہر شخص کھڑا ہو کر اکیلا اکیلا ایک رکوع اور دوسجدے کر لئے۔

اخبرنا عمران بن بکارقال حدثنا محمد بن المبارک قال حدثنا الھیثم بن حمید عن العلآء وابی ایوب عن الزھری عن عبد اللّٰہ بن عمر قال صلی اللّٰہ علیہ وسلم صلوٰة الخوف قام فکبر فصلی خلفہ طائفة منا وطائفة مواجھة العدو فرکع بھم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رکعة وسجد سجدتین ثم انصرفوا ولم یسلموا واقبلوا علی العدو فصفوا مکانھم وجآء ت الطائفة الاخری فصفوا خلف رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فصلی بھم رکعة وسجدتین ثم سلم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و قد اتم رکعتین واربع سجدات ثم قامت الطائفتان فصلی کل انسان منھم لنفسہ رکعة وسجدتین قال ابوبکر بن السنی الزھری سمع من ابن عمر حدیثین ولم یسمع ھذا منہ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوف کی نماز پڑھی آپ کھڑے ہوئے پھر تکبیر کہی پس ہم میں سے ایک گروہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی اور دوسرا گروہ دشمن کے سامنے کھڑا ہوا پس اس گروہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع اور دوسجدے کئے پھر بغیر سلام پھیرے یہ گروہ جا کر دشمن کے روبرو کھڑا ہوا اور دوسرا گروہ آیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صف باندھ کر کھڑا ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ ایک رکوع دوسجدے کئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر دیا اور آپ نے پورے دو رکوع اور چار سجدے کئے پھر دونوں گروہ کھڑے ہوئے پس ان میں سے ہر شخص انفرادی طور پر ایک رکوع اور دوسجدے کر لئے۔

اخبرنا عبد الاعلیٰ ابن واصل بن عبد الاعلیٰ قال حدثنا یحییٰ بن آدم عن سفیان عن موسیٰ بن عقبة عن نافع عن ابن عمر قال صلی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صلوٰة الخوف فی بعض ایامہ فقامت طائفة معہ وطائفة بازاء العدو فصلی بالذین معہ رکعة ثم ذھبوا وجآء الاٰخرون فصلی بھم رکعة ثم قضت الطائفتان رکعة رکعة.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض غزوات میں خوف کی نماز پڑھی پس ایک گروہ آپ کے ساتھ کھڑا ہوا اور دوسرا گروہ دشمن کے روبرو پس اپنے ساتھ والے گروہ

کے ساتھ ایک رکعت پڑھی پھر یہ گروہ دشمن کے سامنے چلے گئے اور دوسرا گروہ آیا تو آپ نے اس کے ساتھ ایک رکعت پڑھی پھر دونوں گروہ نے اکیلے اکیلے ایک ایک رکعت پڑھی۔

اخبرنا عبیداللّٰہ بن فضالۃ بن ابراھیم قال اخبرنا عبد اللّٰہ بن یزید المقری ح واخبرنا محمد بن عبد اللّٰہ بن یزید قال حدثنا ابی قال حدثنا حیوۃ وذکر اٰخر قالا اخبرنا ابو الاسود انہ سمع عروۃ بن الزبیر یحدث عن مروان بن الحکم انہ سال اباھریرۃ ھل صلیت مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صلوٰۃ الخوف فقال ابوھریرۃ نعم قال متی قال عام غزوۃ نجد قام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لصلوٰۃ العصر وقامت معہ طائفۃ وطائفۃ اخری مقابل العدو وظھورھم الی القبلۃ فکبر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فکبروا جمیعا الذین معہ والذین یقابلون العدو ثم رکع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رکعۃ واحدۃ ورکعت معہ الطائفۃ التی تلیہ ثم سجد وسجدت الطائفۃ التی تلیہ والاٰخرون قیام مقابل العدو ثم قام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وقامت الطائفۃ التی معہ فذھبوا الی العدو فقابلوھم واقبلت الطائفۃ التی کانت مقابلۃ العدو فرکعوا وسجدوا ورسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قائم کما ھو ثم قاموا فرکع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رکعۃ اخری ورکعوا معہ وسجد وسجدوا معہ ثم اقبلت الطائفۃ التی کانت مقابلۃ العدو فرکعوا وسجدوا ورسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قاعد ومن معہ ثم کان السلام فسلم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وسلموا جمیعا فکان لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رکعتان ولکل رجل من الطائفتین رکعتان رکعتان۔

عروۃ بن زبیرؓ بیان کرتے ہیں مروان بن حکم سے کہ انہوں نے سوال کیا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خوف کی نماز پڑھی تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہاں مروان نے پوچھا کب ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا غزوہ نجد کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر کے واسطے کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ ایک گروہ کھڑا ہوا اور دوسرا گروہ دشمن کے روبرو کھڑا ہوا اس گروہ کی پشت قبلہ کی طرف تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی پھر سب نے تکبیر کہی آپ کے ساتھ والے نے بھی اور جو گروہ دشمن کے سامنے کھڑا رہا اس نے بھی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکوع کیا اور آپ کے ساتھ والے گروہ نے بھی رکوع کیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدے کئے اور ساتھ والے گروہ نے بھی سجدے کئے اور دوسرا گروہ دشمن کے سامنے کھڑا رہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ والی جماعت بھی کھڑی ہوئی پھر یہ گروہ دشمن کے کے سامنے چلے گئے اور جو گروہ دشمن کے سامنے کھڑا رہا وہ آیا پس انہوں نے رکوع کیا اور سجدے کئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کھڑے رہے پھر یہ گروہ کھڑے ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرا رکوع کیا اور اس دوسرے گروہ نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رکوع کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدے کئے اور دوسرے گروہ نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سجدے کئے پھر وہ پہلا گروہ آیا جو دشمن کے کے روبرو کھڑا رہا پس اس گروہ نے رکوع کیا اور سجدے کئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جو لوگ آپ کے ساتھ تھے بیٹھے رہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر دیا اور سب نے سلام پھیر دیا اور سب نے سلام

پھیر دیا تو رسول اللہ ﷺ کے واسطے دو رکعتیں ہوئیں اور دونوں گروہ میں سے ہر ایک آدمی کی دو دو رکعتیں۔

اخبرنا العباس بن عبد العظيم قال حدثنا عبد الصمد بن عبد الوارث قال حدثني سعيد بن عبيد الهنائي قال حدثنا عبد الله بن شقيق قال حدثنا ابوهريرة قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم نازلا بين ضجنان وعسفان محاصر المشركين فقال المشركون ان لهؤلاء صلوٰة هي احب اليهم من ابنائهم وابكارهم اجمعوا امركم ثم ميلوا عليهم ميلة واحدة فجآء جبرئيل عليه السلام فامره ان يقسم اصحابه بصفين فيصلى بطائفة منهم وطائفة مقبلون على عدوهم قد اخذ واحذرهم واسلحتهم فيصلى بهم ركعة ثم يتاخرهؤلآء ويتقدم اولئك فيصلى بهم ركعة تكون لهم مع النبي صلى الله عليه وسلم ركعة ركعة وللنبي صلى الله عليه وسلم ركعتان.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ مشرکوں کا محاصرہ کے ارادہ سے ضجنان اور عسفان کے درمیان اترے تو مشرکین نے کہا کہ بے شک ان لوگوں کے واسطے ایک نماز ایسی ہے جو ان کے اپنے بیٹوں اور کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ محبوب ہے (یعنی نماز عصر) تم اپنے ہتھیار وغیرہ کے ساتھ پوری طرح تیار رہو پھر ان پر ایک دم حملہ کر دینا پس جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور حضور ﷺ کو حکم دیا کہ آپ اپنے اصحاب کی دو صفیں کریں ایک گروہ کے ساتھ نماز پڑھیں اور دوسرا گروہ دشمن کے سامنے کھڑا رہے اس حال میں کہ اپنے بچاؤ کا سامان اور اسلحہ ساتھ رکھے پس ایک گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھیں پھر یہ گروہ پیچھے چلے جائے اور وہ گروہ آگے بڑھ جائے اس کے ساتھ ایک رکعت پڑھیں تو ہر ایک گروہ کی ایک ایک رکعت ہوئی نبی ﷺ کے ساتھ اور نبی ﷺ کی دو رکعتیں۔

اخبرنا ابراهيم بن الحسن عن حجاج ابن محمد عن شعبة عن الحكم عن يزيد الفقير عن جابر بن عبد الله ان رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى بهم صلوٰة الخوف فقام صف بين يديه وصف خلفه صلى بالذين خلفه ركعة وسجدتين ثم تقدم هؤلآء حتى قاموا في مقام اصحابهم وجآء اولئك فقاموا مقام هؤلآء وصلى بهم رسول الله صلى الله عليه وسلم ركعة وسجدتين ثم سلم فكانت للنبي صلى الله عليه وسلم ركعتان ولهم ركعة.

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے ساتھ خوف کی نماز پڑھی ایک صف حضور ﷺ کے سامنے کھڑی رہی اور ایک صف آپ کے پیچھے پس اس گروہ کے ساتھ ایک رکوع اور دو سجدے کئے پھر یہ گروہ آگے بڑھے یہاں تک کہ اپنے ساتھیوں کے مقام پر کھڑا ہوا اور وہ گروہ آیا اور اس گروہ کی جگہ پر کھڑا ہوا اور اس گروہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے ایک رکوع اور دو سجدے کئے پھر آپ نے سلام پھیر دیا تو نبی ﷺ کی دو رکعتیں اور لوگوں کی ایک ایک رکعت۔

اخبرنا احمد بن المقدام قال حدثنا يزيد بن زريع قال حدثنا عبد الرحمن بن عبد الله المسعودي قال انبأني يزيد الفقير انه سمع جابر بن عبدالله قال كنامع رسول الله صلى الله عليه وسلم فاقيمت

الصلوٰة فقام رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وقامت خلفه طائفة وطائفة موٰجهه العدو فصلی بالذین خلفه رکعة وسجد بهم سجدتین ثم انهم انطلقوا فقاموا مقام اولئك الذین کانوا فی وجه العدو وجاء ت تلك الطائفة فصلی بهم رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم رکعة وسجد بهم سجدتین ثم ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم سلّم فسلم الذین خلفه وسلم اولئك.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے نماز کے لئے اقامت کہی گئی تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور کھڑا ہوا حضور ﷺ کے پیچھے ایک گروہ اور دوسرا گروہ دشمن کے روبرو تو حضور ﷺ نے اپنے پیچھے کھڑے گروہ کے ساتھ ایک رکوع اور دو سجدے کئے پھر یہ گروہ جا کر دوسرے گروہ کی جگہ پر دشمن کے سامنے کھڑا ہوا اور دوسرا گروہ آیا تو اس گروہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے ایک رکوع اور دو سجدے کئے پھر رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیر دیا اور ان لوگوں نے بھی سلام پھیر دیا جو آپ کے پیچھے تھے اور اس گروہ نے بھی سلام پھیر دیا۔

اخبرنا علی بن الحسین الدرهمی واسماعیل بن مسعود قالا حدثنا خالد قال حدثنا عبد الملك بن ابی سلیمان عن عطاء عن جابر قال شهدنا مع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم صلوٰة الخوف فقمنا خلفه صفین والعدو بیننا وبین القبلة فکبر رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وکبرنا ورکع و رکعنا ورفع ورفعنا فلما انحدر للسجود سجد رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم والذین یلونه وقام الصف الثانی حین رفع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم والصف الذین یلونه ثم سجد الصف الثانی حین رفع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فی امکنتهم ثم تاخر الصف الذین کانوا یلون النبی صلی اللّٰه علیه وسلم وتقدم الصف الاخر فقاموا فی مقامهم وقام هٰؤلآء فی مقام الأخرین رکع النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ورکعنا ثم رفع ورفعنا فلما انحدر للسجود سجد الذین یلونه والأخرون قیام فلما رفع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم والذین یلونه سجد الأخرون ثم سلم.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صلوۃ خوف میں شریک تھے ہم حضور ﷺ کے پیچھے دو صفیں بنا کر کھڑے ہوئے اور دشمن ہمارے اور قبلہ کے درمیان تھے پس رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہی اور ہم نے بھی تکبیر کہی اور رکوع کیا ہم نے بھی رکوع کیا اور رکوع سے اٹھے ہم بھی اٹھے جب سجدے کے واسطے جھکے تو رسول اللہ ﷺ نے سجدے کئے اور آپ کے ساتھ والے نے بھی سجدے کئے اور دوسری صف کے لوگ کھڑے رہے جبکہ رسول اللہ ﷺ سجدے سے اٹھے اور آپ کے ساتھ والے بھی اٹھے پھر دوسری صف والے سجدے کئے جبکہ رسول اللہ ﷺ اٹھے اپنی جگہوں پر پھر نبی ﷺ کے ساتھ والی جماعت پیچھے ہٹ گئی اور پچھلی صف آگے ہوگئی اور وہ اگلی صف والوں کے مقام پر کھڑے ہوئے اور اگلی صف والے ان کی جگہو پر کھڑے ہوئے اور نبی ﷺ نے رکوع کیا اور ہم نے بھی رکوع کیا پھر رکوع سے اٹھے اور ہم بھی اٹھے پھر جب سجدے کے واسطے جھکے تو آپ کے ساتھ والوں نے سجدے کئے اور پچھلی صف والے کھڑے رہے پھر جب رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ جو لوگ مل کر کھڑے ہوئے تھے سب اٹھے تو پچھلی صف والوں نے سجدے

کئے پھر آپ نے سلام پھیر دیا۔

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا عبد الرحمن عن سفیان عن ابی الزبیر عن جابر قال کنا مع النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بنخل والعدو بیننا وبین القبلۃ فکبر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فکبروا جمیعا ثم رکع فرکعوا جمیعا ثم سجد النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم والصف الذی یلیہ والاٰخرون قیام یحرسونھم فلما قاموا سجد الاٰخرون مکانھم الذی کانوا فیہ ثم تقدم ھٰؤلآء الی مصاف ھٰؤلآء فرکع فرکعوا جمیعا ثم رفع فرفعوا جمیعا ثم سجد النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم والصف الذین یلونہ والاٰخرون قیام یحرسونھم فلما سجدوا وجلسوا سجد الاٰخرون مکانھم ثم سلم قال جابر کما یفعل امراء کم۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ہم مقام نخل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور دشمن ہمارے اور قبلہ کے درمیان تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی اور سب نے تکبیر کہی پھر رکوع کیا اور سب لوگوں نے رکوع کیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدے کئے اور آپ کے ساتھ والی صف کے لوگوں نے بھی سجدے کئے اور پچھلی صف والے کھڑے کی حالت میں اگلے کی حفاظت کرتے رہے پھر جب وہ کھڑے ہوئے تو دوسرے گروہ نے اپنی جگہ پر ثابت رہتے ہوئے سجدے کئے پھر یہ لوگ آگے بڑھ کر اگلی صف والوں کی جگہ پر آ گئے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا اور سب لوگوں نے رکوع کیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدے کئے اور اس صف والوں نے بھی سجدے کئے جو آپ کے ساتھ مل کر کھڑے ہوئے تھے اور دوسری صف والے بحالت قیام ان کی حفاظت کرتے رہے پھر جب انہوں نے سجدے کئے اور بیٹھ گئے تو دوسرے گروہ نے اپنی جگہ پر سجدے کئے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر دیا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جیسے تمہارے امراء کرتے ہیں۔

اخبرنا محمد بن المثنی ومحمد بن بشار عن محمد قال حدثنا شعبۃ عن منصور قال سمعت مجاھداً یحدث عن ابی عیاش الزرقی قال شعبۃ کتب بہ الیّ وقرأتہ علیہ وسمعتہ منہ یحدث ولکنی حفظتہ قال ابن بشار فی حدیثہ حفظی من الکتاب ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان مصاف العدو بعسفان وعلی المشرکین خالد بن الولید فصلی بھم النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم الظھر قال المشرکون انھم لھم صلوٰۃ بعد ھذہ ھی احب الیھم من اموالھم وابنائھم فصلی بھم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم العصر فصفھم صفین خلفہ فرکع بھم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم جمیعا فلما رفعوا رؤسھم سجد الصف الذی یلیہ وقام الاٰخرون فلما رفعوا رؤسھم من السجود سجد الصف المؤخر برکوعھم مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ثم تاخر الصف المقدم وتقدم الصف المؤخر فقام کل واحد منھم فی مقام صاحبہ ثم رکع بھم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم جمیعا فلما رفعوا رؤسھم من الرکوع سجد الصف الذی یلیہ وقام الاٰخرون فلما فرغوا من سجودھم سجد الاٰخرون ثم سلم النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم علیھم۔

حضرت ابی عیاش زرقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دشمن کے مقابلے میں تھے مقام عسفان میں اور

(ان دنوں میں) مشرکین کی قیادت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کر رہے تھے پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کوظہر کی نماز پڑھائی مشرکون نے کہاان کے واسطے ایک نماز ایسی ہے (عصر کی نماز) اس نماز کے بعد کہ وہ ان کے نزدیک اپنے اموال اوراولاد سے زیادہ محبوب ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو عصر کی نماز پڑھائی آپ نے اپنے پیچھے ان کے دوگروہ بنائے پھران سب کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا جب رکوع سے اٹھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والے گروہ نے سجدے کئے اور پچھلے گروہ کھڑے رہے پھر جب اگلی صف والے سجدے سے اٹھے تو پچھلی صف والے نے اپنے رکوع کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سجدے کئے پھر اگلی صف والے پیچھے ہوگئے اور پچھلی صف والے آگے ہوگئے اوران میں سے ہر شخص اپنے ساتھی کی جگہ پر کھڑا ہوگیا پھران سب کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا جب وہ رکوع سے اٹھے تو آپ کے ساتھ والے گروہ نے سجدے کئے اور دوسرا گروہ کھڑا رہا جب وہ اپنے سجدے سے فارغ ہوئے تو دوسرے گروہ نے سجدہ کیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے ساتھ سلام پھیر دیا۔

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا عبد العزیز بن عبدالصمد قال حدثنا منصور عن مجاهد عن ابی عیاش الزرقی قال كنا مع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بعسفان فصلی بنا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم صلٰوۃ الظهر وعلی المشركین یومئذ خالد بن الولید فقال المشركون لقد اصبنا لهم غرّة ولقد اصبنا منهم غفلة فنزلت یعنی صلٰوۃ الخوف بین الظهر والعصر فصلی بنا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم صلٰوۃ العصر ففرقنا فرقتین فرقة تصلی مع البنی صلی اللّٰه علیه وسلم وفرقة یحرسونه فكبر بالذین یلونه والذین یحرسونهم ثم ركع فركع هٰؤلآء واولٰئك جمیعا ثم سجد الذین یلونه وتاخر هٰؤلآء الذین یلونه وتقدم الأخرون فسجدوا ثم قام فركع بهم جمیعان الثانیة بالذین یلونه وبالذین یحرسونهم ثم سجد بالذین یعنی یلونه ثم تاخر وا فقاموا فی مصآف اصحابهم وتقدم الأخرون فسجدوا ثم سلم علیهم فكانت لكلهم ركعتان ركعتان مع امامهم وصلی مرة بارض بنی سلیم.

ابی عیاش زرقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم مقام عسفان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کوظہر کی نماز پڑھائی اوراس وقت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرکین کی قیادت کررہے تھے مشرکوں نے کہا (جبکہ مسلمان نماز میں مشغول تھے) ہم نے مسلمانوں کو ایسی حالت میں پایا تھا جس میں وہ بے خبر تھے پس صلوٰۃ خوف نازل ہوئی درمیان ظہر اور عصر کے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو عصر کی نماز پڑھائی آپ نے ہمیں دوحصوں میں تقسیم کیا ایک گروہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتا اور دوسرا گروہ ان کی حفاظت کرتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ والوں اور نگرانی کرنے والوں کے ساتھ تکبیر کہی پھر رکوع کیا اور دونوں فریق نے بھی رکوع کیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والوں نے سجدے کئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والے پیچھے ہوگئے اور پچھلے والے آگے ہوگئے پھرانہوں نے سجدے کئے پھر کھڑے ہوئے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری مرتبہ اگلے پچھلے دونوں فریق کے ساتھ رکوع کیا پھر اگلے فریق کے ساتھ سجدے کئے پھر وہ لوگ پیچھے ہوگئے اوراپنے ساتھیوں کی جگہ پر کھڑے ہوگئے اور پیچھے والے آگے ہوگئے پھر انہوں نے سجدہ کیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر

سلام پھیر دیا پس ہر ایک کے واسطے اپنے امام کے ساتھ دو دو رکعتیں ہوئیں اور حضور ﷺ نے ایک مرتبہ نبی سلیم کی زمین میں نماز خوف پڑھی۔

حدثنا محمد بن عبد الاعلیٰ واسماعیل بن مسعود واللفظ له قالا حدثنا خالد عن اشعث عن الحسن عن ابی بکرة ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم صلی بالقوم فی الخوف رکعتین ثم سلم ثم صلی بالقوم الأخرین رکعتین ثم سلم فصلی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم اربعا.

حضرت ابوبکرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قوم کے ساتھ خوف میں دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیر دیا پھر دوسری جماعت کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیر دیا پس نبی ﷺ نے چار رکعتیں پڑھیں۔

اخبرنا ابراهیم بن یعقوب قال حدثنا عمرو بن عاصم قال حدثنا حماد بن سلمة عن قتادة عن الحسن عن جابر بن عبد اللّٰه ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم صلی بطائفة من اصحابه رکعتین ثم سلم ثم صلی باخرین ایضاً رکعتین ثم سلم.

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے اصحاب میں سے ایک گروہ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیر دیا پھر دوسرے گروہ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیر دیا۔

اخبرنا ابوحفص عمرو بن علی قال حدثنا یحیٰی بن سعید عن یحیٰی بن سعید عن القاسم بن محمد عن صالح بن خواتٍ عن سهل بن ابی حثمة فی صلوٰة الخوف قال یقوم الامام مستقبل القبلة ویقوم طائفة منهم معهٗ وطائفة قبل العدو ووجوههم الی العدو فیرکع بهم رکعة ویرکعون لانفسهم ویسجدون سجدتین فی مکانهم ویذهبون الی مقام اولئك ویجیء اوٰلئك فیرکع بهم ویسجد بهم سجدتین فهی له ثنتان ولهم واحدة ثم یرکعون رکعة رکعة ویسجدون سجدتین.

حضرت سہل بن ابی حثمہ صلوٰۃ خوف کے بارہ میں کہتے ہیں کہ امام قبلہ رخ کھڑا ہوگا اور ایک گروہ اس کے ساتھ کھڑا ہوگا اور دوسرا گروہ دشمن کی طرف منہ کر کے سامنے کھڑا ہوگا امام اس گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے گا اور ایک اور رکعت اپنی جگہ میں بطور خود اکیلے اکیلے رکوع سجدے کر کے نماز پوری کرلیں گے پھر دوسرے گروہ کی جگہ پر چلے جاویں اور دوسرا گروہ آ جائے پھر ان کے ساتھ امام رکوع اور دو سجدے کرے گا پس امام کے واسطے دو رکعتیں اور لوگوں کے واسطے ایک ایک رکعت پھر یہ گروہ اکیلے اکیلے ایک اور رکعت کے واسطے رکوع اور دو سجدے کر کے نماز پوری کرلیں گے۔

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا عبد الاعلیٰ حدثنا یونس عن الحسن قال حدث جابر بن عبد اللّٰه ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم صلی باصحابه صلوٰة الخوف فصلت طائفة معه وطائفة وجوههم قبل العدو فصلی بهم رکعتین ثم قاموا مقام الأخرین وجآء الأخرون فصلی بهم رکعتین ثم سلم.

حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کے ساتھ صلوٰۃ خوف پڑھی ایک گروہ نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور ایک گروہ دشمن کے روبرو کھڑا رہا پس پہلے گروہ کے ساتھ دو

رکعتیں پڑھیں پھر یہ جماعت دوسرے گروہ کی جگہ پر کھڑی ہوگئی اور دوسرا گروہ آیا تو ان کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیر دیا۔

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا یحییٰ بن سعید قال حدثنا الاشعث عن الحسن عن ابی بکرة عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ صلی صلوٰة الخوف بالذین خلفہ رکعتین والذین جآؤا بعد رکعتین فکانت للنبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اربع رکعات ولھٰؤلاء رکعتین. آخر کتاب صلوٰة الخوف.

حضرت ابو بکرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے لوگوں کے ساتھ خوف کی دو رکعت نماز پڑھی جو آپ کے پیچھے تھے اور ان لوگوں کے ساتھ بھی دو رکعتیں پڑھیں جو بعد میں آئے ہیں پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے چار رکعات اور ان لوگوں کے واسطے دو دو رکعتیں۔

تشریح: صلوٰۃ خوف ارشاد قرآنی سے ثابت ہے اصل اس کی یہ آیت ہے "**واذا کنت فیھم فاقمت لھم الصلوٰة فلتقم طائفة منھم معك. الآیة**" صلوٰۃ خوف کے متعلق پہلی بحث یہ ہے کہ وہ اب بھی جائز ہے یا منسوخ ہوگئی اس کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسفؒ سے ایک روایت یہ ہے کہ انہوں نے اس آیت کے مفہوم سے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ نماز خوف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص تھی کیونکہ خطاب آپ کو ہو رہا ہے یہی قول حسن بن زیاد لوءلوءی اور ابراہیم بن علیہ اور مزنی شاگرد امام شافعیؒ کا ہے اس کے بعد حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسف وغیرہ پر دو طرح سے حجت قائم ہے ایک تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صلوٰۃ خوف کے جواز پر اجماع صحابہ سے اور دوسرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول "**صلوا کما رأیتمونی اصلی**" سے کیونکہ یہ ایک عام ارشاد ہے اس میں قبل حیات یا بعد حیات کی کوئی قید نہیں لہٰذا آپ کا یہ ارشاد عام اس مفہوم پر جو امام ابو یوسف نے آیت مذکورہ سے استنباط کیا ہے مقدم ہے مزید تفصیل فتح الملہم جلد ۲ صفحہ ۳۷۹، میں ملاحظہ کیجئے وہاں فتح الباری کے حوالہ سے نقل کی ہے، لیکن مبسوط و ملتقی البحار او ابو نصر بغدادی کی شرح مختصر الکرخی میں تصریح ہے کہ امام ابو یوسف نے اپنے قول سے رجوع کیا ہے، اب امام ابو یوسف بھی زیر بحث مسئلہ میں جمہور کے ساتھ ہیں۔ (**کذا فی عین الھدایہ**)

جمہور کا مسلک:

جمہور ائمہ نماز خوف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص نہیں کہتے اب بھی جائز ہے اور پڑھی گئی ہے اور آیت مذکورہ میں خطاب اگرچہ خاص ہے لیکن حکم عام ہے جیسے "**خذمن اموالھم صدقة**" میں لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نائبین کے لئے بھی یہی حکم مشروع ہے نہ منسوخ ہوا اور نہ مخصوص ہے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی پڑھی گئی ہے چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کابل پر جہاد کرنے میں اپنے ساتھیوں کو نماز خوف پڑھائی۔ (**رواہ ابوداؤد وغیرہ**)

اور مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صفین میں مغرب کی نماز خوف پڑھائی، (**رواہ البیھقی**) اور سعید بن العاص کے ساتھ طبرستان کی فتح میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ایک رکعت کر کے نماز خوف پڑھائی، (**رواہ ابوداؤد، والنسائی**) اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اصبہان میں میں صلوۃ خوف پڑھی اور حضرت سعد بن ابی وقاص

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے طبرستان میں جبکہ مجوس کے ساتھ جنگ ہوئی تھی نماز خوف پڑھی آپ کے ساتھ حسن بن علی اور حذیفہ اور عبداللہ بن عمرو بن العاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ تھے غرض ان روایات سے واضح ہوگیا کہ نماز خوف حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے بعد بھی پڑھی گئی منسوخ نہیں ہوئی۔

ایک شبہ اور اس کا جواب:

جب شریعت نے صلوٰۃ خوف کی اجازت دے دی تو پھر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے غزوہ خندق میں صلوٰۃ خوف کیوں نہیں پڑھی تھی حتیٰ کہ بعض روایات میں آیا ہے چار نمازیں قضاء ہوئیں اس کا جواب یہ ہے کہ صحیح یہ کہ نماز خوف کا حکم بعد غزوہ خندق کے نازل ہوا ہے قالہ قاضی عیاض وغیرہم نیز ابن القیم نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ ظاہر یہی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے سب سے پہلے صلوٰۃ خوف مقام عسفان میں پڑھی ہے بدلیل حدیث ابوعیاش زرقی **"كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم بعسفان، الحديث رواه احمد والنسائي وغيرهما"** اس روایت میں حضرت ابوعیاش زرقی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ جب مشرکوں نے مکروہ فریب کا قصد کیا تو آیت نماز خوف ظہر اور عصر کے درمیان نازل ہوئی اسی طرح امام احمد و ترمذی اور نسائی رحمہم اللہ نے بطریق عبداللہ بن شقیق حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کی ہے **"ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نزل بين ضجنان وعسفان فقال المشركون ان لهؤلاء صلوة الخ"** اس حدیث میں بھی صلوٰۃ خوف کا حکم دینے کے لئے نزول جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَامُ کا ذکر آیا ہے اب اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ غزوہ عسفان بعد غزوہ خندق کے واقع ہوا اور صحیح روایت سے ثابت ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے غزوہ ذات الرقاع میں صلوٰۃ خوف پڑھی تو اس سے معلوم ہوا کہ ذات الرقاع غزوہ خندق کے بعد بلکہ عسفان کے بعد ہوا۔

ابن ہمامؒ فرماتے ہیں کہ اس تقریر مذکور کی اس بات سے تائید ہوتی ہے کہ حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا غزوہ ذات الرقاع میں شریک ہوئے تھے **"كمافي الصحيحين عن ابی موسیٰ انه شهد غزوة ذات الرقاع وانهم كانوا يلفون على ارجلهم الخرق لما نقبت فسميت غزوة ذات الرقاع"** اور حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا شریک ہونا دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے چنانچہ مسند احمد اور سنن میں ہے کہ مروان بن حکم نے حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے سوال کیا **"هل صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوٰة الخوف قال نعم قال متى قال عام غزوة نجد"** اس سے معلوم ہوا کہ غزوہ ذات الرقاع بعد غزوہ خیبر کے ہوا کیونکہ حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ غزوہ خیبر میں مسلمان ہوئے اور خندق کے بعد غزوہ خیبر اور اس کے بعد ذات الرقاع ہوا اور جس نے غزوہ ذات الرقاع کو غزوہ خندق سے پہلے کہا اس نے صریح غلطی کی ہے۔ (بذل المجهود: ۲۴۶/۲، وفتح الملهم: ۳۸۱/۲)

(واضح رہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے نماز خوف چار جگہ میں پڑھی، ذات الرقاع، وبطن نخلہ، وعسفان، وذی قرد)

دوسری بحث صلوٰۃ الخوف کی ادائیگی کے طریقے میں ہے:

صلوٰۃ الخوف کس طریقے سے ادا کی جائے اس کے بارے میں امام ابوداؤدؒ نے تیرہ صورتیں نقل کی ہیں، مگر حافظ ابن حجرؒ

فرماتے ہیں کہ نمازِ خوف کی ادئیگی کے طریقے میں بہت سی صورتیں آئی ہیں، مگر حافظ ابن عبد البرؒ نے دوسری صورتوں پر اس صورت کو ترجیح دی ہے جو حضرت ابن عمر رَضِوَاللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی حدیث میں بیان کی ہے کیونکہ ایک تو اس کی اسناد قوی ہے دوسرے اصول کے موافق ہے کہ مقتدی اپنی نماز کو اپنے امام کے سلام سے پہلے پورا نہ کریں، امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ صلوۃ خوف میں چھ یا سات احادیث ثابت ہیں ان میں سے جس پر بھی عمل کرے درست ہے اور انہوں نے سہل بن ابی حثمہ رَضِوَاللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی حدیث کو ترجیح دی جو نسائی میں عنوان کے اخیر میں مذکور ہے، اور ابن حزمؒ چودہ طریقے لکھتے ہیں ان سب کو جزء مفرد میں بیان کیا ہے، اور ابن العربیؒ سولہ صورتیں بتاتے ہیں، اور ابن القیمؒ نے کاٹ چھانٹ کر چھ صورتیں لکھی ہیں وہ کہتے ہیں کہ بعض محدثین نے اختلاف رواۃ کی بناء پر اس سے زیادہ صورتیں بیان کی ہیں جب انہوں نے ایک قصہ میں اختلاف رواۃ کو دیکھا تو اس کو حضور ﷺ کے فعل کا دوسرا طریقہ قرار دیا، بہرحال احادیث میں جتنی صورتیں منقول ہیں علماء کی تصریح کے مطابق سب جائز ہیں۔ (کما فی در المختار)

صرف افضلیت میں گفتگو ہے کہ بہتر کونسی صورت ہے حنفیہ کے نزدیک صلوٰۃ خوف کی بہتر صورت وہ ہے جو صاحب ہدایہؒ نے بیان کی ہے کہ "اذا اشتد الخوف جعل الامام الناس طائفتین الخ" کہ پہلا گروہ ایک رکعت امام کے ساتھ پڑھ کر دشمن کے مقابل چلا جائے پھر دوسرا گروہ آئے تو امام ان کے ساتھ باقی ایک رکعت اور التحیات پڑھے اور خود سلام پھیر دے مگر وہ گروہ سلام نہ پھیرے بغیر سلام پھیرے دشمن کے سامنے چلا جائے اور پہلا گروہ آئے اور اپنی باقی ایک رکعت اکیلے اکیلے بغیر قرأت پوری کر کے تشہد پڑھ کر سلام پھیرے پھر دشمن کے سامنے چلا جائے اور دوسرا گروہ آئے اور قرأت کے ساتھ ایک رکعت پوری کر کے تشہد پڑھ کر سلام پھیرے (یہ لوگ مسبوق کے حکم میں ہیں اور مسبوق پر قرأت لازم ہے)۔

شوافع کے یہاں بہتر صورت یہ ہے کہ جب امام دوسرے سجدہ سے سر اٹھائے تو اس گروہ کا انتظار کرے اور اس درمیان میں امام قرأت طویل کرے حتیٰ کہ یہ گروہ رکعت ثانیہ پوری کر کے سلام پھیر کر چلا جائے اور دوسرا گروہ آئے تو امام ان کے ساتھ دوسری رکعت پڑھے جب دوسری رکعت کے سجدہ سے سر اٹھائے تو امام اس طائفہ کا انتظار کرے حتیٰ کہ یہ دوسری رکعت پوری کر کے تشہد پڑھے پھر امام سلام پھیرے اور یہ گروہ بھی امام کے ساتھ سلام پھیرے، اور امام مالکؒ کا مذہب بھی یہی ہے مگر ان کے مذہب میں یہ ہے کہ امام تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے اور لوگوں کا انتظار نہ کرے لوگ اپنی باقی رکعت امام کے سلام پھیرنے کے بعد پڑھ لیں تو اب فرق یہ ہوا کہ شوافع کے یہاں امام نے انتظار کیا اور امام مالکؒ کے نزدیک انتظار نہیں کیا اور یہ سب صورتیں حضور ﷺ کے فعل سے منقول ہیں لیکن اس میں حنفیہ حضرت ابن عمر رَضِوَاللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت کو ترجیح دیتے ہیں، کیونکہ نص قرآنی "فاذا سجدوا فلیکونوا من وراء کم، الآیۃ" کے مضمون اور قاعدہ کلیہ کے زیادہ مطابق ہے اور اس روایت میں بیان کردہ طریقہ میں موضوع امامت کے خلاف کوئی بات نہیں ہاں اس میں نقل وحرکت زیادہ ہوئی لیکن اس میں فائدہ یہ ہے کہ اسی محل میں نماز اداء ہوئی جہاں شروع کی تھی۔ (واللّٰہ تعالٰی اعلم بالصواب، فتح الملھم: ۳۷۹/۲، ۳۸۰، بحوالۃ فتح القدیر)

کتاب صلوٰۃ العیدین

اخبرنا علی بن حجر قال حدثنا اسماعیل قال حدثنا حمید عن انس بن مالك قال كان لاهل الجاهلية يومان في كل سنة يلعبون فيهما فلما قدم النبي صلى الله عليه وسلم المدينة قال كان لكم يومان تلعبون فيهما وقد ابدلكم الله بهما خيراً منهما يوم الفطر ويوم الضحٰى.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ اہل جاہلیت کے واسطے ہر سال میں دو دن تھے وہ ان میں خوشیاں مناتے تھے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو فرمایا تمہارے واسطے دو دن تھے ان دونوں میں تم کھیل کود کرتے تھے اب اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے بدلے میں ان دونوں سے بہتر دو دن دے دیئے ایک یوم الفطر دوسرا یوم الاضحیٰ۔

تشریح: عید کی اصل "عِوْدٌ" ہے کیونکہ یہ مشتق ہے عاد یعود سے جس کے معنی لوٹنے کے ہیں واؤ کے سکون اور ماقبل کے کسرہ کی وجہ سے واؤ کو یاء سے تبدیل کر دیا گیا ہے جیسے میزان ومیقات وزن اور وقت سے ماخوذ ہے ماقبل کے کسرہ کی وجہ سے واؤ کو یاء سے بدل دیا گیا ہے اس کی جمع قاعدہ کے مطابق اعواد ہونی چاہئے تھی مگر عود بمعنی لکڑی کی جمع سے فرق کے لئے جمع اعیاد آتی ہے یا واحد یعنی عید میں لزوم یاء کی وجہ سے جمع بھی یاء کے ساتھ آتی ہے اب عید کو عید اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس روز اللہ تعالیٰ کی کثرت احسانات سے خوشی ہوتی ہے بعضوں نے کہا کہ یہ دن ہر سال لوٹ کر آتا ہے اس لئے اسے عید کہا جاتا ہے۔

دور اسلام سے پہلے اہل مدینہ جن دو دنوں میں خوشی مناتے تھے وہ بعض علماء کے قول کے مطابق نیروز اور مہرجان تھے وہ ان دنوں میں جاہلیت کی رسم کے مطابق محض کھیل کود کے لئے جمع ہوتے تھے مگر اسلام نے ان دونوں کے بدلے میں دو دن یوم الفطر اور یوم الاضحیٰ کے مقرر کئے ہیں ان دنوں میں زیب وزینت کے لباس عمدہ کپڑے کے استعمال کی اجازت کے علاوہ اجتماعی طور پر ذکر اللہ وعبادت وتکبیر اور قربانی وغیرہ امور مشروع کئے ہیں تاکہ اہل جاہلیت کے لھو ولعب کے ساتھ مشابہ نہ ہوں

صاحب مواہب لدینہ نے لکھا ہے کہ اس دنیا میں مسلمانوں کے واسطے تین عید ہیں ایک تو یوم جمعہ کی عید ہے جو ہفتہ میں عبادات وفرائض کی تکمیل کے وقت بار بار ہر ہفتہ میں آتی ہے اور دو عید بدون تکرار کے ہر سال میں ایک مرتبہ آتی ہیں ایک تو عید الفطر جو ارکان اسلام میں سے تیسرا رکن صوم رمضان کی تکمیل کے بعد آتی ہے جبکہ مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ماہ رمضان کے عظیم الشان عبادت صوم رمضان کو پورا کیا ہے اور روزوں کی بدولت اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور جہنم سے آزادی کے مستحق ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے عید مشروع کی تاکہ اس کی ہدایت اور توفیق سے عظیم الشان عبادت روزۂ رمضان کی تکمیل پر سب مسلمان جمع ہو کر اس کا شکر وذکر اور بڑائی بیان کریں اور دوسری عید قربانی کی عید ہے اور یہ ارکان اسلام میں سے چوتھا رکن حج فریضہ کی تکمیل کے موقع پر آتی ہے جب مسلمانوں نے حج فریضہ مکمل کر لیا تو ان کی مغفرت کر دی گئی اور حج عرفہ کے دن مکمل ہوتا ہے

کیونکہ وقوف عرفہ حج کا رکن اعظم ہے اور یوم عرفہ جہنم سے خلاصی کا دن ہے اللہ تعالیٰ اس دن میں مسلمانوں کو جو عرفہ میں ٹھہرے ہوں جہنم سے آزاد کر دیتے ہیں اس لئے یوم عرفہ سے متصل قربانی کے دن کو دنیا بھر کے مسلمانوں کے واسطے عید کا دن مقرر کیا ہے تا کہ اس مغفرت عامہ اور جہنم سے آزادی کے شکرانہ میں عبادت وذکر وتکبیر اور قربانی کریں۔(**واللّٰہ تعالیٰ اعلم**)

شریعت میں نماز عید کی حیثیت:

جہاں جمعہ درست ہے وہیں عید بھی درست ہے اور جو شرائط جمعہ کے ہیں وہی عید کے بھی ہیں اور حنفیہ کہتے ہیں کہ نماز عید ہر ایسے شخص پر واجب ہوتی ہے جس پر نماز جمعہ واجب ہوتی ہے اور یہی قول اصح روایت کے مطابق امام ابوحنیفہؒ کا ہے اور اکثر ائمہ کا بھی یہی قول ہے اور اسی پر فتویٰ دیا ہے، اور ابن ہبیرہ نے افصاح میں امام ابوحنیفہؒ سے دوسری یہ روایت نقل کی ہے کہ نماز عید سنت مؤکدہ ہے یہی قول امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا ہے اور امام احمدؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ نماز عید فرض کفایہ ہے جیسے جہاد اور نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔(**نقله ابن هبيره في الافصاح**) اور اصحاب امام شافعیؒ کا دوسرا قول یہی ہے۔

دلائل وجوب:

نماز عید واجب ہونے کی دلیل یہ ہے کہ نبی ﷺ نے نماز عید پر بغیر ترک کے مواظبت فرمائی (**كذا في الهدايه**) اس کی تائید ابن حبان وغیرہ کی روایت سے ہوتی ہے کہ اوّل عید الفطر نبی ﷺ نے ہجرت کے دوسرے سال پڑھی اسی سال کے شعبان میں فریضۂ رمضان نازل ہوا پھر اس پر حضور ﷺ نے وفات تک مداومت فرمائی۔قرآن پاک کے اشارہ سے واجب ہونا ثابت ہوتا ہے حق تعالیٰ فرماتے ہیں "**فصل لربك وانحر**" اس کی تفسیر میں علماء کہتے ہیں "**صل صلوٰة العيد وانحر الجزور**" اور مطلق امر وجوب کے لئے ہے نیز حق تعالیٰ فرماتے ہیں "**ولتكبروا اللّٰه على ماهداكم**" اس میں اشارہ ہے نماز عید الفطر کی طرف، نیز حضور ﷺ کے بعد سے خلفاء راشدین کا عمل بغیر ترک کے صلوٰۃ عید واجب ہونے کی دلیل ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ جامع صغیر کی عبارت میں نماز عید کا سنت ہونا مذکور ہے تو صاحب ہدایہؒ اس کے جواب میں فرماتے ہیں "**وتسميته لوجوبه بالسنة**" یعنی امام محمدؒ نے جو اس کو سنت کہا اس وجہ سے کہ اس کا واجب ہونا بدلیل سنت ثابت ہوا ہے۔

(**فتح الملهم وبذل المجهود**)

باب الخروج الى العيدين من الغد

دوسرے روز عید کے لئے نکلنے کا بیان

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا یحیٰی قال حدثنا شعبة قال حدثنا ابوبشر عن ابی عمیر ابن انس عن عمومة له ان قوماً رأوا الهلال فاتوا النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فامرهم ان یفطروا و بعد ما ارتفع النهار وان یخرجوا الی العید من الغد.

ابوعمیر اپنے چچاؤں سے روایت کرتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے چاند دیکھا ہے (کل کے روز) پس وہ نبی ﷺ کے پاس آئے (اور آپ کے سامنے گواہی دی چاند دیکھنے کی) حضور ﷺ نے لوگوں کو روزہ افطار کرنے کا حکم دیا بعد بلند ہونے دن کے اور اگلے روز عید کے واسطے نکلنے کا حکم دیا۔

تشریح: طحاویؒ کی روایت میں بعد الزوال کا لفظ آیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ زوال آفتاب کے بعد نماز عید کا وقت نکل گیا کیونکہ اگر بعد زوال کے وقت رہتا تو اسی روز پڑھاتے لیکن اسی روز نہیں پڑھائی جس سے معلوم ہوا کہ دوسرے روز تک عذر کی صورت میں تاخیر جائز ہے۔

خروج العواتق وذوات الخدر و فی العیدین

دونوں عید میں قریب البلوغ اور پردہ نشین عورتوں کے نکلنے کا بیان

اخبرنا عمرو بن زرارة قال اخبر نا اسماعیل عن ایوب عن حفصة قالت كانت ام عطية لا تذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم الا قالت بابا فقلت اسمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يذكر كذا وكذا فقالت نعم بابا قالت ليخرج العواتق وذوات الخدور والحيض ويشهدن العيد ودعوة المسلمين وليعتزل الحيض المصلى۔

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اُمّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (کی عادت یہ تھی) کہ وہ جب کبھی رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ کرتی تو بابا کہتی تھی میں نے کہا کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے ایسا ایسا فرماتے سنا ہے انہوں نے کہا جی ہاں بابا کہ کنواری لڑکیاں اور (حیض والی) مستورات نکلیں اور عید اور مسلمانوں کی دعاؤں میں شریک ہوں اور حیض والی عورتیں عیدگاہ سے الگ رہیں۔

تشریح: اصل لفظ "بابی" ہے یعنی میرے باپ آپ پر فدا ہوں کبھی یاء کو الف سے بدل کر "بابا" کہہ دیتے ہیں حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اُمّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کا جب بھی ذکر کرتی تھیں "بابی" ضرور کہتی تھیں تو جب حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اُمّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے ایسا ایسا فرماتے سنا ہے تو انہوں نے فرمایا ہاں "بابا قالت الخ" یعنی میرے باپ آپ پر فدا ہوں کہ ہاں میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے "**ليخرج العواتق الخ**" کہ کنواری لڑکیاں اور پردہ نشین اور حیض والی عورتیں عیدگاہ اور مسلمانوں کی دعاؤں کی مجلسوں میں شریک ہو سکتی ہیں۔

اس حدیث سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ عورتوں کے لئے عیدین اور خیر و برکت اور دعا کی مجلسوں میں شرکت کرنا درست ہے، لیکن یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ دور حاضر میں بھی عیدگاہ وغیرہ میں شرکت کر سکتی ہیں یا نہیں تو اس بارے میں ہر عقلمند شخص حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ارشاد سے ہدایت حاصل کر سکتا ہے انہوں نے فرمایا "**لو رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم ماحدث النساء بعده لمنعهن المساجد كما منعت نساء بنی اسرائيل**" حضرت عائشہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ کلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے کچھ مدت کے بعد فرمایا تھا تو جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زمانے کی عورتوں کے حالات میں تغیر پیدا ہو چکا تھا جن کی بے راہ روی اور بے اعتدالی کو دیکھ کر ارشاد مذکور فرمایا تو اب دور حاضر میں جبکہ فساد اور فتنہ اور کبائر وصغائر خوب کثرت سے واقع ہو رہے ہیں ایسے پرفتن دور میں اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہوتے تو شاید عورتوں کو عید وغیرہ کے واسطے نکلنے کی بالکل اجازت نہ دیتے اس لئے متاخرین کا فیصلہ یہی ہے کہ عورتوں کو عیدگاہ وغیرہ میں جانے سے منع کریں غور کرنے کی بات یہ ہے کہ جب عورت کو محلّہ کی مسجد میں جانے کی اجازت نہیں بلکہ گھر میں نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے اور گھر میں صحن سے دالان اور دالان سے کمرے اور کمرے میں بھی کونے کی جگہ بہتر ہے تو عیدین وغیرہ میں شریک ہونے کی اجازت کیسے دی جاسکتی ہے۔(فتح الملهم بحوالة عمدة القاری)

اعتزال الحيض مصلى الناس

حیض والی عورتیں لوگوں کی عیدگاہ سے الگ رہیں

اخبرنا قتيبة قال حدثنا سفيان عن ايوب عن محمد قال لقيت امر عطية فقلت لها هل سمعت من النبي صلى الله عليه وسلم وكانت اذا ذكر ته قالت بابا قال اخرجوا العواتق وذوات يعني الخدور فيشهدن الخير و دعوة المسلمين وليعتزل الحيض مصلى الناس.

محمد ابن سیرین کہتے ہیں کہ میں نے اُمّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملاقات کی تو ان سے پوچھا کیا آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے اور جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتیں تو بابا کہتی تھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب البلوغ لڑکیاں اور پردہ نشین عورتوں کو نکالو پس وہ خیر اور مسلمانوں کی دعاؤں کی مجلسوں میں شریک ہوں اور حیض والی عورت لوگوں کی عیدگاہ سے الگ رہیں۔

تشریح: جب حیض والی عورتیں نماز نہیں پڑھتی ہیں تو نمازیوں کے ساتھ گھلنے ملنے اور ان کے پاس بیٹھنے کی کیا ضرورت ہے لہٰذا وہ الگ رہیں۔

باب الزينة للعيدين

عیدین کے واسطے زینت اختیار کرنے کا بیان

اخبرنا سليمان بن داؤد عن ابن وهب قال اخبرني يونس بن يزيد وعمرو بن الحارث عن ابن شهاب عن سالم عن ابيه قال وجد عمر بن خطاب رضی الله تعالٰی عنه حلّة من استبرق بالسوق فاخذ هافاتى بها رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يارسول الله ابتع هذه فتجمل بها للعيد والوفد فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم انما هذه لباس من لاخلاق له او انما يلبس هذه من لاخلاق له فلبث عمر ماشآء الله ثم ارسل اليه رسول الله صلى الله عليه وسلم بجبة ديباج فاقبل بها حتى جآء رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله قلت انما هذه لباس من لاخلاق له ثم ارسلت الى بهذه

فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم بعها وتصب بها حاجتك.

سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ان کے والد فرماتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بازار میں ایک ریشمی جوڑا دیکھا پس اس کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ جوڑا خرید لیجئے اس کو آپ عید کے روز اور جب کہیں سے وفد آئے اس روز پہن لیں اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو ان لوگوں کا لباس ہے جن کے واسطے کوئی حصہ نہیں پس اللہ تعالیٰ نے جتنا عرصہ چاہا اتنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر گذر گیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس ایک ریشمی جبہ بھیجا حضرت عمر اسی کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول آپ نے فرمایا تھا یہ ریشمی جوڑا ان لوگوں کا لباس ہے جن کے واسطے کوئی حصہ نہیں پھر آپ نے میرے پاس یہ ریشمی جبہ بھیج دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت سے اپنی حاجت اور ضرورت کو پورا کرو۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عید کے دن اچھے اور عمدہ کپڑے کا استعمال خلاف شرع نہیں بلکہ مستحب ہے بشرطیکہ تفاخر اور دکھلاوا مقصود نہ ہو دور رسالت میں لوگوں کی عادت یہی تھی کہ وہ عید کے دن عمدہ اور اچھے کپڑے پہنتے تھے نفیس اور قیمتی کپڑے کے استعمال سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار نہیں فرمایا ہاں چونکہ وہ جوڑا ریشمی تھا اس لئے انکار فرمایا۔ (قالہ علامۃ السندھیؒ)

الصلوٰہ قبل الامام یوم العید

عید کے روز امام سے پہلے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے اس کا بیان

اخبرنا اسحق بن منصور قال اخبرنا عبد الرحمن عن سفیان عن الاشعث عن الاسود بن هلال عن ثعلبة بن زهدم ان علیاً استخلف ابا مسعود علی الناس فخرج یوم عید فقال یا ایها الناس انه لیس من السنة ان یصلی قبل الامام.

ثعلبہ بن زہدم سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوگوں پر خلیفہ بنایا ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عید کے دن نکلے اور لوگوں کو فرمایا سنت سے نہیں کہ امام سے پہلے کوئی نماز پڑھے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عید کے روز امام سے پہلے مطلقاً خواہ عید گاہ میں ہو یا گھر میں کوئی نماز نہ پڑھے البتہ اگر نماز عید کے بعد گھر پر پڑھ لے تو صحیح یہ کہ بلا کراہت جائز ہے بعض روایات سے اس کا جواز معلوم ہوتا ہے چنانچہ ابن ماجہ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے "قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لا یصلی قبل العید شیئا فاذا رجع الی منزله صلی رکعتین (فتح القدیر)"

ترک الاذان للعیدین

عیدین کے واسطے اذان نہ کہے

اخبرنا قتیبة قال حدثنا ابوعوانة عن عبد الملک بن ابی سلیمان عن عطآء عن جابر قال صلی بنا

رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی عید قبل الخطبۃ بغیر اذان ولااقامۃ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عید کی نماز پڑھائی خطبہ سے پہلے بغیر اذان اور اقامت کے۔

تشریح: امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ عیدین کے واسطے نہ اذان ہے اور نہ اقامت اسی پر علماء کا اجماع ہے یہی معروف ومنقول ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے فعل سے۔ (فتح الملہم)

الخطبة یوم العید

عید کے روز خطبہ پڑھنا

اخبرنا محمد بن عثمان قال حدثنا بهز قال حدثنا شعبة قال اخبرنی زبید قال سمعت الشعبی یقول حدثنا البراء بن عازب عند ساریة من سواری المسجد قال خطب النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم یوم النحر فقال ان اول ما نبدأ به فی یومنا هذا ان نصلی ثم نذبح فمن فعل ذلك فقد اصاب سنّتنا ومن ذبح قبل ذلك فانما هو لحم یقدمه لا هله فذبح ابوبردة بن نیارٍ فقال یا رسول اللّٰہ عندی جذعة خیر من مسنة قال اذبحها ولن توفی عن احد بعدك.

شعبیؒ فرماتے ہیں ہم سے براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے پاس حدیث بیان کی فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن خطبہ سنایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک آج کے دن ہم سب سے پہلے نماز عید پڑھیں گے پھر ذبح کریں گے جو شخص اس ترتیب سے کرے گا اس نے ہماری سنت کے مطابق کام کیا ہے اور جو شخص نماز سے پہلے ذبح کرے گا یہ گوشت کی قربانی ہے جو اپنے اہل وعیال کے واسطے نماز سے پہلے ذبح کرتا ہے حضرت ابو بردہ بن نیاز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز سے پہلے قربانی کردی پس انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ میرے پاس ایک بکری کا جذعہ ہے (ایک سال سے کم عمر کا) جو مسنہ سے بہتر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کوذبح کردے یہ رخصت تیرے لئے ہے تیرے بعد کسی کو کافی نہ ہوگا۔

باب صلٰوة العیدین قبل الخطبة

نماز عیدین خطبہ سے پہلے پڑھنے کا بیان

اخبرنا اسحق بن ابراهیم قال اخبرنا عبدة ابن سلیمان قال حدثنا عبید اللّٰہ عن نافع عن ابن عمر ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم وابابکر وعمر رضی اللّٰہ عنهما کانوا یصلون العیدین قبل الخطبة.

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عیدین کی نماز خطبہ سے پہلے پڑھتے تھے۔

تشریح: اس حدیث سے واضح ہوگیا کہ نماز عید کی تقدیم خطبہ پر سنت ہے حضور ﷺ کے بعد خلفاء راشدین نے اسی پر عمل کیا ہے، ابن المنذرؒ نے کہا کہ خطبہ بعد صلوٰۃ عید ہونے پر فقہاء کا اجماع ہے تقدیم خطبہ کافی نہ ہوگی البتہ نماز عید درست ہوگی، قاضی عیاضؒ نے کہا کہ خطبہ بعد نماز عید ہونے پر تمام علماء اور ائمہ فتوی کا اتفاق ہے اس میں ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔
(فتح الملهم: ٢/٤٢٤)

اب یہ جو بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ کو مقدم کیا ہے پھر نماز عید پڑھائی اس کے متعلق پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ کسی ٹھوس دلیل سے ثابت نہیں اور اگر ثابت ہو بھی تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احیاناً کسی عذر یا مصلحت کی بناء پر کیا ہے ان کی نیت یہ تھی کہ بعض لوگ نماز میں دیر کر دیتے تھے اس لئے بطور انتظار ورعایت ایسا کیا ہے لیکن اس پر مداومت ثابت نہیں پھر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابتدائے ثانیہ کی ان کی نیت کا حال ہمیں معلوم نہیں لیکن ہمیں ان کے ساتھ حسن ظن ہے البتہ مروان بن حکم جو کرتے تھے کہ خطبہ عید کو نماز سے پہلے پڑھتے اس کی نیت خراب تھی۔(واللّٰہ تعالیٰ اعلم)

باب صلوه العيدين الى العنزة

برچھی کی طرف عیدین کی نماز پڑھنے کا بیان

اخبرنا اسحق بن ابراهيم قال اخبرنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن ايوب عن نافع عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يخرج العنزة يوم الفطر ويوم الضحىٰ يركزها فيصلى اليها.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ برچھی اپنے ساتھ لے کر جاتے تھے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے روز اس کو گاڑ دیتے پھر اس کی طرف نماز پڑھتے۔

عدد صلوة العيدين

نماز عیدین کی تعداد کا بیان

اخبرنا عمران بن موسىٰ قال حدثنا يزيد بن زريع قال حدثنا سفيان بن سعيد عن زبيد الايامى عن عبد الرحمن بن ابى ليلى ذكره عن عمر بن الخطاب قال صلوٰة الضحى ركعتان وصلوٰة الفطر ركعتان وصلوٰة المسافر ركعتان وصلوٰة الجمعة ركعتان تمام غير قصر على لسان النبى صلى الله عليه وسلم.

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز بقر عید دو رکعت اور نماز عید الفطر دو رکعت اور نماز مسافر دو رکعت اور نماز جمعہ دو رکعت یہ نمازیں پوری ہیں قصر نہیں ہیں بزبان نبی ﷺ۔

باب القرأة فی العیدین بقاف واقتربت

عیدین میں سورۂ قاف اور اقتربت پڑھنے کا بیان

اخبرنا محمد بن منصورقال حدثنا سفیان قال حدثنی ضمرۃ بن سعید عن عبید اللّٰہ بن عبد اللّٰہ قال خرج عمر رضی اللّٰہ عنہ یوم عید فسأل ابا واقدن اللیثی بای شئی کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقرأ فی ھذا الیوم فقال بقاف واقتربت.

عبید اللہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عید کے روز نکلے تو آپ نے ابوواقد لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا آج کے روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کونسی سورۃ پڑھتے تھے تو ابوواقد لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا سورۂ قاف اور اقتربت

باب القرأة فی العیدین بسبح اسم ربک الأعلیٰ وھل اتٰک حدیث الغاشیة

عیدین میں سبح اسم ربك الاعلیٰ اور ھل اتٰك حدیث الغاشیہ پڑھنے کا بیان

اخبرنا قتیبة قال حدثنا ابو عوانة عن ابراھیم بن محمد بن المنتشر عن ابیه عن حبیب بن سالم عن النعمان بن بشیر ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم کان یقرأ فی العیدین ویوم الجمعة بسبح اسم ربك الاعلیٰ وھل اتٰك حدیث الغاشیة وربما اجتمعا فی یوم واحدٍ فیقرأ بھما.

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین اور جمعہ کے روز سبح اسم ربک الاعلیٰ اور ھل اتٰک حدیث الغاشیۃ پڑھتے تھے اور بعض اوقات دونوں ایک روز میں جمع ہو جاتے تو دونوں (عید و جمعہ) میں پڑھتے تھے۔

تشریح: امام نوویؒ نے دونوں قسم کی روایات میں یوں تطبیق دی ہے کہ کسی وقت سورۂ قاف اور اقتربت اور کسی وقت سبح اسم اور ھل اتٰک پڑھتے تھے۔

باب الخطبة فی العیدین بعد الصلٰوۃ

عیدین میں خطبہ نماز کے بعد پڑھنے کا بیان

اخبرنا محمد بن منصورقال حدثنا سفیان قال سمعت ایوب یخبر عن عطآء قال سمعت ابن عباس یقول اشھد انی شھدت العید مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فبدأ بالصلٰوۃ قبل الخطبة ثم خطب.

عطاءؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک میں عید کی

نماز میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک تھا حضور ﷺ خطبہ سے پہلے نماز شروع کی پھر خطبہ پڑھا۔

اخبرنا قتیبة قال حدثنا ابو الاحوص عن منصور عن الشعبی عن البرآء بن عازب قال خطبنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوم النحر بعد الصلوٰة.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ سنایا قربانی کے دن نماز کے بعد۔

التخییر بین الجلوس فی الخطبة للعیدین

خطبہ عیدین میں اختیار ہے اس کے سننے کے لئے چاہے بیٹھے یا نہ بیٹھے

حدثنا محمد یحیٰی بن ایوب قال حدثنا الفضل بن موسیٰ قال حدثنا ابن جریج عن عطآء عن عبد اللّٰہ بن السآئب ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم صلی العید قال من احب ان ینصرف فلینصرف ومن احب ان یقیم للخطبة فلیقم.

حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک نبی ﷺ نے نماز عید پڑھی پھر فرمایا ہم اب خطبہ پڑھیں گے جو کوئی جانا چاہے وہ چلا جائے اور جو کوئی خطبہ سننے کے واسطے بیٹھنا چاہے وہ بیٹھ جائے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عید کے لئے خطبہ شرط نہیں حتیٰ کہ وہ کسی فریضہ کے قائم مقام نہ ہونے سے بدون خطبہ بھی جائز ہے اس لئے سامع خطبہ کے متعلق جلوس وعدم جلوس میں اختیار دیا گیا ہے۔

الزینة للخطبة للعیدین

عیدین کے خطبہ کے واسطے خوبصورت لباس پہننے کا بیان

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا عبد الرحمن قال حدثنا عبید اللّٰہ بن ایاد عن ابیہ عن ابی رمثة قال رأیت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یخطب وعلیہ برد ان اخضران.

حضرت ابو رمثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو خطبہ پڑھتے دیکھا ہے اس وقت آپ سبز رنگ کی دو خط دار چادر پہنے ہوئے تھے۔

الخطبة علی البعیر

اونٹ پر خطبہ پڑھنا

اخبرنا یعقوب بن ابراهیم قال حدثنا ابن ابی زائدة قال اخبرنی اسماعیل بن ابی خالد عن اخیہ عن ابی کاهل الاحمسی قال رأیت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یخطب علی ناقة وحبشی اٰخذ بخطام

الناقة.

ابوکاہل احمسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو اونٹنی پر خطبہ پڑھتے دیکھا ہے اور ایک حبشی شخص (حضرت بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) اونٹنی کی نکیل پکڑے ہوئے تھے۔

قيام الامام فى الخطبة

کھڑے ہوکر امام کا خطبہ پڑھنا

اخبرنا اسماعيل بن مسعودقال حدثنا خالد قال حدثنا شعبة عن سماك قال سالت جابراً اكان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يخطب قائماً قال كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يخطب قآئما ثم يقعد قعدة ثم يقوم.

سماک سے روایت ہے سماک کہتے ہیں کہ میں نے جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے دریافت کیا کیا رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوکر خطبہ پڑھتے تھے انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوکر خطبہ پڑھتے پھر کچھ دیر بیٹھ جاتے پھر کھڑے ہوتے۔

قيام الامام فى الخطبة متوكئا على انسان

خطبہ میں امام کا کسی آدمی پر تکیہ لگا کر کھڑا ہونا

اخبرنا عمرو بن على حدثنا يحيٰى بن سعيد حدثنا عبد الملك بن ابى سليمان حدثنا عطآء عن جابر قال شهدت الصلوٰة مع رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فى يوم عيد فبدأ بالصلوٰة قبل الخطبة بغير اذانٍ ولا اقامةٍ فلما قضى الصلوٰة قام متوكئاً على بلال فحمد اللّٰه واثنى عليه ووعظ الناس وذكّر هم وحثّهم على طاعته ثم مال ومضى الى النسآء ومعه بلال فامرهن بتقوى اللّٰه ووعظهن وذكر هن وحمد اللّٰه واثنى عليه ثم حثهن على طاعته ثم قال تصدقن فان اكثر كن حطب جهنم فقالت امرأة من سفلة النسآء سفعآء الخدين لم يا رسول اللّٰه قال تكثرن الشكاة وتكفرن العشير فجعلن ينزعن قلآئد هن واقرطهن وخواتيمهن يقذفنه فى ثوب بلال يتصدقن به.

حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ میں عید کے دن نماز میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک تھا آپ نے خطبہ سے پہلے نماز عید شروع کی بغیر اذان واقامت کے جب نماز سے فارغ ہوئے تو بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے (ہاتھ) پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوئے پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وتعریف کی اور لوگوں کو نصیحت کی اور ان کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ترغیب دی پھر عورتوں کے پاس گئے اور حضور ﷺ کے ساتھ بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تھے پس اللہ تعالیٰ کی تعریف کی پھر ان کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ترغیب دی پھر فرمایا تم صدقہ وخیرات کیا کرو کیونکہ تم میں سے اکثر عورتیں جہنم کی ایندھن ہیں عورتوں میں سے ایک ادنیٰ درجہ کی اور سیاہ رخسار والی عورت نے عرض کیا کیوں یارسول اللہ، حضور ﷺ نے فرمایا شکایت زیادہ کرتی ہیں اور شوہر کی ناشکری کرتی

ہیں پھر تو عورتیں اپنے گلے کے ہاروں اور کان کی بالیوں اور انگشتریوں کو نکال نکال کر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کپڑے میں ڈالنے لگیں عورتیں ان چیزوں کو صدقہ کرتی تھیں۔

تشریح: فقالت امرأة الخ اس میں جس عورت کے سوال کا ذکر ہے وہ مرتبہ کے اعتبار سے کم درجہ کی تھی مگر خطیبۃ النساء سے مشہور تھی یہ عورت اسماء بنت یزید بن سکن تھی یہ بات دوسری روایت سے معلوم ہوتی ہے چنانچہ طبرانی اور بیہقی وغیرھما نے اس کے واسطے سے روایت کی ہے "**انه صلی اللّٰه علیه وسلم خرج الی النساء وانا معهن فقال یامعشر النساء انکن اکثر حطب جهنم فنادیت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وکنت علیه جرئیة لم یا رسول اللّٰه قال لانکن تکثرن اللعن وتکفرن العشیر**" اگر کسی کو نرم انداز سے نصیحت کرنے سے نصیحت اسے مؤثر نہ ہو تو بحسب موقع ومحل سختی سے بتانا جائز ہے اس پر الفاظ "**فان اکثر کن حطب جهنم**" دلالت کر رہے ہیں۔(فتح الملهم: ۲/۴۲۶)

استقبال الامام بالناس بوجهه فی الخطبة

خطبہ میں امام کا لوگوں کی طرف متوجہ ہونا

اخبرنا قتیبة قال حدثنا عبد العزیز عن داؤد عن عیاض بن عبد اللّٰه عن ابی سعید الخدری ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کان یخرج یوم الفطر ویوم الاضحی الی المصلی فیصلی بالناس فاذا جلس فی الثانیة وسلم قام فاستقبل الناس بوجهه والناس جلوس فان کانت له حاجة یرید ان یبعث بعثا ذکره للناس والا امر الناس بالصدقة قال تصدقوا ثلٰث مرات فکان من اکثرمن یتصدق النسآء.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے روز عیدگاہ کی طرف نکلتے تھے پھر لوگوں کو نماز پڑھاتے اور جب دوسری رکعت میں بیٹھتے اور سلام پھیرتے تو کھڑے ہو جاتے پھر اپنے چہرے کے ساتھ لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور لوگ بیٹھے رہتے پھر اگر آپ کسی جگہ کوئی لشکر بھیجنا چاہتے تو اس کا ذکر لوگوں سے فرماتے ورنہ لوگوں کو صدقہ کرنے کا حکم فرماتے تین مرتبہ فرماتے "**تصدقوا**" صدقہ کرو تو سب سے زیادہ عورتیں صدقہ کرتی تھیں۔

الانصات للخطبة

خطبہ کے واسطے خاموش رہنا

اخبرنا محمد بن سلمة والحارث بن مسکین قراء ة علیه وانا اسمع واللفظ له عن ابن القاسم قال حدثنی مالك عن ابن شهاب عن ابن المسیب عن ابی هریرة ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال اذا قلت لصاحبك انصت والامام یخطب فقد لغوت.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اپنے ساتھی سے کہو خاموش رہ

جبکہ امام خطبہ پڑھ رہا ہو تو تم نے لغو کام کیا۔

کیف الخطبة

خطبہ کس طرح ہوتا تھا اس کا بیان

اخبرنا عتبة بن عبد اللّٰه قال اخبرنا ابن المبارك عن سفيان عن جعفر بن محمد عن ابيه عن جابر بن عبد اللّٰه قال كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول فى خطبته يحمد اللّٰه ويثنى عليه بما هو اهله ثم يقول من يهده اللّٰه فلا مضل له ومن يضلله فلا هادى له ان اصدق الحديث كتاب اللّٰه واحسن الهدى هدى محمد وشر الامور محدثاتها وكل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة وكل ضلالة فى النار ثم يقول بعثت انا والساعة كهاتين وكان اذا ذكر الساعة احمرت وجنتاه وعلاصوته واشتد غضبه كانه نذير جيشٍ يقول صبّحكم مسّاكم من ترك مالاً فلاهله ومن ترك ديناً اوضياعاً فالىّ اوعلىّ وانا اولى بالمؤمنين.

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبہ میں اللہ تعالیٰ کی اس کے شایان شان حمد وثناء کرتے تھے پھر فرماتے تھے "من یهده اللّٰه فلا مضل له الخ" اللہ تعالیٰ جس کو ہدایت کرے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت نہیں کر سکتا بے شک سچی بات کتاب اللہ ہے بہترین طریقہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا طریقہ ہے اور چیزوں میں بدترین چیز محدثات ہیں اور ہر محدث بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہ شخص دوزخ میں جائے گا پھر فرماتے تھے میں اور قیامت اس طرح بھیجا گیا ہوں جیسے کلمے کی انگلی اور بیچ کی انگلی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب قیامت کا ذکر فرماتے تو آپ کے دونوں رخسارے کے اوپر والے حصے سرخ ہو جاتے تھے اور اپنی آواز بلند ہوتی تھی اور اپنا غصہ زیادہ ہوتا گویا آپ لشکر جرار سے ڈرانے والے ہیں فرماتے تھے دشمن تم پر صبح کے وقت یا شام کے وقت حملہ کرنے والا ہے جو آدمی مال چھوڑ جائے وہ اس کے اہل وعیال کے واسطے ہے اور جو قرض چھوڑ جائے یا اطفال وعیال چھوڑ جائے تو وہ میری طرف ہے یا میرے ذمہ ہے (کہ میں اس کا قرض ادا کروں گا اور اس کی اولاد کی خبر گیری کروں گا) اور میں زیادہ حق دار ہوں مسلمانوں کے ساتھ یا میں مسلمانوں کے ساتھ زیادہ شفیق اور ان پر زیادہ مہربان ہوں۔

تشریح: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ کی یہی کیفیت تھی اس میں بہت سے امور بیان فرمائے ہیں من جملہ ان کے ایک بدترین چیز محدثات کو قرار دیا ہے محدثات نئی بات اور نئی چیز کو کہتے ہیں جو کتاب اللہ اور سنت اور اجماع کے خلاف ہو اور کرنے والا اسے دین سمجھ کر اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثواب ملنے کے خیال سے کرے تو ایسی چیز کے ایجاد کرنے کو شریعت میں بدعت کہتے ہیں خواہ وہ اعتقادی ہو یا قولی ہو یا فعلی ہو غرض کہ ہر طرح کی بدعت مذمومہ اور ضلالت ہے کیونکہ کل بدعت ضلالت عموم پر محمول ہے اب خیر اور فلاح ونجات صرف اور صرف اتباع سنت اور سلف صالحین جو مشہود لہم بالخیر ہیں ان کی اقتداء میں ہے اسی لئے امام مالکؒ نے فرمایا "اتری الناس اليوم كانوا ارغب فى الخير ممن مضى"

یہ مقولہ امام مالک رحمہ اللہ کا آب زر سے لکھنے کے قابل ہے کہ آپ نے اپنے اس قول سے اس حقیقت کو واضح فرما دیا کہ قابل اعتماد اور قابل اتباع سلف یعنی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور اقامت دین کے لئے منتخب کیا ہے بلاشبہ وہ حضرات صراط مستقیم پر تھے خلف پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ان کے دور میں بدعت اور فتنہ کی راہیں کھل گئیں جس کے انجام بد کی شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خبر دی کہ ہر بدعت ضلالت ہے اور ہر صاحب ضلالت کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

حث الامام على الصدقة فى الخطبة

خطبہ میں امام کا صدقہ کرنے کا حکم دینا

اخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا يحيٰى قال حدثنا داؤد بن قيس قال حدثني عياض عن ابى سعيد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يخرج يوم العيد فيصلي ركعتين ثم يخطب فيأمر بالصدقة فيكون اكثر من يتصدق النسآء فان كانت له حاجة اواراد ان يبعث بعثا تكلم والا رجع.

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے روز نکلتے تھے پس دو رکعت نماز پڑھتے پھر خطبہ پڑھتے اور صدقہ کرنے کا حکم فرماتے پس زیادہ تر عورتیں صدقہ کرتی تھیں پھر اگر آپ کے واسطے کوئی حاجت ہوتی یا کسی جگہ لشکر روانہ کرنے کا ارادہ فرماتے تو اس کے متعلق بات چیت فرماتے ورنہ اپنے گھر کو واپس تشریف لے جاتے۔

اخبرنا على بن حجرقال حدثنا يزيد وهو ابن هارون قال اخبرنا حميد عن الحسن ان ابن عباس خطب بألبصرة فقال ادوازكوة صومكم فجعل الناس ينظر بعضهم الى بعض فقال من هٰهنا من اهل المدينة قوموا الى اخوانكم فعلموهم فانهم لا يعلمون ان رسول الله صلى الله عليه وسلم فرض صدقة الفطر على الصغير والكبير والحر والعبد والذكر والانثى نصف صاع من براوصاعاً من تمر او شعير.

حضرت حسن سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بصرہ میں خطبہ پڑھا تو انہوں نے فرمایا کہ اپنے روزوں کی زکوٰۃ ادا کرو پس لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہاں کون ہے اہل مدینہ سے اٹھ کر اپنے بھائیوں کے پاس جاؤ اور ان کو بتلا دو کیونکہ وہ لوگ نہیں جانتے بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کو چھوٹے اور بڑے اور آزاد اور غلام اور مرد اور عورت پر فرض کیا ہے گندم سے نصف صاع اور خشک کھجور اور جو سے ایک صاع۔

اخبرنا قتيبة قال حدثنا ابو الاحوص عن منصور عن الشعبى عن البراء قال خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم النحر بعد الصلوٰة ثم قال من صلى صلاتنا ونسك نسكنا فقد اصاب النسك ومن نسك قبل الصلوٰة فتلك شاة لحمٍ فقال ابو بردة بن نيار يا رسول الله والله لقد نسكت قبل ان اخرج الى الصلوٰة عرفت ان اليوم اكل وشربٍ فتعجلت فاكلت واطعمت اهلى وجيرانى فقال رسول الله

صلی اللہ علیہ وسلم تلك شاۃ لحمٍ قال فان عندی جذعةً خیر من شاتی لحم فهل تجزی عنی قال نعم ولن تجزی عن احدٍ بعدك.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن نماز کے بعد ہمیں خطبہ سنایا پھر فرمایا کہ جو ہماری نماز کی طرح نماز پڑھے اور ہماری قربانی کی طرح قربانی کرے تو اس کی قربانی درست ہوئی اور جس شخص نے نماز سے پہلے قربانی کی تو وہ گوشت کی بکری ہے (یہ ارشاد سننے کے بعد) ابو بردہ بن نیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ قسم خدا کی میں نے عید سے پہلے قربانی کر لی کیونکہ میں نے یہی سمجھا کہ آج کے روز کھانے پینے کا دن ہے اس لئے میں نے جلدی کی میں نے کھایا اور اپنے اہل وعیال اور پڑوسیوں کو بھی کھلایا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ گوشت کی بکری ہے (یعنی قربانی گوشت کھانے کے لئے ہوئی) ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا میرے پاس ایک جذعہ ہے جو گوشت والی دو بکریوں سے بہتر ہے کیا یہ میری طرف سے کافی ہوگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں مگر تیرے بعد کسی کو ہرگز کافی نہ ہوگا یعنی یہ رخصت صرف تیرے لئے ہے کہ بکری کے جذعہ کی قربانی خاص تیرے لئے جائز ہے۔

القصد فی الخطبة

خطبہ معتدل پڑھنا

اخبرنا قتيبة قال حدثنا ابو الاحوص عن سماك عن جابر بن سمرة قال كنت اصلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فكانت صلاته قصدا وخطبته قصداً.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتا تھا پس آپ کی نماز معتدل اور آپ کا خطبہ معتدل ہوتا تھا۔

الجلوس بین الخطبتین والسكوت فيه

دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا اور اس میں خاموش رہنا

اخبرنا قتيبة قال حدثنا ابو عوانة عن سماك عن جابر بن سمرة قال رأيت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يخطب قآئما ثم يقعد قعدة لا يتكلم فيها ثم قام فخطب خطبة اخرىٰ فمن خبّرك ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطب قاعداً فلا تصدقه.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ کھڑے ہو کر پڑھتے دیکھا ہے پھر کچھ دیر تک بیٹھتے اس میں بات چیت نہیں کرتے پھر کھڑے ہوتے اور دوسرا خطبہ پڑھتے پس جو شخص تم کو یہ بتائے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر خطبہ پڑھتے تھے تو تم اس کی تصدیق مت کرو۔

القرأة فی الخطبة الثانیة والذکر فیها

خطبہ ثانیہ میں آیات کی قرأۃ اورذکر کا بیان

اخبرنا محمد بن بشارقال حدثنا عبد الرحمن قال حدثنا سفیان عن سماك عن جابر بن سمرة قال كان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یخطب قآئما ثم یجلس ثم یقوم ویقرأ آیاتٍ ویذکر اللّٰه وکانت خطبته قصداً وصلاته قصداً.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کھڑے ہوکر پڑھتے پھر بیٹھتے پھر کھڑے ہوتے اور آیات پڑھتے اور اللہ کا ذکر کرتے اور آپ کا خطبہ معتدل اور آپ کی نماز درمیانی ہوتی تھی۔

نزول الامام عن المنبر قبل فراغه من الخطبة

خطبہ سے فارغ ہونے سے پہلے امام کا منبر سے اترنا

اخبرنا یعقوب بن ابراهیم قال حدثنا ابو تمیلة عن الحسین بن واقد عن ابن بریدة عن ابیه قال بینا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم علی المنبر یخطب اذا قبل الحسن والحسین علیهما قیمصان احمران یمشیان ویعثران فنزل وحملهما فقال صدق اللّٰه انما اموالکم واولادکم فتنة رأیت هذین یمشیان ویعثران فی قمیصیهما فلم اصبر حتی نزلت فحملتهما.

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے اچانک حسن اور حسین سرخ رنگ کی قمیض پہنے ہوئے آ گئے دونوں چلتے اور گر پڑتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے اور ان کو اٹھا لیا پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا کہ بے شک تمہارے اموال اور اولاد آزمائش کی چیزیں ہیں کہ میں نے ان کو دیکھا چلتے ہوئے میری طرف آرہے ہیں اور اپنی قمیص کی وجہ سے گر پڑتے تھے تو میں صبر نہ کر سکا حتیٰ کہ اترا پھر ان کو اٹھالیا۔

موعظة الامام النساء بعد الفراغ من الخطبة وحثهن علی الصدقة

امام کا عورتوں کو نصیحت کرنا خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد اور ان کو صدقہ پر آمادہ کرنا

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا یحیٰی قال حدثنا سفیان قال حدثنا عبد الرحمن بن عابسٍ قال سمعت ابن عباس قال له رجل شهدت الخروج مع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال نعم ولولا مکانی منه ماشهدته یعنی من صغره اتی العلم الذی عندار کثیر بن الصلت فصلی ثم خطب ثم اتی النسآء فوعظهن وذکّرهن وامرهن ان یتصدقن فجعلت المرأة تهوی بیدها الٰی یعنی حلقها تلقی فی ثوب بلال.

عبدالرحمٰن بن عابس کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ ایک آدمی نے ان سے پوچھا کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز عید میں شریک تھے انہوں نے کہا ہاں اور اگر میری قدر ومنزلت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں نہ ہوتی تو میں بوجہ کم عمری کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید میں شریک نہیں ہوسکتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس نشان کے پاس تشریف لائے جو کثیر بن صلت کے گھر کے پاس تھا پس آپ نے نماز عید پڑھی پھر خطبہ پڑھا پھر عورتوں کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو وعظ ونصیحت فرمائی اور ان کو صدقہ کرنے کا حکم دیا پس عورتیں اپنے گلوں اور کانوں کی طرف ہاتھ بڑھانے لگیں اور زیورات نکال نکال کر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کپڑے میں ڈالنے لگیں۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی بلند چیز بطور علامت عیدگاہ میں کھڑی کی جائے تاکہ اس کے ذریعہ سے عیدگاہ کو پہچانا جاسکے تو اس میں کوئی قباحت نہیں، کثیر بن صلت تابعی کبیر ہیں انہوں نے اپنا مکان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے کچھ عرصہ بعد بنایا تھا لیکن چونکہ اس جگہ میں ان کا گھر مشہور ہوگیا تھا اور گھر عیدگاہ کے سامنے بالکل پاس ہی تھا اس لئے بوجہ مجاورت کے روایت میں "عند دار كثير بن الصلت" کا لفظ راوی نقل کرتے ہیں۔

الصلوٰة قبل العيدين وبعدها

عیدین سے پہلے اور اس کے بعد نماز کا کیا حکم ہے

اخبرنا عبد الله بن سعيد الاشج قال حدثنا ابن ادريس قال اخبرنا شعبة عن عدى عن سعيد بن جبير عن ابن عباس ان النبى صلى الله عليه وسلم خرج يوم العيد فصلى ركعتين لم يصل قبلها ولا بعد ها.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عید کے روز نکلے پس دو رکعت پڑھیں نہ عید پہلے نماز پڑھی اور نہ اس کے بعد۔

ذبح الامام يوم العيد وعدد ما يذبح

عید کے روز امام کا ذبح کرنا اور ذبح کتنے جانور کا کیا ہے اس کا بیان

اخبرنا اسماعيل بن مسعود قال حدثنا حاتم بن وردان عن ايوب عن محمد بن سيرين عن انس بن مالك قال خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم اضحى وانكفأ الى كبشين املحين فذبحهما.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن ہمیں خطبہ سنایا اور دو سیاہ وسفید مینڈھے کے پاس گئے پس ان کو ذبح کیا۔

اخبرنا محمد بن عبد الله ابن عبد الحكم عن شعيب عن الليث عن كثير بن فرقد عن نافع ان

عبد اللّٰہ اخبرہ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یذبح او ینحر بالمصلی.

حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو بتایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذبح کرتے یا نحر کرتے تھے عیدگاہ میں۔

اجتماع العیدین وشھودھما

دوعیدوں کا جمع ہونا

اخبرنامحمد بن قدامۃ عن جریر عن ابراھیم ابن محمد بن المنتشر قلت عن ابیہ قال نعم عن حبیب بن سالم عن النعمان بن بشیر قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقرأ فی الجمعۃ والعیدبسبح اسم ربک الاعلی وھل اتٰک حدیث الغاشیۃ واذا اجتمع الجمعۃ والعید فی یوم قرأبھما.

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ اور عید میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور ہل اتٰک حدیث الغاشیہ پڑھتے تھے اور جب جمعہ اور عید جمع ہوتے ایک دن میں تو دونوں میں پڑھتے۔

الرخصۃ فی التخلف عن الجمعۃ لمن شھد العید

جوشخص نماز عید میں شریک ہو اس کے واسطے ترک جمعہ کی اجازت

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا عبد الرحمن بن مھدی قال حدثنا اسرآئیل عن عثمان بن المغیرۃ عن ایاس بن ابی رملۃ قال سمعت معاویۃ یسأل زید بن ارقم اشھدت مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عیدین قال نعم صلی العید من اول النھار ثم رخص فی الجمعۃ.

ایاس بن ابی رملہ کہتے ہیں کہ میں نے معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کر رہے تھے کیا آپ عیدین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے انہوں نے کہا ہاں شروع دن میں عید کی نماز پڑھی پھر جمعہ کے متعلق اختیار دے دیا۔

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا یحیٰی قال حدثنا عبد الحمید بن جعفر قال حدثنی وھب بن کیسان قال اجتمع عیدان علی عھد ابن الزبیر فاخّر الخروج حتی تعالی النھار ثم خرج فخطب فاطال الخطبۃ ثم نزل فصلی ولم یصل للناس یومئذ الجمعۃ فذکر ذٰلک لابن عباس فقال اصاب السنۃ.

وہب بن کیسان کہتے ہیں کہ ابن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں دوعیدین جمع ہوگئیں تو ابن زبیر ذرا تاخیر سے نکلے حتیٰ کہ دن بلند ہوگیا پھر نکلے خطبہ پڑھا اور طویل خطبہ پڑھا پھر اترے اور نماز عید پڑھی اور اس دن لوگوں کے ساتھ جمعہ نہیں پڑھا پس ان کا یہ عمل ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے بیان کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنت کے مطابق کام کیا ہے۔

تشریح: جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ اگر ایک ہی دن میں جمعہ اور عید جمع ہو جائیں تو دونوں نمازیں ادا کی جائیں گی حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے جو بھی باب سابق کے تحت نقل کی گئی ہے مسلک جمہور کی تائید ہوتی ہے دیکھ لیجئے، بعض علماء کہتے ہیں کہ جو لوگ نماز عید میں شرکت کرے ان سے فرض جمعہ ساقط ہو جائے گا ان کا استدلال حضرت زید بن ارقم کی اس حدیث سے ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے امام کے ساتھ نماز عید پڑھی اور وہ نماز عید پر اکتفاء کرنا چاہے تو نماز عید جمعہ کی طرف سے کافی ہو جائے گی نیز حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فعل سے دلیل پکڑتے ہیں جو جو باب کے تحت مذکور ہے شاید ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فعل مکہ میں واقع ہوا تھا جبکہ وہ خلیفہ تھے جمہور کی طرف سے اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ وجوب جمعہ کی دلیل عام ہے جو جمعہ کے تمام ایام کو شامل کرتی ہے اور سقوط جمعہ پر جن احادیث اور آثار سے استدلال کیا جاتا ہے ان کی سندوں میں کلام ہے لہٰذا ایسی احادیث سے وجوب جمعہ کی دلیل عام جو تمام ایام کو شامل ہے کی تخصیص درست نہیں۔ (واللّٰہ تعالٰی اعلم)

ضرب الدف یوم العید

عید کے روز دف بجانا

اخبرنا قتیبة بن سعید قال حدثنا محمد بن جعفر عن معمر عن الزهری عن عروة عن عائشة ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم دخل علیها وعندها جاریتان تضربان یدفین فانتهرهما ابوبکر فقال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم دعهن فان لکل قومٍ عیداً.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میرے پاس دو بچیاں غناء (گیت) کے ساتھ دف بجا رہی تھیں پس ان دونوں کو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھڑک دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑ دو ان کو کیوں کہ ہر قوم کے واسطے عید ہے۔

تشریح: اس حدیث ست معلوم ہوا کہ بعض اوقات مثلاً عید کا دن ہے اور خوشی کا دن ہے اس میں شریعت کی طرف سے کچھ توسع ہے کہ اشعار خوانی اور دف بجانے کے ساتھ اظہار سرور جائز ہے کیوں کہ اگر مکروہ ہوتا تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیسے برداشت کرتے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تشدید اور جھڑک دینے پر یہ کیوں فرماتے "**دعهن فان لکل قوم عیداً**"(**واللّٰه تعالٰی اعلم**)

اللعب بین یدی الامام یوم العید

عید کے روز امام کے سامنے کھیلنا

اخبرنا محمد بن آدم عن عبدة عن هشام عن ابیه عن عائشة قالت جآء السود ان یلعبون بین یدی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یوم عید فدعانی فکنت اطلع الیهم من فوق عاتقة فمازلت انظر

الیھم حتی کنت انا التی انصرفت.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ عید کے روز حبشی لوگ آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھیلنے لگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا تو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑی ہو کر آپ کے کندھے کے اوپر سے ان کا کھیل دیکھتی تھی پس میں کافی دیر تک ان کا کھیل دیکھتی رہی حتیٰ کہ میں خود ہی ہٹ گئی۔

اللعب فی المسجد یوم العید ونظر النسآء الی ذلک

عید کے روز مسجد میں کھیلنا اور عورتوں کا اس کا دیکھنا

اخبرنا علی بن خشرم قال حدثنا الولید قال حدثنا الاوزاعی عن الزهری عن عروة عن عائشة قالت رأیت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یسترنی بردائه وانا انظر الی الحبشة یلعبون فی المسجد حتی اکون انا اسام فاقدروا قدر الجاریة الحدیثة السن الحریصة علی اللهو.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنی چادر سے مجھے ڈھانک لیتے تھے اور میں حبشیوں کا کھیل دیکھتی تھی وہ مسجد میں کھیلتے تھے حتیٰ کہ میں خود ہی اکتا جاتی اب تم خود ہی ایک کم سن چھوٹی عمر کی لڑکی جو کھیل تماشا دیکھنے کی بہت خواہش رکھتی ہے اس کے وقت کا اندازہ کرو، مطلب یہ ہے کہ میں نے کافی دیر تک ان کا کھیل و کرتب دیکھا۔

اخبرنا اسحق بن موسٰی قال حدثنا الولید بن مسلم قال حدثنا الاوزاعی قال حدثنی الزهری عن سعید بن المسیب عن ابی هریرة قال دخل عمر والحبشة یلعبون فی المسجد فزجرهم عمر رضی اللّٰه عنه فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم دعهم یا عمر فانما هم یعنی بنی ارفدة.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ داخل ہوئے اور حبشی لوگ مسجد میں کھیل رہے تھے پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو زجر و توبیخ کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر چھوڑ دے ان کو کیوں کہ (نیزوں سے کھیلنا) بنی ارفدہ کا طریقہ ہے، بنی ارفدہ اہل حبشہ کو کہتے ہیں ان کے اجداد میں سے کوئی ارفدہ نامی شخص گذرا ہوگا اسی طرف منسوب ہے۔

الرخصة فی الاستماع الی الغناء وضرب الدف یوم العید

عید کے روز دف بجانے اور گانے سننے کی اجازت ہے

اخبرنا احمد بن حفص بن عبد اللّٰه قال حدثنی ابی قال حدثنی ابراهیم بن طهمان عن مالك ابن انس عن الزهری عن عروة انه حدثه ان عائشة حدثته ان ابا بکر الصدیق دخل علیها وعندها جاریتان تضربان بالدف وتغنیان ورسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم مسجّیً بثوبه وقال مرة اخری متسج بثوبه

فکسشف عن وجهه فقال دعهما یا ابابکر انها ایام عید وهن ایام منا ورسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یومئذ بالمدینة، آخر کتاب العیدین.

حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے زہری سے بیان کیا ہے اور عروہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس آئے اور میرے پاس دو بچیاں دف بجا رہی تھیں اور گیت گا رہی تھیں اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرے پر کپڑے ڈالے ہوئے تھے اپنے چہرے سے کپڑے کو ہٹا لیا پھر فرمایا اے ابوبکر ان کو چھوڑ دو بیشک یہ خوشی کے ایام ہیں اور یہ ایام منیٰ ہیں (ایام عیدالاضحیٰ ہیں نہ کہ ایام منیٰ) اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تھے۔

تشریح: شارحین لکھتے ہیں کہ اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ بعض اوقات مثلاً عید کے دن میں دف بجانے اور غناء بالاشعار کی اجازت ہے کیونکہ اظہار سرور کا دن ہے اور وہ بچیاں جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس اشعار گا رہی تھیں وہ اشعار عشقیہ مضامین والے نہ تھے جن سے قوۃ شہوانیہ میں ہیجان پیدا ہوتا ہے اور وہ لڑکیاں پیشہ ور نہ تھیں جیسے صحیح مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے پھر وہ غیر مکلف ہیں لہٰذا ان قیود کے ساتھ شریعت نے کچھ توسع کیا ہے کہ اظہار سرور کے لئے عید کے روز اس قسم کا نغمہ گانا مباح ہے بشرطیکہ استکثار اور مداومت نہ ہو ورنہ مکروہ ہے۔ **(واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب)**

کتاب قیام اللیل و تطوع النہار

باب الحث علی الصلٰوۃ فی البیوت والفضل فی ذلک

گھروں میں نماز پڑھنے کی ترغیب دینے اور گھروں میں نماز کی فضیلت کا بیان

اخبرنا العباس ابن عبد العظیم قال حدثنا عبد اللّٰہ بن محمد بن اسمآء قال حدثنا جویریۃ بن اسمآء عن الولید ابن ابی ہشام عن نافع ان عبداللّٰہ بن عمر قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صلوا فی بیو تکم ولا تتخذوھا قبوراً۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو اور اپنے گھروں کو قبریں نہ بنایا کرو۔

اخبرنا احمد سلیمان قال حدثنا عفان بن مسلم قال حدثنا وھیب قال سمعت موسٰی بن عقبۃ قال سمعت ابا النضر یحدث عن بسر بن سعید عن زید بن ثابت ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اتخذ حجرۃ فی المسجد من حصیر فصلی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فیھا لیالی حتی اجتمع الیہ الناس ثم فقد واصوتہ لیلۃ فظنوا انہ نائم فجعل بعضھم یتنحنح لیخرج الیھم فقال ما زال بکم الذی رأیت من صنعکم حتی خشیت ان یکتب علیکم ولو کتب علیکم ما قمتم بہ فصلوا ایھا الناس فی بیوتکم فان افضل صلوٰۃ المرء فی بیتہ الا الصلوٰۃ المکتوبۃ۔

زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں چٹائی کا ایک چھوٹا سا حجرہ بنایا اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چند راتیں نماز پڑھی یہاں تک کہ لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے پھر لوگوں نے ایک رات آپ کی آواز نہیں سنی اس لئے کہ انہوں نے یہ خیال کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے ہوں گے پھر بعض لوگ کھنکارنے لگے تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نکلے پھر فرمایا کہ میں چند راتوں سے تمہارا عمل (یعنی نماز تراویح بجماعت اور کھنکارنے وغیرہ کا طریقہ) دیکھ رہا ہوں حتیٰ کہ میں ڈر گیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ نماز تراویح جماعت سے تم پر فرض کر دی جائے اور اگر تم پر فرض کر دی جائے تو تم اس کو بجا نہ لا سکو، اے لوگوں تم اپنے گھروں میں نماز پڑھو کیونکہ افضل نماز آدمی کی وہ نماز ہے جو گھر میں پڑھی جاتی ہے مگر فرض نماز۔

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا ابراھیم بن ابی الوزیر قال حدثنا محمد بن موسٰی الفطری عن سعد بن اسحق بن کعب بن عجزۃ عن ابیہ عن جدہ قال صلی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صلوٰۃ

المغرب في مسجد بني عبد الاشهل فلما صلى قام ناس يتنفلون فقال النبي صلى الله عليه وسلم عليكم بهذه الصلوٰة في البيوت.

کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مغرب کی نماز مسجد بنی عبد الاشہل میں پڑھی جب نماز سے فارغ ہوئے تو کچھ لوگ نفل پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے تو نبی ﷺ نے فرمایا تم ان نمازوں کو اپنے گھروں میں پڑھو۔

تشریح: حدیث باب میں آیا ہے "**ولا تتخذوها قبوراً**" کہ تم اپنے گھروں کو قبر نہ بناؤ، اس میں گھروں میں نماز نفل پڑھنے کی ترغیب دی ہے کہ تم اپنے گھروں میں نوافل اور ذکر اللہ وغیرہ کیا کرو اپنے گھروں کا حال قبروں کا حال جیسا نہ بناؤ کیونکہ مردے قبروں میں نماز نہیں پڑھتے تو گویا یوں فرمایا کہ تم مردوں کی طرح نہ بنو جو اپنے گھروں یعنی قبروں میں ذکر اللہ اور نماز نہیں پڑھتے بلکہ تم اپنے گھروں میں ذکر اللہ اور نوافل پڑھ لیا کرو غافل ہو کر اپنے گھروں کو عبادت سے خالی چھوڑنے کی صورت میں تمہارا گھر قبر کے مشابہ ہوگا۔

علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ نفلیں گھروں میں پڑھنے کی صورت میں ریاء وغیرہ کا خطرہ نہیں ہوتا اور گھر میں خیر و برکت اور رحمت نازل ہوتی ہے اور اس گھر سے شیطان بھاگتا ہے جیسے اس کا ذکر دوسری حدیث میں آیا ہے اس لئے حضور ﷺ نے گھروں میں نوافل پڑھنے کی ترغیب دی چنانچہ فرمایا "**اذا قضى احدكم الصلوٰة في مسجده فليجعل لبيته نصيباً من صلوٰته الخ رواه مسلم**" لیکن اس کے باوجود تراویح کی نماز بالاتفاق مستثنیٰ ہے کیونکہ حضور ﷺ کے فعل سے ثابت ہے کہ آپ نے تراویح کی چند نمازیں مسجد میں پڑھیں نیز اس پر یعنی نماز تراویح مسجد میں ادا کرنے پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع ہو چکا ہے۔ **(قاله النووي)**

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ "**فصلوا ايها الناس في بيوتكم الخ**" سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ سوائے فرض نمازوں کے تمام نوافل کا گھروں میں پڑھنا افضل ہے لیکن ہمارے بعض ائمہ کی تصریح کے مطابق یہ ارشاد مبارک ان نوافل پر محمول ہے جن میں جماعت مشروع نہیں ہے اسی طرح وہ نفل جو خاص مسجد میں پڑھنے کے ساتھ مخصوص نہ ہو جیسے تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں، اس سے واضح ہو گیا کہ جو نوافل شعار اسلام سے ہیں اور انہیں جماعت سے پڑھنا مشروع ہے جیسے نماز عید وصلوٰۃ کسوف وصلوٰۃ استسقاء وتراویح اور تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں جو مسجد کے ساتھ خاص ہیں ان کو اس حدیث کے عموم سے مستثنیٰ کیا گیا ہے کہ انہیں گھر میں پڑھنا افضل نہیں کیوں کہ حضور ﷺ ان نوافل کو گھر میں نہ پڑھتے تھے بلکہ مسجد میں اور نماز استسقاء وغیرہ کو میدان میں پڑھتے تھے۔ **(فتح الملهم وحاشية النسائي، بحوالة لمعات)**

باب قيام الليل

تہجد کا بیان

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثني يحيى بن سعيد عن سعيد عن قتادة عن زرارة عن سعد بن هشام انه لقي ابن عباس فسأله عن الوتر الا انبئك باعلم اهل الارض بوتر رسول الله صلى الله عليه

وسلم قال نعم عائشة ایتها فسلها ثم ارجع الی فاخبرنی بردها علیك فاتیت علی حکیم بن افلح فاستلحقته الیها فقال ماانا بقاربها انی نهیتها ان تقول فی هاتین الشیعتین شیئا فابت فیها الا مضیا فاقسمت علیه فجاء معی فدخل علیها فقالت لحکیم من هذا معك قلت سعد بن هشام قالت من هشام قلت ابن عامر فترحمت علیه وقالت نعم المرء کان عامر اقال یا ام المؤمنین انبئینی عن خلق رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قالت الیس تقرأ القرآن قال قلت بلی قالت فان خلق نبی اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم القرآن فهممت ان اقوم فبد الی قیام رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فقال یا ام المؤمنین انبئینی عن قیام نبی صلی اللّٰه علیه وسلم قالت الیس تقرأ هذه السورة یا ایها المزمل قلت بلی قالت فان اللّٰه عزوجل افترض قیام اللیل فی اول هذه السورة فقام نبی اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم واصحابه حولاً حتی انتفخت اقدامهم وامسك اللّٰه عزوجل خاتمتها اثنی عشر شهراً ثم انزل الله عزوجل التخفیف فی آخر هذه السورة فصار قیام اللیل تطوعاً بعد ان کان فریضةً فهممت ان اقوم فبدالی وتر رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فقلت یا ام المؤمنین انبئینی عن وتر رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قالت کنا نعد له سواکه وطهوره فیبعثه اللّٰه عزوجل لما شآء ان یبعثه من اللیل فیتسوك ویتوضأ ویصلی ثمانی رکعاتٍ ولا یجلس فیهن الا عند الثامنة یجلس فیذکر اللّٰه عزوجل ویدعو ثم یسلم تسلیما یسمعنا ثم یصلی رکعتین وهو جالس بعد مایسلم ثم یصلی رکعة فتلك احدی عشرة رکعة یا بنیّ فلما اسن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم واخذ اللحم اوتر بسبع وصلی رکعتین وهو جالس بعد ما سلم فتلك تسع رکعات یا بنیّ وکان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اذا صلی الصلوٰة احب ان یدوم علیها وکان اذا شغله عن قیام اللیل نومُ اومرضُ او وجعُ صلی من النهار ثنتی عشرة رکعة ولا اعلم ان نبی اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قرأ القرآن کله فی لیلة ولا قام لیلة کاملة حتی الصباح ولا صام شهرا کاملاً غیر رمضان فاتیت ابن عباس فحدثته بحدیثها فقال صدقت اما انی لوکنت ادخل علیهاالاتیتها حتی تشافهنی مشافهة قال ابو عبد الرحمن کذا وقع فی کتابی ولا ادری ممن الخطآء فی موضع وتره علیه السلام.

سعد بن ہشام سے روایت ہے کہ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی اور ان سے وتر کے بارے میں سوال کیا تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا میں تم کو اس سرزمین پر رہنے والوں میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کے متعلق جاننے والوں کو نہ بتلادوں سعد بن ہشام نے کہا ہاں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا وہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں ان کے پاس جا کر دریافت کرو پھر واپس میرے پاس آنا اور ان کا جواب مجھے بھی بتلا دینا پس میں حکیم بن افلح کے پاس گیا اور ان سے میرے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس چلنے کو کہا تو انہوں نے کہا میں ان کے پاس نہیں جاتا میں نے ان کو ان دو فرقوں کے بارے میں کچھ کہنے سے روکا تھا (یعنی جن دو فرقوں میں لڑائیاں جاری رہیں) مگر انہوں نے میری

بات نہ مانی پس میں نے حکیم بن افلح کو قسم دی تو وہ میرے ساتھ چلے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پہنچے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حکیم سے پوچھا تمہارے ساتھ یہ کون ہے میں نے کہا سعد بن ہشام حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کون ہشام میں نے کہا ابن عامر تو ان کے لئے رحمہ اللہ کہا اور کہا عامر اچھے آدمی تھے سعد بن ہشام نے کہا اے اُمّ المؤمنین مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی خبر دیجئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کیا تم قرآن نہیں پڑھتے ہو میں نے کہا کیوں نہیں ضرور پڑھتا ہوں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرآن کے مطابق تھے پھر میں اٹھنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تہجد کے بارے میں سوال میرے دل میں پیدا ہوا تو میں نے پوچھا اے اُمّ المؤمنین مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قیام لیل (تہجد) کی خبر دیجئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کیا تم یہ سورہ نہیں پڑھتے ہو یا ایھا المزمل میں نے کہا ضرور پڑھتا ہوں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا بیشک اللہ عزوجل نے تہجد کو اس سورہ کے شروع میں فرض کیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب ایک سال تک رات بھر عبادت کرتے رہے یہاں تک کہ ان کے پاؤں سوج گئے اور اللہ عزوجل نے اس سورہ کی آخری آیات کو بارہ ماہ تک روک لیا پھر اللہ عزوجل نے اس سورہ کے آخر میں تخفیف اتاری پس اب قیام لیل نفل ہوگیا بعد اس کے کہ پہلے فرض تھا پھر میں اٹھنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کے متعلق دریافت کرنے کا خیال دل میں پیدا ہوا میں نے عرض کیا اے اُمّ المؤمنین مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کی خبر دیجئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مسواک اور وضوء کا پانی رکھ دیتے تھے پھر اللہ بزرگ و برتر اپنی مشیت کے مطابق رات کو تہجد کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھا دیتا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسواک فرماتے اور وضوء فرماتے اور آٹھ رکعتیں پڑھتے ان میں نہیں بیٹھتے مگر آٹھویں رکعت کے بعد بیٹھتے پس اللہ بزرگ و برتر کا ذکر کرتے اور دعا پڑھتے پھر اس انداز سے سلام پھیرتے کہ ہم اسے سن لیتے پھر سلام پھیرنے کے بعد بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے پھر ایک رکعت پڑھتے پس یہ سب گیارہ رکعتیں ہوئیں اے میرے چھوٹے بیٹے پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف زیادہ ہوگئی اور بدن مبارک بھاری ہوگیا تو سات رکعات کے ساتھ وتر پڑھتے اور بعد سلام پھیرنے کے بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے تو یہ سب نو رکعتیں ہوئیں اے میرے بیٹے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نماز شروع کرتے تو اسے ہمیشہ پڑھنے کو پسند کرتے اور جب آپ نیند یا مرض یا کسی تکلیف کی وجہ سے تہجد نہ پڑھ سکتے تو دن میں بارہ رکعتیں پڑھ لیتے اور میں نہیں جانتی کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میں پورا قرآن پڑھا ہو اور پوری رات صبح تک عبادت کی ہو اور پورا مہینہ سوائے رمضان کے روزہ رکھا ہو پھر میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سچ فرمایا ہے سن لو اگر میں ان کے پاس آمد و رفت رکھتا تو ضرور ان کے پاس جاتا یہاں تک کہ میں بالمشافہ ان سے یہ حدیث سن لیتا۔

تشریح: اس حدیث میں آیا ہے کہ سعد بن ہشام نے تین باتیں پوچھیں ایک تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں اس کے جواب میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق بعینہ قرآن کے مطابق تھے، دوسرے قیام اللیل یعنی تہجد کے بارے میں سوال کیا تھا اس کے جواب میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ مزمل کی ابتدائی آیات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تہجد کو فرض کیا ہے اور بارہ مہینے تک پچھلی آیات کو روکے رکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام

رضی اللہ تعالیٰ عنہم برابر ایک سال تک عبادت کرتے رہے حتیٰ کہ ان کے پیروں میں ورم آگیا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اس سورہ کی آخری آیات نازل کی چنانچہ فرمایا "علم ان لن تحصوہ فتاب علیکم الخ" اب قیام لیل تطوع ہوگیا۔

جمہور سلف وخلف کہتے ہیں کہ ابتداء میں قیام لیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اور سب پر فرض تھا بعد کو امت کے حق میں باتفاق منسوخ ہوگیا اب رہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بھی منسوخ ہوا یا نہیں اس میں شوافع کے یہاں دو قول ہیں ہمارے یہاں یہ ہے کہ فرض نہیں رہا اور یہی مختار عند الشوافع ہے۔

تیسری بات سعد بن ہشامؒ نے وتر کے متعلق دریافت کی اس کے جواب میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا "ویصلی ثمانی رکعات الخ" وتر کا استعمال قیام لیل پر ہوتا ہے تو سوال تہجد کے بارے میں کیا تھا تہجد کے عدد میں بہت زیادہ اختلاف ہے اور بہت سی صورتیں آئی ہیں ایک ہی راوی سے متعدد صورتیں آئی ہیں مثلاً حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مختلف صورتیں موجود ومنقول ہیں علماء نے اس کی توجیہات کی ہیں، فتح الملہم میں دیکھ سکتے ہیں، ہم یہاں حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے جو توجیہ کی ہے اسے نقل کررہے ہیں کہ تمام روایات پر نظر ڈالنے کے بعد جو بات ظاہر ہوتی ہے واللہ اعلم وہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت یہ تھی کہ جب تہجد کے لئے اٹھتے تو اول دو رکعتیں بہت مختصر پڑھتے اور یہ مبادی تہجد سے تھیں جیسے کتاب کے مقصد سے پہلے مقدمہ یا دیباچہ ہوتا ہے پھر آٹھ رکعتیں پڑھتے تھے اور یہ تہجد اصلی تھیں اس کے بعد تین رکعت وتر پڑھتے پھر دو رکعت بیٹھ کر نفل پڑھتے اس کے بعد فجر کے شروع میں دو رکعت پڑھتے جبکہ اذان سنتے پھر لیٹ جاتے، اب جس راوی نے سترہ کہا مذکورہ سب پر نظر رکھتے ہوئے کہا اور جس نے پندرہ کہا شاید اس نے فجر کی دو رکعت کو رات ختم ہونے کے بعد ادا کرنے کی وجہ سے ساقط کردیا ہو اور جس نے تیرہ کہا غالباً اس نے ان دو رکعتوں کو ساقط کردیا ہے جن کے ساتھ شروع کرتے تھے اور ان دو رکعتوں کو بھی ساقط کردیا ہے جو بعد الوتر بیٹھ کر پڑھتے تھے اور فجر کی دو رکعت کو صلوٰۃ لیل سے شمار کیا ہے کیونکہ یہ دو رکعت من وجہ شب والی نماز میں داخل ہیں کیونکہ قرأۃ کا جہر سے پڑھنا علامت ہے کہ نماز شب والی میں سے ہونے کی اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ فجر کی دو رکعت کو ساقط کردیا ہے اور افتتاح کی دو رکعت کو شمار کیا ہے اور جس راوی نے گیارہ کہا اس نے سب زوائد کو حذف کرکے اصل تہجد اور وتر کو بیان کردیا اب جو نو اور سات آیا جیسے اس کی تصریح ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس حدیث میں جو سعد بن ہشامؒ سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب ضعیف ہوگئے تو کم کرتے رہے بظاہر ضعف آہستہ آہستہ بڑھتا گیا تو عدد کم کرتے گئے تو نو یا سات رکعتیں بوجہ کبرسن کے پڑھتے تھے اور سات رکعات سے کم نہیں کیا جیسے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں ہے تو بظاہر راز اس میں یہ معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم کہ اصل تہجد میں سے نصف فرمادیں آٹھ تہجد کی تھیں ان کی نصف فرمادیں اور وتر کو علی حالہ قائم رکھا دونوں صورتوں میں اور سات یا نو وفات سے ایک سال قبل کا واقعہ ہے۔ (فتح الملہم: ۲/۲۸۸)

"قال ابو عبد الرحمن کذا وقع فی کتابی الخ" خطاء اس حدیث میں جس کی طرف امام موصوف نے اشارہ کیا ہے وتر کی رکعت پر ان دو رکعتوں کو مقدم کرنے میں ہے جن کو بیٹھ کر پڑھتے تھے تو موضع وتر میں کسی راوی سے خطاء واقع ہوگئی، یہ حدیث صحیح مسلم میں اس کے برعکس ہے وہاں اس طرح ہے "فیتسوک ویتوضأ ویصلی تسع رکعات الخ"

باب ثواب من قام رمضان ایماناً واحتسابا

جو شخص رمضان میں ایمان کے ساتھ طلب اجر کی نیت سے عبادت کرے اس کے ثواب کا بیان

اخبرنا قتیبة عن مالك عن ابن شهاب عن حمید بن عبد الرحمن عن ابی هریرة ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال من قام رمضان ایمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایمان کی حالت میں طلب ثواب کی نیت سے رمضان میں تراویح کی نماز پڑھے (جماعت سے) تو اس کے پچھلے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔

اخبرنا محمد بن اسماعیل ابوبکر قال حدثنا عبد اللّٰه بن محمد بن اسمآء قال حدثنا جویریة عن مالك قال قال الزهری اخبرنی ابوسلمة بن عبد الرحمن وحمید بن عبد الرحمن عن ابی هریرة ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال من قام رمضان ایمانا واحتسابا غفرله ماتقدم من ذنبه.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حکم الٰہی کی تصدیق کرتے ہوئے طلب اجر کی نیت سے رمضان میں قیام کرے (یعنی تراویح بجماعت پڑھے) تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

باب قیام شهر رمضان

ماہ رمضان میں تراویح کا بیان

اخبرنا قتیبة عن مالك عن ابن شهاب عن عروة عن عائشة ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم صلی فی المسجد ذات لیلة وصلی بصلاته ناس ثم صلی من القابلة وکثر الناس ثم اجتمعوا من اللیلة الثالثة او الرابعة فلم یخرج الیهم رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فلما اصبح قال قد رأیت الذی صنعتم فلم یمنعنی من الخروج الیکم الا انی خشیت ان یفرض علیکم وذلك فی رمضان.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات کو مسجد میں نماز پڑھی اور لوگوں نے بھی آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی پھر اگلی رات نماز پڑھی اور لوگ بہت ہوگئے پھر تیسری یا چوتھی رات لوگ اکٹھے ہوگئے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس رات باہر نہیں نکلے جب صبح ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تمہاری رغبت اور شوق (نماز تراویح بجماعت پڑھنے کے بارے میں) دیکھا پس مجھے باہر نکلنے نے نہیں روکا مگر اس بات کے خوف سے کہ نماز تراویح تم پر فرض نہ ہوجائے۔

اخبرنا عبید اللّٰه بن سعید قال حدثنا محمد بن الفضیل عن داؤد ابن ابی هند عن الولید بن عبد الرحمن عن جبیر بن نفیر عن ابی ذر قال صمنا مع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فی رمضان فلم یقم بنا حتی بقی سبع من الشهر فقام بنا حتی ذهب ثلث اللیل ثم لم یقم بنا فی السادسة فقام بنا

فی الخامسة حتی ذهب شطر اللیل فقلت یا رسول اللّٰه لو نفلتنا بقیة لیلتنا هذه قال انه من قام مع الامام حتی ینصرف کتب اللّٰه له قیام لیلة ثم لم یصل بنا ولم یقم حتی بقی ثلث من الشهر فقام بنا فی الثالثة وجمع اهله ونسآء ہ حتی تخوفنا ان یفوتنا الفلاح قلت وما الفلاح قال السحور.

حضرت ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے آپ ہمارے ساتھ تراویح کی نماز نہیں پڑھی حتیٰ کہ مہینے کی سات راتیں رہ گئیں پھر ہم کو ساتھ لے کر تراویح کی نماز پڑھی (یہ تیئیسویں (۲۳) شب تھی) حتیٰ کہ تہائی رات گذر گئی پھر چوبیسویں رات کو تراویح کی نماز نہیں پڑھی پھر پچیسویں (۲۵) شب کو ہمارے ساتھ نماز پڑھی حتیٰ کہ آدھی رات گذر گئی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ اس رات میں مقدار قیام کو بڑھا دیتے اور رات کا بقیہ حصہ بھی عبادت میں گذار دیتے (تو اچھا ہوتا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بات یہ ہے کہ جو شخص امام کے ساتھ نماز پڑھے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو کر واپس جائے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے واسطے پوری رات عبادت کا ثواب لکھتا ہے پھر ہمیں تراویح کی نماز نہیں پڑھائی حتیٰ کہ ماہ رمضان کی تین راتیں رہ گئیں پھر جب ستائیسویں (۲۷) شب ہوئی تو اپنے گھر والوں اور عورتوں کو جمع کیا اور ہمیں نماز پڑھائی حتیٰ کہ ہم کو فلاح فوت ہو جانے کا خوف ہوا میں نے یعنی جبیر بن نفیر نے عرض کیا کہ فلاح کیا ہے تو حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ کھانا جو صبح سے پہلے کھایا جائے۔

اخبرنا احمد بن سلیمان قال حدثنا زید بن الحباب قال اخبرنی معاویة بن صالح قال حدثنی نعیم بن زیاد ابو طلحة قال سمعت النعمان بن بشیر علی منبر حمص یقول قمنا مع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فی شهر رمضان لیلة ثلث وعشرین الیٰ ثلث اللیل الاول ثم قمنا معه لیلة خمس وعشرین الی نصف اللیل ثم قمنا معه لیلة سبع وعشرین حتی ظننا ان لا ندرك الفلاح وكا نوا یسمونه السحور.

نعیم بن زیاد ابو طلحہ کہتے ہیں کہ میں نے نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حمص (یہ شام میں ایک مشہور شہر ہے) کے منبر پر کہتے سنا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ماہ رمضان کی تیئسویں (۲۳) شب کو اوّل شب کی تہائی تک قیام کیا (تراویح کی نماز پڑھی) پھر ہم نے قیام کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پچیسویں (۲۵) رات کو نصف رات تک پھر ہم نے قیام کیا قیام کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ستائیسویں (۲۷) رات کو حتیٰ کہ ہم نے گمان کیا کہ ہم فلاح سے محروم رہ جائیں گے اور لوگ سحری کو فلاح کہتے تھے۔

تشریح: تراویح کے متعلق اتنا معلوم ہوا کہ علاوہ قیام لیل کے ترغیب قیام رمضان حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے چنانچہ اوپر باب کی حدیث میں قیام رمضان کی یعنی تراویح کی ترغیب فرمائی اور پڑھنا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے چنانچہ اس باب کی حدیث میں نیز صحیح مسلم کی حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن نماز تراویح پڑھائی پھر جب بوجہ مواظبت کے قیام رمضان کی فرضیت کا خوف پیدا ہوا تو اپنے حجرہ سے باہر تشریف نہیں لائے اور لوگوں کی تسکین و تسلی کے لئے یہ عذر بیان کیا ہے "قال قد رأیت الذی صنعتم فلم یمنعنی من الخروج الیکم الخ" بعض روایات میں آیا ہے "اکلفوا من

العمل ما تطیقون" کہ تم اپنی طاقت کے مطابق عمل کرتے رہو اس کے بعد متفرق طور پر جماعت سے نماز تراویح پڑھتے تھے کسی امام کے ساتھ پانچ آدمی اور کسی کے ساتھ سات آدمی کسی کے ساتھ اس سے کم یا اس سے زیادہ بجماعت تراویح پڑھتے تھے پھر اسی طرح حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے دور میں بھی پڑھتے تھے کیونکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس صلوٰۃ تراویح سے زیادہ اہم امور میں مشغول تھے پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانے میں اتنا اضافہ کیا کہ قیام رمضان کی مواظبت کرادی اور ایک امام حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز تراویح پڑھانے کا حکم دیا کیونکہ وہ سب سے زیادہ ماہر قاری تھے انہوں نے عرض کیا کہ "یا امیر المؤمنین هذا شئی لم یکن" تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "قد علمت ولکنه حسن فصلی بهم عشرین رکعةً" اور اسی پر صحابہ کرام کا اجماع ہوگیا تھا اگر کوئی کہے کہ مواظبت کیوں کرائی تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "فلم یمنعنی من الخروج الیکم الا انی خشیت ان تفرض علیکم" سے سمجھے کہ مواظبت علی قیام رمضان سے مانع صرف خوف فرضیت کا تھا اور یہ مواظبت کی ترغیب پر دلالت کرتا ہے جبکہ وہ مانع ختم ہو جائے اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یہ مانع اٹھ گیا فرضیت کا خوف ختم ہو گیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ تراویح ثابت ہے ایک جماعت سے پڑھنا بھی ثابت ہے اور جو مانع تھا وہ اٹھ گیا اس لئے مواظبت کرادی اب جو سنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے وہ اس وجہ سے کہ انہوں نے علی وجہ الدوام ایک امام کے پیچھے نماز تراویح کا طریقہ جاری کر دیا۔

عدد رکعات:

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ عدد تراویح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے یا نہیں کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری عمر میں دو تین رات تراویح پڑھائی کتنی رکعتیں پڑھائیں اس بارے میں کوئی صحیح روایت نہیں تو اگر ضعیف حدیث بھی مل جائے تو اسے فضائل اعمال میں پیش کر سکتے ہیں چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ اور طبرانی اور بیہقی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث اسناد ضعیف کے ساتھ موجود ہے "انه علیه الصلوٰة والسلام کان یصلی فی رمضان عشرین رکعة سوی الوتر" یعنی بعض راتوں میں سوائے وتر کے بیس رکعتیں پڑھیں نہ کہ اکثر راتوں میں اور مسئلہ فرائض اور واجبات کا نہیں بلکہ فضائل اور تطوعات کا ہے اور حدیث ضعیف فضائل میں مقبول ہے جبکہ اس کے مقابلہ میں حدیث صحیح نہ ہو نیز حدیث ضعیف کو جب صحابہ کرام اور تابعین کا تعامل مل جائے اور تلقی بالقبول ہو جائے تو مثل صحیح کے ہو جاتی ہے جیسے حدیث لا وصیة لوارث ضعیف ہے لیکن چونکہ امت نے تلقی بالقبول کر لی اس لئے اب اس کا ضعف دور ہو گیا اسی طرح یہاں تراویح کے بارے میں اگرچہ مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ کی حدیث مذکور جس میں بیس رکعات کا ذکر آیا ہے ضعیف ہے لیکن چونکہ جمہور صحابہ اور تابعین کا بیس رکعات پر اتفاق ہے چنانچہ امام بیہقیؒ فرماتے ہیں "ثم استقر الامر علی العشرین فانه المتوارث" یعنی اجماع صحابہ سے بیس رکعات پر تراویح کا امر ٹھہر گیا اب اس میں زیادتی اور کمی نہیں ہو سکتی کیوں کہ یہی طریقہ تراویح کا اوپر سے چلا آ رہا ہے یعنی دور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے نیز امام بیہقی اسناد صحیح کے ساتھ روایت کی ہے کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں بھی بیس رکعات پڑھتے تھے

اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دور میں بھی بیس رکعات پڑھتے تھے۔ (هٰكذا فى عمدة القارى)

درایۃ سے تائید:

درایۃ بھی اس کی مؤید ہے کہ تراویح بیس رکعات ہوں کیوں کہ دن رات میں اللہ تعالیٰ نے بیس رکعات ضروری قرار دی ہیں تین واجب اور سترہ فرض اب بندہ اپنی طرف سے اضافہ کرنا چاہتا ہے تو اتنا ہی عدد اگر ہم نے اپنی طرف سے پیش کر دیئے تو گویا ہم نے تمام رات و دن کو گھیر لیا اس لئے فرمایا "من قام رمضان ايمانا واحتسابا فكانما قام الدهر" غرض درایۃ کا تقاضا بھی یہی ہے کہ بیس رکعات ہوں۔

امام اعظمؒ سے ایک سوال اور اس کا جواب:

غالباً امام ابو یوسفؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے سوال کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیس رکعات کا جو حکم دیا ہے اس پر ان کے پاس کوئی دلیل تھی تو امام اعظمؒ نے جواب دیا کہ میں گمان نہیں کرتا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدعت کی ایجاد کریں ورنہ پھر امن و اعتماد اٹھ جائے گا اب رہا یہ سوال کہ انہوں نے نعمت البدعۃ ہذہ فرمایا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے شرعی بدعت مراد نہیں معاذ اللہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدعت شرعیہ سیئہ کی ایجاد کریں اور بڑے بڑے صحابہ کرام اور تابعین اور تبع تابعین سب کے سب بدعت کی پیروی کریں اور ان کے اس فعل بدعت پر انکار نہ کریں اس کا تو ہم تصور تک نہیں کر سکتے بلکہ لغوی بدعۃ مراد ہے صورۃ چونکہ نئی تھی کہ سب لوگوں کو ایک امام پر جمع کر دیا اور بیس رکعات پڑھانے کا حکم دیا اس لئے اسے بدعۃ کہا یعنی اگر اس پر لغۃً بدعۃ کا اطلاق کیا جائے تو پھر یہ بدعۃ حسنہ محمودہ ہے اور اس پر لغۃً بدعت کا اطلاق بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حق تھا اب اگر کوئی اس پر بدعۃ کا اطلاق کرے تو سوء ادب ہے کیوں کہ ہمارے حق میں تو وہ خلفاء راشدین اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت ہوگئی اور ہمیں حکم دیا گیا ہے ان کی سنت کو مضبوط پکڑنے کا چنانچہ فرمایا "عليكم بسنتى وسنة خلفاء الراشدين الخ" اس لئے اب ہمارے حق میں بدعت نہیں رہی بلکہ سنت ہوگئی۔

غیر مقلدین کا اعتراض:

غیر مقلدین آٹھ رکعات تراویح پڑھتے ہیں ان کا استدلال حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث سے ہے وہ فرماتی ہیں "ماكان النبى صلى الله عليه وسلم يزيد فى رمضان ولا فى غيره على احدى عشرة ركعة. رواه البخارى" کہ رمضان اور غیر رمضان میں وتر کے علاوہ آٹھ رکعات سے زیادہ نہ پڑھتے تھے تو اس حدیث کی بناء پر غیر مقلدین ترک حدیث بخاری کا اعتراض حنفیہ پر کرتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں صلوٰۃ اللیل سے چوں کہ تہجد مراد ہے اس لئے سائل کے جواب میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرما دیا کہ تہجد رمضان اور غیر رمضان میں برابر تھا یعنی غالب احوال و اوقات میں آٹھ رکعات تہجد کی پڑھتے تھے اس سے تراویح کی بیس رکعات پڑھنے کی نفی نہیں ہوتی کیون کہ یہ صلوٰۃ مستقلہ علیحدہ ہے اس لئے محدثین اور فقہاء اس کو الگ مستقل باب میں بیان کرتے ہیں تہجد کے ساتھ اسے بھی تہجد ماننا سراسر غلطی ہے جیسے غیر مقلدین کا خیال ہے کیا وہ دیکھتے نہیں تراویح کی نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں پڑھی اور جماعت سے اور اوّل شب میں پڑھی

جیسے اس کا بیان حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں آیا ہے بخلاف تہجد کے وہ تو آخری شب میں اپنے گھر میں بغیر جماعت کے پڑھتے تھے۔(فتح الملهم: ۳۱۹/۲، ۳۲۰ مختصراً، تقارير ترمذی حضرت شيخ الهندؒ)

باب الترغيب فی قيام الليل

تہجد کی ترغیب کا بیان

اخبرنا محمدبن عبد الله بن يزيدقال حدثنا سفيان عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم اذا نام احدكم عقد الشيطان علی رأسه ثلث عقد يضرب علی كل عقدة ليلا طويلا ای ارقد فان استيقظ فذكرالله انحلت عقدة فان توضأانحلت عقدة اخری فان صلی انحلت العقد كلها فيصبح طيب النفس نشيطاً والا اصبح خبيث النفس كسلان.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی سوتا ہے تو شیطان اس کے سر پر تین گرہیں لگاتا ہے ہر گرہ پر مارتا ہے یعنی اس کے دل میں ڈالتا ہے رات لمبی ہے سوتا رہ پھر اگر وہ جاگے اور اللہ کا نام لے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اس کے بعد اگر وضوء کرے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اس کے بعد اگر نماز پڑھے تو تمام گرہیں کھل جاتی ہیں پھر اطمینان قلب اور فرحت وسرور کی حالت میں صبح کرتا ہے ورنہ پریشان قلب اور اپنے مقصود سے محرومی کی حالت میں صبح کو اٹھتا ہے۔

تشریح: صلوٰہ سے کونسی نماز مراد ہے بعض نے کہا کہ اس حدیث میں جو وعید آئی ہے کہ "والا اصبح خبيث النفس كسلان" اس کے لئے ہے جو عشاء کی نماز چھوڑ دے اور بعض نے کہا کہ جو فجر کی نماز چھوڑ دے اس کے لئے ہے اور بعض نے کہا کہ وعید صلوٰۃ اللیل کے تارک پر ہے لیکن اگر تہجد پر رکھا جائے تو فرضیت یا وجوب ثابت نہیں ہوگا محض ترک تہجد پر نحوست اور برائی کا بیان کرنا مقصود ہے۔

اخبرنا اسحق بن ابراهيم قال اخبرنا جرير عن منصور عن ابی وائل عن عبد الله قال ذكر عند رسول الله صلی الله عليه وسلم رجل نام ليلة حتی اصبح قال ذلك رجل بال الشيطان فی اذنيه

حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی کا تذکرہ کیا گیا وہ رات کو سو گیا حتیٰ کہ صبح تک سوتا رہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس آدمی کے دونوں کانوں میں شیطان نے پیشاب کر دیا۔

اخبرنا عمر بن علی قال حدثنا عبد العزيز بن عبد الصمد قال حدثنا منصور عن ابی وائل عن عبد الله ان رجلا قال يا رسول الله ان فلانا نام عن الصلوٰة البارحة حتی اصبح قال ذاك شيطان بال فی اذنيه.

حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ بیشک فلاں شخص گذشتہ رات کی نماز سے سو گیا تھا حتیٰ کہ خواب کی حالت میں صبح کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے دونوں کانوں میں شیطان نے پیشاب کر دیا۔

اخبرنا يعقوب بن ابراهيم قال حدثنا يحيی عن ابن عجلان قال حدثنا القعقاع عن ابی صالح عن

ابی هریرة قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم رحم اللّٰه رجلا قام من اللیل فصلی ثم ایقظ امرأته فصلت فان ابت نضح فی وجهها الماء ورحم اللّٰه امرأة قامت من اللیل فصلت ثم ایقظت زوجها فصلی وان ابی نضحت فی وجهه الماء.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس مرد پر رحم فرمائے جو رات کو جاگا اور نماز پڑھی پھر اپنی بیوی کو بھی جگایا اس نے بھی نماز (تہجد) پڑھی پھر اگر اس کی بیوی انکار کرے جاگنے سے تو اس کے منہ پر پانی چھڑک دے اور اللہ تعالیٰ اس عورت کو رحم فرمائے جو رات کو اٹھے اور نماز پڑھے پھر اپنے شوہر کو جگا دے اور وہ بھی نماز پڑھے اور اگر وہ نہ اٹھے تو اس کے منہ پر پانی چھڑک دے۔

اخبرنا قتیبة قال حدثنا اللیث عن عقیل عن الزهری عن علی بن حسین ان الحسین بن علی اخبره عن علی بن ابی طالب ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم طرقه وفاطمة فقال الا تصلون قلت یا رسول اللّٰه انما انفسنا بید اللّٰه فاذا شآء ان یبعثنا بعثنا فانصرف رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم حین قلت له ذلك ثم سمعته وهو مدبر یضرب فخذه ویقول وکان الانسان اکثر شئی جدلاً.

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس رات کو تشریف لائے آپ نے فرمایا کیا تم نماز نہیں پڑھتے ہو (حضرت علی کہتے ہیں) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہماری جان اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے تو جب وہ چاہے ہم کو اٹھانا تب ہم اٹھیں گے جب میں نے آپ سے یہ بات کہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے اعراض کر کے اپنی ران پر ہاتھ مارتے ہوئے واپس جانے لگے پھر میں نے آپ سے یہ فرماتے سنا "وکان الانسان اکثر شئی جدلاً" اور ہے انسان سب چیزوں سے زیادہ جھگڑالو۔

اخبرنا عبید اللّٰه بن سعد بن ابراهیم بن سعد قال حدثنی عمی قال حدثنا ابی عن ابن اسحٰق قال حدثنی حکیم بن حکیم بن عباد بن حنیف عن محمد بن مسلم بن شهاب عن علی بن حسین عن ابیه عن جده علی بن ابی طالب قال دخل علیّ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وعلی فاطمة من اللیل فایقظنا للصلوٰة ثم رجع الی بیته فصلی هویا من اللیل فلم یسمع لنا حساً فرجع الینا فایقظنا فقال قوما فصلیا قال فجلست وانا اعرك عینی واقول انا واللّٰه ما نصلی الا ماکتب علینا انما انفسنا بید اللّٰه فان شآء ان یبعثنا بعثنا قال فولیّ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وهو یقول ویضرب بیده علی فخذه مانصلی الا ماکتب اللّٰه لنا وکان الانسان اکثرشئی جدلاً.

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس رات کو تشریف لائے اور ہم کو نماز کے لئے جگایا پھر اپنے گھر کی طرف واپس تشریف لے گئے اور کافی دیر تک رات کو نماز پڑھی جب ہماری کوئی نقل و حرکت نہیں سنی تو ہمارے پاس دوبارہ آئے پھر ہم کو جگایا اور فرمایا اٹھو نماز پڑھ لو حضرت علی کہتے ہیں کہ میں بیٹھ گیا اور اپنی آنکھ ملنے لگا اور کہنے لگا قسم خدا کی ہم نماز نہیں پڑھیں گے مگر جو کچھ ہم پر لکھ دیا گیا ہے

بیشک ہماری جانیں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں پس اگر وہ چاہے ہم کو اٹھانا تو ہم اٹھیں گے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ کو اپنی ران پر مارتے ہوئے چلے گئے اور آپ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول مذکور نقل کرتے ہوئے فرمارہے تھے "وکان الانسان اکثرشئی جدلاً"

تشریح: اس باب کی پہلی حدیث "فان صلی انحلت العقدة کلها" میں صلوٰۃ سے کونسی نماز مراد ہے اس کے تحت عرض کردی گئی۔

دوسری حدیث میں فرمایا "بال الشیطان فی اذنیه" اور محمد بن نصرؒ نے بواسطہ قیس بن ابی حازمؒ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے "حسب الرجل من الخیبة والشر ان ینام حتی یصبح وقد بال الشیطان فی اذنه" اس حدیث موقوف کی اسناد صحیح ہے "کما قال الحافظ ابن حجرؒ" اب سوال یہ ہے کہ شیطان حقیقۃً ایسے آدمی کے دونوں کانوں میں پیشاب کردیتا ہے جس کا ذکر اس حدیث میں آیا ہے کہ اس کے پیشاب کردینے کی وجہ سے آدمی کو عشاء کی نماز یا تہجد یا فجر کی نماز پڑھنے کی توفیق نہیں ہوتی ہے تو اس کے بارے میں علامہ قرطبیؒ وغیرہ کہتے ہیں کہ بول شیطان اپنی حقیقت پر محمول ہے اس میں کوئی اشکال کی بات نہیں کیوں کہ یہ بات مسلم ہے کہ شیطان کھاتا پیتا ہے اور نکاح کرتا ہے لہٰذا اس کو اپنے فعل بول سے کوئی چیز مانع نہیں ہوسکتی۔ بعض نے کہا ہے کہ بول شیطان سے مراد یہ ہے کہ شیطان اس شخص کے کان کو مسدود کردیتا ہے جو نماز سے بے خبر ہوکر سورہتا ہے حتیٰ کہ وہ ذکر کی آواز نہیں سنتا ہے علاوہ اس کے اور معنی بھی بیان کئے ہیں۔ (فتح الملھم: ۳۳۸/۲، میں دیکھ سکتے ہیں)

پانچویں حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے گھر تشریف لائے تو ان سے فرمایا کیا تم تہجد نہیں پڑھتے ہو، اس سے صلوٰۃ لیل کی فضیلت اور اس کے لئے اپنے اہل وقرابت میں سے سونے والوں کو جگادینے کا مسئلہ معلوم ہوا "قاله ابن بطال ونقله الحافظ فی الفتح" لیکن چونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تکلیف کے مقابلہ میں قدرت اور مشیت الٰہی کے ساتھ احتجاج کیا ہے جو ان کے لئے مناسب نہ تھا ضعف ہمت اور کوتاہی کا اعتراف نہیں کیا اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قول "انما انفسنا بید الله الخ" کو پسند نہیں فرمایا اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی یہ بات سنتے ہی فوراً وہاں سے اظہار افسوس کرتے ہوئے واپس چلے گئے اور واپسی کے وقت فرمانے لگے "وکان الانسان اکثرشئی جدلاً" اور ہے انسان سب سے زیادہ جھگڑالو، اس سے واضح ہوا کہ تہجد کا امر استحبابی ہے کیوں کہ اگر وجوبی ہوتا تو ان کو اپنے حال پر نہ چھوڑتے۔ (والله تعالیٰ اعلم)

باب فضل صلوٰة الليل

تہجد کی فضیلت کا بیان

اخبرنا قتیبة بن سعد قال حدثنا ابو عوانة عن ابی بشر عن حمید بن عبد الرحمن وھو ابن عوف عن ابی ھریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم افضل الصیام بعد شھر رمضان شھر الله

المحرم وافضل الصلوٰة بعد الفريضة صلوٰة الليل.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماہ رمضان کے بعد روزوں میں افضل روزہ اللہ کے مہینہ محرم کا روزہ ہے اور فرض نمازوں کے بعد افضل نماز تہجد ہے۔

اخبرنا سويد ابن نصر قال اخبرنا عبد الله قال حدثنا شعبة عن ابى بشر جعفر بن ابى وحشية انه سمع حميد بن عبد الرحمن يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم افضل الصلوٰة بعد الفريضة قيام الليل وافضل الصيام بعد رمضان المحرم، ارسله شعبة بن الحجاج.

حضرت حمید بن عبدالرحمٰن کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افضل نماز بعد فرض نمازوں کے تہجد کی نماز ہے اور افضل صیام بعد رمضان کے محرم کا روزہ ہے۔

اس حدیث میں اللہ کے مہینہ محرم کے روزے سے مراد یوم عاشوراء کا روزہ ہے نہ کہ کل مہینے کے روزے اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تہجد افضل ہے سنن رواتب سے لیکن جو علماء اس کے قائل نہیں وہ اس کی توجیہ کرتے ہیں کہ فریضہ اور اس کے لوازم یعنی سنن کے بعد تہجد کی نماز افضل ہے۔(قاله علامة السندهیؒ)

فضل صلوٰة الليل فى السفر

سفر میں تہجد کی فضیلت

اخبرنا محمد بن المثنى قال حدثنا محمد قال حدثنا شعبة عن منصور قال سمعت ربعيًّا عن زيد بن ظبيان رفعه الى ابى ذر عن النبى صلى الله عليه وسلم قال ثلثة يحبهم الله عزوجل اتى رجل قوماً فسألهم بالله ولم يسألهم بقرابةٍ بينهٗ وبينهم فمنعوه فتخلفهم رجل باعقابهم فاعطاه سراً لا يعلم بعطيته الا الله عزوجل والذى اعطاه وقوم ساروا ليلتهم حتى اذا كان النوم احب اليهم مما يعدل به نزلوا فوضعوا رؤسهم فقام يتملقنى ويتلو اٰياتى ورجل كان سرية فلقوا العدو فانهزموا فاقبل بصدره حتى يقتل او يفتح له.

زید بن ظبیان سے روایت ہے انہوں نے اس حدیث کو حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچایا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ بزرگ و برتر تین آدمی کو دوست رکھتا ہے ایک وہ آدمی ہے جو ایک قوم کے پاس آیا اور اس قوم سے اللہ کی قسم دیکر سوال کیا یعنی یوں کہا کہ میں تمہیں خدا کی قسم دیکر تم سے سوال کرتا ہوں کہ میری مدد کرو اور اس نے قوم سے کسی حق قرابت کی وجہ سے جو اس کے اور قوم کے درمیان تھا سوال نہیں کیا تو قوم نے اس کو کچھ نہیں دیا پس قوم میں سے ایک شخص نکلا اور اس کو پوشیدہ طور پر دے دیا اس کے عطیہ کو سوائے اللہ بزرگ و برتر اور اس شخص کے جس کو دیا ہے کوئی اور آدمی نہیں جانتا، دوسرا قوم کا ایک عابد شخص ہے کہ قوم نے رات کو سفر شروع کیا یہاں تک کہ جب نیند ان کے نزدیک تمام مرغوب چیزوں میں زیادہ پیاری معلوم ہوئی تو سب سو گئے مگر وہ شخص کھڑا ہو گیا گریہ وزاری کے ساتھ مجھ سے مانگنے لگا اور میری آیتیں پڑھنے لگا،

تیسرا وہ آدمی جو لشکر میں تھا دشمن سے مقابلہ کیا لشکر کو شکست ہوئی پس وہ دشمن کی طرف متوجہ ہوا یہاں تک کہ وہ مارا جائے یا اس کے خلوص کی برکت سے فتح ہو جائے۔

تشریح: "یتملقنی ویتلوآیاتی" یہ کلام باری تعالیٰ کی حکایت ہے جو اس تہجد پڑھنے والے آدمی کے حق میں فرمایا بہرحال اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں جبکہ آدمی تھکا ہوا ہوتا ہے اور طبیعت سونے کو چاہتی ہے اور اس حالت کے لحاظ سے نیند سب سے زیادہ مرغوب اور پیاری ہوتی ہے پھر بھی تقاضائے نفس کو چھوڑ کر تہجد کے لئے اٹھ کھڑا ہو جانا بڑا مجاہدہ ہے جس کے ذریعہ وہ آدمی اللہ رب العزت کا محبوب بن جاتا ہے۔

باب وقت القيام

قیام لیل کے وقت کا بیان

اخبرنا محمد بن ابراهيم البصرى عن بشر هو ابن المفضل قال حدثنا شعبة عن اشعث بن سليم عن ابيه عن مسروق قال قلت لعائشة اى الاعمال احب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت الدائم قلت فاى الليل كان يقوم قالت اذا سمع الصارخ.

مسروقؒ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ اعمال میں کونسا عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ پسندیدہ تھا تو انہوں نے فرمایا دائمی عمل پھر میں نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کے لئے رات کو کس وقت جاگتے تھے انہوں نے فرمایا جب مرغ کی آواز سنتے۔

باب ذكر مايستفتح به القيام

جس ذکر کے ساتھ قیام لیل شروع کیا جاتا ہے اس کا بیان

اخبرنا عصمة بن الفضل قال حدثنا زيد بن الحباب عن معاوية بن صالح قال حدثنى الازهر بن سعيد عن عاصم بن حميد قال سألت عائشة بما كان يستفتح قيام الليل يعنى النبى صلى الله عليه وسلم قالت لقد سألتنى عن شئى ماسألنى عنه احد قبلك كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يكبر عشراً ويحمد عشراً ويسبح عشراً ويهلل عشراً ويستغفر عشراً ويقول اللهم اغفرلى واهدنى وارزقنى وعافنى اعوذ بالله من ضيق المقام يوم القيامة.

عاصم بن حمید سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم قیام لیل کس چیز کے ساتھ شروع فرماتے تھے انہوں نے فرمایا کہ تم نے مجھ سے ایسی بات پوچھی جو تم سے پہلے کسی نے نہیں پوچھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس مرتبہ اللہ اکبر پڑھتے تھے اور دس مرتبہ الحمد للہ اور دس مرتبہ سبحان اللہ اور دس مرتبہ لا الہ الا اللہ اور دس مرتبہ استغفار پھر یہ دعا پڑھتے "اللهم اغفرلى واهدنى الخ"

اخبرنا سوید بن نصر قال اخبرنا عبد اللہ عن معمر والاوزاعی عن یحیٰی بن ابی کثیر عن ابی سلمۃ عن ربیعۃ بن کعب الاسلمی قال کنت ابیت عند حجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکنت اسمعہ اذا قام من اللیل یقول سبحان اللہ رب العالمین الھوی ثم یقول سبحان اللہ وبحمدہ الھوی۔

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ کے پاس رات گذارتا تھا پس میں آپ کے دعا پڑھنے کی آواز سنتا تھا جبکہ تہجد کے واسطے رات کو اٹھتے پہلے تو دیر تک یہ دعا پڑھتے تھے "سبحان اللہ رب العالمین" اللہ پاک ہے جو جہان والوں کا پروردگار ہے پھر دیر تک یہ دعا پڑھتے "سبحان اللہ وبحمدہ"

اخبرنا قتیبۃ بن سعید حدثنا سفیان عن الاحول یعنی سلیمان بن ابی مسلم عن طاؤس عن ابن عباس قال کان النبی صلی للہ علیہ وسلم اذا قام من اللیل یتھجد قال اللھم لک الحمد انت نور السمٰوات والارض ومن فیھن ولک الحمد انت قیام السمٰوات والارض ومن فیھن ولک الحمد انت ملک السمٰوات والارض ومن فیھن ولک الحمد انت حق ووعدک حق والجنۃ حق والنار حق والساعۃ حق والنبیون حق ومحمد حق لک اسلمت وعلیک توکلت وبک اٰمنت ثم ذکر قتیبۃ کلمۃ معناھا وبک خاصمت والیک حاکمت اغفرلی ما قدمت وما اخرت وما اعلنت انت المقدم وانت المؤخر لا الٰہ الا انت ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد کے واسطے جاگتے تو یہ دعا پڑھتے "اللھم لک الحمد الخ" یاالٰہی تعریف تیرے ہی لئے ہے تو آسمانوں اور زمین اور ان کے اندر جو کچھ ہیں سب کو روشنی عطاء کرنے والا ہے اور تیرے ہی لئے سب تعریف تو آسمانوں اور زمین کو اور ان کے درمیان کی ساری چیزوں کو اپنی تدبیر سے قائم رکھنے والا ہے اور تیرے ہی لئے تمام تعریف تو آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہیں سب کا بادشاہ ہے اور تیرے ہی لئے سب تعریف تو حق ہے (یعنی تیرا وجود اپنی شان کے مطابق محقق وثابت ہے) اور تیرا وعدہ حق ہے اور جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور قیامت حق ہے اور تمام انبیاء حق ہیں اور محمد حق ہے میں تیرا ہی تابعدار ہوں اور تجھ ہی پر توکل کیا اور تجھ ہی ایمان لایا اور تیرے ہی عطا کردہ حجت اور زبان سے دین کے دشمنوں سے مخاصمت کرتا ہوں اور تیرے ہی سامنے حق سے انکار کرنے والے کا مقدمہ لاتا ہوں میرے پچھلے گناہوں کو بخش دیجئے اور آئندہ مجھ سے سرزد ہونے والے گناہوں کو بھی معاف کردیجئے تو ہی آگے کرنے والا ہے تو ہی پیچھے کرنے والا ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور گناہ سے باز رہنا اور عبادت کی قوت اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہیں ہوسکتی۔

اخبرنا محمد بن سلمۃ قال حدثنا ابن القاسم عن مالک قال اخبرنی مخرمۃ بن سلیمان عن کریب ان عبداللہ بن عباس اخبرہ انہ بات عند میمونۃ ام المؤمنین وھی خالتہ فاضطجعت فی عرض الوسادۃ واضطجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واھلہ فی طولھا فنام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی اذا انتصف اللیل او قبلہ قلیلا او بعدہ قلیلا استیقظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فجلس يمسح النوم عن وجهه بيده ثم قرأ العشر الأيات الخواتيم من سورة آل عمران ثم قام الى شنٍ معلقة فتوضأ منها فاحسن وضوءہ ثم قام يصلي قال عبد الله بن عباس فقمت فصنعت مثل ما صنع ثم ذهبت فقمت الى جنبه فوضع رسول الله صلى الله عليه وسلم يده اليمنى على رأسي واخذ باذني اليمى يفتلها فصلى ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين ثم اوتر ثم اضطجع حتى جآء ہ المؤذن فصلى ركعتين خفيفتين.

کریب سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے خبر دی ہے کہ میں اپنی خالہ اور اُمّ المؤمنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر رات گذاری تو میں تکیہ کی چوڑائی پر سر رکھ کر لیٹ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اہلیہ محترمہ دونوں تکیہ کے طول یعنی بیچ کے حصہ پر لیٹ گئے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے یہاں تک کہ جب تہائی رات ہوگئی یا کچھ اس سے پہلے یا کچھ اس کے بعد تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے پھر آپ بیٹھ گئے اور اپنے ہاتھ سے اپنے چہرے سے نیند کا اثر دور کرنے لگے پھر سورۂ آل عمران کے آخر کی دس آیتیں پڑھیں پھر ایک لٹکی ہوئی پرانی مشک کے پاس تشریف لے گئے اس کے پانی سے وضوء کیا اور خوب اچھی طرح وضوء کیا پھر نماز پڑھنے کے واسطے کھڑے ہو گئے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں بھی کھڑا ہو گیا اور جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اسی طرح میں نے بھی کیا پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے (بائیں) پہلو میں کھڑا ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا داہنا ہاتھ میرے سر پر رکھ کر میرے دائیں کان کو مروڑتے ہوئے اپنے دائیں طرف کھڑا کیا پس دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر وتر پڑھا پھر لیٹ گئے یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مؤذن آیا پھر ہلکی دو رکعتیں پڑھیں۔

تشریح: اس حدیث میں تہجد کی بارہ رکعتیں پڑھنے کو بیان کرتے ہیں ابن مبارکؒ نے طاؤسؒ کی حدیث سے مرسلاً روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات میں سترہ رکعت پڑھتے تھے (تہجد و وتر کی) اس حدیث میں اس پر دلالت ہے کہ صلوٰۃ اللیل دس یا بارہ رکعت کے ساتھ محدود نہیں لہٰذا اس عادت پر انکار نہ کیا جاوے گا کہ بعض مشائخ رات میں سو رکعت یا زیادہ پڑھتے تھے۔
(التشرف بمعرفة احاديث التصوف: ص ١٦)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں پہلو میں کھڑا ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھ کر دائیں کان کو مروڑتے ہوئے پیچھے کی طرف سے گھما کر دائیں پہلو میں کھڑا کیا اس کی وجہ صاحب مجمع نے بیان کی ہے کہ امام کے دائیں طرف کھڑے ہونے کا طریقۂ مسنونہ چھوڑ دینے کی وجہ سے یا غنودگی سے بیدار کرنے کے لئے تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال صلوٰۃ کو خوب اچھی طرح سیکھ لے۔

باب ما يفعل اذا قام من الليل من السواك

جب رات کو تہجد کے لئے اٹھے تو مسواک کر لیا کرے

اخبرنا عمرو بن علي ومحمد بن المثنى عن عبد الرحمن عن سفيان عن منصور والاعمش

وحصین عن ابی وائل عن حذیفة ان النبی صلی الله علیه وسلم کان اذا قام من اللیل یشوص فاه بالسواك.

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد کے واسطے جاگتے تو اپنا منہ مسواک سے مل کر صاف فرماتے تھے۔

اخبرنا محمد بن عبد الاعلی قال حدثنا خالد قال حدثنا شعبة عن حصین قال سمعت اباوائل یحدث عن حذیفة قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا قام یتهجد من اللیل یشوص فاه بالسواك.

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد کے لئے اٹھتے تو دانتوں پر مسواک پھیر لیتے تھے۔

اس حدیث کی تشریح جلد اوّل صفحہ ۲۷۷ پر ملاحظہ کیجئے۔

ذکر الاختلاف علی ابی حصین عثمان بن عاصم فی هذا الحدیث

اس حدیث میں ابی حصین پر اختلاف کا بیان

اخبرنا عبید الله بن سعید عن اسحق بن سلیمان عن ابی سنان عن ابی حصین عن شقیق عن حذیفة قال کنا نؤمر بالسواك اذا قمنا من اللیل.

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہمیں مسواک کا حکم کیا جاتا تھا جب کہ ہم رات کو اٹھتے۔

اخبرنا احمد بن سلیمان قال حدثنا عبید الله قال حدثنا اسرائیل عن ابی حصین عن شقیق قال کنا نؤمر اذا قمنا من اللیل ان نشوص افواهنا بالسواك.

حضرت شقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں اس کا حکم کیا جاتا تھا جبکہ ہم رات کو تہجد کے لئے اٹھتے کہ ہم اپنے دانتوں پر مسواک پھیر لیا کریں۔

باب بایّ شئی یستفتح صلاته باللیل

رات کو اپنی نماز کس چیز کے ساتھ شروع کرتے اس کا بیان

اخبرنا العباس بن عبد العظیم قال حدثنا عمرو بن یونس قال حدثنا عکرمة بن عمار قال حدثنی یحیٰی بن ابی کثیر قال حدثنی ابوسلمة بن عبد الرحمن قال سألت عائشة بای شئی کان النبی صلی الله علیه وسلم یفتتح صلاته قالت کان اذا قام من اللیل افتتح صلاته قال اللهم رب جبرئیل ومیکآئیل واسرافیل فاطر السمٰوات والارض عالم الغیب والشهادة انت تحکم بین عبادك فیما کانوا

فیه یختلفون اللھم اھدنی لما اختلف فیه من الحق انك تھدی من تشآء الی صراطٍ مستقیم.

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کس چیز کے ساتھ اپنی نماز شروع فرماتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کے لئے رات کو اٹھتے تو اپنی نماز کو اس دعا کے ساتھ شروع فرماتے "اللھم رب جبرئیل الخ" یاالٰہی جبرئیل ومیکائیل اور اسرافیل کا پروردگار آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والا تو ہی اپنے بندوں کا فیصلہ کرنے والا ہے جس چیز میں وہ اختلاف کرتے ہیں اے اللہ اختلافی امور میں مجھے حق کی ہدایت فرما بیشک تو جس کو چاہتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت کرتا ہے۔

تشریح: پیچھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں اس دعا کے علاوہ افتتاح صلوٰۃ کے وقت ایک اور دعا پڑھنے کا ذکر ہے تو دونوں میں کوئی منافات نہیں کیوں کہ کبھی وہ دعا پڑھتے تھے اور کبھی یہ دعا یا دونوں کو جمع کرتے ہوں گے۔ (قالہ علامۃ السندھیؒ)

اخبرنا محمد بن سلمة حدثنا ابن وھب عن یونس عن ابن شھاب قال حدثنی حمید بن عبد الرحمن بن عوف ان رجلا من اصحاب النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال قلت وانا فی سفر مع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم واللّٰه لا رقبن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لصلوٰة حتی اریٰ فعله فلما صلی صلوٰة العشآء وھی العتمة اضطجع ھویا من اللیل ثم استیقظ فنظر فی الافق فقال ربنا ما خلقت ھذا باطلاً حتی بلغ انك لاتخلف المیعاد ثم اھویٰ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم الی فراشه فاستل منه سواکاثم افرغ فی قدح من اداوةٍ عندهٗ مآء فاستن ثم قام فصلی حتی قلت قد صلی قدر ما نام ثم اضطجع حتی قلت قد نام قدر ماصلی ثم استیقظ ففعل کما فعل اول مرة وقال مثل ما قال ففعل رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ثلٰث مراتٍ قبل الفجر.

ابن شہابؒ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف نے بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک آدمی نے کہا کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا تو میں نے کہا (یعنی دل میں) قسم خدا کی کہ میں ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے وقت کا انتظار کروں گا یہاں تک کہ میں آپ کا فعل دیکھ لوں جب آپ نے عشاء کی جسے عتمہ کہتے ہیں نماز پڑھی تو اس کے بعد لیٹ گئے اور کافی دیر تک آرام فرمایا پھر بیدار ہوئے اور آسمان کے کنارہ پر نظر ڈالی پھر یہ آیت پڑھنے لگے "ربنا ماخلقت ھذا باطلاً" یہاں تک کہ "انك لا تخلف المیعاد" تک پڑھی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بستر کی طرف ہاتھ بڑھایا اور وہاں سے مسواک نکالی پھر چمڑے کے چھوٹے سے برتن سے ایک پیالہ میں پانی ڈالا پھر مسواک کی پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے حتیٰ کہ میں نے کہا کہ جتنی دیر تک آرام فرمائے تھے اتنی دیر تک نماز پڑھی پھر لیٹ گئے حتیٰ کہ میں نے کہا کہ جتنی دیر تک نماز پڑھی اتنی دیر تک آرام فرمائے ہیں پھر بیدار ہوئے تو اسی طرح کیا جس طرح پہلی مرتبہ کیا تھا اور وہ آیت قرآنی پڑھی جس طرح پہلی بار پڑھی تھی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر سے پہلے تین مرتبہ اس طرح سے صلوٰۃ اللیل پڑھی۔

باب ذكر صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم بالليل

رات میں رسول اللہ ﷺ نماز کس طرح پڑھتے اس کا بیان

اخبرنا اسحق بن ابراهيم قال حدثنا يزيد قال اخبرنا جميد عن انس قال ما كنا نشآء ان نرىٰ رسول الله صلى الله عليه وسلم في الليل مصليا الا رأيناه ولا نشآء ان نراه نآئماً الا رأيناه.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم رسول اللہ ﷺ کو رات میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھنا نہ چاہتے تو ہم آپ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے اور اگر ہم آپ کو سوتے ہوئے دیکھنا نہ چاہتے تو ہم آپ کو سوتے ہوئے دیکھتے۔

اخبرنا هارون بن عبد الله قال حدثنا حجاج قال قال ابن جريج عن ابيه قال اخبرني ابن ابي مليكة ان يعلى بن مملك اخبره انه سأل ام سلمة عن صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت كان يصلي العتمة ثم يسبح ثم يصلي بعدها ماشاء الله من الليل ثم ينصرف فيرقد مثل ما صلى ثم يستيقظ من نومه ذلك فيصلي مثل مانام وصلاتهٔ تلك الأخرة تكون الى الصبح.

یعلی بن مملک نے اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں سوال کیا تو اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور ﷺ عشاء کی نماز پڑھتے تھے پھر نفل پڑھتے پھر اس کے بعد رات میں جتنا اللہ کو منظور ہوتا نماز پڑھتے پھر اپنے بستر پر جا کر اتنی دیر تک سو جاتے جتنی دیر تک نماز پڑھی پھر جاگتے اپنی نیند سے پھر اتنی ہی دیر تک نماز پڑھتے جتنی دیر تک آرام فرما چکے تھے اور آپ کی نماز کا یہ سلسلہ آخری شب صبح تک رہتا۔

اخبرنا قتيبة قال حدثنا الليث عن عبد الله بن عبيد الله بن ابي مليكة عن يعلى بن مملك انه سأل ام سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلم عن قرآءة رسول الله صلى الله عليه وسلم وعن صلاته فقالت مالكم وصلاته كان يصلي ثم ينام قدر ما صلى ثم يصلي قدر مانام ثم ينام قدر ما صلى حتي يصبح ثم نعتت له قرآءتهٔ فاذا هي تنعت قرآءةً مفسرةً حرفاً حرفاً.

یعلی بن مملک سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ کی قراءۃ اور نماز کے بارے میں سوال کیا تو اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا تمہیں حضور ﷺ کی نماز سے کیا غرض (یعنی تمہیں اتنی قوت نہیں کہ حضور ﷺ کے برابر نماز پڑھ سکو) آپ ﷺ نماز پڑھتے تھے پھر اتنی دیر تک سوتے جتنی دیر تک نماز پڑھی پھر نماز پڑھتے اتنی دیر تک کہ جتنی دیر تک آرام فرما چکے تھے پھر اتنی دیر تک آرام کرتے جتنی دیر تک نماز پڑھی (یہ سلسلہ جاری رہتا) حتیٰ کہ صبح ہو جاتی پھر حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یعلی بن مملک کو حضور ﷺ کی قراءت کی کیفیت بیان کی (کہ حضور ﷺ نماز میں قرأت کس انداز سے پڑھتے تھے) چنانچہ اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بالکل واضح اور صاف صاف ایک ایک لفظ قرأت کا بیان کرتی تھیں۔

تشریح: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز شب اور نیند کے لئے کوئی مخصوص وقت نہ تھا بلکہ دونوں بلحاظ اوقات مختلف تھے چنانچہ جس وقت میں نماز پڑھتے کبھی اس وقت میں آرام فرماتے اور جس وقت میں آرام فرماتے کبھی اس میں نماز پڑھتے۔

ذکر صلوٰة نبی الله داؤد علیه السلام باللیل

رات میں اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کی نماز کا بیان

اخبرنا قتیبة قال حدثنا سفیان عن عمرو بن دینار عن عمرو بن اوس انه سمع عبد اللّٰه بن عمرو بن العاص یقول قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم احب الصیام الی اللّٰه عزوجل صیام داؤد علیه السلام کان یصوم یعنی یوماً ویفطر یوماً واحب الصلوٰة الی اللّٰه صلوٰة داؤدکان ینام نصف اللیل ویقوم ثلثهٔ وینام سدسهٔ.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزوں میں زیادہ پسندیدہ روزہ اللہ بزرگ و برتر کے نزدیک حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے آپ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور نمازوں میں زیادہ پسندیدہ نماز اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضرت داؤد علیہ السلام کی نماز ہے آپ نصف رات تک سوتے تھے اور تہائی رات میں اٹھ کر عبادت کرتے تھے پھر رات کے چھٹے حصے میں سوتے تھے۔

ذکر صلوٰة نبی الله موسیٰ علیه السلام وذکر الاختلاف علی سلیمان التیمی فیه

اللہ کے نبی موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی نماز کا بیان اور اس میں راوی حدیث سلیمان تیمی پر راویوں کے اختلاف کا بیان

اخبرنا محمد بن علی بن حرب قال حدثنا معاذ بن خالد قال اخبرنا حماد بن سلمة عن سلیمان التیمی عن ثابت عن انس بن مالك ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال اتیت لیلة اسریٰ بی علی موسٰی علیه السلام عند الکثیب الاحمر وهو قآئم یصلی فی قبره.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں سرخ ریت کے ٹیلہ کے پاس سے میرا موسیٰ علیہ السلام پر گذر ہوا اور موسیٰ علیہ السلام قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

اخبرنا العباس بن محمد قال حدثنا یونس بن محمد قال حدثنا حماد بن سلمة عن سلیمان التیمی وثابت عن انس ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال اتیت علی موسٰی علیه السلام عند

الكثيب الاحمر وهو قائم يصلى قال ابو عبد الرحمن النسائي هذا ولى بالصواب عندنا من حديث معاذ بن خالد والله تعالى اعلم.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا گذر ہوا موسیٰ علیہ السلام پر سرخ ریت کے ٹیلہ کے پاس سے اور وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

اخبرنا احمد بن سعيد قال حدثنا حبان قال حدثنا حماد ابن سلمة قال اخبرنا ثابت وسليمان التيمي عن انس ان النبى صلى الله عليه وسلم قال مررت على قبر موسىٰ عليه السلام وهو يصلى فى قبره.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر پر گذرا اور وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

اخبرنا على بن خشرم قال حدثنى عيسىٰ عن سليمان التيمي عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مررت ليلة اسرىٰ بى على موسىٰ عليه السلام وهو يصلى فى قبره.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس رات میں مجھے آسمان پر لے جایا گیا اس رات میں میرا موسیٰ علیہ السلام پر گذر ہوا اور وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

اخبرنا محمد بن عبد الاعلىٰ قال حدثنا معتمر عن ابيه عن انس ان النبى صلى الله عليه وسلم ليلة اسرىٰ به مر على موسىٰ عليه السلام وهو يصلى فى قبره.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جس رات آسمان پر لے جایا گیا اس رات میں آپ موسیٰ علیہ السلام پر گذرے اور وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

اخبرنا يحيىٰ بن حبيب بن عربى واسماعيل بن مسعود قالا حدثنا معتمر قال سمعت ابى قال سمعت انساً يقول اخبرنى بعض اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم ان النبى صلى الله عليه وسلم ليلة اسرىٰ به مر على موسىٰ عليه السلام وهو يصلى فى قبره.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ نے مجھے خبر دی ہے کہ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جس رات آسمان پر لے جایا گیا اس رات میں موسیٰ علیہ السلام پر گذرے اور وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

اخبرنا قتيبة قال حدثنا ابن ابى عدى عن سليمان عن انس عن بعض اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم ان النبى صلى الله عليه وسلم قال ليلة اسرىٰ بى مررت على موسىٰ وهو يصلى فى قبره.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اصحاب سے بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس رات میں مجھے آسمان پر لے جایا گیا اس رات میں موسیٰ علیہ السلام پر گذر ہوا اور موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر مین نماز پڑھ رہے تھے۔

تشریح: علامہ تقی الدین سبکیؒ وغیرہ نے لکھا ہے کہ ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام قبر کے اندر حیات ہیں اور

سلامت جسد کے ساتھ مثل جسد زندہ انسان کے صحیح وسالم رہتے ہیں کیوں کہ قبر کے اندر نماز پڑھنا زندہ جسد کا خاصہ ہے نہ کہ روح کا کیوں کہ صلوٰۃ فی القبر اگر روح کے اوصاف سے ہوتی تو پھر خاص طور سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قبر میں نماز پڑھنے کا ذکر نہ فرماتے۔(واللّٰہ تعالٰی اعلم) مزید تفصیل علامہ سیوطیؒ کے رسالہ انباء الاذکیاء بحیوۃ الانبیاء میں دیکھ سکتے ہیں۔

باب احیآء اللیل

احیاء شب کا بیان

اخبرنا عمرو بن عثمان بن سعید بن کثیرٍ قال حدثنا ابی وبقیة قالا حدثنا ابن ابی حمزة قال حدثنی الزهری قال اخبرنی عبیدالله بن عبد الله بن الحارث بن نوفل عن عبد الله بن خباب ابن الارت عن ابیه وکان قد شهد بدراً مع رسول الله صلی الله علیه وسلم انه راقب رسول الله صلی الله علیه وسلم فیٔ لیلة صلاها رسول الله صلی الله علیه وسلم کلها حتی کان معٔ الفجر فلما سلم رسول الله صلی الله علیه وسلم من صلاته جآء ہ خباب فقال یا رسول الله بابی انت وامی لقد صلیت اللیلة صلوٰة ما رأیتك صلیت نحوها فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اجل انها صلوٰة رغبة ورهبة سألت ربی عزوجل فیها ثلٰث خصال فاعطانی اثنتین ومنعنی واحدة سألت ربی عزوجل ان لا یهلکنا بما اهلك به الامم قبلنا فاعطانیها وسألت ربی عزوجل ان لا یظهر علینا عدواً من غیرنا فاعطانیها وسألت ربی ان لا یلبسنا شیعاً فمنعنیها.

حضرت خباب ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ جنگ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے وہ ایک رات جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری رات حتیٰ کہ فجر تک نماز پڑھتے رہے آپ کی عبادت کو دیکھتے رہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے سلام پھیر کر فارغ ہوئے تو خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ نے آج کی رات ایسی نماز پڑھی کہ میں نے ایسی نماز پڑھتے ہوئے آپ کو قبل اس کے نہیں دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں بات یہ ہے کہ یہ نماز رغبت اور خوف کی تھی (یعنی میں اس میں دعا کرتا تھا اور امید قبولیت کی اور خوف نہ قبول ہونے کا رکھتا تھا اس لئے میں نے خشوع وخضوع کے ساتھ بڑی لمبی نماز پڑھی) میں نے اس نماز میں اپنے پروردگار بزرگ وبرتر سے تین حاجتیں مانگیں پس مجھ کو دو عنایت فرمائیں اور ایک منظور نہیں کی میں نے اپنے رب بزرگ وبرتر سے مانگا کہ ہمیں ہلاک نہ کرنا ایسی بلاء سے (یعنی عام قحط وغیرہ سے) جس کے ساتھ گذشتہ امتوں کو ہلاک کیا ہے تو مجھے یہ عطا فرمائی اور میں نے اپنے رب عزوجل سے مانگا کہ ہمارے غیر سے ہم پر کسی اور دشمن کو غالب نہ کرنا (یعنی کفار کو ہم پر غلبۂ کلی نہ دینا اس لئے کہ وہ تو اہل اسلام کو بالکل نیست ونابود کردیں گے اور آپس کے دشمنوں سے یہ بات نہیں ہوتی) تو یہ بھی مجھے دے دی اور میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ ہمارے آپس میں پھوٹ ڈال کر بعضوں کو بعضوں کا عذاب نہ چکھانا (یعنی امت آپس میں لڑائی نہ کریں اور ایک دوسرے کو ہلاک نہ کریں) تو میری یہ درخواست منظور نہیں کی۔

تشریح: ہوسکتا ہے کہ ان تین باتوں سے وہی تین باتیں مراد ہوں جن کو اس آیت میں بیان فرمایا ہے "قل هو القادر علی ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم الآیة" اس میں عذاب کی تین قسمیں بیان فرمائیں حضور ﷺ کی دعا سے اوّل الذکر دونوں قسم کے عذاب عام سے اس امت کو محفوظ رکھا گیا ہے ہاں تیسری قسم عذاب کی جسے اندرونی اور داخلی عذاب کہنا چاہئے اس امت کے حق میں باقی رہی اور وہ پارٹی بندی و باہمی جنگ وجدل اور آپس کی خونریزی کا عذاب ہے اسی کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا "وسألت ربی ان لا یلبسنا شیعاً فمنعنیها" کہ میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ ہمارے آپس میں مختلف فرقے کر کے بعضوں کو بعضوں کا عذاب نہ چکھاوے تو اللہ تعالیٰ نے میری یہ درخواست منظور نہیں کی۔ (کذافی حاشیة السندهیؒ)

الاختلاف علی عائشة رضی الله تعالی عنها فی احیاء اللیل

احیاء شب کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر راویوں کا اختلاف

اخبرنا محمد بن عبد اللّٰه بن یزید قال حدثنا سفیان عن ابی یعفوز عن مسلم عن مسروق قال قالت عائشة رضی اللّٰه عنها کان اذا دخلت العشراحیی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اللیل وایقظ اهله وشد المئزر.

مسروق سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا جب رمضان کا آخری عشرہ آجاتا تو رسول اللہ ﷺ رات کو زندہ رکھتے اور اپنے گھر والوں کو جگاتے اور تہبند کو مضبوط باندھ لیتے۔

اخبرنا محمد بن عبد اللّٰه بن المبارك حدثنا یحیٰی حدثنا زهیر عن ابی اسحق قال اتیت الاسود بن یزید وکان لی اخاً وصدیقاً فقلت یا اباعمرو وحدثنی ما حدثتك به ام المؤمنین عن صلوٰه رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال قالت کان ینام اول اللیل ویحیٰی اٰخره.

ابواسحٰق سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں اسود بن یزید کے پاس پہنچا وہ میرے بھائی اور دوست تھے میں نے کہا اے ابوعمرو مجھ سے وہ حدیث بیان کیجئے جو تم سے اُمّ المؤمنین نے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں بیان کی تھی اسود بن یزیدؒ نے وہ حدیث بیان کی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور ﷺ اوّل شب میں سوتے تھے اور آخر شب میں جاگتے۔

اخبرنا هارون بن اسحق ثنا عبدة بن سلیمان عن سعید عن قتادة عن زرارة بن اوفی عن سعد بن هشام عن عائشة رضی اللّٰه عنها قالت لا اعلم رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قرأ القراٰن کله فی لیلة ولا قام لیلة حتی الصباح ولا صام شهراً کاملاً قط غیر رمضان.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نہیں جانتی رسول اللہ ﷺ نے پورا قرآن ایک رات میں پڑھا ہو اور پوری رات صبح تک قیام کیا ہو اور سوائے رمضان کے کبھی پورا مہینہ روزہ رکھا ہو۔

اخبرنا شعيب بن يوسف عن يحيٰى عن هشام قال اخبرني ابى عن عائشة ان النبى صلى الله عليه وسلم دخل عليها وعندها امرأة فقال من هذه قالت فلانة لاتنام فذكرت من صلاتها فقال مه عليكم بما تطيقون فوالله لا يمل الله عزوجل حتى تملوا وكان احب الدين اليه ماداوم عليه صاحبه.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میرے پاس ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا فلانی عورت ہے جو نہیں سوتی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس عورت کی نماز کا ذکر کیا پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا باز رہ (یعنی اس عورت کی کثرت صلوٰۃ کا تذکرہ مت کر کیوں کہ کثرت سے نماز پڑھنے والا مستحق تعریف نہیں لائق تعریف وہ ہے جو نماز کے معاملہ میں راہ اعتدال پر قائم ہے) تم عبادت نافلہ اس حد تک کرو جتنی طاقت رکھتی ہو خدا کی قسم اللہ عزوجل (ثواب) دینے سے نہیں تھکتا یہاں تک کہ تم خود ہی تھک جاؤ گی (کیوں کہ کثرت عبادت سے ضعف وملال پیدا ہوتا ہے پھر آخر کار تنگ ہو کر چھوڑ دو گی) اور پسندیدہ دین اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جس پر دین والا دوام کرے۔

اخبرنا عمران بن موسٰى عن عبد الوارث قال حدثنا عبد العزيز عن انس بن مالك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم دخل المسجد فراى حبلاً ممدوداً بين ساريتين فقال ماهذا الحبل فقالوا لزينب تصلي فاذا افترت تعلقت به فقال النبى صلى الله عليه وسلم حلوه ليصل احدكم نشاطه فاذا افتر فليقعد.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ ایک رسی دوستونوں کے بیچ میں کھینچی ہوئی ہے آپ نے فرمایا یہ کیا ہے لوگوں نے کہا یہ زینب کی رسی ہے وہ نماز پڑھتی ہیں جب (قیام سے) تھک جاتی ہیں تو اس سے لٹک جاتی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو کھول ڈالو تم میں سے ہر شخص اپنے اطمینان اور نشاط کے مطابق نماز پڑھے پھر جب (قیام سے) تھک جائے تو بیٹھ کر نماز پڑھے۔

اخبرنا قتيبة بن سعيد ومحمد بن منصور واللفظ له عن سفيان عن زياد بن علاقة قال سمعت المغيرة بن شعبة يقول قام النبى صلى الله عليه وسلم حتى تورمت قدماه فقيل له قد غفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تأخر قال افلا اكون عبداً شكورا.

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (راتوں کو نماز کے لئے) کھڑے ہوتے (اور عبادت میں اس قدر مشقت اٹھاتے تھے کہ) دونوں پاؤں سوج جاتے تھے صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی سب اگلی اور پچھلی خطائیں معاف کر چکا ہے (آپ اس قدر محنت کیوں کرتے ہیں) فرمایا کیا میں اس کا شکر گذار بندہ نہ بنوں۔

اخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا صالح ابن مهران وكان ثقة قال حدثنا النعمان بن عبد السلام عن سفيان عن عاصم بن كليب عن ابيه عن ابى هريرة قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم

يصلي حتى تزلع يعني تشقق قدماه.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے حتیٰ کہ آپ کے دونوں قدم مبارک پھٹ جاتے تھے۔

تشریح: اس باب کی پہلی حدیث جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے اس میں آیا ہے کہ جب رمضان کا عشرۂ آخیرہ آ جاتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کو عبادت سے زندہ رکھتے اور اپنے گھر والوں کو جگاتے کہ وہ بھی ان راتوں کی برکات عظیمہ سے مستفید ہوں اور اپنے تہبند کو کس لیتے اس کا مطلب یہ ہے کہ رمضان کے ان آخری دس دنوں میں اپنے معمول سے زیادہ اہتمام کے ساتھ عبادت کرتے تھے یا اس سے یہ مراد ہے کہ اپنی بیویوں سے الگ رہتے تھے یا اس سے دونوں باتیں مراد ہیں کہ ان راتوں میں اہتمام کے ساتھ عبادت بھی کرتے تھے اور ازواج مطہرات سے بھی علیحدہ رہتے تھے۔ (قاله علامة السندهی ؒ)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی چوتھی حدیث میں آیا ہے "عليكم بما تطيقون الخ" کہ اعمال یعنی نوافل میں سے اتنا ہی اختیار کرو جس کا تحمل کر سکو کیوں کہ اللہ تعالیٰ جزا دینے سے نہیں اکتاتا یہاں تک کہ تم ہی عمل کرنے سے اکتا جاؤ گے اس میں ترغیب ہے کہ عمل میں توسط یعنی درمیانی راہ اختیار کرنے پڑتا کہ مداومت ممکن ہو کیوں کہ مداومت زیادہ مطلوب ہے بہ نسبت کثرت عبادت کے جبکہ اس پر دوام نہ ہو۔

چھٹی حدیث حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اس میں آیا ہے "فقيل له الخ" قائل کا خیال تھا کہ اس قدر محنت ومشقت سے عبادت حتیٰ کہ کھڑے کھڑے دونوں پاؤں سوج جاتے ہیں بامید مغفرۃ کرتے ہوں گے اس لئے عرض کیا یا رسول اللہ آپ تو بخشے بخشائے ہیں معصوم ہیں پھر بھی عبادت میں اس قدر جدوجہد کیوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مغفرۃ خداوندی نعمۃ عظیمہ ہے اس میں کوئی شبہ نہیں یہ زیادہ شکر کا تقاضہ کرتی ہے لہٰذا شکر گزار کے لئے زیادہ اجتہاد فی العبادت مناسب ہے۔ (واللّٰه تعالىٰ اعلم)

كيف يفعل اذا افتتح الصلوٰة قائماً وذكر الاختلاف الناقلين عن عائشة فى ذالك

کس طرح کیا جائے جبکہ نماز کو قائماً شروع کرے اور اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کرنے والوں میں اختلاف کا بیان

اخبرنا قتيبة قال حدثنا حماد عن بديل وايوب عن عبد اللّٰه بن شقيق عن عائشة قالت كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يصلي ليلاً طويلاً فاذا صلى قآئما ركع قائماً واذا صلى قاعداً ركع قاعداً.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو طویل نماز پڑھتے تھے جب نماز کھڑے شروع فرماتے تو رکوع بھی کھڑے کی حالت میں کرتے اور جب بیٹھ کر نماز پڑھتے تو رکوع بھی بیٹھے کی حالت میں کرتے۔

اخبرنا عبدة بن عبد الرحيم قال حدثنا وكيع قال حدثني يزيد بن ابراهيم عن ابن سيرين عن عبد الله بن شقيق عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي قآئماً وقاعداً فاذ افتتح الصلوٰة قائماً ركع قائما واذا افتتح الصلوٰة قاعداً ركع قاعداً.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے کھڑے ہوکر بھی اور بیٹھ کر بھی جب نماز کو کھڑے ہوکر شروع فرماتے تو رکوع بھی بحالت قیام کرتے اور جب بیٹھے شروع کرتے تو رکوع بھی بیٹھ کر فرماتے۔

اخبرنا محمد بن سلمة قال حدثنا ابن القاسم عن مالك قال حدثني عبد الله بن يزيد وابو النضر عن ابي سلمة عن عائشة ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يصلي وهو جالس فيقرأ وهو جالس فاذا بقي من قرآء ته قدر ما يكون ثلثين او اربعين آية قام فقرأ وهو قآئم ثم ركع ثم سجد ثم يفعل في الركعة الثانية مثل ذلك.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تو روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے اور بیٹھ کر قرأت پڑھتے تھے جب آپ کی قرأت سے تقریباً تیس یا چالیس آیتیں رہ جاتیں تو کھڑے ہوجاتے پھر انہیں کھڑے کی حالت میں پڑھتے پھر رکوع کرتے پھر سجدے کرتے پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کرتے۔

اخبرنا اسحق بن ابراهيم قال حدثنا عيسٰی بن يونس قال حدثنا هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة قالت ما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى جالسا حتى دخل فى السن فكان يصلي وهو جالس يقرأ فاذا غبر من السورة ثلثون او اربعون آية قام فقرأ بها ثم ركع.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھ کر نماز پڑھتے نہیں دیکھا یہاں تک کہ جب عمر شریف زیادہ ہوگئی تو آپ بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے پھر جب سورہ سے تیس یا چالیس آیتیں رہ جاتیں تو کھڑے ہوجاتے پھر انہیں پڑھتے پھر رکوع کرتے۔

اخبرنا زياد بن ايوب قال حدثنا ابن علية قال حدثنا الوليد بن ابي هشام عن ابي بكر بن محمد عن عمرة عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ وهو قاعد فاذا اراد ان يركع قام قدر ما يقرأ انسان اربعين آية.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے قرأت پڑھتے تھے پھر جب رکوع کا ارادہ فرماتے تو کھڑے ہوجاتے اور اتنی دیر تک کھڑے رہتے جتنی دیر میں کوئی آدمی چالیس آیت تک پڑھ سکے۔

اخبرنا عمر بن علي عن عبد الاعلٰى قال حدثنا هشام عن الحسن عن سعد بن هشام بن عامر قال قدمت المدينة فدخلت على عائشة رضي الله عنها قالت من انت قلت انا سعد بن هشام بن عامر قالت رحم الله اباك قلت اخبريني عن صلوٰة رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت ان رسول الله

صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان وکان قلت اجل قالت ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یصلی باللیل صلوٰۃ العشاء ثم یاوی الی فراشہ فینام فاذا کان جوف اللیل قام الی حاجتہ والی طھورہ فتوضأ ثم دخل المسجد فیصلی ثمانی رکعات یخیل الی انہ یسوی بینھن فی القرآء ۃ والرکوع والسجود ویوتر برکعۃ ثم یصلی رکعتین وھو جالس ثم یضع جنبہ فربما جآء بلال فاذنہ بالصلوٰۃ قبل ان یغفی وربما یغفی وربما شککت اغفی اولم یغف حتی یؤذنہ بالصلوٰۃ فکانت تلک صلوٰۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حتی اسن ولحم فذکرت من لحمہ ماشآء اللّٰہ قالت وکان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یصلی بالناس العشآء ثم یاوی الی فراشہ فاذا کان جوف اللیل قام الی طھورہ والی حاجتہ فتوضأ ثم یدخل المسجد فیصلی ست رکعات یخیل الی انہ یسوی بینھن فی القرآء ۃ والرکوع والسجود ثم یؤتر برکعۃ ثم یصلی رکعتین وھو جالس ثم یضع جنبہ وربما جآء بلال فاذنہ بالصلوٰۃ قبل ان یغفی وربما اغفی وربما شککت اغفی ام لاحتی یؤذنہ بالصلوٰۃ قالت فمازالت تلک صلوٰۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔

حضرت سعد بن ہشام بن عامرؒ کہتے ہیں کہ میں مدینہ پہنچا پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے پوچھا تم کون ہو میں نے کہا سعد بن ہشام بن عامر ہوں انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے باپ پر رحم فرمائے میں نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے متعلق بتلائے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز اس طرح اور اس طرح پڑھتے تھے میں نے کہا ہاں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو عشاء کی نماز پڑھتے تھے پھر اپنے بستر پر جا کر آرام فرماتے پھر رات کے درمیانی حصہ میں اپنی حاجت (پیشاب وغیرہ کے لئے) اور وضوء کے پانی کے لئے اٹھتے پھر وضوء فرماتے پھر مسجد میں جا کر آٹھ رکعتیں پڑھتے میرے خیال کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان رکعتوں میں قرأت اور رکوع اور سجدے برابر کرتے اور ایک رکعت کے ساتھ وتر کرتے پھر بیٹھے دو رکعت پڑھتے پھر اپنے پہلو پر لیٹ جاتے پس کبھی تو بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ آکر نیند سے پہلے نماز کی اطلاع دیتے اور کبھی ہلکی نیند فرماتے اور بعض اوقات مجھے شک ہوتا ہلکی نیند بھی کی یا نہیں حتیٰ کہ آپ کو نماز کی اطلاع دیتے پس یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تھی یہاں تک کہ آپ کی عمر شریف زیادہ ہوگئی اور بڑھاپے کو پہنچ گئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھتے پھر آرام کرنے کے لئے اپنے بستر پر جاتے پھر جب رات کا درمیانی حصہ ہوتا تو وضوء اور (پیشاب وغیرہ کی) حاجت کے لئے اٹھتے اور وضوء فرماتے پھر مسجد میں داخل ہو کر چھ رکعتیں پڑھتے میرے خیال کے مطابق یہ رکعتیں قرأۃ اور رکوع اور سجدے میں برابر ہوتیں پھر ایک رکعت سے وتر کرتے پھر بیٹھے دو رکعت پڑھتے پھر کروٹ پر لیٹ جاتے اور بعض اوقات بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ آکر سونے سے پہلے نماز کی اطلاع دیتے اور کبھی ہلکی نیند فرماتے اور کبھی کبھی مجھے شک ہوتا کہ ہلکی سی نیند بھی کی یا نہیں یہاں تک کہ آپ کو نماز کی اطلاع دیتے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا پس یہی کیفیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی ہمیشہ رہی۔

تشریح: "فاذا بقی من قراء تہ الخ" اس صورت کو اس پر محمول کیا جائے کہ کبھی اس طرح کرتے تھے جو اس میں مذکور ہے

اور کبھی اُس طرح کرتے تھے جو اوپر کی حدیث میں مذکور ہے اس طرح سے تطبیق حاصل ہو جاتی ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نفلی نماز کا کچھ حصہ بیٹھ کر اور کچھ حصہ کھڑے ہو کر اور بعض رکعت بیٹھے اور بعض رکعت کھڑے پڑھنا جائز ہے یہی جمہور علماء کا قول ہے۔

باب صلوٰة القاعد فی النافلة وذكر الاختلاف على ابى اسحاق فى ذلك

صلوٰۃ نافلہ بیٹھ کر پڑھنے اور اس میں ابی اسحٰق پر اختلاف کا بیان

اخبرنا عمرو بن علی عن حديث ابی عاصم قال حدثنا عمر بن ابی زائدة قال حدثنی ابو اسحق عن الاسود عن عائشة قالت ما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يمتنع من وجهی وهو صائم ومامات حتى كان اكثر صلاته قاعداً ثم ذكرت كلمة معناها الا لمكتوبة وكان احب العمل اليه مادام عليه الانسان وان كان يسيراً خالفه يونس رواه عن ابی اسحق عن الاسود عن ام سلمة.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے چہرے کا بوسہ لینے سے نہیں رکتے تھے جبکہ آپ روزہ دار ہوتے اور آپ کی وفات نہیں ہوئی حتیٰ کہ آپ اکثر نماز بیٹھ کر پڑھتے مگر فرض نماز (وہ بیٹھ کر نہیں پڑھتے) اور آپ کے نزدیک وہ عمل زیادہ محبوب تھا جس پر انسان مداومت کرے اگرچہ وہ عمل تھوڑا ہو۔

راوی حدیث یونس نے عمر بن ابی زائدہ کے خلاف بیان کیا ہے انہوں نے اس کو ابی اسحٰق سے وہ اسود سے وہ اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔

اخبرنا سليمان بن سلم البلخی قال حدثنا النضر قال اخبرنا يونس عن ابی اسحق عن الاسود عن ام سلمة قالت ماقبض رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى كان اكثر صلوٰته جالساً الاالمكتوبة خالفه شعبة وسفيان وقالا عن ابی اسحق عن ابی سلمة عن ام سلمة.

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض نہیں کی گئی یہاں تک کہ آپ سوائے فرض نماز کے نفل نماز اکثر بیٹھے پڑھتے تھے۔

یونس کے خلاف بیان کیا ہے شعبہ اور سفیان نے اور دونوں نے ابی اسحٰق سے وہ ابی سلمہ سے وہ اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کیا ہے۔

اخبرنا اسماعيل بن مسعود حدثنا خالد عن شعبة عن ابی اسحق قال سمعت اباسلمة عن ام سلمة قالت مامات رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى كان من اكثر صلوٰته قاعداً الا الفريضة وكان احب العمل اليه ادومهٗ وان قل.

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال نہیں ہوا یہاں تک کہ سوائے فرض نماز کے نوافل آپ اکثر بیٹھے پڑھتے تھے اور آپ کے نزدیک وہ عمل زیادہ پسندیدہ تھا جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہو۔

اخبرنا عبد اللّٰه بن عبد الصمد قال حدثنا یزید قال حدثنا سفیان عن ابی اسحق عن ابی سلمة عن ام سلمة قالت والذی نفسی بیده مامات رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم حتی کان اکثر صلاته قاعداً الا المکتوبة وکان احب العمل الیه ماداوم علیه وان قل خالفه عثمان بن ابی سلیمان فرواه عن ابی سلمة عن عائشة.

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نہیں ہوئی حتیٰ کہ آپ سوائے فرض نماز کے نوافل اکثر بیٹھے پڑھتے تھے اور آپ کے نزدیک وہ عمل زیادہ محبوب تھا جس پر آدمی مداومت کرے اگرچہ وہ عمل تھوڑا ہو۔

اخبرنا الحسن بن محمد عن حجاج عن ابن جریج قال اخبرنی عثمان ابی سلیمان ان ابا سلمة اخبره ان عائشة اخبرته ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم لم یمت حتی کان یصلی کثیرا من صلاته وهو جالس.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نہیں ہوئی حتیٰ کہ آپ اپنی نماز میں سے زیادہ نماز بیٹھے پڑھتے تھے۔

اخبرنا ابو الاشعث عن زید بن زریع قال اخبرنی الجریری عن عبد اللّٰه بن شقیق قال قلت لعائشة هل کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یصلی وهو قاعدقالت نعم بعد ما حطمه الناس.

عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے نماز پڑھتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ہاں بعد اس کے جبکہ لوگوں نے آپ کو شکستہ حال کر دیا۔

اخبرنا قتیبة عن مالك عن ابن شهاب عن السآئب بن یزید عن المطلب بن ابی وداعة عن حفصة قالت مارأیت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم صلی فی سبحته قاعداً قط حتی کان قبل وفاته بعام فکان یصلی قاعداً یقرأ السورة فیر تلها حتی تکون اطول من اطول منها.

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھے نفل پڑھتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا حتیٰ کہ اپنی وفات سے ایک سال پہلے آپ بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے سورہ ترتیل سے پڑھتے تھے حتیٰ کہ وہ سورۃ (ترتیل کی وجہ سے) زیادہ لمبی ہوجاتی تھی اس سے زیادہ لمبی سورتوں سے بھی۔

تشریح: اس باب کی احادیث سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سوائے فرض نماز کے نوافل بیٹھ کر پڑھتے تھے اور بیٹھ کر اپنی زندگی کے آخری دور میں پڑھتے تھے جبکہ عمر شریف زیادہ ہوگئی اور بدن بھی بھاری ہوگیا اور لوگوں کے امور کا بوجھ اٹھانے اور ان کے مصالح کے اہتمام سے ضعف پیدا ہوگیا چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمادیا "بعد ما حطمه الناس" اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے صاف طور پر فرمادیا "حتی کان قبل وفاته بعام الخ" کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات سے ایک سال پہلے بڑھاپے کے عذر کی وجہ سے نوافل بیٹھے پڑھتے تھے۔

اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ حق تعالیٰ کو وہ نیک کام بہت پسند ہیں جو ہمیشہ کئے جاویں اگرچہ تھوڑے ہی ہوں چنانچہ حضرت عائشہ اور حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں اسی کا بیان ہے مگر یہاں عمل سے مراد مستحبات ونوافل ہیں کیوں کہ واجبات وسنن مؤکدہ پر تو دوام واجب ہے، بہر حال اعمال مستحبہ ونوافل پر دوام کرنا حق تعالیٰ کو محبوب ہے اور ترک دوام یعنی ہمیشہ کرنے کو چھوڑ دینا غیر محبوب ہے یعنی ناپسندیدہ ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ فی نفسہ گو ترک دوام جائز ہے مگر بلا ضرورت شرعیہ یا طبعیہ دوام کا ترک کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں، اب اگر کوئی نادان یہ کہے کہ مستحبات کا التزام جائز نہیں وہ کان کھول کر سن لے کہ التزام اور چیز ہے دوام اور چیز ہے اور دوام یعنی مستحب چیزوں پر ہمیشگی مطلوب ہے جب تک کوئی عذر ترک کی طرف داعی نہ ہو لیکن اگر کسی مصلحت شرعیہ یا ضرورت طبعیہ سے ترک کر دیا تو ترک میں تنگی نہ ہونا چاہئے اگر تنگی ہوئی تو معلوم ہوگا کہ یہ محض دوام نہ تھا بلکہ التزام مالا یلزم تھا جس کی ممانعت ہے۔(ماخوذ از ملفوظات حضرت حکیم الامت تھانویؒ)

باب فضل صلوٰة القائم على صلوٰة القاعد

بیٹھے کی نماز پر کھڑے کی نماز کی فضیلت کا بیان

اخبرنا عبيد الله بن سعيد قال حدثنا يحيىٰ عن سفيان قال حدثنا منصور عن هلال بن يساف عن ابى يحيىٰ عن عبد الله بن عمرو قال رأيت النبى صلى الله عليه وسلم يصلى جالسا فقلت حدثت انك قلت ان صلوٰة القاعد على النصف من صلوٰة القائم وانت تصلى قاعداً قال اجل ولٰكنى لست كاحدٍ منكم.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھے نماز پڑھتے دیکھا پس میں نے عرض کیا کہ مجھ سے تو یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا بیٹھے کی نماز کھڑے کی نماز سے آدھے پر ہے حالانکہ آپ بیٹھے نماز پڑھ رہے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں لیکن میں تم جیسے نہیں ہوں۔

تشریح: جب حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ حضور آپ نے تو یہ فرمایا کہ جس نے بیٹھ کر نماز (نفل) پڑھی اس کے لئے کھڑے کا آدھا ثواب ہے حالانکہ آپ بیٹھے نماز پڑھ رہے ہیں اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں میں نے بیشک کہا تھا جو تم نے بیان کیا ہے لیکن بات یہ ہے کہ میرے اور تم میں فرق ہے تم اپنے کو مجھ پر قیاس نہ کرو کیوں کہ اگر میں بیٹھے بھی پڑھوں تب بھی میرے ثواب میں کمی نہیں ہوتی بلکہ مجھے کھڑے کا ثواب ملتا ہے معلوم ہوا کہ یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ایک خاص چیز تھی۔(قاله النوویؒ وغيرهم)

فضل صلوٰة القاعد على صلوٰة النائم

لیٹے کی نماز پر بیٹھے کی نماز کی فضیلت

اخبرنا حميد بن مسعدة عن سفيان بن حبيب عن حسين المعلم عن عبد الله بن بريدة عن

عمران بن حصین قال سألت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن الذی یصلی قاعداً قال من صلی قآئماً فھو افضل ومن صلی قاعداً فلہ نصف اجر القآئم ومن صلی نآئماً فلہ نصف اجر القاعد.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو بیٹھ کر نماز پڑھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کھڑے نماز پڑھی تو وہ افضل ہے اور جس نے بیٹھے پڑھی اس کے واسطے کھڑے کا آدھا ثواب ہے اور جس نے لیٹے پڑھی اس کے لئے بیٹھنے کا آدھا ثواب ہے۔

تشریح: حضرت حسن بصریؒ ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ لیٹ کر بھی نفل پڑھنا درست ہے، لیکن جمہور علماء کے نزدیک لیٹ کر نفل پڑھنا بغیر عذر کے جائز نہیں، لہٰذا حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث کے معنی میں اشکال پیش آیا ہے کہ یہ فرض پڑھنے والے کے حق میں ہے یا نفل پڑھنے والے کے حق میں پھر معذور کے لئے یا غیر معذور کے لئے اگر غیر معذور متنفل کے لئے ہے تو جمہور علماء کے مسلک پر "من صلی نائماً الخ" کا کوئی مطلب نہیں بنتا کیوں کہ ان کے یہاں تندرست آدمی کے لئے لیٹ کر نفل پڑھنا درست نہیں اور اگر فرض پڑھنے والے کے حق میں مانا جائے تو وہ اگر کھڑے ہونے پر قادر ہے تو اس کے لئے بیٹھے نماز پڑھنا ہی جائز نہیں اور وہ اگر معذور مریض ہو جس کی وجہ سے قیام پر قدرت نہ رکھتا ہوں تو پھر بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں اس کے لئے کھڑے کا نصف ثواب صحیح نہیں بلکہ عذر کے وقت ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی پورا ثواب ملتا ہے، چنانچہ مسند احمد وغیرہ کی احادیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی اپنے اعمال بوجہ مرض وغیرہ کے اب نہیں کر سکتا حالانکہ تندرستی میں ان کی ادائیگی کا معمول تھا تو ان کا ثواب بغیر عمل کے فضل کی راہ سے لکھا جاتا ہے تو یہاں بھی پورا ثواب ملے گا جبکہ عذر کی وجہ سے قیام پر قدرت نہ رکھتا ہو اس کے جواب میں شارحین کہتے ہیں کہ یہ حدیث معذور ہی کے حق میں ہے لیکن معذور کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ جو کسی طرح کھڑا نہیں ہوسکتا دوسرے وہ جو اگر چاہے تو کھڑا ہوسکتا ہے لیکن بہت تکلیف ومشقت کے ساتھ تو اس دوسری قسم کے معذور کے لئے جبکہ بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز پڑھے گا نصف ثواب کھڑے کا یا بیٹھے کا یا یوں کہا جائے کہ مقصد اس حدیث سے اجر صلوٰۃ کا بیان ہے تندرست اور مریض فرائض اور نوافل سے قطع نظر صرف نماز کا ثواب اصلی بیان کرنا مقصود ہے دیکھو قائم کا اجر بڑھ جاتا ہے قاعد کے اجر سے اور قاعد کا ثواب بہ نسبت قائم کے نصف ہے اور لیٹ کر پڑھنے والے کا ثواب کم ہے قاعد سے قاعد کا بہ نسبت اس کے زیادہ ثواب ہے پس حتی الامکان زیادہ ثواب حاصل کرو یہ نہ ہو کہ ہمت ہار دو یہ الگ امر رہا کہ ممکن ہے کہ مریض کو بوجہ عذر کے قائم سے زیادہ ثواب عطا فرمائے لیکن محمل حدیث کیا ہے صحیح ہے یا مریض اور فرض ہے یا نفل اس حدیث کو اس سے بحث نہیں بلکہ حدیث اس سے ساکت ہے۔ (از تقریر ترمذی شیخ الھندؒ)

باب کیف صلوٰۃ القاعد

بیٹھے کی نماز کے طریقے کا بیان

اخبرنا ھارون بن عبد اللّٰہ قال حدثنا ابو داؤد الحفری عن حفص عن حمید عن عبد اللّٰہ بن شقیق عن عائشۃ قالت رأیت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یصلی متربعا قال ابو عبد الرحمن لا اعلم

احد اروىٰ هذا الحديث غير ابى داؤد وهو ثقة ولا احسب هذا الحديث الا خطأً والله تعالىٰ اعلم.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چارزانو بیٹھ کر نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

امام نسائیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ اس حدیث کو سوائے ابی داؤد کے کسی اور نے بھی روایت کیا ہو اور اپنے خیال کے مطابق یہ حدیث صحیح نہیں، ہاں ابوداؤد ثقہ ہیں۔ (والله تعالىٰ اعلم)

تشریح: نوافل میں کس طرح بیٹھنا چاہئے اس کی کیفیت میں اختلاف ہے ہمارے نزدیک بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہر نفل نماز میں تشہد کی ہیئت پر بیٹھے۔ (كذافي در المختار)

ابن عابدینؒ کے قول کے مطابق یہ امام زفر کا قول ہے اور ایک روایت ہے امام اعظم سے فقیہ اللیثؒ فرماتے ہیں اسی پر فتویٰ ہے اور امام اعظم ابوحنیفہؒ سے منقول ہے کہ نفل پڑھنے والے کو قعود وتربع اور احتباء کے طریقوں سے کسی ایک طریقہ پر بیٹھنے کی اجازت ہے، "وتمامه فى البحر" اور "نهر" کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف تعیین افضل میں ہے ورنہ جس طریقے پر بھی بیٹھے اس کے جواز میں کوئی شک نہیں۔ (فتح الملهم: ۲/۲۸۶)

"قال ابو عبد الرحمن لا علم احدا الخ" اس حدیث میں کوئی غلطی نہیں ہوئی اس لئے کہ فعل کی حکایت کی ہے گو ایک بار سہی اور اس میں دوام واستمرار پر دلالت کرنے والا کوئی قرینہ نہیں لہٰذا حدیث باب سے عذر کی صورت میں چارزانو بیٹھ کر جواز صلوٰۃ معلوم ہوا۔ (كذا فى الحاشية، بحواله مولانا رفيع الدين رحمه الله تعالىٰ)

باب كيف القراءة بالليل

رات میں قراءۃ کی کیفیت کا بیان

اخبرنا شعيب بن يوسف قال حدثنا عبد الرحمن عن معاوية ابن صالح عن عبد الله بن ابى قيس قال سألت عائشة كيف كانت قرأة رسول الله صلى الله عليه وسلم بالليل ايجهرام يسر قالت كل ذلك قد كان يفعل ربما جهر وربما اسر.

عبداللہ بن ابی قیس سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأۃ رات کے وقت کس طرح ہوتی تھی کیا بلند آواز سے پڑھتے یا آہستہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ہر طرح سے پڑھتے تھے کبھی جہر کے ساتھ پڑھتے اور کبھی آہستہ۔

فضل السرّ على الجهر

جہری قرأۃ پر پوشیدہ قرأۃ کی فضیلت

اخبرنا هارون بن محمد بن بكار بن بلال قال حدثنا محمد يعنى ابن سميع قال حدثنا زيد يعنى

ابن واقد عن کثیربن مرة ان عقبة بن عامر حدثهم ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال ان الذی یجهر بالقرآن کالذی یجهر بالصدقة والذی یسرّ بالقرآن کالذی یسرّ بالصدقة.

کثیر بن مرہ سے روایت ہے کہ عقبہ بن عامر نے ان سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص قرآن جہر کے ساتھ پڑھتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو کھلم کھلا صدقہ کرتا ہے اور جو قرآن آہستہ پڑھتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو پوشیدہ صدقہ کرتا ہے۔

تشریح: ظاہر حدیث سے معلوم ہوا کہ قرأت جہری سے قرأت سری افضل ہے جیسا کہ اس کی طرف مصنفؒ نے بذریعہ عنوان اشارہ کیا ہے لیکن بعض روایات میں آیا ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تہجد میں قرآن آہستہ پڑھ رہے تھے تو ان سے حضور ﷺ نے فرمایا ذرا بلند آواز سے پڑھنا اس سے معلوم ہوا کہ قرأت میں اعتدال افضل ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں جہر کو مبالغہ پر محمول کیا جائے اور سر یعنی آہستہ پڑھنے کو اعتدال پر یا یہ کہ اس حدیث کو اس پر محمول کریں گے جبکہ حالت آہستہ پڑھنے کو مقتضی ہو ورنہ درحقیقت اعتدال فی القرأت افضل ہے۔(واللّٰه تعالٰی اعلم، حاشیة الامام السندیؒ: ۱/۲۴۵)

باب تسویة القیام والرکوع والقیام بعد الرکوع والسجود والجلوس بین السجدتین فی قیام اللیل

تہجد میں قیام ورکوع وقیام بعد رکوع وسجود اور دو سجدوں کے درمیان قعود سب برابر کرنے کا بیان

اخبرنا الحسین بن منصور قال حدثنا عبد اللّٰه بن نمیر قال حدثنا الاعمش عن سعد بن عبیدة عن المستورد بن الاحنف عن صلة بن زفر عن حذیفة قال صلیت مع النبی صلی اللّٰه علیه وسلم لیلة فافتتح البقرة فقلت یرکع عند المأة فمضی فقلت یرکع عند المأتین فمضی فقلت یصلی بها فی رکعة فمضی فافتتح النساء فقرئها ثم افتتح اٰل عمران فقرأها یقرأ مترسلاً اذا مرّ بأیة فیها تسبیح سبح واذا مرّ بالسوال سأل واذا مرّ بتعوذ تعوذ ثم رکع فقال سبحان ربی العظیم فکان رکوعه نحو امن قیامه ثم رفع رأسه فقال سمع اللّٰه لمن حمده فکان قیامه قریبا من رکوعه ثم سجد فجعل یقول سبحان ربی الاعلٰی فکان سجوده قریبا من رکوعه.

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ ایک رات نماز پڑھی آپ نے سورۃ بقرہ شروع فرمائی میں نے کہا (اپنے دل میں) سو آیتیں پڑھ کر رکوع کریں گے پس اتنی آیتیں پڑھیں، میں نے کہا دو سو آیات کے بعد رکوع کریں گے پس دو سو آیات پڑھ لیں میں نے کہا پوری سورہ پہلی رکعت میں پڑھ کر رکوع کریں گے، تو سورۃ بقرہ پوری پڑھ لی (مگر رکوع نہیں کیا آگے چلتے رہے) پس سورۂ نساء شروع کی اس کو بھی پڑھ لیا پھر سورۂ آل عمران شروع کی اس کو بھی پڑھ لیا ترتیل سے یعنی آہستہ آہستہ اور صاف صاف پڑھتے تھے جب کسی آیت پر گذرتے جس میں تسبیح ہوتی تو تسبیح پڑھتے اور جب کسی ذکر جنت کی آیت پر گذرتے تو اسے مانگتے اور جب کسی آیت عذاب پر گذرتے تو اس سے پناہ مانگتے پھر

رکوع کیا اس میں سبحان ربی العظیم پڑھا آپ کا رکوع قریب قریب قیام کے برابر ہوتا تھا پھر رکوع سے سمع اللہ لمن حمدہ کہتے ہوئے سر اٹھایا تو آپ کا قیام بعد رکوع قریب قریب رکوع کے برابر تھا پھر سجدہ کیا سجدے میں سبحان ربی الاعلیٰ پڑھتے رہے تو آپ کا سجدہ قریب قریب رکوع کے برابر تھا۔

اخبرنا اسحق بن ابراهيم قال حدثنا النضر بن محمد المروزیؒ ثقة قال حدثنا العلاء بن المسيب عن عمرو بن مرة عن طلحة بن يزيد الانصاری عن حذيفة انه صلى مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فی رمضان فركع فقال فی ركوعه سبحان ربی العظيم مثل ما كان قائماً ثم جلس يقول رب اغفرلی رب اغفرلی مثل ماكان قائماً ثم سجد فقال سبحان ربی الاعلٰی مثل ماكان قائماً فما صلى الا اربع ركعات حتى جاء بلال الى الغداة قال ابو عبد الرحمن هذا الحديث عندی مرسل الخ.

طلحہ بن یزید انصاریؒ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان میں نماز پڑھی پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا تو رکوع میں اتنی دیر تک "**سبحان ربی العظیم**" پڑھتے رہے جتنی دیر تک کھڑے رہے تھے پھر بیٹھے اور پڑھتے رہے "**رب اغفرلی رب اغفرلی**" اتنی دیر تک کہ جتنی دیر تک قیام کیا تھا پھر سجدہ کیا تو سجدے میں اتنی دیر تک "**سبحان ربی الاعلٰی**" پڑھتے رہے جتنی دیر تک قیام کیا تھا پس چار رکعتیں پڑھیں حتیٰ کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز صبح کے واسطے بلانے آ گئے۔

تشریح: حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں اداء کی وہ نفل تھی اور نفل نماز میں جنت کا سوال کرنا جبکہ ایسی آیت پر گذرے جس میں جنت کا ذکر ہو اور عذاب سے پناہ چاہنا جبکہ عذاب جہنم والی آیت پر گذرے جائز ہے اس کی اجازت اس حدیث سے معلوم ہوتی ہے۔

اور اس نماز میں عادۃ اور معمول سے زیادہ بہت طویل قیام کیا اسی طرح رکوع بھی بہت طویل کیا جیسا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "**فكان ركوعه نحوا من قيامه**" اس کا یہ مطلب نہیں کہ قیام اور رکوع دونوں کے درمیان کوئی تفاوت نہ تھا دونوں بالکل برابر تھے بلکہ مطلب وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے اسی طرح قیام بعد رکوع اور سجدے کا حال ہے۔ **(واللہ تعالٰی اعلم)**

دوسرا مسئلہ یہ بھی معلوم ہوا کہ نفل نماز کی قرأت میں ترتیب بین السور ضروری نہیں چنانچہ در المختار میں لکھا ہے "**ويكره الفصل بسورة قصيرة وان يقرأ منكو سا الااذا ختم فيقرأ من البقرة ثم قال ولايكره فی النفل شیء من ذلك، واللہ تعالٰی اعلم بالصواب**"

دوسری حدیث بھی حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اس حدیث میں وہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکعتیں پڑھیں ظاہر تو یہی ہے کہ یہ دوسرا واقعہ ہے کیوں کہ ان میں یہ سورتیں پڑھی ہیں پہلی رکعت میں سورۂ بقرہ دوسری میں آل عمران تیسری میں سورۂ نساء اور چوتھی میں سورۂ مائدہ یا انعام اس کی تصریح ابوداؤد کی روایت میں بھی ہے "**باب مايقول الرجل فی ركوعه وسجوده**" کے تحت ملاحظہ ہو نسائی کی روایت مختصر ہے کیوں کہ اس میں سورتوں کا ذکر نہیں نیز طلحہ بن یزید انصاریؒ

اس کو رمضان کا واقعہ بتلاتے ہیں غرض قرائن سے معلوم ہوا کہ یہ دوسرا واقعہ ہے۔

"قال ابو عبد الرحمن هذا الحديث عندی مرسل الخ" امام نسائیؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ حدیث مرسل ہے کیوں کہ طلحہ بن یزید انصاری نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ نہیں سنا ہاں بواسطہ سنا ہے جس کو عمرو بن مرۃ کے شاگرد علاء بن میتب نے حذف کر دیا مگر ان کے دوسرے شاگرد شعبہ اس واسطہ کو بیان کرتے ہیں جو طلحہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان ہے چنانچہ ابوداؤد میں ہے کہ شعبہؒ نے ابی حمزہ یعنی طلحہ بن یزید انصاری اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیاں رجل من عبس کا واسطہ بیان کیا ہے اور تقریب میں لکھا ہے کہ اس رجل سے مراد صلۃ بن زفر ہیں تو علاء بن میتب نے اس واسطہ کو چھوڑ دیا ہے اس لئے یہ حدیث مرسل ہوئی۔

باب كيف صلوٰة الليل

صلوٰۃ لیل کس طرح پڑھی جائے اس کا بیان

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا محمد ابن جعفر وعبد الرحمن قالا حدثنا شعبة عن يعلى بن عطاء انه سمع علياً الازدی انه سمع ابن عمر يحدث عن النبی صلی اللّٰہ عليه وسلم قال صلوٰة الليل والنهار مثنیٰ مثنیٰ قال ابو عبد الرحمن هذا الحديث عندی خطاء واللّٰہ تعالیٰ اعلم.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کہ رات اور دن کی نماز دو دو رکعات ہیں۔

اخبرنا محمد بن قدامة قال حدثنا جرير عن منصور عن حبيب عن طآوس قال قال ابن عمر سأل رجل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ عليه وسلم عن صلوٰة الليل فقال مثنیٰ مثنیٰ فاذا خشيت الصبح فواحدة.

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز شب کے متعلق دریافت کیا آپ نے فرمایا دو دو رکعتیں ہیں اور جب تمہیں صبح کا خوف ہو (یعنی تاخیر سے طلوع فجر کا خوف ہو) تو ایک رکعت پڑھ لے۔

اخبرنا عمرو بن عثمان ومحمد بن صدقة قالا حدثنا محمد بن حرب عن الزبيدی عن الزهری عن سالم عن ابيه عن النبی صلی اللّٰہ عليه وسلم قال صلوٰة الليل مثنیٰ مثنیٰ فاذا خفت الصبح فاوتر بواحدة.

سالم اپنے والد سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ رات کی نماز دو دو رکعت ہیں اور جب صبح کا خوف ہو تو ایک رکعت سے وتر بنا لیا کرو۔

اخبرنا محمد بن منصور حدثنا سفيان عن ابن ابی لبيد عن ابی سلمة عن ابن عمر قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ عليه وسلم علی المنبر يسأل عن صلوٰة الليل فقال مثنیٰ مثنیٰ فاذا خفت الصبح فاوتر بركعة.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر فرماتے سنا جبکہ آپ

سے صلوٰۃ اللیل کے متعلق سوال کیا گیا کہ دو دو رکعت ہیں اور جب تمہیں صبح کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت کے ساتھ وتر بنا لیا کرو۔

اخبرنا موسٰی بن سعید قال حدثنا احمد بن عبد اللّٰہ بن یونس قال حدثنا زهیر قال حدثنا الحسن بن الحر قال حدثنا نافع ان ابن عمر اخبرهم ان رجلاً سأل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم عن صلوٰۃ اللیل قال مثنیٰ مثنیٰ فان خشی احدکم الصبح فلیوتر بواحدة.

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نافع کو خبر دی کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز شب کے بارے میں سوال کیا آپ نے فرمایا دو دو رکعت ہیں اور اگر تم میں سے کسی کو صبح کا خوف ہو تو ایک رکعت سے وتر بنا لیا کرے۔

اخبرنا قتیبة حدثنا اللیث عن نافع عن ابن عمر عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال صلوٰۃ اللیل مثنیٰ مثنیٰ فاذا خفت الصبح فاوتر بواحدة.

نافع ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں اور جب تمہیں صبح کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت سے وتر بنا لیا کرو۔

اخبرنا احمد بن محمد بن المغیرة قال حدثنا عثمان عن شعیب عن الزهری عن سالم عن ابن عمر قال سأل رجل من المسلمین رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم کیف صلوٰۃ اللیل فقال صلوٰۃ اللیل مثنٰی مثنٰی فاذا خفت الصبح فاوتر بواحدة.

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا رات کی نماز کس طرح ہے آپ نے فرمایا رات کی نماز دو دو رکعت ہیں اور جب تم کو صبح کا خوف ہو تو ایک رکعت سے وتر بنا لیا کرو۔

اخبرنا محمد بن یحیٰی قال حدثنا یعقوب بن ابراهیم قال حدثنا ابن اخی ابن شهاب عن عمه قال اخبرنی حمید بن عبد الرحمن ان عبد اللّٰہ بن عمر اخبره ان رجلا سأل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم عن صلوٰۃ اللیل فقال صلی اللّٰہ علیه وسلم صلوٰۃ اللیل مثنٰی مثنٰی فاذا خشیت الصبح فاوتر بواحدة.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز شب کے متعلق دریافت کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کی نماز دو دو رکعت ہیں اور جب تم کو صبح کا خوف ہو تو ایک رکعت کے ساتھ وتر بنا لیا کرو۔

اخبرنا احمد بن الهیثم قال حدثنا حرملة قال حدثنا ابن وهب قال اخبرنی عمرو بن الحارث ان ابن شهاب حدثهٗ ان سالم بن عبد اللّٰہ وحمید بن عبدالرحمن حدثاه عن عبد اللّٰہ بن عمر قال قام رجل فقال یا رسول اللّٰہ کیف صلوٰۃ اللیل فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم صلوٰۃ اللیل مثنٰی مثنٰی فاذا خفت الصبح فاوتر بواحدة.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں ایک آدمی کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ نماز

شب کس طرح ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں پھر جب آپ کو طلوع صبح کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت کے ساتھ وتر پڑھ لیجئے۔

تشریح: اس حدیث سے امام شافعیؒ کے مسلک کی تائید ہوتی ہے ان کا مسلک یہ ہے کہ رات اور دن کی نوافل کو دو دو رکعت کر کے پڑھنا افضل ہے ان کا استدلال حدیث "**باب صلوٰة الليل والنهار مثنٰى مثنٰى**" سے ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک رات اور دن میں چار چار رکعت کر کے پڑھنا افضل ہے آپ کے مسلک کی تائید حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ہوتی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "**من صلى قبل الظهر اربعا كانما تهجد من ليلته ومن صلا هن بعد العشاء كان كمثلهن من ليلة القدر**" (**رواه سعيد بن منصور في سننه**) اور بیہقیؒ نے اس کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے اور ان کا قول قرار دیا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں "**من صلى اربعاً بعد العشاء كان كمثلهن من ليلة القدر**" لیکن قول حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اس کے بارے میں اپنی طرف سے نہیں ہوسکتا ضرور حضور ﷺ سے سنا ہوگا اور دن کے نوافل چار چار کر کے پڑھنے کی تائید حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث سے ہوتی ہے جب ان سے سوال کیا گیا کہ حضور ﷺ چاشت کی کتنی رکعت پڑھتے تو انہوں نے فرمایا "**اربع ركعات ويزيد ماشاء**" (**رواه مسلم**) امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک افضل رات میں دو دو رکعت ہیں اور دن میں چار چار ہیں "**قيل وبه يفتي قال الشامي وبه يفتي**" یعنی رات میں دو دو رکعت کر کے پڑھنا افضل ہے جیسا کہ صاحبین کا قول ہے اور اسی پر فتویٰ دیا گیا ہے۔

امام شافعیؒ کے استدلال کا جواب:

امام شافعیؒ نے جس حدیث سے استدلال کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے کیوں کہ اس کے بارے میں امام نسائی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں لفظ والنہار کی زیادتی غلط ہے اور امام نسائیؒ نے سنن کبریٰ میں کہا کہ اس کی اسناد جید ہے مگر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصحاب میں سے ایک جماعت نے راوی علی ازدی کی مخالفت کی ہے اس جماعت محدثین نے اس حدیث میں والنہار کا لفظ ذکر نہیں کیا نیز امام ترمذی نے فرمایا کہ شعبہ کے شاگردوں میں اختلاف ہوا بعض نے اس حدیث کو موقوفاً یعنی قول ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کیا ہے، اور بعض نے مرفوعاً روایت کیا اور صحیح وہ حدیث ہے جس کو ثقہ راویوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور ثقات نے صلوٰۃ النہار کا ذکر نہیں کیا صرف رات کی نماز دو دو رکعت روایت کی نیز حافظ ابن عبد البرؒ نے کہا کہ النہار کا لفظ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صرف علی ازدی نے نقل کیا ہے ان کے علاوہ کسی اور شاگرد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نہیں کیا ہے اور امام ابن معین اس حدیث علی ابن عبداللہ ازدی کو ضعیف قرار دیتے تھے اور اسے قابل استدلال نہ سمجھتے تھے اور فرماتے تھے کہ نافع اور عبداللہ بن دینار اور ایک جماعت محدثین نے اس حدیث کو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغیر النہار کے روایت کیا ہے اور علامہ ابن عبد البر نے اپنی سند سے یحییٰ ابن معین سے یہ الفاظ نقل کئے ہیں "**صلوٰة النهار اربع لايفصل بينهن**" ان سے کسی نے ذکر کیا کہ امام احمد بن حنبلؒ تو فرماتے ہیں "**صلوٰة الليل**

والنهار مثنیٰ مثنیٰ'' توامام ابن معین نے پوچھا کہ وہ یہ بات کس حدیث کی بناء پر کہتے ہیں تو ان کو بتلایا حدیث ازدی کی بناء پر کہتے ہیں تو ابن معین نے فرمایا کون ازدی ہے کہ میں اس کی حدیث کو قبول کروں اور یحییٰ بن سعید انصاری کی حدیث کو چھوڑ دوں جو انہوں نے نافع سے وہ ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کی ہے "انه كان يتطوع بالنهار اربعاً لا يفصل بينهن" اب اگر حدیث ازدی صحیح ہوتی تو ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ان کی شدۃ اتباع نبوی کے باوجود مخالفت نہ کرتے بہر حال اس تفصیل مذکور کے پیش نظر حدیث علی ازدی سے شوافع کا استدلال درست نہیں۔ (فتح الملهم مختصراً)

باب کی دوسری حدیث میں آیا ہے "فاذا خشيت الصبح فواحدة" اور تیسری حدیث میں ہے "فاوتر بواحدة" اس سے استدلال کرتے ہوئے شوافع کہتے ہیں کہ وتر ایک رکعت کے ساتھ جائز ہے، حنفیہ کہتے ہیں کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ ایک کو ملا کر دو کو وتر بنالیا کرو کیوں کہ در حقیقت وتر ایک ہی ہوتا ہے مجموعہ کو بھی وتر اسی کی وجہ سے کہتے ہیں پانچ اور سات یہ سب ایک ہی کی وجہ سے وتر ہیں نہ فی نفسہ حاصل یہ ہے کہ جب صبح قریب ہو تو تین کی نیت کر لو دو میں ایک ملا کر وتر کر لو۔ (ازتقرير ترمذی شيخ الهند ؒ)

باب الامر بالوتر

وتر کا حکم دینا

اخبرنا هناد بن السری عن ابی بکر بن عیاش عن ابی اسحاق عن عاصم وهو ابن ضمرة عن علی رضی الله عنه قال اوتر رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم قال یا اهل القرآن اوتروا فان الله عزوجل وتر یحب الوتر.

حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے وتر پڑھا پھر فرمایا اے اہل قرآن وتر پڑھا کرو کیوں کہ اللہ عزوجل وتر ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے۔

اخبرنی محمد بن اسماعیل بن ابراهیم عن ابی نعیم عن سفیان عن ابی اسحاق عن عاصم بن ضمرة عن علی رضی الله عنه قال الوتر لیس بحتم کهیئة المکتوبة ولکنه سنة سنها رسول الله صلی الله علیه وسلم.

حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ وتر فرض نماز کی طرح لازمی نہیں لیکن سنت ہے اس کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے جاری کیا ہے۔

تشریح: حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی اس حدیث میں آیا ہے کہ اللہ بزرگ و برتر وتر ہے یحب الوتر کہ وتر کو پسند کرتا ہے اس کی تشریح میں علامہ طیبی ؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں واحد ہے انقسام کو قبول نہیں کرتا اور واحد اپنی صفات میں اس کا کوئی نہ مشابہ ہے اور نہ اس کا کوئی مثل ہے اور واحد ہے اپنے افعال میں اس کا کوئی شریک نہیں اور نہ کوئی معین و مددگار ہے وہ وتر کو پسند کرتا ہے یعنی وتر پڑھنے پر ثواب دیتا ہے اور عامل بالوتر کے عمل وتر کو قبول کرتا ہے اے قرآن والوں تم وتر پڑھا کرو۔

یہاں اہل قرآن سے مراد ایمان والے ہیں کیوں کہ لفظ اہل عام ہے جو ہر اس شخص کو شامل ہے جس نے قرآن پر ایمان لایا ہے خواہ اس کو پڑھے یا نہ پڑھے البتہ ان میں سے اکمل وہی شخص ہے جس نے قرآن پڑھا اور یاد کیا اور دوسروں کو سکھایا اور تلاوت کرتا رہا اور احکام قرآنی پر عمل کرتا رہا۔ (مرقات: ۱۶۸/۳)

وتر کے بارے میں اختلاف ہے، امام ابوحنیفہؒ سے تین روایات ہیں، ایک تو یہ ہے کہ وتر حق عمل میں فرض اور حق اعتقاد میں واجب ہے دوم واجب ہے یہی آپ کا ظاہر مذہب ہے سوم سنت موکدہ ہے صاحبین اور اکثر علماء کا قول ہے کہ وتر سنت ہے۔

دلائل امام اعظمؒ:

❶ حدیث باب "**یا اهل القرآن اوتروا**" میں امر کا لفظ وجوب کے لئے ہے جس سے معلوم ہوا کہ وتر واجب ہے۔

❷ حضرت خارجہ بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے وجوب وتر ثابت ہوتا ہے وہ فرماتے ہیں "**خرج علینا رسول الله صلی الله علیه وسلم وقال ان الله امد کم بصلاة هی خیر لکم من حمر النعم الوتر الخ**" حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو حاکم اور ابن سکن نے صحیح کہا ہے جنھوں نے اس پر کلام کیا ہے اس کا جواب فتح القدیر میں موجود ہے جس کو شوق ہو دیکھ لے نیز ایک اور روایت میں آیا ہے "**ان الله زاد کم صلوٰه وهی الوتر الخ**" یہ ابوبصرہ غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے، ملک العلماء علامہ کاسانیؒ نے بدائع میں لکھا ہے کہ امداد وتر اور اضافہ صلوٰۃ خمسہ پر ہوا ہے اور زیادت مزید علیہ کے جنس سے ہوتی ہے نیز امداد و زیادت مقدر پر ہوتی ہے اور وہ فرض ہے کیوں کہ نفل مقدر نہیں اس کا اضافہ بندہ اپنی طرف سے کرتا ہے گویا بندہ بڑھا رہا ہے لہٰذا نفل پر زیادت نہیں ہوسکتی اور جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اضافہ کیا جائے اس کے متعلق یہی کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اضافہ فرمایا تو خدا کی طرف نسبت اس چیز کی ہوتی ہے جس کا التزام اد ہر سے ہو ہمارے کسب و انتخاب کو دخل نہ ہو اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ اللہ نے بڑھادی ہے اس بات کی دلیل ہے کہ صلوٰۃ وتر کو ہمارے اختیار پر نہیں چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کی طرف اضافہ کی نسبت اور وقت متعین کرنا نماز وتر کا یہ قرائن بتارہا ہے کہ اس کا مرتبہ سنن سے زیادہ ہے اور فرض سے کم بلکہ دونوں کے بیچ میں ایک درجہ ہے اسی کو ہم واجب کہتے ہیں۔

❸ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے بھی وتر کا واجب ہونا معلوم ہوتا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا "**الوتر حق فمن لم یوتر فلیس منا (قاله ثلثا)**" (رواه ابوداؤد) اور امام احمد اور حاکم نے بھی اس کو روایت کیا ہے اور فرمایا کہ اس کی اسناد صحیح ہے (**قاله المنذری**) دیکھئے تین بار کے تکرار کے ساتھ تارک وتر کو اپنی امت کی جماعت سے نکال دینے کی بات اس پر دلالت کرتی ہے کہ وتر واجب ہے۔

❹ حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "**من نام عن الوتر اونسیه فلیصل اذا ذکروا ذا استیقظ**" (**رواه الترمذی وأبوداؤد وابن ماجه**) اس حدیث سے بھی امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کی تائید ہوتی ہے کیوں کہ اس میں نماز وتر کی قضاء کا حکم دیا ہے اور قضاء کا حکم دینا وجوب وتر کی دلیل ہے۔

❺ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عمر سفر میں وحضر میں وتر پر مواظبت فرمائی کبھی ترک نہیں فرمایا اور اسی طرح تمام صحابہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے وتر پر مواظبت کی اوران کا تعامل رہا ہے تو یہ سب سے بڑی دلیل ہے وجوب وتر کی۔

امام ابوحنیفہؒ وجوب وتر کے قول میں منفرد نہیں:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ وجوب وتر کے قول میں منفرد ہیں، ان کا یہ قول درست نہیں دیگر حضرات بھی وجوب کے قائل ہیں چنانچہ قاضی ابوبکر بن العربیؒ نے لکھا ہے کہ مالکیہ میں سے سخنون اور اصبغ بن الفرج وجوب وتر کے قائل تھے نیز ابن بطال نے وجوب وتر کو حضرت ابن مسعود اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ابراہیم نخعیؒ سے نقل کیا ہے اور امام شافعیؒ کے شیخ یوسف بن خالد السمتیؒ بھی وجوب کے قائل تھے نیز ابن شیبہؒ نے بھی وجوب کا قول حضرت سعید بن المسیبؒ اور ابوعبیدۃ بن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ضحاکؒ سے نقل کیا ہے۔ (کما فی عمدۃ القاری)

دلائل ائمہ ثلاثہ وغیرہم:

ان کا استدلال حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد سے ہے جو باب کے تحت مذکور ہے "الوتر لیس بحتم الخ" حنفیہ اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ اس سے واجب کی نفی نہیں ہوسکتی ہاں یہ نفی فرضیت کی دلیل ہے چنانچہ کہیأۃ المکتوبہ کے الفاظ اس پر دلالت کررہے ہیں اور حنفیہ تو وتر کو فرض نہیں کہتے کیوں کہ فرض نمازیں پانچ مقرر فرمائی ہیں وتر فرض نہیں مگر واجب ہے جیسے عیدین کی نماز اور اسی جہت سے اس کا منکر کافر نہیں کیوں کہ اس کا ثبوت بدلیل سنت ہے جو دلالت قطعی نہیں لہٰذا اس کے منکر کی تکفیر نہ ہوگی۔

❷ ان کا دوسرا استدلال حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر وتر پڑھتے تھے، اب اگر وتر واجب ہوتا تو اسے نوافل کی طرح سواری پر کیوں پڑھتے تھے اس کے جواب میں حنفیہ کہتے ہیں کہ یہ ایک واقعہ جزئیہ ہے جس میں عموم نہیں ہوتا شاید کسی عذر سے پڑھا ہو کیچڑ اور بارش وغیرہ کے عذر سے فرض نماز سواری پر باتفاق علماء جائز ہے یا وجوب وتر سے پہلے سواری پر پڑھتے تھے کیوں کہ وجوب وتر وجوب صلوٰۃ خمسہ کے ساتھ ہی نہیں ہوا بلکہ اس کا وجوب بعد میں ہوا تو روایت مذکورہ میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بات فرمارہے ہیں وہ وجوب وتر سے قبل کی بات تھی ورنہ وہ خود وتر کے لئے زمین پر کیوں اترتے تھے، چنانچہ امام طحاویؒ حنظلہ بن ابی سفیان سے وہ نافع سے وہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر نفل نماز سواری پر اور وتر زمین پر پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کرتے تھے تو ان کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سواری پر وتر پڑھنا یا تو اس وقت کا واقعہ ہے جبکہ وتر واجب نہ ہوا تھا یا عذر کی وجہ سے سواری پر پڑھا۔

❸ ان کا تیسرا استدلال اس روایت سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن بھیجا اور ابن حبانؒ کے قول کے مطابق اپنی وفات سے چند روز پہلے بھیجا تھا تو من جملہ پیغام کے یہ بھی فرمایا کہ اہل یمن کو بتلا دینا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن ورات میں پانچ نمازیں فرض فرمائیں ہیں اب اگر وتر پڑھنا فرض یا واجب ہوتا تو تاخیر جائز نہ ہوتی بلکہ اسی وقت صلوٰۃ خمسہ کے ساتھ ساتھ وتر کے متعلق بھی ارشاد فرمادیتے کہ اہل یمن کو یہ بھی بتلا دینا کہ وتر واجب ہے اس کے جواب میں حنفیہ کہتے ہیں

شاید وجوب وتر کا حکم حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سفر میں جانے کے بعد دیا گیا ہو۔(فتح الملھم: ۳۰۲/۲)

باب الحث علی الوتر قبل النوم

سونے سے پہلے وتر پڑھنے کی ترغیب کا بیان

اخبرنا سلیمان بن سلم ومحمد بن علی بن الحسن بن شقیق عن النضر بن شمیل قال حدثنا شعبة عن ابی شمر عن ابی عثمان عن ابی ہریرة قال اوصانی خلیلی صلی اللّٰہ علیه وسلم بثلث النوم علی وتر وصیام ثلثة ایام من کل شهر ورکعتی الفجر.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے دوست صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں کی وصیت کی ایک تو وتر پڑھ کر سونے کی دوسری ہر مہینہ میں تین روزوں کی تیسری دو رکعت سنت فجر کی۔

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا محمد قال حدثنا شعبة ثم ذکر کلمة معناها عن عباس الجریری قال سمعت ابا عثمان عن ابی هریرة قال اوصانی خلیلی صلی اللّٰہ علیه وسلم بثلث الوتر اول اللیل ورکعتی الفجر وصوم ثلثة ایام من کل شهر.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے دوست صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتوں کی وصیت فرمائی اوّل شب میں وتر پڑھنے کی اور دو رکعت سنت فجر کی اور ہر مہینہ میں تین دن روزہ رکھنے کی۔

تشریح: حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کے ابتدائی حصہ میں احادیث کثیرہ کو یاد کرنے اور ان کے تکرار میں مشغول رہتے تھے جس کی وجہ سے رات کا کافی حصہ گذر جاتا تھا لہٰذا ان کے لئے رات کو اٹھنا مشکل تھا اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سو جانے سے پہلے وتر پڑھ لینے کی وصیت فرمائی، علاوہ ازیں ممکن ہے اس کا کوئی اور سبب ہو۔(واللّٰہ اعلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص کو آخری شب میں جاگنے پر اعتماد نہ ہو اور وتر فوت ہو جانے کا اندیشہ رکھتا ہو تو وہ سونے سے پہلے اوّل رات میں عشاء کے بعد وتر پڑھ لے اس کے لئے یہی طریقہ افضل ہے اور جو طمع اور اعتماد رکھتا ہو کہ آخر رات میں اٹھے گا تو اس کے لئے آخری شب میں افضل ہے۔(مرقات: ۱۶۵/۳)

باب نهی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم عن الوترین فی لیلة

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک رات میں دو مرتبہ نماز وتر پڑھنے سے ممانعت کا بیان

اخبرنا هناد بن السری عن ملازم بن عمرو قال حدثنی عبد اللّٰہ بن بدر عن قیس بن طلق قال زارنا ابی طلق بن علی فی یوم من رمضان فامسی بنا وقام بنا تلك اللیلة واوتر بنا ثم انحدر الی مسجد فصلی باصحابه حتی بقی الوتر ثم قدم رجلا فقال اوتربهم فانی سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول لا وتران فی لیلة.

قیس بن طلق سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں میرے والد طلق بن علی رمضان کے دن میں ہم سے ملے اور شام تک ہمارے ساتھ رہے اور اسی رات میں ہمیں تراویح کی نماز پڑھائی اور وتر پڑھایا پھر اپنی مسجد میں گئے اور اپنے اصحاب یعنی اہل مسجد کو نماز پڑھائی یہاں تک کہ وتر باقی رہ گیا تو ایک آدمی کو آگے کر دیا (وتر پڑھانے کے لئے) پھر فرمایا ان کو وتر پڑھاؤ کیوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک رات میں دو مرتبہ وتر پڑھنا جائز نہیں۔

تشریح: جمہور ائمہ کے نزدیک تکرار وتر ایک رات میں جائز نہیں مثلاً کہ اگر کوئی شخص رات کے شروع میں فرض عشاء کے بعد وتر پڑھ لے اور سو جائے پھر آخر شب میں اٹھ کر تہجد پڑھے تو حنفیہ اور جمہور ائمہ کے نزدیک دوسری مرتبہ وتر پڑھنا درست نہیں اس صورت میں تہجد کی نماز بغیر وتر کے پڑھ لینا صحیح ہے ان کی دلیل یہ حدیث ہے جو باب کے تحت مذکور ہے۔

ایک شبہ اور اس کا جواب:

یہاں پر ایک شبہ یہ ہے کہ بظاہر یہ حدیث منافی ہے، ارشاد نبوی "اجعلوا آخر صلاتکم وتراً" کے اس کا جواب یہ ہے کہ آخر صلوٰۃ وتر کرنے کا امر اس حدیث میں استحباب پر محمول ہے اس لئے متعدد روایات میں آیا ہے کہ خود حضور ﷺ سے وتر کے بعد دو رکعت پڑھنا ثابت ہے یا یہ کہ اس سے وقت وتر کا بیان مراد ہے کہ اس کا محل صلوٰۃ خمسہ کے اوقات کے آخر میں ہے پس وتر کا وقت نماز عشاء کے بعد ہے یا یہ کہ اس سے مقصود فرائض اور وتر کے درمیان وجوب ترتیب بیان کرنا ہے جیسے فرائض میں ترتیب واجب ہے لہٰذا اداء اور قضاء کے اعتبار سے تقدم وتر فرائض پر درست نہیں۔ (الکوکب الدری: ۳۹۷/۱)

اب رہا یہ سوال کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز تراویح دو مرتبہ ادا کی ہے تو اس کا جواب یہ ہے ممکن ہے کہ انہوں نے اپنے لڑکے قیس بن طلق کے پاس کچھ رکعتیں تراویح کی مع وتر پڑھی ہوں پھر بقیہ تراویح اپنے اصحاب کے ساتھ اپنی مسجد میں ادا کی ہو۔ (بذل المجهود: ۳۳۳/۲)

باب وقت الوتر

وتر کے وقت کا بیان

حدثنا محمد بن المثنی قال حدثنا محمد قلل حدثنا شعبة عن ابی اسحق عن الاسود بن یزید قال سألت عائشة عن صلوٰة رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالت کان ینام اول اللیل ثم یقوم فاذا کان من السحر اوتر ثم اتی فراشه فاذا کان له حاجة الم باهله فاذا سمع الاذان وثب فان کان جنبا افاض علیه من المآء والا توضأ ثم خرج الی الصلوٰة.

اسود بن یزید سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نماز شب کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ اول شب میں سوتے تھے پھر اٹھ کر تہجد پڑھتے پس جب صبح قریب ہوتی تو وتر پڑھتے پھر اپنے بستر پر آتے پھر اگر آپ کو اپنی اہلیہ سے ہم بستری کی رغبت ہوتی تو اس سے ہم بستری کرتے پھر جب

اذان سن لیتے تو فوراً کھڑے ہوجاتے اگر جنبی ہوتے تو غسل فرمالیتے ورنہ وضو کرتے پھر نماز کو تشریف لے جاتے۔

اخبرنا اسحاق بن منصور قال حدثنا عبد الرحمن عن سفیان عن ابی حصین عن یحیٰی بن وثاب عن مسروق عن عائشة قالت اوتر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم من اوله واٰخره واوسطه وانتهی وتره الی السحر.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر پڑھتے تھے اوّل شب میں اور آخر شب میں اور درمیانی شب میں اور آپ آخری عمر میں وتر صبح سے کچھ پہلے پڑھتے تھے۔

اخبرنا قتيبة قال حدثنا الليث عن نافع ان ابن عمر قال من صلی من الليل فليجعل آخر صلاته بالليل وتراً فان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم كان يأمر بذلك.

نافع سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص رات کو نماز پڑھے تو اسے چاہئے کہ اپنی آخری نماز رات کی وتر کو بنالیا کرے کیوں کہ رسول اللہ ﷺ اس کا حکم فرماتے تھے۔

تشریح: نماز وتر کا اصل وقت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عشاء کا وقت ہے اور چونکہ آپ کے نزدیک فرض عشاء اور وتر کے درمیان ترتیب واجب ہے اس لئے وتر کا وقت عشاء کا وقت ہونے کے باوجود اسے فرض عشاء سے پہلے ادا کرنا درست نہیں، اور امام ابو یوسفؒ وغیرہم کے نزدیک وتر کا وقت نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد ہے کیوں کہ ان کے نزدیک وتر سنت ہے لہٰذا تابع فرض عشاء ہے اور یہ جو ہم نے کہا کہ وتر کا وقت امام اعظمؒ کے یہاں وقت عشاء ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر کسی نے عشاء کی نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ فجر طلوع ہوئی تو اس پر قضائے وتر ضروری ہے جیسے قضاء عشاء ضروری ہے اور اگر اس کا وقت اداء صلوٰۃ عشاء کے مابعد کا وقت ہوتو پھر قضائے وتر واجب نہ ہوگی اس لئے کہ بدون فعل عشاء کے مابعد عشاء کا وقت محقق نہیں ہوسکتا اور وقت مستحب وتر کا آخری شب ہے جبکہ وتر فوت ہونے کا خوف نہ ہو اور اگر فوت ہونے کا اندیشہ ہوتو سونے سے پہلے وتر پڑھ لینا واجب ہے۔ (بذل المجهود بحوالة البدائع)

باب الامر بالوتر قبل الصبح

صبح سے پہلے وتر پڑھ لینے کا حکم دینا

اخبرنا عبيد اللّٰہ بن فضالة بن ابراهيم قال اخبرنا محمد وهو ابن المبارك قال حدثنا معاوية وهو ابن السلام بن ابی سلام عن يحيٰی بن ابی كثير قال اخبرنی ابونضرة العوقی انه سمع ابا سعيد الخدری يقول سئل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم عن الوتر فقال اوتروا قبل الصبح.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے وتر کے بارے میں دریافت کیا گیا آپ نے فرمایا وتر پڑھ لیا کرو صبح سے پہلے۔

اخبرنا يحيٰی بن درست قال حدثنا ابو اسماعيل القناد قال حدثنا يحيٰی وهو ابن ابی كثير عن ابی

نضرة عن ابی سعید عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال اوتروا قبل الفجر.

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا وتر پڑھ لیا کرو فجر سے پہلے۔

الوتر بعد الاذان

اذان کے بعد وتر پڑھنے کا بیان

اخبرنا یحیٰی بن حکیم قال حدثنا ابن ابی عدی عن شعبة عن ابراهیم بن محمد بن المنتشر عن ابیه انه کان فی مسجد عمرو بن شرحبیل فاقیمت الصلوٰة فجعلوا ینتظرونه فجاء فقال انی کنت اوتر وقال سئل عبد اللّٰہ هل بعد الاذان وتر قال نعم وبعد الاقامة وحدث عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انه نام عن الصلوٰة حتی طلعت الشمس ثم صلی.

ابراہیم اپنے والد محمد بن منتشر سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد عمرو بن شرحبیل (کوفی) کی مسجد میں تھے نماز کے لئے تکبیر ہو چکی لوگ ان کے انتظار کرنے لگے پھر وہ آ گئے اور کہا میں وتر پڑھ رہا تھا اور یہ بھی کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا گیا کہ کیا بعد اذان وتر پڑھنا درست ہے انہوں نے فرمایا ہاں اور بعد اقامت بھی اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے سو گئے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا پھر نماز پڑھی۔

تشریح: سفر میں ایک مرتبہ صبح کی نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فوت ہو گئی جس کی تفصیل پیچھے حدیث لیلۃ التعریس میں گذر چکی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آفتاب کچھ بلند ہونے کے بعد وہ نماز قضاء کے طور پر ادا کی اسی سے استدلال کرتے ہوئے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اسی طرح وتر کی قضاء پڑھ لے جبکہ اس کا وقت گذر جائے اگر صاحب ترتیب ہو تو اس پر ضروری ہے اذان فجر کے بعد بلکہ اقامت کے بعد پڑھ لے۔

واضح رہے کہ اس روایت سے امام ابو حنیفہؒ کے قول وجوب وتر کی تائید ہوتی ہے۔

باب الوتر علی الراحلة

سواری پر وتر پڑھنے کا بیان

اخبرنا عبید اللّٰہ بن سعید قال حدثنا یحیٰی بن سعید عن عبید اللّٰہ بن الاخنس عن نافع عن ابن عمر ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یوتر علی الراحلة.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر سواری پر پڑھتے تھے۔

اخبرنا ابراهیم بن یعقوب قال اخبرنی عبد اللّٰہ بن محمد بن علی قال حدثنا زهیر عن الحسن بن الحر عن نافع ان ابن عمر کا یوتر علی بعیره ویذکر ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یفعل ذلك.

نافع سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اونٹ پر وتر پڑھتے تھے اور بیان کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح

کرتے تھے۔

اخبرنا قتيبة قال حدثنا مالك عن ابی بكر بن عمربن عبد الرحمن بن عبد الله بن عمر بن الخطاب عن سعيد بن يسار قال قال لی ابن عمر ان رسول الله صلی الله عليه وسلم كان يوتر علی البعير.

سعید بن یسار سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر وتر پڑھتے تھے۔

تشریح: بذل المجہود میں علامہ عینیؒ کے حوالے سے لکھا ہے کہ عطاء وحسن بصری واوزاعی اور امام شافعی رحمہم اللہ کے نزدیک مسافر کے واسطے سواری پر وتر پڑھنا درست ہے امام مالکؒ فرماتے تھے کہ جس سفر میں قصر صلوٰۃ کا حکم ہے تب سواری پر جائز ہے ان کا استدلال ایک تو اس باب کی روایات سے ہے دوسرا ابوداؤد میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ہے وہ فرماتے ہیں "**كان رسول الله صلی الله عليه وسلم يسبح علی الراحلة ای وجه توجه ويوتر عليها غير انه لا يصلی المكتوبة عليها**"۔ اس کے برعکس عروہ وابراہیم نخعی اور امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ وغیرہم فرماتے ہیں کہ وتر سواری پر جائز نہیں زمین پر پڑھنا ضروری ہے جیسے فرائض کا حال ہے ان کا استدلال طحاویؒ کی روایت سے ہے انہوں نے اسناد صحیح کے ساتھ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ اپنی سواری پر نماز پڑھتے تھے، اور وتر زمین پر پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کرتے تھے اب یہ حدیث باب کی حدیث اور ابوداؤد کی روایت کے بھی خلاف ہے لہٰذا فریقین کے واسطے ان دونوں قسم کی حدیثوں سے استدلال تام اور مفید نہیں لیکن فریق ثانی والے کہہ سکتے ہیں کہ شاید ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وتر کو واجب نہ سمجھتے ہوں اور وتر ان کے نزدیک دیگر تطوعات کی طرح ہو اس لئے وہ دونوں طرح سے سواری پر اور زمین پر وتر پڑھتے تھے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سواری پر وتر پڑھنا تو شاید وتر کا حکم مستحکم اور مستقر ہونے سے پہلے کا واقعہ ہو پھر امر وتر مستحکم ہوا حتیٰ کہ چھوڑنے کی اجازت نہیں دی اس وقت وتر واجبات کے ساتھ شامل ہو گیا اور وجوب وتر کے دلائل ہم پیچھے نقل کر چکے ہیں نیز قیاس بھی چاہتا ہے کہ وتر سواری پر درست نہ ہو کیوں کہ جو شخص کھڑے ہو کر وتر پڑھ سکتا ہے وہ اگر زمین پر بیٹھ کر وتر پڑھے تو اس کی نماز وتر درست نہ ہونے پر سب کا اتفاق ہے اب اس پر قیاس کر کے سفر میں سواری پر وتر نہ پڑھنا چاہئے جبکہ اس کو اترنے کی قدرت ہو امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ اس لحاظ سے میرے نزدیک سواری پر وتر پڑھنا منسوخ ہو چکا ہے۔

باب كم الوتر

وتر کی کتنی رکعت ہے اس کا بیان

اخبرنا محمد بن يحيیٰ بن عبد الله قال حدثنا وهب بن جرير قال حدثنا شعبة عن ابی التياح عن ابی مجلز عن ابن عمر ان النبی صلی الله عليه وسلم قال الوتر ركعة من آخر الليل.

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وتر ایک رکعت ہے پچھلی شب میں۔

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا یحیٰی ومحمد قالا حدثنا ثم ذکر کلمة معناها شعبة عن قتادة عن ابی مجلز عن ابن عمر عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال الوتر رکعة من آخر اللیل.

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا وتر ایک رکعت ہے آخر شب میں۔

اخبرنا الحسن بن محمد عن عفان قال حدثنا همام قال حدثنا قتادة عن عبد اللّٰہ بن شقیق عن ابن عمر ان رجلا من اهل البادیة سأل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم عن صلوٰة اللیل قال مثنیٰ مثنیٰ والوتر رکعة من اٰخر اللیل.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز شب کے بارے میں سوال کیا آپ نے فرمایا دودو رکعت ہیں اور وتر ایک رکعت ہے پچھلی شب میں۔

تشریح: وتر ایک رکعت ہے یا تین اس میں اختلاف ہے حنفیہ کے نزدیک وتر تین رکعات ہیں مثل نماز مغرب کے یہی قول عمر بن عبدالعزیز وسفیان ثوری وحسن بن حیی وابن مبارک اور ایک روایت میں امام احمد رحمہم اللہ کا ہے (قاله العینی) علامہ ابوعمرؒ مالکی فرماتے ہیں کہ تین رکعات کا قول حضرت عمر بن خطاب وعلی بن ابی طالب وعبداللہ بن مسعود وابی بن کعب اور زید بن ثابت وانس بن مالک وابی امامہ اور حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور فقہاء سبعہ سے منقول ہے۔ (فتح الملهم: ۲/۲۹۳)

دلائل حنفیہ:

❶ صحیح مسلم میں ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن کی روایت ہے "انه سأل عائشة کیف کانت صلوٰة رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فی رمضان الخ" اس حدیث میں آیا ہے "ثم یصلی ثلاثا" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وتر موصولاً تین رکعات ہیں (نہ کہ فصل یعنی دوسلام سے تین پڑھنا جیسے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دوسری روایت میں انہوں نے بلافصل تین رکعات پڑھنے کی تصریح کردی چنانچہ وہ فرماتی ہیں "کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یوتر بثلاث لا یفصل بینهن (اخراجه احمد والبیهقی والحاکم)"

لیکن امام احمدؒ نے اس کی اسناد کو ضعیف قرار دیا ہے کما فی المنتقی اس کا جواب یہ ہے کہ شاید انہوں نے اپنی خاص اسناد کو ضعیف قرار دیا ہو نہ کہ اس حدیث کی دوسری اسانید کو علاوہ ازیں اس کو امام نسائیؒ نے اس لفظ کے ساتھ روایت کیا ہے "کان لا یسلم فی رکعتی الوتر" اسی طرح بیہقی اور حاکم نے بھی اس کو روایت کیا ہے اور حاکم نے کہا "علی شرط الشیخین" صحیح ہے اور علامہ زیلعیؒ فرماتے ہیں کہ اس کو حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے ان کے الفاظ یہ ہیں "قالت ای عائشة کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یوتر بثلاث لا یسلم الا فی آخرهن" حاکم کہتے ہیں کہ یہ حدیث علی شرط البخاری ومسلم صحیح ہے۔

❷ عامر یعنی شعبی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رات کو کیسی ہوتی تھی انہوں نے فرمایا "ثلاث عشرة رکعة ثمان ویوتر بثلاث ورکعتین بعد الفجر"

(رواہ الطحاوی وابن ماجه والنسائی ایضاً کما فی عمدۃ القاری)

شاید علامہ عینی کی مراد سنن کبریٰ ہو کہ اس کو امام نسائیؒ بھی سنن کبریٰ میں روایت کیا ہے، اس سے بھی وتر کی تین رکعتیں ثابت ہوتی ہیں۔

۳ فتح القدیر میں ہے کہ ابونعیم نے حلیہ میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں "اوتر النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم بثلاث فقنت فیها قبل الرکوع"

۴ نسائی میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے "ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم کان یوتر بثلاث رکعات الخ"

۵ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے حدیث بیان کی ہے ابوبکرہ نے وہ ابوداؤد سے وہ ابوخالد سے ابوخالد کہتے ہیں کہ میں نے ابوالعالیہ سے پوچھا وتر کے بارے میں تو انہوں نے فرمایا "علمنا اصحاب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ان الوتر مثل المغرب وهذا وتر اللیل وهذا وتر النهار" یہ روایات بھی وتر تین رکعات ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

۶ ابن ہمامؒ فرماتے ہیں کہ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ وہ فرماتے ہیں ہم سے بیان کیا حفص نے وہ عمرو سے وہ حسن بصری سے حسن کہتے ہیں "اجمع المسلمون ان الوتر ثلاث لا یسلم الا فی آخرهن" علاوہ ان دلائل کے اور بھی بہت سے دلائل ہیں ہم نے اختصار کی غرض سے نقل نہیں کئے۔

تین رکعات وتر کی ایک سلام کے ساتھ ہیں:

اوپر کے دلائل مذکورہ سے یہ تو ثابت ہوگیا کہ وتر کی تین رکعات ہیں اب رہا یہ مسئلہ کہ تین رکعتیں وتر کی ایک سلام سے پڑھی جائیں یا دو سلام سے اس میں حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ ایک سلام سے بدون فصل کے پڑھی جائیں اس کی ایک دلیل تو یہ ہے کہ صاحب ہدایہؒ نے وتر کے تین رکعات ہونے پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث "انه علیه السلام کان یوتر بثلاث" سے استدلال کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات کے ساتھ وتر پڑھتے تھے، اس حدیث کو حاکمؒ نے مع اس زیادت کے روایت کیا ہے کہ اور نہیں سلام پھیرتے مگر تینوں رکعات کے آخر میں۔

دوسری دلیل نسائی میں بروایت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ حضرت ابی بن کعب کی حدیث ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں "سبح اسم ربك الاعلیٰ" پڑھتے تھے الخ اس میں ہے "ولا یسلم الا فی آخرهن" (۳) نسائی میں سعید بن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ اپنے والد کے واسطہ سے اور ان کے والد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں "انه کا یوتر بسبح اسم ربك الاعلیٰ الخ ویقول بعد مایسلم سبحان الملك القدوس ثلث مرات یرفع بها صوته" ان روایات سے واضح ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز وتر کی تین رکعات ایک ہی سلام سے پڑھتے تھے علاوہ ازیں تثلیث وتر کے ثبوت میں جو روایات بیان کی گئی ہیں ان میں سے کسی ایک روایت میں بھی راوی دو سلاموں کا ذکر نہیں کرتا اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول دو سلاموں کے ساتھ وتر پڑھنے کا ہوتا تو صحابہ کرام اس کی وضاحت ضرور کرتے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ احادیث مذکورہ میں

کہیں دوسلاموں کا ذکر نہیں لہٰذا نسائی وغیرہ کی روایات صریحہ میں تینوں رکعات کے آخر میں ایک سلام کے ساتھ وتر پڑھنے کا جو معمول بیان کیا گیا ہے اسی کے مطابق حضور ﷺ وتر پڑھتے تھے۔

شافعیہ کا مسلک:

ان کے نزدیک وتر ایک رکعت ہے ان کا استدلال باب کے ماتحت کی حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے یہی الفاظ بعینہٖ صحیح مسلم میں بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وتر صرف ایک رکعت ہے یہی شوافع کا مسلک ہے، نیز شوافع کا استدلال حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مرفوع "الوتر رکعة من آخر اللیل" سے ہے اس کا حنفیہ یہ جواب دیتے ہیں کہ اس حدیث سے منفرداً ایک رکعت وتر ہونے پر استدلال درست نہیں کیوں کہ حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مقصد یہ ہے کہ ماقبل کے شفع کو طاق بنا لینا ایک رکعت کے بغیر نہیں ہوسکتا تو ماقبل کی نماز کے ساتھ ایک رکعت زیادہ کرکے اسے تین رکعات بنالیں اور ان کا مقصد یہ نہیں کہ نماز وتر شریعت میں صرف ایک ہی رکعت مقرر ہے اس توجیہ سے وتر کے بارے میں وارد شدہ تمام روایات میں تطبیق ہوجاتی ہے اس کی تائید ابن ماجہ اور طحاوی اور نسائی کی سنن کبریٰ میں عامر شعبی کی روایت سے ہوتی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز شب کس طرح تھی تو ان دونوں نے فرمایا "ثلاث عشرة رکعة ثمان ویوتر بثلاث ورکعتین بعد الفجر" اور خود راوی حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا مذہب اسانید صحیحہ سے ثابت ہے کہ وہ وتر تین رکعات دوسلاموں سے پڑھتے تھے لیکن یہ مذہب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نہیں تھا صحیح مسلم اور ابوداؤد وغیرہما میں ان سے مرفوعاً ثابت ہے کہ وتر ایک سلام کے ساتھ تین رکعات ہیں لہٰذا شوافع کا استدلال صحیح مسلم کی حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا "یسلم من کل رکعتین ویؤتر بواحدة" سے بھی صحیح نہیں کیوں کہ یہ ایک عام حدیث ہے اور ہم نے اوپر خاص حدیث پیش کی ہے، علامہ بنوریؒ لکھتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ حدیث عام ہے سے مراد میرے شیخ رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ اس حدیث میں تفصیلی بات کا ذکر نہیں مجمل ہے اس حدیث میں ہر دو رکعت پر سلام پھیرنے کا یہ مطلب ہے کہ نماز شب شفع شفع یعنی جوڑ جوڑ پڑھنے کی حالت میں ہر دو رکعت پر حضور ﷺ سلام پھیرتے تھے اور ایک کو ماقبل کے شفع کے ساتھ ملا کر وتر کرتے لہٰذا "ویؤتر بواحدة" کے یہ معنی نہیں جو شوافع کہتے ہیں کہ وتر ایک رکعت ہے کیوں کہ بواحدة فرماتی ہیں بلکہ یہ معنی ہیں کہ ان شفعوں میں سے ایک شفع کے ساتھ بدون فصل بالتسلیم کے تیسری رکعت ملا کر اس کو وتر بنالیتے اور اس طرح کی تاویل کی ضرورت اس لئے پیش آئی تاکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایات میں تناقض وتعارض پیدا نہ ہو کیوں کہ وہ اپنی متعدد روایات صریحہ میں بدون فصل بسلام کے ایک ہی سلام کے ساتھ حضور ﷺ کے تین رکعات وتر پڑھنے کو روایت فرماتی ہیں اور یہ روایت یعنی "ویؤتر بواحدة" اگرچہ بلحاظ ظاہر لفظ منفرداً ایک رکعت وتر پڑھنے کو بھی محتمل ہے لیکن یہ معنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دوسری روایات صریحہ کی دلیل سے مراد نہیں۔ (معارف السنن: ۲۱۳/۴)

حاصل بحث کا یہ نکلا کہ شوافع کے پاس ایسی کوئی نہ حدیث صحیح ہے اور نہ کوئی حدیث ضعیف جو تنہا ایک رکعت وتر کے ثبوت پر

دلالت کرتی ہو لہذا جتنی احادیث مجملہ ہیں ان میں وہی تاویل وتوجیہ کی جائے گی جو اوپر گذر چکی ہے تاکہ وتر کی تین رکعات پر صراحۃً دلالت کرنے والی احادیث صحیحہ جو پیچھے گذر چکی ہیں اور احادیث مجملہ کے درمیان تطبیق پیدا ہو جائے بہر حال دیگر احادیث صریحہ کی وجہ سے شوافع کو یہ تو ماننا پڑا کہ وتر کی نماز تین رکعات ہیں پس وہ تین پڑھتے ہیں مگر دو سلام سے لیکن اس طرح پڑھنے کو کسی حدیث سے ثابت تو کر دیں۔

دو سلام سے وتر پڑھنے کے بارے میں شوافع کی دلیل:

شوافع کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شفع اور وتر کے درمیان فصل بسلام کے قائل تھے اور وہ وتر دو سلام سے پڑھتے تھے یعنی دو رکعت پر سلام پھیرتے پھر ایک رکعت پڑھتے اور بتلاتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کرتے تھے اس حدیث کو امام طحاویؒ نے شرح معانی الآثار میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے اور حافظ ابن حجرؒ نے اس سے اپنے مسلک پر استدلال کیا ہے (کمافی الفتح) شوافع اس حدیث سے بہت خوش ہوئے کیوں کہ ان کے مذہب کی تائید میں ایک صریح دلیل مل گئی، حنفیہ کی طرف سے اس کا جواب علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے یہ دیا ہے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس حدیث کی سند میں وضین بن عطاء ایک متکلم فیہ شخص ہے اور امام احمد وابن معین اور دحیم سے اس کی توثیق نقل کی گئی ہے اس کے برعکس ابن سعد اس کو ضعیف فی الحدیث کہتے ہیں اور جوز جانی واہی الحدیث کہتے ہیں اور ابن قانع ضعیف کہتے ہیں۔ (کما فی التہذیب)

اور تقریب میں لکھا ہے کہ "صدوق سیئی الحفظ رمی بالقدر" کہ وضین بن عطاء راست گو تھے مگر حافظہ ان کا خراب اور متہم بالقدر تھے لہذا ایسی حدیث کی اسناد کو قوی کہنا جیسے حافظ ابن حجرؒ نے کہا مشکل ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فعل یعنی فصل بالتسلیم میں دو احتمال ہیں ایک تو یہ ہے کہ اس تسلیم سے مراد تشہد ہو اور دوسرے یہ کہ اس سے تسلیم مراد ہو جو نماز کو قطع کر دیتی ہے (اب ایسی حدیث سے جو ضعیف پھر محتمل المعانی ہو شوافع کا اپنے مسلک پر استدلال کرنا کیسے درست ہوگا) اس تفصیل مذکور کے بعد علامہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ میں حافظؒ کو جواب دیتا ہوں کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کی خبر دینے سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ تمام امور میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فعل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کی طرح ہوتا تھا بلکہ ممکن ہے کہ تشبیہ صرف تین رکعات میں ہو نہ کہ فصل بالتسلیم میں دوسری یہ کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلام فی التشہد یعنی "السلام علیك ایھا النبی الخ" کو فسخ صلوٰۃ سمجھتے تھے اور حافظ ابن حجرؒ نے خود ہی فتح الباری میں باب التشہد فی الاوّل کے تحت سند صحیح کے ساتھ مصنف عبدالرزاق سے یہ روایت لائے ہیں "انه کان لا یسلم فی التشهد الاول" اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشہد ہی کو قاطع صلوٰۃ سمجھتے تھے تو ممکن ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے تشہد اوّل میں "السلام علیك ایھا النبی الخ" کلمات پڑھے تو وہ سمجھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے خارج ہو گئے اور اگرچہ وہ تسلیم قطع صلوٰۃ کے لئے نہ تھی مگر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہی سمجھ کر کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو گئے اپنی حدیث مذکور روایت کرنے لگے پس حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بناء محض اپنے گمان اور اجتہاد پر ہے۔ (معارف السنن: ۲۱۰/٤) مزید تفصیل وہاں مذکور ہے۔

نیز استدلال مذکور کا جواب شوافع کو دوسرے طریقے سے بھی دیا جاسکتا ہے کہ شوافع کا مذہب حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مذکور "انه کان یفصل بین شفعه ووتره بتسلیمة واخبر ان النبی صلی اللہ علیه وسلم کان یفعله" سے ثابت نہیں ہوسکتا اور احادیث سے ان کے مذہب کی تائید نہیں ملتی صرف ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فعل نقل کرتے ہیں مرفوع صحیح صریح حدیث آج تک کوئی نہیں ملی صرف امام طحاویؒ نے روایت مذکورہ نقل کر کے ان پر احسان کیا ہے شوافع اس سے بہت خوش ہوئے ہیں کیوں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی اس روایت میں بطور مرفوع کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کرتے تھے یعنی شفع اور وتر کے درمیان سلام کے ساتھ فصل کرتے تھے جیسے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرتے تھے کہ وہ دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے اور اپنے غلام سے فرماتے "یاغلام ارحل لنا" اس کے بعد ایک رکعت پڑھ لیتے اب ہم شوافع سے پوچھتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وتر کی وہ ایک رکعت جو دو رکعت پر بناء کرتے تھے کیا دو رکعت کے بعد سلام پھیرنے اور اپنے غلام کو بعض کام کا حکم دینے کے بعد بدون تجدید تحریمہ اور نیت اور رفع یدین کے بناء کرتے تھے یا اس رکعت کے لئے از سر نو نیت اور تکبیر تحریمہ باندھتے تھے اگر یہ جواب دیا جائے کہ تحریمہ اولیٰ پر بنا کرتے تھے تو پھر یہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول "تحریمها التکبیر وتحلیلها التسلیم" کے خلاف ہے کیوں کہ سلام نے تحریم صلوٰۃ کو ختم کر دیا اور نماز سے نکال دیا اسی لئے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے غلام سے کلام کرتے اور کہتے "یا غلام ارحل لنا" تو اب تحریمہ اولیٰ کہا باقی رہا اور اس پر بناء صلوٰۃ چہ معنی دارد اور اگر یہ جواب دیا جائے کہ نئے سرے سے نیت اور تحریمہ کے ساتھ وتر کی ایک رکعت پڑھتے تھے تو اس صورت میں نماز وتر ایک ہی رکعت ہوگی نہ کہ تین رکعات تو اس سے شوافع کا مسلک یعنی فصل کے ساتھ بغیر تجدید تحریمہ ونیت اور رفع یدین کے وتر کا تین رکعات ہونا ثابت نہیں ہوسکتا اگر اس پر شوافع بضد ہیں تو کیا اس کی نظیر شریعت سے پیش کر سکتے ہیں بہر حال حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے شوافع کا مذہب ثابت نہیں ہوسکتا کیوں کہ اگر شفع اور وتر کے درمیان سلام ہوتا تھا جیسے اس کی تصریح حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں گذری تو پھر یہ تو احادیث مرفوعہ صریحہ کے خلاف ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں "کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یوتر بثلاث لا یفصل بینهن". (رواہ احمد والبیهقی والحاکم)

اور نسائی میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث مرفوع اس لفظ کے ساتھ مروی ہے "ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لا یسلم فی رکعتی الوتر" (وھکذا اخراجه البیهقی والحاکم ایضاً)

اور حافظ زیلعیؒ نے کہا کہ حاکمؒ نے مستدرک میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث ان الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے "کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یوتر بثلاث لا یسلم الا فی آخرهن"

اور حافظ ابن حجرؒ نے درایہ میں حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بایں الفاظ روایت کی ہے "ان النبی صلی اللہ علیه وسلم کان یوتر بثلاث لا یفصل بینهن بسلام" نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی تین رکعات ایک سلام سے پڑھتے تھے، غرض کہ حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان روایات صحیحہ وصریحہ کے خلاف ہے بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ شاید ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہونا نہیں دیکھا جیسے حضرت عائشہ اور

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے دیکھا تھا بلکہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جس قدر علم رکھتی ہیں ان سے بڑھ کر علم رکھنے والا روئے زمین پر کوئی نہیں اسی طرح ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑھنے کی کیفیت کا مشاہدہ کیا ہے جبکہ انہوں نے اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر رات گذاری تھی اسی رات انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز شب اور ادائے وتر کی کیفیت کا اچھی طرح مشاہدہ کیا ہے چنانچہ صحیح مسلم اور نسائی میں حدیث سعد بن ہشام میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کے بارے میں جو کچھ فرمایا (کہ آپ وتر میں دو رکعت کے بعد سلام نہیں پھیرتے بلکہ تینوں رکعات کے آخر میں سلام پھیرتے تھے) اس کی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تصدیق کی ہے کیوں کہ انہوں نے اپنی خالہ کے گھر اس رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر پڑھنے کا جو معمول دیکھا ہے بالکل اسی کے موافق پایا ہے تو جس طرح حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے وتر کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل دیکھا اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہیں دیکھا نیز ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرأت وتر نماز شب کی قرأت سے ممتاز ہونے کو بھی نہیں دیکھا جیسے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیکھا اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت وتر کو بیان کرتے ہیں جیسے اس کا ذکر نسائی میں آ رہا ہے اس لئے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث قولی "صلوٰة الليل مثنٰى مثنٰى فاذا خشيت فاوتر بواحدة" کا لفظ دیکھ کر اپنے اجتہاد سے اس سے استنباط کرلیا کہ وتر کی ایک رکعت ہے اور اپنے اجتہاد کے مطابق عمل کرتے رہے پھر اپنے اجتہادی عمل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچادیا اس گمان سے کہ جو بات انہوں نے اپنی فہم وسمجھ کی بناء پر سمجھی یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد تھی، یا روایت "يسلم بين كل ركعتين ويوتر بواحدة" کے عموم سے سمجھے ہوں کہ وتر ایک رکعت ہے بہرحال فعل نبوی کہیں ثابت نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت وتر کی پڑھی ہے اگر حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق یوں کہا جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت وتر کی الگ سلام سے پڑھی ہے تو یہ صریح حدیث اور اصول شریعت کے خلاف ہے۔ (**والله تعالىٰ اعلم، فتح الملهم بحوالة كشف الستر عن صلوٰة الوتر**)

باب كيف الوتر بواحدة

ایک کے ساتھ وتر کی کیفیت کا بیان

اخبرنا الربيع بن سليمان قال حدثنا حجاج بن ابراهيم قال حدثنا ابن وهب عن عمرو بن الحارث عن عبد الرحمن بن القاسم حدثه عن ابيه عن عبد الله بن عمر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال صلوٰة الليل مثنٰى مثنٰى فاذا اردت تنصرف فاركع بواحدة توتر بذالك ما قد صليت.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کہ رات کی نماز دو دو رکعت ہیں جب تم نماز سے فارغ ہونے کا ارادہ کرو تو ایک رکعت ملالیا کرو یہ رکعت تمہاری پڑھی ہوئی نماز کو طاق بنادے گی۔

اخبرنا قتيبة قال حدثنا خالد بن زياد عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه

وسلم صلوٰة الليل مثنٰى مثنٰى والوتر ركعة واحدة.

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صلوٰۃ اللیل دو دو رکعت ہیں اور وتر ایک رکعت۔

اخبرنا محمد بن سلمة والحارث بن مسكين قراءة عليه وانا اسمع واللفظ له عن ابن القاسم قال حدثنى مالك عن نافع وعبد الله بن دينار عن عبد الله بن عمر ان رجلا سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن صلوٰة الليل فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوٰة الليل مثنٰى مثنٰى فاذا خشى احدكم الصبح صلى ركعة واحدة توتر له ماقد صلى.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز شب کے بارے میں سوال کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز شب دو دو رکعت ہیں جب تم میں سے کسی کو صبح کا خوف ہو تو ایک رکعت پڑھ لے یہ رکعت طاق بنا دے گی اس نماز کو جو پڑھ چکا ہے۔

اخبرنا عبيد الله بن فضالة بن ابراهيم قال حدثنا محمد يعنى ابن المبارك قال حدثنا معاوية وهو ابن سلام عن يحيٰى بن ابى كثير قال حدثنى ابوسلمة بن عبد الرحمن ونافع عن ابن عمر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه سمعه يقول صلوٰة الليل ركعتين ركعتين فاذا خفتم الصبح فاوتروا بواحدة.

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا کہ صلوٰۃ اللیل دو دو رکعت ہیں پھر جب تم کو صبح کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت کے ساتھ طاق بنا لیا کرو۔

اخبرنا اسحاق بن منصور قال اخبرنا عبد الرحمن قال حدثنا مالك عن الزهرى عن عروة عن عائشة ان النبى صلى الله عليه وسلم كان يصلى من الليل احدى عشر ركعة يوتر منها بواحدة ثم يضطجع على شقه الايمن.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات میں گیارہ رکعات پڑھتے تھے اور ان میں سے ایک رکعت کے ساتھ وتر کرتے تھے پھر داہنی کروٹ پر لیٹ جاتے۔

تشریح: شوافع کہتے ہیں کہ وتر ایک رکعت ہے کیوں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ "والوتر ركعة واحدة" کہتے ہیں اس کے جواب میں حنفیہ کہتے ہیں کہ حقیقت میں وتر ایک ہوتا ہے اسی کی وجہ سے مصلی اپنی نماز کو طاق بناتا ہے مگر اس ایک رکعت کو علیحدہ ادا نہیں کیا جاتا بلکہ رات کی نماز سے اخیر کی دو رکعت کے ساتھ ملا کر ادا کیا جاتا ہے، شوافع حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری روایت "فاذا خشى احدكم الصبح صلى ركعة واحدة" سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وتر کو ماقبل کے شفع کے ساتھ ملا کر نہیں اس سے الگ کر کے علیحدہ سلام کے ساتھ پڑھنا افضل ہے ہم کہتے ہیں کہ یہ کلام صراحۃً فصل وتر پر دلالت نہیں کرتا اس لئے کہ یہ کلام اس کو بھی محتمل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد رکعۃ واحدۃ سے یہ ہو کہ ماقبل کی دو رکعت کے ساتھ ایک رکعت ملا کر اسے تین رکعات بنا لیا کرو نہ یہ کہ ایک رکعت علیحدہ پڑھی جائے بلکہ احتمال ثانی راجح ہے کیوں کہ صلوٰۃ

بتیراء سے منع کیا گیا ہے اور حدیث نہی عن البتیراء اگرچہ مرسل ہے تو کوئی حرج نہیں کیوں کہ مرسل جمہور علماء کے نزدیک حجت ہے اور اس وجہ سے بھی ایک رکعت کی ممانعت ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا گیا ہے "ما اجزأت رکعة قط" یہ اگرچہ قول ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے لیکن مرفوع کے حکم میں ہے غرض کہ حنفیہ نے جو توجیہ کی ہے اس سے تمام احادیث میں تطبیق ہو جاتی ہے۔ (مرقات وفتح الملهم)

باب کیف الوتر بثلاث

تین سے وتر پڑھنے کی کیفیت کا بیان

اخبرنا محمد بن سلمة والحارث بن مسکین قراءة علیه وانا اسمع واللفظ له عن ابن القاسم قال حدثنا مالك عن سعید بن ابی سعید المقبری عن ابی سلمة بن عبد الرحمن انه اخبره انه سأل عائشة امر المؤمنین کیف کانت صلوٰة رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فی رمضان قالت ماکان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یزید فی رمضان ولا غیره علی احدعشر رکعة یصلی اربعاً فلا تسأل عن حسنهن وطولهن ثم یصلی اربعاً فلاتسئل عن حسنهن وطولهن ثم یصلی ثلاثاً قالت عائشة فقلت یا رسول اللّٰه اتنام قبل ان توتر قال یا عائشة ان عینی تنام ولاینام قلبی.

ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ میں نے اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رمضان میں کس طرح ہوتی تھی، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے آپ چار رکعت پڑھتے ان کے کمال حسن اور طول سے سوال نہ کر پھر چار رکعت پڑھتے ان کے کمال حسن اور طول سے نہ پوچھ پھر تین رکعات پڑھتے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سوتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ میری آنکھ سوتی ہے مگر میرا دل نہیں سوتا۔

اخبرنا اسماعیل بن مسعود قال حدثنا بشر بن المفضل قال حدثنا سعید عن قتادة عن زرارة بن اوفٰی عن سعد بن هشام ان عائشة حدثته ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کان لا یسلم فی رکعتی الوتر.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سعد بن ہشام سے بیان کیا ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی دو رکعت پر سلام نہیں پھیرتے تھے۔

تشریح: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیان کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات میں گیارہ رکعات پڑھتے تھے رمضان میں بھی اور غیر رمضان میں بھی ان میں آٹھ رکعات تہجد کی اور تین رکعتیں وتر کی ہوتی تھیں، علامہ زرقانیؒ کہتے ہیں کہ گیارہ رکعات فجر کی دو رکعت کے علاوہ ہوتی تھیں اس کا ذکر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے قاسم کی روایت میں آیا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ حدیث ان کی دوسری حدیث کے مخالف نہیں جس میں وہ فرماتی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ داخل ہوتا

تو اس میں آپ کی عبادت میں اضافہ ہو جاتا تھا کیوں کہ وہ تطویل رکعات پر محمول ہے نہ کہ زیادت فی العدد پر اور ابن ابی شیبہؒ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو حدیث روایت کی ہے کہ حضور ﷺ رمضان میں بیس رکعات اور وتر پڑھتے تھے اس کی اسناد ضعیف ہے اور اس کے یہ حدیث صحیح معارض ہے اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا "اعلم بحال النبی صلی اللہ علیه وسلم لیلاً من غیر هاتهین" لہٰذا اعتماد انہی کی روایت پر ہوگا۔

حضرت گنگوہیؒ کا ارشاد:

سائل ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے یہ گمان کیا تھا کہ حضور ﷺ غیر رمضان میں جس قدر تہجد پڑھتے تھے شاید کہ رمضان میں اس سے زیادہ پڑھتے ہوں اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا "ماکان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ الخ" یعنی غالب احوال اور اوقات میں اس عدد گیارہ پر زیادہ نہیں کرتے تھے بہر حال حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مقصد خصوصیت رمضان کی وجہ سے رکعات تہجد کی زیادت سے انکار ہے۔

لہٰذا ان کا یہ قول حضور ﷺ کے اس عمل کے منافی نہیں کہ آپ بعض اوقات گیارہ رکعات سے زیادہ پڑھتے تھے اسی طرح اس روایت کا نماز تراویح سے کوئی تعلق نہیں کیوں کہ یہ تہجد کے علاوہ دوسری نماز ہے کیوں کہ تہجد نیند کے بعد ہوتا ہے اور تراویح کی نماز اس سے پہلے ہوتی ہے تو دونوں میں فرق ہے اس فرق پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول دلالت کر رہا ہے چنانچہ انہوں نے فرمایا "والتی ینامون عنها افضل من التی یقومون یعنی آخر اللیل" اور لوگ اوّل شب قبل سونے کے تراویح پڑھ لیتے تھے۔

بیس رکعات تراویح کا ثبوت:

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات پڑھتے تھے تو پھر بیس رکعات تراویح کا کیا ثبوت ہے تو اس کے اثبات میں حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ وہ سنت خلفاء اور تعامل صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت ہے اور اس تعامل بلا انکار سے اس حدیث ضعیف کو تائید وتقویت ملتی ہے جو بیس رکعات کے بارے میں وارد ہوئی ہے لیکن حدیث ابن حبان عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں صراحۃً آیا ہے کہ حضور ﷺ نے صحابہ کو آٹھ رکعتیں پڑھائیں پھر وتر پڑھا۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تہجد اور تراویح میں فرق کے بغیر پوری صلوٰۃ اللیل بیان کردی البتہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں بیس کا ثبوت ہوا اس پر کسی نے انکار واعتراض نہیں کیا چنانچہ اس پر وہ روایت دلالت کر رہی ہے جو امام مالکؒ نے مؤطا میں یزید بن رومان سے مرسلاً بیان کی ہے فرماتے ہیں "کان الناس فی زمن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه یقومون فی رمضان بثلاث وعشرین رکعة" اس کے بارے میں ابن اسحاق کہتے ہیں "وھٰذا اثبت ما سمعت فی ذٰلك" نیز سائب بن یزیدؒ سے روایت ہے کہ تراویح بیس رکعات ہیں یعنی بدون وتر کے نیز محمد بن نصرؒ بواسطہ عطاءؒ روایت کرتے ہیں "قال ادرکتهم فی رمضان یصلون عشرین رکعة وثلاث رکعات الوتر" علاوہ اس کے باب تراویح میں آثار کثیرہ ہیں جن کو ابن ابی شیبہ وغیرہ نے نقل کیا ہے "وقال ابن قدامة وھذا کالا جماع وما اریٰ احدًا

من المسلمین انه یجترأ علی القول بکون هؤلاء السادة مبتدعین (والعیاذ باللّٰہ) بل هذا العمل والاختیار منهم یدل علی ان عندهم اصلا لذلك ولو لم ینقل الینا مرفوعاً بالاسناد الصحیح وقد امرنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم بالاهتداء بهم وقال علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین بعدی وعضوا علیها بالنواجذ وما اختار احد من الائمة المتبوعین رحمهم اللّٰہ انقص من العشرین" (واللّٰہ سبحانه وتعالٰی اعلم).

یصلی اربعاً الخ:

مطلب اس کا یہ ہے کہ پہلے چار رکعات پڑھتے تھے جو ترتیب قراءۃ وطول اور ظاہری و باطنی کمال حسن سے آراستہ ہوتی تھیں اور ظاہر تو یہی ہے کہ ایک سلام سے پڑھتے اور ہوسکتا ہے کہ دو سلام سے ہوں لہٰذا اس کے منافی نہیں کہ آپ ﷺ ہر دو رکعت پر بیٹھتے اور سلام پھیرتے کیوں کہ آپ کا ارشاد مبارک ہے "**صلوٰۃ اللیل مثنٰی مثنٰی**" اور یہ تو ناممکن بات ہے کہ ایک چیز کا حکم فرمائیں اور خود اس کے خلاف کریں یہی صورت ثانیہ فقہاء حجاز اور اہل عراق کی ایک جماعت کا مسلک ہے اس کے برعکس دوسرے فقہاء کا مسلک پہلی صورت ہے کہ ایک سلام سے چار رکعت پڑھے درمیان میں سلام نہ پھیرے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ درمیان میں نہ بیٹھے چار رکعت پوری کرنے کے بعد بیٹھے لیکن ان کا قول روایت مسترد کردیتی ہے چنانچہ عروہ کی روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ الفاظ آئے ہیں "**انه صلی اللّٰہ علیه وسلم کان یسلم من کل رکعتین" ذکرہ فی التمهید**

اس تفصیل کے بعد علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں ممکن ہے کہ اختلاف احوال پر حمل کیا جائے پس کبھی دو رکعت پر سلام پھیرتے اور کبھی چار رکعات ایک سلام سے پڑھتے اب رہا حدیث مثنٰی مثنٰی تو اس کے متعلق تفصیلی بحث پیچھے "**باب کیف صلوٰۃ اللیل**" کے تحت گذر چکی ہے، اس حدیث باب میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وتر کے بارے میں فرماتی ہیں "**ثم یصلی ثلاثاً**" بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ وتر کی تین رکعات ایک سلام سے پڑھتے تھے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دیگر روایات صریحہ میں جو پیچھے گذر چکی ہیں بدون فصل بالسلام کے ایک ہی سلام سے پڑھنے کی تصریح ہے۔

اور یہ تین رکعات وتر کی بعد نوم بغیر تجدید وضوء کے پڑھی تھیں اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سوال کیا "**اتنام قبل ان توتر الخ**" اس کی تشریح میں حضرت مولانا خلیل احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے (سہانپوری) فرمایا کہ میرے نزدیک حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوال کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ سے یہ حدیث سنی تھی کہ نیند ناقض وضوء ہے پھر اس ارشاد کے خلاف انہوں نے حضور ﷺ کا یہ عمل دیکھا کہ آپ شبانہ عبادت کے وقت درمیان میں سوتے ہیں اور نیند کے بعد بدون تجدید وضوء کے وتر پڑھتے ہیں جس سے ان کے ذہن میں کھٹکا پیدا ہوا اس لئے حضور ﷺ سے اس کے متعلق دریافت کیا آپ نے فرمایا عائشہ درحقیقت بات یہ ہے کہ میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں میرا قلب نہیں سوتا۔

قلب نیند کی حالت میں بیدار اور حساس رہتا ہے اس لئے مجھے حدث کا ادراک واحساس رہتا ہے، لیکن اس امتیازی شان

میں امت میں سے کوئی فرد حضور ﷺ کی طرح نہیں اس لئے افراد امت کی طہارت ان کی نیند سے ٹوٹ جاتی ہے۔(واللّٰہ تعالٰی اعلم فتح الملھم: ص ۲۹۱، ۲۹٤)

ذکر اختلاف الفاظ الناقلین لخبر ابی بن کعب فی الوتر

وتر کے بارے میں ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث نقل کرنے والوں کے الفاظ میں اختلاف کا بیان

اخبرنا علی بن میمون قال حدثنا مخلد بن یزید عن سفیان عن زبید عن سعید بن عبد الرحمن بن ابزی عن ابیه عن ابی بن کعب ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کان یوتر ثلٰث رکعات کان یقرأ فی الاولٰی بسبح اسم ربك الاعلٰی وفی الثانیة بقل یآ یها الکا فرون وفی الثالثة بقل هو اللّٰه احد ویقنت قبل الرکوع فاذا فرغ قال عند فراغه سبحان الملك القدوس ثلٰث مرات یطیل فی آخرهن.

عبدالرحمٰن بن ابزیٰ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر تین رکعات کے ساتھ پڑھتے تھے پہلی رکعت میں "سبح اسم ربك الاعلٰی" پڑھتے اور دوسری رکعت میں "قل یآایها الکافرون" اور تیسری رکعت میں "قل هو اللّٰه احد" اور دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے جب وتر سے فارغ ہوتے تو اسی وقت تین مرتبہ "سبحان الملك القدوس" پڑھتے آخری مرتبہ میں کھینچ کر ذرا اونچی آواز سے پڑھتے۔

اخبرنا اسحٰق بن ابراهیم قال حدثنا عیسٰی بن یونس عن سعید بن ابی عروبة عن قتادة عن سعید بن عبد الرحمن ابن ابزی عن ابیه عن ابی بن کعب قال کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقرأ فی الرکعة الاولٰی من الوتر بسبح اسم ربك الاعلٰی وفی الرکعة الثانیة بقل یا ایها الکا فرون وفی الثالثة بقل هو اللّٰه احد.

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی اوّل رکعت میں "سبح اسم ربك الاعلٰی" پڑھتے تھے اور دوسری رکعت میں "قل یآایها الکافرون" اور تیسری رکعت میں "قل هواللّٰه احد"۔

اخبرنا یحیٰی بن موسٰی قال اخبرنا عبد العزیز بن خالد قال حدثنا سعید بن ابی عروبة عن قتادة عن عزرة عن سعید بن عبد الرحمن بن ابزی عن ابیه عن ابی بن کعب قال کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقرء فی الوتر سبح اسم ربك الاعلٰی و فی الرکعة الثانیة قل یاایها الکافرون وفی الثالثة قل هو اللّٰه احد ولا یسلم الا فی آخرهن ویقول یعنی بعد التسلیم سبحان الملك القدوس ثلاثا.

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر میں "سبح اسم ربك الاعلٰی" پڑھتے تھے اور دوسری رکعت میں "قل یآایها الکافرون" اور تیسری رکعت میں "قل هو اللّٰه احد" اور سلام نہیں پھیرتے مگر آخر

میں اور سلام پھیرنے کے بعد پڑھتے "سبحان الملك القدوس" تین مرتبہ۔

تشریح: ان روایات سے امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کی پوری تائید ہوتی ہے کیوں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کا وتر کے متعلق معمول بتارہے ہیں اور صراحت کے ساتھ بیان کررہے ہیں "ولا یسلم الا فی آخر هن" تو اس سے واضح ہوگیا کہ حضور ﷺ ایک ہی سلام سے تین رکعات وتر کی پڑھتے تھے اور یہ امام اعظمؒ کا مسلک ہے امام نسائیؒ نے جس اختلاف الفاظ کا ذکر کیا ہے وہ ظاہر ہے لیکن یہ کوئی ایسا اختلاف نہیں جو صحت روایت میں مضر ہوا ایسا اختلاف ہرگز اثر انداز نہیں ہوسکتا۔

ذكر الاختلاف على ابى اسحق فى حديث سعيد بن جبير عن ابن عباس فى الوتر

وتر کے بارے میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سعید بن جبیر نے جو حدیث روایت کی اس میں ابی اسحٰق پر اختلاف کا بیان

اخبرنا الحسين بن عيسٰى قال حدثنا ابو اسامة قال حدثنا زكريا بن ابى زائده عن ابى اسحق عن سعيد بن جبير عن ابن عباس رضى الله تعالٰى عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر بثلٰث يقرأ فى الاولٰى بسبح اسم ربك الاعلٰى وفى الثانية بقل يا ايها الكافرون وفى الثالثة بقل هو الله احد وقفه زهير.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تین رکعات کے ساتھ وتر پڑھتے تھے پہلی رکعت میں "سبح اسم ربك الاعلٰى" پڑھتے اور دوسری رکعت میں "قل يا ايها الكافرون" اور تیسری رکعت میں "قل الله هو احد"۔

اخبرنا احمد بن سليمان قال حدثنا ابو نعيم قال حدثنا زهير عن ابى اسحق عن سعيد بن جبير عن ابن عباس انه كان يوتر بثلٰث بسبح اسم ربك الاعلٰى وقل يا ايها الكافرون وقل الله هو احد.

سعید بن جبیر روایت کرتے ہیں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وتر تین رکعات کے ساتھ پڑھتے تھے اوّل رکعت میں "سبح اسم ربك الاعلٰى" اور دوسری رکعت میں "قل يا ايها الكافرون" اور تیسری رکعت میں "قل الله هو احد" پڑھتے۔

اختلاف علی ابی اسحٰق یہ ہے کہ ان کے شاگرد زکریا بن ابی زائدة ان سے مرفوعاً روایت کی ہے اور ابی اسحٰق کے دوسرے شاگرد زہیر نے ان سے موقوف علی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کی ہے یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود ایک سلام سے وتر کی تین رکعات مع ان سورتوں کے پڑھتے تھے۔

ذکر الاختلاف علی حبیب بن ابی ثابت فی حدیث ابن عباس فی الوتر

وتر کے متعلق حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حبیب بن ابی ثابت پر اختلاف کا بیان۔

اخبرنا محمد بن رافع قال حدثنا معاویة بن هشام قال حدثنا سفیان عن حبیب بن ابی ثابت عن محمد بن علی عن ابیه عن جده عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم انه قام من اللیل فاستن ثم صلی رکعتین ثم نام ثم قام فاستن ثم توضأ فصلی رکعتین حتی صلی ستا ثم اوتر بثلاث وصلی رکعتین.

محمد بن علی اپنے والد سے اور وہ محمد کے دادا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھے اور مسواک کی پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر سو گئے پھر اٹھے اور مسواک کی پھر وضوء کیا اور دو رکعتیں پڑھیں حتیٰ کہ چھ رکعات پڑھیں پھر تین رکعات کے ساتھ وتر پڑھا اور دو رکعتیں پڑھیں۔

اخبرنا احمد بن سلیمان قال حدثنا حسین عن زائدة عن حصین عن حبیب بن ابی ثابت عن محمد بن علی بن عبد اللّٰه بن عباس عن ابیه عن جده قال کنت عند النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فقام فتوضأ واستاك وهو یقرأ هذه الآیة حتی فرغ منها ان فی خلق السمٰوات والارض واختلاف اللیل والنهار لأیات لاولی الالباب ثم صلی رکعتین ثم عاد فنام حتی سمعت نفخة ثم قام فتوضأ واستاك ثم صلی رکعتین ثم نام ثم قام فتوضأ واستاك وصلی رکعتین واوتر بثلاث.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا آپ نیند سے اٹھے پھر وضوء کیا اور مسواک کی اور آپ نے (قبل وضوء و مسواک جیسے مسلم وغیرہ کی روایات اس پر دلالت کرتی ہیں) اس آیت کی تلاوت کی "ان فی خلق السمٰوات الخ" یہاں تک کہ اس کی تلاوت سے فارغ ہوئے پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر سو گئے حتیٰ کہ میں نے خراٹے کی آواز سنی پھر اٹھے اور وضوء اور مسواک کی پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر سو گئے پھر اٹھے اور ضوء کیا اور مسواک کی اور دو رکعتیں پڑھیں پھر تین رکعات کے ساتھ وتر پڑھا۔

اخبرنا محمد بن جبلة قال حدثنا معمر بن مخلد ثقة قال حدثنا عبید اللّٰه بن عمرو عن زید عن حبیب بن ابی ثابت عن محمد بن علی عن ابن عباس قال استیقظ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فاستن وساق الحدیث.

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے پھر مسواک کی اور راوی نے پوری حدیث بیان کی۔

اخبرنا هارون بن عبد اللّٰه قال حدثنا یحیٰی بن آدم قال حدثنا ابوبکر النهشلی عن حبیب بن ابی ثابت عن یحیٰی الجزار عن ابن عباس قال کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یصلی من اللیل

ثمان رکعات ویوتر بثلٰث ویصلی رکعتین قبل صلوٰة الفجر خالفه عمرو بن مرة فرواه عن یحیٰی بن الجزار عن ام سلمة عن رسول الله صلی الله علیه وسلم.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو آٹھ رکعات پڑھتے تھے اور تین رکعات کے ساتھ وتر پڑھتے اور دو رکعت پڑھتے نماز فجر سے پہلے۔ عمرو بن مرۃ نے حبیب بن ابی ثابت کے خلاف بیان کیا ہے (اس کا ذکر اگلی حدیث میں ہے)

اخبرنا احمد بن حرب حدثنا ابومعاویة عن الاعمش عن عمرو بن مرة عن یحیٰی بن الجزار عن ام سلمة قالت کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یوتر بثلٰث عشرة رکعة فلما کبر وضعف اوتر بتسع خالفه عمارة بن عمیر فرواه عن یحیٰی بن الجزارعن عائشة.

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صلوٰۃ اللیل تیرہ رکعات پڑھتے تھے پھر جب عمر شریف زیادہ ہوگئی اور ضعیف ہوگئے تو نو کے ساتھ وتر پڑھتے۔ عمارۃ بن عمیر نے عمرو بن مرۃ کے خلاف روایت کی ہے (اس کا ذکر اگلی حدیث میں ہے)۔

اخبرنا احمد بن سلیمان قال حدثنا حسین عن زائدة عن سلیمان عن عمارة بن عمیر عن یحیٰی بن الجزار عن عائشة قالت کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصلی من اللیل تسعاً فلما اسن وثقل صلی سبعاً.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو نو رکعات پڑھتے تھے پھر جب عمر شریف زیادہ ہوگئی اور بدن مبارک ثقیل ہوگیا تو سات رکعات پڑھتے۔

تشریح: یہ بات ذہن نشین کر لیجئے کہ ظن غالب یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شب گذاری کا قصہ اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں ایک بار پیش آیا ہے متعدد بار پیش نہیں آیا اب جن راویوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطہ سے اس رات کی نماز کے عدد کا ذکر کیا ہے ان میں سے بعض نے تیرہ رکعات بیان کی ہیں اس سے زیادہ بیان نہیں کی اور نہ گیارہ رکعات سے کم بیان کی لیکن اس کے برعکس نسائی میں سفیانؒ اور حصین بن عبدالرحمٰنؒ اور زید بن ابی انیسہؒ اپنے استاد حبیب بن ابی ثابت سے وہ محمد بن علی سے وہ اپنے والد علی بن عبداللہ سے اور علی بن عبداللہ اپنے والد عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چھ رکعات بیان کرتے ہیں یعنی صلوٰۃ اللیل چھ رکعات پڑھیں لیکن حبیب بن ابی ثابت کے دوسرے شاگرد ابوبکر نہشلی نے اگلی روایت میں آٹھ رکعات صلوٰۃ اللیل اور تین رکعات وتر اور دو رکعتیں سنت فجر کی بیان کی ہیں اب حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حبیب بن ابی ثابت سے روایت کرنے والوں کا اختلاف ہے اس کا ایک جواب علامہ کرمانی نے یہ دیا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھ رکعات حضور ﷺ کی اقتداء میں پڑھی ہوں تو بعض راویوں نے صرف اتنی ہی رکعات کا باقی رکعتوں سے جو آپ کی اقتداء میں نہیں پڑھیں جدا کر کے ذکر کیا ہے اور بعض نے اجمالی طور پر سب کا ذکر کیا ہے اس سے دونوں قسم کی روایات میں تطبیق ہوجاتی ہے۔ (والله اعلم)

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کا ارشاد:

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے اس اختلاف کا یہ جواب دیا ہے کہ میرے نزدیک ظاہر یہی ہے کہ صلوٰۃ اللیل کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس معمول پر حمل کیا جائے جو حضرت عائشہ اور حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی احادیث میں محفوظ اور مذکور ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں اس معمول کی طرف اشارہ کیا گیا ہے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارکہ ہے "اذا قام احدکم من اللیل فلیفتح الصلوٰۃ برکعتین خفیفتین" (رواہ مسلم) جب تم میں سے کوئی رات کو اٹھے تو چاہئے کہ اپنی نماز کا آغاز دو ہلکی رکعتوں سے کرے، تو اس ارشاد کی روشنی میں ہم کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شب گذاری کے قصہ میں بھی شاید حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تہجد کی ابتداء اپنے دستور کے مطابق دو ہلکی رکعتوں کے ساتھ فرمائی ہو اور اس وقت شاید ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وضوء وغیرہ میں مشغول تھے اور ان دو رکعتوں سے فارغ ہونے کے بعد جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اصل تہجد کو شروع کیا تو اس میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ شامل ہو گئے پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو لمبی رکعتیں پڑھیں اور سلام پھیرنے کے بعد سو گئے حتیٰ کہ خراٹے کی آواز سنائی دی تو اسی طرح چھ رکعات میں تین مرتبہ کیا ہر مرتبہ مسواک کے بعد وضوء کرتے اور سورہ آل عمران کی آخری آیات پڑھتے پھر پانچ رکعات پڑھیں دو رکعت ان میں سے بقیہ تہجد کی تھیں اور تین رکعات وتر کی اور جب تہجد کے اس آخری شفع اور نماز وتر کے درمیان فعل نوم اور وضوء اور مسواک وغیرہ کے ساتھ فصل نہیں کیا تو اسے راوی حدیث حکم نے اپنی روایت میں ثم صلی خمس رکعۃ سے تعبیر کیا ہے ان میں دو رکعتیں تہجد کی تھیں اور تین رکعات وتر کی اور علی بن عبداللہ نے اپنی روایت میں اس شفع کا ذکر نہیں کیا جس کے بعد وتر پڑھا اس لئے کہ ایک تو اس کی ادائیگی کا طریقہ تہجد کے دیگر شفعوں سے مختلف تھا دوسرے یہ کہ وہ نماز وتر سے بالکل متصل تھا اب ان کے قول "ثم اوتر بثلاث" سے مراد یہ ہے کہ بقیہ تہجد جس کے ساتھ وتر متصل ہے اس سے فارغ ہونے کے بعد وتر پڑھا اس کے بعد احتباء کی ہیئت پر بیٹھے پھر لیٹ کر سو گئے حتیٰ کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خراٹے کی آواز سنی۔

(یہ مضمون صحیح مسلم میں ہے اس کو ضحاک نے مخرمہ بن سلیمان سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام کریب سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے) اور ان پانچوں رکعات کے درمیان سونے کے واسطے جلوس اور آرام حاصل کرنا واقع نہیں ہوا بلکہ ان کو اداء کرنے کے بعد استراحت فرمائی اور بعض راویوں نے "لم یجلس بینھن" کے جو الفاظ روایت کئے ہیں اس سے یہی مراد ہے جو اوپر بیان کی گئی ہے اب رہی یہ بات کہ بعض راویوں نے "لم یسلم الافی آخرھن" روایت کیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ شاید انہوں نے فقط وتر کے حصے کو بیان کرنے کا قصد کیا ہو اس لئے خاص طور سے اسے بیان کر دیا یعنی پانچ یا سات رکعات میں سے جو وتر کی رکعات ہیں ان میں سلام نہیں پھیرا مگر آخری رکعت کے بعد سلام پھیرا یا تسلیم کی نفی سے مطلق سلام کی نفی مراد نہیں بلکہ تسلیم شدید یعنی خوب بلند آواز کے ساتھ سلام پھیرنے کی نفی ہے جو سب کو سنا دیتے تھے اور اسی سلام سے سب کو جگا دیتے تھے جیسے اس کا ذکر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں

آیا ہے،(واللہ اعلم)

بہر حال حضور ﷺ کی صلوٰۃ اللیل ان دو ہلکی رکعتوں کے ساتھ جو تہجد کے مبادی اور مقدمات میں سے تھیں تیرہ رکعات تھی اور بدون ان دونوں کے گیارہ رکعات تھی پس اصل تہجد ان میں سے آٹھ رکعات اور تین رکعات وتر کی ہیں۔(فتح الملہم)

اب حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث جس کی طرف اوپر اشارہ کیا تھا وہ یہ حدیث ہے جس کے راوی یحییٰ بن جزار ہیں ان سے حبیب بن ابی ثابت ان سے ابوبکر النہشلی تیرہ رکعات روایت کرتے ہیں مگر حبیب بن ابی ثابت کے دوسرے شاگرد سفیان وغیرہ صلوٰۃ اللیل چھ رکعات پڑھنے کو بیان کرتے ہیں، اس اختلاف کے متعلق تاویل وتوجیہ اوپر گذر چکی ہے واضح رہے کہ شریعت میں وتر کا اطلاق دو چیزوں پر ہوتا ہے ایک صلوٰۃ اللیل دوسری اس نماز پر جو عشاء کے بعد تین رکعت پڑھی جاتی ہیں یہاں وتر سے اوّل معنی مراد ہیں ورنہ وتر کی تین رکعات جو عشاء کے بعد پڑھی جاتی ہیں اس کے بیان میں کوئی اختلاف نہیں حبیب بن ابی ثابت کے سب شاگرد تین ہی بیان کرتے ہیں۔

باب ذكر الاختلاف على الزهري في حديث ابي ايوب في الوتر

ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث وتر کے بارے میں زہریؒ پر اختلاف کا بیان

اخبرنا عمروبن عثمان قال حدثنا بقية حدثني ضبارة بن ابي السليل قال حدثني دويد ابن نافع قال اخبرني ابن شهاب قال حدثني عطاء بن يزيد عن ابي ايوب ان النبي صلى الله عليه وسلم قال الوتر حق فمن شاء اوتر بسبع ومن شاء اوتر بخمس ومن شاء اوتر بثلاث ومن شاء اوتر بواحدة.

حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ وتر حق ہے پس جو شخص چاہے سات رکعات سے وتر پڑھ لے اور جو چاہے پانچ کے ساتھ اور جو چاہے تین کے ساتھ اور جو چاہے ایک کے ساتھ وتر کرے۔

اخبرنا العباس بن الوليد بن مزيد قال اخبرني ابي قال حدثنا الاوزاعي قال حدثني الزهري قال حدثني عطاء بن يزيد عن ابي ايوب ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الوتر حق فمن شاء اوتر بخمس ومن شاء اوتر بثلٰث ومن شاء اوتر بواحدة.

حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وتر حق ہے پس جو شخص چاہے وہ پانچ کے ساتھ وتر کرے اور جو چاہے تین کے ساتھ وتر کرے اور جو چاہے ایک سے وتر کرے۔

اخبرنا الربيع بن سليمان بن داؤد قال حدثنا عبد الله بن يوسف قال حدثنا الهيثم بن حميد قال حدثني ابومعيد عن الزهري قال حدثني عطاء بن يزيد انه سمع اباايوب الانصاري يقول الوتر حق فمن احب ان يوتر بخمس ركعات فليفعل ومن احب ان يوتر بثلٰث فليفعل او من احب ان يوتر بواحدة فليفعل.

حضرت ابوایوب انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرمایا کرتے تھے کہ وتر حق ہے پس جو شخص پانچ رکعات سے وتر پڑھنا چاہے تو وہ اس طرح سے پڑھے اور جو تین سے وتر پڑھنا چاہے تو تین سے پڑھے اور جو ایک رکعت سے وتر پڑھنا چاہے تو وہ ایک رکعت سے پڑھے۔

قال الحارث مسکین قرأة علیه وانا اسمع عن سفیان عن الزهری عن عطاء بن یزید عن ابی ایوب قال من شاء اوتر بسبع ومن شاء اوتر بخمس ومن شاء اوتر بثلث ومن شاء اوتر بواحدة ومن شاء اومٰی ایماء.

حضرت ابی ایوب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جو چاہے وہ سات رکعات سے وتر کرے اور جو چاہے پانچ سے وتر کرے اور جو چاہے تین سے وتر پڑھے اور جو چاہے ایک سے وتر پڑھے اور جو شخص چاہے سر کے اشارے سے پڑھے۔

تشریح: شوافع کے نزدیک وتر ایک سے سات رکعات تک جائز ہے البتہ وہ تین رکعات کو افضل واولیٰ فرماتے ہیں مگر دوسلام سے لیکن حضرت ابی ایوب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی حدیث باب یا اس جیسی دوسری احادیث کی بناء پر یہ اجازت دیتے ہیں کہ پانچ بھی پڑھو جب بھی درست سات بھی پڑھو جب بھی درست ہے امام اعظم ابوحنیفہؒ پس ایک ہی شق متعین کرتے ہیں کہ بس تین ہی جائز ہیں تین رکعت راجح ہونے کے بارے میں تفصیلی دلائل پیچھے گذر چکے ہیں۔

حدیث باب کا جواب:

اوّل جواب یہ ہے کہ حضرت ابوایوب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی یہ حدیث مختلف فیہ ہے اس کو بعض نے بطور مرفوع روایت کیا ہے جیسے ابن شہاب زہریؒ سے ان کے شاگرد دو ویدا ابن نافع اور اوزاعی مرفوعاً روایت کرتے ہیں اور بعض بطور موقوف روایت کرتے ہیں جیسے ابومعید اور سفیان دونوں ابن شہاب زہری سے موقوفاً نقل کرتے ہیں اور ابو حاتم وذہلی ودار قطنی اور بیہقی وغیرہم نے موقوف صحیح قرار دیا ہے اور حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں یہی صواب ہے (التلخیص الحبیر) نیز علامہ ابن الصلاح فرماتے ہیں کہ روایات وتر کی کثرت کے باوجود حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے صرف ایک رکعت وتر پڑھنے کو بتلانے والی کوئی روایت نہیں ملتی تو دیکھئے علامہ ابن الصلاح نے واضح طور پر بتلا دیا کہ صرف ایک ہی رکعت پر اقتصار کرنا حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے فعل سے ثابت نہیں اس لئے حدیث باب حجت نہیں بن سکتی یا یہ حدیث باب اور اس جیسی دوسری روایات اس بات پر محمول ہیں کہ وتر کا استقرار ہونے سے پہلے ایسا تھا جیسا کہ حضرت ابوایوب انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنی حدیث میں بیان کیا ہے کیوں کہ نماز وتر جواب تک استقرار پر نہیں آئی اس کی رکعتوں کی تعداد کا کچھ اعتبار نہیں پھر جب استقرار وتر تین رکعت پر ہوا تو باقی منسوخ ہوگئیں۔ (واللہ اعلم، معارف السنن: ۲۱۵/۴، بتغییر یسیر)

باب کیف الوتر بخمس وذکر الاختلاف علی الحکم فی حدیث الوتر

پانچ رکعت سے وتر پڑھنے کی کیفیت اور حدیث وتر میں راوی حدیث حکم پر اختلاف کا بیان

اخبرنا قتیبة قال حدثنا جریر عن منصور عن الحکم عن مقسم عن ام سلمة قالت کان رسول

اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوتر بخمس وسبع لایفصل بینھا بسلام ولا بکلام.

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ اور سات رکعات سے وتر پڑھتے تھے ان کے درمیان سلام اور کلام سے فصل نہ کرتے۔

اخبرنا القاسم بن زکریا بن دینار قال حدثنا عبید اللّٰہ عن اسرائیل عن منصور عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس عن ام سلمة قالت کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوتر بسبع او بخمس لا یفصل بینھن بتسلیم.

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سات یا پانچ رکعات سے وتر پڑھتے تھے ان کے درمیان تسلیم کے ساتھ فصل نہ کرتے۔

اخبرنا محمد بن اسماعیل بن ابراھیم عن یزید قال حدثنا سفیان بن الحسین عن الحکم عن مقسم قال الوتر سبع فلا اقل من خمس فذکرت ذلک لابراھیم فقال عمن ذکرہ قلت لا ادری قال الحکم فحججت فلقیت مقسماً فقلت لہ عمن قال عن الثقة عن عائشة وعن میمونة.

حکم روایت کرتے ہیں مقسم سے انہوں نے کہا کہ وتر سات رکعات ہیں اور پانچ سے کم نہیں پس میں نے اس کا ذکر ابراہیم سے کیا ابراہیم نے پوچھا اس کو مقسم نے کس سے بیان کیا ہے میں نے کہا مجھے معلوم نہیں حکم کہتے ہیں کہ میں نے زیارت بیت اللہ کا قصد کیا پس وہاں مقسم سے ملاقات کی ان سے پوچھا آپ کس سے روایت کرتے ہیں تو انہوں نے کہا ثقہ سے وہ حضرت عائشہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے۔

اخبرنا اسحق بن منصور قال اخبرنا عبد الرحمن عن سفیان عن ھشام بن عروة عن ابیہ عن عائشة ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یوتر بخمس ولا یجلس الا فی آخرھن.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وتر پانچ رکعات سے پڑھتے تھے اور نہیں بیٹھتے مگر ان کے آخر میں۔

تشریح: یہ روایات مذہب شوافع کے خلاف نہیں بلکہ موافق ہیں کیوں کہ ان کے نزدیک وتر ایک رکعت ہو یا اس سے زیادہ موصولاً اس طرح سے پڑھ سکتا ہے کہ تشہد نہ پڑھے مگر آخری رکعت سے پہلے اور اس کے بعد یا صرف آخری رکعت کے بعد تشہد پڑھے اور سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہو جائے اور اس صورت ثانیہ کو افضل کہتے ہیں اس لئے کہ تشبیہ الوتر بالمغرب سے منع کیا گیا ہے اور مغرب میں ایک رکعت دو تشہد کے درمیان ہوتی ہے تو اس سے بچنے کے لئے دوسری صورت کو افضل واولیٰ کہتے ہیں، اس کا ذکر کتب شافعیہ میں ہے لیکن حدیث باب حنفیہ کے خلاف ہے ان کے مذہب پر منطبق نہیں کیوں کہ حنفیہ کے نزدیک ہر دو رکعت کے بعد فرض اور نفل سب میں تشہد واجب ہے، اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "وان تشھد فی کل رکعتین" اس سے معلوم ہوا کہ ہر دو رکعت کے بعد قعدہ اور تشہد ہے لیکن حدیث باب میں آیا ہے "لا یفصل بینھا بسلام ولا کلام ولا یجلس الافی آخرھن" ہے، تو یہ حدیث باب مذہب حنفیہ کے خلاف ہے۔

حنفیہ کی طرف سے اس کے جوابات:

حدیث باب سند کے اعتبار سے مضطرب ہے کیوں کہ راوی حدیث حکم نے اس کو بطریق عن مقسم عن اُمّ سلمة روایت کیا ہے اور کبھی حکم نے اس کو عن مقسم عن ابن عباس عن اُمّ سلمة روایت کیا ہے علاوہ اس کے امام بخاریؒ نے اس کو تاریخ صغیر میں معلول قرار دیا ہے (کما فی الکشف) اور فرمایا کہ مقسم کا سماع حضرت اُمّ سلمة اور حضرت میمونہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے ثابت نہیں نیز ابن ابی حاتم اس حدیث کو کتاب العلل جلد اصفحہ ۱۶۰، میں بطریق حکم عن مقسم عن ابن عباس عن اُمّ سلمة روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ میرے والد نے اس کے بارے میں فرمایا ہذا حدیث منکر، بہرحال حدیث منقطع الاسناد اور منکر المتن ہے اس لئے ایسی حدیث حجت نہیں بن سکتی، یا یہ کہ حدیث اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں سلام کی نفی سے شاید سلام تحلیل کی نفی مراد نہ ہو بلکہ سلام اور کلام سے مراد مخاطبۃ مع الناس ہو اور غرض حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ ہو کہ پانچ یا سات رکعات کے درمیان لوگوں سے بات چیت نہ کرتے بلکہ درمیان میں گفتگو کئے بغیر متوالیا پڑھ لیتے یا یہ کہ حکم راوی نے بلحاظ وتر فقط وتر کے حصہ میں سلام کی نفی کی ہے کہ درمیان میں سلام نہ پھیرتے اس سے قبل کے ایک شفع یا دو شفع میں نفی نہیں کی۔ (کشف الستر عن صلوٰۃ الوتر مختصراً)

باب کیف الوتر بسبع

سات رکعات سے وتر کی کیفیت کا بیان

اخبرنا اسماعیل بن مسعود قال حدثنا خالد قال حدثنا شعبة عن قتادة عن زرارة بن اوفی عن سعد بن هشام عن عائشة قالت لما اسن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم واخذ اللحم صلی سبع رکعات لا یقعد الافی آخرهن وصلی رکعتین وهو قاعد بعد ما یسلم فتلك تسع یا بنیّ وکان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اذا صلی صلوٰة احب ان یداوم علیها مختصر خالفه هشام الدستوائی.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف زیادہ ہوگئی تو سات رکعات پڑھتے نہیں بیٹھتے مگر ان رکعات کے آخر میں اور سلام پھیرنے کے بعد دو رکعت پڑھتے پس اے بیٹا یہ نو رکعات ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی نماز پڑھتے تو اس پر دوام کو پسند فرماتے۔

اخبرنا زکریا بن یحییٰ قال حدثنا اسحق بن ابراهیم قال حدثنا معاذ بن هشام قال حدثنی ابی عن قتادة عن زرارة بن اوفی عن سعد بن هشام عن عائشة قالت کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اذا اوتر بتسع رکعات لم یقعد الافی الثامنة فیحمد اللّٰه ویذکره ویدعو ثم ینهض ولا یسلم ثم یصلی التاسعة فیجلس فیذکر اللّٰه عزوجل ویدعو ثم یسلم تسلیمة یسمعنا ثم یصلی رکعتین وهو جالس فلما کبر وضعف اوتر بسبع رکعات لا یقعد الافی السادسة ثم ینهض فلا یسلم فیصلی السابعة ثم

یسلم تسلیمة ثم یصلی رکعتین وھو جالس.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نو رکعات سے وتر کرتے تو نہیں بیٹھتے مگر آٹھویں رکعت میں پس اس میں تشہد پڑھتے پھر کھڑے ہوتے اور سلام نہ پھیرتے پھر نویں رکعت پڑھتے اور بیٹھتے اور اللہ عزوجل کا ذکر کرتے اور دعاء پڑھتے یعنی تشہد وغیرہ پڑھتے پھر خوب بلند آواز سے سلام پھیرتے جو ہمیں سنائی دیتا پھر بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے پھر جب عمر شریف زیادہ ہوگئی اور ضعیف ہوگئے تو سات رکعات سے وتر کرتے نہیں بیٹھتے مگر چھٹی رکعت میں پھر کھڑے ہوتے اور سلام نہ پھیرتے پس ساتویں رکعت پڑھتے پھر سلام پھیرتے پھر بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے۔

تشریح: باب کی پہلی حدیث مختصر ہے اس میں حدیث طویل سے صرف زمانہ پیری اور زمانہ ضعف کا واقعہ بیان کیا ہے ورنہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث طویل میں جس کے راوی سعد بن ہشام ہیں اور یہ حدیث صحیح مسلم وغیرہ میں ہے گیارہ رکعت کا ذکر کیا ہے۔

اس حدیث باب میں صرف زمانہ ضعف کا واقعہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سات رکعات پڑھتے نہیں بیٹھتے (ان کے درمیان) مگر سب کے آخر میں ظاہر کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ سات رکعت سے پہلے قعود نہ کرتے تھے حالانکہ خود حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا "یسلم من کل رکعتین" فرماتی ہیں نیز "صلوٰۃ اللیل مثنٰی مثنٰی" کا ضابطہ موجود ہے اب یا تو بوجہ مخالفت دیگر روایات اس کو متروک کہا جائے یا اس میں تاویل کی جائے کہ اس روایت میں "**لایقعد الا فی آخرھن**" سے مراد سات رکعت سے قبل کی رکعات میں قعدۂ طویلہ نہیں کرتے تھے تو جلوس طویل کی نفی کی ہے، مطلق قعود اور سلام کی نفی نہیں کی اب ان سات میں سے چار نوافل ہوں گی اور تین رکعت وتر۔

دوسری حدیث میں فرمایا "**اذا اوتر بتسع رکعات لم یقعد الا فی الثامنة الخ**" یہاں بھی وہی تاویل کی جائے گی جو اوپر والی حدیث میں کی گئی ہے، یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے اس کلام سے آٹھ رکعت سے ماقبل کی جو رکعات ہیں ان میں مطلق قعود اور سلام کی نفی نہیں کی بلکہ ان کا مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آٹھویں رکعت پر قعود طویل کرتے تھے لیکن سلام نہیں پھیرتے تھے کیونکہ یہ وتر کی دوسری رکعت ہے پھر نویں رکعت پر اتنی بلند آواز سے سلام پھیرتے تھے کہ اپنا لگتا سونے والے جاگ اٹھیں گے جیسا کہ ابوداؤد میں ہے "**یسلم تسلیمة واحدة شدیدة یکاد یوقظ اھل البیت من شدة تسلیمة**" اس سے معلوم ہوا کہ حدیث باب میں جلوس طویل اور تسلیم شدید کی نفی ہے یعنی آٹھ سے قبل کی رکعات میں مطلق جلوس اور سلام کی نفی نہیں فرمائی یا یہ مراد ہے کہ بلا سلام آٹھ سے پہلے کی نوافل میں جلوس نہیں کرتے تھے لیکن رکعت ثامنہ پر جو وتر کی دوسری رکعت ہے، بلا سلام جلوس کرتے تھے اور سلام پھیرے بغیر کھڑے ہوجاتے پھر نویں رکعت پڑھ کر خوب بلند آواز کے ساتھ سلام پھیرتے اب ان نو رکعات میں سے چھ رکعات صلوٰۃ اللیل تھیں اور تین وتر اس کے علاوہ بعد وتر دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے بعد الوتر دو رکعت پڑھنے کی کیا حیثیت ہے اس کی بحث آگے آرہی ہے۔

كيف الوتر بتسع

نورکعات کے ساتھ وتر کی کیفیت کا بیان

اخبرنا هارون بن اسحق عن عبدة عن سعيد عن قتادة عن زرارة بن اوفى عن سعد بن هشام ان عائشة قالت كنا نعدلرسول الله صلى الله عليه وسلم سواكه وطهوره فيبعثه الله عزوجل لما شاء ان يبعثه من الليل فيستاك ويتوضأ ويصلى تسع ركعات لا يجلس بينهن الا عند الثامنة ويحمد الله ويصلى على النبى صلى الله عليه وسلم ويدعو بينهن ولا يسلم تسليما ثم يصلى التاسعة ويقعد وذكر كلمة نحوها ويحمد الله ويصلى على نبيه صلى الله عليه وسلم ويدعو ثم يسلم تسليما يسمعنا ثم يصلى ركعتين وهو قاعد.

سعد بن ہشام سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے مسواک اور وضوء کا پانی رکھ دیتے پس اللہ عزوجل جب آپ کو جگانا چاہتا اس وقت جگا دیتا جاگنے کے بعد آپ مسواک کرتے اور وضوء کرتے اور نو رکعات پڑھتے ان کے درمیان نہیں بیٹھتے مگر آٹھویں رکعت کے وقت بیٹھتے اور اللہ تعالیٰ کی حمد یعنی تشہد اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور دعاء پڑھتے ان رکعات کے درمیان اور سلام نہیں پھیرتے پھر نویں رکعت پڑھتے اور بیٹھتے اور اللہ تعالیٰ کی حمد یعنی تشہد اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور دعاء پڑھتے پھر سلام اس طرح پھیرتے کہ ہم کو سنا دیتے تھے پھر دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے۔

اخبرنا زكريا بن يحيىٰ قال حدثنا اسحق قال حدثنا عبد الرزاق قال حدثنا معمر عن قتادة عن زرارة بن اوفى ان سعد بن هشام بن عامر لما ان قدم علينا اخبرنا انه اتى ابن عباس فسأله عن وتر رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الاادلك اوالا انبئك باعلم اهل الارض بوتر رسول الله صلى الله عليه وسلم قلت من قال عائشة فاتينهافسلّمنا عليها ودخلنا فسألنا ها فقلت انبئنى عن وتر رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت كنا نعد له سواكه وطهوره فيبعثه الله عزوجل ماشاء ان يبعثه من الليل فيتسوك ويتوضأ ثم يصلى تسع ركعات لا يقعد فيهن الا فى الثامنة فيحمد الله ويذكره ويدعو ثم ينهض ولا يسلم فيصلى التاسعة فيجلس فيحمد الله ويذكره ويدعو ثم يسلم تسليما يسمعنا ثم يصلى ركعتين وهو جالس فتلك احدى عشرة ركعة يا بنىّ فلما اسن رسول الله صلى الله عليه وسلم واخذ اللحم اوتر بسبع ثم يصلى ركعتين وهو جالس بعد ما يسلم فتلك تسعا اى بنىّ وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا صلى صلوٰة احب ان يداوم عليها.

زرارۃ بن اوفی سے روایت ہے کہ جب سعد بن ہشام بن عامر ہمارے پاس آئے تو ہمیں خبر دی کہ وہ یعنی خود ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا تھا اور ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کے متعلق دریافت کیا تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا تم کو ایسا شخص نہ بتلا دوں جو اس روئے زمین پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز وتر کے متعلق سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہے میں

نے کہا کون ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا وہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں تو ہم ان کے پاس پہنچے اور سلام کیا پھر ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کے بارے میں سوال کیا انہوں نے فرمایا ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے مسواک اور وضوء کا پانی رکھ دیتے پس اللہ عزوجل آپ کو اٹھا دیتا رات کے جس وقت اللہ تعالیٰ آپ کو اٹھانا چاہتا آپ مسواک کرتے اور وضوء کرتے پھر نو رکعات پڑھتے ان کے درمیان نہیں بیٹھتے مگر آٹھویں رکعت پر بیٹھتے اور اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا ذکر اور دعاء پڑھتے پھر سلام پھیرے بغیر کھڑے ہو جاتے اور نویں رکعت پڑھتے پھر بیٹھتے اور اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا ذکر اور دعاء پڑھتے پھر خوب بلند آواز سے سلام پھیرتے جو ہم کو سنائی دیتا تھا پھر دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے، اے بیٹا یہ گیارہ رکعت ہیں پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف زیادہ ہوگئی اور ضعف کا وقت آ گیا تو سات رکعات کے ساتھ وتر کرتے پھر سلام پھیرنے کے بعد دو رکعت بیٹھے پڑھتے پس اے بیٹا یہ نو رکعات ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی نماز پڑھتے تو اس پر مداومت کو پسند فرماتے۔

اخبرنا زکریا بن یحیٰی قال حدثنا اسحق ابن ابراهیم قال اخبرنا عبد الرزاق قال حدثنا معمر عن قتادة عن الحسن قال اخبرنی سعد بن هشام عن عائشة انه سمعها تقول ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کا یوتر بتسع رکعات ثم یصلیٰ رکعتین وهو جالس فلما ضعف اوتر بسبع رکعات ثم صلی رکعتین وهو جالس.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے سعد بن ہشام نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نو رکعات کے ساتھ وتر بناتے تھے پھر بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے پھر جب ضعیف ہو گئے تو سات رکعات کے ساتھ وتر پڑھتے پھر بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے۔

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا حجاج قال حدثنا حماد عن قتادة عن الحسن عن سعد بن هشام عن عائشة ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کا یوتر بتسع ویرکع رکعتین وهو جالس

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نو رکعات کے ساتھ وتر کرتے تھے اور بیٹھے دو رکعت پڑھتے تھے۔

اخبزنا محمد بن عبد اللّٰه الخلنجي قال حدثنا ابو سعید یعني مولی بني هاشم قال حدثنا حصین بن نافع قال حدثنا الحسن عن سعد بن هشام انه وفد علی ام المؤمنین عائشة فسالها عن صلوٰة رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فقالت کان یصلی من اللیل ثمان رکعات ویوتر بالتاسعة ویصلی رکعتین وهو جالس مختصر.

سعد بن ہشام سے روایت ہے کہ وہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں دریافت کیا انہوں نے فرمایا کہ آپ رات میں آٹھ رکعات پڑھتے تھے اور نویں رکعات کے ساتھ وتر کرتے اور دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے۔

اخبرنا هنادبن السری عن ابی الاحوص عن الاعمش اراه عن ابراهیم عن الاسود عن عائشة قالت

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي من الليل تسع ركعات.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں نو رکعات پڑھتے تھے۔

اس عنوان کے ماتحت کی حدیث کی تشریح وہی ہے جو اوپر گذری ہے۔

باب كيف الوتر باحدى عشرة ركعة

گیارہ رکعت کے ساتھ وتر کی کیفیت کا بیان

اخبرنا اسحق بن منصور قال حدثنا عبد الرحمن قال حدثنا مالك عن الزهرى عن عروة عن عائشة ان النبى صلى الله عليه وسلم كان يصلي من الليل احدى عشرة ركعة ويوتر منها بواحدة ثم يضطجع على شقه الايمن.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات میں گیارہ رکعت پڑھتے تھے اور ان میں سے ایک رکعت کے ساتھ وتر کرتے پھر اپنی داہنی کروٹ پر لیٹ جاتے۔

تشریح: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام صلوٰۃ اللیل پر جس میں وتر بھی تھا صلوٰۃ اللیل کا اطلاق کیا ہے تو پوری صلوٰۃ اللیل گیارہ رکعات ہیں آٹھ رکعات تہجد کی ہیں اور تین رکعات وتر "ويوتر منها بواحدة" کے یہ معنی ہیں کہ ایک رکعت کو شفع سابق کے ساتھ ملا کر وتر کرتے دوسری بات اس حدیث سے بعد الوتر اضطجاع کی مشروعیت معلوم ہوئی اس کی بحث آگے آرہی ہے۔

باب الوتر بثلث عشرة ركعة

تیرہ رکعت کے ساتھ وتر پڑھنے کا بیان

اخبرنا احمد بن حرب قال حدثنا ابو معاوية عن الاعمش عن عمروبن مرة عن يحيى بن الجزار عن ام سلمة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر بثلث عشرة ركعة فلما كبر وضعف اوتر بتسع.

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے تیرہ رکعت کے ساتھ پھر جب عمر شریف زیادہ ہوگئی اور ضعیف ہوگئے تو نو رکعات کے ساتھ وتر پڑھتے۔

تشریح: اوپر والی حدیث میں گیارہ اور اس میں تیرہ ہیں اس میں تعارض نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ویسا کیا کبھی ایسا کیا مگر اکثر آپ گیارہ اور نو رکعات پڑھا کرتے تھے اس روایت میں تیرہ ہے یا تو اس میں وہ دو رکعت شامل کی گئی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد سے پہلے بطور تحیۃ الوضوء پڑھا کرتے تھے یا سنت فجر کو بوجہ اتصال یا قرب زمانی کے ان میں شمار کرلیا۔ (قاله شيخ الهندؒ)

باب القرأة فی الوتر

وتر میں قرأت کا بیان

حدثنا ابراهیم بن یعقوب قال حدثنا ابو النعمان قال حدثنا حماد ابن سلمة عن عاصم الاحول عن ابی مجلز ان ابا موسٰی کان بین مکة والمدینة فصلی العشاء رکعتین ثم قام فصلی رکعةً اوتر بها فقرأ فیها بمأة آیة من النساء ثم قال ما الوت ان اضع قدمی حیث وضع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قدمیه وان اقرأ بما قرأبه رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم.

ابی مجلز سے روایت ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ اور مدینہ کے درمیانی سفر میں عشاء کی دو رکعتیں پڑھیں پھر کھڑے ہوکر وتر کی ایک رکعت پڑھی اس میں سورہ نساء کی سو آیتیں پڑھیں پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پیروی کی ہے۔

تشریح: اس روایت سے استدلال کرتے ہوئے شوافع کہتے ہیں کہ وتر کی ایک رکعت ہے کیوں کہ ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک رکعت پڑھنے کے بعد فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پیروی کی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مبہم ہے کیوں کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت سی چیزیں کی ہیں جیسے قصر عشاء اور ایک رکعت کے ساتھ وتر اور سو آیات کی قرأت اور وتر کے بعد سونا پھر یہ کہ ظاہر تو یہی ہے کہ انہوں نے سنت عشاء چھوڑ دی تو اب کیا ان کے اس کلام سے مقصد ان تمام امور کا مرفوعاً بیان کرنا ہے یا ان میں سے بعض کا پھر یہ کہ اس میں ترک سنت عشاء بھی داخل ہے یا نہیں کوئی تفصیل نہیں لہٰذا روایات صریحہ کے مقابلہ میں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں ایسی مبہم روایت کافی وشافی نہیں ہے حالانکہ خود ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے وتر کی تین رکعات روایت کی ہیں۔ (طحاوی)

نوع آخر من القراء ة فی الوتر

وتر میں ایک اور قسم کی قرأت کا بیان

اخبرنا محمد بن الحسین بن ابراهیم بن اشکاب النسائی قال حدثنا محمد بن ابی عبیدة قال حدثنا ابی عن الاعمش عن طلحة عن ذر عن سعید بن عبد الرحمن بن ابزی عن ابیه عن ابی بن کعب قال کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقرأ فی الوتر بسبح اسم ربك الاعلٰی وقل یآایها الکافرون وقل هو اللّٰه احد فاذا سلم قال سبحان الملك القدوس ثلٰث مرات.

حضرت ابی بن کعب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں "سبح اسم ربك الاعلٰی" اور "قل یآایها الکافرون" اور "قل هو اللّٰه احد" پڑھتے تھے پھر جب سلام پھیرتے تو تین مرتبہ "سبحان الملك القدوس" پڑھتے۔

اخبرنا یحیٰی بن موسٰی قال حدثنا عبد الرحمن بن عبداللّٰه بن سعد قال حدثنا ابو جعفر الرازی

عن الاعمش عن زبيد وطلحة عن ذر عن سعيد بن عبد الرحمن بن ابزى عن ابيه عن ابى بن كعب قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر بسبح اسم ربك الاعلى وقل يآايها الكافرون وقل الله هو احد خالفهما حصين فرواه عن ذر عن ابن عبدالرحمن بن ابزى عن ابيه عن النبى صلى الله عليه وسلم.

حضرت ابن بن کعب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر پڑھتے تھے "سبح اسم ربك الاعلى" اور "قل يآايها الكافرون" اور "قل هو الله احد" کے ساتھ۔

اخبرنا الحسن بن قزعة عن حصين بن نمير عن حصين بن عبد الرحمن عن ذر عن ابن عبد الرحمن بن ابزى عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كا يقرأ فى الوتر بسبح اسم ربك الاعلى وقل يايها الكافرون وقل الله هو احد.

بیشک رسول اللہ ﷺ وتر میں "سبح اسم ربك الاعلى" اور "قل ياايها الكافرون" اور "قل هو الله احد" پڑھتے تھے۔

ذكر الاختلاف على شعبة فيه

اس حدیث میں شعبہ پر اختلاف کا بیان

اخبرنا عمروبن يزيد قال حدثنا بهز بن اسد قال حدثنا شعبة عن سلمة وزبيد عن ذر عن ابن عبد الرحمن عن ابزى عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يوتر بسبح اسم ربك الاعلى وقل يآايها الكافرون وقل هو الله احد وكان يقول اذا سلم سبحان الملك القدوس ثلثا ويرفع صوته بالثالثة.

سعید اپنے والد عبدالرحمٰن ابن ابزیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر پڑھتے تھے "سبح اسم ربك الاعلى" اور "قل يآايها الكافرون" اور "قل هو الله احد" کے ساتھ اور جب سلام پھیرتے تو تین مرتبہ "سبحان الملك القدوس" پڑھتے اور تیسری مرتبہ میں بلند آواز سے کہتے۔

اخبرنا محمد بن عبد الاعلى قال حدثنا خالد قال حدثنا شعبة قال اخبرنى سلمة وزبيد عن ذر عن ابن عبدالرحمن بن ابزى عن عبد الرحمن ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقرأ فى الوتر بسبح اسم ربك الاعلى وقل يا ايها الكافرون وقل هوالله احد ثم يقول اذا سلم سبحان الملك القدوس ويرفع بسبحان الملك القدوس صوته بالثالثة رواه منصور عن سلمة بن كهيل ولم يذكر ذرا.

عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر میں "سبح اسم ربك الاعلى" اور "قل يا ايها الكافرون" اور "قل هو الله احد" پڑھتے تھے پھر جب سلام پھیرتے تو "سبحان الملك القدوس" پڑھتے اور تیسری مرتبہ میں

"سبحان الملک القدوس" کے ساتھ اپنی آواز بلند کرتے۔

اخبرنا محمد بن قدامة عن جرير عن منصور عن سلمة بن كهيل عن سعيد بن عبد الرحمن ابن ابزى عن ابيه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر بسبح اسم ربك الاعلى وقل يا ايها الكافرون وقل هو الله احد وكان اذا سلم وفرغ قال سبحان الملك القدوس ثلثا طول فى الثالثه ورواه عبد الملك بن ابى سليمان عن زبيد ولم يذكر ذرا.

عبدالرحمٰن ابن ابزی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر پڑھتے تھے "سبح اسم ربك الاعلى" اور "قل يا ايها الكافرون" اور "قل هو الله احد" کے ساتھ اور جب سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوجاتے تو تین مرتبہ "سبحان الملك القدوس" پڑھتے تیسری مرتبہ میں کھینچ کر بلند آواز سے پڑھتے۔

اخبرنا احمد بن سليمان قال حدثنا محمد بن عبيد قال حدثنا عبد الملك بن ابى سليمان عن زبيد عن سعيد بن عبد الرحمن بن ابزى عن ابيه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر بسبح اسم ربك الاعلى وقل يا ايها الكافرون وقل هو الله احد ورواه محمد بن جحادة عن زبيد ولم يذكر ذرا.

عبدالرحمٰن بن ابزی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر پڑھتے تھے "سبح اسم ربك الاعلى" اور "قل يآايها الكافرون" اور "قل هو الله احد" کے ساتھ۔

اخبرنا عمران بن موسٰى قال حدثنا عبد الوارث قال حدثنا محمد بن جحادة عن زبيد عن ابن ابزى عن ابيه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر بسبح اسم ربك الاعلى وقل يا ايها الكافرون وقل هو الله احد فاذا فرغ من الصلوٰة قال سبحان الملك القدوس ثلث مرات.

ابن ابزی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر میں "سبح اسم ربك الاعلى" اور "قل يآايها الكافرون" اور "قل هو الله احد" پڑھتے تھے اور جب نماز وتر سے فارغ ہوجاتے تو "سبحان الملك القدوس" تین مرتبہ پڑھتے۔

ذكر الاختلاف على مالك بن مغول فيه

اس میں مالک بن مغول پر اختلاف کا بیان

اخبرنا احمد بن محمد بن عبيد الله قال حدثنا شعيب بن حرب عن مالك عن زبيد عن ابن ابزى عن ابيه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ فى الوتر بسبح اسم ربك الاعلى وقل ياايها الكافرون وقل هو الله احد.

ابن ابزی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ وتر میں پڑھتے تھے "سبح اسم ربك

الاعلیٰ"اور"قل یآایها الکافرون"اور"قل هو اللّٰه احد"۔

اخبرنا احمد بن سلیمان قال حدثنا یحییٰ بن آدم قال حدثنا مالك عن زبید عن ذر عن ابن ابزی مرسل وقد رواه عطاء بن السائب عن سعید بن عبد الرحمن بن ابزی عن ابیه.

عبدالرحمٰن بن ابزی سے بطور مرسل روایت ہے کہ مالک بن مغول کے شاگرد یحییٰ بن آدم نے اسے ابن ابزی پر موقوف رکھا ہے۔

اخبرنا عبد اللّٰه بن الصباح قال حدثنا الحسن بن حبیب قال حدثنا روح بن القاسم عن عطاء بن السائب عن سعید بن عبد الرحمن بن ابزی عن ابیه ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کان یقرأ فی الوتر بسبح اسم ربك الاعلیٰ وقل یا ایها الکافرون وقل هو اللّٰه احد.

سعید بن عبدالرحمٰن اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر میں "سبح اسم ربك الاعلیٰ"اور "قل یا ایها الکافرون" اور"قل هواللّٰه احد" پڑھتے تھے۔

ذكر الاختلاف على شعبة عن قتادة فى هذا الحديث

اس حدیث میں قتادہ سے روایت کرنے والے شعبہ پر اختلاف کا ذکر

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا ابوداؤد قال حدثنا شعبة عن قتادة قال سمعت عزرة یحدث عن سعید بن عبد الرحمن بن ابزی عن ابیه ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کان یوتر بسبح اسم ربك الاعلیٰ وقل یا ایها الکافرون وقل هواللّٰه احد فاذا فرغ قال سبحان الملك القدوس ثلٰثا.

عبدالرحمٰن بن ابزی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر میں "سبح اسم ربك الاعلیٰ"اور "قل یا ایها الکافرون"اور"قل هو اللّٰه احد" پڑھتے تھے جب نماز سے فارغ ہوجاتے تو"سبحان الملك القدوس" تین مرتبہ پڑھتے۔

اخبرنا اسحق بن منصور قال حدثنا ابوداؤد قال حدثنا شعبة عن قتادة عن زرارة عن عبد الرحمن بن ابزی عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کان یوتر بسبح اسم ربك الاعلیٰ وقل یاایها الکافرون وقل هو اللّٰه احد فاذا فرغ قال سبحان الملك القدوس ثلثا ویمد فی الثالثة.

عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر میں "سبح اسم ربك الاعلیٰ"اور "قل یا ایها الکافرون" اور "قل هو اللّٰه احد" پڑھتے تھے اور جب وتر سے فارغ ہوتے تو "سبحان الملك القدوس" تین مرتبہ پڑھتے اور تیسری مرتبہ میں مد کے ساتھ بلند آواز سے پڑھتے۔

اخبرنا محمد بن المثنی قال حدثنا محمد قال حدثنا شعبة قال سمعت قتادة یحدث عن زرارة عن عبد الرحمن بن ابزی ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کان یوتر بسبح اسم ربك الاعلیٰ خالفهما

شبابة فرواه عن شعبة عن قتادة عن زرارة بن اوفی عن عمران بن حصین.

عبدالرحمٰن بن ابزی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر میں "سبح اسم ربك الاعلٰی" پڑھتے تھے۔

اخبرنا بشر بن خالد قال اخبرنا شبابة عن شعبة عن قتادة عن زرارة بن اوفی عن عمران بن حصین ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم اوتر بسبح اسم ربك الاعلٰی قال ابو عبد الرحمٰن لا اعلم احدا تابع شبابة علی هذا الحدیث خالفه یحیٰی بن سعید.

عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے وتر میں سورۃ "سبح اسم ربك الاعلٰی" پڑھی (یحییٰ بن سعید نے شبابہ کے خلاف روایت کی ہے)۔

اخبرنا محمد بن المثنی قال حدثنا یحیٰی بن سعید عن شعبة عن قتادة عن زرارة عن عمران بن حصین قال صلی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم الظهر فقرأ رجل بسبح اسم ربك الاعلٰی فلما صلی قال من قراء بسبح اسم ربك الاعلٰی قال رجل انا قال قد علمت ان بعضهم خالجنیها.

عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھی تو ایک شخص آپ کے پیچھے "سبح اسم ربك الاعلٰی" پڑھی جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کس نے "سبح اسم ربك الاعلٰی" پڑھی ایک آدمی نے کہا میں نے آپ ﷺ نے فرمایا مجھے معلوم ہوا کہ کوئی مجھ سے قراءت میں منازعت کررہا ہے۔

تشریح: شعبہ کے شاگرد شبابہ نے نماز وتر میں "سبح اسم ربك الاعلٰی" پڑھنے کو روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے وتر میں "سبح اسم ربك الاعلٰی"، پڑھی مگر شعبہ کے دوسرے شاگرد یحییٰ بن سعید نے اس کے خلاف نماز ظہر میں ایک شخص کے حضور ﷺ کے پیچھے "سبح اسم ربك الاعلٰی" پڑھنے کو روایت کیا ہے اسی کی طرف امام نسائیؒ نے اپنے کلام "خالفه یحیٰی بن سعید" سے اشارہ کیا ہے لیکن واضح رہے کہ اس طرح کی مخالفت صحت روایت میں مضر نہیں ہوتی، کیوں کہ ظاہر تو یہی ہے کہ اتحاد اسناد کے باوجود یہ الگ الگ دوحدیث ہیں اور دوواقعات ہیں (واللّٰه تعالٰی اعلم، قاله علامة السندهی)

باب الدعاء فی الوتر

وتر میں کونسی دعاء پڑھنی چاہئے اس کا بیان

اخبرنا قتیبة قال حدثنا ابوالاحوص عن ابی اسحاق عن برید عن ابی الجوزاء قال قال الحسن علمنی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کلمات اقولهن فی الوتر فی القنوت اللهم اهدنی فیمن هدیت وعافنی فیمن عافیت وتولنی فیمن تولیت وبارك لی فیما اعطیت وقنی شرما قضیت انك تقضی ولا یقضی علیك وانه لا یذل من والیت تبارکت ربنا وتعالیت.

ابی الجوزاء سے روایت ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے چند کلمات سکھائے جن کو قنوت وتر میں پڑھا کرتا ہوں وہ یہ ہیں "اللهم اهدنی الخ" اے اللہ مجھے ہدایت کران لوگوں کے ساتھ جن کو تو نے ہدایت

کی ہے اور صحت وتندرستی عطا فرما ان بندوں کے ساتھ جن کو تو نے صحت وعافیت عطا فرمائی اور مدد کر میری ان لوگوں کے ساتھ جن کی تو نے مدد کی ہے اور جو کچھ تو نے عطا فرمایا اس میں برکت دیجئے اور مجھے قضاء وقدر کی برائی سے محفوظ رکھ بیشک تو فیصلہ کرتا ہے اور تیرے خلاف کوئی فیصلہ نہیں کرسکتا اور تو جس سے محبت کرے وہ ذلیل نہیں ہوسکتا اے ہمارے پروردگار تو بابرکت اور بلند مرتبہ والا ہے۔

اخبرنا محمد بن سلمة قال حدثنا ابن وهب عن يحيٰى بن عبد الله بن سالم عن موسٰى بن عقبة عن عبدالله بن علی عن الحسن بن علی قال علمنی رسول الله صلی الله علیه وسلم هٰؤلاء الكلمات فی الوتر قال قل اللهم اهدنی فیمن هدیت وبارك لی فیما اعطیت وتولنی فیمن تولیت وقنی شرما قضیت فانك تقضی ولا یقضی علیك انه لایذل من والیت تباركت ربنا وتعالیت وصلی الله علی النبی محمد.

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چند کلمات قنوت وتر میں پڑھنے کے لئے سکھائے آپ نے فرمایا یہ کلمات پڑھ لیا کرو "**اللهم اهدنی فیمن هدیت الخ**"

اخبرنا محمد بن عبد الله بن المبارك قال حدثنا سلیمان بن حرب وهشام بن عبد الملك قالا حدثنا حماد بن سلمة عن هشام بن عمرو الفزاری عن عبد الرحمن بن الحارث بن هشام عن علی بن ابی طالب ان النبی صلی الله علیه وسلم كان یقول فی آخر وتره اللهم انی اعوذ برضاك من سخطك وبمعافاتك من عقوبتك واعوذ بك منك لا احصی ثناء علیك انت كما اثنیت علی نفسك.

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے آخر میں یہ دعاء پڑھتے تھے۔ "**اللهم انی اعوذ برضاك من سخطك الخ**" اے اللہ میں تیری خوشنودی کے ساتھ تیری ناراضی سے پناہ چاہتا ہوں اور تیری معافی کے ساتھ تیرے عذاب سے اور پناہ مانگتا ہوں تیرے ساتھ تیرے قہر وغضب سے میں آپ کی تعریف کا احاطہ نہیں کرسکتا تو ایسا ہے جیسا تو نے خود ہی اپنی ذات مقدسہ کی تعریف کی۔

تشریح: نسائی شریف کے نسخوں میں جو ہمارے سامنے ہیں حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث قنوت کے راوی ابی الجوزاء کو جیم اور زاء کے ساتھ بیان کیا یہ صحیح نہیں صحیح ابی الحوراء ہے حاء اور راء کے ساتھ "**كما فی التقریب وفی المغنی ابو الحوراء بمفتوحه وبراء ومد**" نسائی شریف کے نسخوں میں کاتبوں سے غلطی ہوگئی کہ ابوالحوراء کے بجائے ابوالجوزاء لکھ دیا گیا ہے اور امام ابوداؤد نے فرمایا کہ ان کا نام ربیعہ بن شیبان ہے امام نسائیؒ اور عجلیؒ نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے اور ابن حبانؒ نے بھی ثقات میں سے شمار کیا ہے، بہرحال یہ قنوت مذکورہ ابوالحوراء نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے اور صحیح ہے۔

دوسری قنوت کا ذکر:

امام ابوداؤد نے مراسیل میں خالد بن ابی عمران سے روایت کی کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قوم مضر پر بددعاء کرتے

تھے تب جبرائیل آئے اور اشارہ کیا کہ سکوت کیجئے پس آپ خاموش رہے پھر جبرئیل علیہ السلام نے کہا اے محمد اللہ تعالیٰ نے آپ کو لعنت کرنے کے لئے نہیں بلکہ آپ کو محض رحمت بنا کر بھیجا ہے پھر یہ آیت پڑھی "لیس لك من الامر شئی الخ" پھر آپ کو یہ الفاظ قنوت سکھلائے "اللهم انا نستعينك ونستغفرك ونؤمن بك" تا آخر اور بیہقیؒ نے بھی اس کو اسی لفظ کے ساتھ معاویہ بن صالح سے روایت کیا ہے جیسا کہ علامہ سیوطیؒ نے اس کو درالمنثور میں نقل کیا ہے۔

اور ابن شیبہؒ نے بھی اس قنوت وتر کو بطور موقوف حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور ابن السنیؒ نے بھی اس کو موقوفاً حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور ابن السنی کی روایت میں دونوں جگہ "اللهم" سے پہلے بسم اللہ کی زیادت کا ذکر ہے۔

اب اس مسئلہ میں تو کوئی اختلاف نہیں کہ دونوں قسم کی دعاؤں میں سے جو بھی وتر میں پڑھے جائز ہے لیکن کچھ اختلاف صرف افضلیت میں ہے شوافع کے نزدیک وہ قنوت وتر افضل ہے جو حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تعلیم دی گئی ہے اور حنفیہ کے نزدیک "اللهم انا نستعينك الخ" والی قنوت افضل ہے کیوں کہ یہ اشبہ بالقرآن ہے کیوں کہ علامہ سیوطیؒ نے اتقان میں لکھا ہے کہ یہ سورۃ الخلع والحفد کے نام سے قرآن پاک کی دو سورتیں تھیں جن کی تلاوت منسوخ ہوگئی۔

قنوت وتر تمام سال پڑھنی چاہئے:

حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ قنوت وتر تمام سال میں پڑھے اور شوافع کا مذہب یہ ہے کہ رمضان کے صرف نصف آخر میں قنوت وتر پڑھے حنفیہ کی دلیل ایک تو حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے جو باب کے تحت مذکور ہے فرماتے ہیں "علمنی رسول الله صلی الله علیه وسلم هٰؤلاء الکلمات فی الوتر الخ" اس حدیث میں رمضان کے نصف آخیر کی کوئی قید نہیں اس لئے رمضان کی قید کے بغیر بیان کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ قنوت وتر کا حکم دائمی ہے، دوسری دلیل حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے جب ان سے قنوت کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا "(القنوت) سنة ماضية اسناده حسن آثار السنن" تیسری دلیل حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث "ان النبی صلی الله علیه وسلم كان يوتر بثلث ركعات ويجعل القنوت قبل الركوع (طبرانی فی الاوسط)" ان احادیث میں بھی کہیں نصف رمضان کی قید نہیں راویان حدیث مطلقاً بیان کرتے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ قنوت تمام سال پڑھی جاتی تھی۔

شوافع کا استدلال حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک اثر سے ہے جو ترمذی میں موجود ہے "انه كان لا يقنت الا فی النصف الاخر من رمضان" اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ایک عمل صحابی ہے جو حدیث مرفوع کے مقابلہ میں معتبر نہیں۔

علاوہ اس کے ابن ہمامؒ فرماتے ہیں کہ یہاں قنوت سے مراد طویل قیام بھی ہو سکتا ہے جیسے حدیث صحیح میں ہے کہ افضل نماز طول قنوت ہے یعنی طول قیام اب اس کا مطلب یہ ہوگا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان کے نصف آخیر میں بہ نسبت اوّل کے طویل قیام کرتے تھے لہٰذا یہ اثر مذکور صراحۃً رمضان کے صرف نصف آخیر میں قنوت وتر پڑھنے پر دلالت نہیں کرتا شوافع کا دوسرا استدلال حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مرفوع سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نصف آخر رمضان میں قنوت پڑھتے

تھے (رواہ ابن عدی فی الکامل) اس کا جواب یہ ہے کہ ابن عدی کی روایت ضعیف ہے جیسا کہ امام نوویؒ نے اس کا اقرار کیا علاوہ اس کے شوافع محمد بن سیرینؒ اور حسن بصریؒ کی روایات سے جو ابوداؤد میں "باب القنوت فی الوتر" کے تحت مذکور ہیں استدلال کرتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں کی روایات ضعیف ہیں کیوں کہ ابن سیرینؒ نے اپنے بعض اصحاب سے روایت کی ہے جو مجہول ہیں اور مجہول کی روایت معتبر نہیں اور حسن بصریؒ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ نہیں پایا لہٰذا روایت منقطع ہے جس سے شوافع کے یہاں استدلال صحیح نہیں۔

محل قنوت میں اختلاف ہے:

حنفیہ کے نزدیک قنوت وتر تیسری رکعت کے رکوع سے پہلے پڑھنی چاہئے اور شافعیہ کے یہاں تیسری رکعت میں بعد رکوع پڑھے مسلک حنفیہ کی تائید ان روایات سے ہوتی ہے، (۱) امام نسائیؒ اور ابن ماجہؒ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے "ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر فیقنت فی الوتر قبل الرکوع" (۲) خطیبؒ نے کتاب القنوت میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے "ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قنت فی الوتر قبل الرکوع" اور اس کو ابن الجوزیؒ نے تحقیق میں نقل کر کے اس پر سکوت کیا ہے، (۳) ابونعیم نے حلیہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں "اوتر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بثلٰث فقنت منھا قبل الرکوع" علاوہ اس کے مسلک حنفیہ کی تائید میں اور بھی روایات ہیں ہم نے اختصار کی غرض سے چند روایات پر اکتفاء کیا ہے۔
(بذل المجھود بحوالۃ فتح القدیر: ۳۲۶/۲)

صحابہ کرام کا مسلک:

اکثر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عمل یہی تھا جو حنفیہ کا ہے چنانچہ ابن ابی شیبہؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے یزید بن ہارون نے بیان کیا ہے اور وہ ہشام الدستوائی سے وہ حماد سے وہ ابراہیم سے وہ علقمہ سے کہ بیشک ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب وتر میں قنوت قبل رکوع پڑھتے تھے "کانوا یقنتون فی الوتر قبل الرکوع" اس کی اسناد صحیح ہے۔ (بذل صفحہ مذکورہ)

شافعیہ کا استدلال:

اس کے متعلق ان کے پاس سامان بہت کم ہے ان کا استدلال حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث سے ہے جس کو حاکم نے روایت کیا ہے کہ میں اس دعاء کو یعنی "اللھم اھدنی فیمن ھدیت الخ" کو اپنے وتر میں پڑھتا ہوں جبکہ اپنا سر اٹھاتا ہوں اور باقی نہیں رہتا سوائے سجود کے، اس کو شیخ ابن ہمامؒ نے روایت کیا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا کرنا خود حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فعل تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم نہیں فرمایا اور شاید حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قنوت نازلہ والی روایات سے اخذ کیا ہو جن میں بعد رکوع قنوت پڑھنے کا ذکر ہے شوافع قیاس سے بھی استدلال کرتے ہیں جیسے قنوت نازلہ بعد رکوع ہے اسی

طرح قنوت وتر بھی بعد رکوع ہے کیوں کہ قنوت دونوں ہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ قیاس کو یہاں دخل نہیں کیوں کہ نص اس کے خلاف موجود ہے، باب کی آخری حدیث جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اس میں آیا ہے "کان یقول فی آخروتره الخ ای بعدالسلام منه کما فی روایة" میرک نے کہا کہ نسائی کی ایک روایت میں آیا ہے "کان یقول اذا فرغ من صلوٰته وتبوأ مضجعه قاله القاری" اور اسی طرح ابن القیمؒ نے زاد المعاد میں لکھا ہے علامہ سندھیؒ نے اس حدیث کی حاشیہ میں جو تشریح کی ہے وہ درست نہیں شاید ان کی توجہ نسائی کی اس روایت کی طرف نہ گئی ہو جس میں "کان یقول اذا فرغ من صلوٰته" آیا ہے۔ (بذل: ۲/۳۲۷)

ترک رفع الیدین فی الدعاء فی الوتر

وتر کی دعاء قنوت میں دونوں ہاتھ نہ اٹھائے

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا عبد الرحمن عن شعبة عن ثابت البنانی عن انس قال کان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم لا یرفع یدیه فی شئی من دعائه الا فی الاستسقاء قال شعبة فقلت لثابت انت سمعت من انس قال سبحان اللّٰہ قلت سمعته قال سبحان اللّٰہ.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم استسقاء کے علاوہ کسی دعاء میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے ثابت بنانی سے پوچھا آپ نے یہ حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنی انہوں نے کہا سبحان اللہ پھر میں نے پوچھا آپ نے یہ حدیث خود انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنی انہوں نے کہا سبحان اللہ۔

تشریح: علامہ عینیؒ نے شرح بخاری میں امام نوویؒ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سوائے استسقاء کے کسی دعاء میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے حالانکہ یہ بات واقع کے خلاف ہے بلکہ استسقاء کے علاوہ بھی بہت سے مواقع پر دعاء میں دونوں ہاتھوں کا اٹھانا روایات کثیرہ سے ثابت ہے لہٰذا یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول نہیں بلکہ اس پر محمول کیا جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم استسقاء کے علاوہ دوسرے مقامات پر دعاء میں اس قدر مبالغہ کے ساتھ دونوں ہاتھوں کو نہیں اٹھایا جتنے مبالغہ کے ساتھ استسقاء کی دعاء میں اٹھاتے حتیٰ کہ آپ کی دونوں بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی تھی یا یہ مراد ہے کہ میں نے استسقاء کے علاوہ دوسرے مواقع پر دعاء میں ہاتھ اٹھاتے ہوئے نہیں دیکھا جبکہ دوسرے حضرات (حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھا ہے لہٰذا ثابت کرنے والوں کی روایت مقدم ہوگی۔ (بذل المجهود: ۲/۲۱۷)

چونکہ حضرت شعبہؒ کو اس حدیث کے بارہ میں تردد تھا کیوں کہ ان کے سامنے دیگر مواقع پر بھی دونوں ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنے کی حدیث موجود تھی اس لئے انہوں نے حضرت ثابت بنانی سے سوال کیا "انت سمعته من انس رضی اللّٰہ تعالٰی عنه" اس پر ثابتؒ بنانی نے بطور تعجب فرمایا سبحان اللہ یعنی آپ کو تردد کیوں ہو رہا ہے بلاشبہ میں نے یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنی ہے۔ (واللّٰہ تعالٰی اعلم بالصواب)

باب قدر السجدة بعد الوتر

وتر کے بعد مقدار سجدہ کا بیان

اخبرنا یوسف بن سعید قال حدثنا حجاج قال حدثنا لیث قال حدثنی عقیل عن ابن شهاب عن عروة عن عائشة قالت کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یصلی احدی عشرة رکعة فیما بین ان یفرغ من صلوٰة العشاء الی الفجر باللیل سوی رکعتی الفجر ویسجد قدر ما یقرأ احدکم خمسین اية.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں نماز عشاء سے فارغ ہونے کے بعد اس کے اور فجر کے درمیان گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے یہ فجر کی دو رکعت سنت کے علاوہ ہوتی تھیں اور سجدہ اتنی دیر تک کرتے تھے جس میں تم سے کوئی آدمی پچاس آیات پڑھ سکتا ہے۔

تشریح: ان گیارہ رکعات میں سے آٹھ تہجد کی اور تین رکعتیں وتر کی ہوتی تھیں ابوداؤد وغیرہم کی روایات میں آیا ہے "یسلم من کل ثنتین"، کہ ان آٹھ رکعات میں سے ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے تھے لفظ حدیث ویسجد میں دو احتمال ہے ایک تو اس سے سجدۂ شکر مراد ہے، دوم سجدۂ صلوٰۃ ظاہر یہی ہے کہ اس سے مراد سجود الصلوۃ ہے کہ تہجد کی نماز کا ہر سجدہ اس قدر طویل ہوتا تھا کہ جتنی دیر سجدے میں ٹھہرتے تھے اتنی دیر میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اندازہ کے مطابق ایک آدمی پچاس آیات پڑھ سکتا ہے لیکن امام نسائیؒ کے نزدیک معنی اوّل مراد ہیں۔ (واللّٰه تعالیٰ اعلم)

التسبيح بعد الفراغ من الوتر وذكر الاختلاف على سفيان فيه

وتر سے فارغ ہونے کے بعد تسبیح اور اس میں سفیان پر اختلاف کا بیان

اخبرنا احمد بن حرب قال حدثنا قاسم عن سفیان عن زبید عن سعید بن عبد الرحمن بن ابزی عن ابیه عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم انه کان یوتر بسبح اسم ربك الاعلیٰ وقل یا ایها الکافرون وقل هو اللّٰه احد ویقول بعدما یسلم سبحان الملك القدوس ثلث مرات یرفع بها صوته.

عبدالرحمٰن بن ابزی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ وتر کی نماز "سبح اسم بك الاعلیٰ" اور "قل یا ایها الکافرون" اور "قل هو اللّٰه احد" کے ساتھ پڑھتے تھے اور سلام پھیرنے کے بعد تین مرتبہ "سبحان الملك القدوس" بلند آواز سے پڑھتے تھے۔

اخبرنا احمد بن یحییٰ قال حدثنا محمد بن عبید عن سفیان الثوری وعبد الملك بن ابی سلیمان عن زبید عن سعید بن عبد الرحمن بن ابزی عن ابیه قال کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یوتر بسبح اسم بك الاعلیٰ وقل یا ایها الکافرون وقل هو اللّٰه احد ویقول بعد ما یسلم سبحان الملك القدوس ثلث مرات یرفع بها صوته خالفهما ابو نعیم فرواه عن سفیان عن زبید عن ذر عن سعید.

عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی نماز میں "سبح اسم ربك الاعلٰی" اور "قل یآایها الکافرون" اور "قل هو اللّٰه احد" پڑھتے تھے اور سلام پھیرنے کے بعد تین مرتبہ بلند آواز سے "سبحان الملك القدوس" پڑھتے۔

اخبرنا محمد بن اسماعیل بن ابراهیم عن ابی نعیم عن سفیان عن زبید عن ذر عن سعید بن عبد الرحمن بن ابزی عن ابیه قال کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یوتر بسبح اسم ربك الاعلٰی وقل یا ایها الکافرون وقل هو اللّٰه احد فاذا اراد ان ینصرف قال سبحان الملك القدوس ثلثا یرفع بها صوته قال ابو عبد الرحمن ابو نعیم اثبت عندنا من محمد بن عبید ومن قاسم بن یزید واثبت اصحاب سفیان عندنا واللّٰه اعلم یحیٰی بن سعید القطان ثم عبد اللّٰه بن المبارك ثم وکیع بن الجراح ثم عبد الرحمن بن مهدی ثم ابو نعیم ثم الاسود فی هذا الحدیث ورواه جریر بن حازم عن زبید فقال یمد صوته فی الثالثة ویرفع.

عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر میں "سبح اسم ربك الاعلٰی" اور "قل یا ایها الکافرون" اور "قل هو اللّٰه احد" پڑھتے تھے پھر جب سلام پھیر کر فارغ ہو جاتے تو تین مرتبہ بلند آواز سے "سبحان الملك القدوس" پڑھتے۔

اخبرنا حرمی بن یونس بن محمد قال حدثنا ابی قال حدثنا جریر قال سمعت زبیدا یحدث عن ذر عن سعید بن عبد الرحمن بن ابزی عن ابیه قال کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یوتر بسبح اسم ربك الاعلٰی وقل یا ایها الکافرون وقل هو اللّٰه احد واذا سلم قال سبحان الملك القدوس ثلث مرات یمد صوته فی الثالثة ثم یرفع.

حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر میں "سبح اسم ربك الاعلٰی" اور "قل یا ایها الکافرون" اور "قل هو اللّٰه احد" پڑھتے تھے اور جب سلام پھیرتے تو تین مرتبہ "سبحان الملك القدوس" پڑھتے تیسری مرتبہ میں بلند آواز سے لفظ القدوس کو کھینچ کر پڑھتے۔

اخبرنا محمد بن المثنی قال حدثنا عبدالعزیز بن عبد الصمد قال حدثنا سعید عن قتادة عن عزرة عن سعید بن عبد الرحمن بن ابزی عن ابیه ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کان یوتر بسبح اسم ربك الاعلٰی وقل یا ایها الکافرون وقل هو اللّٰه احد فاذا فرغ قال سبحان الملك القدوس ارسله هشام.

عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی نماز میں "سبح اسم ربك الاعلٰی" اور "قل یا ایها الکافرون" اور "قل هو اللّٰه احد" پڑھتے تھے پھر جب نماز سے فارغ ہوتے تو "سبحان الملك القدوس" پڑھتے۔

اخبرنا محمد بن اسماعیل بن ابراهیم عن ابی عامر عن هشام عن قتادة عن عزرة عن سعید بن

عبد الرحمن بن ابزی ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یوتر وساق الحدیث.

سعید بن عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے اور راوی نے بقیہ حدیث بیان کی۔

باب اباحة الصلوٰة بين الوتر وبين ركعتي الفجر

وتر اور فجر کی دو رکعتوں کے درمیان نماز جائز ہونے کا بیان

اخبرنا عبید اللّٰہ بن فضالة بن ابراهیم قال حدثنا محمد یعنی ابن المبارك الصوری قال حدثنا معاویة یعنی ابن سلام عن یحیٰی بن ابی کثیر قال اخبرنی ابوسلمة بن عبد الرحمن انه سأل عائشة عن صلوٰة رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم من اللیل فقالت کان یصلی ثلث عشرة رکعة تسع رکعات قائما یوتر فیها ورکعتین جالسا فاذا اراد ان یرکع قام فرکع وسجد ویفعل ذلك بعد الوتر فاذا سمع نداء الصبح قام فرکع رکعتین خفیفتین.

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز شب کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ آپ تیرہ رکعات پڑھتے تھے نو رکعات کھڑے ہو کر جن میں تین رکعتیں وتر کی بھی ہوتی تھیں اور دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھتے اور جب رکوع کرنے کا ارادہ کرتے تو کھڑے ہوتے پھر رکوع اور سجدے کرتے اور یہ دو رکعت وتر کے بعد پڑھتے پھر جب صبح کی اذان سنتے تو کھڑے ہو کر دو ہلکی رکعتیں (سنت فجر کی) پڑھتے۔

تشریح: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس حدیث سے وتر کے بعد دو رکعت پڑھنا ثابت ہوتا ہے لیکن بعد الوتر ان دو رکعتوں کے پڑھنے کا ذکر جو ان روایات میں آیا ہے اس کی حیثیت کیا ہے شوافع ان دو رکعتوں کو بعد وتر جالساً پڑھنے کو بوجہ "اجعلوا آخر صلوتکم الوتر" کے بیان جواز پر محمول کرتے ہیں لیکن ان کا اس پر حمل کرنا بہت ہی بعید ہے برابر مصرح روایات سے جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وغیرہ سے مروی ہیں ہمیشہ پڑھنا ثابت ہوتا ہے البتہ کبھی کبھی خلاف ہوا ہے پس صرف "اجعلوا آخر صلوٰتکم الوتر" کی وجہ سے ان رکعتوں کو بیان جواز پر حمل کرنا گویا تمام روایات کو چھوڑ دینا ہے حنفیہ رکعتین بعد الوتر کو مستحب کہتے ہیں۔

ان کا مستدل حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وغیرہ کی روایات ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ "آخر صلوٰتکم" کے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ اخرویت حقیقی مراد نہ ہو یہ دو رکعت چونکہ لاحق و ملحق ہیں اس لئے ان سے اخرویت وتر زائل نہ ہوگی یا "آخر صلوٰتکم المکتوبہ" مراد ہو کہ وتر کو فرائض کے بعد پڑھنا چاہئے اب سوق کلام گویا تقدم علی الفرائض کی ممانعت کے لئے ہوگا غرض اصلی یہ نہ ہوگی کہ بعد اس کے کچھ پڑھا ہی نہ کرو بلکہ مطلب یہ ہے کہ فرائض کے بعد کے لئے ہوگا کہ فرائض کے بعد وتر پڑھو اب ارشاد مذکور کی جو تاویل حنفیہ نے کی ہے وہ کسی طرح شوافع کے قول مذکور سے بعید نہیں خصوصاً جبکہ مصرح روایات کی رعایت سے تاویل کی جاتی ہے دیکھئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت تحسین فرمائی ہے حدیث کے الفاظ صاف بیان کر دینا بھی فی نفسہ خوبی کی بات ہے اور اس پر بھی تحسین درست ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیادہ تحسین بایں وجہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایسی تقریر فرمائی کہ جس سے چند خلاف وتر کے بارے میں رفع ہو گئے ایک تو یہ کہ سلام علی الرکعتین ہوتا ہے یا نہیں۔

اس کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے صاف طور پر فرما دیا کہ "**لا یجلس الافی الثامنۃ والتاسعۃ ولا یسلم الافی التاسعۃ**" دوم وتر کی تعداد اس کو بھی انہوں نے فرمایا جس سے تین رکعت وتر کی ثابت ہوگئی سوم رکعتین بعد الوتر کی تصریح ہوگئی اسی وجہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "**اتتک الحدیث بوجھھا**" (اے سعد بن ہشام) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روایت مع الوجہ اور مطلب خیز بیان کی ہے جس سے سب خلاف رفع ہو گیا معلوم ہوتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی کسی قسم کا خلجان اس بارے میں تھا اب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں اور یہ ہر ہر موقع سے سمجھتے ہیں کہ فلاں شبہ یہاں سے زائل ہوا اور یہاں سے فلاں بات ثابت ہوئی یہی وجہ ہے زیادہ تحسین کرنے کی۔ (ماخوذ از تقریر ابوداؤد شیخ الہندؒ)

سنا ہے کہ آج کل بعض لوگ رکعتین بعد الوتر کو ناجائز یا بدعت کہتے ہیں یہ ان کی کم علمی اور تنگ نظری کی دلیل ہے اگر وہ ماہر فی الفن ہوتے تو ایسی غیر معقول بات نہ کہتے کیا وہ لوگ ایک محقق وسیع النظر امام نسائیؒ سے زیادہ عبور رکھتے ہیں چہ نسبت خاک را با عالم پاک، امام موصوف نے عنوان مذکور سے ان دو رکعتوں کا جواز ثابت کیا ہے اگر ان کا پڑھنا بدعت یا درست نہ ہوتا جیسے بعض متشددین انکار کرتے ہیں تو پھر اس باب کے انعقاد کا مقصد کیا ہوگا، مزید تفصیل شروحات اور کتب فقہ میں دیکھ سکتے ہیں۔

المحافظة علی الرکعتین قبل الفجر

فجر سے پہلے پابندی کے ساتھ دو رکعت پڑھنے کا بیان

اخبرنا محمد بن المثنی قال حدثنا عثمان بن عمر قال حدثنا شعبة عن ابراهیم بن محمد عن ابیه عن مسروق عن عائشة ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم کان لایدع اربع رکعات قبل الظهرو رکعتین قبل الفجر خالفه عامة اصحاب شعبة ممن روی هذا الحدیث فلم یذکروا مسروقا.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعت اور فجر سے پہلے دو رکعت نہیں چھوڑتے تھے۔

اخبرنا احمد بن عبد اللّٰه ابن الحکم قال حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا شعبة عن ابراهیم بن محمد انه سمع اباه یحدث انه سمع عائشة قالت کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لا یدع اربعا قبل الظهر ورکعتین قبل الصبح قال ابو عبد الرحمن هذا الصواب عندنا وحدیث عثمان بن عمر خطاء واللّٰه اعلم.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعت اور صبح سے پہلے دو رکعت ترک نہیں کرتے تھے۔

اخبرنا هارون بن اسحاق قال حدثنا عبدة عن سعيد عن قتادة عن زرارة بن اوفى عن سعد بن هشام عن عائشة عن النبى صلى الله عليه وسلم قال ركعتا الفجر خير من الدنيا ومافيها.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا فجر کی دو رکعت دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے ان سب سے بہتر ہے۔

تشریح: اس حدیث سے فجر کی دو رکعت کی کتنی اہمیت معلوم ہوتی ہے کہ فجر کی دو رکعت نماز دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب سے بہتر ہے یعنی تمام دنیا کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دیا جائے اس سے بھی فجر کی دو رکعت نماز کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہتر فرماتے ہیں فجر کی دو رکعت سے مراد سنت فجر ہے یا ہوسکتا ہے اس سے مراد فرض کی دو رکعتین ہوں نیز سنت فجر کی اہمیت اور روایت سے بھی ثابت ہوتی ہے چنانچہ ابوداؤد میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی دو رکعت سنت کے بارے میں فرمایا کہ ان دونوں رکعتوں کو مت چھوڑو اگرچہ دشمن کے سوار تم کو ہانکیں، اور حدیث فعلی سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں رکعتوں پر مواظبت فرمائی ہے اس لئے صاحب بدائع نے لکھا ہے کہ تمام سنتوں میں زیادہ مؤکدہ سنت فجر ہے غرض کہ حدیث پاک میں سنت فجر کی جتنی ترغیب و تاکید کی گئی ہے اتنی ترغیب کسی اور سنتوں کے بارے میں وارد نہیں ہوئی اس لئے بلا عذر فجر کی دو رکعت سنت کو نہیں چھوڑنا چاہئے بلکہ اسے پابندی کے ساتھ فرض سے پہلے پڑھ لیا کریں۔

باب وقت ركعتى الفجر

فجر کی دو رکعت کے وقت کا بیان

اخبرنا قتيبة بن سعيد قال حدثنا الليث عن نافع عن ابن عمر عن حفصة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه كان اذا نودى لصلوٰة الصبح ركع ركعتين خفيفتين قبل ان يقوم الى الصلوٰة.

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب نماز صبح کے لئے اذان دی جاتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز کے واسطے مسجد میں تشریف لے جانے سے پہلے ہلکی دو رکعت پڑھتے تھے۔

اخبرنا محمد بن منصور قال حدثنا سفيان قال حدثنا عمرو عن الزهرى عن سالم عن ابن عمر قال اخبرتنى حفصة ان النبى صلى الله عليه وسلم كان اذا اضاء له الفجر صلى ركعتين.

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے خبر دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت پڑھتے جبکہ آپ کے سامنے فجر روشن ہو جاتی۔

الاضطجاع بعد ركعتى الفجر على الشق الايمن

فجر کی دو رکعت کے بعد داہنی کروٹ پر لیٹنا

اخبرنا عمرو بن منصور قال حدثنا على بن عياش قال حدثنا شعيب عن الزهرى قال اخبرنى عروة

عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا سكت المؤذن بالاولى من صلوٰة الفجر قام فركع ركعتين خفيفتين قبل صلوٰة الفجر بعد ان يتبين الفجر ثم يضطجع على شقه الايمن.

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے روایت ہے کہ جب مؤذن نماز فجر کی اذان اوّل پڑھ کر خاموش ہوجاتا تو رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کھڑے ہوتے پھر فجر ظاہر ہونے کے بعد نماز فجر سے پہلے ہلکی دو رکعت پڑھتے پھر اپنی داہنی کروٹ پر لیٹ جاتے۔

تشریح: اس حدیث سے سنت فجر کے بعد اضطجاع کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے اس سے رات کو تہجد پڑھنے کی وجہ سے جو تھکاوٹ لاحق ہوتی ہے وہ دور ہوجاتی ہے اور نشاط اور راحت کے ساتھ نماز صبح پڑھی جاسکتی ہے یہ لیٹنا سنت فجر کے بعد عبادت وتشریع کی غرض سے نہیں تھا بلکہ تہجد سے جو تھکن لاحق ہوتی تھی اسے دور کرنے اور نشاط وراحت حاصل کرنے کے لئے تھا اس لئے یہ مباح ہے نہ سنت ہے اور نہ بدعت یہ حنفیہ کا قول ہے، چنانچہ علامہ شامیؒ نے لکھا ہے (درالمختار کے حاشیہ میں) کہ شافعیہ نے سنت فجر اور فرض کے درمیان اس اضطجاع کے ساتھ فصل کو سنت قرار دیا ہے ان کا استدلال حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی حدیث "**اذا صلى احدكم الركعتين قبل الصبح فليضطجع على يمينه الخ**" وغیرہ سے ہے۔(رواہ ابو داؤد)

لیکن ہمارے علماء کا قول سنت کا نہیں بلکہ مؤطا امام محمدؒ میں دیکھا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم کو مالکؒ نے نافعؒ سے وہ عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے خبر دی ہے کہ ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ فجر کی دو رکعت پڑھ کر لیٹ گیا ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا "**ماشانه فقال نافع قلت يفصل بين صلوته فقال ابن عمر اى فصل افضل من السلام**" اس کے بعد امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے قول کو اختیار کیا ہے اور یہی قول امام ابوحنیفہؒ کا ہے۔(بذل المجهود: ۲/۲۶۱)

اب اگر کوئی شخص اتباع نبوی کی نیت سے سنت فجر کے بعد داہنی کروٹ پر لیٹے تو اس کو ثواب ملے گا اور اگر نہیں لیٹا ہے تو کوئی حرج نہیں۔

امام نوویؒ کا ارشاد:

امام نوویؒ نے لکھا ہے کہ صحیح اور قول مختار یہ ہے کہ سنت فجر کے بعد داہنی کروٹ پر لیٹنا سنت ہے ان کا استدلال حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی حدیث سے ہے کہ حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا "**اذا صلى احدكم ركعتي الفجر فليضطجع على يمينه**" (رواہ ابوداؤد والترمذی) لیکن سنیت کے قول پر اشکال یہ ہے کہ طبرانی اور مصنف عبدالرزاق میں حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی حدیث ہے "**ان النبي صلى الله عليه وسلم لم يكن يضطجع لسنة ولكنه كان يداب (اى يجتهد فى عمله) ليلته فيستريح**" اس سے معلوم ہوا کہ لیٹنا بطور عبادت وتشریع نہیں تھا بلکہ تھکان دور کرنے اور استراحت کے لئے تھا نیز حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی حدیث میں سنت فجر کے بعد لیٹنے اور سنت فجر سے پہلے لیٹنے دونوں کا بیان ہے اور حضرت ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی حدیث میں سنت فجر سے پہلے لیٹنے کا بیان ہے، لہٰذا جو علماء سنت فجر کے بعد لیٹنے کو مسنون کہتے ہیں وہ سنت سے پہلے لیٹنے کو مسنون کیوں نہیں مانتے اگر وہ سنت ہے تو یہ بھی سنت ہے اگر یہ سنت نہیں تو وہ

سنت کیسے ہو جائے گی۔

اضطجاع کا انکار صحیح نہیں:

بعض لوگوں نے اضطجاع کا انکار کر دیا ہے جو بالکل درست نہیں کیوں کہ جب سنت فجر کے بعد داہنی کروٹ پر لیٹنا فعل نبوی اور قول سے ثابت ہے تو پھر اس کا انکار کرنا غلط ہے شاید ان کو حدیث نہ پہنچی ہوگی ورنہ انکار کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔

علامہ ابن حزمؒ حد سے تجاوز کر گئے:

انہوں نے کہا کہ سنت فجر کے بعد لیٹنا ہر شخص پر واجب ہے اور اس کو نماز صبح کی صحت کے لئے شرط قرار دیا ہے کہ اس کے بغیر نماز فجر درست نہیں ہوگی ان کا استدلال حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مذکور سے ہے جس میں لفظ "امر فلیضطجع" آیا ہے کہ یہاں صیغۂ امر وجوب کے لئے ہے لیکن علماء نے ابن حزم کے قول کو رد کر دیا ہے کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اضطجاع پر دوام نہیں کیا، لہٰذا واجب کیسے ہوگا چہ جائیکہ وہ صحت صلوٰۃ فجر کے لئے شرط ہو، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں صیغۂ امر استحباب کے لئے ہے اس کا قرینہ یہ ہے کہ ابوداؤد میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث ہے کہ وہ فرماتی ہیں "کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی رکعتی الفجر فان کنت نائمۃ اضطجع وان کنت مستیقظۃ حدثنی" اس سے معلوم ہوا کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جاگ رہی ہوتیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہیں لیٹتے بلکہ ان سے بات چیت فرماتے۔

ابن العربیؒ کا قول:

ان کا قول یہ ہے کہ جو شخص تہجد کی نماز پڑھے اس کے لئے اضطجاع استرحت کے طور پر مستحب ہے ہر ایک کے لئے نہیں بذل المجہود وغیرہ میں اور اقوال بھی نقل کئے ہیں جو چاہے وہاں دیکھ لے۔

گھر میں لیٹے یا مسجد میں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنت فجر کے بعد دائیں پہلو پر لیٹنا گھر میں ثابت ہے مسجد میں لیٹنا بالکل ثابت نہیں بعض غیر مقلدین اتنی شدت اور حد سے تجاوز کرتے ہیں کہ مسجد میں صفوں میں آکر لیٹ جاتے ہیں اور حدیث پر عمل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہیں ثابت نہیں۔

باب ذم من ترک قیام اللیل

جو شخص تہجد کی نماز چھوڑ دے اس کی مذمت کا بیان

اخبرنا سوید بن نصر قال حدثنا عبد اللہ عن الاوزاعی عن یحییٰ بن ابی کثیر عن ابی سلمۃ عن عبد اللہ بن عمرو قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تکن مثل فلان کان یقوم اللیل

فترك قيام الليل.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا فلاں شخص کی طرح مت ہو کہ وہ تہجد پڑھتا تھا پھر چھوڑ دیا۔

اخبرنا الحارث بن اسد قال حدثنا بشر بن بكر قال حدثني الاوزاعي قال حدثني يحيٰى بن ابي كثير عن عمر بن الحكم بن ثوبان قال حدثني ابوسلمة بن عبد الرحمن عن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لاتكن يا عبد الله مثل فلان كان يقوم الليل فترك قيام الليل.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ فلاں شخص کی طرح مت ہو کہ وہ تہجد پڑھتا تھا پھر قیام اللیل چھوڑ دیا۔

تشریح: اس حدیث میں تہجد چھوڑنے والے شخص کی مذمت کی ہے وہ پوری رات یا رات کے اکثر حصے میں عبادت کرتا تھا پھر جب تہجد اس پر بھاری اور دشوار ہوا تو اس نے بالکل اس کو ترک کر دیا اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم بھی تہجد کی نماز میں حد سے تجاوز نہ کرنا کیوں کہ حد سے زیادتی کا انجام اچھا نہیں ہوتا اس سے تنگ ہو کر آخرکار اس شخص کی طرح نہ ہو جانا جس نے تہجد کو بالکل چھوڑ دیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب چیزوں پر دوام کرنا حق تعالیٰ کو محبوب ہے مگر بے اعتدالی کے ساتھ نہیں جیسے چند روز تک پوری رات یا رات کے اکثر حصہ میں تہجد پڑھتا رہا پھر تنگ ہو کر چھوڑ دیا یہ طریقہ شریعت کے نزدیک پسندیدہ نہیں بلکہ شریعت عمل میں درمیانی راہ اختیار کرنے کو پسند کرتی ہے تاکہ دوام ممکن ہو چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ سب سے زیادہ محبوب اللہ تعالیٰ کو اعمال میں وہ ہے جس پر دوام ہو اگرچہ قلیل ہی ہو، اس سے معلوم ہوا کہ دوام کے ساتھ عمل قلیل کو پسند کیا گیا ہے اور عدم دوام کے ساتھ عمل کثیر کو بھی پسند نہیں کیا اور حدیث باب کا حاصل بھی یہی ہے۔

باب وقت ركعتي الفجر وذكر الاختلاف على نافع

فجر کی دو رکعتوں کے وقت اور نافع پر اختلاف کا بیان

اخبرنا محمد بن ابراهيم البصري قال حدثنا خالدبن الحارث قال قرأت علي عبد الحميد بن جعفر عن نافع عن صفية عن حفصة عن النبي صلى الله عليه وسلم انه كان يصلي ركعتي الفجر ركعتين خفيفتين.

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی دو رکعتیں (سنت فجر) ہلکی پڑھتے تھے۔

اخبرنا شعيب بن شعيب بن اسحٰق قال حدثنا عبد الوهاب قال اخبرنا شعيب قال حدثنا الاوزاعي قال حدثنا يحيٰى قال حدثني نافع قال حدثني ابن عمر قال حدثتني حفصة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يركع ركعتين خفيفتين بين النداء والاقامة من صلوٰة الفجر قال ابو عبد الرحمن كلا

الحدیثین عندنا خطاء واللّٰہ اعلم.

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر کی اذان واقامت کے درمیان مختصر دورکعتیں پڑھتے تھے۔

اخبرنا اسحاق بن منصور قال حدثنی یحیٰی قال حدثنا الاوزاعی قال حدثنا یحیٰی عن نافع عن ابن عمر عن حفصة قالت کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یرکع بین النداء والصلوٰة رکعتین خفیفتین.

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذان اور نماز کے درمیان ہلکی پھلکی دورکعت پڑھتے تھے۔

اخبرنا هشام بن عمار قال حدثنا یحیٰی یعنی ابن حمزة قال حدثنا الاوزاعی عن یحیٰی عن ابی سلمة قال هو ونافع عن ابن عمر عن حفصة ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم کان یصلی بین النداء والاقامة رکعتین خفیفتین رکعتی الفجر.

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اذان اوراقامت کے درمیان فجر کی دو ہلکی رکعتیں پڑھتے تھے۔

اخبرنا اسحاق بن منصور قال حدثنا معاذ بن هشام قال حدثنی ابی عن یحیٰی بن ابی کثیر قال حدثنی نافع ان ابن عمر حدثه ان حفصة حدثته ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم کان یصلی رکعتین خفیفتین بین النداء والاقامة من صلوٰة الصبح.

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی اذان اوراقامت کے درمیان ہلکی دورکعت پڑھتے تھے۔

اخبرنا یحیٰی بن محمد قال حدثنا محمد بن جهضم قال اسماعیل حدثنا عن عمر بن نافع عن ابیه عن ابن عمر قال اخبرتنی حفصة ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم کان یصلی قبل الصبح رکعتین.

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے خبردی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح سے پہلے دورکعت پڑھتے تھے۔

اخبرنا محمد بن عبد اللّٰہ بن عبد الحکم قال اخبرنا اسحق بن الفرات عن یحیٰی بن ایوب قال حدثنی یحیٰی بن سعید قال اخبرنا نافع عن ابن عمر عن حفصة انها اخبرته ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم کان اذا نودی لصلوٰة الصبح سجد سجدتین قبل صلوٰة الصبح.

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبردی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز

صبح سے پہلے دو رکعت پڑھتے تھے جبکہ نماز صبح کے واسطے اذان دی جاتی تھی۔

اخبرنا عبد اللّٰہ بن اسحاق عن ابی عاصم عن ابن جریج قال اخبرنی موسٰی بن عقبة عن نافع عن ابن عمر عن حفصة ام المؤمنین انها اخبرته ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کان اذا سکت المؤذن صلی رکعتین خفیفتین.

اُمّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر دی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہلکی دو رکعت پڑھتے تھے جبکہ مؤذن اذان سے فارغ ہو جاتا۔

اخبرنا محمد بن سلمة قال حدثنا ابن القاسم عن مالك قال حدثنی نافع عن عبد اللّٰه بن عمر ان حفصة ام المؤمنین اخبرته ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کان اذا سکت المؤذن من الاذان لصلوٰة الصبح وبدأ الصبح صلی رکعتین خفیفتین قبل ان تقام الصلوٰة.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان کو اُمّ المؤمنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خبر دی ہے کہ جب مؤذن نماز صبح کی اذان سے خاموش ہو جاتا اور صبح روشن ہو جاتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی اقامت سے پہلے ہلکی دو رکعت پڑھتے تھے۔

اخبرنا اسماعیل بن مسعود قال حدثنا خالد بن الحارث قال حدثنا عبید اللّٰه عن نافع عن عبد اللّٰه قال حدثتنی اختی حفصة انه کان یصلی قبل الفجر رکعتین خفیفتین.

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری بہن حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر کی اقامت سے پہلے ہلکی دو رکعت پڑھتے تھے۔

اخبرنا محمد بن عبد اللّٰه بن یزید قال حدثنا ابی قال حدثنا جویرة بن اسماء عن نافع عن عبد اللّٰه بن عمر عن حفصة ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کان یصلی رکعتین اذا طلع الفجر.

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت پڑھتے تھے جبکہ فجر ظاہر ہو جاتی۔

اخبرنا احمد بن عبد اللّٰه بن الحکم قال حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا شعبة عن زید بن محمد قال سمعت نافعاً عن ابن عمر عن حفصة انها قالت کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اذا طلع الفجر لا یصلی الا رکعتین خفیفتین.

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب فجر طلوع ہو جاتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز نہیں پڑھتے تھے مگر ہلکی دو رکعتیں۔

اخبرنا قتیبة بن سعید قال حدثنا اللیث عن نافع عن ابن عمر عن حفصة عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم انه کان اذا نودی لصلوٰة الصبح رکع رکعتین خفیفتین قبل ان یقوم الی الصلوٰة وروی سالم عن ابن عمر عن حفصة.

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب نماز صبح کے لئے اذان دی جاتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فرض کے

لئے تشریف لے جانے سے پہلے ہلکی دو رکعت پڑھتے تھے۔

اخبرنا اسحاق بن ابراهيم قال اخبرنا عبد الرزاق قال حدثنا معمر عن الزهري عن سالم قال ابن عمر اخبرتني حفصة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يركع ركعتين قبل الفجر وكان ذلك بعد ما يطلع الفجر.

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری بہن حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے خبر دی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر طلوع ہونے کے بعد فجر کی نماز سے پہلے دو رکعت پڑھتے تھے۔

اخبرنا الحسين بن عيسٰى قال حدثنا سفيان عن عمرو عن الزهري عن سالم عن ابيه قال اخبرتني حفصة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا اضاء له الفجر صلى ركعتين.

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے خبر دی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت پڑھتے تھے جب فجر روشن ہو جاتی تھی۔

اخبرنا محمود بن خالد قال حدثنا الوليد عن ابي عمرو عن يحيٰى قال حدثني ابوسلمة عن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلي ركعتين خفيفتين بين الاذان والاقامة من صلوٰة الفجر.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہلکی دو رکعت پڑھتے تھے نماز فجر کی اذان اور اقامت کے درمیان۔

اخبرنا اسماعيل بن مسعود قال حدثنا خالد قال حدثنا هشام قال حدثنا يحيٰى عن ابي سلمة انه سال عائشة عن صلوٰة رسول الله صلى الله عليه وسلم بالليل قالت كان يصلي ثلٰث عشرة ركعة يصلي ثمان ركعات ثم يوتر ثم يصلي ركعتين وهو جالس فاذا اراد ان يركع قام فركع ويصلي ركعتين بين الاذان والاقامة في صلوٰة الصبح.

ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تہجد کے بارے میں سوال کیا، تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ آپ تیرہ رکعت پڑھتے تھے آٹھ رکعت پڑھتے پھر وتر پڑھتے پھر بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے پس جب رکوع کا ارادہ کرتے تو کھڑے ہوتے پھر رکوع کرتے اور نماز صبح کی اذان اور اقامت کے درمیان دو رکعت پڑھتے۔

اخبرنا احمد بن نصر قال حدثنا عمرو بن محمد قال حدثنا عثام بن علي قال حدثنا الاعمش عن حبيب بن ابي ثابت عن سعيد بن جبير عن ابن عباس قال كان النبي صلى الله عليه وسلم يصلي ركعتي الفجر اذا سمع الاذان ويخففهما قال ابو عبد الرحمن هذا حديث منكر.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی دو رکعت پڑھتے تھے جبکہ اذان سن لیتے اور یہ دو

رکعتیں مختصر قرأت کے ساتھ پڑھتے تھے۔

اخبرنا سوید بن نصر قال اخبرنا عبد اللّٰہ قال اخبرنا یونس عن الزھری قال اخبرنا السائب بن یزید ان شریح الحضرمی ذکر عند رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا یتوسد القرآن.

زہریؒ کہتے ہیں ہمیں سائب بن یزید نے خبر دی ہے کہ شریح حضرمی کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ قرآن کو تکیہ نہیں بناتے۔

تشریح: ارشاد مبارکہ "لا یتوسد القرآن" دو معنی کو محتمل ہے ایک تو یہ کہ ہوسکتا ہے کہ اس کلام سے ان کی تعریف مقصود ہو کہ شریح حضرمی ایسے شخص ہیں جو قرآن پاک کی بے حرمتی نہیں کرتے بلکہ اس کا حق ادا کرتے ہیں اور اس کی تلاوت اور اس کے احکام پر عمل کرتے ہیں دوسرے شاید اس سے ان کی مذمت مقصود ہو کہ وہ قرآن پاک سے غفلت برتتے ہیں قرآن میں سے کچھ یاد نہیں کرتے یا اس کے حقوق کی ادائیگی اور اس کی تلاوت پر مداومت نہیں کرتے، لیکن پہلی توجیہ راجح ہے۔ (واللّٰہ تعالیٰ اعلم)

باب من کان له صلٰوة باللیل فغلبه علیها النوم

جو شخص رات کو تہجد پڑھتا ہو اتفاق سے اس پر نیند غالب ہو جانے کی وجہ سے نہ پڑھ سکے

اخبرنا قتیبة بن سعید عن مالك عن محمد بن المنکدر عن سعید بن جبیر عن رجل عنده رضیً اخبره ان عائشة رضی اللّٰہ عنها اخبرته ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال ما من امرءٍ تکون له صلٰوة بلیل فغلبه علیها نوم الا کتب اللّٰہ له اجر صلاته وکان نومه صدقة علیه.

سعید بن جبیر ایک ایسے شخص سے روایت کرتے ہیں جو ان کے نزدیک پسندیدہ ہے اس نے سعید بن جبیر کو بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے بتایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص رات کو تہجد پڑھنے کی عادت رکھتا ہو لیکن اتفاق سے اس پر نیند غالب آگئی اس لئے نہ پڑھ سکے تو اللہ تعالیٰ اس کے واسطے اس کی نماز کا ثواب لکھ دیں گے اور اس کا سونا اس پر صدقہ ہو جائے گا۔

اسم الرجل الرضی

اس پسندیدہ شخص کا نام (جس کا ذکر اوپر والی حدیث کی سند میں بطور مبہم آیا ہے)

اخبرنا ابوداؤد قال حدثنا محمد بن سلیمان قال حدثنا ابو جعفر الرازی عن محمد بن المنکدر عن سعید بن جبیر عن الاسود ابن یزید عن عائشة قالت قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم من کانت له صلٰوة صلاها من اللیل فنام عنها کان ذلك صدقة تصدق اللّٰہ عزوجل علیه وکتب له اجر صلاته.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا معمول رات کو تہجد پڑھنے کا ہو اور اتفاق سے اس پر نیند غالب آجانے کی وجہ سے تہجد اسی رات نہ پڑھ سکا تو اس کا سونا صدقہ ہوگا جو اللہ بزرگ و برتر نے اس پر صدقہ کیا ہے اور اس کے واسطے اس کی نماز کا اجر لکھ دیں گے۔

اخبرنا احمد نصر قال حدثنا یحییٰ بن ابی کثیر قال حدثنا ابو جعفر الرازی عن محمد بن المنکدر عن سعید بن جبیر عن عائشة ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال فذکر نحوه قال ابو عبد الرحمن ابو جعفر الرازی لیس بالقوی فی الحدیث.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بعد راوی حدیث نے مثل حدیث سابق کے بیان کیا ہے۔

اوّل باب کی پہلی حدیث میں "عن رجل عنده رضیً" سے مراد حضرت اسود بن یزیدؒ ہیں انہی سے حضرت سعید بن جبیرؒ نے حدیث مذکور روایت کی ہے۔

باب من اتی فراشه وهو ینوی القیام فنام

جو شخص سونے کے لئے اپنے بستر پر جائے اور وہ تہجد کی نیت رکھتا ہو پھر سوتا رہ گیا آنکھ نہیں کھلی

اخبرنا هارون بن عبد اللّٰه قال حدثنا حسین بن علی عن زائدة عن سلیمان عن حبیب بن ابی ثابت عن عبدة بن ابی لبابة عن سوید بن غفلة عن ابی الدرداء یبلغ به النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال من اتی فراشه وهو ینوی ان یقوم یصلی من اللیل فغلبته عیناه حتی اصبح کتب له مانوی وکان نومه صدقة علیه من ربه عزوجل خالفه سفیان.

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بستر پر سونے کے لئے جائے (اور سوتے وقت) رات کو نماز تہجد کے لئے اٹھنے کی نیت رکھتا ہو پس غلبۂ نیند کی وجہ سے صبح تک اس کی آنکھ نہیں کھلی تو اس کے لئے اس نماز تہجد کا ثواب لکھ دیا جائے گا جس کی اس نے نیت کی تھی اور اس کا سونا اس پر اللہ عزوجل کی طرف سے صدقہ ہوگا۔

اخبرنا سوید بن نصر قال حدثنا عبد اللّٰه عن سفیان الثوری عن عبدة قال سمعت سوید بن غفلة عن ابی ذر وابی الدرداء موقوفاً.

حضرت ابوذر اور ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے موقوفاً بھی روایت کی ہے "من اتی فراشه الخ"

اسی طرف امام نسائیؒ نے خالفه سفیان سے اشارہ کیا ہے کہ سفیانؒ نے پہلی حدیث کے راوی حبیب بن ابی ثابتؒ کے خلاف روایت کیا ہے اور یہ مخالفت ظاہر ہے جو ادنی غور و فکر سے معلوم ہو سکتی ہے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص رات میں تہجد پڑھنے کی نیت سے سو جائے پھر نیند غالب آجانے کی وجہ سے تہجد کا وقت گذر جائے تو اس کے لئے اس کی نیت کے مطابق تہجد کی ادائیگی کا ثواب لکھا جائے گا خواہ اس سے پہلے بھی اس کا معمول تہجد

پڑھنے کا ہو یا نہ ہو کیوں کہ حدیث کا لفظ "ینوی ان یقوم الخ" عام ہونے کی وجہ سے دونوں کو شامل ہیں دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ بشارت صرف اس کے لئے مخصوص ہو جو رات کو تہجد پڑھنے کی عادت رکھتا ہو۔ (قالہ علامة السندھی)

باب کم یصلی من نام عن صلوٰۃ او منعه وجع

جو شخص نماز سے سو جائے یا مرض وغیرہ کی وجہ سے نہ پڑھ سکے تو کتنی رکعت پڑھے

اخبرنا قتیبة بن سعید قال حدثنا ابو عوانة عن قتادة عن زرارة عن سعد بن هشام عن عائشة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان اذالم یصل من اللیل منعه من ذلك نوم غلبته عینه اووجع صلی من النهار ثنتی عشرة رکعة.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تہجد کی نماز چھوٹ جاتی نیند غالب آ جانے یا مرض وغیرہ کی وجہ سے تو دن میں بارہ رکعت پڑھ لیتے۔

باب متی یقضی من نام عن حزبه من اللیل

جو شخص اپنے رات کے ورد سے سو جائے تو کب اس کی قضاء کرے

اخبرنا قتیبة بن سعید قال حدثنا ابو صفوان عبد الله بن سعید بن عبد الملك بن مروان عن یونس عن ابن شهاب ان السائب بن یزید وعبید الله اخبراه ان عبد الرحمن ابن عبد القاری قال سمعت عمر بن الخطاب یقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من نام عن حزبه او عن شئی منه فقرأه فیما بین صلوٰة الفجر وصلوة الظهر کتب له کانما قرأه من اللیل.

عبدالرحمٰن بن عبد القاری کہتے ہیں کہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے ورد یا اس میں سے کچھ نیند کی وجہ سے پورا نہ کر سکے پھر اس کو نماز فجر سے ظہر تک کے درمیان پڑھ لے تو اس کے لئے اس قدر ثواب لکھا جائے گا کہ گویا اس نے رات ہی میں اس کو پڑھ لیا۔

تشریح: حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس آیت کریمہ کی تفسیر کر رہی ہے کہ "ھو الذی جعل اللیل والنھار خلفة لمن اراد الخ" یعنی دن و رات کو اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے کا قائم مقام بنا دیا ہے اس لئے رات کا ورد دن میں پورا کر لیا جائے تو اس کا ثواب رات کو پڑھنے کے برابر ملے گا یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اس کا اپنے بندوں پر احسان ہے ورنہ عمل کی جو فضیلت اس کے وقت مقررہ پر ادا کرنے کی صورت میں ملتی ہے وہ غیر وقت میں ادا کرنے کی صورت میں حاصل نہیں ہو سکتی لیکن بندہ جب اپنے وقت مقررہ پر ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے پھر غلبۂ نیند کے عذر سے اسی وقت پر ادا نہ کر سکے تو دن میں اپنے ورد اور وظیفہ کو پورا کر لینے سے اس کو رات ہی میں ادا کرنے کے برابر ثواب مل جائے گا۔ (کوکب الدری: ۴۶۰/۱)

اخبرنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن الزهری عن عبد الرحمن بن عبد

القاری ان عمربن الخطاب قال من نام عن حزبه او قال جزئه من اللیل فقرأه فیما بین صلوٰة الصبح الی صلوٰة الظهر فکانما قرأه من اللیل.

عبدالرحمٰن بن عبد القاری سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا جو شخص اپنے رات کے ورد یا اس کے کچھ حصہ سے سو جائے پھر اس کو نماز صبح اور نماز ظہر کے درمیان پڑھ لے تو گویا اس نے رات ہی میں اس کو پڑھ لیا۔

اخبرنا قتیبة بن سعید عن مالك عن داؤد بن حصین عن الاعرج عن عبد الرحمن بن عبد القاری ان عمر بن خطاب قال من فاته حزبه من اللیل فقرأه حین تزول الشمس الی صلوٰة الظهر فانه لم یفته اوکانه ادرکه رواه حمید بن عبدالرحمن بن عوف موقوفاً.

عبدالرحمٰن بن عبد القاری سے روایت ہے کہ بیشک حضرت عمر بن الخطاب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا جس شخص سے اپنا رات کا ورد فوت ہو جائے پھر اس کو زوال آفتاب سے نماز ظہر تک کے اندر پڑھ لے تو گویا اس سے فوت نہیں ہوا۔

اخبرنا سوید بن نصر قال حدثنا عبدالله عن شعبة عن سعد بن ابراهیم عن حمید بن عبد الرحمن قال من فاته ورده من اللیل فلیقرأه فی صلوٰة قبل الظهر فانها تعدل صلوٰة اللیل.

حمید بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے انہوں نے فرمایا جس سے رات کا ورد فوت ہو جائے تو اس کو ظہر سے پہلے کی نماز میں پڑھ لینا چاہئے کیوں کہ یہ نماز تہجد کے برابر ہوتی ہے۔

ثواب من صلی فی الیوم واللیلة ثنتی عشرة رکعة سوی المکتوبة وذکر اختلاف الناقلین فیه لخبر ام حبیبة فی ذلک والاختلاف علی عطاء

جو شخص سوائے فرض نمازوں کے دن اور رات میں بارہ رکعت پڑھے اس کے ثواب کا اور اس کے بارے میں حضرت اُمّ حبیبہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی حدیث میں اختلاف ناقلین اور عطاء پر اختلاف کا بیان

اخبرنا الحسین بن منصور بن جعفر النیسابوری قال حدثنا اسحاق بن سلیمان حدثنا مغیرة بن زیاد عن عطاء عن عائشة قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من ثابر علی اثنتی عشرة رکعة فی الیوم واللیلة دخل الجنة اربعاً قبل الظهر ورکعتین بعدها ورکعتین بعدالمغرب ورکعتین بعد العشاء ورکعتین قبل الفجر.

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جو شخص دن اور رات میں پابندی سے بارہ رکعات پڑھے گا وہ جنت میں داخل ہوگا چار رکعت ظہر سے پہلے اور دو رکعت اس کے بعد اور دو رکعت مغرب کے بعد اور دو رکعت عشاء کے بعد اور دو رکعت فجر سے پہلے۔

اخبرنا احمد بن یحیٰی قال حدثنا محمد بن بشر قال حدثنا ابو یحیٰی اسحاق بن سلیمان الرازی عن المغیرة بن زیاد عن عطاء بن ابی رباح عن عائشة عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال من ثا بر علی اثنتی عشرة رکعة بنی اللّٰه عزوجل له بیتا فی الجنة اربعا قبل الظهر ورکعتین بعد الظهر ورکعتین بعد المغرب ورکعتین بعد العشاء ورکعتین قبل الفجر.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں آپ نے فرمایا کہ جو شخص بارہ رکعت پر مداومت کرے گا اس کے لئے اللہ عزوجل جنت میں گھر بنائیں گے چار رکعت ظہر سے پہلے اور دو رکعت ظہر کے بعد اور دو رکعت مغرب کے بعد اور دو رکعت عشاء کے بعد اور دو رکعت فجر سے پہلے۔

اخبرنا محمدبن معدان بن عیسٰی قال حدثنا الحسن بن اعین قال حدثنا معقل عن عطاء قال اخبرت ان ام حبیبة بنت ابی سفیان قالت سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول من رکع ثنتی عشرة رکعة فی یومه ولیلته سوی المکتوبة بنی اللّٰه له بها بیتا فی الجنة.

عطاءؒ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ اُمّ حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جو شخص دن اور رات میں سوائے فرائض کے بارہ رکعت پڑھے گا اس کے واسطے اللہ جنت میں گھر بنائیں گے۔

اخبرنا ابراهیم بن الحسن قال حدثنا حجاج بن محمد قال قال ابن جریج قلت لعطاء بلغنی انك ترکع قبل الجمعة اثنتی عشرة رکعة ما بلغك فی ذلك قال اخبرت ان ام حبیبة حدثت عنبسة بن ابی سفیان ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال من رکع اثنتی عشرة رکعة فی الیوم واللیلة سوی المکتوبة بنی اللّٰه عزوجل له بیتا فی الجنة.

ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے عطاء سے پوچھا مجھے خبر ملی ہے آپ قبل جمعہ بارہ رکعت پڑھتے ہیں اس بارے میں آپ کے پاس کیا پہنچا ہے عطاء نے کہا مجھے بتایا گیا ہے کہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عنبسہ بن ابی سفیان سے بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دن اور رات میں سوائے فرض نمازوں کے بارہ رکعت پڑھے گا اس کے لئے اللہ عزوجل جنت میں گھر بنائیں گے۔

اخبرنی ایوب بن محمد قال حدثنا معمر بن سلیمان قال حدثنا زید بن حبان عن ابن جریج عن عطاء عن عنبسة بن ابی سفیان عن ام حبیبة قالت سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول من صلی فی یوم ثنتی عشرة رکعة بنی اللّٰه عزوجل له بیتا فی الجنة قال ابو عبد الرحمن عطاء لم یسمعه من عنبسة.

ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے سنا جو شخص دن میں بارہ رکعت پڑھے گا اس کے لئے اللہ عزوجل جنت میں گھر بنائیں گے۔

امام نسائیؒ فرماتے ہیں کہ عطاء نے اس حدیث کو عنبسہ سے نہیں سنا۔

اخبرنا محمد بن رافع قال حدثنا زید بن حباب قال حدثنی محمد بن سعید الطائفی قال حدثنا عطآء بن ابی رباح عن یعلی بن امیة قال قدمت الطآئف فدخلت علی عنبسة بن ابی سفیان وھو بالموت فرایت منه جزعاً فقلت انك علی خیرٍ قال اخبرتنی اختی ام حبیبة ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال من صلی ثنتی عشرة رکعة بالنھا روباللیل بنی اللّٰه عزوجل له بیتا فی الجنة خالفھم ابو یونس القشیری.

یعلی بن امیہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں طائف پہنچا پھر عنبسہ بن ابی سفیان کے پاس گیا اور وہ موت کے قریب تھے میں نے ان کو پریشان دیکھا تو میں نے کہا بیشک آپ خیر پر ہیں انہوں نے کہا مجھے میری بہن اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دن اور رات میں بارہ رکعت پڑھے گا اس کے لئے اللہ عزوجل جنت میں گھر بنائے گا۔

اخبرنا محمد بن حاتم بن نعیم قال حدثنا حبان ومحمد بن مکی قالا حدثنا عبد اللّٰه عن ابی یونس القشیری عن ابن ابی رباح عن شھر بن حوشب حدثه عن ام حبیبة بنت ابی سفیان قالت من صلی ثنتی عشرة رکعة فی یوم فصلی قبل الظھراربعا وبعدھا رکعتین وبعد المغرب رکعتین ورکعتین بعد العشاء وقبل الفجر رکعتین بنی اللّٰه عزوجل له بیتا فی الجنة.

حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت ابی سفیان سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ جو شخص دن میں بارہ رکعت پڑھے گا پس ظہر سے پہلے چار رکعت اس کے بعد دو رکعت اور بعد مغرب دو رکعت اور بعد عشاء دو رکعت اور قبل فجر دو رکعت اس کے واسطے اللہ تعالیٰ جنت میں گھر بنائے گا۔

اخبرنا الربیع بن سلیمان قال اخبرنا ابو الاسود قال حدثنی بکر بن مضرعن ابن عجلان عن ابی اسحاق الھمدانی عن عمرو بن اوس عن عنبسة بن ابی سفیان عن ام حبیبة ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال ثنتا عشرة رکعة من صلاھن بنی اللّٰه له بیتا فی الجنة اربع رکعات قبل الظھر ورکعتین بعد الظھر ورکعتین قبل العصر ورکعتین بعد المغرب ورکعتین قبل صلوٰة الصبح.

حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بارہ رکعت پڑھے گا اس کے واسطے اللہ تعالیٰ جنت میں گھر بنائے گا چار رکعت ظہر سے پہلے اور دو رکعت ظہر کے بعد اور دو رکعت عصر سے پہلے اور دو رکعت مغرب کے بعد اور دو رکعت صبح سے پہلے۔

اخبرنا ابو الازھر احمد بن الازھر النیسابوری قال حدثنا یونس بن محمد قال حدثنا فلیح عن سھیل بن ابی صالح عن ابی اسحق عن المسیب عن عنبسة بن ابی سفیان عن ام حبیبة قالت قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من صلی ثنتی عشرة رکعة بنی اللّٰه له بیتا فی الجنة اربعا قبل الظھر وثنتین بعدھا واثنتین قبل العصر واثنتین بعد المغرب واثنتین قبل الصبح قال ابو عبد الرحمن فلیح

بن سليمان ليس بالقوى.

حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بارہ رکعت پڑھے گا اس کے لئے اللہ تعالیٰ جنت میں گھر بنائیں گے چار رکعت ظہر سے پہلے اور دو رکعت ظہر کے بعد اور دو رکعت عصر سے پہلے اور دو رکعت مغرب کے بعد اور دو رکعت نماز صبح سے پہلے۔

اخبرنا احمد بن سليمان قال حدثنا ابونعيم قال حدثنا زهير عن ابی اسحق عن المسيب بن رافع عن عنبسة اخی ام حبيبة عن ام حبيبة قالت من صلى في اليوم والليلة ثنتی عشرة ركعة سوى المكتوبة بنى له بيت فى الجنة اربعا قبل الظهر وركعتين بعدها وثنتين قبل العصر وثنتين بعد المغرب وثنتين قبل الفجر.

حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں جو شخص رات اور دن میں سوائے فرائض کے بارہ رکعت پڑھے گا اس کے لئے جنت میں گھر بنایا جائے گا چار رکعت ظہر سے پہلے دو رکعت اس کے بعد اور دو رکعت عصر سے پہلے اور دو رکعت مغرب کے بعد اور دو رکعت فجر سے پہلے۔

تشریح: قیامت کے دن اعمال میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اگر فرائض کا حق ادا کرنے میں کوتاہی اور کمی ہوئی تو اگر سنن بھی ہوں گی تو ان سے فرائض کا نقصان پورا کیا جائے گا لہٰذا ان بارہ رکعات سنتوں کو بلا عذر نہیں چھوڑنا چاہئے جن کی تفصیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث باب میں فرمائی ہے کیوں کہ یہ بارہ رکعات سنن مؤکدہ ہیں ان میں فجر کی سنت سب سے زیادہ مؤکدہ ہے صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں قبل ظہر دو رکعت کا ذکر ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چار رکعت بیان کرتی ہیں دونوں میں جمع کی صورت بعض علماء نے یہ بیان کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں پڑھتے تو چار رکعت پڑھتے اور جب مسجد میں پڑھتے تو دو رکعت پڑھتے یا یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے چار رکعات پڑھتے دیکھا اس لئے انہوں نے اتنی ہی بیان کیں اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو رکعت پڑھتے دیکھا اس لئے دو رکعت بیان کی اور امام ابوجعفر محمد بن جریر طبریؒ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر احوال میں چار رکعت قبل ظہر پڑھتے تھے اور دو رکعت کبھی کبھی۔ (فتح الملهم)

الاختلاف على اسماعيل بن ابی خالد

اسماعیل بن ابی خالد پر اختلاف

اخبرنا محمد بن اسماعيل بن ابراهيم قال حدثنا يزيد بن هارون قال اخبرنا اسماعيل عن المسيب بن رافع عن عنبسة بن ابی سفيان عن ام حبيبة عن النبی صلى الله عليه وسلم قال من صلى فی اليوم والليلة ثنتی عشرة ركعة بنى له بيت فی الجنة.

ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دن اور رات میں بارہ رکعت پڑھے گا اس کے

لئے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔

اخبرنا احمد بن سلیمان قال حدثنا یعلی حدثنا اسماعیل عن المسیب بن رافع عن عنبسة بن ابی سفیان عن ام حبیبة قالت من صلی فی اللیل والنهار ثنتی عشرة رکعة سوی المکتوبة بنی له بیت فی الجنة.

ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جو شخص رات و دن میں سوائے فرائض کے بارہ رکعت پڑھے گا اس کے لئے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔

اخبرنا محمد بن حاتم قال حدثنا محمد بن مکی وحبان قالا حدثنا عبد اللّٰه عن اسماعیل عن المسیب بن رافع عن ام حبیبة قالت من صلی فی یوم ولیلة اثنتی عشرة رکعة سوی المکتوبة بنی اللّٰه عزوجل له بیتا فی الجنة.

حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جو شخص دن اور رات میں سوائے فرض کے بارہ رکعت پڑھے گا اس کے واسطے اللہ عزوجل جنت میں گھر بنائے گا۔

لم یرفعه حصین وادخل بین عنبسة وبین المسیب ذکوان

اس حدیث کو حصین نے مرفوعاً بیان نہیں کیا اور عنبسہ اور مسیّب کے درمیان ذکوان کو داخل کیا ہے

اخبرنا زکریا بن یحییٰ قال حدثنا وهب قال حدثنا خالد عن حصین عن المسیب بن رافع عن ابی صالح ذکوان قال حدثنی عنبسة بن ابی سفیان ان ام حبیبة حدثته انه قال من صلی فی یوم ثنتی عشرة رکعة بنی له بیت فی الجنة.

عنبسہ بن ابی سفیان کہتے ہیں کہ جو شخص دن میں بارہ رکعت پڑھے گا اس کے لئے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔

اخبرنا یحییٰ بن حبیب قال حدثنا حماد عن عاصم عن ابی صالح عن ام حبیبة قالت قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من صلی فی یوم ثنتی عشرة رکعة سوی الفریضة بنی اللّٰه له اوبنی له بیت فی الجنة.

اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دن میں بارہ رکعت پڑھے گا سوائے فریضہ کے اس کے واسطے اللہ تعالیٰ جنت میں گھر بنائے گا۔

اخبرنا علی بن المثنی عن سوید بن عمرو قال حدثنی حماد عن عاصم عن ابی صالح عن ام حبیبة ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال من صلی ثنتی عشرة رکعة فی یوم ولیلة بنی اللّٰه له بیتا فی الجنة.

اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دن اور رات میں بارہ رکعت پڑھے گا اس

کے لئے اللہ تعالیٰ جنت میں گھر بنائے گا۔

اخبرنا زکریا بن یحییٰ قال حدثنا اسحاق قال حدثنا النضر قال حدثنا حماد بن سلمة عن عاصم عن ابی صالح عن ام حبیبة قالت من صلی فی یوم اثنتی عشرة رکعة بنی له بیت فی الجنة.

اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جو شخص دن میں بارہ رکعت پڑھے گا اس کے لئے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔

اخبرنا محمد بن عبد اللّٰه بن المبارك قال حدثنی یحییٰ بن اسحاق قال حدثنا محمد بن سلیمان عن سهیل ابن ابی صالح عن ابیه عن ابی هریرة عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال من صلی فی یوم ثنتی عشرة رکعة سوی الفریضة بنی اللّٰه له بیتا فی الجنة قال ابو عبد الرحمن هذا خطاء ومحمد بن سلیمان ضعیف هو ابن الاصبهانی وقد روی هذا الحدیث من اوجه سوی هذا الوجه بغیر اللفظ الذی تقدم ذکره.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دن میں سوائے فریضہ کے بارہ رکعت پڑھے گا اس کے لئے اللہ تعالیٰ جنت میں گھر بنائے گا۔

اخبرنا یزید بن محمد بن عبد الصمد قال حدثنا هشام العطار قال حدثنی اسماعیل بن عبد اللّٰه ابن سماعة عن موسیٰ بن اعین عن ابی عمر الاوزاعی عن حسان بن عطیة قال لما نزل بعنبسة جعل یتضور فقیل له فقال اما انی سمعت ام حبیبة زوج النبی صلی اللّٰه علیه وسلم تحدث عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم انه من رکع اربع رکعات قبل الظهر واربعا بعدها حرم اللّٰه عزوجل لحمه علی النار فما ترکتهن منذ سمعتهن.

حسان بن عطیہ کہتے ہیں کہ جب عنبسہ کی موت کا وقت آ گیا تو وہ تکلیف سے پیچ و تاب کھانے لگے کسی نے ان سے پوچھا یہ کیوں تو انہوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث بیان کرتی تھیں کہ جس شخص نے چار رکعت ظہر سے پہلے اور اس کے بعد چار رکعت پڑھیں اس کو اللہ عز وجل دوزخ کی آگ پر حرام فرمادے گا پس جب سے میں نے یہ حدیث سنی اسی وقت سے ان رکعات کو نہیں چھوڑا۔

اخبرنا هلال بن العلاء بن هلال قال حدثنا ابی قال حدثنا عبید اللّٰه عن زید بن ابی انیسة قال حدثنی ایوب رجل من اهل الشام عن القاسم الدمشقی عن عنبسة بن ابی سفیان قال اخبرتنی اختی ام حبیبة زوج النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ان حبیبها ابا القاسم صلی اللّٰه علیه وسلم اخبرها قال مامن عبد مؤمن یصلی اربع رکعات بعد الظهر فتمس وجهه النار ابدا انشاء اللّٰه عزوجل.

عنبسہ بن ابی سفیان کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ میری بہن اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے بتایا ہے کہ ان کے دوست ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتایا ہے کہ جو بندۂ مؤمن ظہر کے بعد چار رکعات پڑھے گا ان شاء اللہ عز وجل جہنم کی آگ اس کو کبھی نہ چھوئے گی۔

اخبرنا احمد بن ناصح قال حدثنا مروان بن محمد عن سعید بن عبد العزیز عن سلیمان بن موسٰی عن مکحول عن عنبسة بن ابی سفیان عن ام حبیبة ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یقول من صلی اربع رکعات قبل الظهر واربعا بعدها حرمه اللّٰہ عزوجل علی النار.

اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس نے چار رکعت ظہر سے پہلے اور چار رکعت ظہر کے بعد پڑھیں اس کو اللہ عزوجل جہنم کی آگ پر حرام فرمادے گا۔

اخبرنا محمود بن خالد عن مروان بن محمد قال حدثنا سعید بن عبد العزیز عن سلیمان بن موسٰی عن مکحول عن عنبسة بن ابی سفیان عن ام حبیبة قال مروان وکان سعید اذا قرئی علیه عن ام حبیبة عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اقر بذلك ولم ینکره واذا حدثنا به هو لم یرفعه قالت من رکع اربع رکعات قبل الظهر واربعا بعدها حرمه اللّٰہ علی النار قال ابو عبد الرحمن مکحول لم یسمع من عنبسة شیئا.

اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جس نے چار رکعت ظہر سے پہلے اور چار رکعت ظہر کے بعد پڑھیں اس کو اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ پر حرام فرمادے گا۔

اخبرنا عبد اللّٰہ بن اسحاق قال حدثنا ابو عاصم قال حدثنا سعید بن عبد العزیز قال سمعت سلیمان بن موسٰی یحدث عن محمد بن ابی سفیان قال لما نزل به الموت اخذه امر شدید فقال حدثتنی اختی ام حبیبة بنت ابی سفیان قالت قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من حافظ علی اربع رکعات قبل الظهر واربع بعدها حرمه اللّٰہ تعالٰی علی النار.

محمد بن ابی سفیان سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ جب عنبسہ بن ابوسفیان قریب الموت ہوئے تو وہ بہت فکرمند اور بے قرار ہوئے پس وہ بولے میری بہن اُمّ حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ظہر سے پہلے چار رکعت اور اس کے بعد چار رکعت پر مداومت کی تو اس کو اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ پر حرام فرمادے گا۔

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا ابو قتیبة قال حدثنا محمد بن عبد اللّٰہ الشعیثی عن ابیه عن عنبسة بن ابی سفیان عن ام حبیبة عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال من صلی اربعاً قبل الظهر واربعا بعدها لم تمسه النار قال ابو عبد الرحمن هذا خطاء والصواب حدیث مروان من حدیث سعید بن عبد العزیز آخر کتاب الصلوٰة.

حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا جس نے ظہر سے پہلے چار رکعت اور اس کے بعد چار رکعت پڑھیں اس کو دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی۔ امام نسائیؒ فرماتے ہیں کہ سند کے سلسلہ میں محمد بن ابی سفیان صحیح نہیں صحیح عنبسہ بن ابی سفیان عن اُمّ حبیبہ ہے ان سے ابوصالح اور عطاءؒ روایت کرتے ہیں۔ (واللّٰہ تعالٰی اعلم) (آخر کتاب الصلوٰة)

کتاب الجنائز

جنازوں کے بیان میں

باب تمنی الموت

موت کی تمنا کرنے کا بیان

اخبرنا هارون بن عبد اللّٰه قال حدثنا معن قال حدثنا ابراهيم بن سعد عن الزهری عن عبيد اللّٰه بن عبد اللّٰه بن عتبة عن ابی هريرة ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم قال لا يتمنين احدكم الموت اما محسناً فلعله ان يزداد خيرا واما مسيئا فلعله ان يستعتب.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص موت کی آرزو نہ کرے کیوں کہ اگر وہ نیک کار ہے تو شاید زیادہ نیکی کرے گا اور اگر بدکار ہے تو شاید کہ وہ (توبہ واستغفار کے ذریعہ) اللہ تعالیٰ کی رضا مندی طلب کرے گا۔

اخبرنا عمرو بن عثمان قال حدثنا بقية قال حدثنا الزبيدی حدثنی الزهری عن ابی عبيد مولی عبدالرحمن بن عوف انه سمع اباهريرة يقول قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم لا يتمنين احدكم الموت اما محسنا فلعله ان يعيش يزداد خيرا وهو خير له واما مسيئا فلعله ان يستعتب.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص موت کی آرزو نہ کرے کیوں کہ اگر وہ نیک کار ہے تو شاید وہ اپنی زندگی میں اور زیادہ نیک عمل کرے گا اور اگر بدکار ہے تو شاید وہ توبہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی طلب کرے گا۔

تشریح: جنائز کا لفظ جمع ہے جنازۃ کی "جنز یجنز" باب ضرب سے نکلا ہے جس کے معنی چھپانے کے ہیں جیم کے زبر اور جیم کے زیر کے ساتھ ہے جس کے معنی میت کے ہیں جبکہ تخت پر ہو اور بکسر الجیم زیادہ صحیح ہے اور بعضوں نے کہا کہ جنازہ جیم کے زبر کے ساتھ بمعنی میت کے اور زیر سے بمعنی تخت کے جس پر میت کو رکھا جاتا ہے، اور بعضوں نے اس کے برعکس کہا ہے۔

ان دونوں حدیثوں میں موت کی تمنا کرنے سے منع کیا گیا ہے کیوں کہ اگر وہ شخص نیک کار ہے تو شاید اور زیادہ نیکی کرے گا اور جو بدکار ہے وہ توبہ استغفار کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی طلب کرے گا۔

بہر حال موت کی آرزو سے منع کرنے کی دو وجہیں بیان کی ہیں ایک تو یہ کہ اگر وہ شخص نیک کار ہے تو شاید مزید نیکی کرے گا دوسرے یہ کہ اگر وہ بدکار ہے تو شاید توبہ و استغفار سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی طلب کرے گا۔

چنانچہ فرمایا "**اما محسناً فلعله ان یزداد خیرا واما مسیئاً فلعله ان یستعتب**" یہ جملہ بمنزلہ تعلیل ہے یعنی اس سے تمنائے موت کی ممانعت کا سبب بیان کیا ہے۔ (**کما فی حاشیة النسائی لعلامة السندھی**)

ایک اشکال اور اس کا جواب:

حدیث مذکور سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ تمنائے موت کی بالکل اجازت نہیں حالانکہ سلف میں سے بہت سے حضرات نے فساد دین اور فتنہ کے خوف سے موت کی آرزو کی ہے اور امام نوویؒ نے فساد دین اور فتنہ کے خوف سے تمنائے موت مکروہ نہ ہونے کا فتویٰ دیا ہے بلکہ انہوں نے ایسے نازک وقت میں تمنائے موت کو مندوب کہا ہے اور یہی قول امام شافعیؒ اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ وغیرھما سے منقول ہے نیز شہر مقدس میں تمنائے موت مندوب ہے چنانچہ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "**اللھم ارزقنی شھادة فی سبیلك واجعل موتی ببلد رسولك**" اے اللہ میری آرزو یہی ہے کہ تیری راہ میں شہید ہو جاؤں تو مجھے یہ شہادت عطاء کیجئے اور جب موت آ جائے تو تیرے رسول کے شہر میں موت دیجئے ان کی بیٹی حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یہ کیسے ہو سکتا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے جب وہ چاہے تو بیشک ہو سکتا ہے غرض کہ انہوں نے جیسی دعا کی تھی حکم الٰہی سے ویسے ہی ہوا کیوں کہ ان کا قاتل ایک آتش پرست کافر تھا شہید بھی ہوئے اور موت بھی شہر مدینہ میں ہوئی۔

اس اشکال مذکور کا جواب یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مذکور کے بعد حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے اس میں آیا ہے "**لایتمنین احدکم الموت لضر نزل بهٖ فی الدنیا الخ**" اس جملہ نے اشکال کو صاف کر دیا کیوں کہ اس میں صراحۃ لضر نزل الخ کی قید آئی ہے لہٰذا اس کا اعتبار حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مطلق میں بھی ہوگا اور اس میں مطلق سے مقید مراد لیا جائے گا، یعنی ایک خاص حالت میں تمنائے موت کی ممانعت فرمائی گئی ہے کہ مالی یا بدنی ضرر اور مصیبت سے تنگ اور پریشان ہو کر موت کی آرزو کرنی اسی سے حدیث پاک میں منع کیا گیا ہے اس لئے کہ یہ تو بے صبری اور تقدیر الٰہی کیساتھ راضی نہ ہونے کی علامت ہے لیکن فساد دین اور فتنہ کے خوف سے اور دیدار الٰہی کے شوق اور محبت سے تمنائے موت میں کوئی حرج نہیں۔ (**حاشیة النسائی، مرقات: ۲/۴، ۳**)

اخبرنا قتیبة قال حدثنا یزید بن زریع عن حمید عن انس ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال لا یتمنین احدکم الموت لضرنزل به فی الدنیا ولکن لیقل اللھم اَحینی ماکانت الحیوٰة خیر الی وتوفنی اذا کانت الوفاة خیرالی.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص دنیاوی تکلیف اور مصیبت کی وجہ سے جو اس کو پہنچے موت کی آرزو نہ کرے لیکن چاہئے کہ کہے اے اللہ مجھ کو زندہ رکھ جب تک کہ زندگی میرے لئے

بہتر ہو اور موت دیجئے مجھ کو جب کہ موت میرے لئے بہتر ہو یعنی جینے سے۔

اخبرنا علی بن حجر قال حدثنا اسماعیل بن علیة عن عبد العزیز ح واخبرنا عمران بن موسٰی قال حدثنا عبد الوارث قال حدثنا عبد العزیز عن انس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الا لا یتمنی احدکم الموت لضر نزل بہ فان کان لابد متمینان الموت فلیقل اللھم احینی ماکانت الحیوٰۃ خیراً الی وتوفنی اذا کانت الوفات خیراً لی.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سن لو تم میں سے کوئی شخص ضرر اور بدحالی کے سبب سے جو اس کو پہنچے مرنے کی آرزو نہ کرے پس اگر موت کی آرزو کرنے والا ہی ہو تو چاہئے کہ کہے یا الٰہی مجھ کو زندہ رکھ جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہو اور مجھ کو موت دیجئے جب کہ مرنا میرے لئے بہتر ہو۔

الدعاء بالموت

موت کی دعاء کرنے کا بیان

اخبرنا احمد بن حفص بن عبد اللّٰہ قال حدثنی ابی قال حدثنی ابراھیم بن طھمان عن الحجاج وھو البصری عن یونس عن ثابت عن انس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لاتدعوا بالموت ولاتتمنوہ فمن کان داعیا لابد فلیقل اللھم احینی ماکانت الحیوٰۃ خیرالی وتوفنی اذا کانت الوفاۃ خیراً لی.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم موت کی دعاء نہ کرو اور نہ اس کی آرزو کرو. پس اگر کوئی شخص ضرور دعاء کرنے والا ہو تو چاہیئے کہ یوں کہے اے اللہ مجھ کو زندہ رکھ جب تک کہ زندگی میرے واسطے بہتر ہو اور مجھ کو موت دیجئے جبکہ مرنا میرے لئے بہتر ہو۔

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا یحیٰی بن سعید قال حدثنا اسماعیل قال حدثنی قیس قال دخلت علی خباب وقد اکتوی فی بطنہ سبعاً وقال لو لا ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نھانا ان ندعوبالموت دعوت بہ.

قیس کہتے ہیں کہ میں خباب کے پاس گیا جب کہ انہوں نے اپنے بدن کی سات جگہوں پر داغ لگائے تھے اور فرمایا کہ اگر ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موت کی دعاء کرنے سے منع نہ فرماتے تو میں موت کی دعاء کرتا۔

تشریح: یہاں پر اشکال یہ ہے کہ بعض روایات میں کسی عضو کو گرم لوہا سے داغ دینے سے منع فرمایا گیا ہے تو پھر حضرت خباب بن ارت جو ایک قدیم الاسلام صحابی ہیں اور تمام غزوات میں شریک رہے ہیں اپنے جسم کی سات جگہ پر کیوں داغ لئے تھے، کیا ان کو ممانعت کی حدیث نہیں پہنچی، اس کا جواب بعضوں نے یہ دیا ہے کہ ممانعت والی حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع اس لئے فرمایا تھا کہ لوگ اعتقاد کرتے تھے کہ داغ دینے سے شفاء ہوتی ہے لیکن جس صورت میں یہ اعتقاد کرے کہ یہ اسباب علاج میں ایک سبب ہے اور شفاء دینے والا اللہ ہے تو اس میں کچھ قباحت نہیں یا حدیث ممانعت اس پر محمول ہے کہ داغ لینے کی ضرورت نہ ہو پھر

بھی داغ لگائے یا ممکن ہے کہ ممانعت شان توکل کے پیش نظر فرمائی ہو ورنہ اصل جواز میں کوئی کراہت نہیں جب کہ اس کی ضرورت ہو اسی کی تائید کرتی ہے حدیث "لا يسترقون ولا يكتوون وعلى ربهم يتوكلون" کچھ مقرب بندے ایسے ہوتے ہیں کہ وہ نہ منتر کرنے کو کہتے ہیں اور نہ داغ دیتے ہیں اور وہ اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہیں (مرقات: ۱۱/٤، مظاہر حق)

كثرة ذكر الموت

موت کو بہت یاد کرنے کا بیان

اخبرنا الحسين بن حريث قال اخبرنا الفضل بن موسى عن محمد بن عمرو ح واخبرني محمد بن عبد الله بن المبارك قال حدثنا يزيد قال حدثنا محمد بن ابراهيم عن محمد بن عمرو عن ابي سلمة عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اكثروا ذكرها ذم اللذات قال ابو عبد الرحمن محمد بن ابراهيم والدابي بكر بن ابي شيبة.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دنیاوی لذتوں کو قطع کر دینے والی چیز یعنی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔

اخبرنا محمد بن المثنى عن يحيى عن الاعمش قال حدثني شقيق عن ام سلمة قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اذا حضر تم الميت فقولواخيراً فان الملائكة يؤمنون على ماتقولون فلمامات ابوسلمة قلت يا رسول الله كيف اقول قال قولي اللهم اغفرلنا وله واعقبني منه عقبى حسنة فاعقبني الله عزوجل منه محمدا صلى الله عليه وسلم.

حضرت امّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جب تم میت کے پاس موجود ہو تو بھلائی کی دعا کرو کیوں کہ فرشتے تمہاری دعا پر آمین کہتے ہیں جب ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اب میں کیا کہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دعا کرو "اللهم اغفرلنا وله الخ" اے اللہ ہم کو بخش دے اور ان کو بھی بخش دے اور مجھ کو ان سے اچھا بدلہ دے پس اللہ بزرگ و برتر نے مجھ کو ان کے بدلہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا۔

تشریح: علامہ سہیلیؒ وغیرہ نے کہا کہ لفظ ہاذم ذال معجمہ کے ساتھ ہے جس کے معنی قطع کرنے والے کے ہیں یہی صحیح ہے اور بعض شارحین نے جو دال مہملہ سے نقل کیا ہے جس کے معنی ڈھا دینے کے ہیں وہ صحیح نہیں کسی راوی کو غلطی ہوگئی، دنیوی لذتوں اور شہوتوں میں مستغرق ہونا آخرت سے غافل کر دیتا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ انسان کثرت سے موت کو یاد کرے اس کے یاد کرنے سے سستی اور غفلت دور ہو جاتی ہے اور دنیا سے نفرت ہوتی ہے اور آخرت کی تیاری میں لگ جاتا ہے بہرحال ارشاد مبارک کہ میں جس نسخہ کی طرف رہنمائی فرمائی ہے وہ نہایت مؤثر نسخہ ہے اب جس کو دیکھنا ہو وہ تجربہ کر کے دیکھ لے، دوسری حدیث جو حضرت امّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے اس میں مردہ کے لئے دعاء خیر کی اور اس کی برائی ذکر نہ کرنے کی ہدایت فرمائی اس لئے کہ اگر وہ نیک کار ہے تو آخرت میں ثواب پائے گا اور اگر بدکار ہے تو شاید اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہو اور اگر نہ بخشا ہو تو تمہیں اس کو

برا کہنے میں کیا فائدہ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا جبکہ ان کے شوہر ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا یا رسول اللہ میں اس کے لئے کس طرح دعا کروں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس دعاء کی تعلیم دی "اللھم اغفرلنا وله الخ" وہ فرماتی ہیں کہ اس دعا کی بدولت اللہ جل شانہ نے مجھے ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدلہ میں نعم البدل یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں شامل ہونے کی سعادت عظیمہ عطاء فرمائی۔

تلقین المیت

مرنے کے قریب ہونے والے کے سامنے شہادتین پڑھنے کا بیان

اخبرنا عمروبن علی قال حدثنا بشر بن المفضل قال حدثنا عمارة بن غزية قال حدثنا یحیٰی بن عمارة قال سمعت ابا سعید ح واخبرنا قتیبة قال حدثنا عبد العزیز عن عمارة بن غزیة عن یحیٰی بن عمارة عن ابی سعید قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لقنوا موتاکم لاالٰه الا اللّٰہ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تلقین کرو کلمۂ لا الٰہ الا اللہ کی ان لوگوں کو جو مرنے کے قریب ہوں۔

اخبرنا ابراھیم بن یعقوب قال حدثنی احمد بن اسحاق قال حدثنا وھیب قال حدثنا منصور بن صفیة عن امه صفیة بنت شیبة عن عائشة قالت قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لقنوا موتاکم لاالٰه الا اللّٰہ.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریب الموت لوگوں کو لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کرو۔

تشریح: تلقین کے معنی ہیں سمجھانا اور یہاں مرنے والے شخص کے سامنے کلمہ توحید کا پڑھنا مراد ہے تا کہ وہ بھی سن کر پڑھے اس کو پڑھنے کا حکم نہ کرے اس لئے کہ شاید انکار کر بیٹھے اور مقصود اس تلقین سے مرنے والے شخص کا آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہو اس لئے اگر اس نے ایک مرتبہ پڑھ لیا تو پھر اس کا اعادہ نہ کرے، ہم نے تلقین میت کے جو معنی نقل کئے ہیں یہی معنی مراد لئے ہیں ابن حبان وغیرہ نے حدیث مذکور میں "کما ذکرہ السیوطی فی شرح الصدور"، بعض علماء نے کہا کہ تلقین مابعد الدفن پر محمول کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ملاعلی قاریؒ فرماتے ہیں کہ تلقین مروجہ مابعد الدفن سلف میں غیر معروف ہے بلکہ وہ نیا ایجاد شدہ فعل ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک اس پر محمول نہیں ہوسکتا علاوہ ازیں تلقین لغوی محتضر یعنی قریب المرگ میں حقیقت ہے اور مابعد الدفن میت میں اس کا استعمال مجاز ہے اور قریب الموت والا سنتا ہے اور نفع اٹھاتا ہے اس لئے حدیث مذکور میں تلقین کے وہی معنی مراد ہیں جو اوپر نقل کئے گئے ہیں اور یہ تلقین جمہور علماء کے نزدیک مستحب ہے لیکن ظاہر حدیث سے واجب معلوم ہوتی ہے یہی قول ایک جماعت علماء کا ہے بلکہ بعض مالکیہ نے اس پر اتفاق نقل کیا ہے۔ (مرقات: ۱۲/۴، ۱۳)

باب علامة موت المؤمن

مؤمن کی موت کی علامت کا بیان

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا یحیٰی عن المثنی بن سعید عن قتادة عن عبد اللّٰه بن بریدة عن ابیه ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال موت المؤمن بعرق الجبین.

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مؤمن کی موت پیشانی کے پسینے کے ساتھ ہوتی ہے۔

اخبرنا محمد بن معمر قال حدثنا یوسف ابن یعقوب قال حدثنا کهمس عن ابن بریدة عن ابیه قال سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول المؤمن یموت بعرق الجبین.

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ مؤمن پیشانی کے پسینے کے ساتھ مرتا ہے۔

تشریح: علامہ توربشتی نے کہا کہ اس حدیث کے دو مطلب ہیں ایک تو یہ کہ جان کنی کی شدت سے اس کی پیشانی پر پسینہ آ جاتا ہے دوسرا اس کلام سے اس طرف اشارہ ہے کہ مؤمن موت تک طلب حلال میں مشقت اٹھاتا ہے اور عبادت میں ریاضت کرتا ہے لیکن معنی اوّل زیادہ مناسب ہے، ابن الملک نے کہا کہ مؤمن پر موت کی شدت اور مشقت ہوتی ہے اس لئے اس کی پیشانی پر پسینہ آ جاتا ہے اس کے سبب سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور درجے بلند ہوتے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ موت کے وقت پیشانی پر پسینہ آجانا بھلائی کی علامت ہے اور بعضوں نے کہا کہ شدت موت کو "المؤمن یموت بعرق الجبین" سے تعبیر کیا ہے۔ (مرقات: ۸/٤، مظاهر حق)

شدة الموت

موت کی شدت

اخبرنا عمرو بن منصور قال حدثنا عبد اللّٰه بن یوسف قال حدثنی اللیث قال حدثنی ابن الهاد عن عبد الرحمن بن القاسم عن ابیه عن عائشة قالت مات رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وانه لبین حاقنتی وذا قنتی ولا اکره شدة الموت لاحدٍ ابداً بعدما رایت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ آپ کا سر مبارک میرے سینے اور ٹھوڑی کے درمیان تھا اور جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شدت موت دیکھی اس کے بعد میں کسی کے واسطے کبھی موت کی سختی کو برا نہیں سمجھتی۔

تشریح: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کلام کا مطلب یہ ہے کہ پہلے میں یہ خیال کرتی تھی کہ موت کی شدت اور سختی بوجہ

کثرت معاصی کے ہوتی ہے جو خاتمہ برے ہونے کی علامت ہے لیکن جب میں نے حضور ﷺ کی وفات کے وقت شدت موت دیکھی جبکہ آپ کی وفات اس حال میں ہوئی کہ آپ مجھ پر تکیہ کئے ہوئے تھے تو مجھے اپنا خیال غلط ہونے کا احساس ہوا اور حقیقت کھل گئی کہ موت کی سختی مکروہ اور خاتمہ برے ہونے کی علامت نہیں بلکہ رفع درجات کے لئے ہوتی ہے۔ (مرقات: ۳۰۶/۳)

واضح رہے کہ اس حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ موت کی سہولت وآسانی اللہ کی رحمت نہیں ہے اس لئے کہ مسنون دعاؤں میں موت کی سختی سے پناہ مانگنے اور موت کی آسانی کی دعا مانگنے کا ذکر آیا ہے یہ نبی رحمت ﷺ کے صبر کی آخری آزمائش تھی مصلحت اس میں یہ ہے کہ یہ سختی امت کے واسطے تسلی تھی کہ وہ جب دیکھیں گے حضور پاک کی روح رخصت ہونے میں یہ حالت ہوئی تو صبر کریں گے اور جان کنی میں آسانی ہوگی۔

الموت یوم الاثنین

پیر کے روز موت کا بیان

اخبرنا قتیبة قال حدثنا سفیان عن الزهری عن انس قال آخرنظرة نظرتها الی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کشف الستارة والناس صفوف خلف ابی بکر رضی اللّٰه عنه فاراد ابوبکر ان یرتد فاشار الیهم ان امکثوا والقی السجف وتوفی من آخرذلك الیوم وذلك یوم الاثنین.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میرا آخری دیدار رسول اللہ ﷺ کا اس وقت ہوا جبکہ آپ نے دروازے کا پردہ ہٹا کر مسجد کی طرف دیکھا لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے صف باندھے ہوئے کھڑے ہیں حضرت ابوبکر مصلی سے ہٹنے کا ارادہ کیا حضور ﷺ نے ان کو اشارہ سے فرمایا اپنی جگہ پر قائم رہو پھر پردہ ڈالدیا اور اسی دن کے آخری وقت میں آپ کی وفات ہوئی اور وہ پیر کا دن تھا۔

الموت بغیر مولده

اپنے غیر وطن میں مرنے کا بیان

اخبرنا یونس بن عبد الاعلٰی قال اخبرنی ابن وهب قال اخبرنی حیی بن عبد اللّٰه عن ابی عبد الرحمن الجبلی عن عبد اللّٰه ابن عمرو قال مات رجل بالمدینة ممن ولد بها فصلی علیه رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ثم قال یالیتهٗ مات بغیر مولده قالوا ولم ذاك یا رسول اللّٰه قال ان الرجل اذا مات بغیر مولده قیس له من مولده الی منقطع اثره فی الجنة.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کا مدینہ میں انتقال ہوا یہ ان لوگوں میں سے تھا جو مدینہ میں پیدا ہوا اس پر رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھی پھر فرمایا کاش کہ انتقال کیا ہوتا اپنے غیر وطن میں صحابہ نے عرض کیا یہ

کس واسطے یا رسول اللہ حضور ﷺ نے فرمایا جب آدمی اپنے غیر وطن میں مرتا ہے تو اس کے واسطے جنت میں ناپا جاتا ہے اس کے وطن سے اس کے نقش قدم منقطع ہونے تک یعنی اتنی مقدار اس کو غیر وطن میں مرنے کی وجہ سے عطا کی جاتی ہے۔

تشریح: مطلب حدیث مذکور کا یہ ہے کہ جب آدمی سفر میں انتقال کرتا ہے تو جتنی مسافت اس کے وطن اور اس جگہ کے درمیان جہاں مرا ہے ہوتی ہے اس قدر جگہ جنت میں اس کو ملتی ہے اور مراد سفر سے سفر طاعت ہے یعنی جہاد وغیرہ کا سفر۔

علامہ سندھیؒ کا ارشاد:

علامہ موصوف "یالیته مات بغیر مولده" کے تحت فرماتے ہیں کہ اس کلام سے حضور ﷺ کی غالباً یہ مراد نہ تھی کاش غیر مدینہ میں انتقال کیا ہوتا بلکہ یہ مراد تھی کاش وہ شخص مدینہ کی طرف ہجرت کرنے والا مسافر ہوتا اور اسی میں انتقال کیا ہوتا کیوں کہ اگر کسی کی پیدائش مدینہ میں ہوئی ہو مگر اس کا انتقال کسی اور جگہ میں ہوا تو اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کا انتقال اپنے غیر وطن میں ہوا اسی طرح جس کی پیدائش غیر مدینہ میں ہوئی ہو اور انتقال اس کا مدینہ میں ہو اس کے بارے میں بھی یہ کہنا درست ہے کہ اس کا انتقال اپنے غیر وطن میں ہوا بہر حال حضور ﷺ کی رغبت اور آرزو جس کا آپ نے "یا لیته مات غیر مولده" سے اظہار فرمایا ہے اس شق کی طرف راجع ہونی چاہئے تا کہ یہ حدیث اس حدیث کے مخالف نہ ہو جس میں مدینہ منورہ میں موت کی فضیلت کا ذکر آیا ہے۔

باب ما يلقى به المؤمن من الكرامة عند خروج نفسه

روح نکلنے کے وقت مؤمن کے اکرام اور بزرگی کا بیان

اخبرنا عبيد الله بن سعيد قال حدثنا معاذ بن هشام قال حدثني ابى عن قتادة عن قسامة بن زهير عن ابى هريرة ان النبى صلى الله عليه وسلم قال اذا حضر المؤمن اتته ملائكة الرحمة بحريرة بيضاء فيقولون اخرجي راضية مرضية عنك الى روح الله وريحان ورب غير غضبان فتخرج كاطيب ريح المسك حتى انه ليتنا وله بعضهم بعضا حتى ياتون به باب السماء فيقولون ما اطيب هذه الريح التى جآء تكم من الارض ويأتون به ارواح المؤمنين فلهم اشد فرحاً به من احدكم بغائبه يقدم عليه فيسالونهٔ ماذا فعل فلان ماذافعل فلان فيقولون دعوه فانه كان فى غم الدنيا فاذا قال اماأتاكم قالو اذهب به الى امه الهاوية وان الكافراذا حضر اتته ملائكة العذاب بمسح فيقولون اخرجي ساخطة مسخوطاً عليك الى عذاب الله عزوجل فتخرج كانتن ريح جيفة حتى ياتون به باب السماء فيقولون ماانتن هذه الريح حتى ياتون به ارواح الكفار.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب مؤمن کو موت آتی ہے تو اس کے پاس رحمت کے فرشتے سفید ریشمی کپڑا لے کر آتے ہیں کہتے ہیں روح کو نکل تو اللہ کی رحمت اور رزق کی طرف اس حال میں کہ وہ

غضب ناک نہیں تو اس سے راضی ہے اور وہ تجھ سے راضی ہے پس روح مؤمن کی نکلتی ہے اس حالت میں کہ ایسی خوشبودار ہوتی ہے جیسے بہترین خوشبو مشک حتی کہ اس روح کو بعض فرشتے بعضوں سے لیتے ہیں (ہاتھوں ہاتھ لے جاتے ہیں) یہاں تک کہ اس کو آسمان کے دروازہ پر لاتے ہیں پس فرشتے آپس میں کہتے ہیں کیا خوب ہے یہ خوشبو جو زمین سے تمہارے پاس آئی ہے پھر اس کو ارواح مؤمنین کے پاس لاتے ہیں (یعنی علیین میں جہاں ان کی ارواحیں رہتی ہیں یا جنت میں) پس وہ روحیں بہت خوش ہوتی ہیں اس روح کے آنے کی وجہ سے جیسا کہ تم خوش ہوتے ہو جبکہ تمہارے پاس اپنا غائب شخص آتا ہے پھر مؤمنین کی ارواحیں اس روح سے پوچھتی ہیں کہ کیا کیا فلانے نے کیا کیا فلانے نے (یعنی فلانے فلانے آدمیوں کا کیا حال ہے جن کو ہم دنیا میں چھوڑ کر آئے ہیں) پھر ارواحیں آپس میں کہتی ہیں چھوڑ دو اس کو اس لئے کہ یہ دنیا کے غم میں تھی (یعنی جب راحت پائے گی تب پوچھنا) پھر یہ روح کہتی ہے کہ کیا فلاں شخص تمہارے پاس نہیں آیا وہ تو مر گیا پھر وہ کہتی ہیں وہ تو ہمارے پاس نہیں آیا اس کو اس کے اصل ٹھکانے دوزخ کی طرف لے جا کر اس میں ڈال دیا گیا ہوگا اور جب کافر کو موت آتی ہے تو اس کے پاس فرشتے عذاب کے ٹاٹ لے کر آتے ہیں پھر فرشتے کافر کی روح کو کہتے ہیں نکل تو اللہ بزرگ و برتر کے عذاب کی طرف اس حالت میں کہ تو اللہ سے ناخوش تھی اور اللہ بھی تجھ سے ناخوش، پس اس کی روح نہایت بدبودار مردار کی طرح نکلتی ہے یہاں تک کہ فرشتے اس کو آسمان دنیا کے دروازہ پر لے جاتے ہیں فرشتے کہتے ہیں کہ یہ کتنی بدبودار ہے یہاں تک کہ اس کو ارواح کفار کی جگہ میں یعنی سجین میں ڈالدیا جاتا ہے۔

فیمن احب لقاء اللہ

جو شخص اللہ کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے اس کے بارے میں جو معاملہ ہوتا ہے اس کا بیان

اخبرنا هناد عن ابی الزبید وهو عبثر بن القاسم عن مطرف عن عامر عن شريح بن هانی عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم من احب لقاء الله احب الله لقاء ه ومن كره لقاء الله كره الله لقاء ه قال شريح فاتيت عائشة فقلت يا ام المؤمنين سمعت اباهريرة يذ كر عن رسول الله صلی الله عليه وسلم حديثا ان كان كذالك فقد هلكنا قالت وماذاك قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم من احب لقاء الله احب الله لقاء ه ومن كره لقاء الله كره الله لقاء ه ولكن ليس منا احد الا وهو يكره الموت قالت قد قاله رسول الله صلی الله عليه وسلم وليس بالذی تذهب اليه ولكن اذا طمح البصر وحشرج الصدر واقشعر الجلد فعندذلك من احب لقاء الله احب الله لقاء ه ومن كره لقاء الله كره الله لقاء ه.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے او جو اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ راوی حدیث شریح بن ہانی کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پہنچا اور عرض کیا اے امّ المؤمنین میں نے ابوہریرہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ ایک حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اگر معاملہ ایسا ہی ہے تو پھر ہم ہلاک ہو گئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا وہ کیا حدیث ہے شریح نے کہا یہ حدیث ہے "قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من احب لقاء اللّٰہ الخ" حال آنکہ ہم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں جو موت سے نفرت نہ کرتا ہو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا بیشک یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی مگر اس کا مطلب جو تم نے سمجھا ویسا نہیں بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ جب نگاہ اٹھتی ہے اور جان کنی کے وقت سینے سے آواز نکلتی ہے اور بال کھڑے ہوتے ہیں تو اس وقت یہ معاملہ ہوگا کہ جو شخص اللہ کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے اور جو اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔

تشریح: اللہ تعالیٰ کی ملاقات موت کے بعد ہی ہو سکتی ہے اس سے پہلے ممکن ہی نہیں حدیث باب میں اسی کا ذکر ہے اسی لئے تو کہا گیا ہے "الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب" اب اگر الفاظ حدیث کو اپنے اطلاق اور عموم کے معنی میں رکھیں تو پھر ملاقات کا معاملہ بڑا مشکل ہے کیوں کہ ہر شخص موت سے گھبراتا ہے اور بالطبع اس سے کراہت اور نفرت کرتا ہے اسی کے پیش نظر حضرت شریح کو اپنی ہلاکت کا خطرہ ہو گیا چنانچہ وہ خود فرماتے ہیں کہ ہم میں سے ہر شخص کو اپنی طبیعت کے اعتبار سے موت مبغوض ہے تو پھر دیدار الٰہی کیسے ہو سکتا ہے ہم تو ہلاک ہو گئے بہر حال الفاظ حدیث کے عموم کی بنا پر انہوں نے اپنی سوجھ بوجھ کے مطابق اس کا جو مطلب سمجھا ہے اس سے ان کو صحت حدیث میں تردد ہو گیا حتیٰ کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پہنچے اور ان سے یہ حدیث بیان کی اس کے جواب میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حدیث تو بیشک صحیح ہے لیکن اس کا مطلب جو تم نے اپنے مذاق کے مطابق سمجھا ہے وہ درست نہیں بلکہ حدیث پر گہری نظر ڈالنے سے جو بات واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کا مصداق و محل حالت احتضار ہے یعنی قریب الموت کا وقت جبکہ مؤمن کو فلاح و بہبود کی بشارت دی جاتی ہے اور کافر کو عذاب کی تب یہ بات ہوگی جو حدیث میں فرمائی گئی ہے "کذا فی حاشیۃ النسائی مع زیادۃ من الجامع"

اخبرنا الحارث بن مسکین قراء ۃ علیہ وانا اسمع عن ابن القاسم حدثنی مالك ح واخبرنا قتیبۃ قال حدثنا المغیرۃ عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال اللّٰہ تعالٰی اذا احب عبدی لقائی احببت لقاء ہ واذا کرہ لقائی کرھت لقاء ہ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب میرا بندہ میری ملاقات کو پسند کرتا ہے میں بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہوں اور جب میری ملاقات کو ناپسند کرتا ہے میں بھی اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہوں۔

اخبرنا محمد بن المثنی قال حدثنا محمد قال حدثنا شعبۃ عن قتادۃ قال سمعت انساً یحدث عن عبادۃ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال من احب لقاء اللّٰہ احب اللّٰہ لقاء ہ من کرہ لقاء اللّٰہ کرہ اللّٰہ لقاء ہ.

حضرت عبادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ بھی اس کی

ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔

اخبرنا ابو الاشعث قال حدثنا المعتمر قال سمعت ابی یحدث عن قتادة عن انس بن مالك عن عبادة بن الصامت قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من احب لقاء اللّٰه احب اللّٰه لقاء ه ومن کره لقاء اللّٰه کره اللّٰه لقاء ه.

حضرت عبادة بن صامت سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کی ملاقات کا مشتاق ہوتا ہے اللہ بھی اس کی ملاقات کا مشتاق ہوتا ہے اور جو اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا عبد الاعلٰی قال حدثنا سعید ح واخبرنا حمیدبن مسعدة عن خالد بن الحارث قال حدثنا سعید عن قتادة عن زرارة عن سعد بن هشام عن عائشة ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال من احب لقاء اللّٰه احب اللّٰه لقاء ه ومن کره لقاء اللّٰه کره اللّٰه لقاء ه زاد عمرو فی حدیثه فقیل یارسول اللّٰه کراهیة لقاء اللّٰه کراهیة الموت کلنا نکره الموت قال ذاك عند موته اذا بشر برحمة اللّٰه ومغفرته احب لقاء اللّٰه واحب اللّٰه لقائه واذا بشر بعذاب اللّٰه کره لقاء اللّٰه وکره اللّٰه لقاء ه.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے اللہ بھی اس کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے اور جو اللہ کی ملاقات کو ناخوش رکھتا ہے اللہ بھی اس کی ملاقات کو ناخوش رکھتا ہے عمرو بن علی نے اپنی حدیث میں اتنا زائد بیان کیا ہے کہ کسی نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ملاقات الٰہی کی کراہت موت کی کراہت سے ہوتی ہے کیوں کہ ہم موت کو ناپسند کرتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا یہ بات نہیں بلکہ وہ ہر شخص کی موت کے وقت ہوتا ہے جب رحمت الٰہی اور اس کی مغفرت کی بشارت دی جاتی ہے تو بندہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے اور اللہ بھی اس کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے اور جب عذاب الٰہی کی خبر دی جاتی ہے تو بندہ ملاقات الٰہی کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔

تشریح: ملاقات الٰہی اور چیز ہے موت اور چیز ہے موت وسیلہ ہے ملاقات الٰہی کا موت سے بالطبع ہر شخص کو کراہت ہوتی ہے اس سے ارشاد مذکور "من احب لقاء اللّٰه الخ" وابستہ نہیں بلکہ وہ قریب المرگ کے وقت سے متعلق ہے نہ کہ اس سے پہلے کی حالت سے چنانچہ عمرو بن علی کی روایت میں کسی صحابی کے سوال پر اس کی وضاحت حضور ﷺ نے خود ہی فرمادی جس سے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اضطراب دور ہوگیا۔

تقبیل المیت

میت کو بوسہ دینا

اخبرنا احمد بن عمرو قال اخبرنا ابن وهب قال اخبرنی یونس عن ابن شهاب عن عروة عن عائشة

ان ابابکر قبل بین عینی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وھو میت.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا حالانکہ آپ وفات پا چکے تھے۔

اخبرنا یعقوب بن ابراھیم ومحمد بن المثنی قالا حدثنا یحیٰی عن سفیان قال حدثنی موسٰی بن ابی عائشۃ عن عبیداللّٰہ بن عبد اللّٰہ عن ابن عباس وعن عائشۃ ان ابابکر قبل النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وھو میت.

حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیا حالانکہ آپ میت تھے۔

اخبرنا سوید قال حدثنا عبد اللّٰہ قال قال معمر ویونس قال الزھری واخبرنی ابوسلمۃ ان عائشۃ اخبرتہ ان ابابکرا قبل علی فرس من مسکنہ بالسنح حتی نزل فدخل المسجد فلم یکلم الناس حتی دخل علی عائشۃ ورسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مسجی ببرد حبرۃ فکشف عن وجھہ ثم اکب علیہ فقبلہ فبکی ثم قال بابی انت واللّٰہ لا یجمع اللّٰہ علیک موتتین ابدا اما الموتہ التی کتبت علیک فقد متھا.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے گھر سے آئے ان کا گھر سخ میں تھا (یہ عوالی مدینہ میں ایک جگہ کا نام ہے) اپنے گھوڑے سے اترے اور مسجد میں داخل ہوئے لوگوں سے کوئی بات نہیں کی یہاں تک کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک یمنی چادر ڈالدی گئی (وفات کے بعد) حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر سے چادر ہٹائی پھر جھک کر آپ کو بوسہ دیا اور روئے پھر فرمایا میرے ماں باپ آپ پر قربان قسم خدا کی اللہ تعالیٰ آپ پر کبھی دو موت کو جمع نہیں کرے گا جو موت آپ کے لئے لکھ دی گئی وہ آپ کو ہو چکی ہے۔

تشریح: حدیث مذکور سے معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد دفن سے پہلے مسلمان کو بوسہ دینا درست ہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے قول "واللّٰہ لا یجمع اللّٰہ الخ" سے حضرت عمر پر رد کیا ہے وہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر اٹھائے گا اور آپ لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیں گے جیسا کہ اس کا ذکر بخاری کتاب المناقب میں ہے حافظ ابن حجرؒ نے کہا کہ پیغمبر اپنی قبر میں زندہ ہیں یہی قول اہل سنت کا ہے۔

تسجیۃ المیت

میت کو ڈھانکنے کا بیان

اخبرنی محمد بن منصور قال حدثنا سفیان قال سمعت ابن المنکدر یقول سمعت جابراً یقول جئی

بابی یوم احد وقد مثل به فوضع بین یدی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم وقد سجی بثوب فجعلت ارید ان اکشف عنه فنهانی قومی فامر به النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فرفع فلما رفع سمع صوت باکیة فقال من هذه فقالوا هذه بنت عمر واواخت عمر وقال فلا تبکی اوفلم تبکی مازالت الملائکة تظله باجنحتها حتی رفع.

ابن المنکدر رکہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفرماتے سنا ہے کہ احد کے دن میرے باپ کواس حال میں لایا گیا کہ ان کے ناک کاٹ دیئے گئے ان کورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھا گیا وہ ایک کپڑے میں ڈھکے ہوئے تھے میں نے اسے کھولنا چاہا تو میری قوم نے مجھے روک دیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اٹھانے کا حکم دیا جب اٹھایا گیا تو آپ نے کسی رونے والی عورت کی آواز سنی پوچھا یہ کون ہے لوگوں نے بتایا یہ عمرو کی بیٹی یا عمرو کی بہن ہے آپ نے فرمایا مت رو یا یہ فرمایا تو کیوں روتی ہے فرشتے اپنے بازوؤں سے ان پر سایہ ڈالے رہے یہاں تک کہ اٹھایا گیا۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ یہ جلیل القدر صحابی ہیں کہ فرشتے اپنے پروں سے ان پر سایہ فگن ہیں اس لئے ایسی شخصیت پر رونا نہیں چاہئے بلکہ ان کے بلند مقام کا لحاظ کرتے ہوئے خوش ہونا چاہئے۔

فی البکاء علی المیت

میت پر رونے کے بارے میں جو وارد ہوا اس کا بیان

اخبرنا هناد بن السری قال حدثنا ابو الاحوص عن عطاء بن السائب عن عکرمة عن ابن عباس قال لما حضرت بنت لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم صغیرة فاخذ ها رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فضمها الی صدره ثم وضع یده علیها فقبضت وهی بین یدی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فکبت ام ایمن فقال لها رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یا ام ایمن اتبکین ورسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم عندك فقالت مالی لا ابکی ورسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یبکی فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم انی لیست ابکی ولکنها رحمة ثم قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم المؤمن بخیر علی کل حال ینزع نفسه من بین جنبیه وهو یحمد اللّٰہ عزوجل.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک چھوٹی نواسی کی موت کا وقت آگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پکڑ کر اپنے سینے سے لگایا پھر اپنا ہاتھ اس پر رکھا اور اسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان کی وفات ہوگئی، پس اُمّ ایمن چلا کر رونے لگیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا اے اُمّ ایمن کیا تو رو رہی ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیرے پاس ہیں انہوں نے کہا میں کیوں نہ روں حال آنکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی رو رہے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں چلا کر نہیں رو رہا ہوں میرا رونا (یعنی بلاصوت) رحمت ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مؤمن ہر حال میں سرخ رو رہتا ہے اس کی روح اس کے دونوں پہلو کے درمیان سے نکالی جاتی ہے اور وہ اللہ بزرگ و برتر کی تعریف کرتا

ہے۔

اخبرنا اسحاق بن ابراهیم قال حدثنا عبد الرزاق قال حدثنا معمر عن ثابت عن انس ان فاطمة بکت علی رسول الله صلی الله علیه وسلم حین مات فقالت یا ابتاه من ربه ماادناه یا ابتاه الی جبرئیل ننعاه یا ابتاه جنت الفروس ماواه.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ پر رونے لگیں اے میرے باپ کس چیز نے آپ کو اپنے پروردگار کے قریب پہنچا دیا اے میرے باپ ہم جبرئیل کو موت کی خبر پہنچاتے ہیں جنت الفردوس آپ کا ٹھکانہ ہے۔

اخبرنا عمرو بن یزید قال حدثنا بهز بن اسد قال حدثنا شعبة عن محمد بن المنکدر عن جابر ان اباه قتل یوم احد قال فجعلت اکشف عن وجهه وابکی والناس ینهونی ورسول الله صلی الله علیه وسلم لا ینهانی وجعلت عمتی تبکیه فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لاتبکیه مازالت الملائکة تظله باجنحتها حتی رفعتموه.

محمد بن منکدرؒ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد جنگ احد میں شہید ہو گئے وہ کہتے ہیں کہ میں ان کے چہرے سے کپڑا ہٹانے لگا اور رونے لگا اور لوگ مجھے روک رہے تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو منع نہیں کرتے ہیں اور میری پھوپی ان پر رونے لگیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان پر مت رو فرشتے پیہم ان پر اپنے پروں سے سایہ کرتے رہے یہاں تک کہ تم نے ان کو اٹھالیا۔

تشریح: ان روایات سے معلوم ہوا کہ کسی کے مرنے پر بغیر چلانے کے رونا جائز ہے لیکن واویلا کرنے اور چلا کے رونے کی اجازت نہیں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نواسی کی وفات پر حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو رونے سے اس لئے منع فرمایا کہ وہ بلند آواز سے رونے لگی تھیں لیکن چوں کہ اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو بھی ٹپک رہے تھے اس لئے اُمّ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ آپ بھی تو اتنی بلند شان اور معرفت کے باوجود روتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا رونا اس طرح کا نہیں جو ممنوع ہے بلکہ رحمت ہے یعنی نرم دلی اور مہربانی کا اثر ہے جو اللہ جل شانہ نے اپنے بندوں کے قلوب میں رکھی ہے چنانچہ آگے ابوعثمان کی روایت میں آرہا ہے "**هذا رحمة یجعلها الله فی قلوب عباده الخ**" پس تیرے رونے اور میرے رونے کے درمیان فرق ہے کہ اُمّ ایمن تیرا رونا بلند آواز کی وجہ سے مذموم ہے کیوں کہ یہ بے صبری کی علامت ہے اور میرا رونا آنکھوں سے آنسو جاری ہونے کی حد تک ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہے لہٰذا تم اپنی گریہ زاری کو میرے رونے پر قیاس مت کرو۔

اکابرین نے فرمایا کہ کسی رشتہ دار وغیرہ کے مرنے پر غم کرنا اور رونا بغیر نوحہ اور چلانے کے اہل کمال کے نزدیک کامل تر ہے اس شخص کے حال سے کہ جس کا مثلاً کوئی بیٹا مر جائے اور وہ ہنستا ہو عدل یہ ہے کہ ہر صاحب حق کو اس کا حق دے دے۔

النھی عن البکاء علی المیت

میت پر رونے کی ممانعت کا بیان

اخبرنا عتبة بن عبد اللّٰه بن عتبة قال قرأت علی مالك عن عبد اللّٰه ابن عبد اللّٰه بن جابر بن عتیك ان عتیك بن الحارث وھو جد عبد اللّٰه بن عبد اللّٰه ابوامه اخبره ان جابر ابن عتیك اخبره ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم جاء یعود عبد اللّٰه بن ثابت فوجده قد غلب علیه فصاح به فلم یجبه فاستر جع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وقال قد غلبنا علیك ابا الربیع فصحن النساء وبکین فجعل ابن عتیك یسکتھن فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم دعھن فاذا وجبت فلا تبکین باکیة قالوا وما الوجوب یا رسول اللّٰه قال الموت قالت ابنته ان کنت لا رجوان تکون شھید اقد کنت قضیت جھازك قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فان اللّٰه عزوجل قد اوقع اجره علیه علی قدر نیته وما تعد ون الشھادة قالوا القتل فی سبیل اللّٰه قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم الشھادة سبع سوی القتل فی سبیل اللّٰه عزوجل المطعون شھید والمبطون شھید والغریق شھید وصاحب الھدم شھید وصاحب ذات الجنب شھید وصاحب الحرق شھید والمرأة تموت بجمع شھیدة.

حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لائے ان کو اس حال میں پایا کہ ان پر شدت موت کا غلبہ ہوا آپ نے ان کو پکارا انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "انا للّٰه وانا الیه راجعون" پڑھا اور فرمایا ابوالربیع تیری موت کے معاملہ میں ہم پر تقدیر الٰہی غالب آگئی یہی بات سن کر عورتیں چلانے اور رونے لگیں جابر بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو چپ کرانے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو چھوڑ و جب ان کا انتقال ہو جائے تو کوئی رونے والی عورت نہ روو ے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وجوب کا کیا معنی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت عبداللہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی نے کہا کہ میں تو آپ کے شہید ہونے کی امید رکھتی ہوں میں نے آپ کا سامان سفر تیار کر رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ بزرگ و برتر نے جہاد کا ثواب ان کی نیت کے مطابق دے دیا ہے تم شہادت کس کو جانتے ہو صحابہ نے عرض کیا اللہ کی راہ میں مارے جانے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہادت سات قسم کی ہے سوائے مارے جانے اللہ بزرگ و برتر کی راہ میں جو وبا میں مرے شہید ہے جو پیٹ کی بیماری سے مرے شہید ہے اور پانی میں ڈوبا ہوا شہید ہے (یعنی بدون اختیار کے) اور جو دیوار وغیرہ کے نیچے دب کر مرے وہ شہید ہے اور ذات الجنب والا شہید ہے (ذات الجنب ایک بیماری ہے جس سے پھپڑوں میں پانی پڑ جاتا ہے۔ پسلی کا درد) اور آگ میں جل کر مر جائے وہ شہید ہے اور جو عورت ولادت سے مر جائے وہ شہید ہے۔

اخبرنا یونس بن عبد الاعلی قال حدثنا عبد اللّٰه بن وھب قال قال معاویة ابن صالح وحدثنی یحیی بن سعید عن عمرة عن عائشة قالت لما اتی نعی زید بن حارثة وجعفر بن ابی طالب وعبد اللّٰه بن

رواحة جلس رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یعرف فیه الحزن وانا انظر من صیر الباب فجاء ہ رجل فقال ان نسآء جعفر یبکین فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم انطلق فانههن فانطلق ثم جاء فقال قد نهیتهن فابین ان ینتهین فقال انطلق فانههن فانطلق ثم جاء فقال قد نهیتهن فابین ان ینتهین قال فانطلق فاحث فی افواههن التراب فقالت عائشة فقلت ارغم اللّٰہ انف الا بعد انك واللّٰہ ما ترکت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم وما انت بفاعل.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب زید بن حارثہ اور جعفر بن ابی طالب اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی موت کی اطلاع آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں غمگین بیٹھے ہوئے تھے اور میں دروازے کی جھری سے دیکھ رہی ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اس نے عرض کیا کہ جعفر بن ابی طالب کی عورتیں رو رہی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ ان کو منع کرو وہ شخص گیا پھر آیا اور عرض کیا کہ میں نے ان کو منع کیا مگر انہوں نے نہ مانا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ ان کو منع کرو وہ گیا پھر آیا اور عرض کیا کہ میں نے ان کو منع کیا مگر انہوں نے نہ مانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاؤ ان کے منہ میں مٹی ڈال دو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کہا اللہ تعالیٰ خیر سے محروم ہونے والے کی ناک خاک آلود کرے خدا کی قسم تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ چھوڑا یعنی تکلیف پہنچائی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس کام کا تجھ کو حکم کرتے ہیں اسے اچھی طرح بجا نہیں لاتا۔

اخبرنا عبید اللّٰہ بن سعید قال حدثنا یحیٰی عن عبید اللّٰہ عن نافع عن ابن عمر عن عمر عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال المیت یعذب ببکآء اهله علیه.

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔

اخبرنا محمود بن غیلان قال حدثنا ابوداؤد قال اخبرنا شعبة عن عبد اللّٰہ بن صبیح قال سمعت محمد بن سیرین یقول ذکر عند عمران بن الحصین المیت یعذب ببکآء الحی فقال عمران قاله رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم.

عبداللہ بن صبیح سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن سیرین کو فرماتے سنا کہ عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اس کا ذکر آیا کہ میت کو اس کے قبیلے اور گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے تو عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اخبرنا سلیمان بن یوسف قال حدثنا یعقوب بن ابراهیم قال حدثنا ابی عن صالح عن ابن شهاب قال قال سالم سمعت عبداللّٰہ بن عمر یقول قال عمر قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یعذب المیت ببکاء اهله علیه.

ابن شہاب سے روایت ہے وہ کہتے ہیں سالم نے کہا میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ حضرت

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میت کو اس کے گھر والے کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔

تشریح: حقیقی شہید مقتول فی سبیل اللہ ہے باقی شہدا حکمی ہیں یعنی ان کو بھی شہیدوں کا سا ثواب ملتا ہے اور شہداء حکمی کا ذکر احادیث مشہورہ میں بہت آیا ہے جن کو علامہ سیوطیؒ نے اپنے رسالہ ابواب السعادۃ فی اسباب الشہادۃ میں جمع کیا ہے اور اسی سے مرقات، جلد۳ صفحہ ۳۵۹، میں سب کو نقل کیا گیا ہے وہاں ملاحظہ کیجئے، ان شہداء حکمی میں سے سات تو یہی ہیں جو عنوان کے ماتحت کی حدیث میں مذکور ہیں باقی مرقات صفحۂ مذکورہ میں جو دیکھنا چاہے دیکھ لے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں ارشاد نبوی "فاحث فی افواھھن التراب" کے دو معنی ہیں بعض نے کہا کہ یہ اپنی حقیقت پر محمول ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ اگر تم قدرت رکھتے ہو تو ان عورتوں کے منہ میں مٹی ڈال دو جو میت پر چلا کر روتی ہیں اور ظاہر یہی ہے کہ یہ کلام کنایہ ہے اس سے کہ ان عورتوں کو اپنی گریہ وزاری کی حالت میں چھوڑ دو کیوں کہ ان کو نصیحت فائدہ نہیں دیتی ہے۔ (مرقات، مظاہر حق)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ارشاد نبوی "یعذب المیت الخ" کی خبر اس خاص صورت میں ہے کہ مرتے وقت آواز کے ساتھ رونے اور نوحہ کی وصیت کر جائے یا وہ شخص اپنی حیات میں گھر والوں کو بکاء مع الصوت سے منع نہیں کرتا تھا اس کو پسند کرتا تھا۔

النیاحة علی المیت

میت پر نوحہ کرنا

اخبرنا محمد بن عبد الاعلیٰ قال حدثنا خالد قال حدثنا شعبة عن قتادة عن مطرف عن حکیم بن قیس ان قیس ابن عاصم قال لاتنوحوا علیّ فان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لم ینح علیه مختصرا.

قیس بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تم مجھ پر چلا کے نہ رونا کیوں کہ رسول اللہ ﷺ پر نوحہ نہیں کیا گیا۔

اخبرنا اسحاق قال حدثنا عبد الرزاق قال حدثنا معمر عن ثابت عن انس ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم اخذ علی النساء حین بایعھن ان لا ینحن فقلن یا رسول اللّٰہ ان نساء اسعد ننا فی الجاھلیة افنسعدھن فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لا اسعاد فی الاسلام.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے عہد لیا جبکہ آپ نے ان سے بیعت لی کہ نوحہ نہیں کریں گے عورتوں نے عرض کیا یا رسول اللہ دور جاہلیت میں کچھ عورتوں نے نیاحۃ پر ہماری مدد کی تھی تو کیا ہم بھی ان کی مدد کریں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام میں نیاحۃ پر مدد کرنا درست نہیں۔

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا یحییٰ قال حدثنا شعبة قال حدثنا قتادة عن سعید بن المسیب عن

ابن عمر عن عمر قال سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول المیت یعذب فی قبره بالنیاحة علیه.

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میت کو اس کی قبر میں آواز کے ساتھ رونے پیٹنے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔

اخبرنا ابراهیم بن یعقوب قال حدثنا سعیدبن سلیمان قال اخبرنا هشیم قال اخبرنا منصور هو ابن زاذان عن الحسن عن عمران بن حصین قال المیت یعذب بنیاحة اهله علیه فقال له رجل ارایت رجلاً مات بخراسان وناح اهله علیه هٰهنا اکان یعذب بنیا حة اهله علیه قال صدق رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وکذبت انت.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میت کو اس کے گھر والے کے اس پر نوحہ کرنے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے ایک آدمی نے ان سے پوچھا بتلائیے کہ ایک آدمی کا انتقال خراسان میں ہوا اور اس کے گھر والے نے اس پر یہاں نوحہ کیا تو اس کو عذاب دیا جائے گا اس کے گھر والے کے اس پر نوحہ کرنے کی وجہ سے عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا اور تو جھوٹ بولتا ہے۔

اخبرنا محمد بن آدم عن عبدة عن هشام عن ابیه عن ابن عمر قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ان المیت لیعذب ببکآء اهله علیه فذکر ذلك لعائشة فقالت وهل انما مر النبی صلی اللّٰه علیه وسلم بقبر فقال ان صاحب هذا القبر لیعذب وان اهله یبکون علیه ثم قرأت ولا تزروازرة وزر اخری.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردے پر اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے پس اس کا ذکر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ ابن عمر بھول گئے بات صرف اتنی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر کے پاس سے گذرے اسی وقت آپ نے فرمایا کہ اس قبر والے کو عذاب دیا جارہا ہے اور اس کے گھر والے اس پر رو رہے ہیں پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ آیت پڑھی "ولا تزروازرة وزر اخری". کوئی شخص کسی دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

اخبرنا قتیبة عن مالك بن انس عن عبد اللّٰه بن ابی بکر عن ابیه عن عمرة انها اخبرته انها سمعت عائشة وذکر لها ان عبد اللّٰه بن عمر یقول ان المیت لیعذب ببکآء الحی علیه قالت عائشة یغفر اللّٰه لابی عبد الرحمن اماانه لم یکذب ولکن نسی او اخطأ انما مر رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم علی یهودیة یبکٰی علیها فقال انهم لیبکون علیها وانها لتعذب.

عمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنا کہ ان کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا گیا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں مردے پر اس کے خاندان والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابی عبد الرحمٰن کو معاف کرے خبردار انہوں نے جھوٹ نہیں بولا لیکن وہ بھول گئے یا غلطی کر گئے

بات صرف اتنی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک یہودی عورت پر گذرے جس پر رویا جا رہا تھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ اس پر رو رہے ہیں اور وہ عذاب قبر میں گرفتار ہے۔

اخبرنا عبد الجبار بن العلاء بن عبد الجبار عن سفیان قال قصهٔ لنا عمرو بن دنیار قال سمعت ابن ابی ملیکة یقول قال ابن عباس قالت عائشة انما قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ان اللّٰه عزوجل یزید الکافر عذابا ببعض بکآء اهله علیه.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیشک اللہ عزوجل کافر کو اس کے گھر والے کے اس پر رونے سے زیادہ عذاب دیتا ہے۔

اخبرنا سلیمان بن منصور البلخی قال حدثنا عبد الجبار بن الورد سمعت ابن ابی ملیکة یقول لما هلکت ام ابان حضرت مع الناس فجلست بین یدی عبد اللّٰه بن عمروابن عباس فبکین النساء فقال ابن عمر الا تنهی هؤلاء عن البکاء فانی سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول ان المیت لیعذب ببعض بکآء اهله علیه فقال ابن عباس قد کان عمر یقول بعض ذلك خرجت مع عمر حتی اذا کنا بالبیدآء رای رکبا تحت الشجرة فقال انظر من الرکب فذهبت فاذا صهیب واهله فرجعت الیه فقلت یا امیر المؤمنین هذا صهیب واهله فقال علی بصهیب فلما دخلنا المدینة اصیب عمر فجلس صهیب یبکی عنده یقول واخیاه واخیاه فقال عمر یاصهیب لا تبکی فانی سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول ان المیت لیعذب ببعض بکاء اهله علیه قال فذکرت ذلك لعائشة فقالت اما واللّٰه ماتحدثون هذا الحدیث عن کاذبین مکذبین ولکن السمع یخطی وان لکم فی القرآن لما یشفیکم ولا تزروازرة وزراخری ولکن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال ان اللّٰه لیزیدالکافر عذابا ببکآء اهله علیه.

ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں جب اُمّ ابان کا انتقال ہوا تو میں بھی لوگوں کے ساتھ ان کے جنازہ میں حاضر ہوا اور میں عبداللہ بن عمر اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سامنے بیٹھ گیا پس عورتوں نے رونا شروع کر دیا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیا تم ان عورتوں کو رونے سے منع نہیں کرتے ہو کیوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ میت کو اس پر اس کے گھر والے کے رونے سے عذاب دیا جاتا ہے پھر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ایسا ہی کچھ فرماتے تھے (یعنی ان کے نزدیک بھی آواز کے ساتھ رونے سے مردے پر عذاب ہوتا ہے) میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ (مکہ سے) نکلا یہاں تک کہ ہم بیداء میں پہنچے انہوں نے ایک درخت کے تلے قافہ کو دیکھا فرمایا جا کر دیکھ لو کن لوگوں کا قافلہ ہے میں وہاں گیا تو دیکھا صہیب اور ان کے گھر والے ہیں پھر میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس واپس آیا اور عرض کیا کہ امیر المؤمنین یہ صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے گھر والے ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلاؤ الغرض جب ہم مدینہ میں پہنچے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زخمی ہوئے تو صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس بیٹھے ہوئے

رو رہے تھے کہنے لگے ہائے میرا بھائی ہائی میرا بھائی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونا مت کیوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ مردے کو اس پر اس کے گھر والے رونے سے عذاب دیا جاتا ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کی تو انہوں نے فرمایا خبردار خدا کی قسم تم اس حدیث کو دو جھوٹے اور جھٹلائے گئے سے بیان نہیں کرتے ہو لیکن سماعت چوکتی ہے اور قرآن میں تمہارے لئے وہ چیز ہے جو تم کو شفا دیتی ہے یعنی "ولا تزر وازرة وزر اخرى" بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کافر کو اس پر اس کے گھر والے کے رونے سے زیادہ عذاب دیتا ہے۔

تشریح: عنوان کی آخری حدیث جس میں اُمّ ابان کی وفات کا ذکر ہے وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی تھی جس کا انتقال مکہ میں ہوا اس کی نماز جنازہ میں راوی حدیث عبد اللہ بن ابی ملیکہ اور حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہم شریک ہوئے وہاں کیا قصہ پیش آیا راوی حدیث اسی کو نقل کرتے ہیں جو ترجمہ سے ظاہر ہے۔

ایک اختلافی مسئلہ اور اس کا حل:

حضرت عمر اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی رائے یہ تھی کہ مردے پر چاہے مؤمن ہو یا کافر بلند آواز سے رونے اور نوحہ کرنے سے عذاب ہوتا ہے ان کی دلیل یہی حدیث مرفوع ہے "ان الميت ليعذب ببعض ببكاء اهله عليه" یہ مطلق ہے کہ اس میں نہ تو مؤمن کی قید ہے نہ کافر کی لہٰذا سب کو شامل ہے جب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کی تو انہوں نے فرمایا کہ خبردار خدا کی قسم تم یہ حدیث دو جھوٹ بولنے والے اور جھٹلائے گئے سے بیان نہیں کرتے ہو "ولكن السمع يخطى" لیکن سماعت کبھی کبھار غلطی کر جاتی ہے تمہارے لئے قرآن پاک میں وہ بات ہے جو تم کو شفاء دیتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "ولا تزر وازرة وزر اخرى" یعنی کوئی شخص کسی دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، اب آواز کے ساتھ رونا اور نوحہ کرنا اہل میت کا فعل ہے اس کی وجہ سے مؤمن میت پر کیوں عذاب ہوگا، البتہ کافر کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا "ان الله ليزيد الكافر عذابا ببكاء اهله عليه" اس بناء پر وہ فرماتی تھیں کہ ان المیت لیعذب الحدیث کے ناقلین کو وہم ہو گیا اس لئے انہوں نے اس حدیث کا انکار کر دیا اس کا ایک جواب تو یہ دیا گیا ہے کہ جو کچھ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آیت قرآنی سے سمجھا ہے وہ ان کے اپنے اجتہاد پر مبنی ہے جبکہ حضرت عمر اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث مذکور کو محدثین کی ایک جماعت نے صحیح طریقوں اور الفاظ صریحہ کے ساتھ روایت کیا ہے، اب جن ناقلین نے اس کو یاد رکھا ہے انہیں کی نقل حجت ہوگی دوسرے کے مقابلہ میں جنہوں نے یاد نہیں رکھا، اور مثبت نافی پر مقدم ہوتا ہے، اس بناء پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مرفوع راجح ہوگی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ارشاد پر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

امام بخاریؒ کا جواب:

امام بخاریؒ نے آیت قرآنی اور حدیث میں تطبیق دینے کے لئے کتاب الجنائز میں ایک باب باندھا ہے جس کا حاصل یہ

ہے کہ عرب کا دستور یہ تھا کہ وہ نوحہ کرتے تھے بلکہ بعض تو اس کی وصیت بھی کر جاتے تھے اب جن روایات میں رونے پر سخت وعید آئی ہے اس سے وہ رونا مراد ہے جو میت کے ذریعہ سے جاری ہوا ہو اور زور سے رونا اپنی زندگی میں اس کا طریقہ رہا ہو لیکن اگر میت کی اپنی زندگی میں زور سے رونے اور نوحہ کرنے کی عادت نہ تھی بلکہ اس سے منع کرتا تھا مگر اس کے مرنے کے بعد اس کے گھر والے اس پر نوحہ کرے تو یہ آیت قرآنی جس سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے استدلال کیا تھا یعنی "ولا تزروازرة وزراخرى" کا مصداق ومحمل ہے، بعض حضرات نے کہا کہ مراد عذاب سے یہ ہے کہ میت کو اس پر اس گھر والوں کے نوحہ کرنے سے رنج ہوتا ہے جیسا کہ اس کو رنج ہوتا ہے گھر والوں کے اور گناہوں کی اطلاع سے اور خوشی ہوتی ہے اچھے اعمال کی اطلاع سے، اس سے حدیث اور آیت قرآنی میں موافقت ہو جاتی ہے۔ (مرقات، مظاہر حق، حاشیة النسائی)

باب الرخصة فى البكاء على الميت

میت پر رونے کی اجازت کا بیان

اخبرنا على بن حجر قال حدثنا اسماعيل هو ابن جعفر عن محمد بن عمرو بن حلحلة عن محمد بن عمرو بن عطاء ان سلمة بن الازرق قال سمعت اباهريرة قال مات ميت من آل رسول الله صلى الله عليه وسلم فاجتمع النساء يبكين عليه فقام عمر ينهاهن ويطردهن فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم دعهن يا عمر فان العين دامعة والقلب مصاب والعهد قريب.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے ایک مرنے والا مر گیا یعنی حضرت زینب تو عورتیں جمع ہو کر اس پر رونے لگیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے ان کو منع کرتے اور دھتکارتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر ان کو چھوڑ دے اس لئے کہ آنکھیں روتی ہیں اور دل مصیبت زدہ ہے اور مرنے کا وقت قریب ہے۔

تشریح: ظاہر یہی ہے کہ وہ عورتیں بغیر نوحہ کرنے کے کچھ آواز سے روتی ہوں گی تاہم کہیں ایسا نہ ہو کہ اس سے بڑھ کر نوحہ جو شریعت میں ممنوع ہے وہ کرنے لگیں اس لئے ان کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منع کیا ہے لیکن چوں کہ اس طرح کی گریہ وزاری میں کوئی قباحت نہیں اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منع فرمایا اور اس کا عذر بیان کیا کہ "فان العين دامعة الخ" کہ اس وقت رنج وغم کا اظہار کرنا اور آنسو بہانا غیر اختیاری ہوتا ہے اور امر غیر اختیاری میں انسان معذور ہے۔

دعوى الجاهلية

جاہلیت کا سا پکارنا اور ماتم کرنا

اخبرنا على بن خشرم قال حدثنا عيسٰى عن الاعمش ح واخبرنا الحسن بن اسماعيل قال حدثنا فضيل بن عياض عن الاعمش عن عبد الله بن مرة عن مسروق عن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه

وسلم لیس منا من ضرب الخدود وشق الجیوب ودعابدعاء الجاهلیة واللفظ لعلی وقال الحسن بدعوی.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص ہمارے اہل طریقہ میں سے نہیں جو رخسار پیٹے اور گریبان پھاڑے اور پکارے موت وغیرہ کو جیسے اہل جاہلیت پکارتے تھے۔

السلق

چلانا مصیبت کے وقت

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا سلیمان بن حرب قال حدثنا شعبة عن عوف عن خالد الاحدب عن صفوان بن محرز قال اغمی علی ابی موسیٰ فبکوا علیه فقال ابرأ الیکم کما برئ الینا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لیس منا من حلق ولا خرق ولا سلق.

صفوان بن محرز کہتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے ہوش ہوئے تو لوگوں نے ان پر رونا شروع کر دیا ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (ہوش میں آنے کے بعد) فرمایا میں تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیزاری ظاہر فرمائی کہ ہم میں سے نہیں وہ شخص جو (مصیبت کے وقت) سر مونڈے اور کپڑے پھاڑے اور چلائے۔

تشریح: ان روایات سے معلوم ہوا کہ مصیبت اور موت کے وقت رخساروں کا پیٹنا گریبان کا پھاڑنا سر مونڈنا کپڑوں کا پھاڑنا چلانا اور جاہلیت کا سا پکارنا یعنی رونے کے وقت وہ باتیں کہے جو شرعاً حرام ہیں جیسے اہل جاہلیت کہتے تھے مثلاً واویلاہ واثبوریعنی ہلاکت اور موت کو پکارنا تو یہ ساری چیزیں دور جاہلیت میں اکثر عورتیں کرتی تھیں مسلمانوں کو ان سے دور رہنا چاہئے کیوں کہ ان رسومات کے کرنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیزار ہوتے ہیں۔

ضرب الخدود

رخساروں کا پیٹنا

اخبرنا محمد بشار قال حدثنا یحییٰ قال حدثنا سفیان قال حدثنی زبید عن ابراهیم عن مسروق عن عبد اللّٰه ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم لیس منا من ضرب الخدود وشق الجیوب ودعابدعوی الجاهلیة.

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص (مصیبت کے وقت) رخسار پیٹے اور گریبان پھاڑے اور جاہلیت کے طریقہ پر موت وغیرہ کو پکارے وہ ہم میں سے نہیں۔

الحلق

سر مونڈنا

اخبرنا احمد بن عثمان بن حکیم قال حدثنا جعفر بن عون قال اخبرنا ابو عمیس عن ابی صخرة

عن عبد الرحمن بن یزید وابی بردة قالا لما ثقل ابو موسٰی اقبلت امرأته تصیح قالا فافاق فقال الا اخبرك انی بریٔ ممن بریٔ منه رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قالا وکان یحدثها ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال انی بریٔ ممن حلق وخرق وسلق.

عبدالرحمٰن بن یزید اور ابی بردہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ جب ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخت بیماری کی وجہ سے بے ہوش ہوئے تو ان کی بیوی چلا کر رونے لگی پھر ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوش میں آئے تو انہوں نے فرمایا کیا میں تجھ کو اس بات کی خبر نہ دوں کہ بیشک میں اس سے بیزار ہوں جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیزار ہیں ان دونوں راویوں نے کہا کہ ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بیوی سے حدیث بیان کرتے تھے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس سے بیزار ہوں جو (مصیبت کے وقت) سر مونڈے اور کپڑے پھاڑے اور چلا کر روئے۔

شق الجیوب

گریبانوں کا پھاڑنا دور جاہلیت کا فعل ہے

اخبرنا اسحق بن منصور قال حدثنا عبد الرحمن قال حدثنا سفیان عن زبید عن ابراهیم عن مسروق عن عبد اللّٰه عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال لیس منا من ضرب الخدود وشق الجیوب ودعا بدعوی الجاهلیة.

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں جو رخسار پیٹے اور گریبان پھاڑے اور اسی طرح واویلاہ کرے جس طرح اہل جاہلیت کرتے تھے۔

اخبرنا محمد بن المثنی قال اخبرنا محمد قال حدثنا شعبة عن منصور عن ابراهیم عن یزید بن اوس عن ابی موسٰی انه اغمی علیه فبکت ام ولد له فلما افاق قال لها اما بلغك ما قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فسالناها فقالت قال لیس منا من سلق وحلق وخرق.

یزید بن اوس روایت کرتے ہیں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ وہ بیہوش ہوئے تو ان کی اُمّ ولد نے ان پر چلاہٹ شروع کر دی جب حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوش میں آئے تو اس سے کہا کیا تجھ کو وہ بات نہیں پہنچی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی یزید بن اوس کہتے ہیں ہم نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں جو (موت کے وقت) چلائے اور سر مونڈائے اور کپڑے پھاڑے۔

اخبرنا عبدة بن عبد اللّٰه قال حدثنا یحیٰی بن آدم قال حدثنا اسرائیل عن منصور عن ابراهیم عن یزید بن اوس عن ام عبد اللّٰه امرأة ابی موسٰی عن ابی موسٰی قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لیس منا من حلق وسلق وخرق.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو سر مونڈائے اور چلا کر روئے اور

کپڑے پھاڑے وہ ہم میں سے نہیں۔

اخبرنا هناد بن ابی معاویة عن الاعمش عن ابراهیم عن سهم بن منجاب عن القرثع قال لما ثقل ابو موسٰی صاحت امرأته فقال اما علمت ما قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قالت بلی ثم سکتت فقیل لها بعد ذلك ای شئی قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قالت ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لعن من حلق او سلق او خرق.

قرثع سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شدید بیمار ہوئے تو ان کی بیوی چلا اٹھی ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیا تجھ کو معلوم نہیں جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے اس نے کہا جی ہاں معلوم ہے پھر چپ رہی اس کے بعد اس سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا بات فرمائی تھی اس نے کہا کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو (مصیبت کے وقت) سر مونڈائے یا چلائے یا کپڑے پھاڑے۔

الامر بالاحتساب والصبر عند المصیبة

مصیبت کے وقت صبر اور ثواب کی امید رکھنے کا حکم دینا

اخبرنا سوید بن نصر قال حدثنا عبداللّٰه عن عاصم بن سلیمان عن ابی عثمان قال حدثنی اسامة بن زید قال ارسلت بنت النبی صلی اللّٰه علیه وسلم الیه ان ابنا لی قبض فاتنا فارسل یقرأ السلام ویقول ان لله ما اخذ وله مااعطی وکل شئی عند اللّٰه باجل مسمیٍّ فلتصبر ولتحتسب فارسلت الیه تقسیم علیه لیأ تینها فقام ومعه سعد بن عبادة ومعاذ بن جبل وابی بن کعب وزید بن ثابت ورجال فرفع الی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم الصبی ونفسهٗ تتقعقع ففاضت عیناه فقال سعد یا رسول اللّٰه ماهذا قال هذا رحمة یجعلها اللّٰه فی قلوب عباده وانما یرحم اللّٰه من عباده الرحمآء.

ابی عثمان سے روایت ہے وہ کہتے ہیں مجھ سے اسامہ بن زید نے بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کی بیٹی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کسی کے ذریعہ یہ پیغام بھیجا ہے کہ میرا بیٹا قریب الوفات ہے آپ تشریف لائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سلام کہلا بھیجا اور فرمایا کہ اللہ کے واسطے ہے وہ چیز جو اس نے لے لی اور اس کے واسطے ہے وہ چیز جو اس نے دی اور ہر چیز کا اللہ تعالیٰ کے یہاں ایک وقت مقرر ہے (یعنی تیرے بیٹے کی زندگی بھی اتنی مقدر تھی جتنا جیا) اس لئے تجھ کو صبر کرنا چاہئے اور ثواب کی امید رکھنی چاہئے پھر دوبارہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیغام بھیجا کسی کے ذریعہ قسم کھا کر کہہ رہی تھی کہ ضرور تشریف لائے پس آپ کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ سعد بن عبادۃ اور معاذ بن جبل اور ابی بن کعب اور زید بن ثابت ان کے علاوہ اور بھی کچھ لوگ تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس بچے کو یعنی نواسے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں دیا ان کی روح حرکت کر رہی تھی یعنی وہ جان کنی کی حالت میں تھے پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ رحمت ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے قلوب میں رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ

اپنے بندوں میں سے رحمت کرنے والوں پر رحمت کرتا ہے۔

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا شعبة عن ثابت قال سمعت انساً یقول قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الصبر عند الصدمة الاولیٰ.

ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو صبر صدمہ کے شروع میں ہوتا ہے اسی کا اعتبار ہے۔

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا یحییٰ قال حدثنا شعبة قال حدثنا ابوایاس وھو معاویة بن قرة عن ابیه ان رجلا اتی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ومعه ابن له فقال له اتحبه فقال احبك اللّٰہ کما احبه فمات ففقده فسال عنه فقال ما یسرك ان لاتاتی باباً من ابواب الجنة الاوجدته عنده یسعی یفتح لك الباب.

معاویہ بن قرۃ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا حضور ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا کیا تو اس سے محبت کرتا ہے اس نے کہا اللہ تعالیٰ آپ سے محبت کرے جیسا کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں پھر نبی ﷺ نے اس کو (باپ کے ساتھ) نہ پایا حضور ﷺ نے اس کا حال پوچھا (آپ کو بتایا گیا اس کا بیٹا مر گیا) پس حضور ﷺ نے فرمایا کیا تجھ کو خوش نہیں کرتا کہ تو بہشت کے دروازوں سے کسی دروازے پر نہ آوے گا مگر تو اس کو اس کے پاس دوڑتا ہوا پائے گا وہ تیرے واسطے دروازہ کھولے گا۔

تشریح: عنوان کی پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی رشتہ دار وغیرہ کی موت پر آنسو جاری ہونا مذموم نہیں تو پھر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کے آنسو بہانے پر اعتراض کیوں کیا، اس کا جواب میرک نے یہ دیا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ گمان کیا کہ رونے کے تمام اقسام ممنوع ہیں اور حضور ﷺ شاید بھولے سے رو رہے ہوں گے تو حضور ﷺ نے اس کو بتایا کہ آنسو جاری ہونا حرام اور مکروہ نہیں بلکہ وہ رحمت کی علامت ہے اور فضیلت ہے البتہ نوحہ اور گریبان چاک کرنا اور منہ پیٹنا حرام ہے۔ (مرقات: ۸۶/٤، مظاهر حق)

دوسری روایت میں حدیث کے آخری جملہ کے معنی یہ ہیں کہ شریعت کی نظر میں صبر کامل اور پسندیدہ جس پر ثواب کا وعدہ ہے وہی ہوتا ہے کہ ابتدائے مصیبت میں صبر کرے ورنہ کچھ دنوں کے بعد تو خود بخود صبر آ جاتا ہے۔ (قاله الخطابی، زهر الربی، مظاهر حق)

ثواب من صبر واحتسب

جو صبر کرے اور ثواب کی امید رکھے اس کا بدلہ

اخبرنا سوید بن نصر قال حدثنا عبد اللّٰہ قال اخبرنا عمر بن سعید بن ابی حسین ان عمرو بن شعیب کتب الی عبد اللّٰہ ابن عبد الرحمن بن ابی حسین یعزیه بابن له هلك فذکر فی کتابه انه سمع

اباہ یحدث عن جدہ عبد اللّٰہ بن عمرو بن العاص قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان اللّٰہ لا یرضٰی لعبدہ المؤمن اذا ذھب بصفیہ من اھل الارض فصبر واحتسب وقال ما امربہ بثواب دون الجنۃ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اہل دنیا میں سے بندۂ مؤمن کی محبوب چیز فوت ہو جاتی ہے تو وہ اس پر خالص اللہ کے واسطے صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے سوائے بہشت کے کسی اور بدلہ کے ساتھ راضی نہیں ہوتا ہے۔

تشریح: لفظ صفی کے معنی انسان کی پسندیدہ اور محبوب چیز کے ہیں جیسے فرزند یا والد وغیرہ، نہایہ میں لکھا ہے "صفی الرجل الذی یصافیہ الودویخلصہ لہ" یعنی آدمی جس سے بے لوث اور خالص دوستی اور محبت کرتا ہے اسے صفی کہتے ہیں مثلاً فرزند وغیرہ اور ہر شخص اہل دنیا میں سے اپنے فرزند وغیرہ سے زیادہ تعلق اور محبت رکھتا ہے لہٰذا جو اپنے بیٹے وغیرہ کی موت پر اجر وثواب کی امید پر صبر کرے گا اس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا اور بہشت عطاء فرمائے گا۔

ثواب من احتسب ثلثۃ من صلبہ

جو اپنے تین حقیقی فرزندوں کی موت پر احتساب کرے اس کے بدلے کا بیان

اخبرنا احمد بن عمرو بن السرح قال حدثنا ابن وھب حدثنی عمرو قال حدثنی بکیر ابن عبد اللّٰہ عن عمران بن نافع عن حفص بن عبید اللّٰہ عن انس ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال من احتسب ثلثۃ من صلبہ دخل الجنۃ فقامت امرأۃ فقالت اواثنان قال اواثنان قالت المرأۃ یالیتنی قلت واحداً۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے تین حقیقی اولاد کی موت پر امید ثواب رکھتے ہوئے صبر کرے تو وہ جنت میں داخل ہوگا ایک عورت کھڑی ہوئی اور عرض کیا کہ کسی کے دو فرزند مریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تب بھی یہی بشارت ہے اس عورت نے کہا کاش میں ایک کے بارے میں دریافت کرتی۔

من یتوفی لہ ثلثۃ

جس کے تین فرزند مر جائیں

اخبرنا یوسف بن حماد قال حدثنا عبدالوارث عن عبد العزیز عن انس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ما من مسلم یتوفی لہ ثلثۃ من الولد لم یبلغوا الحنث الا ادخلہ اللّٰہ الجنۃ بفضل رحمتہ ایاھم۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مسلمان کے تین فرزند مر جائیں جو حد بلوغ کو نہ پہنچے ہوں اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا اس کی اولاد پر اپنی زیادتی رحمت کے وسیلے سے۔

اخبرنا اسماعیل بن مسعود قال حدثنا بشر بن المفضل عن یونس عن الحسن عن صعصعة بن معاویة قال لقیت اباذرّ قلت حدثنی قال نعم قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ما من مسلمین یموت بینهما ثلٰثة اولاد لم یبلغوا الحنث الاغفر اللّٰه لهما بفضل رحمته ایاهم۔

صعصعہ بن معاویہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا اور عرض کیا مجھ سے کوئی حدیث بیان کیجئے انہوں نے کہا جی ہاں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جن دو مسلمانوں کے تین فرزند مرجائیں جو حد بلوغ تک نہ پہنچے ہوں اللہ تعالیٰ ان دونوں کو بخش دے گا ان کے بچوں پر اپنے فضل وکرم کے وسیلے سے۔

اخبرنا قتیبة بن سعید عن مالك عن ابن شهاب عن سعید عن ابی هریرة ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال لایموت لاحد من المسلمین ثلٰثة من الولد فتمسه النار الا تحلة القسم۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ ہوگا کہ کسی مسلمان کے تین فرزند مرجائے پھر وہ آگ میں داخل ہو مگر قسم کو پورا کرنے کے واسطے۔

اخبرنا محمد بن اسماعیل بن ابراهیم بن علیة وعبد الرحمن بن محمد قالا حدثنا اسحق وهو الازرق عن عوف عن محمد عن ابی هریرة عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال مامن مسلمین یموت بینهما ثلٰثة اولاد لم یبلغوا الحنث الا ادخلهما اللّٰه الجنة بفضل رحمته ایاهم قال یقال لهم ادخلوا الجنة فیقولون حتی یدخل اٰباؤنا فیقال ادخلوا الجنة انتم واٰباؤکم۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں نبی ﷺ سے آپ نے فرمایا کہ جن دو مسلمانوں کے تین اولاد کا انتقال ہوجائے جو حد بلوغ تک نہ پہنچے ہوں اللہ تعالیٰ ان اولاد پر اپنے فضل وکرم کی بدولت ان کے والدین کو جنت میں داخل کرے گا حضور ﷺ نے فرمایا ان بچوں سے کہا جائے گا بہشت میں داخل ہوجاؤ پس وہ عرض کریں گے جب تک ہمارے ماں باپ داخل نہ ہوں گے ہم بھی نہیں جائیں گے پھر کہا جائے گا کہ تم اور تمہارے والدین جنت میں داخل ہوجاؤ۔

تشریح: اس عنوان کے ماتحت کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فضیلت جو اس کے اندر مذکور ہے وہ مسلمان کے نابالغ اولاد کی موت کے ساتھ مخصوص ہے کیوں کہ حدیث میں غیر بالغ کی قید آئی ہے لہٰذا بالغ اولاد مرجانے کی صورت میں یہ فضیلت نہیں کیوں کہ حدیث کا لفظ "بفضل رحمته ایاهم" اس کی مساعدت نہیں کرتا۔ (کذا فی حاشیة النسائی لعلامة السندهی)

تیسری حدیث جو قتیبہ بن سعید سے مروی ہے اس میں آیا ہے "الا تحلة القسم" مطلب اس کا یہ ہے کہ جس مسلمان کے تین فرزند بلوغ سے پہلے مرجائیں وہ دوزخ میں نہیں جائے گا ہاں صرف قسم کو پورا کرنے کے لئے دوزخ میں داخل ہوگا اگرچہ بہت ہی تھوڑی سی ساعت کے لئے کیوں نہ ہو۔

اس قسم کا ذکر اس آیت میں ہے "وان منکم الاواردها الخ" تم میں سے کوئی ایسا نہیں جو دوزخ پر سے نہ گذرے یعنی پل صراط اس پر کھڑا ہوگا اور سب اس پر سے گذریں گے بدکار دکھ اور تکلیف پائیں گے اور نیک کار خیر وعافیت سے گذر جائیں گے تو اس آیت میں جو بات قسم کے ساتھ فرمائی اس کے سچ ہونے کے لئے اس شخص مذکور کا صرف گذر ہی پل صراط پر سے ہوگا

عذاب اس کونہیں ہوگا۔

من قدم ثلثة

جس نے تین بچوں کوآ گے بھیجا

اخبرنا اسحاق قال اخبرنا جرير قال حدثنى طلق بن معاوية وحفص بن غياث قال حدثنى جدى طلق بن معاوية عن ابى زرعة عن ابى هريرة قال جآء ت امرأة الى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم بابن لها يشتكى فقالت يا رسول اللّٰه اخاف عليه وقد قدمت ثلثة فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لقد احتظرت بحظارٍ شديد من النار.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی وہ بیٹا بیمار تھا اس نے کہا یا رسول اللہ مجھے تو اس کی موت کا اندیشہ ہے حالانکہ میں تین فرزند آگے بھیج چکی ہوں اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے دوزخ سے بچاؤ کے لئے مضبوط حائل بنالیا۔

مطلب یہ ہے کہ تیرے تین معصوم بچے جو مر گئے ہیں وہ مضبوط باڑے کی طرح ہیں جو تجھے دوزخ سے بچالیں گے۔

باب النعى

موت کی خبر دینے کا بیان

اخبرنا اسحاق قال حدثنا سليمان بن حرب قال حدثنا حماد بن زيد عن ايوب عن حميد بن هلال عن انس ان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم نعٰى زيداً وجعفراً قبل ان يجئ خبرهم فنعاهم وعيناه تذرفان.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ اور حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی موت کی خبر پہنچائی اس سے پہلے کہ اب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کے مرنے کی اطلاع نہیں پہنچی اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے۔

اخبرنا ابوداؤد قال حدثنا يعقوب قال حدثنا ابى عن صالح عن ابن شهاب قال حدثنى ابوسلمة وابن المسيب ان اباهريرة اخبرهما ان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم نعى لهم النجاشى صاحب الحبشة اليوم الذى مات فيه وقال استغفروا لاخيكم.

ابوسلمہ اور ابن المسیب کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشہ کے حکمران نجاشی کی موت کی خبر لوگوں کو پہنچائی جس دن ان کا انتقال ہوا اور فرمایا کہ تم اپنے بھائی کے واسطے مغفرت کی دعاء کرو۔

اخبرنا عبيداللّٰه بن فضالة ابن ابراهيم قال حدثنا ابى قال سعيد حدثنى ربيعة بن سيف المعافرى

عن ابی عبد الرحمن الحبلی عن عبد اللّٰہ بن عمرو قال بینما نحن نسیر مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم اذا بصر بامرأة لاتظن انه عرفها فلماتوسط الطریق وقف حتی انتهت الیه فاذا فاطمة بنت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال لها مااخرجك من بیتك یافاطمة قالت اتیت هل هذا المیت فترحمت الیهم وعزیتهم بمیتهم قال لعلك بلغت معهم الکدٰی قالت معاذ اللّٰہ ان اکون بلغتها وقد سمعتك تذکر فی ذلك ماتذکر فقال لها لوبلغتها معهم مارایت الجنة حتی یراها جد ابیك قال ابو عبدالرحمن ربیعة ضعیف.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہے تھے اچانک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ ایک عورت پر پڑی وہ عورت یہ گمان نہیں کرتی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو پہچان لیا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم راستے کے بیچ میں پہنچے ٹھہر گئے حتیٰ کہ وہ عورت آپ کے پاس پہنچ گئی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا فاطمہ تجھے کس چیز نے اپنے گھر سے نکالا بولی میں اس میت کے گھر والے کے پاس گئی تھی میں نے ان کی میت کے لئے یہ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ تماری میت پر رحم کرے اور ان کو تسلی دی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید کہ تو ان کے جنازہ کے ساتھ قبرستان میں گئی تھی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا خدا کی پناہ کہ میں قبرستان میں جاؤں حالانکہ میں نے آپ سے عورتوں کے وہاں جانے کے بارے میں وہ باتیں سنیں جو آپ بیان کرتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو ان کے ساتھ مقابر میں جاتی تو اس وقت تک بہشت نہ دیکھتی جب تک کہ تیرے باپ کا دادا اس کو نہ دیکھ لے۔

تشریح: عنوان کے ماتحت کی روایت سے معلوم ہوا کہ کسی کے مرنے کی خبر دینا جائز ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ اور حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی وفات کی خبر لوگوں کو پہنچائی البتہ ممانعت اس خبر موت کی ہے جس کا رواج دور جاہلیت مین تھا کہ کسی مردے کے افعال وغیرہ پر فخر کیا جائے۔ (قاله علامة السندھی")

دوسری روایت سے بھی کسی کی موت کی خبر دینے کا جواز معلوم ہوتا ہے کہ جس دن نجاشی کی وفات ہوئی اسی دن ان کی وفات کی اطلاع حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو دی اور فرمایا کہ اپنے بھائی کے واسطے استغفار کرو، نجاشی حبشہ کے بادشاہ کا لقب ہے نام ان کا اصحمہ تھا شروع میں دین نصاری پر تھا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا۔

تیسری روایت سے معلوم ہوا کہ تعزیت جائز ہے اور اس کے لئے عورتوں کا نکلنا بھی جائز ہے اس حدیث کے ظاہر الفاظ "لو بلغتها معهم الخ" سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی عورت جنازہ کے ساتھ مقابر تک جاوے تو اس کا یہ عمل خلود فی النار کا موجب ہوگا حالانکہ یہ بات قواعد اہل سنت کے خلاف ہے بہت سے بہت اس عورت کا یہ فعل گناہ کبیرہ ہوگا اور کوئی گناہ سوائے شرک کے باعث خلود فی النار نہیں ہوتا یہی مسلک اہل سنت کا ہے لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لخت جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حق میں جو کلام فرمایا یعنی "لو بلغتها معهم الخ" وہ تہدید وتشدید پر محمول ہے۔ (ملخصاً من حاشیة النسائی لعلامة السیوطی" والسندھی")

غسل الميت بالماء والسدر

بیری کے پتوں سے پانی کو جوش دے کر اس سے میت کو نہلانے کا بیان

اخبرنا قتيبة عن مالك عن ايوب عن محمد بن سيرين ان ام عطية الانصارية قالت دخل علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم حين توفيت ابنته فقال اغسلنها ثلثاا وخمساً او اكثر من ذلك ان رأيتن ذلك بمآء وسدر واجعلن في الآخرة كافوراً اوشيئا من كافور فاذا فرغتن فأذنني فلما فرغنا اذنّاه فاعطانا حقوه فقال اشعرنها اياه.

محمد بن سیرینؒ سے روایت ہے کہ اُمّ عطیہ انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ آپ کی صاحبزادی کی وفات ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو تین بار یا پانچ بار یا اس سے زیادہ اگر تم یہ مناسب سمجھو بیری کے پتوں سے جوش دیا گیا پانی کے ساتھ غسل دیا کرو اور آخری بار میں کافور ڈالو یا کچھ کافور سے پھر جب تم فارغ ہو تو مجھ کو اطلاع کرو جب ہم فارغ ہوئے تو ہم نے آپ کو اطلاع کر دی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تہ بند ہم کو دیا اور فرمایا اس کو ان کے بدن پر لپیٹ دو۔

تشریح: اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں ایک تو یہ کہ غسل میت میں کوئی تحدید نہیں بلکہ مقصود پاکی وصفائی ہے البتہ طاق عدد کی رعایت مستحب ہے دوسرے جس پانی کو بیری کے پتوں سے جوش دیا جائے اس سے میت کو نہلا وے اس سے میل کچیل دور ہو جاتا ہے اور خوب پاکی وصفائی ہوتی ہے اور آخری بار کے غسل میں کافور پانی میں ملاوے، ابوداؤد شریف میں ابن سیرینؒ سے منقول ہے کہ انہوں نے غسل میت اُمّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سیکھا تھا وہ بیری کے پتوں سے دوبار نہلاتی تھی اور تیسری بار کافور کے پانی سے یہاں پر یہ مسئلہ یاد رکھیں کہ اگر پہلے غسل میں پاک وصاف ہو جائے تو تین بار نہلانا مستحب ہے ضروری نہیں تیسری بات اس حدیث سے یہ معلوم ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تہبند غسل دینے والی عورتوں کو دے دیا اور فرمایا کہ یہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بدن پر لپیٹ دو یعنی کفن کے نیچے رکھ دو کہ بدن سے لگا رہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تہبند صاحبزادی کے لئے عنایت کیا تا کہ اس کی برکت ان کو حاصل ہو اس سے معلوم ہو کہ آثار صالحین کے ساتھ تبرک مشروع ہے۔ (كذافي حاشية النسائي، ومظاهر حق)

غسل الميت بالحميم

گرم پانی سے میت کو نہلانا

اخبرنا قتيبة بن سعيد حدثنا الليث عن يزيد بن ابي حبيب عن ابي الحسن مولى ام قيس بنت محصن عن ام قيس قالت توفي ابني فجزعت عليه فقلت للذي يغسله لاتغسل ابني بالماء البارد فتقتله فانطلق عكاشة بن محصن الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فاخبره بقولها فتبسم ثم قال ما قالت طال عمرها فلا نعلم امرأة عمرت ما عمرت.

ام قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ میرا بیٹا مر گیا اس لئے میں گھبرا گئی میں نے اس شخص سے کہا جو غسل دے رہا تھا کہ ٹھنڈے پانی سے میرے بیٹے کو غسل نہ دو تم اس کو مار ڈالو گے پھر عکاشہ ابن محصن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور اپنی بہن کی بات سنائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے پھر فرمایا کہ اُمّ قیس نے کیا عجیب بات کہی اس کی عمر دراز ہو راوی حدیث کہتے ہیں ہمیں معلوم نہیں کہ کوئی عورت اتنی لمبی عمر پائی ہو جتنی اُمّ قیس نے پائی۔

تشریح: اس روایت سے معلوم ہوا کہ گرم پانی سے مردے کو غسل دینا جائز ہے دلیل اس کی یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّ قیس کے قول "لاتغسل ابنی بالماء البارد" پر نکیر نہیں فرمائی جس سے جواز معلوم ہوا دوسری بات یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے بڑی لمبی زندگی جو اُمّ قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ملی ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔(قاله علامة السندهی")

نقض راس الميت

میت کے سر کے بالوں کا کھولنا

اخبرنا يوسف ابن سعيد قال حدثناحجاج عن ابن جريج قال ايوب وسمعت حفصة تقول حدثتنا ام عطية انهن جعلن رأس بنت النبى صلى الله عليه وسلم ثلثة قرون قلت نقضنه وجعلنه ثلثة قرون قالت نعم.

حفصہ بنت سیرین کہتی ہیں کہ ہم سے اُمّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کو نہلانے والی عورتوں نے ان کے سر کے بالوں کی تین چوٹیاں کر دیں میں نے پوچھا کیا ان عورتوں نے ان کے سر کے بالوں کو کھول کر ان کی تین لٹیں کر دیں اُمّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا جی ہاں۔

ميامن الميت ومواضع الوضوء منه

میت کی داہنی طرف سے اور اس کے اعضاء وضوء سے غسل شروع کرنا

اخبرنا عمرو بن منصور قال حدثنا احمد ابن محمد بن حنبل قال حدثنا اسماعيل عن خالد عن حفصة عن ام عطية ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فى غسل ابنته ابدأن بميامنها ومواضع الوضوء منها.

حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غسل میں نہلانے والی عورتوں سے فرمایا کہ ان کی داہنی طرف سے اور اعضاء وضوء سے غسل شروع کرو۔

غسل الميت وترا

میت کو طاق غسل دینا

اخبرنا عمرو بن على قال حدثنا يحيى قال حدثنا هشام قال حدثتنا حفصة عن ام عطية قالت

ماتت احدی بنات النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فارسل الینا فقال اغسلنها بمآء وسدر واغسلنها وتراً ثلٰثا اوخمساً اوسبعاً ان رأیتن ذلك واجعلن فی الأخرة شیئا من کافور فاذا فرغتن فاذننی فلما فرغنا اذناه فالقی الینا حقوه وقال اشعرنها ایاه ومشطنا ها ثلٰثة قرون والقیناها من خلفها.

ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کی صاحبزادیوں میں سے ایک صاحبزادی کا انتقال ہوا حضور ﷺ نے کسی کے ذریعہ ہم کو بلایا اور فرمایا اس کو پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ غسل دو اور اس کو طاق غسل دو تین بار یا پانچ بار یا سات بار اگر تم مناسب خیال کرو اور آخری بار کے غسل میں کچھ کافور پانی میں ڈالدو پھر جب غسل سے فارغ ہوجاؤ تو مجھ کو اس کی اطلاع دو اُمّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں جب ہم فارغ ہوئے غسل سے تو ہم نے آپ کو اطلاع کردی تو آپ ﷺ نے اپنا تہبند ہماری طرف پھینک دیا اور فرمایا اس کو صاحبزادی کے بدن پر رکھ دو اور ہم نے کنگھی سے اس کے بالوں کو کھول کر ان کی تین لٹیں کردیں اور ان کو اس کے پیچھے کی طرف ڈال دیا۔

غسل المیت اکثر من خمس

میت کو پانچ بار سے زیادہ نہلانا

اخبرنا اسماعیل بن مسعودعن یزید قال حدثنا ایوب عن محمد بن سیرین عن ام عطیة قالت دخل علینا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ونحن نغسل ابنته فقال اغسلنها ثلٰثا اوخمساً او اکثر من ذلك ان رأیتن ذلك بمآء وسدر واجعلن فی الآخرة کافوراً اوشیئاً من کافور فاذا فرغتن فاذننی فلما فرغنا اذناه فالقی الینا حقوه وقال اشعر نها ایاه.

ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم آپ کی بیٹی کو غسل دے رہے تھے آپ نے فرمایا اس کو غسل دو تین بار یا پانچ بار یا اس سے زیادہ اگر تم بہتر خیال کرو پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ اور آخری بار میں کافور یا کچھ کافور سے ملادو یعنی پانی میں پھر جب نہلا چکو تو مجھے مطلع کرو پس جب ہم فارغ ہوئے تو ہم نے حضور ﷺ کو اطلاع کردی آپ نے اپنا تہبند ہماری طرف ڈالدیا اور فرمایا اس کو اس کے بدن پر لپیٹ دو۔

غسل المیت اکثر من سبعة

میت کو سات بار سے زیادہ نہلانا

اخبرنا قتیبة حدثنا حماد حدثنا ایوب عن محمد عن ام عطیة قالت توفیت احدی بنات النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فارسل الینا فقال اغسلنها ثلٰثا اوخمساً او اکثر من ذلك ان رأیتن ذلك بمآء وسدر واجعلن فی الاخرة کافوراً اوشیئاً من کافور فاذا فرغتن فأذننی فلما فرغنا اٰذناه فالقی الینا حقوه وقال اشعر نها ایاه.

ام عطیہ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ نبی ﷺ کی صاحبزادیوں میں سے ایک صاحبزادی کی وفات ہوئی پس آپ نے ہمارے پاس پیغام بھیجا کہ فرمایا اس کو تین بار یا پانچ بار یا اس سے زیادہ غسل دو اگر تم اس کو بہتر سمجھو پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ اور آخری بار میں کافور یا کچھ کافور سے (پانی میں) ڈالدو اور جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع کی جیو جب ہم فارغ ہوئے تو اس کی خبر حضور ﷺ کو دی تو حضور ﷺ نے اپنا تہبند ہماری طرف ڈالدیا اور فرمایا اس کپڑے کو اس کے بدن پر لپیٹ دو۔

اخبرنا قتیبة قال حدثنا حماد عن ایوب عن حفصة عن ام عطیة نحوہ غیر انه قال ثلثا اوخمساً او سبعاً او اکثر من ذلك ان رأیتن ذلك.

ایوبؒ نے بھی بواسطہ حفصہ اُمّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے محمدؒ کی طرح روایت کی ہے مگر انہوں نے اپنی روایت میں کہا کہ تین بار یا پانچ بار یا سات بار یا اس سے زیادہ غسل دو اگر تم اس کو مناسب سمجھو۔

اخبرنا اسماعیل بن مسعود قال حدثنا بشر عن سلمة بن علقمة عن محمد عن بعض اخوته عن ام عطیة قالت توفیت ابنة لرسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فامرنا بغسلها فقال اغسلنها ثلثا اوخمسا اوسبعا او اکثر من ذلك ان رأیتنه قلت وترا قال نعم واجعلن فی الآخرة کافوراً اوشیئا من کافور فاذا فرغتن فأذنني فلما فرغنا اذناه فاعطانا حقوہ فقال اشعرنها ایاہ.

ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک بیٹی کی وفات ہوئی آپ نے ہمیں اس کو غسل دینے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اس کو نہلاؤ تین بار یا پانچ بار یا سات بار یا اس سے زیادہ اگر تم اس کو مناسب جانو میں نے پوچھا طاق غسل حضور ﷺ نے فرمایا ہاں اور آخری بار میں کافور یا کافور سے کچھ (پانی میں) ملادو پھر جب تم نہلا چکو تو مجھے اس کی خبر دینا پس جب ہم فارغ ہوئے تو حضور ﷺ کو اطلاع کردی آپ نے اپنا تہہ بند ہمیں دے دیا اور فرمایا اس کو اس کے بدن پر لپیٹ دو۔

الکافور فی غسل المیت

میت کے غسل میں کافور ملانے کا بیان

اخبرنا عمرو بن زرارة قال حدثنا اسماعیل عن ایوب عن محمد عن ام عطیة قالت اتانا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ونحن نغسل ابنته فقال اغسلنها ثلثاً او خمساً او اکثر من ذلك ان رأیتن ذلك بمآء وسدر واجعلن فی الأخرة کافوراً او شیئا من کافور فاذا فرغتن فأذنني فلما فرغنا اذناه فالقی الینا حقوہ وقال اشعرنها ایاہ قال اوقالت حفصة اغسلنها ثلثا اوخمساً اوسبعاً قال وقالت ام عطیة مشطناها ثلثة قرون.

ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم آپ کی

صاحبزادی کو غسل دے رہے تھے حضور ﷺ نے فرمایا اس کو غسل دو تین بار یا پانچ بار یا اس سے زیادہ اگر تم اس کو مناسب جانو پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ اور آخری بار میں کافور یا کچھ کافور سے (پانی میں) ڈالدو پھر جب تم غسل سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے اس کی خبر دیجیو تو جب ہم نہلا چکے حضور ﷺ کو اطلاع دی آپ نے اپنا تہبند ہم کو دیا اور فرمایا اس کو اس کے بدن پر لپیٹ دو۔ محمد بن سیرین یا حفصہ کہتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کو تین بار یا پانچ بار یا سات بار غسل دو محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ اُمّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا ہم نے اس کے بالوں کو کنگھی سے کھول کر ان کی تین چوٹیاں کر دیں۔

اخبرنا محمد بن منصور قال حدثنا سفیان قال حدثنا ایوب عن محمد قال اخبرتنی حفصة عن ام عطیة قالت وجعلنا رأسها ثلثة قرون.

اُمّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ ہم نے اس کے سر کے بالوں کو تین حصے کر دیئے۔

اخبرنا قتیبة بن سعید قال حدثنا حماد عن ایوب وقالت حفصه عن ام عطیة وجعلنا رأسها ثلثة قرون:

اُمّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے اس کے سر کے بالوں کو تین حصے کر دیئے۔

تشریح: امام شافعیؒ نے فرمایا کہ کنگھی کر کے تین پٹیاں کی جائیں اور عورت کی پشت پر چھوڑ دی جائیں ان کا استدلال حدیث باب سے ہے کہ غسل دینے والی عورتوں نے حضور ﷺ کی صاحبزادی کے ساتھ ایسا ہی کیا تھا اور بظاہر یہ حضور ﷺ کے ارشاد کی روشنی میں کیا ہوگا، حنفیہ کا قول یہ ہے کہ اس کے بال دو لٹیں کر کے اس کے سینہ پر رکھ دیئے جائیں اور اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ حضور ﷺ کا ارشاد ہونا معلوم نہیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا "علام تنصون میتکم" تم کس خیال پر اپنے مردے کی پیشانی پکڑ کر کھینچتے ہو یہ اس وقت فرمایا جب کہ کچھ لوگ اپنی مردہ عورت کو کنگھی کرتے تھے۔ (رواه عبد الرزاق باسناد صحیح) نیز یہ چیزیں کنگھی وغیرہ کرنا زینت کے لئے ہوتی ہیں اور میت زینت سے مستغنی ہے۔

الاشعار

کپڑے کو بدن پر لپیٹ دینا

اخبرنا یوسف بن سعید قال حدثنا حجاج عن ابن جریج قال اخبرنی ایوب بن ابی تمیمة انه سمع محمد بن سیرین یقول کانت ام عطیة امرأة من الانصار قدمت تبادر ابنالها فلم تدرکه حدثتنا قالت دخل النبی صلی اللّٰه علیه وسلم علینا نحن نغسل ابنته فقال اغسلنها ثلثا اوخمساً او اکثر من ذلك ان رأیتن بمآء وسدر واجعلن فی الأخرة کافوراً اوشیئا من کافور فاذا فرغتن فأذننی فلما فرغنا القی الینا حقوه فقال اشعرنها ایاه ولم یزد علی ذلك قال لاادری ای بناته هی قال قلت ماقوله اشعرنها ایاه اتؤزربه قال لا اراه الاان یقول الففنهافیه.

محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ اُمّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک انصاری عورت تھی وہ جلد از جلد اپنے بیٹے کے پاس پہنچی (بصرہ

میں یا کسی اور جگہ میں جہاں اس کا بیٹا رہتا تھا) مگر اس نے اپنے فرزند کو زندہ نہیں پایا (اس کے وہاں پہنچنے سے پہلے اس کا لڑکا انتقال ہو گیا) راوی کہتے ہیں اُمّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہم سے بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جب کہ ہم آپ کی صاحبزادی کو غسل دے رہے تھے آپ نے فرمایا اس کو پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ نہلاؤ تین بار یا پانچ بار یا اس سے زیادہ اگر تم بہتر خیال کرو اور آخری بار میں کافور یا کچھ کافور (پانی میں) ڈال دو پھر جب تم غسل سے فارغ ہو جاؤ مجھ کو بتا دینا جب ہم فارغ ہوئے تو آپ نے اپنا تہبند ہم کو دے دیا اور فرمایا اس کو اس کے بدن پر لپیٹ دو، محمد بن سیرینؒ نے اس سے زائد بیان نہیں کیا راوی ایوبؒ کہتے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کونسی صاحبزادی تھی ایوبؒ کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن سیرین سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام اشعرنھا ایاہ کا کیا یہ مطلب ہے کہ اس کپڑے کو تہبند کی طرح باندھ دیا جائے محمد بن سیرین نے فرمایا کہ اپنے خیال کے مطابق اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کپڑے کو اس کے بدن پر لپیٹ دو۔

تشریح: یعنی اس کپڑے کو تہ بند کی طرح نہ باندھو بلکہ اس کے بدن پر لپیٹ دو کیوں کہ تہ بند پورے بدن کا احاطہ نہیں کرتا اور یہ جو راوی حدیث ایوب کہہ رہے ہیں کہ لا ادری الخ کہ مجھے نہیں معلوم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ کونسی بیٹی تھی جس کو غسل دیا گیا ہے ان کا یہ قول دوسروں کے قول کے منافی نہیں جنہوں نے اپنے علم کے مطابق اس کا نام حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتایا ہے۔

اخبرنا شعیب بن یوسف النسائی قال حدثنا یزید قال حدثنا ابن عون عن محمد عن ام عطیة قالت توفی احدی بنات النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال اغسلنھا ثلثاً او خمساً أو اکثر من ذلک ان رأیتن ذلک واغسلنھا بالسدر والمآء واجعلن فی اٰخر ذلک کافورا اوشیئا من کافور فاذا فرغتن فاذننی قالت فاذناہ فالقی الینا حقوہ فقال اشعرنھا ایاہ۔

ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں میں سے ایک صاحبزادی کا انتقال ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو تین بار یا پانچ بار یا اس سے زیادہ اگر تم مناسب خیال کرو بیری کے پتوں کے ساتھ پانی کو جوش دیکر غسل دو اور آخری بار میں کافور یا کچھ کافور سے (پانی میں) ملا دو پھر جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے اس کی اطلاع کر دینا اُمّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں ہم نے آپ کو اطلاع کر دی پھر آپ نے اپنا تہ بند ہم کو دے دیا اور فرمایا کہ اس کو اس کے بدن پر لپیٹ دو۔

الامر بتحسین الکفن

اچھے کفن دینے کا حکم دینا

اخبرنا عبد الرحمن بن خالد الرقی القطان ویوسف بن سعید قالا اخبرنا حجاج عن ابن جریج قال اخبرنی ابوالزبیر انہ سمع جابراً یقول خطب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فذکر رجلاً من اصحابہ مات فقبر لیلا وکفن فی کفن غیر طائل فزجر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان یقبرانسان لیلاً الاان یضطر الی ذلک وقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا ولی احدکم اخاہ فلیحسن کفنہ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کا ذکر فرمایا جو مر گیا اور اسے رات کو دفن کر دیا گیا اور معمولی کپڑے کا کفن پہنایا گیا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو رات میں دفن کرنے پر ڈانٹا مگر یہ کہ کوئی عذر و مجبوری ہو تو (جائز ہے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کا متولی ہو تو اس کو چاہئے کہ اپنے بھائی کو اچھا کفن دے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میت کو اچھا کفن دینا چاہئے یہی شریعت کا حکم ہے اور اچھا کفن یہ ہے کہ بغیر اسراف کے تین کپڑے ہوں اور وہ پاک وصاف اور سفید ہوں اچھے کفن کا یہ مطلب نہیں کہ جو اسراف کرنے والے کرتے ہیں کہ نام ونمود وشہرت کی غرض سے بہت زیادہ قیمت کے کپڑے کفن میں دیتے ہیں یہ تو شریعت میں بالکل منع ہے۔ (مرقات، مظاہر حق)

ای الکفن خیر

کونسا کفن بہتر ہے

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا یحییٰ بن سعید قال سمعت سعید بن ابی عروبة یحدث عن ایوب عن ابی قلابة عن ابی المهلب عن سمرة عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال البسوا من ثیابکم البیاض فانها اطهر واطیب وکفنوا فیها موتاکم.

حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ تم سفید کپڑے پہنا کرو اس لئے کہ وہ پاکیزہ ترین ہیں اور اپنے مردوں کو سفید کپڑوں میں کفناؤ۔

تشریح: شیخ ابن ہمامؒ نے کہا کہ سفید کپڑوں میں کفنانے کا حکم اس حدیث میں استحباب کے لئے ہے اولیٰ وافضل سفید کپڑے ہیں لیکن برد جو ایک قسم کا دھاری دار کپڑا ہے اس کا اور کتان کا کفن رجال کے واسطے جائز ہے اور عورتوں کے لئے ریشمی اور زعفرانی اور سرخ کفن جائز ہے کیوں کہ جس کو جو کپڑے زندگی میں استعمال کی اجازت ہے کفن بھی اس کپڑے کا مرنے کے بعد جائز ہے۔ (مرقات ومظاہر حق)

کفن النبی صلی الله علیه وسلم

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن کا بیان

اخبرنا اسحاق قال اخبرنا عبد الرزاق قال حدثنا معمر عن الزهری عن عروة عن عائشة قالت کفن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فی ثلٰثة اثواب سحولی بیض.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سحول کے تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

اخبرنا قتیبة عن مالک عن هشام بن عروة عن ابیه عن عائشة ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کفن فی ثلٰثة اثواب بیض سحولیة لیس فیها قمیص ولا عمامة.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفن دیا گیا سحول کے تین سفید کپڑوں میں نہ تھا ان میں کرتا اور نہ پگڑی۔

اخبرنا قتیبة نا حفص عن هشام عن ابیه عن عائشة قالت كفن رسول الله صلی الله علیه وسلم فی ثلثة اثواب بیض یمانیة كرسف لیس فیها قمیص ولا عمامة فذكر لعائشة قولهم فی ثوبین وبرد من حبرة فقالت قد اتی البرد لكنهم ردوه ولم یكفنوه فیه.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفن دیا گیا یمن کے تین سفید کپڑوں میں جو روئی سے بنے ہوئے تھے نہ تھا ان میں کرتا اور نہ پگڑی تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے لوگوں کی اس بات کا تذکرہ کیا گیا کہ وہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کفن دیا گیا دو کپڑے اور ایک یمنی دھاری دار چادر میں تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ یمن کی چادر لائی گئی تھی لیکن لوگوں نے اس کو واپس کر دیا اور انہوں نے اس کو آپ کے کفن میں شامل نہیں کیا۔

تشریح: سحولیہ منسوب ہے سحول کی طرف یہ ایک بستی کا نام ہے یمن میں وہاں کے تین سفید کپڑوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کفن دیا گیا ہے جیسا کہ ان روایات سے معلوم ہوتا ہے، طبقات ابن سعد میں ان کی تصریح ہے کہ لنگی رہ چادر اور لفافہ ہیں ان کپڑوں میں نہ کرتا تھا اور نہ پگڑی اسی کے جمہور علماء قائل ہیں بعضوں نے کہا کہ کرتا اور عمامہ تین کپڑوں میں نہ تھے بلکہ علاوہ تین کپڑوں کے تھے اس کے متعلق علامہ عراقیؒ نے کہا کہ یہ تو ظاہر حدیث کے خلاف ہے لہٰذا ان کا قول درست نہیں اسی طرح علامہ سندھیؒ نے بھی ان کے قول کو غلط قرار دیا ہے چنانچہ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ان بعض علماء کے قول کو رد کر دیتی ہے یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا "**فی كم ثوب كفن رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالت فی ثلاثة اثواب**" یہ حدیث صحیح ہے۔ (كذافی حاشیة النسائی)

غرض کہ حدیث باب اور دیگر روایات سے واضح ہو گیا کہ مرد کا کفن تین کپڑے ہوں البتہ حنفیہ کے نزدیک ان تین کپڑوں میں قمیص داخل ہے اور وہ اس حدیث باب میں یہ تاویل کرتے ہیں کہ سیا ہوا قمیص نہ تھا بغیر سیا ہوا تھا حنفیہ جن روایات سے اپنے مسلک پر استدلال کرتے ہیں وہ ابوداؤد میں بروایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور الکامل لابن عدی میں بروایت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مصنف عبدالرزاق وغیرہ میں مذکور ہیں جس کا جی چاہے وہاں دیکھ لے۔

القمیص فی الكفن

کفن میں قمیص دینے کا بیان

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا یحییٰ قال حدثنا عبید الله قال حدثنی نافع عن عبد الله بن عمر قال لما مات عبد الله بن ابی جآء ابنه الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال اعطنی قمیصك حتی اكفنه فیه وصل علیه واستغفرله فاعطاه قمیصه ثم قال اذا فرغتم فاذنونی اصلی علیه فجذبه عمر وقال قد نهاك الله ان تصلی علی المنافقین فقال انا بین خیر تین استغفر لهم اولا تستغفر لهم فصلی علیه

فانزل اللّٰہ تعالٰی ولا تصل علی احد منهم مات ابداً ولا تقم علی قبره فترك الصلوٰة علیهم.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن ابی مر گیا تو اس کا لڑکا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ آپ کا کرتہ مجھے عنایت فرمائے تا کہ میں یہ کرتہ اس کو پہنا دوں اور آپ اس پر نماز جنازہ پڑھیں اور اس کے لئے استغفار کریں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنا کرتہ دے دیا پھر فرمایا کہ جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع کر دو میں اس پر نماز پڑھوں گا (جب آپ نے نماز پڑھنے کا ارادہ فرمایا) تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو پکڑ کر روکا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو منافقوں پر نماز پڑھنے سے منع کیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے دو باتوں میں اختیار دیا گیا ہے کہ ان کے واسطے استغفار کروں یا استغفار نہ کروں پس آپ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی پھر اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری "ولا تصلی علی احد منهم الخ".

اخبرنا عبد الجبار بن العلآء بن عبد الجبار عن سفیان عن عمرو سمع جابرا یقول اتی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قبر عبد اللّٰہ بن ابی وقد وضع فی حفرته فوقف علیه فامربه فاخرج له فوضعه علی رکبتیه والبسه قمیصه ونفث علیه من ریقه واللّٰہ اعلم.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن ابی کی قبر پر تشریف لے گئے جبکہ اس کو قبر میں رکھ دیا گیا تھا آپ اس پر کھڑے ہوئے پھر اس کے نکالنے کا حکم فرمایا پس نکالا گیا پھر اس کے سر کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھٹنوں پر رکھا اور اپنا کرتا اس کو پہنا دیا اور اس کے بدن پر لعاب دہن ڈال دیا اللہ ہی جانتا ہے اس میں کیا مصلحت تھی۔

اخبرنا عبد اللّٰہ بن محمد بن عبد الرحمن الزهری البصری قال حدثنا سفیان عن عمرو سمع جابراً یقول وکان العباس بالمدینه فطلبت الانصارثوبا یکسونه فلم یجدوا قمیصا یصلح علیه الاقمیص عبد اللّٰہ بن ابی فکسوه اياه.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ میں تھے تو انصار نے ایک کپڑا تلاش کیا تا کہ ان کو پہنا دیں تو ان کو کوئی ایسا کرتا نہیں ملا جو ان کے بدن پر فٹ ہو سکتا تھا مگر عبداللہ بن ابی کا کرتا تو انہوں نے اس کا کرتا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنا دیا۔

اخبرنا عبید اللّٰہ بن سعید قال حدثنا یحیٰی عن الاعمش ح واخبرنا اسماعیل بن مسعود قال حدثنا یحیٰی بن سعید القطان قال سمعت الاعمش قال سمعت شقیقاً قال حدثنا خباب قال ها جرنا مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم نبتغی وجه اللّٰہ فوجب اجرنا علی اللّٰہ فمنا من مات لم یأکل من اجره شیئا منهم مصعب بن عمیر قتل یوم احد فلم یجد شیئا نکفنه فیه الانمرة کنا اذا غطینا رأسه خرجت رجلاه واذا غطینا بها رجلیه خرج رأسه فامرنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ان نغطی بها رأسه ونجعل علی رجلیه اذخرا ومنا من اینعت له ثمرته فهو یهدبها واللفظ لاسماعیل.

حضرت شقیق کہتے ہیں کہ ہم سے حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

صرف اللہ کی رضا کے واسطے ہجرت کی ہے ہمارا ثواب اللہ کے ذمہ ثابت ہو گیا ہم میں سے کچھ لوگ اس حال میں مر گئے کہ وہ اپنے اجر سے یعنی غنائم میں سے کچھ نہیں کھایا ان میں سے مصعب بن عمیرؓ تھے وہ جنگ احد میں شہید ہوئے تھے ہم کو ایک چادر کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں ملی جو ہم ان کے کفن میں دے سکے جب ہم اس چادر سے ان کا سر ڈھانپتے تو دونوں پاؤں کھل جاتے اور جب دونوں پاؤں چھپاتے تو ان کا سر کھل جاتا پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ اس چادر سے ان کے سر ڈھانک دیں اور دونوں پاؤں پر اذخر ڈالدیں (اذخر ایک قسم کی خوشبودار گھاس) اور ہم میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں کہ ان کے واسطے پھل پک چکے ہیں اور وہ ان کو توڑ رہے ہیں یعنی انہوں نے فتوحات کا زمانہ پایا ہے اور مال غنیمت سے خوب فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

تشریح: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب منافقین کا سرغنہ عبداللہ بن ابی مر گیا تو اس کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے باپ کے کفن کے لئے ایک کرتہ عطا فرمانے کی حضور ﷺ سے درخواست کی اور حضور ﷺ سے نماز جنازہ پڑھانے کی خواہش کی آپ نے کرتہ عنایت فرما دیا پھر نماز جنازہ پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کا کپڑا پکڑ لیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ خداوند قدوس نے آپ کو منافقوں کی نماز پڑھانے سے منع فرمایا ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے استغفار کرنے اور نہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے لہٰذا میں نے اس کے لئے استغفار کرنے کو اختیار کر لیا بہر حال حضور ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھا دی اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت "**ولا تصلی علی احد منهم الخ**" اتاری (سورہ توبہ) اس کے بعد حضور ﷺ نے کسی منافق کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھی۔

ایک شبہ اور اس کا جواب:

شبہ یہ ہے کہ آیت مذکورہ عبداللہ بن ابی کے جنازہ کی نماز سے واپسی کے بعد نازل ہوئی اس سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "**قد نهاك الله ان تصلی علی المنافقین**" کیسے فرمایا بظاہر ان کا کلام بے محل ہونے کی وجہ سے نامناسب معلوم ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "**فلن یغفر الله لهم الخ**" سے منافقوں کے جنازہ کی نماز کی ممانعت سمجھ گئے تھے اس لئے قول مذکور فرمایا اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے منافقین کے حق میں اختیار دیا ہے منع نہیں کیا ہے چنانچہ شفیق امت ﷺ نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی اس کے بعد آیت مذکورہ اتری یا ممکن ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ بات اس موقع پر بطور استفسار اور سوال کے کہی ہو چنانچہ اس پر روایت "**الیس الله نهاك**" دلالت کرتی ہے تا کہ اس کے ذریعہ سے اپنے گمان کے مطابق جو ممانعت سمجھ رہے ہیں اس کی حقیقت ظاہر ہو جائے۔ (قاله علامة السندهیؒ)

عنوان کے ماتحت کی تیسری حدیث میں آیا ہے کہ جب حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (بدر کے دن قیدیوں میں) مدینہ میں لایا گیا تو اس وقت ان کے بدن پر کرتہ نہ تھا اور کسی کا کرتا ان کے جسم پر فٹ نہیں آتا صرف عبداللہ بن ابی کا کرتا ان کے بدن کے مطابق تھا اس نے اپنا کرتا دے دیا اور حضور ﷺ نے وہی کرتہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنا دیا، پھر حضور

ﷺ نے اس کے احسان کے بدلہ میں اپنا کرتہ عبداللہ بن ابی کو اس کے مرنے کے بعد عطا فرمایا تھا جس کا اس کو کفن دیا گیا۔

کیف یکفن المحرم اذا مات

جب محرم مرجائے تو اسے کس طرح کفن دیا جائے گا

اخبرنا عتبة بن عبد اللّٰه قال حدثنا یونس بن نافع عن عمرو بن دینار عن سعید بن جبیرعن ابن عباس رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اغسلوا المحرم فی ثوبیه اللذین احرم فیهما واغسلو بماء وسدروکفّنوه فی ثوبیه ولا تمسوه بطیب ولا تخمروا رأسه فانه یبعث یوم القیامة محرما.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ محرم کو اس کے دو کپڑوں میں غسل دو جن کے ساتھ اس نے احرام باندھا تھا اور اس کو بیری کے پتوں کے ساتھ جوش دیا ہوا پانی سے غسل دو اور اس کو اس کے دو کپڑوں میں کفن دو اور اس کو خوشبو نہ لگاؤ اور اس کا سر نہ ڈھانکو کیونکہ وہ قیامت کے دن احرام کی حالت میں اٹھایا جائے گا۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ محرم اگر حالت احرام میں مرجائے تو کفن بھی اسی کے لباس میں بطور محرم دیا جائے اور خوشبو نہ لگاوے اور نہ سر ڈھانکے اور نہ چہرہ اسی کے امام شافعیؒ اور امام احمدؒ قائل ہیں اور امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک کفن کے معاملہ میں محرم اور غیر محرم برابر ہیں اور حضور ﷺ نے اس محرم کو دو کپڑوں میں بوجہ ضرورت کے کفنایا تھا اس کے پاس ان دو کپڑوں کے علاوہ اور کپڑا نہ تھا اور خوشبو لگانے اور سر ڈھانکنے کو جو منع فرمایا خاص اسی کے لئے تھا نہ سب کے لئے چنانچہ حضور ﷺ کا یہ فرمانا "فانه یبعث الخ" اسی پر دلالت کرتا ہے۔(مظاهر حق وغیره)

المسک

مشک کا بیان

اخبرنا محمود بن غیلان قال حدثنا ابو داؤد وشبابة قالا حدثنا شعبة عن خلید بن جعفر سمع ابانضرة عن ابی سعید قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عیه وسلم اطیب الطیب المسك.

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری خوشبوؤں میں بہتر خوشبو مشک ہے۔

اجبرنا علی بن الحسین الدرهمی قال حدثنا امیة بن خالد عن المستمر بن الزیان عن ابی نضرة عن ابی سعیدقال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من خیر طیبکم المسك.

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری خوشبوؤں میں سب سے عمدہ خوشبو مشک ہے۔ (اس سے میت کو مشک لگانے کا جواز معلوم ہوا)

الاذان بالجنازة

جنازہ کی خبر دینے کا بیان

اخبرنا قتيبة في حديثه عن مالك عن ابن شهاب عن ابی امامة بن سهل بن حنيف انه اخبره ان مسكينة مرضت فاخبره رسول الله صلى الله عليه وسلم بمرضها وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعود المساكين ويسأل عنهم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا ماتت فأذنوني فاخرج بجنازتها ليلاً وكرهوا ان يو قظوا رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما اصبح رسول الله صلى الله عليه وسلم أُخبربالذی كان منها فقال الم آمر كم ان تؤذنوني بها قالوا يارسول الله صلى الله عليه وسلم كرهنا ان نوقظك ليلاً فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى صف بالناس على قبرها وكبرها اربع تكبيرات.

حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف سے روایت ہے انہوں نے ابن شہاب سے بیان کیا ہے کہ ایک مسکین عورت بیمار ہوگئی اس کے مرض کی خبر رسول اللہ ﷺ کو دی گئی اور رسول اللہ ﷺ مساکین کی عیادت کرتے تھے اور ان کے احوال پوچھتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اس کا انتقال ہو جائے تو مجھے آگاہ کرنا جب اس عورت کا انتقال ہو گیا تو اس کا جنازہ رات کو اُٹھایا گیا اور لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو جگانا مناسب نہ سمجھا جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کو اس عورت کا حال بتایا گیا آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تم کو نہیں بتایا تھا کہ مجھے اس کی موت کی خبر دینا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے رات کے وقت آپ کو جگانا اچھا نہیں سمجھا پھر رسول اللہ ﷺ اس عورت کی قبر پر تشریف لے گئے اور لوگوں نے آپ کے پیچھے صف باندھی اور آپ نے چار تکبیریں کہیں۔

تشریح: علامہ سیوطیؒ کی کتاب انموذج اللبیب سے مرقات شرح مشکوٰۃ میں نقل کیا ہے کہ بعض حنفیہ نے ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ کے دور میں نماز جنازہ کی فرضیت حضور ﷺ کے نماز پڑھنے ہی سے ساقط ہوتی تھی ورنہ دوسروں کے حق میں فرض کفایہ اور اسی سے حدیث باب میں بیان کردہ واقعہ کی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ حضور ﷺ نے اس عورت مسکینہ کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی اسی طرح سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مرسل کی وجہ بھی سمجھ میں آتی ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کی قبر پر ایک ماہ بعد نماز جنازہ پڑھی کیونکہ حضور ﷺ ان کی والدہ کے انتقال کے وقت مدینہ منورہ میں موجود نہ تھے، واضح رہے کہ سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرسل روایت موصول کے حکم میں ہے حتیٰ کہ امام شافعیؒ کے نزدیک بھی، غرض کہ اس سے واضح ہو گیا کہ حضور ﷺ کا قبروں پر نماز جنازہ پڑھنا آپ ﷺ کے خصوصیات سے ہے آپ تنویر یعنی روشنی قبر کے لئے پڑھتے تھے کسی اور کو بالکل درست نہیں۔ (مرقات: ۵۰/۴)

اب تکرار نماز جنازہ مشروع ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے امام ابراہیم نخعیؒ و امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر پہلے نماز نہ پڑھ چکے ہوں تو درست ہے اور اگر پڑھ چکے ہوں تو دوبارہ پڑھنا درست نہیں اور امام شافعیؒ کے نزدیک میت پر تکرار

نماز جنازہ ہر صورت میں درست ہے۔(مظاہر حق)

السرعة بالجنازة

جنازہ کو جلدی لے کر چلنا

اخبرنا سوید بن نصر قال اخبرنا عبد اللّٰہ عن ابن ابی زنب عن سعید المقبری عن عبد الرحمن بن مہران انّ اباھریرة قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول اذا وضع الرجل الصالح علی سریرہ قال قدمونی قدمونی واذا وضع الرجل یعنی السؤعلی سریرہ قال یا ویلتی این تذھبون بی.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جب نیک شخص کو تخت پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے مجھ کو جلدی لے چلو مجھ کو جلدی لے چلو اور جب برے شخص کو تخت پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے ہائے مصیبت مجھ کو تم کہاں لے جاتے ہو۔

اخبرنا قتیبة قال حدثنا اللیث عن سعید بن ابی سعید عن ابیہ انہ سمع اباسعید الخدری یقول قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا وضعت الجنازة فاحتملھا الرجال علی اعناقھم فان کانت صالحة قالت قدمونی قدمونی وان کانت غیر صالحة قالت یا ویلھا الی این تذھبون بھا یسمع صوتھا کل شیء الاالانسان ولو سمعھا الانسان لصعق.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جنازہ تخت پر رکھا جاتا ہے پھر لوگ اس کو اپنی گردنوں پر اٹھاتے ہیں اگر وہ نیک ہوتا ہے تو تو کہتا ہے مجھ کو جلدی لے چلو مجھ کو جلدی لے چلو اور اگر بد بخت ہوتا ہے تو کہتا ہے ہائے مصیبت اس کو یعنی مجھ کو کہاں لے جاتے ہو اس کی آواز ہر چیز سنتی ہے سوائے انسان کے اور اگر انسان سنتے تو مر جاتے یا بے ہوش ہو جاتے۔

اخبرنا قتیبة قال حدثنا سفیان عن الزھری عن سعید عن ابی ھریرة یبلغ بہ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال اسرعوا بالجنازة فان تکُ صالحة فخیر تقدمونھا الیہ وان تک غیر ذلك فشر تضعو نہ عن رقابکم.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطور مرفوع روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جنازہ کو لے کر جلدی چلو اگر وہ نیک کار ہے تو اس کا نصیب کھل گیا جس کی طرف تم اس کو لے جاتے ہو اور اگر بدکار ہے تب بھی جلدی لے چلو تم اس کو اپنے کندھوں سے سے اتار دو گے۔

اخبرنا سوید قال حدثنا عبد اللّٰہ عن یونس عن الزھری قال حدثنی ابو امامة بن سھل ان ابا ھریرة قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول اسرعوا بالجنازة فان کا نت صالحة قد متموھا الی الخیر وان کانت غیر ذلك کانت شرا تضعونہٗ عن رقابکم.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم جنازہ کو لے کر جلدی چلو اگر وہ نیک بخت ہے تو تم اس کو بھلائی کی طرف پہنچا دیتے ہو اور اگر بدکار کا جنازہ ہے تو تم اس کو اپنی گردنوں سے اتار دو گے۔

اخبرنا محمد بن عبد الاعلٰی قال حدثنا خالد قال حدثنا عیینة بن عبد الرحمن بن یونس قال حدثنی ابی قال شهدت جنازة عبد الرحمٰن بن سمرة وخرج زیاد یمشی بین یدی السریر فجعل رجال من اهل عبد الرحمن وموالیهم یستقبلون السریر ویمشون علی اعقا بهم ویقولون رویداً رویداً بارك الله فیکم فکانوا یدبون دبیباً حتی اذا کنا ببعض طریق المربد لحقنا ابوبکرة علی بفلة فلما رای الذی یصنعون حمل علیهم ببغلته واهوی الیهم بالسوط وقال خلّوا فوالذی اکرم وجه ابی القاسم صلی الله علیه وسم لقد رائیتنا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم وانا لنکاد نرمل بها رملاً فانبسط القوم.

عبدالرحمٰن بن یونس کہتے ہیں کہ میں عبدالرحمٰن بن سمرہ کے جنازہ میں شریک ہوا اور امیر عراق زیاد بن سمیہ نکلا اور کھاٹ کے آگے چل رہا تھا اور عبدالرحمٰن کے گھر والوں اور غلاموں میں سے کچھ لوگ ان کے آگے اور پیچھے چل رہے تھے اور کہہ رہے تھے آہستہ چلو آہستہ چلو اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے برکت عطا فرمائے پس وہ آہستہ آہستہ چل رہے تھے یہاں تک کہ ہم طریق مربد میں پہنچے تو ہم سے حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خچری پر سواری کی حالت میں ملے جب انہوں نے لوگوں کی اس حرکت کو دیکھا جو وہ کر رہے تھے یعنی سست رفتاری کو تو اپنی خچری کے ساتھ ان پر چڑھ دوڑے اور چابک سے ان کو ہانکنے کے لئے اس کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا اور کہا تنگی اور کوتاہی کو چھوڑ و اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو مکرم بنایا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنازہ کو لے کر تیز چلتے تھے (یعنی معمول کی رفتار سے تیز اور دوڑنے سے کم) پھر لوگ پھیل گئے اور تیز چلنے لگے۔

تشریح: ان روایات سے معلوم ہوا کہ جنازہ کے ساتھ دوڑنا اور بہت آہستہ چلنا دونوں خلاف سنت ہیں شریعت کی نظر میں پسندیدہ طریقہ یہ ہے کہ معمول کی رفتار سے تیز ہو اور دوڑنے سے کم اس کا فائدہ حدیث پاک میں بیان کیا ہے کہ اگر وہ مردہ نیک کار ہے تو اس کو جلدی سے جلدی اس کی اصل منزل عالم آخرت میں پہنچا دو تا کہ وہاں کی آسائش وراحت سے لطف اُٹھائے اور اگر میت بدکار ہے تب بھی اس کا جنازہ جلدی لے چلو تا کہ اس کا بوجھ اپنے کندھوں سے اتار کر راحت پاسکو کیونکہ اس کی مصاحبت میں تمہاری کوئی بھلائی نہیں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بددین لوگوں کی صحبت سے دور بھاگنا چاہئے۔

اخبرنا علی بن حجر عن اسماعیل وهشیم عن عیینة بن عبد الرحمن عن ابیه عن ابی بکرة قال لقد رأیتنا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم وانا لنکاد نرمل بها رملا واللفظ حدیث هشیم.

حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہم جنازہ کے ساتھ تیز رفتار سے چلتے تھے۔

اخبرنا یحیٰی بن درست قال حدثنا ابو اسماعیل عن یحیٰی ان ابا سلمة حدّثهٗ عن ابی سعید ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال اذا مرت بکم جنازة فقوموا فمن تبعها فلا یقعد حتی توضع.

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی جنازہ تمہارے سامنے سے گذرے تو تم کھڑے ہوجاؤ اور جو شخص جنازہ کے ساتھ جائے تو وہ نہ بیٹھے جب تک کہ جنازہ کو زمین پر نہ رکھا جائے۔

باب الامر بالقیام للجنازة

جنازہ کے واسطے کھڑے ہونے کا حکم دینا

اخبرنا قتیبة قال حدثنا اللیث عن نافع عن ابن عمرعن عامر بن ربیعة عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال اذا رای احدکم الجنازة فلم یکن ماشیاً معها فلیقم حتی تخلّفهٗ او توضع من قبل ان تخلّفهٗ.

حضرت عامر بن ربیعہ عدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی جنازہ کو دیکھے اور اس کے ساتھ چلنے کا ارادہ نہ ہو تو اس کو کھڑا ہوجانا چاہئے یہاں تک کہ جنازہ اس کو پیچھے چھوڑ دے یا اس کو پیچھے چھوڑنے سے پہلے زمین پر رکھ دیا جاوے۔

اخبرنا قتیبة قال حدثنا اللیث عن ابن شهاب عن سالم عن ابیه عن عامر بن ربیعة العدوی عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم انه قال اذا رأیتم الجنازة فقوموا حتی تخلفکم او توضع.

حضرت عامر بن ربیعہ عدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جب جنازہ کو دیکھو تو کھڑے ہوجایا کرو یہاں تک کہ وہ جنازہ تم کو پیچھے چھوڑ دے یا اس کو زمین پر رکھ دیا جائے

اخبرنا علی بن حجر قال حدثنا اسماعیل عن هشام عن یحیٰی عن ابی سلمة عن ابی سعید قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم اذا رأیتم الجنازة فقوموا فمن تبعها فلا یقعد حتی توضع.

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم جنازہ کو دیکھو تو کھڑے ہوجاؤ اور جو شخص اس کے ساتھ جاوے تو نہ بیٹھے جب تک کہ اس کو زمین پر نہ رکھا جائے۔

اخبرنا یوسف بن سعید قال حدثنا حجاج عن ابن جریج عن جریج عن ابن عجلان عن سعید عن ابی هریرة وابی سعید قالا مارأینا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم شهد جنازةً قط فجلس حتی توضع.

حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ دونوں فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی جنازہ میں تشریف لے جاتے تو ہم نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوں یہاں تک کہ جنازہ کو زمین پر رکھا جاتا۔

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا یحیٰی بن سعید قال حدثنازکریا عن الشعبی قال قال ابوسعید واخبرنا ابراهیم بن یعقوب بن اسحق قال حدثنا ابو زیدٍ سعید بن الربیع قال حدثنا شعبة عن عبد اللّٰہ

بن ابی السفر قال سمعت الشعبی یحدث عن ابی سعید انّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مرّوا علیہ بجنازۃ فقام وقال عمرو ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مرّت بہ جنازۃ فقام.

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے لوگ جنازہ لے کر گذرے تو آپ کھڑے ہوگئے اور عمرو بن علی اپنی روایت میں کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے جنازہ گذرا تو آپ کھڑے ہوگئے۔

اخبرنا ایوب بن محمد الوازن قال حدثنا مروان قال حدثنا عثمان بن حکیم قال اخبرنی خارجۃ بن زید بن ثابت عن عمہ یزید بن ثابت انھم کانوا جلوسا مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فطلعت جنازۃ فقام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وقام من معہ فلم یزالوا قیاما حتی نفذت.

یزید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے پس ایک جنازہ آ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے اور آپ کے ساتھ لوگ بھی کھڑے ہوگئے اور سب کھڑے رہے یہاں تک کہ جنازہ گذر گیا۔

تشریح: عنوان کے ماتحت حضرت عامر بن ربیعہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت کے لفظ فقوموا سے معلوم ہوتا ہے کہ جنازہ کو دیکھ کر کھڑے ہونا واجب ہے کیونکہ صیغۂ امر ہے جو وجوب کے لئے آتا ہے لیکن یہ وجوب باقی نہیں رہا جمہور کے نزدیک قیام للجنازۃ منسوخ ہوگیا امام طحاویؒ نے اس کے منسوخ ہونے کو دلائل سے واضح کیا ہے منجملہ ایک دلیل وہ حدیث ہے جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے الفاظ اس کے یہ ہیں "کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم امرنا بالقیام فی الجنازۃ ثم جلس بعد ذالک وامرنا بالجلوس" وبھذا اللفظ لاحمد، اس سے واضح ہوگیا کہ وہ منسوخ ہوگیا ہے اس کی تائید امام شافعیؒ کے قول سے ہوتی ہے چنانچہ شرح السنہ میں امام شافعیؒ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث باب منسوخ ہوچکی ہے جو اس باب کے تحت مذکور ہے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث صحیح مسلم میں ہے، چنانچہ انہوں نے فرمایا "رأینا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قام فقمنا وقعد فقعدنا یعنی فی الجنازۃ" امام احمدؒ اور امام اسحٰقؒ اور بعض مالکیہ نے کہا کہ انسان کو اختیار دیا گیا ہے چاہے کھڑا ہوجائے چاہے بیٹھا رہے۔ (مرقات: ۴۳/۴، اور تفصیل وہاں دیکھ سکتے ہیں)

القیام لجنازۃ اھل الشرک

مشرک کے جنازہ کے واسطے کھڑا ہونا

اخبرنا اسماعیل بن مسعود قال حدثنا خالد قال حدثنا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن عبدالرحمن بن ابی لیلی قال کان سھل بن حنیف وقیس بن سعد بن عبادۃ بالقادسیۃ فمرّ علیھما بجنازۃ فقاما فقیل لھما انھا من اھل الارض فقالا مرّ علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بجنازۃ فقام فقیل لہ انہ یھودی فقال الیست نفساً.

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سہل بن حنیف اور قیس بن سعد بن عبادۃ قادسیہ میں تھے ان کے

سامنے سے ایک جنازہ کا گذر ہوا تو دونوں کھڑے ہوگئے ان سے کہا گیا یہ جنازہ ذمیوں سے ہے تو انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گذرا تو آپ کھڑے ہوئے کسی نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ یہ جنازہ یہودی کا ہے اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کیا یہ مخلوق نہیں ہے۔

اخبرنا علی بن حجر قال حدثنا اسماعیل عن هشام واخبرنا اسماعیل ابن مسعود قال حدثناخالد عن هشام عن یحییٰ بن ابی کثیر عن عبید اللّٰہ بن مقسم عن جابر بن عبداللّٰہ قال مرّت بنا جنازۃ فقام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم وقمنا معه فقلت یا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم انما هی جنازہ یهودیة فقال ان للموت فزعا فاذ ارأیتم الجنازة فقوموا اللفظ الخالد.

حضرت جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں ہمارے پاس سے ایک جنازہ گذرا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوگئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہوگئے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو یہودیہ کا جنازہ ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک موت کا منظر گھبراہٹ کا ہے جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جایا کرو۔

تشریح: قادسیہ کا لفظ جو اوپر کی روایت میں آیا ہے وہ ایک جگہ کا نام ہے اس کے اور کوفہ کے درمیان پندرہ میل کا فاصلہ ہے روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جنازہ کو دیکھ کر کھڑے ہونے کے مختلف سبب ہیں اوپر کی روایت سے اس کا سبب "الیست نفساً" اور دوسری روایت سے "ان للموت فزعاً" اس کا سبب معلوم ہوتا ہے علاوہ اس کے اور اسباب کا ذکر بھی دیگر روایات میں آیا ہے اوپر کی روایت میں "الیست نفسا" فرمایا اور یہ علت کافر میں بھی پائی جاتی ہے اس لئے کھڑے ہوئے دوسری روایت میں سبب قیام فزع اور ہول موت کو قرار دیا بہرحال بوجہ خوف موت کے کھڑے ہوئے یا خالق نفس کی تعظیم کے واسطے یا ملائکہ کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہوئے فرشتے جنازہ کے ساتھ ہوتے ہیں لیکن قیام للجنازۃ کا منسوخ ہونا گذشتہ تفصیل سے ثابت ہو چکا ہے شاید ان دو صحابیوں کو منسوخ ہونے کا علم نہ ہوا ہو یا معلوم تھا مگر شاید عمل بالجواز کی بناء پر کھڑے ہوئے ہوں گے۔
(مرقات ومظاہر حق)

الرخصة فی ترک القیام

قیام ترک کردینے کی اجازت کا بیان

اخبرنا محمد بن منصور قال حدثنا سفیان عن ابن ابی نجیح عن مجاهد عن ابی معمر قال کنا عند علی فمرت به جنازة فقاموا لها فقال علی ماهذا قالوا امر ابی موسیٰ فقال انما قام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لجنازة یهودیة ولم یعد بعد ذٰلك.

مجاہد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ابی معمر کی روایت سے بیان کیا ہے انہوں نے کہا کہ ہم حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس تھے ایک جنازہ ان کے سامنے سے گذرا تو اس کو دیکھ کر کھڑے ہوگئے حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا یہ کیا ہے لوگوں نے کہا حضرت ابوموسیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا حکم ہے تو حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ایک یہودیہ کے جنازہ

کے واسطے کھڑے ہوئے تھے اس کے بعد دوبارہ کھڑے نہیں ہوئے۔

اخبرنا قتيبة قال حدثنا حماد عن ايوب عن محمد ان جنازة مرّت بالحسن بن على وابن عباس فقام الحسن ولم يقم ابن عباس فقال الحسن اليس قد قام رسول الله صلى الله عليه وسلم لجنازة يهودى قال ابن عباس نعم ثم جلس.

محمد بن سیرینؒ سے روایت ہے کہ ایک جنازہ حضرت حسن بن علی اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر گذرا تو حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے نہیں ہوئے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہودی کے جنازہ کے واسطے کھڑے نہیں ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہاں کھڑے ہوئے تھے پھر بیٹھے رہتے۔

اخبرنا يعقوب بن ابراهيم قال حدثنا هشيم قال اخبرنا منصور عن ابن سيرين قال مرّ بجنازة على الحسن ابن على وابن عباس فقام الحسن ولم يقم ابن عباس فقال الحسن لابن عباس اماقام لها رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ابن عباس قام لها ثم قعد.

ابن سیرینؒ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک جنازہ حسن بن علی اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس سے گذرا تو حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے نہیں ہوئے تو حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ کے واسطے کھڑے نہیں ہوئے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کھڑے ہوئے پھر بیٹھے رہتے۔

اخبرنا يعقوب بن ابراهيم عن ابن علية عن سليمان التيمى عن ابى مجلز عن ابن عباس والحسن بن على مرّت بهما جنازة فقام احدهما وقعد الآخر فقال الذى قام اما والله لقد علمت ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد قام قال له الذى جلس لقد علمت ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد جلس.

ابی مجلز نے ابن عباس اور حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے بیان کیا ہے کہ ان دونوں کے پاس سے ایک جنازہ گذرا تو ایک کھڑا ہوا دوسرا کھڑا نہیں ہوا بیٹھا رہا تو جو کھڑا ہوا اس نے کہا سن لو قسم ہے خدا کی کہ تم بھی جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور جو بیٹھا رہا اس نے کہا کہ بے شک مجھے معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے رہتے۔

اخبرنا ابراهيم بن هارون البلخى قال حدثنا حاتم عن جعفر بن محمد عن ابيه ان الحسن بن على كان جالسا فمر عليه بجنازة فقام الناس حتى جاوزت الجنازة فقال الحسن انما مرّ بجنازة يهودى وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم على طريقها جالسا فكره ان تعلو رأسهٗ جنازة يهودى فقام.

حضرت جعفر اپنے والد محمد بن علی بن حسین کی روایت سے بیان کرتے ہیں کہ حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہوئے تھے ان کے سامنے سے ایک جنازہ گذرا تو لوگ کھڑے ہوگئے یہاں تک کہ جنازہ گذر گیا پھر حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ایک

یہودی کا جنازہ گذرا اور رسول اللہ ﷺ اس کے راستہ پر بیٹھے ہوئے تھے تو حضور ﷺ نے اس کو پسند نہیں فرمایا کہ اپنے سر مبارک سے یہودی کا جنازہ اونچا ہو کر جاوے اس لئے آپ ﷺ کھڑے ہوئے۔

اخبرنا محمد بن رافع قال حدثنا عبدالرزاق قال اخبرنا ابن جریج قال اخبرنی ابوالزبیر انه سمع جابراً رضی اللّٰه عنه یقول قام النبی صلی اللّٰه علیه وسلم واصحابه لجنازة یهودی مرت به حتی توارت.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب ایک یہودی کے جنازہ کے واسطے کھڑے ہوئے جو حضور ﷺ کے پاس سے گذرا یہاں تک کہ وہ جنازہ غائب ہو گیا یعنی ان کی نظروں سے۔

و اخبرناابو الزبیر ایضاً انه سمع جابراً رضی اللّٰه عنه یقول قام النبی صلی اللّٰه علیه وسلم واصحابه لجنازة یهودی حتی توارت.

ابو الزبیر نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہوئے سنا کہ نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب ایک یہودی کے جنازہ کے واسطے جو حضور ﷺ کے پاس سے گذرا کھڑے ہوئے حتیٰ کہ وہ غائب ہو گیا۔

اخبرنا اسحق قال اخبرنا النضر قال حدثنا حماد بن سلمة عن قتادة عن انس انّ جنازة مرت برسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فقام فقیل انها جنازة یهودی فقال انما قمنا للملائکة.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جنازہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گذرا تو حضور ﷺ کھڑے ہو گئے کسی نے حضور ﷺ سے کہا یہ تو یہودی کا جنازہ ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا ہم فرشتوں کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہوئے۔

تشریح: ان روایات سے قیام للجنازہ کا منسوخ ہونا واضح ہوتا ہے اور ان سے مسلک جمہور کی تائید ہوتی ہے عنوان کے تحت حضرت محمد بن علی باقر کی روایت میں حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قیام للجنازہ کی یہ علت بتائی ہے کہ ایک یہودی کا جنازہ حضور ﷺ کے سر مبارک سے بلند ہو کر جانے کو آپ نے پسند نہیں فرمایا اس لئے کھڑے ہوئے اس کے بعد حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں جبکہ حضور ﷺ ایک یہودی کا جنازہ دیکھ کر کھڑے ہوئے تو کسی کے عرض کرنے پر آپ نے فرمایا کہ ہم ملائکہ العذاب کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہوئے تو یہ دوسری روایت میں بیان کردہ اسباب سے معارض نہیں کیونکہ اغراض اور علتیں متعدد ہو سکتی ہیں، لہٰذا امر موت اور ملائکہ وغیرہ کی تعظیم کے واسطے قیام للجنازہ تھا۔ (کذا فی حاشیة النسائی)

استراحة المؤمن بالموت

مؤمن کا موت سے آرام پانا

اخبرنا قتیبة عن مالك عن محمد بن عمرو بن حلحلة عن معبد بن کعب بن مالك عن ابی قتادة بن ربعی انه کا یحدث ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم مرّعلیه بجنازة فقال مستریح ومستراح منه فقالوا ما المستریح وما المستراح منه قال العبد المؤمن یستریح من تعب الدنیا واذا ها والعبد الفاجر

یستریح منه العباد والبلاد والشجر والدّواب.

حضرت ابی قتادہ بن ربعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ یہ حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گذرا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا راحت پانے والا ہے یا اس سے اوروں کو راحت ہوتی ہے صحابہ نے عرض کیا کون راحت پانے والا ہے اور کون ہے جس سے اوروں کو راحت ہوتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندۂ مؤمن دنیا کے رنج وغم اور اس کی مشقت سے راحت پاتا ہے اور بندۂ فاجر کے شر سے دیگر بندے اور اہل شہر اور درخت اور جانور آرام پاتے ہیں۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی مرجاتا ہے تو دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ خود موت کی وجہ سے دنیا کی محنت ومشقت اور پریشانی سے راحت پاتا ہے اور جب اس کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو عذاب سے محفوظ رہتا ہے جبکہ وہ بندۂ مؤمن اور صالح ہوتا ہے اور اگر وہ بندہ کافر یا فاسق وفاجر ہوتا ہے تو اس کی موت سے اہل شہر حتیٰ کہ نباتات اور مواشی اس کی نحوست اور شر سے چھٹکارا پاتے ہیں کیونکہ اس کے گناہ اور ظلم کی وجہ سے ملک اور شہر میں فساد اور بدنظمی پیدا ہوتی ہے اور اس کی نحوست سے بارش نہیں برستی اب جبکہ وہ مرگیا تو سب ہوں نے آرام پایا۔

الاستراحة من الكفار

کفار کے شر سے آرام پانے کا بیان

اخبرنامحمد بن وهب بن ابی كريمة الحرانی قال حدثنا محمد بن سلمة وهو الحرانی عن ابی عبد الرحيم حدثنی زيد عن وهب بن كيسان عن معبد بن كعب عن ابی قتادة قال كنا جلوساً عند رسول الله صلی الله عليه وسلم اذطلعت جنازة فقال رسول الله صلی الله عليه وسلم مستريح ومستراح منه المؤمن يموت فيستريح من اوصاب الدينا ونصبها واذا ها والفاجر يموت فيستريح منه العباد والبلاد والشجر والدوآب.

حضرت ابی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اچانک ایک جنازہ نکلا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آرام پانے والا ہے یا اس سے اوروں کو آرام ہوتا ہے مؤمن جب مرتا ہے تو دینا کی تھکن سستی اور تکلیف سے نجات اور راحت پاتا ہے اور کافر جب مرتا ہے تو اس کے شر سے سارے بندے اور شہر اور درخت اور مواشی راحت پاتے ہیں۔

باب الثناء

جنازہ کی تعریف کرنے کا بیان

اخبرنا زياد بن ايوب قال حدثنا اسماعيل قال حدثنا عبد العزيز عن انس قال مرّ بجنازة فاثنی عليها خيرا فقال النبی صلی الله عليه وسلم وجبت ومرّ بجنازة اخریٰ فاثنی عليها شرا فقال النبی صلی الله

عليه وسلم وجبت فقال عمر فداك ابى وامى مر بجنازة فاثنى عليها خيرا فقلت وجبت ومر بجنازة فاثنى عليها شرا فقلت وجبت فقال من اثنيتم عليه خيرا وجبت له الجنة ومن اثنيتم عليه شرا وجبت له النار انتم شهداء اللّٰه فى الارض.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جنازہ گذرا اس کی تعریف کی گئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واجب ہوئی اس کے بعد اور ایک جنازہ گذرا تو اس کی برائی کا ذکر کیا گیا اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واجب ہوئی پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں (پہلے) ایک جنازہ گذرا جس کی تعریف کی گئی اس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واجب ہوئی پھر ایک اور جنازہ گذرا جس کی برائی کا تذکرہ کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واجب ہوئی (اس کا کیا مطلب ہے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس جنازہ کی تم نے تعریف کی اس کے واسطے جنت واجب ہوگئی اور جس کی برائی کا تذکرہ کیا اس کے واسطے دوزخ واجب ہوگئی اور تم خدا کے گواہ ہو زمین میں۔

اخبرنا محمدبن بشار قال حدثنا هشام بن عبد الملك قال حدثنا شعبة قال سمعت ابراهيم بن عامر وجده امية بن خلف قال سمعت عامر بن سعد عن ابى هريرة قال مروا بجنازة على النبى صلى اللّٰه عليه وسلم فاثنوا عليها خيرا فقال النبى صلى اللّٰه عليه وسلم وجبت ثم مرّوا بجنازة اخرىٰ فاثنو اعليها شرا فقال النبى صلى اللّٰه عليه وسلم وجبت قالوا يا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قولك الاولٰى والاخرىٰ وجبت فقال النبى صلى اللّٰه عليه وسلم الملائكة شهداء اللّٰه فى السماء انتم شهداء اللّٰه فى الارض.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ لوگ ایک جنازہ کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گذرے تو لوگوں نے اس کی تعریف کی پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واجب ہوئی پھر ایک اور جنازہ کے ساتھ گذرے تو لوگوں نے اس کی برائی کا ذکر کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واجب ہوئی صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے پہلے جنازہ کے واسطے بھی وجبت اور دوسرے جنازہ کے واسطے بھی وجبت فرمایا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے خدا کے گواہ ہیں آسمان میں اور تم گواہ ہو خدا کے زمین میں۔

اخبرنا اسحاق بن ابراهيم قال حدثنا هشام بن عبد الملك وعبد اللّٰه ابن يزيد قالا حدثنا داؤد بن ابى الفرات قال حدثنا عبد الله بن بريدة عن ابى الاسود ديلى قال اتيت المدينة فجلست الى عمر بن الخطاب فمر بجنازة فاثنى على صاحبها خيراً فقال عمر وجبت ثم مرّ باخرىٰ فثنى على صاحبها خيرا فقال عمر وجبت ثم مرّ بالثالث فاثنى على صاحبها شرا فقال عمر وجبت فقلت وما وجبت يا امير المؤمنين قال قلت كما رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ايما مسلم شهد لهٗ اربعةٌ قال خيراً ادخل اللّٰه الجنة قلنا اوثلٰثةٌ قال اوثلٰثةٌ قلنا او اثنان قال اواثنان.

ابوالاسود دیلی سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں مدینہ منورہ میں پہنچا اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس

بیٹھا ایک جنازہ گذرا تو اس کی نیکی پر اس کی تعریف کی گئی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا واجب ہوئی یعنی بہشت پھر اور ایک جنازہ گذرا جس کی تعریف کی گئی اس کے بارے میں بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا واجب ہوئی پھر تیسرا جنازہ گذرا جس کی برائی کا تذکرہ کیا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا واجب ہوئی (یعنی دوزخ) میں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین کیا چیز واجب ہوئی تو انہوں نے فرمایا میں نے وہی کہا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مسلمان کے واسطے چار آدمی اس کے نیک کار ہونے کی گواہی دیں اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا ہم نے عرض کیا اگر تین آدمی گواہی دیں تو بھی جنت میں داخل کرے گا، انہوں نے فرمایا اگر تین آدمی گواہی دیں تو بھی داخل کرے گا، ہم نے عرض کیا اگر دو آدمی گواہی دیں تو انہوں نے فرمایا اگر دو آدمی گواہی دیں تو بھی جنت میں داخل کرے گا۔

تشریح: اس باب کی پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اہل ایمان کی ایک جماعت کسی میت کو اچھے الفاظ کے ساتھ یاد کریں اور اس کی نیکی پر موت ہونے کی وجہ سے تعریف کریں تو اس میت کے لئے جنت کی امید کی جائے گی اسی طرح اہل ایمان صالح لوگوں کی ایک جماعت اگر کسی میت کے حق میں اس کی برائی کے ساتھ گواہی دیں اور اس کا تذکرہ کریں تو اس کے لئے دوزخ کا خوف ہے لیکن قطعی طور پر کسی کو جنتی کہنا یا قطعی طور پر کسی کو دوزخی کہنا بالکل جائز نہیں ہے اب رہا یہ سوال کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو جنازوں میں سے اوّل جنازہ کو مستحق جنت بتایا جبکہ صحابہ نے اس کی تعریف کی اور دوسرے کو مستحق جہنم ہونے کی خبر دی جبکہ اس کی برائی کا تذکرہ کیا گیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر مطلع کر دیا اس لئے اطلاع خداوندی کی روشنی میں ہر ایک کی خبر دے دی۔ (مرقات، مظاہر حق)

النهی عن ذکر الهلكی الابخير

مردے کی نیکیوں کا تذکرہ کرنے اس کی برائیوں سے منع کرنے کا بیان

اخبرنا ابراهيم بن يعقوب قال حدثنی احمد بن اسحاق قال حدثنا وهيب قال حدثنا منصور بن عبد الرحمن عن امه عن عائشة قالت ذكر عند النبی صلی الله عليه وسلم هالك بسوءٍ فقال لاتذكروا هلكاكم الا بخير.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرنے والے شخص کی برائی کا تذکرہ کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ تم اپنے مردے کی نیکیوں کے علاوہ اور کچھ ذکر نہ کرو۔

تشریح: اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مردے کو برا بھلا کہنا درست نہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے لیکن پچھلے باب کے ماتحت کی روایت میں آیا ہے کہ جب صحابہ نے ایک جنازہ کی برائیوں کا تذکرہ کیا تو آپ نے اس کے حق میں فرمایا وجبت یعنی اس کے واسطے دوزخ واجب ہوگئی اور صحابہ کو اس مردے کی برائیاں ذکر کرنے سے منع نہیں فرمایا اس کا جواب یہ ہے کہ مردے کو برا کہنا اور لعن طعن کرنے کی ممانعت اپنی جگہ درست ہے مگر کافر اور منافق اور اہل فسق واہل بدعت کی برائیاں ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں تاکہ لوگ ان کے طریقے سے اور ان کے نقش قدم پر چلنے سے اجتناب کریں اب پچھلی حدیث میں جس جنازہ

کی برائی کا تذکرہ کیا گیا تھا اور حضور ﷺ نے اس سے منع نہیں فرمایا شاید وہ ان لوگوں میں سے ایک فرد ہو۔ (کذافی حاشیة النسائی لعلامة السندھی)

النهی عن سب الاموات

مردوں کو ملامت کرنے کی ممانعت کا بیان

اخبرنا حمید بن مسعدة عن بشر وهو ابن المفضل عن شعبة عن سليمان الاعمش عن مجاهد عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تسبوا الاموات فانهم قد افضوا الى ماقدموا.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم مردوں کو برا نہ کہو اس لئے کہ وہ جزاء کی طرف پہنچ گئے جو انہوں نے آگے بھیجی۔

اخبرنا قتيبة قال حدثنا سفيان عن عبد الله بن ابى بكر قال سمعت انس بن مالك يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يتبع الميت ثلثة اهله وماله وعمله فيرجع اثنان اهله وماله ويبقى واحد عمله.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں اس کے رشتہ دار وغیرہ اور اس کا مال اور اس کا عمل دو چیزیں واپس آتی ہیں ایک تو اس کے متعلقین دوسرے اس کا مال اور ایک چیز اس کے ساتھ رہتی ہے وہ اس کا عمل ہے۔

اخبرنا قتيبة قال حدثنا محمد بن موسى عن سعيد بن ابى سعيد عن ابى هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال للمؤمن على المؤمن ستّ خصال يعوده اذا مرض ويشهده اذا مات ويجيبه اذا دعاه ويسلم عليه اذا لقيه ويشمته اذا عطس وينصح له اذا غاب او شهد.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک مسلمان کے واسطے دوسرے مسلمان پر چھ خصلتیں یعنی حقوق ہیں کہ جب وہ بیمار ہو اس کی عیادت کرے اور جب مر جاوے اس کے ساتھ جائے (یعنی نماز و دفن کے لئے) اور جب بلائے اس کو (مدد کے لئے یا ضیافت کے لئے) تو قبول کرے اور سلام کرے اس پر جب ملاقات کرے اس سے اور جب چھینکے (پھر الحمد للہ کہے) تو اس کی چھینک کا جواب دے (یرحمك الله) اور اس کے واسطے خیر خواہی کرے اس کی غیر موجودگی میں بھی اور موجودگی میں بھی۔

الامر باتباع الجنائز

جنازہ کے ہمراہ جانے کا حکم دینا

اخبرنا سليمان بن منصور البلخى قال حدثنا ابو الاحوص واخبرنا هناد بن السرى فى حديثه عن

ابی الاحوص عن اشعث عن معاویة بن سوید قال هناد قال البراء بن عازب وقال سلیمان عن البراء بن عازب قال امرنا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بسبع ونهانا عن سبع امرنا بعیادة المریض وتشمیت العاطس وابرار القسم ونصرة المظلوم وافشآء السلام واجابة الداعی واتباع الجنائز ونهانا عن خواتیم الذهب وعن آنیة الفضة وعن المیاثر والقسیة والاستبرق والحریر والدیباج.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سات چیزوں کا حکم دیا ہے اور سات چیزوں سے منع فرمایا ہے آپ نے ہم کو حکم فرمایا کہ مریض کی عیادت کریں اور چھینکنے والے کو جواب دیں اور قسم کو سچا کریں اور مظلوم کی مدد کریں اور سلام کو پھیلائیں اور دعوۃ کرنے والے کی دعوت قبول کریں جنازہ کے ساتھ جائیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو منع فرمایا ہے سونے کی انگوٹھی سے اور چاندی کے برتن کے استعمال کرنے سے اور سرخ زین پوش سے اور قسی کپڑے سے اور اطلس سے اور ریشمی کپڑے سے اور ریشمی کپڑے سے جس کا تانا و بانا ریشم کا ہوتا ہے۔

تشریح: میاثر جمع ہے مئثر کی اس زین پوش کو کہتے ہیں جس میں روئی بھری ہوئی ہوتی ہے اس کو زین پر ڈال کر بیٹھتے ہیں عجم کی عادات سے ہے کہ وہ ازراہ تکبر کے حریر اور دیباج وغیرہ سے بناتے ہیں اگر وہ ریشمی کا ہو تو ہر رنگ کا حرام ہے اگر ریشمی کپڑے کا نہ ہو مگر بہت سرخ ہو تو مکروہ ہے ورنہ مکروہ نہیں۔

قسیہ قسی ایک کپڑا کا نام ہے جو ریشم اور کتان سے بنا جاتا ہے منسوب ہے قس کی طرف وہ مصر کا ایک گاؤں ہے، اس روایت میں وابرار القسم ہے بعض نسخوں میں وابرار المقسم ہے یعنی ہمیں قسم کھانے والے کو سچا کرنے کا حکم دیا ہے یعنی اگر کوئی شخص ایک امر پر قسم کھاوے اور تم اس کی قسم پوری کرنے پر قادر ہو اور اس میں گناہ نہ ہو مثلاً اگر قسم کھاوے کہ میں تجھ سے جدا نہیں ہوں گا یہاں تک کہ تو میرا یہ کام کردے اور اگر تم اس کے کرنے پر قادر ہو تو وہ کام کردو تا کہ اس کی قسم ٹوٹے نہیں۔(مظاہر حق)

فضل من تبع جنازة

جو شخص جنازہ کے ساتھ جاوے اس کی فضیلت

اخبرنا قتیبة قال حدثنا عبثر عن برد اخی یزید بن ابی زیاد عن المسیب بن رافع قال سمعت البرآء ابن عازب یقول قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من تبع جنازة حتی یصلی علیها کان له من الاجر قیراط ومن مشی مع الجنازة حتی تدفن کان له من الاجر قیراطان والقیراط مثل احد.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جنازہ کے ساتھ جاوے یہاں تک کہ اس پر نماز پڑھے تو اس کو ایک قیراط کے برابر ثواب ملے گا اور جو جنازہ کے ساتھ جاوے اور اس کے ساتھ رہے یہاں تک کہ دفن کیا جائے تو اس کو دو قیراط کے برابر ثواب ملے گا اور ایک قیراط احد کے پہاڑ کے برابر ہے۔

اخبرنا محمد ابن عبد الاعلیٰ قال حدثنا خالد قال حدثنا اشعث عن الحسن عن عبداللّٰه بن المغفل قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من تبع جنازة حتی یفرغ منها فله قیراطان فان رجع

قبل ان یفرغ منها فله قیراط.

حضرت عبداللہ بن مغفل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص جنازہ کے ساتھ جاوے یہاں تک کہ اس کے دفن سے فارغ ہوجائے تو اس کے واسطے دو قیراط ہیں اور اگر اس کے دفن سے پہلے واپس ہوجائے تو اس کے واسطے ایک قیراط ہے۔

تشریح: قیراط درہم کے بارھویں حصے کو کہتے ہیں لیکن یہاں اس سے مراد ثواب ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک معلوم ہے جس کو بعض اسماء مقادیر یعنی قیراط سے تعبیر کیا گیا ہے پھر تقریب للفہم کے پیش نظر اس کی تفسیر جبل عظیم یعنی احد پہاڑ کے ساتھ کی ہے۔

(واللہ تعالٰی اعلم، کذا فی حاشیة النسائی)

مكان الراكب من الجنازة

سوار کو جنازہ کے پیچھے چلنا چاہئے

اخبرنا زياد بن ايوب قال حدثنا عبد الواحد ابن واصل قال حدثنا سعيد بن عبيد الله واخوه المغيرة جميعا عن زياد بن جبير عن ابيه عن المغيرة بن شعبة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الراكب خلف الجنازة والماشي حيث شاء منها والطفل يصلى عليه.

حضرت مغیرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بن شعبہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سوار جنازہ کے پیچھے چلے اور پیدل چلنے والا اس کے جس طرف سے چاہے چلے اور بچے پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

مكان الماشي من الجنازة

پیدل چلنے والا جنازہ کے جس طرف سے چاہے چل سکتا ہے

اخبرنا احمد بن بكار الحراني قال حدثنا بشر ابن السرى عن سعيد الثقفى عن عمه زياد بن جبير بن حية عن ابيه عن المغيرة بن شعبة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الراكب خلف الجنازة والماشي حيث شاء منها والطفل يصلى عليه.

حضرت مغیرہ بن شعبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سوار جنازہ کے پیچھے چلے اور پیدل چلنے والا جس طرف سے چاہے چلے اور بچے پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

اخبرنا اسحٰق بن ابراهيم وعلى بن حجر وقتيبة عن سفيان عن الزهرى عن سالم عن ابيه انه راى رسول الله صلى الله عليه وسلم وابا بكر وعمر رضى الله عنهما يمشون امام الجنازة.

حضرت سالم اپنے والد عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر اور عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو جنازہ کے آگے چلتے دیکھا ہے۔

اخبرنا محمد بن عبد اللّٰہ بن یزید قال حدثنا ابی قال حدثنا همام قال حدثنا سفیان ومنصور وزیاد وبکر هو ابن وائل کلهم ذکروا انهم سمعوا من الزهری یحدث ان سالما اخبره ان اباه اخبره انه رأی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم وابا بکر وعمر وعثمان یمشون بین یدی الجنازة بکر وحده لم یذکر عثمان قال ابو عبد الرحمن هذا خطاء والصواب مرسل.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اور ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جنازہ کے آگے چلتے دیکھا ہے۔

الامر بالصلٰوة علی المیت

میت پرنماز پڑھنے کا حکم دینا

اخبرنا علی بن حجر وعمرو بن زرارة النیسابوری قالا حدثنا اسماعیل عن ایوب عن ابی قلابة عن ابی المهلب عن عمران بن حصین قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ان اخاکم قد مات فقوموا فصلوا علیه.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے بھائی (بادشاہ نجاشی) کا انتقال ہوگیا ہے اُٹھواس پرنماز پڑھو۔

الصلٰوة علی الصبیان

بچوں پرنماز پڑھنے کا حکم

اخبرنا عمرو بن منصور حدثنا سفیان قال حدثنا طلحة بن یحیٰی عن عمته عائشة بنت طلحة عن خالتها ام المؤمنین عائشة قالت اتی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم بصبی من صبیان الانصار فصلی علیه قالت عائشة فقلت طوبی لهٰذا عصفور من عصافیر الجنة لم یعمل سوء ولم یدرکه قال اوغیر ذلك یا عائشة خلق اللّٰہ عزوجل الجنة وخلق لها اهلا وخلقهم فی اصلاب اٰبائهم وخلق النار وخلق لها اهلاً وخلقهم فی اصلاب اٰبآئهم.

عائشہ بنت طلحہ اپنی خالہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کے پاس انصار کے بچوں میں سے ایک بچہ لایا گیا آپ نے اس پرنماز پڑھی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا اس کے واسطے خوشخبری ہے جنت کی چڑیوں میں سے ایک چڑیا ہے برائی نہیں کی نہ بالغ ہوکر اس کا زمانہ پایا اس پر حضور ﷺ نے فرمایا بلکہ اس کا غیر یعنی توقف بہتر ہے عائشہ اللہ عزوجل نے جنت کو بنایا ہے اور اس کے واسطے ایک مخلوق بنائی ہے اور ان کو اسی وقت جنتی بنادیا جبکہ وہ اپنے باپوں کی پشت ہی میں تھی اور دوزخ کو پیدا کیا ہے اور اس کے واسطے ایک مخلوق بنائی ہے اور اس کو بھی

اسی وقت دوزخی بنادیا جبکہ وہ اپنے باپوں کی پشت میں موجود تھی۔

تشریح: روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے نابالغ بچے بالاتفاق بہشت میں داخل ہوں گے اب رہا یہ سوال کہ حضور ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس بات پر ناخوشی کا اظہار کیوں فرمایا اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بغیر دلیل کے پورے وثوق اور یقین کے ساتھ یہ بات کہی تھی حالانکہ غیب کے معاملہ پر بلا دلیل قطعی حکم لگانے کا کوئی اختیار نہ تھا اس لئے حضور ﷺ نے ناخوشی کا اظہار فرمایا، یہ حدیث اس وقت فرمائی ہوگی جب کہ آپ کو وحی کے ذریعے سے یہ نہیں بتلایا کہ مسلمانون کے نابالغ بچے جنت میں ہوں گے۔(واللّٰہ تعالٰی اعلم)

الصلٰوة على الاطفال

بچوں پر نماز پڑھنے کا بیان

اخبرنا اسماعيل بن مسعود قال حدثنا خالد قال حدثنا سعيد بن عبيد اللّٰه قال سمعت زياد ابن جبير يحدث عن ابيه عن المغيرة بن شعبة انه ذكر ان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال الراكب خلف الجنازة والماشي حيث شاء منها والطفل يصلى عليه.

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سوار جنازہ کے پیچھے چلے اور پیدل چلنے والا جنازہ کے جس طرف سے چاہئے چلے اور بچے پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

تشریح: ہمارے علماء اور امام شافعیؒ کے نزدیک بچے پر نماز پڑھی جائے گی جبکہ پیدا ہونے کے وقت حیات کی علامت پائی جاتی ہے جیسے آواز کرنے کے بعد کوئی عضو حرکت کرنے کے بعد مرجائے اور امام احمدؒ کا قول ہے کہ بچے پر نماز پڑھی جائے گی اگرچہ پیدا نے ہونے کے وقت آواز وغیرہ معلوم نہ ہو، حنفیہ وغیرہ کی دلیل حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے فرمایا "الطفل لا یصلی علیه حتی یستهل" امام احمد کا استدلال حدیث باب کے عموم سے ہے جو مستہل اور غیر مستہل سب کو شامل ہے، جمہور نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کو اس حدیث پر ترجیح دی ہے کیونکہ ممانعت اور جواز میں تعارض کے وقت ممانعت کو ترجیح دی جاتی ہے۔(كذافي حاشية النسائي لعلامة السندهي)

اولادَ المشركين

مشرکین کی اولاد کا کیا انجام ہوگا اس کا بیان

اخبرنا اسحٰق قال حدثنا سفيان عن الزهري عن عطآء بن يزيد الليثي عن ابي هريرة قال سئل رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن اولاد المشركين فقال الله اعلم بما كانوا عاملين.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے اولاد مشرکین کے بارے میں پوچھا گیا آپ نے فرمایا اللہ ہی جانتا ہے اس عمل کو جو وہ کرنے والے ہوتے۔

اخبرنا محمد بن عبد اللّٰہ بن المبارك قال حدثنا الاسود بن عامر قال حدثنا حماد عن قيس هو ابن سعد عن طاؤس عن ابی هريرة ان النبی صلی اللّٰہ عليه وسلم سئل عن اولاد المشركين فقال اللّٰہ اعلم بما كانوا عاملين.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین کی اولاد کے بارے میں دریافت کیا گیا آپ نے فرمایا اللہ ہی جانتا ہے اس چیز کو جو وہ کرنے والے ہوتے۔

اخبرنا محمد بن المثنی قال حدثنا عبد الرحمن قال حدثنا شعبة عن ابی بشر عن سعيد بن جبير عن ابن عباس قال سئل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ عليه وسلم عن اولاد المشركين فقال خلقهم اللّٰہ حين خلقهم وهو يعلم بما كانوا عاملين.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اولاد مشرکین کے متعلق سوال کیا گیا آپ نے فرمایا اللہ نے ان کو پیدا کیا وہی جانتا ہے اس چیز کو جو وہ کرنے والے ہوتے۔

اخبرنا مجاهد بن موسٰی عن هشيم عن ابی بشر عن سعيد بن جبير عن ابن عباس قال سئل النبی صلی اللّٰہ عليه وسلم عن ذراری المشركين فقال اللّٰہ اعلم بما كانوا عاملين.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اولاد مشرکین کے بارے میں سوال کیا گیا آپ نے فرمایا اللہ ہی جانتا ہے اس چیز کو جو وہ کرنے والے ہوتے۔

تشریح: جنتی ہونے کا مدار کہیں ظاہری عمل پر ہوتا ہے اور کہیں صرف اس استعداد پر جو اچھے برے عمل کا اصلی سبب ہوتی ہے لیکن تقدیر کا یہ پہلو بھی قدرت نے صیغۂ راز میں رکھا ہے چنانچہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اولاد مشرکین کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے صرف اتنا فرمایا کہ اللہ ہی ان کی اس استعداد کو جانتا ہے جس کی بناء پر وہ عمل کرنے والے ہوتے۔

اس لئے اکثر علماء کا فیصلہ مشرکین کے بچوں کے بارے میں یہ ہے کہ ان کی نجات یا ہلاکت کے مسئلہ میں بحث نہ کرنی چاہئے بلکہ بہتر یہ ہے توقف کرے قطعی طور پر جنتی یا دوزخی نہ کہے، حافظ ابن حجرؒ نے کہا ہے کہ اس حدیث کو یعنی عنوان کے تحت کی آخری حدیث کو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا اس عدم سماع کو امام احمدؒ نے بطریق عمار بن ابی عمار ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اولاد مشرکین کے بارے میں کہا کرتا تھا کہ ان کا شمار ان کے مشرک باپوں سے ہوگا یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک شخص نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "**ربهم اعلم بهم هو خلقهم وهو اعلم بما كانوا عاملين**" پھر میں اپنے قول سے رک گیا۔(زهر الرابی)

الصلوٰة على الشهداء

شہداء پر نماز پڑھنا

اخبرنا سويد بن نصر قال اخبرنا عبد اللّٰہ عن ابن جريج قال اخبرنی عكرمة بن خالد ان ابن ابی

عمار اخبره عن شداد بن الهاد ان رجلا من الاعراب جآء الی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فامن به واتبعهٗ ثم قال اهاجرمعك فاوصٰی به النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم بعض اصحابه فلما کانت غزوة غنم النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم سبیاً فقسم وقسم له فاعطی اصحابه ماقسم له وکان یرعٰی ظهرهم فلماجاء دفعوه الیه فقال ماهذا قالوا قسم قسمه لك النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فاخذه فجاء به الی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فقال ماهذا قال قسمته لك قال ماعلی هذا اتبعتك ولٰکنی ابتعتك علی ان ارمٰی الی ههنا واشار الی حلقه بسهم فاموت فادخل الجنة فقال ان تصدق اللّٰہ یصدقك فلبثوا قلیلا ثم نهضوا فی قتال العدو فاتی به النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم یحمل قد اصابه به سهم حیث اشار فقال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم اهوهو قالوا نعم قال صدق اللّٰہ فصدقه ثم کفنه النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فی جبة النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم ثم قدمه فصلی علیه فکان مما ظهر من صلوٰته اللهم هذا عبدك خرج مهاجرا فی سبیلك فقتل شهیدا انا شهید علی ذٰلك.

حضرت شداد بن ہاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ پر ایمان لایا اور آپ کی تابعداری کی پھر اس نے کہا میں ہجرت کر کے آپ کے ساتھ رہوں گا نبی ﷺ نے اپنے بعض اصحاب کو اس کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا اس کے بعد جب جنگ ہوئی تو نبی ﷺ کو غنیمت میں قیدی ملے آپ نے ان کو تقسیم کیا اور اس کو بھی حصہ دیا اور جو اس کے حصہ میں آیا اسے حضور ﷺ نے اپنے اصحاب کو دے دیا اور وہ شخص صحابہ کے اونٹ چراتا تھا جب وہ آ گیا تو صحابہ نے اس کا حصہ اس کو دے دیا اس نے کہا، یہ کیا ہے لوگوں نے جواب دیا یہ تمہارا حصہ ہے جو نبی ﷺ نے تمہارے واسطے لگایا ہے پھر وہ اپنا حصہ لے کر نبی ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ یہ کیا ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے غنیمت کا یہ حصہ تیرے واسطے لگایا ہوں اس نے کہا کہ میں اس کی خاطر آپ کا اتباع نہیں کیا ہاں آپ کا اتباع اس غرض سے کیا ہے کہ اس جگہ پر تیر مارا جائے اس قول کے وقت اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا ہے پھر اللہ کی راہ میں مارا جاؤں اور جنت میں داخل ہو جاؤں، حضور ﷺ نے فرمایا اگر تو اپنی بات شہادت راہ خدا میں سچا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھ کو سچا کر دیں گے پھر کچھ وقت گذرنے کے بعد لوگ دشمن کے مقابلہ میں اُٹھ کھڑے ہوئے اور وہ شخص شہید ہو گیا اس کی اس جگہ تیر لگا جس کی طرف اشارہ کیا تھا پھر اس کو اُٹھا کر نبی ﷺ کے پاس لایا گیا آپ نے فرمایا یہ وہی شخص ہے لوگوں نے بتایا جی ہاں حضور ﷺ نے فرمایا اس نے سچ کر دکھایا اللہ کو اور گویا کہ اپنے فعل سے اللہ کی تصدیق کی پھر نبی ﷺ نے اپنے جبہ کا کفن اس کو پہنا دیا پھر اس کو سامنے رکھا اور اس پر نماز پڑھی اور جو الفاظ حضور ﷺ نے اس کے حق میں فرمائے تھے وہ یہ تھے "اللهم هٰذا عبدك الخ" اے اللہ یہ تیرا بندہ ہے تیرے راستہ میں ہجرت کی نیت سے نکلا ہے اور شہید ہو کر مارا گیا ہے میں اس پر گواہ ہوں۔

اخبرنا قتیبة قال حدثنا اللیث عن یزید عن ابی الخیر عن عقبة ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم خرج یوماً فصلی علی اهل احدٍ صلوٰته علی المیت ثم انصرف الی المنبر فقال انی فرط لکم وانا شهید علیکم.

حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے پھر اہل احد پر نماز پڑھی جیسے میت پر پڑھتے تھے پھر منبر کی طرف تشریف لے گئے اور اس پر چڑھ کر فرمایا کہ میں تمہارے واسطے پیش رو ہوں اور تمہارے واسطے گواہ ہوں۔

تشریح: پہلی حدیث بتارہی ہے کہ شہید پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی یہی حنفیہ کا مسلک ہے امام شافعیؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ شہید پر نماز نہ پڑھے دوسری روایت میں راوی نے اس امر کا ذکر کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل احد پر نماز پڑھی یعنی آخری عمر میں شہداء احد پر نماز پڑھی یہ جمہور علماء کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت پر محمول ہے اس کو دعاء پر حمل کرنا تاویل بعید ہے ہے جس کا کوئی اعتبار نہیں۔(واللہ تعالیٰ اعلم، قالہ علامۃ السندھیؒ)

ترک الصلوٰۃ علیہم

اہل احد پر نماز نہ پڑھنے کا بیان

اخبرنا قتیبۃ قال حدثنا اللیث عن ابن شہاب عن عبد الرحمن بن کعب بن مالک ان جابر بن عبد اللہ اخبرہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یجمع بین الرجلین من قتلی احد فی ثوب واحد ثم یقول ایہما اکثر اخذا للقرآن فاذا اشیر الی احدہما قدمہ فی اللحد قال انا شہید علی ہولآء وامر ہم بدفنہم بدمائہم ولم یصل علیہم ولم یغسلوا۔

عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے روایت ہے کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہداء احد میں سے دو دو آدمی کو اکھٹے ایک قبر میں رکھتے تھے پھر پوچھتے تھے کہ ان دونوں میں قرآن کس کو زیادہ یاد تھا جب ان میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا تو اس کو قبر میں آگے رکھ دیتے (یعنی جانب قبلہ کے) اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ان لوگوں کے واسطے گواہ ہوں اور ان کو ان کے خون کے ساتھ دفن کرنے کا حکم دیا اور ان پر نماز نہیں پڑھی اور نہ ان کو غسل دیا گیا ہے۔

تشریح: اس حدیث کے لفظ "فی ثوب واحد" کے معنی ہیں "فی قبر واحد" یعنی دو، دو حضرات کو ایک قبر میں دفن کیا گیا یہ معنی نہیں کہ ایک ہی کپڑے میں کفن دیا گیا کیونکہ اس سے ایک کا ننگا بدن دوسرے کے ننگے بدن سے لگ جاتا یہ جائز نہیں بلکہ دونوں میں سے ہر ایک کو اس کے خون آلودہ اور غیر خون آلودہ کپڑے میں کفن دینا چاہیے، قالہ الطیبیؒ اور علامہ خطابیؒ نے کہا کہ ضرورت کے وقت دو میت یا اس سے زیادہ کو ایک ہی کپڑے میں دفن کرنا درست ہے جیسا کہ ضرورت کے وقت ایک قبر میں دفن کرنا جائز ہے "نقلہ میرك عن الازھار" لیکن ہمارے نزدیک دونوں کے شرمگاہ علیحدہ چھپائے بغیر جائز نہیں ہے، علامہ طیبیؒ نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شہید پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے گی، ملاعلی قاریؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث معارض ہے گذشتہ عنوان کے ماتحت کی حدیث کے اب چند وجوہ کی بناء پر نماز کو ترجیح دی جائے گی یا تو نماز کے اثبات کی وجہ سے یا احتیاط کی بناء پر یا تساقط کی صورت میں رجوع الی الاصل کی بناء پر۔(واللہ تعالیٰ اعلم، مرقات: ۵۴/۴)

علامہ سندھیؒ نے فرمایا کہ جو علماء شہید پر نماز جنازہ پڑھنے کے قائل ہیں وہ "ولم یصل علیہم" کا یہ مطلب بیان

کرتے ہیں کہ جیسی نماز حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پڑھی تھی ویسی کسی پر نہیں پڑھی اس لئے کہ ان پر متعدد مرتبہ نماز پڑھی گئی اور ان کے علاوہ دوسرے شہداء پر ایک ایک مرتبہ نماز پڑھی گئی۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

ترک الصلوٰة علی المرجوم

جس کو سنگسار کیا گیا ہے اس کی نماز نہ پڑھنے کا بیان

اخبرنا محمد بن یحیٰی ونوح بن حبیب قالا حدثنا عبد الرزاق قال حدثنا معمر عن الزهری عن ابی سلمة بن عبد الرحمن عن جابر بن عبد اللّٰه ان رجلا من اسلم جاء الی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فاعترف بالزناء فاعرض عنه ثم اعترف فاعرض عنه ثم اعترف فاعرض عنه حتی شهد علی نفسه اربع مرات فقال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ابك جنون قال لا قال احصنت قال نعم فامر به النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فرجم فلما اذلقته الحجارة فرفادرك فرجم فمات فقال له النبی صلی اللّٰه علیه وسلم خیرا ولم یصل علیه.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ اسلم کا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے زناء کا اقرار کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف سے چہرہ مبارک اور طرف پھیر لیا اس نے دوبارہ اقرار کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف سے چہرہ مبارک پھیر لیا اس نے تیسری مرتبہ اقرار کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اعراض فرمالیا حتیٰ کہ اس نے چار مرتبہ زناء کا اقرار کیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تجھ کو دیوانگی ہے اس نے کہا نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو شادی شدہ ہے اس نے کہا جی ہاں پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو رجم مارنے کا حکم دیا اور اس کو رجم مارا گیا جب اس کو پتھر لگنے کی تکلیف پہنچی تو بھاگنے لگا پھر اسے پکڑ لیا گیا اور سنگسار کیا گیا وہ مرگیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں کلمات خیر فرمائے مگر خود اس پر نماز نہیں پڑھی تاکہ نافرمان لوگ اس سے دھوکہ نہ کھائیں۔

الصلوٰة علی المرجوم

جس کو سنگسار کیا گیا ہے اس پر نماز پڑھنے کا بیان

اخبرنا اسماعیل بن مسعود قال حدثنا خالدقال حدثنا هشام عن یحیٰی بن ابی کثیر عن ابی قلابة عن ابی المهلب عن عمران بن حصین ان امرأة من جهنیة اتت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فقال انی زنیت وهی حبلی فدفعها الی ولیها فقال احسن الیها فاذا وضعت فأتنی بها فلما وضعت جآء بها فامر بها فشکت علیها ثیابها ثم رجمها ثم صلّی علیها فقال له عمر اتصلی علیها وقد زنت فقال لقد تابت توبةً لو قسمت علی سبعین من اهل المدینة لوسعتهم وهل وجدت توبةً افضل من ان جآدت بنفسها لله عزوجل.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا کہ میں نے زناء کیا ہے اور میں حاملہ ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو اس کے ولی کے سپرد کیا اور فرمایا کہ اس کا اچھی طرح خیال رکھنا پھر جب وہ جنے گی تو اس کو میرے پاس لانا جب اس کی ولادت ہوئی تو اس کو لایا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس پر اس کے کپڑے لپیٹ دیئے گئے پھر اس کو سنگسار کیا پھر اس پر نماز پڑھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ نے اس پر نماز پڑھی حالانکہ اس نے زناء کیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اس کو اہل مدینہ میں سے ستر آدمیوں پر تقسیم کیا جائے تو سب کے لئے کافی ہوگی کیا تم نے اس سے افضل توبہ دیکھی کہ اس نے اپنی جان کو اللہ عزوجل کے لئے قربان کردیا۔

تشریح: اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت پر نماز پڑھی جس کو سنگسار کیا گیا تھا جس سے معلوم ہوا کہ امام کو اختیار ہے کہ جس مرجوم پر چاہے نماز پڑھے اور جس پر چاہے نہ پڑھے۔(قاله علامة السندهي)

الصلوٰة على من يحيف في وصيته

جو شخص اپنی وصیت میں حق تلفی کرے اس پر نماز پڑھنے کا بیان

اخبرنا علي ابن حجر قال حدثنا هشيم عن منصور وهو ابن زاذان عن الحسن عن عمران بن حصين ان رجلا اعتق ستة مملوكين له عند موته ولم يكن له مال غيرهم فبلغ ذلك النبي صلي الله عليه وسلم فغضب من ذلك لقد هممت ان لا اصلي عليه ثم دعا مملوكيه فجزأ هم ثلثة اجزاءٍ اقرع بينهم فاعتق اثنين وارق اربعةً.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے اپنی موت کے وقت اپنے چھ غلام آزاد کئے اس کے واسطے ان کے علاوہ اور کوئی مال نہ تھا اس کی اطلاع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی اس کے اس فعل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آگیا اس لئے فرمایا کہ میں نے قصد کرلیا تھا اس پر نماز نہ پڑھوں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے غلاموں کو بلایا اور ان کے تین حصے کئے پھر ان کے درمیان قرعہ ڈالا پھر دو آزاد کئے اور چار غلام رکھے۔

تشریح: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر جو غصہ فرمایا اس کا سبب یہ ہے کہ اس نے موت کے وقت سب غلاموں کو آزاد کردیا اور وارثوں کی رعایت نہ کی اس لئے یتیم بچوں پر شفقت ورحم فرماتے ہوئے اس کی وصیت کو تہائی مال میں جاری کیا ہے اور شارحین نے لکھا ہے کہ وہ غلام قیمت میں برابر تھے۔

الصلوٰة على من غلّ

جس نے خیانت کی اس پر نماز پڑھنے کا بیان

اخبرنا عبيد الله بن سعيد قال حدثنا يحيٰى بن سعيد عن يحيٰى بن سعيد الانصاري عن محمد بن

یحیٰی بن حبان عن ابی عمرة عن زید بن خالد قال مات رجل بخیبر فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم صلوا علی صاحبکم انه غل فی سبیل اللّٰہ ففتشنا متاعهٗ فوجدنا فیه خرزا من خرز یهود ما یساوی درهمین.

حضرت زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کا خیبر میں انتقال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے ساتھی پر نماز جنازہ پڑھو (میں نہیں پڑھوں گا اس کا یہ عذر بیان کیا ہے) کہ اس نے اللہ کی راہ میں یعنی مال غنیمت میں قبل از تقسیم خیانت کی ہے ہم نے اس کا اسباب تلاش کیا تو اس میں یہودی کے منکون میں سے کچھ منکے پائے جو دو درہم کی قیمت کے برابر بھی نہ تھے۔

الصلٰوة علی من علیه دین

جس پر دین ہو اس کے جنازہ کی نماز کا بیان

اخبرنا محمود بن غیلان قال حدثنا ابو داؤد قال حدثنا شعبة عن عثمان ابن عبد اللّٰہ بن موهب سمعت عبد اللّٰہ بن ابی قتادة یحدث عن ابیه ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم اتی برجل من الانصار لیصلی علیه فقال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم صلوا علی صاحبکم فان علیه دینا قال ابو قتادة هو علیّ قال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم بالوفاء قال بالوفاء فصلی علیه.

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک انصاری شخص لایا گیا تا کہ آپ اس پر نماز پڑھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے ساتھی پر نماز پڑھو (میں نہیں پڑھوں گا) اس لئے کہ اس پر قرض ہے ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اس کا قرض میں اپنے ذمہ لیتا ہوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو تم ضرور ادا کرو گے انہوں نے کہا ضرور ادا کروں گا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی۔

اخبرنا عمرو بن علی ومحمد بن المثنی قالا حدثنا یحیٰی قال حدثنا یزید هو یزید بن ابی عبید قال حدثنا سلمة یعنی ابن الاکواع قال اتی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم بجنازة فقالوا یا نبی اللّٰہ صل علیها قال هل ترک علیه دین قالوا نعم قال هل ترک من شیء قالوا لا قال صلوا علی صاحبکم قال رجل من الانصار یقال له ابو قتادة صل علیه وعلیّ دینه فصلی علیه.

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جنازہ لایا گیا لوگوں نے کہا اے اللہ کے نبی اس پر نماز پڑھیں آپ نے فرمایا کیا اس کے ذمہ قرض چھوڑا گیا ہے لوگوں نے کہا ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا اس نے کچھ مال چھوڑا ہے انہوں نے کہا نہیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے ساتھی پر نماز پڑھو ایک انصاری شخص نے کہا جس کو ابوقتادہ کہتے ہیں حضور آپ اس پر نماز پڑھیں اس کا قرض میرے ذمہ ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی۔

اخبرنا نوح بن حبیب القومسی قال حدثنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن الزهری عن ابی سلمة

عن جابر قال کان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم لا یصلی علی رجل علیه دین فاتی بمیت فسأل اعلیه دین قالوا نعم علیه دینار ان قال صلوا علی صاحبکم قال ابو قتادة هما علیّ یا رسول اللّٰہ فصلی علیه فلما فتح اللّٰہ علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال انا اولی بکل مؤمن من نفسه من ترک دیناً فعلیّ ومن ترک مالاً فلورثته.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص پر نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے جس کے ذمہ دین ہوتا ایک میت لایا گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا اس پر دین ہے لوگوں نے کہا ہاں اس کے ذمہ دو دینار ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے ساتھی پر نماز پڑھو ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا رسول اللہ وہ دونوں دینار میں ادا کروں گا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی پھر جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح وکشادگی عطا فرمائی تو فرمایا کہ میں زیادہ تعلق رکھتا ہوں ہر مؤمن کے ساتھ اس کی جان سے بھی جو قرض چھوڑ جائے اس کا ادا کرنا مجھ پر ہے اور جو مال چھوڑ جائے وہ اس کے وارثوں کیلئے ہے۔

اخبرنا یونس بن عبد الاعلی قال حدثنا ابن وهب قال اخبرنی یونس وابن ابی ذئب عن ابن شهاب عن ابی سلمة عن ابی هریرة ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم کان اذا توفی المؤمن وعلیه دین فیسأل هل ترک لدینه من قضآء فان قالوا نعم صلی علیه وان قالوا لا قال صلوا علی صاحبکم فلما فتح اللّٰہ عزوجل علی رسوله صلی اللّٰہ علیه وسلم قال انا اولی بالمؤمنین من انفسهم فمن توفی وعلیه دین فعلیّ قضآء ہ ومن ترک مالاً فهو لورثته.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب کسی مؤمن کا انتقال ہوتا اور اس پر قرض ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھتے کیا اس نے اپنے قرض کی ادائیگی کے لئے کچھ مال چھوڑا ہے اگر لوگ ہاں کہتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر نماز پڑھتے اور اگر لوگ نہیں کہتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تم اپنے ساتھی کے جنازہ کی نماز پڑھو پھر جب اللہ برتر و بزرگ نے فتح عطا فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو فرمایا میں مسلمانوں کے ساتھ ان کی جانوں سے بھی زیادہ تعلق رکھتا ہوں پس جو شخص مر جائے اور اس پر قرض ہو تو اس کے قرض کا ادا کرنا مجھ پر ہے اور جو مال چھوڑ جائے وہ اپنے وارثوں کے لئے ہے۔

تشریح: ان روایات میں ابتدائی حال کا بیان ہے کہ شروع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقروض پر نماز نہیں پڑھتے تھے جس نے اپنے قرض کی ادائیگی کے لئے کچھ نہ چھوڑا ہوتا کہ لوگ چوکس رہیں اور قرض کی ادائیگی میں غفلت اور لاپرواہی سے ڈریں پھر جب اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وسعت اور خوش حالی عطاء فرمائی تو آپ مقروض کی طرف سے قرض ادا کر دیتے تھے اور اس پر نماز جنازہ بھی پڑھتے تھے دوسرا مسئلہ یہ بھی معلوم ہوا کہ جو لوگ میت کی طرف سے صحت کفالہ کے قائل ہیں وہ ان روایات سے استدلال کرتے ہیں۔ (کذا فی حاشیة النسائی)

ترک الصلوٰة علی من قتل نفسه

خودکشی کرنے والے پر نماز نہ پڑھنے کا بیان

اخبرنا اسحٰق بن منصور قال حدثنا ابو الولید قال حدثنا ابو خیثمة زهیر قال حدثنا سماك عن جابر

بن سمرة ان رجلا قتل نفسه بمشاقص فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم امّا انا فلا اصلی علیه.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنے آپ کو تیر کی بھال سے مار ڈالا ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھوں گا۔

اخبرنا محمد بن عبد الاعلیٰ قال حدثنا خالد قال حدثنا شعبة عن سلیمان سمعت ذکوان یحدث عن ابی هریرة عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال من تردّی من جبل فقتل نفسهٗ فهو فی نار جهنم یتردی خالداً مخلداً فیها ابداً ومن تحسّٰی سمّاً فقتل نفسه فسمّهٗ فی یده یتحسّاه فی نارجهنم خالداً مخلداً ابداً ومن قتل نفسه بحد یدة ثم انقطع علیّ شئی خالد یقول کانت حدیدته فی یده یجأبها فی بطنه فی نار جهنم خالداً مخلداً فیها ابداً.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جس نے اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا دیا اور اپنی جان کو مار ڈالا تو وہ دوزخ کی آگ میں گرتا رہے گا اور جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ پڑا رہے گا، اور جس نے زہر پی کر اپنے آپ کو مار دیا تو زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا جس کو وہ دوزخ کی آگ میں پیتا رہے گا اور دوزخ میں ہمیشہ پڑا رہے گا، اور جس نے اپنے آپ کو کسی تیز چیز سے یعنی چھری وغیرہ سے مار ڈالا تو وہ تیز چیز اس کے ہاتھ میں ہوگی اس کو اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ میں مارتا رہے گا اور جہنم میں ہمیشہ پڑا رہے گا۔

تشریح: امام نوویؒ نے فرمایا کہ کچھ علماء کا قول یہ ہے کہ قاتل نفس یعنی خودکشی کرنے والے کے جنازہ کی نماز جائز نہیں یہی امام اوزاعیؒ کا مذہب بھی ہے ان کی دلیل حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے جو عنوان کے تحت مذکور ہے لیکن جمہور کے نزدیک قاتل نفس کے جنازہ کی نماز درست ہے اس لئے وہ اس حدیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود اس شخص پر نماز اس غرض سے نہیں پڑھی کہ لوگ اس قسم کے غیر شرعی بدترین فعل سے باز رہیں مگر صحابہ کرام نے اس کے جنازے کی نماز پڑھی اور اس خودکشی کرنے والے کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معاملہ بالکل اسی طرح ہے جیسا کہ آپ نے ابتدائی دور میں مقروض کے جنازے کی نماز نہیں پڑھی تا کہ لوگ حقوق العباد یعنی قرض کی ادائیگی میں غفلت اور لاپرواہی کو چھوڑ دیں لیکن آپ نے صحابہ کو اس مقروض پر نماز پڑھنے کا حکم دیا چنانچہ فرمایا "**صلوا علی صاحبکم**"۔

دوسری حدیث جو عنوان کے ماتحت ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خودکشی کرنے والا جہنم کی دائمی عذاب میں گرفتار رہے گا اور اس کو سزا اسی چیز سے دی جائے گی جس سے وہ اپنے آپ کو ہلاک کیا تھا جس کا بیان اس حدیث میں ہے لیکن امام ترمذیؒ نے فرمایا کہ روایت بدون "**خالداً مخلداً ابداً**" کے آئی ہے اور یہ روایت اصح ہے کیونکہ دوسری روایات سے اہل توحید کا دوزخ سے نکلنا ثابت ہے۔

علامہ سندھیؒ کا ارشاد:

آپ نے اس کو نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ اگر یہ حدیث صحیح ہو تو ہمیشہ جہنم میں رہنے سے مراد یہ ہے کہ جو شخص حلال جان کر

ان چیزوں سے یعنی چھری وغیرہ سے خودکو مارڈالے وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا یا مراد ہمیشہ رہنے سے مدت درازتک پڑا رہے گا جہنم میں۔(واللّٰہ تعالٰی اعلم، کذافی حاشیۃ النسائی)

الصلٰوۃ علی المنافق

منافق پرنماز پڑھنے کا بیان

• اخبرنامحمدبن عبد اللّٰہ بن المبارك قال حدثنا حجین بن المثنی قال حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن شهاب عن عبید اللّٰہ بن عبد اللّٰہ عن عبد اللّٰہ بن عباس عن عمربن الخطاب قال لما مات عبد اللّٰہ ابن ابی بن سلول دعی له رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لیصلی علیه فلما قام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم وثبت الیه فقلت یا رسول اللّٰہ تصلی علی ابن ابی وقد قال یوم كذا وكذا وكذا وكذاعدد علیه فتبسم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم وقال اخرعنی یا عمر فلما اكثرت علیه قال انی قد خیرت فاخترت فلو علمت انی ان زدت علی السبعین غفرله لزدت علیها فصلی علیه رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ثم انصرف فلم یمكث الایسیراً حتی نزلت الآیتان من برائة "ولا تصل علیٰ احدٍ منهم مّات ابداً ولا تقم علیٰ قبرهٖ انهم كفروا باللّٰہ ورسوله وماتوا وهم فاسقون" فعجبت بعد من جراتی علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یومئذواللّٰہ ورسوله اعلم.

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن ابی بن سلول مرگیا تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا گیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کی غرض سے کھڑے ہوئے تو میں جلدی سے آپ کے پاس حاضر ہوگیا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ کیا آپ عبداللہ بن ابی پر نماز پڑھ رہے ہیں حالانکہ اس نے فلاں دن یہ باتیں کہیں اور فلاں دن یہ باتیں اور فلاں دن یہ باتیں میں نے گنتی کر کے اس کی ساری شرارتیں بتلادیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا اے عمر میرے پاس سے ہٹ جاؤ پھر بھی جب میں اس کی زیادہ برائیاں کرنے لگا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک مجھے (استغفار کرنے اور نہ کرنے کا) اختیار دیا گیا ہے لہٰذا میں نے (اس کے لئے استغفار کرنے کو) اختیار کرلیا اور اگر مجھے معلوم ہوتا کہ ستر بار سے زیادہ میری دعا کرنے سے اس کی مغفرت ہوجائے گی تو میں ستر بار سے زائد دعائے مغفرت کرتا غرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ کے جنازہ کی نماز پڑھی پھر نماز سے واپسی کے تھوڑی دیر بعد سورۃ براۃ کی دو آیتیں نازل ہوگئیں "ولا تصل علی احد منهم الخ" حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے بعد میں اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی جرأت پر تعجب ہوا حالانکہ اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں۔

الصلٰوۃ علی الجنازۃ فی المسجد

مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کا بیان

اخبرنا اسحٰق بن ابراهیم وعلی ابن حجر قالا حدثنا عبد العزیز بن محمد عن عبد الواحد بن حمزة

عن عباد بن عبد اللّٰه بن الزبير عن عائشة قالت ماصلى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم على سهيل بن بيضآء الا فى السمجد.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن بیضاء پر نماز نہیں پڑھی مگر مسجد میں۔

اخبرنا سويد بن نصر قال حدثنا عبد اللّٰه عن موسٰى بن عقبة عن عبدالواحد بن حمزة ان عباد بن عبد اللّٰه بن الزبير اخبره ان عائشة قالت ماصلى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم على سهيل بن بيضآء الا فى جوف المسجد.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن بیضاء پر نماز نہیں پڑھی مگر مسجد کے اندر۔

تشریح: امام نوویؒ نے کہا کہ بیضاء کے تین بیٹے ہیں سہل و سہیل اور صفوان ان کی ماں کا نام رعد ہے اور بیضاء اس کا لقب ہے، مسجد میں جنازہ کی نماز پڑھنی امام شافعیؒ وغیرہ کے نزدیک درست ہے یہ حدیث ان کی دلیل ہے حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہے ان کی دلیل صحیح مسلم کی روایت ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ ان کو مسجد میں داخل کرو تا کہ میں ان پر نماز پڑھوں تو صحابہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر انکار کیا ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول نماز جنازہ مسجد میں پڑھنے کا نہ تھا اگر آپ کا معمول رہا ہوتا تو پھر صحابہ کرام حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث کی مخالفت نہ کرتے ان کی مخالفت بتا رہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی عمل مسجد میں پڑھنے کا نہ تھا۔

حدیث باب کا جواب:

سہیل بن بیضاء کی نماز جنازہ شاید بارش کے عذر کی وجہ سے مسجد میں پڑھی یا خصوصیت پر محمول ہے یا بیان جواز پر محمول ہے۔(واللّٰه تعالٰى اعلم، مرقات ومظاهر حق)

الصلٰوة على الجنازة بالليل

رات کو جنازہ پر نماز پڑھنے کا بیان

اخبرنا يونس بن عبد الاعلٰى قال حدثنا ابن وهب قال حدثنى يونس عن ابن شهاب قال اخبرنى ابوامامة بن سهل بن حنيف انه قال اشتكت امرأة بالعوا لى مسكينة فكان النبى صلى اللّٰه عليه وسلم يسألهم عنها وقال إن ماتت فلا تدفنوها حتى اصلى عليها فتوفيت فجآؤا بها الى المدينة بعد العتمة فوجد وا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قد نام فكرهوا ان يوقظوه فصلوا عليها ودفنوها ببقيع الغر قد فلما اصبح رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم جآؤا فسألهم عنها فقالوا قد دفنت يا رسول اللّٰه وقد جئناك فوجد ناك نآئماً فكرهنا ان نوقظك قال فانطلقوا فانطلق يمشى ومشوا معه حتى اروه قبرها فقام رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وصفوا وراء ه فصلى عليها وكبر اربعاً.

حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مسکین عورت عوالی مدنیہ میں بیمار ہوئی (عوالی وہ بستیاں جو شہر مدینہ کے باہر بلندی پر ہیں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے اس عورت کا حال پوچھتے تھے اور فرمایا کہ اگر یہ عورت مرجائے تو تم اس کو دفن نہ کرنا جب تک کہ میں اس پر نماز نہ پڑھوں وہ عورت مرگئی تو لوگوں نے اس کو عشاء کے بعد مدینہ میں لایا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے تھے اس لئے انہوں نے آپ کو جگانا پسند نہیں کیا پس انہوں نے اس پر نماز پڑھی اور اسے بقیع الغرقد یعنی مدینہ کے قبرستان میں دفن کردیا پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی تو وہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہوئے آپ نے ان سے اس عورت کا حال پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ یا رسول اللہ اس کو دفن کردیا گیا ہے ہم آپ کے پاس آئے تھے جبکہ آپ سو رہے تھے اس لئے ہم نے آپ کو جگانا مناسب نہیں سمجھا آپ نے فرمایا چلو آپ اور لوگ بھی آپ کے ساتھ چلنے لگے یہاں تک کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس عورت کی قبر دکھلا دی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور لوگ بھی صف باندھ کر آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے پھر آپ نے اس پر نماز پڑھی اور چار تکبیریں کہیں۔

تنبیہ: یہ حدیث مع ترجمہ وتشریح پیچھے گذر چکی ہے۔

الصفوف علی الجنازة

جنازے پر صفیں باندھنے کا بیان

اخبرنا محمد بن عبید عن حفص بن غیاث عن ابن جریج عن عطآء عن جابر ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال انّ اخا کم النجاشی قد مات فقوموا فصلوا علیه فقام فصف بنا کمایصف علی الجنازة وصلی علیه.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے بھائی نجاشی کا انتقال ہوگیا ہے کھڑے ہوجاؤ ان پر نماز پڑھو پس آپ کھڑے ہوئے اور ہماری صفیں باندھیں جیسا کہ جنازہ پر صفیں باندھی جاتی ہیں اور ان پر نماز پڑھی۔

اخبرنا سوید بن نصر قال حدثنا عبد اللّٰه عن مالك عن ابن شهاب عن سعید بن المسیب عن ابی هریرة ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم نعی للناس النجاشی الیوم الذی مات فیه ثم خرج بهم الی المصلی فصف بهم فصلی علیه وکبر اربع تکبیرات.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو (حبشہ کے بادشاہ) نجاشی کی موت کی خبر دی جس دن ان کا انتقال ہوا پھر لوگوں کے ساتھ عیدگاہ کی طرف نکلے اور ان کی صف بنائی اور ان پر نماز پڑھی اور چار تکبیریں کہیں

اخبرنا محمدبن رافع قال حدثنا عبد الرزاق اخبرنا معمرٌ عن الزهری عن ابن المسیب و ابی سلمة عن ابی هریرة قال نعی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم النجاشی لاصحابه بالمدینة فصفوا خلفه فصلی علیه وکبر اربعاً قال ابو عبد الرحمن ابن المسیَب انی لم افهمه کما اردت.

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اپنے اصحاب کو مدینہ میں نجاشی کی موت کی اطلاع دی تو انہوں نے آپ کے پیچھے صف باندھیں اور آپ نے نجاشی پر نماز پڑھی اور چار تکبیریں کہیں۔

اخبرنا علی بن حجر قال اخبرنا اسماعیل بن ایوب عن ابی الزبیر عن جابر ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال ان اخاکم قد مات فقوموا فصلوا فصففنا علیہ صفین.

حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ تمہارے بھائی (نجاشی) کا انتقال ہوگیا ہے اُٹھو ان پر نماز پڑھو تو ہم نے ان پر دو صفیں باندھیں۔

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا ابوداؤد سمعت شعبة یقول الساعة یخرج حدثنا ابو الزبیر عن جابر قال کنت فی الصف الثانی یوم صلی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی النجاشی.

حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں دوسری صف میں تھا جس دن رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے نجاشی پر نماز پڑھی۔

اخبرنا اسماعیل بن مسعود قال حدثنا بشر بن المفضل قال حدثنا یونس عن محمد بن سیرین عن ابی الملھب عن عمران بن حصین قال قال لنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انّ اخاکم النجاشی قد مات فقوموا فصلوا علیہ قال قمنا فصففنا علیہ کما یصف علی المیت وصلینا علیہ کما یصلی علی المیت.

حضرت عمران بن حصین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے کہ ہم سے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ تمہارے بھائی نجاشی کا انتقال ہوگیا ہے اُٹھو ان پر نماز پڑھو عمران بن حصین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ہم اُٹھے اور صفیں باندھیں جیسے میت پر باندھی جاتی ہیں اور ان کے جنازہ پر نماز پڑھی جیسا کہ میت پر پڑھی جاتی ہے۔

تنبیہ: صلوٰۃ علی الغائب کے متعلق کیا حکم ہے وہ پیچھے گذر چکا ہے۔

الصلٰوۃ علی الجنازۃ قائماً

کھڑے ہوکر جنازے کی نماز پڑھنے کا بیان

اخبرنا حمید بن مسعدة عن عبد الوارث قال حدثنا حسین عن ابن بریدة عن سمرة قال صلیت مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی ام کعب ماتت فی نفاسھا فقام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی الصلٰوۃ فی وسطھا.

حضرت سمرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ساتھ اُمّ کعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کے جنازے کی نماز پڑھی اس کا انتقال اپنے نفاس میں ہوگیا تھا پس رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نماز میں اس کے بیچ میں کھڑے ہوئے۔

تشریح: حنفیہ کے نزدیک امام میت کے سینہ کے مقابل کھڑا ہو خواہ مرد ہو یا عورت اور امام شافعیؒ کے نزدیک مرد کے سر کے مقابل اور عورت کے چوتڑ کے مقابل کھڑا ہو، شیخ ابن ہمامؒ نے کہا کہ یہ حدیث سینہ کے سامنے کھڑے ہونے کی منافی نہیں اس لئے کہ سینہ وسط ہے یعنی اعضاء کے درمیان پڑا ہے اس لئے کہ اوپر اس کے سر اور ہاتھ ہیں اور نیچے اس کے پیٹ اور پاؤں۔
(فتح القدیر)

اجتماع جنازة صبى وامرأة

بچے اور عورت کا جنازہ کا جمع ہونا

اخبرنا محمدبن عبد اللّٰه بن يزيد قال حدثنا ابى قال حدثنا سعيد قال حدثنى يزيد بن ابى حبيب عن عطآء بن ابى رباح عن عمار قال حضرت جنازة صبى وامرأة فقدم الصبى مما يلى القوم ووضعت المرأة ورآء ه فصلى عليهما وفى القوم ابو سعيدالخدرى وابن عباس وابو قتادة وابوهريرة فسألتهم عن ذلك فقالوا السنة.

حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک بچے اور ایک عورت کا جنازہ حاضر ہوا تو بچے کو قوم کے پاس آگے رکھا گیا اور عورت کو اس کے پیچھے (قبلہ کی جانب میں) رکھا گیا پھر دونوں پر نماز پڑھی گئی اور قوم میں ابوسعید خدری اور ابن عباس اور ابوقتادہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب تھے میں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ سنت کا طریقہ ہے۔

تشریح: حدیث میں نماز جنازہ کا جو طریقہ مذکور ہے اس کے متعلق یہ کہنا کہ یہ سنت ہے حدیث مرفوع کے حکم میں ہے (کذافی حاشیہ النسائی لعلامۃ السندھی)

اجتماع جنائز الرجال والنساء

مردوں اور عورتوں کے جنازوں پر ایک ساتھ نماز پڑھنے کا بیان

اخبر نا محمد بن رافع قال اخبرنا عبد الرزاق قال اخبرنا ابن جريج قال سمعت نافعا يزعم ان ابن عمر صلى على تسع جنائز جميعا فجعل الرجال يلون الامام والنسآء يلين القبلة فصفهن صفا واحداً ووضعت جنازة ام كلثوم بنت على امرأة عمر بن الخطاب وابن لها يقال له زيد وضعاجميعاوالامام يومئذ سعيد بن العاص وفى الناس ابن عمر وابو هريرة وابوسعيد وابو قتادة فوضع الغلام مما يلى الامام فقال رجل فانكرت ذالك فنظرت الى ابن عباس وابى هريرة وابى سعيد وابى قتادة فقلت ما هذا قالوا هى السنة.

ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے حضرت نافع سے سنا ہے وہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نو جنازوں

پر ایک ساتھ نماز پڑھی مردوں کو امام کے قریب سامنے رکھا گیا اور عورتوں کو ان کے پیچھے قبلہ کی جانب میں اور سب جنازوں کی ایک صف بنائی اور اُمّ کلثوم جو حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی بیٹی اور حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی بیوی ہے اس کو اور اس کے بیٹے زید کے جنازہ کو ایک ساتھ رکھا گیا اور اس دن امام سعید بن العاص تھے اور لوگوں میں ابن عمر و ابوسعید و ابوقتادہ اور ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ تھے اور لڑکے کو امام کے قریب آگے رکھا گیا ایک شخص نے کہا کہ میں نے اس کو اچھا نہیں سمجھا پھر میں نے ابن عباس و ابو ہریرہ و ابوسعید اور ابوقتادہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی طرف دیکھا اور عرض کیا یہ کیا طریقہ ہے تو انہوں نے فرمایا کہ یہ سنت ہے۔

اخبرنا علی ابن حجرقال اخبرنا ابن المبارك والفضل بن موسٰی واخبرنا سوید قال اخبرنا عبد اللّٰه عن حسین المكتب عن عبد اللّٰه بن بریدة عن سمرة بن جندب انَّ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم صلی علی امِّ فلان ماتت نفاسها فقام فی وسطها.

حضرت سمرہ بن جندب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اُمّ فلاں (ام کعب) پر نماز پڑھی اس کا انتقال اپنے نفاس میں ہو گیا تھا آپ اس کے بیچ میں کھڑے ہوئے۔

عددالتكبیرعلی الجنازة

جنازہ پر تکبیر کی تعداد کا بیان

اخبرنا قتیبة عن مالك عن ابن شهاب عن سعید عن ابی هریرة انَّ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم نعی للناس النجاشی وخرج بهم فصف بهم وكبر اربع تكبیرات.

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے لوگوں کو نجاشی کی وفات کی خبر دی اور لوگوں کے ساتھ نکلے اور ان کی صفیں درست کیں اور چار تکبیریں کہیں۔

اخبرنا قتیبة قال حدثنا سفیان عن الزهری عن ابی امامة بن سهل قال مرضت امرأة من اهل العوالی وكان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم احسن شیء عیادة للمریض فقال اذا ماتت فاذنونی فماتت لیلاً فدفنوها ولم یعلموا النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فلما اصبح سأل عنها فقالوا كرهنا ان نوقظك یا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فاتی قبرها فصلی علیها وكبر اربعاً.

حضرت ابوامامہ بن سہل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ عوالی کے باشندوں میں سے ایک عورت بیمار ہو گئی اور رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مریض کی بہت زیادہ عیادت کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ جب یہ مر جائے تو مجھے مطلع کرنا وہ عورت رات کو مر گئی لوگوں نے اسے رات کو دفن کر دیا نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو اطلاع نہیں کی جب آپ نے صبح کی تو اس کا حال پوچھا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہم نے آپ کو جگانا مناسب نہ سمجھا پھر آپ اس عورت کی قبر پر تشریف لائے اور اس پر نماز پڑھی اور چار تکبیریں کہیں۔

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا یحیٰی قال حدثنا شعبة قال حدثنی عمرو بن مرة عن ابن ابی لیلی

ان زید بن ارقم صلی علی جنازة فکبر علیها خمساً وقال کبرها رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم.

حضرت ابن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ زید بن ارقم نے ایک جنازہ پر نماز پڑھی اور اس پر پانچ تکبیریں کہیں اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی تکبیریں کہیں۔

تشریح: امام نوویؒ نے کہا کہ اجماع اس حدیث کے منسوخ ہونے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ علامہ ابن عبدالبرؒ وغیرہ نے اس پر تمام علماء کا اجماع نقل کیا ہے کہ نماز جنازہ میں چار تکبیریں ہیں جو اس بات کی دلیل ہے کہ علماء کا اجماع حضرت زید بن ارقم کے بعد ہوا ہے اور اصح یہ ہے کہ اجماع مع الخلاف درست ہے لہٰذا حضرت زید بن ارقم اگر منسوخ ہونے کے قائل نہ ہوں تو اجماع کی صحت میں کوئی ضرر نہیں آتا، نیز ہوسکتا ہے کہ حضرت زید بن ارقم نے بھولے سے پانچ تکبیریں کہی ہوں پھر اپنے نماز کی صحت پر اس سے استدلال کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ تکبیریں کہیں کیونکہ حدیث میں تو اس کی تصریح نہیں کہ وہ نسخ کے قائل نہ تھے اور اگر کسی نے بھولے سے پانچ تکبیریں نماز جنازہ میں کہیں تو اصح قول کے مطابق نماز فاسد نہ ہوگی۔(مرقاة: ٤٧/٤)

الدعاء

میّت کے لئے جو دعائیں وارد ہوئی ہیں ان کا بیان

اخبر نا احمد بن عمرو بن السرح عن ابن وهب قال اخبرنی عمرو بن الحارث عن ابی حمزة بن سلیم عن عبد الرحمن بن جبیر عن ابیه عن عوف بن مالك قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم علی جنازة یقول اللهم اغفرله وارحمه واعف عنه وعافه واکرمه نزلهٗ ووسع مدخله واغسله بماءٍ وثلج وبردٍ ونقهٖ من الخطایا کما ینقی الثوب الابیض من الدنس وابدله داراً خیراً من داره واهلا خیراً من اهله وزوجاً خیراً من زوجه وقهٖ عذاب القبر وعذاب النار قال عوف فتمنیت ان لوکنت المیت لدعاء رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لذلك المیت.

حضرت عوف بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازہ پر نماز پڑھی میں نے آپ سے یہ دعا پڑھتے سنا "اللهم اغفرله الخ" اے اللہ اس کے گناہ بخش دے اور اس پر رحمت فرما اور اسے معاف کر اور (جنت میں) اس کی مہمانی بہتر کر اور اس کی قبر کشادہ کر اور دھو ڈال اس کے گناہ ہوں کو پانی اور برف اور اولے کے ساتھ اور اس کو صاف ستھرا کر گناہوں سے جیسے سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف ستھرا کیا جاتا ہے اور اس کو دنیا کے گھر کے بدلہ میں بہتر گھر عالم آخرت میں دے اور بہتر اہل یعنی خادم اس دنیا کے اہل سے اور بہتر بیوی اس دنیا کی بیوی سے اور اس کو قبر اور دوزخ کے عذاب سے بچا عوف بن مالک نے کہا کہ میں نے آرزو کی کہ کاش میں ہوتا یہ میت (کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا میرے لئے ہوتی) جبکہ میں نے یہ دعا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس میت کے لئے سنی۔

اخبرنا هارون بن عبد اللّٰہ قال حدثنا معن قال حدثنا معاویة بن صالح عن حبیب بن عبید الکلاعی عن جبیر بن نفیر الحضرمی قال سمعت عوف بن مالك یقول سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ

علیه وسلم یصلی علی میت فسمعت فی دعائه وهو یقول اللهم اغفرله وارحمه وعافه واعف عنه واکرم نزلهٗ ووسع مدخلهٗ واغسله بماء والثلج والبرد ونقه من الخطایا کما نقیت الثوب الابیض من الدنس وابدله دار اخیراً من داره واهلا خیراً من اهله وزوجاً خیراً من زوجه وادخله الجنة ونجه من النار او قال واعذه من عذاب القبر.

جبیر بن نفیر حضرمی سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک میت پر نماز پڑھی تو میں نے سنا آپ اس کے واسطے یہ دعا پڑھ رہے تھے (اللھم اغفرله الخ) یا الٰہی اس کو بخشدے اور اس پر رحم کر اور اس کو برائی سے بچا اور اسے معاف کر اور اس کی مہمانی بہتر کر اور اس کی قبر کشادہ کر اور اس کو پاک کر پانی اور برف اور اولے کے ساتھ یعنی طرح طرح کی مغفرتوں کے ساتھ اس کو گناہوں سے پاک کر اور پاکیزہ کر اس کو گناہوں سے جیسے پاکیزہ کرتا ہے تو سفید کپڑے کو میل کچیل سے اور اس کو اس عالم کے گھر سے اس عالم میں بہتر گھر عطا فرما اور بہتر اہل اس دنیا کے اہل کے بدلہ میں عطا فرما اور بہتر بیوی عطا فرما اس دنیا کی بیوی کے بدلہ میں اور اس کو جنت میں داخل کر اور اس کو دوزخ کی آگ سے نجات دے یا یہ فرمایا اس کو قبر کے عذاب سے پناہ دے۔

اخبرنا سوید بن نصر قال اخبرنا عبد اللّٰه قال حدثنا شعبة عن عمرو بن مرة قال سمعت عمرو بن میمون یحدث عن عبداللّٰه بن ربیعة السلمی وکان من اصحاب رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عن عبید بن خالد السلمی ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اٰخی بین رجلین فقتل احدهما ومات الاٰخر بعده فصلینا علیه فقال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ما قلتم قالوا دعونا له اللهم اغفرله اللهم ارحمه اللهم الحقه بصاحبه فقال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فاین صلوٰته بعد صلوٰته واین عمله بعد عمله فلما بینهما کما بین السماء والارض قال عمرو بن میمون اعجبنی لانه اسندلی.

حضرت عبید بن خالد سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں میں مواخاۃ قائم کر دی ان میں سے ایک شہید ہو گیا اور دوسرا اس کے بعد مر گیا ہم نے اس پر نماز جنازہ پڑھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو لوگوں نے عرض کی ہم نے اس کے واسطے یہ دعا کی ہے اے اللہ اس کی مغفرت فرما اور اس پر رحم فرما اے اللہ اس کو اپنے ساتھی کے ساتھ لاحق کر دے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس مقتول کے بعد اس شخص نے جو نماز پڑھی اور اس مقتول کے عمل کے بعد اس نے جو عمل کیا اس کا اجر و ثواب کہاں جائے گا بے شک ان دونوں کے درمیان مقام کے لحاظ سے اتنا فرق عظیم ہے کہ جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔

اخبرنا اسماعیل بن مسعود قال حدثنا یزید وهو ابن زریع قال حدثنا هشام بن ابی عبد اللّٰه عن یحیٰی بن ابی کثیر عن ابی ابراهیم الانصاری عن ابیه انه سمع النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یقول فی الصلوٰة علی المیت اللهم اغفرلحینا ومیتنا وشاهد نا وغائبنا وذکرنا وانثانا وصغیر نا وکبیرنا.

ابراہیم انصاری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جب آپ میت پر نماز پڑھتے تو یہ

دعا پڑھتے تھے (اللھم اغفر لحیّنا الخ) اے اللہ ہمارے زندوں اور مردوں کے واسطے مغفرت فرما اور ہمارے حاضر اور غائب کے واسطے اور ہمارے مردوں اور عورتوں کے واسطے اور ہمارے چھوٹوں اور بڑوں کے واسطے۔

اخبرنا الھیثم بن ایوب قال حدثنا ابراھیم وھوابن سعد قال حدثنا ابی عن طلحة بن عبد اللّٰه بن عوف قال صلیت خلف ابن عباس علی جنازة فقرأ بفاتحة الکتاب وسورةٍ وجھر حتی اسمعنا فلما فرغ اخذت بیده فسالته فقال سنة وحق.

طلحہ بن عبداللہ بن عوف سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے جنازہ کی نماز پڑھی تو انہوں نے سورہ فاتحہ اور ایک سورۃ جہر کے ساتھ پڑھی حتیٰ کہ ہم کو سنائی دی جب فارغ ہوئے تو میں نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا پھر ان سے پوچھا تو فرمایا سنت اور حق ہے۔

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا محمد حدثنا شعبة عن سعد بن ابراھیم عن طلحة بن عبد اللّٰه قال صلیت خلف ابن عباس علی جنازة فسمعته یقرأ بفاتحة الکتاب فلما انصرف اخذت بیده فسالته فقلت تقرأ قال نعم انه حق وسنة.

حضرت طلحہ بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے ایک جنازہ کی نماز پڑھی تو ان سے سورۂ فاتحہ پڑھتے سنا جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا پھر ان سے پوچھا کیا آپ سورۂ فاتحہ پڑھتے ہیں تو فرمایا ہاں ثابت اور سنت ہے۔

اخبرنا قتیبة قال حدثنا اللیث عن ابن شھاب عن ابی امامة قال السنة فی الصلوٰة علی الجنازة ان تقرأ فی التکبیرة الاولٰی بام القرآن مخافتة ثم تکبر ثلٰثا والتسلیم عند الأخرة.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جنازہ کی نماز میں سنت یہ ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ آہستہ پڑھو پھر تین تکبیریں کہو اور آخری تکبیر کے بعد سلام پھیر لینا۔

اخبرنا قتیبة قال حدثنا اللیث عن ابن شھاب عن محمد بن سوید الدمشقی الفھری عن الضحاك بن قیس الدمشقی بنحو ذلك.

ضحاک بن قیس دمشقی سے مثل اس کے مروی ہے۔

تشریح: فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جنازے کی نماز میں تیسری تکبیر کے بعد اس دعا کو جو حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کرتے ہیں آہستہ پڑھنا مستحب ہے مگر اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم کی غرض سے پکار کر پڑھی جیسا کہ خود راوی حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول سمعت۔ اس پر دلالت کر رہا ہے۔

امام بخاریؒ وغیرہ نے فرمایا کہ یہ دعا یعنی (اللھم اغفرله وارحمه واعف عنه الخ) اصح شئی ورد فی الدعاء علی المیت ہے۔ حضرت طلحہ بن عبداللہؒ کی روایت جو عنوان کے تحت ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنازہ پر تکبیر اولیٰ کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھی جب اس کے متعلق ان سے پوچھا گیا تو انہوں کہا سورۃ الفاتحہ کا پڑھنا سنت اور حق ہے،

اب سنت سے کیا مراد ہے شوافع کہتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ کا پڑھنا بدعت نہیں بلکہ دین میں روایت کیا گیا طریقہ ہے لہذا اس تاویل سے نفی وجوب کی نہیں ہوتی ہے اور یہ تاویل امام شافعیؒ کے مذہب کے مطابق کرتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک اس کا پڑھنا واجب ہے اور امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ مراد سنت سے یہ ہے کہ نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا واجب نہیں یعنی اگر ثناء کی جگہ سورۂ فاتحہ پڑھی جائے تو سنت کے قائم مقام ہوتی ہے شیخ ابن ہمامؒ نے کہا کہ سورۂ فاتحہ نہ پڑھے مگر یہ کہ بنیت ثناء پڑھ سکتے ہیں نہ کہ بنیت قراءۃ اور نبی ﷺ سے اس کا پڑھنا ثابت نہیں ہوا اور موطاء مالک میں نافع سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو نماز جنازہ میں نہ پڑھتے تھے انتہیٰ۔ اور شیخ محدث دہلویؒ نے لمعات میں ابن بطالؒ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں حضرت عمر و علی بن ابی طالب و ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین میں عطاء و طاؤس اور ابن المسیب و سعید بن جبیر و شعبی اور حکم رحمہم اللہ نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتے تھے اور امام مالکؒ نے فرمایا کہ "قراءة الفاتحة ليست في بلدنا معمولاً بها في صلٰوة الجنازة، هكذا في الاوجز" اس سے تاویل مذکور کا ضعیف ہونا معلوم ہوتا ہے جو شوافع نے کی ہے لہذا اس سے وجوب سورۂ فاتحہ پر استدلال مشکل ہے اب رہا حضرت ابو امامہ کی روایت کا جواب اس کی بھی وہی تاویل ہے جو اوپر گذر چکی ہے نیز ان کے الفاظ "السنة في الصلٰوة على الجنازة" قول صحابی من السنۃ کذا کی قسم سے نہیں اس لئے وہ مرفوع کے حکم میں نہیں ہے۔ (مرقاة و مظاهر حق)

فضل من صلى عليه مائة

جس پر سو آدمی نماز پڑھے اس کی فضیلت

اخبرنا سويد قال حدثنا عبد الله عن سلام بن ابى مطيع الدمشقى عن ايوب عن ابى قلابة عن عبد الله بن يزيد رضيع عائشة عن النبى صلى الله عليه وسلم قال مامن ميت يصلى عليه امة من المسلمين يبلغون ان يكونوا مائة يشفعون الا شفعوا فيه قال سلام فحدثت به شعيب بن الحبحاب قال حدثنى به انس بن مالك عن النبى صلى الله عليه وسلم.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی ﷺ سے روایت کرتی ہیں آپ نے فرمایا کہ جس میت پر سو مسلمانوں کی جماعت نماز پڑھے گی اور وہ اس کے واسطے سفارش کریں گے تو ان کی سفارش اس کے حق میں قبول کی جاتی ہے۔

اخبرنا عمرو بن زرارة قال اخبرنا اسماعيل عن ايوب عن ابى قلابة عن عبد الله بن يزيد رضيع لعائشة عن عائشة عن النبى صلى الله عليه وسلم قال لايموت احدمن المسلمين فيصلى عليه امة من الناس فبلغوا ان يكونوا مائةً فيشفعوا الا شفعوا فيه.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی ﷺ سے روایت کرتی ہیں آپ نے فرمایا کہ جب کوئی مسلمانوں میں سے مرجاتا ہے اور سو اشخاص کی جماعت اس پر نماز پڑھتی ہے اور وہ اس کے واسطے سفارش کرتے ہیں تو ان کی سفارش اس کے حق میں قبول کی جائے گی۔

اخبرنا اسحاق بن ابراهیم قال اخبرنا محمد بن سواء ابو الخطاب قال حدثنا ابو بکار الحکم بن فروخ قال صلی بنا ابوالملیح علی جنازة فظننا انه قد کبّرفاقبل علینا بوجهه فقال اقیموا صفوفکم ولتحسن شفاعتکم قال ابو الملیح حدثنی عبدالله وهو ابن سلیط عن احدی امهات المؤمنین وهی میمونة زوج النبی صلی الله علیه وسلم قالت اخبرنی النبی صلی الله علیه وسلم قال مامن میت یصلی علیه امة الناس الا شفعوا فیه فسالت اباالملیح عن الامة فقال اربعون.

ابو بکار حکم بن فروخ کہتے ہیں کہ ابوالملیح نے ہم کو ایک جنازہ پر نماز پڑھائی ہم نے گمان کیا کہ انہوں نے تکبیر کہی وہ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اپنی صفوں کو درست کرو اور اس کے حق میں خلوص دل سے سفارش کرو ابوالملیح کہتے ہیں کہ مجھ سے عبداللہ بن سلیط نے ایک امہات المؤمنین یعنی نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے واسطہ سے حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ جب کسی میت پر لوگوں کی ایک جماعت نماز پڑھتی ہے تو ان کی سفارش اس کے حق میں منظور کی جاتی ہے میں نے ابوالملیح سے لفظ امۃ کے بارے میں پوچھا تو انہوں کہا چالیس آدمیوں کی تعداد۔

تشریح: ابوالملیح نے امۃ کی تفسیر چالیس سے کی ہے کیونکہ بعض روایات میں اس عدد کا ذکر آیا ہے۔

باب ثواب من صلی علی جنازة

جس نے جنازہ پر نماز پڑھی اس کے ثواب کا بیان

اخبرنانوح بن حبیب قال حدثنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمرعن الزهری عن سعید بن المسیب عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من صلی علی جنازة فله قیراط ومن انتظرها حتی توضع فی اللحد فله قیراطان والقیراطان مثل الجبلین العظیمین.

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی جنازہ کے ساتھ جاوے اور اس پر نماز پڑھے تو اس کو ایک قیراط کے برابر ثواب ملے گا اور جو شخص دفن تک انتظار کرے حتی کہ اسے لحد میں رکھا جائے اس کو دو قیراط کے برابر اور دو قیراط دو بڑے پہاڑوں کے برابر۔

اخبرنا سوید قال حدثنا عبد الله عن یونس عن الزهری قال اخبرنا عبد الرحمن الاعرج عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من شهد جنازةً حتی یصلی علیها فله قیراط ومن شهد حتی تدفن فله قیراطان قیل وما القیراطان یا رسول الله قال مثل الجبلین العظیمین.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی جنازہ پر حاضر ہو گیا یہاں تک کہ اس پر نماز پڑھی جائے وہ ایک قیراط کے برابر ثواب پائے گا اور جو اس کے دفن ہونے تک موجود رہے گا تو وہ دو قیراط کے برابر ثواب پائے گا آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ قیراطان سے کیا مراد ہے فرمایا کہ دو قیراط دو بڑے پہاڑوں کے برابر ہیں۔

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا محمد بن جعفر عن عوف عن محمد بن سیرین عن ابی هریرة ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال من تبع جنازة رجل مسلم احتساباً فصلی علیهاودفنها فله قیراطان ومن صلی علیها ثم رجع قبل ان یدفن فانه یرجع بقراط من الاجر.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی مسلمان مرد کے جنازہ کے ساتھ طلب ثواب کی نیت سے جاوے اور اس پر نماز پڑھے اور دفن کرے تو وہ دو قیراط کے برابر ثواب پاتا ہے اور جو اس پر نماز پڑھے پھر دفن سے پہلے واپس ہو جائے تو وہ اجر وثواب کا ایک قیراط لے کر لوٹتا ہے۔

اخبرنا الحسن بن قزعة قال حدثنا مسلمة بن علقمة قال حدثنا داؤد عن عامر عن ابی هر یرة قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم من تبع جنازة فصلی علیها ثم انصرف فله قیراط من الاجر ومن تبعها فصلی علیها ثم قعد حتی یفرغ من دفنها فله قیراطان من الاجر کل واجد مهما اعظم من احدٍ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جنازہ کے ساتھ جائے اور اس پر نماز پڑھے پھر لوٹ جائے اس کو ایک قیراط کے برابر ثواب ملے گا اور جو اس کے ساتھ جائے اور اس پر نماز پڑھے پھر دفن سے فارغ ہونے تک بیٹھا رہا تو وہ دو قیراط کے برابر ثواب پائے گا ان میں سے ہر ایک قیراط احد کے پہاڑ سے زیادہ بڑا ہے۔

الجلوس قبل ان توضع الجنازة

جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھنا

اخبرنا سوید بن نصر قال حدثنا عبد اللّٰہ عن هشام والاوزاعی عن یحیٰی بن ابی کثیر عن ابی سلمة عن ابی سعید قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم اذا رأیتم الجنازة فقوموا ، من تبعها فلا یقعدن حتی توضع.

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم جنازے کو دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور جو شخص اس کے ساتھ ہو تو نہ بیٹھے جب تک کہ اس کو زمین پر نہ رکھا جائے۔

الوقوف للجنائز

جنازوں کے واسطے کھڑے ہونا

اخبرنا قتیبة قال حدثنا اللیث عن یحیٰی عن واقد عن نافع بن جبیر عن مسعود بن الحکم عن علی بن ابی طالب انه ذکر القیام علی الجنازة حتی توضع فقال علی بن ابی طالب قام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ثم قعد.

مسعود بن حکم حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنازہ دیکھنے پر قیام کا تذکرہ کیا گیا جب

تک کہ اس کو زمین پر نہ رکھا جائے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے پھر قیام کو چھوڑ دیا۔

تشریح: اس سے معلوم ہوا کہ جنازے کو دیکھ کر کھڑے ہونے کا حکم منسوخ ہوگیا ہے یہی جمہور علماء کا قول ہے البتہ شوافع میں سے متولیؒ نے کہا کہ قیام علی الجنازہ مستحب ہے اور اس کو امام نوویؒ نے قول مختار قرار دیا ہے لہذا جس روایت میں مثلاً حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں قیام للجنازۃ کا جو حکم ہے وہ استحباب کے لئے ہے اور قعود بیان جواز کے لئے ہے اور نسخ کا دعوی درست نہیں اس جیسے امر میں کیونکہ نسخ تعذر جمع کی صورت میں ہوتا ہے اور یہاں جمع بین الاحادیث میں کوئی تعذر نہیں۔

(کذا فی الحاشیہ. جلد۱ صفحہ ۲۷۱)

اخبرنا اسماعیل بن مسعود قال حدثنا خالد قال حدثنا شعبة قال اخبرنی محمد بن المنکدر عن مسعود عن الحکم عن علی قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قام فقمنا ورأیناہ قعد فقعدنا.

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہوتے دیکھا تو ہم بھی کھڑے ہوتے اور ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ بیٹھے رہتے تو ہم بھی بیٹھے رہتے۔

اخبرنا ہارون بن اسحاق قال حدثنا ابو خالد الاحمر عن عمرو بن قیس عن المنہال بن عمرو عن زاذان عن البراء قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی جنازۃ فلما انتہینا الی القبر ولم یلحد فجلس وجلسنا حولہ کان علی رؤسنا الطیر.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ میں نکلے جب ہم قبر تک پہنچے اور قبر اس وقت تک نہیں کھودی گئی تو آپ بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے آس پاس بیٹھ گئے گویا ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔

تشریح: صحابہ کرام نہایت چپ چاپ سر جھکائے ہوئے متواضعانہ طور سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد بیٹھے تھے اسی کو کان علی رؤسنا الطیر سے تعبیر کیا گیا ہے کیونکہ پرندے متحرک چیز پر نہیں بیٹھتے ساکن وثابت چیز پر بیٹھتے ہیں مثلاً کسی کے سر پر پرندہ بیٹھا ہو اور وہ اسے شکار کرنا چاہتا ہو تو وہ اپنا سر جھکائے بیٹھے گا اور سر کو اس خوف سے بالکل نہیں ہلائے گا کہ ہلانے سے پرندہ اڑ جائے گا جس کی وجہ سے مقصد شکار فوت ہو جائے گا غرض کہ اس روایت سے نمایاں طور پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سکون اور وقار کی کیفیت معلوم ہوتی ہے جبکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے ہوتے۔

مواراۃ الشہید فی دمہ

شہید کو اس کے خون سمیت دفن کر دینا

اخبرنا ہناد عن ابن المبارک عن معمر عن الزہری عن عبد اللہ بن ثعلبة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقتلی احد زملوہم بدمآئہم فانہ لیس کلم یکلم فی اللہ الا یأتی یوم القیامة

يدمٰى لونه لون الدم وريحه ريح المسك.

حضرت عبداللہ بن ثعلبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے احد کے مقتولین کے واسطے فرمایا کہ ان کوان کے خون سمیت کپڑوں میں لپیٹو، اس لئے کہ نہیں زخمی کیا جاتا کوئی شخص اللہ کی راہ میں مگر وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خون بہتا ہوگا رنگ اس کا خون کا ہوگا اور بو اس کی مشک کی ہوگی۔

اين يدفن الشهيد

شہید کو کہاں دفن کیا جائے

اخبرنا اسحاق بن ابراهيم قال حدثنا وكيع قال حدثنا سعيد بن السائب عن رجل يقاله عبيد الله بن معية قال اصيب رجلان من المسلمين يوم الطائف فحملا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فامر ان يدفنا حيث اصيبا وكان ابن معية ولد على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم.

عبیداللہ بن معیّہ سے روایت ہے کہ جنگ طائف میں دو آدمی مسلمانوں میں سے شہید ہو گئے دونوں کو اٹھا کر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس لایا گیا آپ نے حکم دیا ان کو وہاں دفن کرنے کا جہاں شہید ہوئے تھے۔

امام نسائی فرماتے ہیں کہ راوی حدیث ابن معیّہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے زمانے میں پیدا ہوا، لہٰذا یہ حدیث مرسل ہے۔

تشریح: اس سے معلوم ہوا کہ شہید کو خاص اس زمین کے اندر دفن کیا جائے جہاں شہید ہو دوسری زمین کی طرف بلا عذر منتقل نہ کرنا چاہئے۔

اخبرنا محمد بن منصور قال حدثنا سفيان قال حدثنا الاسود بن قيس عن نبيح العنزى عن جابر بن عبد الله ان النبى صلى الله عليه وسلم امر بقتلٰى احد ان يردوا الى مصارعهم وكانوا قد نقلوا الى المدينة.

حضرت جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے حکم دیا کہ شہداء احد کو ان کے قتل ہونے کی جگہ میں دفن کرو، لوگوں نے ان کو شہر مدینہ میں منتقل کیا تھا۔

اخبرنا محمد بن عبد الله بن المبارك قال حدثنا وكيع عن سفيان عن الاسود بن قيس عن نبيح العنزى عن جابر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ادفنوا القتلٰى فى مصارعهم.

حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ شہداء کو ان کے قتل ہونے کی جگہوں میں دفن کردو۔

باب موارة المشرك

مشرک کو دفن کرنے کا بیان

اخبرنا عبيد الله بن سعيد قال حدثنا يحيٰى عن سفيان قال حدثنى ابواسحق عن ناجية ابن كعب

عن علی قال قلت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ان عمك الشیخ الضال قد مات فمن یواریہ قال اذھب فوار اباك ولا تحدثن حدثا حتی تاتینی فواریتہ ثم جئت فامرنی فاغتسلت ودعا لی وذکر دعاء لم احفظہ.

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ کا بوڑھا چچا گمراہ مرگیا ہے کون اس کو دفن کرے گا حضور نے فرمایا تم جاؤ اپنے باپ (ابوطالب) کو دفن کرو اور نئی کوئی بات کا ایجاد نہ کرنا یہاں تک کہ تم میرے پاس آجاؤ پس میں نے اس کو دفن کردیا پھر آپ کے پاس آیا تو مجھے غسل کرنے کا حکم دیا میں نے غسل کرلیا اور میرے لئے دعا فرمائی راوی حدیث ناجیۃ بن کعب کہتے ہیں کہ حضرت علی نے دعا کا ذکر کیا تھا مگر میں اسے یاد نہ رکھ سکا۔

تشریح: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کافر باپ ابوطالب کو غسل دیا تھا اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے احتیاطاً ان کو غسل کرنے کا حکم دیا یا غسل کا حکم دینا قبل نسخ تھا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

اللحد والشق

لحد اور شق کا بیان

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا عبد الرحمن قال حدثنا عبداللہ بن جعفر عن اسماعیل ابن محمد بن سعد عن ابیہ عن سعد قال الحدوا لی لحدا وانصبوا علی نصباً کما فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم.

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میرے لئے بغلی قبر کھودنا اور میری قبر پر کچی اینٹیں کھڑی کرنا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا گیا۔

اخبرنا ہارون بن عبد اللہ حدثنا ابوعامر عن عبد اللہ بن جعفر عن اسماعیل بن محمد عن عامر بن سعد ان سعد لما حضرتہ الوفاۃ قال الحدوا لی لحداً وانصبوا علیّ نصباً کما فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم.

عامر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات قریب آگئی تو انہوں نے کہا کہ میرے واسطے لحد کھودنا اور میری قبر پر کچی اینٹیں لگانا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر کچی اینٹیں لگائی گئی تھیں۔

اخبرنا عبد اللہ بن محمد ابو عبد الرحمن الاذرمی عن حکام بن سلم الرازی عن علی بن عبد الاعلیٰ عن ابیہ عن سعید ابن جبیر عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللحدلنا والشق لغیرنا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لحد ہمارے لئے ہے اور شق ہمارے غیر کے واسطے ہے۔

تشریح: لحد بغلی قبر کو اور شق صندوقی قبر کو کہتے ہیں جو لحد کی طرح نہیں ہوتی ہے حدیث پاک سے لحد کا افضل ہونا معلوم ہوتا ہے

کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ لحد ہمارے لئے ہے یعنی جماعت انبیاء کے واسطے، اس سے معلوم ہوا کہ لحد افضل ہے لیکن شق بھی جائز ہے جس پر عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت دلالت کرتی ہے کہ مدینہ میں دو شخص قبر کھودنے والے تھے ایک ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ بغلی قبر کھودتے تھے دوسرا یعنی ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ شق بناتے تھے صحابہ نے حضور کی وفات کے بعد اس پر اتفاق کیا کہ ان میں سے جو پہلے آوے وہ قبر کھودے تو لحد کھودنے والا پہلے آیا اس نے حضور ﷺ کے واسطے لحد بنائی۔ (رواہ صاحب المشکوۃ بحوالۃ شرح السنۃ) تو اس سے معلوم ہوا کہ شق بھی جائز ہے اس لئے کہ اگر نا جائز ہوتی تو حضرت ابو عبیدہ کاہے کو کھودا کرتے ان کے ساتھی ان کو ضرور منع کرتے، اسی سنت پر عمل کرتے ہوئے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتقال سے پہلے فرمایا کہ میرے لئے لحد کھودنا اور میری قبر کا واک کچی اینٹوں سے بند کر دینا جیسا کہ حضور کی قبر کا واک کچی اینٹوں سے بند کیا گیا تھا۔

ما یستحب من اعماق القبر

قبر کا گہرا کھودنا مستحب ہے

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا اسحق بن یوسف قال حدثنا سفیان عن ایوب عن حمید بن هلال عن هشام بن عامر قال شکونا الی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یوم احد فقلنا یا رسول اللّٰه الحفر علینا لکل انسان شدید فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم احفروا واعمقوا واحسنوا وادفنوا الاثنین والثلثة فی قبر واحد قالوا فمن نقدم یا رسول اللّٰه قال قدموا اکثرهم قرآنا قال فکان ابی ثالث ثلثة فی قبر واحد.

حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے احد کے دن رسول اللہ ﷺ سے اس کی شکایت کی کہ یا رسول اللہ ہر شخص کے لئے قبر کھودنا ہم پر گراں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قبر کھودو اور خوب گہرا کرو اور دو کو اور تین کو ایک قبر میں دفن کر دو لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم کس کو آگے رکھیں یعنی قبلہ کی جانب آپ نے فرمایا کہ جو ان میں قرآن بہت یاد رکھتا تھا اس کو آگے رکھو۔ ہشام کہتے ہیں کہ میرا باپ تین میں سے تیسرا تھا ایک قبر میں۔

تشریح: اس سے معلوم ہوا کہ قبر کا گہرا کھودنا مستحب ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک قبر میں دو یا تین کو دفن کرنا ضرورت کے وقت درست ہے اور بے ضرورت درست نہیں اور یہ جو اس حدیث میں فرمایا کہ جس کو قرآن زیادہ یاد تھا اس کو قبلہ کی جانب آگے رکھو تو اس میں اس بات کے طرف اشارہ ہے کہ بقدر مراتب حافظ قرآن اور عالم باعمل کی تعظیم و تکریم کریں ان کی زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی۔ (مرقاۃ ومظاہر حق)

باب ما یستحب من توسیع القبر

توسیع قبر مستحب ہونے کا بیان

اخبرنا محمد بن معمر قال حدثنا وهب بن جریر قال حدثنا ابی قال سمعت حمید بن هلال عن

سعد بن هشام بن عامر عن ابیه قال لما کان یوم احد اصیب من اصیب من المسلمین واصاب الناس جراحات فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم احفروا واوسعوا وادفنوا الاثنین والثلثة فی القبر وقد موا اکثرھم قرآنا.

حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب احد کے دن مسلمانوں میں سے کچھ لوگ شہید کئے گئے اور لوگ زخموں سے دوچار ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر کھودو اور کشادہ کرو اور دو دو کو اور تین تین کو ایک قبر میں دفن کرو اور اس کو قبر میں آگے رکھو جو ان میں قرآن بہت زیادہ یاد رکھتا تھا۔

وضع الثوب فی اللحد

قبر میں کپڑا رکھنا

اخبرنا اسماعیل بن مسعود عن یزید وھو ابن زریع حدثنا شعبة عن ابی جمرة عن ابن عباس قال جعل تحت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم حین دفن قطیفة حمراء

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ کو جب دفن کیا گیا تو آپ کے نیچے ایک اونی سرخ چادر ڈالی گئی تھی۔

تشریح: امام نووی نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام شقران نے اس چادر کو بغیر علم صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قبر میں رکھ دیا تھا اور شقران نے کہا کہ میں نے ناپسند کیا یہ کہ حضور کے بعد کوئی اور اس کو استعمال کرے اب اس کا کیا حکم ہے تو امام شافعی وغیرہ فقہاء نے قبر میں میت کے نیچے چادر وغیرہ رکھنے کو مکروہ فرمایا ہے اور اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ چادر جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک کے نیچے بچھائی گئی تھی وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے تھا اس لئے دوسروں کے لئے مناسب نہیں، نیز دار قطنی نے بھی وکیع سے نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ بس چادر کا رکھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں تھا، لیکن اس کے برعکس علامہ ابن عبد البر مالکی نے الاستیعاب میں لکھا ہے کہ وہ چادر قبر میں مٹی ڈالنے سے پہلے نکال لی گئی تھی۔ واللّٰہ اعلم بالصواب۔ (مرقاۃ: ٦٧/٤)

الساعات التی نھی عن اقبار الموتی فیھن

جن اوقات میں مردوں کو دفن کرنے سے منع کیا گیا ہے ان کے بیان میں

اخبرنا عمرو بن علی قال اخبرنا عبد الرحمن حدثنا موسی بن علی بن رباح قال سمعت ابی قال سمعت عقبة بن عامر الجھنی قال ثلث ساعات کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ینھانا ان نصلی فیھن او نقبر فیھن موتانا حین تطلع الشمس بازغة حتی ترفع وحین یقوم قائم الظھیرة حتی تزول الشمس وحین تضیف الشمس للغروب.

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تین اوقات میں منع کرتے تھے کہ ہم ان

اوقات میں نماز پڑھیں یا مردوں کو دفن کریں جس وقت آفتاب طلوع ہوتا ہے یہاں تک کہ بلند ہوا اور جبکہ دوپہر کا سایہ کھڑا ہو یعنی ٹھیک دوپہر کو یہاں تک کہ آفتاب ڈھلے اور جبکہ آفتاب غروب کے لئے مائل ہو جائے۔

اخبرنا عبد الرحمن بن خالد القطان الرقی حدثنا حجاج قال ابن جریج اخبرنی ابو الزبیر انه سمع جابراً یقول خطب رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فذکر رجلامن اصحابه مات فقبر لیلا وکفن فی کفن غیر طائل فزجر رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ان یقبر انسان لیلا الا ان یضطرالی ذلك.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے وعظ فرمایا آپ نے ایک شخص کا اپنے اصحاب میں سے جس کا انتقال ہو گیا ذکر فرمایا اس کو رات کے وقت دفن کیا گیا ہے اور کفن میں معمولی کپڑے دیئے گئے ہیں پس رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کو رات میں دفن کرنے پر ڈانٹ دیا مگر یہ کہ مجبوری میں اس کی اجازت ہے۔

تشریح: امام نسائیؒ نے اس حدیث سے ان اوقات میں دفن کرنے کی ممانعت ثابت کی ہے اور یہی قول امام احمدؒ وغیرہ کا ہے کہ ان اوقات میں دفن مکروہ ہے لیکن اکثر علماء نے اونقبر کلام کو نماز جنازہ پر محمول کیا ہے شاید کہ انہوں نے اس کو باب الکنایہ سے شمار کیا ہو کیونکہ دونوں میں تلازم ہے لیکن اس کے بارے میں علامہ سندھیؒ نے فرمایا "**ولا یخفی انه معنی بعید لا ینساق الیه الذهن من لفظ الحدیث**" چنانچہ بعض نے کہا کہ اقبر المیت کہتے ہیں جب اس کو دفن کیا جاتا ہے اور یہ نہیں کہا جاتا ہے اقبرہٗ جب اس پر نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے بہر حال اقرب یہ ہے کہ حدیث سے امام احمد وغیرہ کے قول کی تائید ہوتی ہے۔ (**کذا فی الحاشیة**)

دفن الجماعة فی القبر الواحد

ایک ہی قبر میں چند لوگوں کا دفن کرنا

اخبرنامحمد بن عبد اللّٰه بن المبارك حدثنا وکیع عن سلیمان المغیرة عن حمید بن هلال عن هشام بن عامر قال لما کان یوم احد اصاب الناس جهد شدید فقال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم احفروا واوسعوا وادفنوا الاثنین والثلٰثة فی قبر فقالوا یا رسول اللّٰه فمن نقدم قال قدموا اکثرهم قرآنا.

ہشام بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب احد کے دن لوگوں کو سخت مشقت پہنچی اور لوگ شہید ہوئے تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ قبر کھودو اور کشادہ کرو ایک قبر میں دودو اور تین تین کو دفن کرو لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم کس کو آگے رکھیں آپ نے فرمایا کہ جو قرآن بہت زیادہ یاد رکھتا تھا اس کو آگے رکھو۔

اخبرنا ابراهیم بن یعقوب اخبرنا سلیمان بن حرب حدثنا حماد بن زید عن ایوب عن حمید بن هلال عن سعد بن هشام بن عامر عن ابیه قال اشتد الجراح یوم احد فشکی ذلك الی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فقال احفروا واوسعوا واحسنوا وادفنوا فی القبر الاثنین والثلٰثة وقدموا اکثرهم قرآنا.

حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ احد کے دن بہت سے زخم والے شہید ہو گئے لوگوں نے اس کا ذکر رسول

اللہ ﷺ سے کیا آپ نے فرمایا کہ قبریں کھودو اور کشادہ کرو اور اچھا کرو قبر کو یعنی ہموار کرو اور دو کو اور تین کو ایک قبر میں دفن کرو اور اس کو آگے رکھو جو قرآن زیادہ یاد رکھتا تھا۔

من يقدموا

کس کو آگے رکھا جائے

حدثنا محمد بن منصور حدثنا سفيان حدثنا ايوب عن حميد بن هلال عن هشام بن عامر قال قتل ابی يوم احد فقال النبی صلی اللّٰه عليه وسلم احفروا واوسعوا واحسنوا وادفنوا الاثنين والثلثة فی القبر وقدموا اکثرهم قرآنا وكان ابی ثالث ثلثة وكان اكثرهم قرآنا فقدم.

ہشام بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد احد کی لڑائی کے دن مارے گئے تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ قبریں کھودو اور کشادہ کرو اور اچھا کرو قبر کو اور دو دو کو اور تین تین کو ایک قبر میں دفن کرو اور سب سے زیادہ قرآن یاد رکھنے والے کو آگے رکھو میرا باپ تین میں تیسرا تھا اور ان کو قرآن سب سے زیادہ یاد تھا اس لئے ان کو آگے رکھا گیا۔

اخراج الميت من اللحد بعد ان يوضع فيه

میت کو قبر میں رکھنے کے بعد نکالنے کا بیان

قال الحارث بن مسکين قراءة عليه وانا اسمع عن سفيان قال سمع عمرو جابراً يقول اتی النبی صلی اللّٰه عليه وسلم عبد اللّٰه بن ابی بعد ما ادخل فی قبره فامر به فاخرج فوضعه علی رکبتيه ونفث عليه من ريقه والبسه قميصه واللّٰه اعلم.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ عبداللہ بن ابی کے جنازہ پر اس وقت پہنچے جب کہ اس کو قبر میں داخل کیا جاچکا تھا آپ نے اس کو نکالنے کا حکم دیا نکالا گیا اور اپنے زانو پر اس (کے سر) کو رکھ کر اس پر تھتکار دیا اور اپنا کرتہ اس کو پہنا دیا۔ (واللّٰه اعلم)

اخبرنا الحسين بن حريث قال اخبرنا الفضل بن موسٰی عن الحسين بن واقد حدثنا عمرو بن دينار قال سمعت جابراً يقول ان النبی صلی اللّٰه عليه وسلم امر بعبد اللّٰه بن ابی فاخرجه من قبره فوضع رأسه علی رکبتيه فتفل فيه من ريقه والبسه قميصه وصلی عليه قال جابر واللّٰه اعلم.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ نبی ﷺ نے عبداللہ بن ابی کو قبر سے نکالنے کا حکم دیا تو اسے نکالا گیا پھر اس کا سر اپنے زانو پر رکھ کر اس کے منہ پر تھوک دیا اور اپنا کرتہ اس کو پہنایا اور اس پر نماز پڑھی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اس کے بارے میں) واللہ اعلم کہتے ہیں۔

باب اخراج المیت من القبر بعد ان یدفن فیه

میت کو قبر میں دفن کرنے کے بعد نکالنے کا بیان

اخبرنا العباس بن عبد العظیم عن سعید بن عامر عن شعبة عن ابن ابی نجیح عن عطآء عن جابر قال دفن مع ابی رجل فی القبر فلم یطب قلبی حتی اخرجته ودفنته علی حدة.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد کے ساتھ ایک قبر میں ایک اور شخص کو دفن کیا گیا تھا میرے دل نے اس کو پسند نہ کیا اس لئے میں نے ان کو قبر سے نکالا اور علیحدہ دفن کیا۔

تشریح: بخاری کی روایت میں آیا ہے کہ میں نے اپنے والد کو چھ ماہ کے بعد نکالا ہے "فاذا هو کیوم وضعته هنیة غیر اذنه" دیکھا تو بالکل صحیح وسالم تھے جیسے قبر میں رکھا گیا تھا ویسے ہی ہیں ہاں کان ذرا سا بگڑا ہوا ہے قبر سے نکال کر ان کو مدینہ کے قبرستان بقیع میں دفن کیا ہے عذر اور ضرورت کی صورت میں میت کو قبر سے نکالنا درست ہے ورنہ مکروہ ہے۔

الصلٰوة علی القبر

قبر پر نماز جنازہ پڑھنے کا بیان

اخبرنا عبید اللّٰه بن سعید ابو قدامة حدثنا عبد اللّٰه بن نمیر حدثنا عثمان بن حکیم عن خارجة بن زید بن ثابت عن عمه یزید بن ثابت انهم خرجوا مع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ذات یوم فرایٰ قبرا جدیداً فقال ماهذا قالوا هذه فلانة مولاة بنی فلان فعرفها رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ماتت ظهراً وانت صآئم قآئل فلم نحب ان نوقظك بها فقام رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وصف الناس خلفه وکبر علیها اربعاً ثم قال لایموت فیکم میت مادمت بین اظهر کم الا یعنی آذنتمونی به فان صلاتی له رحمة.

یزید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے آپ نے ایک نئی قبر دیکھی پوچھا یہ کیا ہے لوگوں نے کہا یہ بنی فلاں کی آزاد کی ہوئی لونڈی کی قبر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پہچان لیا (صحابہ نے عرض کیا) آپ روزہ دار تھے اور دوپہر کو آرام کر رہے تھے ایسے وقت میں وہ عورت مرگئی اس لئے ہم نے آپ کو جگانا مناسب نہ جانا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور لوگ بھی صف باندھ کر آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور آپ نے اس عورت کی قبر پر چار تکبیریں کہیں پھر فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی مرجائے تو مجھے اس کی اطلاع دیا کرو جب تک میں تمہارے سامنے موجود ہوں کیوں کہ میری نماز اس کے لئے باعث رحمت ہے۔

اخبرنا اسماعیل بن مسعود حدثنا خالد عن شعبة عن سلیمان الشیبانی عن الشعبی اخبرنی من مر مع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم علی قبر منتبذ فامهم وصف خلفه قلت من هو یا ابا عمرو قال

ابن عباس.

شعبیؒ سے روایت ہے کہ مجھے اس شخص نے خبر دی جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک الگ تھلگ قبر پر گذرا کہ لوگ صف باندھ کر آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور آپ نے ان کو نماز جنازہ پڑھائی میں نے پوچھا ابو عمرو وہ کون ہے انہوں نے کہا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

اخبرنا یعقوب بن ابراهیم حدثنا هشیم قال الشیبانی اخبرنا عن الشعبی قال اخبرنی من رای النبی صلی الله علیه وسلم مربقبر منتبذ فصلی علیه وصف اصحابه خلفه قیل من حدثك قال ابن عباس.

شعبی سے روایت ہے کہ مجھے اس شخص نے خبر دی جس نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ ایک الگ تھلگ قبر پر گذرے آپ کے اصحاب صف باندھ کر آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے پھر آپ نے اس پر نماز پڑھی شعبی سے پوچھا گیا کس نے آپ سے بیان کیا انہوں نے کہا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

اخبرنا المغیرة بن عبد الرحمن حدثنا زید بن علی وهو ابن ابو اسامة حدثنا جعفر بن برقان عن حبیب بن ابی مرزوق عن عطاء عن جابر ان رسول الله صلی الله علیه وسلم صلی علی قبر امرأة بعدما دفنت.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک عورت کی قبر پر نماز پڑھی جبکہ اس کو دفن کیا گیا تھا۔

الرکوب بعد الفراغ من الجنازة

جنازہ سے فارغ ہونے کے بعد سوار ہونا

اخبرنا احمد بن سلیمان حدثنا ابو نعیم ویحیٰی بن آدم قالا حدثنا مالك بن مغول عن سماك عن جابر بن سمرة رضی الله تعالی عنه قال خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم علی جنازة ابی الدحداح فلما رجع اتی بفرس معروری فرکب ومشینا معه.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ابی الدحداح کے جنازہ پر تشریف لے گئے جب واپس ہونے لگے تو گھوڑا لایا گیا بغیر زین کا آپ اس پر سوار ہوئے اور ہم آپ کے ساتھ پیدل چل رہے تھے۔

تشریح: ابوالدحداح رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصار کے حلیف تھے ان کی نماز جنازہ سے فارغ ہونے کے بعد حضور ﷺ واپسی کے وقت گھوڑے پر سوار ہوئے اس سے معلوم ہوا کہ جنازہ سے واپس جاتے وقت سوار ہونا جائز ہے اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے لیکن جنازہ کے ساتھ جاتے وقت سوار ہونا مکروہ ہے۔ (مرقات ومظاهر حق)

الزیادة علی القبر

قبر پر زیادتی یعنی تعمیر وغیرہ کی اجازت نہیں

اخبرنا هارون بن اسحاق حدثنا حفص عن ابن جریج عن سلیمان بن موسٰی وابی الزبیر عن جابر

قال نهی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ان یبنی علی القبر علیه او یجصص زاد سلیمان بن موسٰی او یکتب او یزاد علیه.

حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے قبر پر تعمیر کرنے اور گچ کاری سے منع فرمایا ہے ''سلیمان بن موسیٰ کی روایت میں اتنا زائد ہے کہ قبر پر لکھنے سے بھی منع فرمایا ہے''۔

البناء علی القبر

قبر پر عمارت کھڑی کرنے سے منع کیا گیا ہے

اخبرنا یوسف بن سعید حدثنا حجاج عن ابن جریج قال اخبرنی ابوالزبیر انه سمع جابراً یقول نهی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عن تقصیص القبور او یبنی علیها او یجلس علیها احد.

حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے قبروں کے گچ کرنے اور ان پر تعمیر کرنے اور ان پر کسی کے بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔

تجصیص القبور

قبروں کے گچ کرنے سے منع کیا گیا ہے

اخبرنا عمران بن موسٰی قال حدثنا عبدالوارث حدثنا ایوب عن ابی الزبیر عن جابر قال نهی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم تجصیص القبور.

حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے قبروں کو گچ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

تسویة القبور اذا رفعت

جب قبر کو اونچا کیا جائے تو اسے زمین کے برابر کر دینا

اخبرنا سلیمان بن داؤد قال اخبرنا ابن وهب قال اخبرنی عمرو بن الحارث ان ثمامة بن شفی حدثه قال کنا مع فضالة بن عبید بارض الروم فتوفی صاحب لنا فامر فضالة بقبره فسوی ثم قال سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یامر بتسویتها.

حضرت ثمامہ بن شفی کہتے ہیں کہ ہم فضالۃ بن عبید کے ساتھ روم کی سرزمین میں تھے ہمارے ایک ساتھی کا انتقال ہوا تو فضالہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس کی قبر کو برابر کرنے کا حکم دیا پس زمین کے برابر کر دیا گیا پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے سنا ہے کہ آپ قبروں کو برابر کر دینے کا حکم فرماتے تھے۔

اخبرنا عمرو بن علی حدثنا یحیٰی حدثنا سفیان عن حبیب عن ابی وائل عن ابی الهیاج قال قال

علی رضی اللّٰہ عنہ الاابعثک علی ما بعثنی علیہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا تدعن قبرا مشرفاً الا سویتہ ولا صورۃ فی بیت الاطمستھا۔

ابوالہیاج سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ کیا تم کو اس کام پر نہ بھیجوں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بھیجا تھا وہ کام یہ ہے کہ نہ چھوڑو کسی اونچی قبر کو مگر اس کو برابر کر دو اور نہ کسی تصویر کو گھر میں مگر اس کو مٹادو۔

تشریح: مردے کو دفن کرنے کے بعد اس کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر اس کی زیارت اس کے لئے دعا کرنی اور قرآن کا قبر پر پڑھنا یہ چیزیں سنت سے ثابت ہیں لیکن اس کے علاوہ جتنے امور کا ذکر ان روایات مذکورہ میں آیا ہے، مثلاً قبر پر عمارت بنانی اور قبر کا گچ کرنا خواہ گچ سے قبر کی چنائی کرے یا قبر پر گچ کرے اور قبر پر خیمہ کھڑا کرنا اور قبر پر اللہ ورسول کا نام لکھنا اور قرآن کا لکھنا سب خلاف شریعت ہیں ان میں سے کوئی چیز سنت سے ثابت نہیں۔

زیارۃ القبور

قبروں کی زیارت کا بیان

اخبرنی محمد بن آدم عن ابن فضیل عن ابی سنان عن محارب بن دثار عن عبد اللّٰہ بن بریدۃ عن ابیہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نھیتکم عن زیارت القبور فزوروھا ونھیتکم عن لحوم الاضاحی فوق ثلثۃ ایام فامسکوا ما بدا لکم ونھیتکم عن النبیذ الافی سقاء فاشربوا فی الاسقیۃ کلھا ولاتشربوا مسکرا۔

حضرت عبداللہ اپنے والد بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب زیارت کرو اور میں نے تم کو قربانی کے گوشت تین دن کے بعد کھانے سے منع کیا تھا اب جتنے دنوں تک تمہاری خواہش ہو رکھو اور میں نے تم کو نبیذ سے منع کیا تھا مگر مشک میں اب سب برتنوں میں پیا کرو مگر نشے کی چیز مت پیو۔

اخبرنا محمد بن قدامۃ حدثناجریر عن ابی فروۃ عن المغیرۃ بن سبیع حدثنی عبد اللّٰہ بن بریدۃ عن ابیہ انہ کان فی مجلس فیہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال انی کنت نھیتکم ان تاکلوا اللحوم الاضاحی الا ثلثا فکلوا واطعموا وادخروا مابدالکم وذکرت لکم ان لا تنتبذوا فی الظروف الدباء والمزفت والنقیر والحنتم انتبذوا فیما رأیتم واجتنبوا کل مسکر ونھیتکم عن زیارۃ القبور فمن اراد ان یزور فلیزرو لاتقولوا ھجرا۔

عبداللہ اپنے والد بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ یعنی میرے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں تھے آپ نے فرمایا کہ میں نے تم کو قربانی کے گوشت کھانے سے منع کیا تھا مگر تین دن تک اب تم کھاؤ اور کھلاؤ اور جب تک چاہو ذخیرہ

کر کے رکھو اور میں نے تم سے ذکر کیا تھا کہ ان برتنوں میں نبیذ نہ بناؤ یعنی کدو کی تو نبی اور روغن دار رال کے برتن میں اور درخت کی جڑ کھود کر بنائے گئے برتن میں اور سبز رنگ کی ٹھلیا میں اب نبیذ بنا سکتے ہو جس برتن میں چاہو اور ہر نشے کی چیز سے پرہیز کرو اور میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب جو شخص زیارت کرنا چاہے زیارت کر لیا کرے اور بے ہودہ کلام نہ کرو۔

تشریح: ابتدائے اسلام میں حضور ﷺ نے قبروں کی زیارت سے منع فرمایا تھا اس لئے کہ جاہلیت کا زمانہ قریب تھا کہیں ایسے افعال قبروں پر نہ کریں جو باعث کفر ہوں پھر جب دیکھا کہ اسلام قلوب میں پختہ ہوا تو زیارت کی اجازت دی اب قبروں کی زیارت مستحب ہے اس میں بہت سے فائدے ہیں جیسے قبروں کی زیارت سے دل نرم ہوتا ہے اور موت یاد آتی ہے دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوتی ہے اور آخرت یاد آتی ہے جب انجام کار اسی قبر میں آنا ہے تو دنیا میں دل لگانا بے کار ہے اور بڑا فائدہ یہ ہے کہ مردوں کے لئے دعا و استغفار ہوتی ہے۔

زيارة قبر المشرك

مشرک کی قبر کی زیارت کا بیان

اخبرنا قتيبة حدثنا محمد بن عبيد عن يزيد بن كيسان عن ابی حازم عن ابی هريرة قال زار رسول الله صلی الله عليه وسلم قبر امه فبكی وابكی من حوله وقال استأذنت ربی عزوجل فی ان استغفر لها فلم يؤذن لی واستأذنت فی ان ازور قبرها فاذن لی فزوروا القبور فانها تذكر الموت.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ماں کی قبر کی زیارت کی آپ روئے اور ان لوگوں کو رلایا جو آپ کے آس پاس تھے اور فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار عزوجل سے اس بات کے بارے میں اجازت مانگی تھی کہ اس کے واسطے استغفار کروں تو مجھے اجازت نہیں دی گئی اور میں نے ان کی قبر کی زیارت کے بارے میں اجازت مانگی تھی تو مجھ کو اجازت دی پس تم قبروں کی زیارت کرو اس لئے کہ زیارت موت کو یاد دلاتی ہے۔

تشریح: علامہ ابن الجوزیؒ نے کتاب الوفاء میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ اپنے والد کی وفات کے بعد اپنی والدہ آمنہ کی پرورش میں تھے جب حضور ﷺ چھ سال کے ہوئے تو والدہ آپ کو لے کر اپنے ننھیال بنی عدی بن النجار سے ملاقات کے لئے مدینہ منورہ گئیں پھر وہاں سے آپ کو لے کر مکہ مکرمہ کی طرف واپس ہوئیں جب مقام ابواء میں پہنچیں تو وہاں والدہ کا انتقال ہوا اور وہیں ان کی قبر بنی اب رہا یہ سوال کہ حضور ﷺ نے اپنی والدہ کی زیارت کب کی تھی تو بعضوں نے کہا کہ جب آپ نے فتح مکہ کیا تو مقام ابواء میں اپنی والدہ کی زیارت کی اور ان کی جدائی پر اتنا روئے کہ حضور ﷺ کے ساتھ جو لوگ تھے وہ بھی حضور ﷺ کو روتے دیکھ کر رونے لگے اور شیخ جزری نے تصحیح المصابیح میں لکھا ہے کہ چھ ہجری سال حدیبیہ میں زیارت کی، بہرحال اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبل الایمان کوئی بھی استغفار کے بالکل مستحق نہیں اور نہ اس کی اجازت اور یہ حدیث جس کو امام نسائیؒ کے علاوہ امام مسلمؒ نے بھی روایت کیا ہے ان تمام روایات کے مقابلے میں اصح ہے جو حضور ﷺ کے والدین کے حق میں وارد ہوئی ہیں چنانچہ اسی حدیث کی بناء پر جمہور علماء کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے والدین کفر کی حالت میں مرے ہیں، لیکن

علامہ سیوطیؒ نے حضور ﷺ کے والدین کی نجات کے بارے میں رسالے تصنیف کئے ہیں اور اس کو دلائل سے ثابت کیا ہے اور مخالفین کے شبہات کے جواب دیئے ہیں جو چاہے وہاں دیکھ لے اور بہتر یہ ہے کہ اس مسئلہ میں سکوت کریں، یعنی ان کے کافر یا مسلمان ہونے کا قطعی حکم نہ لگائیں۔ (مرقات ومظاہر حق)

النهى عن الاستغفار للمشركين

مشرکوں کے واسطے استغفار کی ممانعت

اخبرنا محمد بن عبد الاعلىٰ حدثنا محمد وهو ابن ثور عن معمر عن الزهرى عن سعيد بن المسيب عن ابيه قال لما حضرت اباطالب الوفات دخل عليه النبى صلى الله عليه وسلم وعنده ابوجهل وعبد الله بن ابى امية فقال اى عم قل لااله الاالله كلمة احاج لك بها عند الله عزوجل فقال له ابوجهل وعبد الله بن امية يا اباطالب اترغب عن ملة عبد المطلب فلم يزالا يكلمانه حتى كان اٰخر شئى كلمهم به على ملة عبد المطلب فقال له النبى صلى الله عليه وسلم لاستغفرن لك مالم انه عنك فنزلت ماكان للنبى والذين اٰمنوا ان يستغفروا للمشركين ونزلت انك لا تهدى من احببت.

سعید بن المسیبؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب آ گیا نبی ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس کے پاس ابوجہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ بیٹھا ہوا تھا حضور نبی ﷺ نے فرمایا کہ چچا جان کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ پڑھ لیجئے میں اس کے وسیلہ سے تمہارے لئے اللہ بزرگ و برتر کے پاس سفارش کروں گا اس پر ابوجہل اور عبد اللہ بن امیہ نے اس سے کہا ابوطالب کیا تم عبد المطلب کے دین سے اعراض کرو گے وہ اس بات کو دہراتے رہے یہاں تک کہ آخری بات جو ابوطالب نے ان دونوں کے سامنے کہی کہ میں عبد المطلب کے دین پر ہوں اس کے بعد نبی ﷺ نے ان سے فرمایا کہ میں آپ کے لئے بخشش طلب کرتا رہوں گا جب تک کہ مجھے ممانعت نہ کر دی جائے اس پر یہ آیت نازل ہوئی "ماکان للنبی والذین آمنوا الخ" اور نازل ہوئی "انک لا تهدی من احببت الخ"۔

اخبرنا اسحاق بن منصور حدثنا عبد الرحمن عن سفيان عن ابى اسحاق عن ابى الخليل عن على قال سمعت رجلا يستغفر لابويه وهما مشركان فقلت اتستغفر لهما وهما مشركان فقال اولم يستغفر ابراهيم لابيه فاتيت النبى صلى الله عليه وسلم فذكرت ذلك له فنزلت "وماكان استغفار ابراهيم لابيه الاعن موعدة وعدها اياه".

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ میں نے ایک شخص کو اپنے مشرک ماں باپ کے لئے مغفرت کی دعا کرتے سنا میں نے کہا کیا تو اپنے مشرک ماں باپ کے لئے مغفرت کی دعا کر رہا ہے اس نے جواب دیا کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مشرک باپ کے لئے دعائے مغفرت نہیں کی تھی میں نے اس بات کا ذکر نبی ﷺ سے کی خدمت میں کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی "وماکان استغفار الخ" اور ابراہیم علیہ السلام کا باپ کے لئے بخشش طلب کرنا صرف اس وجہ سے

تھا کہ انہوں نے اپنے باپ سے اس کا وعدہ کرلیا تھا۔

تشریح: کسی زندہ مشرک کے لئے ایمان کی توفیق ملنے کی درخواست میں کوئی حرج نہیں بلکہ مستحسن ہے البتہ اس بات کے ظاہر ہونے کے بعد کہ یہ لوگ دوزخی ہیں ان کے لئے دعائے مغفرت درست نہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے وعدۂ استغفار اس کے مسلمان ہوجانے کی امید پر کرلیا تھا پھر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام پر کھل گیا کہ ان کا باپ اللہ کا دشمن ہے تو انہوں نے باپ سے بیزار ہوجانے کا اظہار کیا اور دعائے مغفرت قطع کردی لہٰذا روایات اور آیت قرآنی میں کوئی تعارض نہیں۔

الامر بالاستغفار للمؤمنین

اہل ایمان کے لئے استغفار کا حکم

اخبرنا یوسف بن سعید حدثنا حجاج عن ابن جریج قال اخبرنی عبد اللّٰہ بن ابی ملیکة انه سمع محمد بن قیس بن مخرمة یقول سمعت عائشة رضی اللّٰہ تعالی عنه تحدث قالت الا احدثکم عنی وعن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قلنا بلی قالت لما کانت لیلتی التی هو عندی تعنی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم انقلب فوضع نعلیه عند رجلیه وبسط طرف ازاره علی فراشه فلم یلبث الا ریثما ظن انی قد رقدت ثم انتعل رویدا واخذ ردآء ه رویدا ثم فتح الباب رویدا وخرج رویداً وجعلت درعی فی رأسی واختمرت وتقنعت ازاری وانطلقت فی اثره حتی جاء البقیع فرفع یدیه ثلٰث مرات فاطال ثم انحرف فانحرفت فاسرع فاسرعت فهرول فهرولت فاحضر فاحضرت فدخلت فلیس الا ان اضطجعت فدخل فقال مالك یا عائشة حشیا رابیة قالت لاقال لتخبرنی اولیخبرنی اللطیف الخبیر قلت یا رسول اللّٰہ بابی انت وامی فاخبرته الخبر قال وانت السواد التی رأیت امامی قالت نعم فلهزنی فی صدری لهزة اوجعتنی ثم قال اظننت ان یحیف اللّٰہ علیك ورسوله قلت مهما یکتم الناس فقد علمه اللّٰہ فان جبریل اتانی حین رایت ولم یدخل علی وقد وضعت ثیابك فنادانی فاخفی منك فاجبتهٗ فاخفیتهٗ منك فظننت انك قدر قدت وکرهت ان اوقظك وخشیت ان تستوحشی فامرنی ان اٰتی البقیع فاستغفر لهم قلت کیف اقول یا رسول اللّٰہ قال قولی السلام علی اهل الدیار من المؤمنین والمسلمین ویرحم اللّٰہ المستقدمین منا والمستأخرین وانّا انشاء اللّٰہ بکم لاحقون.

محمد بن قیس بن مخرمہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنا کہ انہوں نے ہم سے فرمایا کیا تم سے اپنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال بیان نہ کروں ہم نے کہا جی ہاں تو انہوں نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب راتوں میں سے ایک رات میرے پاس تھے آپ عشاء کی نماز پڑھ کر تشریف لائے یعنی فرش پر اور دونوں جوتے اپنے پیروں کے پاس رکھے اور اپنے تہ بند کا کنارہ فرش پر بچھایا اور آپ صرف اتنی دیر ٹھہرے جتنی دیر میں اپنے خیال کے مطابق میں سوگئی ہوں پھر آہستہ سے جوتے پہنے اور

آہستہ سے اپنی چادر لی پھر آہستہ سے دروازہ کھولا اور آہستہ سے نکلے اور میں اپنی قمیص اوڑھنی کی طرح سر پر ڈالی اور اپنا تہ بند اوڑھا اور آپ کے نشان قدم پر چلنے لگی یہاں تک کہ آپ بقیع میں پہنچے پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر تین بار کافی دیر تک دعا مانگی پھر لوٹے میں بھی لوٹی تیز چلنے لگے میں بھی تیز چلنے لگی دوڑنے لگے میں بھی دوڑنے لگی اور میں آپ سے پہلے گھر میں داخل ہوگئی اور لیٹ گئی پھر آپ داخل ہوئے فرمایا عائشہ تجھے کیا ہوگیا تیرا سانس کیوں چڑھا ہوا ہے میں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا بتاؤ ورنہ لطیف خبیر خدا مجھ کو ضرور بتلا دے گا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان پھر میں نے اپنا حال بتلا دیا آپ ﷺ نے فرمایا وہ تیرا جسم تھا جو میں نے اپنے سامنے دیکھا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ہاں تو آپ نے میرے سینے پر ایک مکا مارا جس سے مجھ کو تکلیف پہنچی پھر فرمایا کیا تو نے یہی گمان کیا کہ اللہ اور اس کے رسول تجھ پر ظلم کریں گے (یعنی تو نے یہی گمان کیا ہوگا کہ میں تیری باری کی رات میں کسی اور بیوی کے پاس چلا گیا ہوں یہ تو منصب رسالت کے خلاف ہے) میں نے عرض کیا جب انسان کوئی بات چھپاتا ہے تو بیشک اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے جبکہ تو نے دیکھا اور میرے ساتھ اندر خانہ نہیں آیا اس حال میں کہ تو نے اپنے کپڑے اتار کر رکھ دیئے تھے انہوں نے چپکے سے مجھے پکارا میں نے بھی ان کو چپکے سے جواب دیا اس لئے کہ میں نے گمان کیا کہ تو سوگئی اور تجھے جگانا اچھا نہیں سمجھا اور مجھے تیری وحشت کا خطرہ ہوا پس جبرئیل علیہ السلام نے مجھے حکم دیا کہ میں بقیع (جنت البقیع) میں جاؤں اور ان کے واسطے استغفار کروں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں کس طرح کہوں (زیارت قبور کے وقت) آپ نے فرمایا کہ یہ الفاظ پڑھ لیا کر "السلام علی اهل الدیار الخ"۔

اخبرنی محمد بن سلمة والحارث بن مسکین قرأة علیه وانا اسمع واللفظ له عن ابن القاسم قال حدثنی مالك عن علقمة بن ابی علقمة عن امه انها سمعت عائشة تقول قام رسول الله صلی الله علیه وسلم ذات لیلة فلبس ثیابه ثم خرج قالت وامرت جاریتی بریرة تتبعهٗ فتبعتهٗ حتی جآء البقیع فوقف فی ادناه ماشاء الله ان یقف ثم انصرف فسبقته بریرة فاخبرتنی فلم اذکر له شئا حتی اصبحت ثم ذکرت ذلك له فقال انی بعثت الی اهل البقیع لاصلی علیهم۔

علقمہ بن ابی علقمہ اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنا ہے کہ وہ فرمایا کرتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات اٹھے اور اپنے کپڑے پہنے پھر نکلے میں نے اپنی باندھی بریرہ کو حضور ﷺ کے پیچھے جانے کا حکم دیا وہ آپ کے پیچھے چلنے لگی حتیٰ کہ آپ بقیع میں پہنچے اور اس کے قریب جتنی دیر تک کھڑا رہنا اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کھڑے رہے پھر واپس ہوئے اور بریرہ آپ سے پہلے آگئی اس نے جو کچھ دیکھا وہ مجھ سے بیان کیا مگر میں نے اس کا آپ سے بالکل ذکر نہیں کیا حتیٰ میں نے صبح کی پھر اس کا آپ ﷺ سے ذکر کیا آپ نے فرمایا مجھے اہل بقیع کی طرف بھیجا گیا تھا تاکہ ان کے لئے دعا کروں۔

اخبرنا علی بن حجر حدثنا اسماعیل حدثنا شریك وهو ابن نمر عن عطاء عن عائشة قالت کان رسول الله صلی الله علیه وسلم کلما کانت لیلتها من رسول الله صلی الله علیه وسلم یخرج فی

اٰخر اللیل الی البقیع فیقول السلام علیکم دار قوم مؤمنین وانا وایاکم متواعدون غدا ومواکلون وانا انشاء اللّٰہ بکم لاحقون اللھم اغفرلاھل البقیع الغرقد.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب میری باری کی رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ہوتے تو آپ آخری شب میں مقبرہ مدینہ کی طرف نکلتے پھر فرماتے ''السلام علیکم الخ'' اے ایمان والوں کی جماعت تم پر سلام ہو اور ہم اور تم کل روز قیامت کو ایک دوسرے سے ملنے کا عہد کرتے ہیں اور بعض ان کے بعض پر شفاعت اور شہادت میں اعتماد کرنے والے ہیں اور بیشک ہم انشاء اللہ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں اے اللہ بقیع غرقد والوں کی مغفرت فرما۔

اخبرنا عبیداللّٰہ بن سعید حدثنا حرمی ابن عمارۃ حدثنا شعبۃ عن علقمۃ بن مرثد عن سلیمان بن بریدۃ عن ابیہ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان اذا اتی علی المقابر فقال السلام علیکم اھل الدیار من المؤمنین والمسلمین وانا انشاء اللّٰہ بکم لاحقون انتم لنا فرط ونحن لکم تبع اسال اللّٰہ العافیۃ لنا ولکم.

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قبر پر تشریف لے جاتے تو یہ الفاظ پڑھتے ''السلام علیکم اھل الدیار الخ'' سلام ہے تم پر اے قبر والوں مؤمنوں اور مسلمانوں میں سے اور ہم انشاء اللہ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں تم ہم سے پہلے پہنچ گئے اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں میں اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت (تکالیف سے) خلاصی مانگتا ہوں۔

اخبرنا قتیبۃ حدثنا سفیان عن الزھری عن ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ قال لما مات النجاشی قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم استغفروا لہ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب بادشاہ نجاشی کی وفات ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے لئے استغفار کرو۔

اخبرنا ابوداؤد حدثنا یعقوب حدثنا ابی عن ابی صالح عن ابن شھاب قال حدثنی ابوسلمۃ وابن المسیب ان اباھریرۃ اخبرھما ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نعی لھم النجاشی صاحب الحبشۃ فی الیوم الذی مات فیہ فقال استغفروا لاخیکم.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوسلمہ اور ابن المسیب کو خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو اسی دن حبشہ کے بادشاہ کی وفات کی خبر دی جس دن ان کا انتقال ہوا اور فرمایا کہ اپنے بھائی کے لئے دعائے مغفرت کرو۔

تشریح: عنوان کے تحت کی پہلی روایت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اخلاق وحسن سلوک کا پورا نقشہ کھینچ دیا کہ زیارت قبور کے ارادے سے جب آپ مقبرہ مدینہ میں تشریف لے جا رہے تھے تو قبل اس کے نعلین شریف کا پہننا وغیرہ سب کام آہستہ اور سہولت سے کئے تاکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نیند میں حرج نہ ہو آج کے دور میں اس کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے ازدواجی زندگی اجیرن بن چکی ہے۔

التغليظ فی اتخاذ السرج علی القبور

قبروں پر چراغ جلانے کے بارے میں وعید شدید کا بیان

اخبرنا قتیبة حدثنا عبد الوارث بن سعید عن محمد بن جحادة عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال لعن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم زائرات القبور والمتخذین علیہا المساجد والسرج.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر اور قبروں پر مسجد بنانے والوں پر اور چراغ جلانے والوں پر لعنت کی۔

تشریح: بعض حضرات کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو زیارت قبور کی اجازت دے دی تو یہ اجازت عورتوں کو بھی شامل ہوئی لہٰذا عورتیں بھی قبر کی زیارت کر سکتی ہیں اور بعض علماء کہتے ہیں کہ اجازت زیارت قبر کی صرف مردوں کے واسطے ہوئی عورتوں کے حق میں بوجہ قلت صبر اور جزع وفزع ممانعت زیارت قبر کی باقی ہے یہی قول زیادہ وزنی ہے ظاہر حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے کیوں کہ خاص طور سے حدیث باب میں عورتوں پر لعنت کا ذکر فرمایا ہے جو لوگ قبروں کی طرف سجدے کرتے ہیں اور قبروں کو قبلہ بنا لیتے ہیں تا کہ ان کی طرف سجدے کریں ان پر بھی لعنت کی اور قبروں پر چراغ جلانے والے پر بھی لعنت کی، قبروں پر چراغ جلانا اور بلب جلانا منع ہے اس لئے کہ اس میں اسراف اور بغیر فائدہ کے مال برباد کرنا ہے علاوہ اس کے قبروں پر چراغ روشن کرنے کا فعل تعظیم قبر کے مشابہ ہے جیسے قبر کی طرف سجدے کرنے کا فعل، اس لئے چراغ جلانا منع ہے البتہ چراغ جلانا قبر کے لئے نہ ہو کسی اور کام کے لئے ہو تو درست ہے۔ (مظاہر حق وحاشیة النسائی)

التشدید فی الجلوس علی القبور

قبروں پر بیٹھنے میں سخت وعید وارد ہونے کا بیان

اخبرنا محمد بن عبد اللّٰہ ابن المبارک عن وکیع عن سفیان عن سہیل عن ابیہ عن ابی ہریرة قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لان یجلس احدکم علی جمرة حتی تحرق ثیابہ خیر من ان یجلس علی قبر.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کا انگارے پر بیٹھنا حتیٰ کہ وہ اس کے کپڑے کو جلا کر راکھ بنا دے بہتر ہے اس کے قبر پر بیٹھنے سے۔

اخبرنا محمد بن عبد اللّٰہ بن عبد الحکم عن شعیب حدثنا اللیث حدثنا خالد عن ابن ابی ہلال عن ابی بکر بن حزم عن النضر بن عبد اللّٰہ السلمی عن عمرو بن حزم عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لا تقعدوا علی القبور.

حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ قبروں پر نہ بیٹھو۔

تشریح: بعض حضرات نے کہا کہ قبر پر بیٹھنے کے یہ معنی ہیں کہ قضاء حاجت کے لئے اس پر بیٹھ جائے یا سوگ منانے اور غم کا اظہار کے لئے ہر وقت قبر کے پاس ڈیرہ ڈالدے، علامہ طیبیؒ نے کہا کہ جلوس علی القبر سے اس لئے منع کیا گیا ہے کہ اس سے اپنے بھائی کی تحقیر معلوم ہوتی ہے، اور امام مالکؒ نے جلوس کو حدث یعنی پیشاب و پاخانہ سے قبر کی اہانت نہ کی جائے پر محمول کیا ہے اس لئے کہ منقول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبر پر بیٹھے تھے ان اقوال کو نقل کرنے کے بعد علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں بعض روایات میں "وان توطأ" کا جملہ آیا ہے کہ قبروں کے روندنے سے منع فرمایا ہے اس روایت کی بناء پر حدیث باب اپنے ظاہر پر محمول ہے کہ قبر پر بیٹھنے کا ضرر جو دل کو پہنچتا ہے اس سے کہیں زیادہ ہے کہ کوئی شخص انگارے پر بیٹھ جائے اور وہ اس کے کپڑے کو جلا کر اس کے بدن تک پہنچ جائے۔

اور راز ہار میں بعض علماء سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ جس حدیث میں سخت وعید کا ذکر ہے اس کو جلوس علی القبر للحدث پر محمول کیا جائے کیوں کہ یہ حرام ہے اور جس حدیث میں وعید شدید کا ذکر نہیں اسے صرف جلوس پر محمول کیا جائے کیوں کہ یہ مکروہ ہے۔ (كذافي حاشيه النسائي لعلامة السندهي ومرقات: ٧٠/٤)

اتخاذ القبور مساجد

قبروں کو مسجدیں بنالینے پر لعنت کی ہے

اخبرنا عمرو بن علي حدثنا خالد بن الحارث حدثنا شعبة عن قتادة عن سعيد بن المسيب عن عائشة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لعن الله قوما اتخذوا قبورانبيائهم مساجد.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس قوم پر لعنت کرے جس نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنالیا۔

اخبرنا محمد بن عبد الرحيم ابويحيٰى صاعقة حدثنا ابوسلمة الخزعي حدثنا الليث بن سعد عن يزيد بن الهاد عن ابن شهاب عن سعيد بن المسيب عن ابى هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبور انبيا ئهم مساجد.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہود اور نصاریٰ کو لعنت کرے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبریں سجدگاہ بنالیں۔

تشریح: پیغمبروں کی قبروں کو مساجد بنالینے کا مطلب یہ ہے کہ ان کو نماز کا قبلہ بنالیا جس طرف یہود اور نصاریٰ نماز پڑھتے ہیں یا ان کی قبروں پر مسجدیں بنالیں جن میں وہ لوگ نماز پڑھتے ہیں اور کراہت کی وجہ شاید یہی ہوگی کہ اس طرح کی عبادت نفس قبر کی عبادت کی تمہید بن سکتی ہے خصوصاً انبیاء اور صالحین کی قبر میں۔ (قاله علامة السندهي)

كراهية المشى بين القبور فى النعال السبتية

بن بال والے جوتے کے ساتھ قبروں کے درمیان چلنا مکروہ ہے

اخبرنا محمد بن عبد اللّٰہ بن المبارك حدثنا وكيع عن الاسود بن بن شيبان وكان ثقة عن خالد بن سمير عن بشير بن نهيك ان بشير بن الخصاصية قال كنت امشى مع رسول اللّٰہ صلى اللّٰہ عليه وسلم فمر على قبور المسلمين فقال لقد سبق هؤلاء شراكثير ثم مرّ على قبور المشركين فقال لقد سبق هؤلاء خيرا كثيرا فحانت منه التفاتة فراى رجلا يمشى بين القبور فى نعليه فقال يا صاحب السبتيتين القهما.

بشیر بن نہیک سے روایت ہے کہ بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا تو آپ مسلمانوں کی قبروں پر گذرے فرمایا کہ یہ لوگ بہت سی برائیاں اپنے پیچھے چھوڑ کر بھلائی کی طرف پہنچ گئے پھر مشرکوں کی قبروں پر گذرے تو فرمایا کہ یہ لوگ بہت سی بھلائیوں کو اپنے پیچھے چھوڑ کر برائی کی طرف پہنچ گئے پھر اچانک آپ کی نظر ایک شخص پر پڑی وہ جوتوں سمیت قبروں پر چل رہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے سبتی جوتے پہن کر چلنے والے ان کو اتار لے۔

تشریح: سبتی جوتا وہ کہلاتا ہے کہ جس پر بال نہ ہوں دباغت سے بال صاف کر لئے گئے ہوں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جوتوں سمیت قبروں پر چلنا احترام قبور کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناپسندیدہ فعل ہے ایک شخص جوتے سمیت قبروں کے درمیان چل رہا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے احترام قبور کی رعایت سے اس کو جوتے اتار لینے کا حکم دیا یا شاید اس کے جوتے میں گندگی ہوگی اس لئے اتار لینے کا حکم دیا۔ (واللّٰہ اعلم بالصواب)

التسهيل فى غير السبتية

سبتی جوتے کے علاوہ اور جوتے سمیت چلنے کی اجازت ہے

اخبرنا احمد بن ابى عبيد اللّٰہ الوراق حدثنا يزيد بن زريع عن سعيد عن قتادة عن انس ان النبى صلى اللّٰہ عليه وسلم قال ان العبد اذا وضع فى قبره وتولى عنه اصحابه انه ليسمع قرع نعالهم.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندے کو جب اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے پھر اس کے دوست واحباب لوٹ جاتے ہیں تو وہ جوتوں کی آواز سنتا ہے۔

تشریح: اس کی تشریح کے تحت علامہ سندھیؒ نے لکھا ہے کہ امام نسائیؒ حدیث باب سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جب مردے جوتوں کی آواز سنتے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ جوتے کے ساتھ مقبرہ میں چلنا درست ہے کیونکہ جوتے کی آواز اس صورت میں سنی جاسکتی ہے ہے جبکہ جوتوں سمیت قبرستان میں چلیں، اب اشکال یہ ہے کہ عنوان سابق کے ماتحت کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جوتوں سمیت مقبرہ میں چلنا منع ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جائز ہے تو تعارض ہو گیا اب رفع تعارض کے لئے

امام نسائی نے اس روایت کو غیر سبتی جوتے پر محمول کیا ہے لیکن واضح رہے کہ امام موصوف نے توفیق بین الحدیثین کے لئے جو تراجم قائم کئے ہیں وہ اپنی جگہ پر ورنہ اگر علت پر نظر ڈالی جائے کہ وہ احترام مقابر ہے تو پھر سبتی وغیر سبتی میں فرق نہ ہونا چاہئے نیز اس روایت سے مقبرہ میں مشی بالنعال کا جواز کہاں ثابت ہوا کیونکہ ممکن ہے کہ اس کا ذکر آپ ﷺ نے لوگوں کے عادات کے مطابق کیا ہو لہٰذا اس سے غیر سبتی جوتوں کے ساتھ مقبرہ میں چلنے کی تسہیل لازم نہیں آتی خاص کر جبکہ اس کی ممانعت حدیث سابق میں گذر چکی ہے غرض کہ یہ حدیث پہلی حدیث سے معارض نہیں۔(واللّٰہ تعالٰی اعلم)

المسألة فی القبر

قبر میں سوال کرنا

اخبرنا محمد بن عبد اللّٰه بن المبارك وابراهيم بن يعقوب بن اسحق قالا حدثنا يونس بن محمد عن شيبان عن قتادة اخبرنا انس بن مالك قال قال نبي اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ان العبد اذا وضع في قبره وتولى عنه اصحابه انه ليسمع قرع نعالهم قال فيأتيه ملكان يقعد انه فيقولان له ماكنت تقول في هذا الرجل فاما المؤمن فيقول اشهد انه عبد اللّٰه ورسوله فيقال له انظر الى مقعدك من النار قد ابدلك اللّٰه به مقعدًا من الجنة قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم فيراهما.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب بندے کو اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی واپس ہو جاتے ہیں تو وہ لوگوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے حضور نے فرمایا کہ اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بٹھاتے ہیں پھر اس سے پوچھتے ہیں کہ تو کیا کہتا تھا اس شخص کے بارے میں (یعنی محمد ﷺ کے حق میں) تو مؤمن کہتا ہے میں گواہی دیتا تھا وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ اپنے ٹھکانے کی طرف دیکھ دوزخ سے اللہ نے اس کے بدلہ میں تجھ کو بہشت میں جگہ دی نبی ﷺ نے فرمایا کہ وہ ان دونوں ٹھکانوں کو دیکھتا ہے۔

مسألة الكافر

کافر سے سوال کرنا

اخبرنا احمد بن ابى عبيد الله حدثنا يزيد بن زريع عن سعيد عن قتادة عن انس ان النبى صلى اللّٰه عليه وسلم قال ان العبد اذا وضع فى قبره وتولى عنه اصحابه انه ليسمع قرع نعالهم اتاه ملكان يقعدانه فيقولان له ماكنت تقول فى هٰذا الرجل فاما المؤمن فيقول اشهد انه عبد اللّٰه ورسوله فيقال له انظر الى مقعدك من النار قد ابدلك اللّٰه مقعداً خيرا منه قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فيراهما جميعا واما الكافر والمنافق فيقال له ماكنت تقول فى هذاالرجل فيقول لا ادرى كنت اقول كما يقول الناس فيقاله لادريت ولاتليت ثم يضرب ضربةً بين اذنيه فيصيح صيحةً يسمعها من يليه غير الثقلين.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندے کو اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی دفن کے بعد واپس ہوتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اس کو بٹھاتے ہیں پھر اس سے پوچھتے ہیں تو اس شخص کے حق میں کیا کہتا تھا، پس مؤمن کہتا ہے میں گواہی دیتا تھا کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں پھر اس سے کہا جاتا ہے تو دوزخ میں اپنے ٹھکانے کی طرف دیکھ اللہ نے تیرے واسطے اس کے بدلہ میں اس سے بہتر ٹھکانا عطا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ان دونوں ٹھکانوں کو دیکھتا ہے اور کافر یا منافق سے پوچھا جاتا ہے تو اس شخص کے بارے میں کیا کہتا تھا وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا میں تو وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے پھر اس سے کہا جاتا ہے تو نے نہ دین کو سمجھنے کی کوشش کی اور نہ اہل تحقیق کا اتباع کیا پھر اس کے دونوں کانوں کے درمیان لوہے کے گرزون کے ساتھ مارا جاتا ہے پس وہ خوب چلاتا ہے اس کو جو اس کے نزدیک ہیں سنتے ہیں سوائے آدمیوں اور جنوں کے۔

من قتله بطنه

جس کو پیٹ کی بیماری نے ماردیا اس کا حکم

اخبرنا محمد بن عبد الاعلى حدثنا خالد عن شعبة قال اخبرني جامع بن شداد قال سمعت عبد الله بن يسار قال كنت جالسا وسليمان بن صرد وخالد بن عرفطة فذكروا ان رجلا توفي مات ببطنه فاذا هما يشتهيان ان يكون شهد اجنازته فقال احدهما للأخر الم يقل رسول الله صلى الله عليه وسلم من يقتله بطنه لم يعذب في قبره فقال الأخر بلى.

عبداللہ بن یسار فرماتے ہیں کہ میں سلیمان بن صرد اور خالد عرفطہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا انہوں نے ایک شخص کا ذکر کیا جو پیٹ کی بیماری سے (دست یا استسقاء وغیرہ سے) مر گیا اور وہ اس کے جنازہ میں شریک ہونے کی خواہش رکھتے تھے ان میں سے ایک نے کہا دوسرے سے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ جو شخص اپنے پیٹ کی بیماری سے مر جائے اس کو اپنی قبر میں عذاب نہیں دیا جائے گا دوسرے نے کہا جی ہاں۔

الشهيد

شہید کا بیان

اخبرنا ابراهيم بن الحسن حدثنا حجاج عن ليث بن سعد عن معاوية بن صالح ان صفوان بن عمرو حدثه عن راشد بن سعد عن رجل من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم ان رجلا قال يا رسول الله ما بال المؤمنين يفتنون في قبورهم الا الشهيد قال كفى ببارقة السيوف على رأسه فتنة.

راشد بن سعد ایک شخص سے روایت کرتے ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ مسلمانوں کا کیا حال ہے کہ وہ اپنی قبروں میں آزمائے جاتے ہیں مگر شہید حضور نے فرمایا کہ چمکدار تیز تلوار جو شہید کے سر کو کاٹ

دیتی ہے وہ قبر کی آزمائش سے بچاتی ہے۔

اخبرنا عبید اللّٰہ بن سعید حدثنا یحیٰی عن التیمی عن ابی عثمان عن عامر بن مالك عن صفوان بن امیة قال الطاعون والبطن والغرق والنفسآء شهادة قال وحدثنا ابو عثمان مراراً ورفعهٗ مرةً الی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم.

صفوان بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جو شخص وبا میں مرے اور جو پیٹ کی بیماری سے مرے اور جو ڈوب کر مرے اور جو عورت نفاس کی حالت میں مرے یہ سب شہید ہیں۔

تشریح: ہر مؤمن کی اپنی قبر میں آزمائش ہوتی ہے فرشتے اس سے تین سوالات کرتے ہیں مگر شہید امتحان سے مستثنیٰ ہے کیونکہ جنگ کے وقت اس کی ثابت قدمی اور خدا کی راہ میں اس کی خوشنودی کے لئے اپنی جان کو بخشش کر دینا اس کے کمال ایمان کی دلیل ہے لہٰذا قبر میں شہید سے سوال کی ضرورت نہیں یہی مطلب ہے ارشاد نبوی "کفی ببارقة السیوف الخ" کا۔(واللّٰہ تعالٰی اعلم، قاله علامة السندهی)

ضمة القبر وضغطته

قبر کا مردے کو بھینچنا

اخبرنا اسحق بن ابراهیم حدثنا عمرو بن محمد العنقزی حدثنا ابن ادریس عن عبید اللّٰہ عن نافع عن ابن عمر عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال هٰذا الذی تحرك له العرش وفتحت له ابواب السمآء وشهده سبعون الفا من الملائکة لقد ضم ضمة ثم فرج عنه.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے یعنی سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس کے واسطے عرش حرکت میں آ گیا اور اس کے واسطے آسمان کے دروازے کھولے گئے اور ستر ہزار فرشتے اُس کے جنازے پر حاضر ہوئے یہ قبر میں دبائے گئے پھر کھول دی گئی قبر اس سے۔

تشریح: حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح پاک عالم بالا کی طرف جب چڑھنے لگی تو فرحت اور خوشی کے مارے عرش جھولنے لگا چنانچہ دلائل النبوۃ میں ہے "قال الحسین تحرك له العرش فرحاً بروحه" اس بلند مقام کے باوجود قبر اس پر تنگ ہو گئی اس کی وجہ حکیم ترمذی وغیرہ کی روایات سے تقصیر من البول معلوم ہوتی ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے قبر کشادہ ہو گئی اور یہ سختی ان سے دور ہو گئی چنانچہ امام احمد اور بیہقی نے بواسطہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا "ان للقبر ضغطة لو کان احدنا جیا منها نجامنها سعد بن معاذ"۔(زهر الربی وحاشیة السندهی)

عذاب القبر

قبر کا عذاب ثابت ہے

اخبرنا اسحق بن منصور حدثنا عبد الرحمن عن سفیان عن ابیه عن خیثمة عن البراء قال یثبت

اللّٰہ الذین اٰمنوا بالقول الثابت فی الحیوة الدنیا وفی الآخرة قال نزلت فی عذاب القبر.

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آیت قرآنی "یثبت اللّٰہ الخ" کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ان کی پکی بات کی برکت سے دنیا اور آخرت میں مضبوط رکھتا ہے، قبر میں سوال کے متعلق نازل ہوئی۔

اخبرنا محمد بن بشار حدثنا محمد حدثنا شعبة عن علقمة بن مرثد عن سعد بن عبیدة عن البرآء بن عازب عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال یثبت اللّٰہ الذین اٰمنوا بالقول الثابت فی الحیوة الدنیا وفی الآخرة قال نزلت فی عذاب القبر یقاله من ربك فیقول ربی اللّٰہ ونبیی محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم فذلك قوله یثبت اللّٰہ الذین اٰمنوا بالقول الثابت فی الحیوة الدنیا وفی الآخرة.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ آیت قرآنی "یثبت اللّٰہ الذین اٰمنوا بالقول الثابت فی الحیوة الدنیا وفی الآخرة" قبر میں سوال کے متعلق نازل ہوئی جب قبر میں مؤمن سے سوال کیا جائے گا تیرا رب کون ہے تو وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور میرا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پس ارشاد قرآنی "یثبت اللّٰہ الذین اٰمنوابالقول الثابت فی الحیوٰة الدنیا والآخرة" کا یہی مطلب ہے (قبر کے ایسے ہولناک مقام میں بھی وہ مؤمن بتائید الٰہی اس کلمہ طیبہ پر قائم رہے گا)

اخبرنا سوید بن نصر حدثنا عبداللّٰہ عن حمید عن انس ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم سمع صوتا من قبر فقال متی مات ھٰذا قالوا مات فی الجاھلیة فسر بذلك وقال لو لا ان لا تدافنوا لدعوت اللّٰہ ان یسمعکم عذاب القبر.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قبر سے آواز سنی آپ نے پوچھا یہ شخص کب مرا صحابہ نے عرض کیا دور جاہلیت میں اس بات سے آپ کا غم دور ہو گیا اور فرمایا کہ اگر مجھے اندیشہ نہ ہوتا کہ تم ایک دوسرے کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ تم کو عذاب قبر سنادے۔

اخبرنا عبیداللّٰہ بن سعید حدثنا یحیٰی عن شعبة قال اخبرنی عون بن ابی جحیفة عن ابیه عن البرآء بن عازب عن ابی ایوب قال خرج رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بعد ماغربت الشمس فسمع صوتا فقال یھود تعذب فی قبورھا.

حضرت ابی ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورج غروب ہونے کے بعد نکلے آپ نے آواز سنی فرمایا یہود کی آواز ہے جن کو اپنی قبروں میں عذاب دیا جارہا ہے۔

تشریح: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث اسی طرح تقریباً چالیس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے معتبر اسانید کے ساتھ اسی مضمون کی حدیثیں منقول ہیں جن کو امام ابن کثیرؒ نے اس جگہ اپنی تفسیر میں جمع کیا ہے اور شیخ سیوطیؒ نے اپنے منظوم "رسالہ التثبیت عند التبییت" میں اور شرح الصدور میں ستر (۷۰) احادیث کا حوالہ نقل کر کے ان روایات کو متواتر فرمایا ہے ان سب حضرات صحابہ کرام نے اس آیت مذکورہ میں آخرت سے مراد قبر اور اس آیت کو قبر کے عذاب وثواب

سے متعلق قرار دیا ہے، مرنے اور دفن ہونے کے بعد قبر میں انسان کا دوبارہ زندہ ہوکر فرشتوں کے سوالات کا جواب دینا پھر اس امتحان میں کامیابی اور ناکامی پر ثواب یا عذاب کا ہونا قرآن پاک کی تقریباً دس (۱۰) آیت میں اشارۃً اور حضور ﷺ کی ستر (۷۰) احادیث متواترہ میں بڑی صراحت اور وضاحت کے ساتھ مذکور ہے جس میں مسلمان کو شک وشبہ کی گنجائش نہیں، رہے وہ عامیانہ شبہات کہ دنیا میں دیکھنے والوں کو یہ ثواب وعذاب نظر نہیں آتے تو اس کے لئے اجمالاً اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ کسی چیز کا نظر نہ آنا اس کے موجود نہ ہونے کی دلیل نہیں ہوتی جنات اور فرشتے بھی کسی کو نظر نہیں آتے مگر موجود ہیں ہوا نظر نہیں آتی مگر موجود ہے اصول کی بات یہ ہے کہ ایک عالم کو دوسرے عالم کے حالات پر قیاس کرنا خود غلط ہے جب خالق کائنات نے اپنے رسول کے ذریعہ دوسرے عالم میں پہنچنے کے بعد اس ثواب وعذاب کی خبر دے دی تو اس پر ایمان واعتقاد رکھنا لازم ہے۔ (معارف القرآن جلد ۵)

التعوذ من عذاب القبر

عذاب قبر سے پناہ مانگنے کا بیان

اخبرنا یحییٰ بن درست حدثنا ابو اسماعیل حدثنا یحییٰ بن ابی کثیر ان ابا سلمة حدثه عن ابی هریرة عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم انه کان یقول اللهم انی اعوذبك من عذاب القبر واعوذبك من عذاب النار واعوذبك من فتنة المحیا والممات واعوذبك من فتنة المسیح الدجال.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کہتے تھے اے اللہ میں تیرے ساتھ عذاب قبر سے پناہ مانگتا ہوں اور تیرے ساتھ عذاب دوزخ سے پناہ مانگتا ہوں اور تیرے ساتھ زندگی اور موت کے فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں اور تیرے ساتھ مسیح دجال کے فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں۔

اخبرنا عمرو بن سوادبن الاسود بن عمرو عن ابن وهب قال اخبرنا یونس بن یزید عن ابن شهاب عن حمید بن عبد الرحمن عن ابی هریرة قال سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بعد ذلك یستعیذ من عذاب القبر.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بعد (کہ مجھ پر وحی اتاری گئی ہے کہ تم قبروں میں آزمائے جاؤ گے) سنا کہ آپ عذاب قبر سے پناہ مانگتے تھے۔

اخبرنا سلیمان بن داؤد عن ابن وهب قال اخبرنی یونس قال قال ابن شهاب اخبرنی عروة بن الزبیرانه سمع اسماء بنت ابی بکر تقول قام رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فذکر الفتنة التی یفتن بها المرء فی قبره فلما ذکر ذلك ضج المسلمون ضجة حالت بینی وبین ان افهم کلام رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فلما سکنت ضجتهم قلت لرجل قریب منی ای بارك اللّٰه لك ماذا قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فی آخرقوله قال قد اوحی الی انکم تفتنون فی القبور قریبا من فتنة الدجال.

عروہ بن زبیر نے اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنتِ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سے سنا وہ فرماتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر خطاب فرمایا اس میں آپ نے قبر کے فتنہ کا ذکر کیا جس میں آدمی آزمایا جاتا ہے جب اس کا ذکر کیا تو مسلمان چیخ پکار کر رونے لگے ان کا چلانا میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کے درمیان حائل ہو گیا اس لئے میں سمجھ نہ سکی جب لوگوں کا چلانا بند ہو گیا تو میں نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے ایک شخص سے پوچھا اے فلاں اللہ تعالیٰ تیرے واسطے برکت عطا فرمائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کلام کے آخر میں کیا فرمایا اس نے کہا کہ آپ نے یہ فرمایا کہ مجھ پر وحی اتاری گئی کہ تم قبروں میں فتنہ دجال کے قریب فتنہ سے آزمائے جاؤ گے۔

اخبرنا قتيبة عن مالك عن ابى الزبير عن طاؤس عن عبد الله بن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يعلمهم هٰذا الدعاء كما يعلمهم السورة من القرآن قولوا اللهم انا نعوذبك من عذاب جهنم واعوذبك من عذاب القبر واعوذبك من فتنة المسيح الدجال واعوذبك من فتنة المحيا والممات.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو اس دعاء کی تعلیم فرماتے تھے جیسے ان کو قرآن کی سورۃ کی تعلیم فرماتے "**اللهم انا نعوذبك من عذاب جهنم الخ**"

اخبرنا سليما بن داؤد عن ابن وهب قال اخبرنى يونس عن ابن شهاب حدثنى عروة ان عائشة قالت دخل علىّ رسول الله صلى الله عليه وسلم وعندى امرأة من اليهود وهى تقول انكم تفتنون فى القبور فارتاع رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال انما تفتن يهود وقالت عائشة فلبثنا ليالى ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انه اوحى الىّ انكم تفتنون فى القبور قالت عائشة فسمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد يستعيذ من عذاب القبر.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اس وقت میرے پاس ایک یہودی عورت بیٹھی ہوئی تھی وہ کہنے لگی کہ بے شک تم قبروں میں آزمائے جاؤ گے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھبرا گئے اور فرمایا کہ یہود قبروں مین آزمائے جائیں گے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد ہم چند رات ٹھہرے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر وحی نازل ہوئی کہ تم قبروں میں آزمائے جاؤ گے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہین کہ میں اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عذاب قبر سے پناہ مانگتے سنا ہے۔

اخبرنا قتيبة حدثنا سفيان عن يحيٰى عن عمرة عن عائشة ان النبى صلى الله عليه وسلم كان يستعيذ من عذاب القبر ومن فتنة الدجال وقال انكم تفتنون فى قبوركم.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عذاب قبر سے اور دجال کے فتنہ سے پناہ مانگتے تھے اور فرمایا کہ تم قبروں میں آزمائے جاؤ گے۔

اخبرنا هناد عن ابى معاوية عن الاعمش عن شقيق عن مسروق عن عائشة دخلت يهودية عليها فاستوهبتها شيئا فوهبت لها عائشة فقالت اجارك الله من عذاب القبر قالت عائشة فوقع فى نفسى من

ذلك حتى جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكرت ذلك له فقال انهم ليعذبون في قبورهم عذابا تسمعه البهائم.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت میرے پاس آئی اور مجھ سے کوئی چیز طلب کی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کو دے دی اس پر اس عورت نے کہا کہ اللہ تجھ کو عذاب قبر سے پناہ میں رکھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کی بات سے میں حیرت زدہ رہ گئی حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے پھر میں نے آپ سے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ قبر والوں کو اپنی قبروں میں عذاب دیا جائے گا جس کو چوپائے سنتے ہیں۔

اخبرنا محمد بن قدامة حدثنا جرير عن منصور عن ابي وائل عن مسروق عن عائشة قالت دخلت على عجوزتان من عجز يهود المدينة فقالتاان اهل القبور يعذبون في قبورهم فكذبتهما ولم انعم ان اصدقهما فخرجتا ودخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت يارسول الله ان عجوزتين من عجز يهود المدينة قالتا ان اهل القبور يعذبون في قبورهم قال صدقتا انهم يعذبون عذاباتسمعه البهائم كلها فما رايتهٗ صلى صلوةً الا تعوذ من عذاب القبر.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مدینہ کی یہودی عورتوں میں سے دو بوڑھی عورتیں میرے پاس آئیں انہوں نے کہا کہ قبر والوں کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جائے گا میں نے ان کو جھوٹا سمجھا اور میرے دل نے ان کی تصدیق نہیں کی پس وہ دونوں نکل گئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مدینہ کی یہودی عورتوں میں سے دو بوڑھی عورتوں نے کہا کہ اہل قبور کو اپنی قبروں میں عذاب دیا جائے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہوں نے سچ کہا بیشک قبر والوں کو عذاب دیا جائے گا جس کو تمام چوپائے سنتے ہیں پھر میں نے آپ کو ہر نماز کے بعد عذاب قبر سے پناہ مانگتے دیکھا ہے۔

تشریح: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عذاب قبر سے پناہ مانگنا گناہ کی وجہ سے نہ تھا اس لئے کہ آپ معصوم تھے بلکہ مقصود امت کو عذاب قبر سے پناہ مانگنے کی ترغیب دلانی تھی کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہونے کے باوجود عذاب قبر سے پناہ مانگتے تھے تو ہم جیسے گناہ گاروں کو بدرجہ اولیٰ عذاب قبر سے پناہ مانگنے کی کثرت کرنی چاہئے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی روایت میں فرماتی ہیں کہ جب میں نے اس یہودی عورت کا قول کہ تم قبروں میں آزمائے جاؤ گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا تو آپ گھبرا گئے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت تک آزمائش قبر کے بارے میں حضور پر وحی نازل نہ ہوئی تھی یہ پہلا واقعہ ہے جو اس روایت میں مذکور ہے اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک اور واقعہ نقل کیا ہے یہ واقعہ مسروقؒ نے ان سے نقل کیا ہے ظاہر یہی ہے کہ یہ دوسرا واقعہ ہے اور اوّل واقعہ کے بعد پیش آیا ہے اور یہ واقعہ فتنۂ قبر کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونے کے بعد کا ہے اب رہا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول "دخلت عليّ عجوزتان الخ" تو یہ بالکل وہی واقعہ ہے جو اوپر کی حدیث میں مذکور ہے مگر اس میں کبھی ایک کے ذکر پر اکتفاء کیا گیا ہے اور دوسری روایت میں دونوں کا ذکر کیا ہے لہٰذا کوئی اشکال نہیں۔ (قاله علامة السندهي)

وضع الجريدة علی القبر

قبر پر کھجور کی ٹہنی گاڑ دینے کا بیان

*اخبرنا محمد بن قدامة حدثنا جرير عن منصور عن مجاهد عن ابن عباس قال مر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم بحائط من حيطان مكة او المدينة سمع صوت انسانين يعذبان في قبورهما فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم يعذبان وما يعذبان في كبير ثم قال بلى كان احدهما لا يستبرئ من بوله وكان الآخر يمشي بالنميمة ثم دعا بجريدة فكسرها كسرتين فوضع على كل قبرمنهما كسرة فقيل له يارسول اللّٰہ لم فعلت هذا قال لعله ان يخفف عنهما مالم ييبسا اوالى ان ييبساث

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رویت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ یا مدینہ کے باغات میں سے ایک باغ سے گذرے اس حال میں آپ نے دوانسانوں کی آواز سنی جن کو اپنی قبروں میں عذاب دیا جار ہا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب دیا جار ہا ہے اوران کو عذاب کسی بڑی چیز کی وجہ سے نہیں دیا جار ہا ہے (کہ جس سے بچنا مشکل ہو) پھر فرمایا ہاں ان دونوں میں سے ایک اپنے پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغلی کرتا تھا پھر آپ نے ایک تر کھجور کی شاخ منگائی اوراس کے دوٹکڑے کئے پھران میں سے ہرایک کی قبر پرایک ایک ٹکڑا گاڑ دیا آپ سے پوچھا گیا یارسول اللہ آپ نے یہ کیوں کیا فرمایا کہ شاید کہ ان سے عذاب میں تخفیف ہو جب تک کہ وہ خشک نہ ہوں۔

اخبرنا هناد بن السري في حديثه عن ابي معاوية عن الاعمش عن مجاهد عن طاؤس عن ابن عباس قال مر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم بقبرين فقال انهما ليعذبان وما يعذبان في كبير اما احد هما فكان لا يستبرئ من بوله واما الأخر فكان يمشي بالنميمة ثم اخذ جريدة رطبة فشقها نصفين ثم غرز في كل قبر واحدةً فقالوا يا رسول اللّٰہ لم صنعت هذا فقال لعلهما ان يخفف عنهما مالم ييبسا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوقبر سے گذرے آپ نے فرمایا کہ ان دونوں قبر والوں کو عذاب دیا جار ہا ہے اور عذاب کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں دیا جار ہا ہے ایک تو ان میں سے پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کرتا تھا پھر آپ نے ایک تر کھجور کی شاخ لی پھراس کو چیر کراس کے دوٹکڑے کئے پھر ہرایک کی قبر میں ایک ایک ٹکڑا گاڑ دیا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ آپ نے یہ کیوں کیا آپ نے فرمایا کہ شاید ان دونوں سے عذاب میں تخفیف ہو جب تک کہ یہ خشک نہ ہوں۔

اخبرنا قتيبة حدثنا الليث عن نافع عن ابن عمر ان النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم قال الا ان احدكم اذا مات عرض عليه مقعدهٗ بالغداة والعشي ان كان من اهل الجنة فمن اهل الجنة وان كان من اهل النار فمن اهل النار حتى يبعثه اللّٰہ عزوجل يوم القيامة.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سن لو جب تم میں سے کوئی شخص مرجاتا ہے تو

اس پر اس کا ٹھکانا صبح وشام پیش کیا جاتا ہے اگر وہ اہل جنت سے ہے تو اس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے اہل جنت سے اور اگر وہ اہل جہنم سے ہے تو اس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے اہل جہنم سے یہاں تک کہ اللہ عزوجل اس کو قیامت کے روز اٹھائے۔

اخبرنا اسحق بن ابراهيم قال اخبرنا المعتمر قال سمعت عبيد الله يحدث عن نافع عن ابن عمر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يعرض على احدكم اذا مات مقعدهٔ من الغداة والعشى فان كان من اهل النار فمن اهل النار قيل هذا مقعدك حتى يبعثه الله عزوجل يوم القيامة.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مر جاتا ہے اس پر اس کا ٹھکانا صبح وشام پیش کیا جاتا ہے اگر وہ اہل نار سے ہے تو اس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے اہل نار سے اس سے کہا جاتا ہے یہ تیرا ٹھکانہ ہے یہاں تک کہ اللہ عزوجل قیامت کے روز اس کو اٹھائے۔

اخبرنا محمد بن سلمة والحارث بن مسكين قراء ة عليه وانا اسمع واللفظ له عن ابن القاسم حدثنى مالك عن نافع عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان احدكم اذا مات عرض عليه مقعده بالغداة والعشى ان كان من اهل الجنة فمن اهل الجنة وان كان من اهل النار فمن اهل النار يقال هذا مقعدك حتى يبعثك الله عزوجل يوم القيامة.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مرجاتا ہے تو اس کا ٹھکانا اس پر صبح اور شام پیش کیا جاتا ہے اور اگر وہ اہل جنت سے ہے تو اس کا ٹھکانا اہل جنت سے پیش کیا جاتا ہے اور اگر وہ اہل نار سے ہے تو اس کا ٹھکانا اہل نار سے پیش کیا جاتا ہے اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانا ہے یہاں تک کہ اللہ بزرگ و برتر قیامت کے روز اس کو اٹھائے۔

تشریح: قبر پر ہری بھری کھجور کی ٹہنی وغیرہ گاڑ دینے کیا حکم ہے اس میں اختلاف ہے بعض حضرات کہتے ہیں یہ حکم عام نہیں بلکہ جو عمل حدیث میں بیان کیا گیا ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص تھا اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ حضور کے ساتھ مخصوص نہیں اور حنفیہ کا مذہب بھی یہی معلوم ہوتا ہے حضور کے ساتھ خاص نہیں جیسا کہ عالمگیری وغیرہ کی روایت اس پر دلالت کرتی ہے اور اس کی تائید ان روایات سے ہوتی ہے جو بعض صحابہ سے منقول ہیں چنانچہ طبقات ابن سعد میں نقل کیا ہے کہ حضرت بریدۃ بن حصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی قبر پر کھجور کی دو شاخ گاڑ دینے کی وصیت کی تھی اور علامہ سیوطیؒ نے شرح الصدور میں ایک اور اثر تاریخ ابن عساکر کے حوالہ سے حضرت ابو برزۃ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے بھی وصیت کی تھی کہ جب میں مرجاؤں تو قبر پر دو ٹہنیاں گاڑ دینا الخ، غرض ان روایات سے ان حضرات محدثین کے قول کی تائید ہوتی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ قبر پر شاخ گاڑ دینے کا عمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص نہیں، مزید تفصیل جلد ''ا'' میں گذر چکی ہے۔

ارواح المؤمنين

مؤمنین کی ارواح کا بیان

اخبرنا قتيبة عن مالك عن ابن شهاب عن عبد الرحمن بن كعب انه اخبره ان اباه كعب بن مالك

کان یحدث عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یوم قال انما نسمة المؤمن طآئر فی شجر الجنة حتی یبعثه اللّٰہ الی جسده یوم القیامة.

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث بیان کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کہ شہید مؤمن کی روح پرندے کی طرح اڑتے ہوئے جنت کے درختوں سے کھاتی پھرتی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ان کو اس کے جسم کی طرف لوٹا دے۔

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا یحیٰی حدثنا سلیمان وھو ابن المغیرة حدثنا ثابت عن انس قال کنامع عمر بین مکة والمدینة اخذ یحدثنا عن اھل بدر فقال ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لیرینا مصارعھم بالامس قال ھذا مصرع فلان انشاء اللّٰہ غدا قال عمر والذی بعثه بالحق مااخطؤاتیك فجعلوا فی بیزفاتاھم النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فنادی یافلان بن فلان یا فلان بن فلان ھل وجدتم ما وعد ربکم حقا فانی وجدت ماوعدنی اللّٰہ حقافقال عمرتکلم اجساداًالاارواح فیھا فقال ما انتم باسمع لمااقول منھم.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مکہ اور مدینہ کے درمیان تھے وہ ہم سے غزوہ بدر کے مقتولین کا قصہ بیان کرنے لگے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اہل بدر کے قتل کے مقامات قتل سے ایک دن پہلے بتلا دیئے تھے آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ کل یہ فلاں شخص کے قتل کی جگہ ہے حضرت عمر نے فرمایا کہ اس خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ اہل بدر آپ کے بتلائے ہوئے مقامات سے ہٹ کر نہیں مرے ان کو ایک کنواں میں ڈالدیا گیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان مقتولین کے پاس تشریف لائے اور ان کو پکار کر فرمانے لگے اے فلان بیٹا فلان کا اے فلان بیٹا فلان کا تمہارے رب نے تم سے جس چیز کا وعدہ کیا ہے کیا تم نے اس کو برحق پایا اللہ نے مجھ سے جس چیز کا وعدہ کیا ہے بیشک میں نے اس کو برحق پایا حضرت عمر نے فرمایا آپ ایسے اجسام سے بات کر رہے ہیں جن کے اندر ارواح نہیں حضور نے فرمایا کہ تم اس بات کو زیادہ سننے والے نہیں جو میں ان سے کہہ رہا ہوں۔

اخبرنا سوید بن نصر قال اخبرنا عبداللّٰہ عن حمید عن انس قال سمع المسلمون من اللیل ببیربدر ورسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قائم ینادی یا اباجھل بن ھشام ویاشیبة بن ربیعة ویا عتبة بن ربیعة ویا امیة بن خلف ھل وجدتم ماوعد ربکم حقا فانی وجدت ماوعدنی ربی حقا قالوا یا رسول اللّٰہ او تنادی قوماً قد جیفوا فقال ماانتم باسمع لما اقول منھم ولکھنم لا یستطیعون ان یجیبوا.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں نے رات کو بدر کے کنویں کے پاس سنا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر بلند آواز سے فرما رہے تھے اے ابوجہل بن ہشام اے شیبہ بن ربیعہ اے عتبہ بن ربیعہ اے امیہ بن خلف کیا تم نے اس چیز کو (کفر کا انجام) برحق پالیا جس کا میرے رب نے تم سے وعدہ کیا ہے بے شک میں نے تو اس چیز کو برحق پایا ہے جس کا میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ بدبودار قوم سے کلام کر رہے ہو آپ نے فرمایا کہ تم ان

سے زیادہ سننے والے نہیں جو کچھ میں ان سے کہہ رہا ہوں لیکن وہ جواب نہیں دے سکتے۔

اخبرنا محمد بن آدم حدثنا عبدة عن هشام عن ابيه عن ابن عمر ان النبی صلی اللّٰه عليه وسلم وقف علی قليب بدر فقال هل وجدتم ماوعد ربكم حقا قال انهم ليسمعون الأن مااقول لهم فذكر ذلك لعائشة فقالت وهل ابن عمر انما قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم انهم الأن يعلمون ان الذی كنت اقول لهم هو الحق ثم قرأت قوله انك لا تسمع الموتٰی حتی قرأت الأية.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے کنویں پر کھڑے ہوئے پھر فرمایا کیا تمہارے رب نے تم سے جس عذاب کا وعدہ کیا ہے تم نے اس کو برحق پایا آپ نے فرمایا کہ بے شک یہ لوگ اس وقت سن رہے ہیں جو کچھ میں ان سے کہہ رہا ہوں پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے اس کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ابن عمر بھول گئے یعنی جو بات انہوں نے سمجھی ویسی نہیں بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک یہ لوگ اس وقت اس بات کو حق جانتے ہیں جو میں ان سے کہہ رہا ہوں پھر انہوں نے ارشاد باری تعالیٰ پڑھا "انك لاتسمع الموتٰی الخ" حتیٰ کہ پوری آیت پڑھی۔

اخبرنا قتيبة عن مالك ومغيرة عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی هريرة قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم كل بنی آدم و فی حديث مغيرة كل ابن آدم يأكله التراب الا عجب الذنب منه خلق وفيه يركب.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بنی آدم کو مٹی کھالیتی ہے مگر ریڑھ کی ہڈی اسی سے پیدا کیا گیا ہے اسی سے ترکیب دی جائے گی۔

اخبرنا الربيع بن سليمان حدثنا شعيب بن الليث قال حدثنا الليث عن ابن عجلان عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی هريرة عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم قال قال اللّٰه عزوجل كذبنی ابن آدم ولم يكن ينبغی له ان يكذبنی وشتمنی ابن آدم ولم يكن ينبغی له ان يشتمنی امّا تكذيبه ايّای فقوله انی لا اعيده كما بدأتهٔ وليس آخر الخلق باعزعلیّ من اوله واما شتمه ايای فقوله اتخذالله ولدا وانا اللّٰه الاحد الصمد ولم الد ولم اولد ولم يكن لی كفوا احد.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ آدم کا بیٹا مجھ کو جھٹلاتا ہے حالانکہ اس کے واسطے مناسب نہیں مجھ کو جھٹلانا اور آدم کا بیٹا مجھ کو برا کہتا ہے حالانکہ مجھ کو برا کہنا اس کے لئے مناسب نہیں جھٹلانا اس کا مجھ کو اس کا یہ کہنا کہ اس کو مرنے کے بعد زندہ نہ کروں گا جیسا کہ پہلی بار پیدا کیا ہے حالانکہ پچھلی بار پیدا کرنا مجھ پر کوئی مشکل نہیں پہلی بار کے مقابلہ میں اور برا کہنا اس کا مجھ کو اس کا یہ قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیٹا بنالیا ہے (جیسے نصاری عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہتے ہیں اور یہود عزیز علیہ السلام کو) حالانکہ میں اللہ ہوں ایک ہوں بے نیاز ہوں نہ جنا میں اور نہ جنا گیا ہوں اور نہ کوئی میرا ہمسر۔

اخبرنا كثير بن عبيد حدثنا محمد بن حرب عن الزبيدی عن الزهری عن حميد بن عبد الرحمن

عن ابی هریرۃ قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول اسرف عبد علی نفسه حتی حضرته الوفاۃ قال لاهله اذا انا مت فاحرقونی ثم اسحقونی ثم اذرونی فی الریح فی البحر فواللّٰہ لئن قدراللّٰہ علی لیعذبنی عذابا لا یعذبه احدا من خلقه قال ففعل اهله ذلك قال اللّٰہ عزوجل لکل شیءٍ اخذ منه شیئا ادّما اخذت فاذا هو قائم قال اللّٰہ عزوجل ما حملك علی ماصنعت قال خشیتك فغفر اللّٰہ له.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ ایک شخص نے بہت گناہ کئے یہاں تک کہ موت کا وقت آگیا اس نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ جب میں مرجاؤں تو مجھ کو جلا کر پھر میرے اجزاء کو پیس کر سمندر میں لیجا کر اڑا دینا خدا کی قسم اگر اللہ مجھ پر قادر ہو تو وہ مجھ کو ایسا عذاب دے گا جو اس کی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دے گا حضور نے فرمایا کہ اس کے گھر والے نے ایسا ہی کیا اللہ بزرگ و برتر نے ہر چیز کو جس نے اس کے اجزاء میں سے کچھ لیا ہے حکم دیا کہ تو نے جو کچھ لیا ہے ادا کردے پس ایک دم وہ بندہ کھڑا ہو گیا پھر اللہ بزرگ و برتر نے فرمایا تو نے جو کچھ کیا ہے اس پر کس نے آمادہ کیا ہے اس نے کہا تیرے خوف نے یعنی تیرے عذاب کے ڈر سے کیا پس اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔

اخبرنا اسحق بن ابراهیم حدثنا جریر عن منصور عن ربعی عن حذیفة عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال کان رجل ممن کان قبلکم یسیء الظن بعمله فلما حضرته الوفاۃ قال لاهله اذا انامت فاحرقونی ثم اطحنونی ثم اذرونی فی البحر فان اللّٰہ ان یقدر علیّ لم یغفر لی قال فامر اللّٰہ عزوجل الملائکة فتلقت روحه قال له ماحملك علی مافعلت قال یارب ما فعلت الا من مخافتك فغفراللّٰہ له.

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ گذشتہ زمانہ میں ایک شخص تھا وہ اپنے عمل سے برا گمان رکھتا تھا جب اس کی موت قریب آگئی تو اپنے گھر والوں سے کہا جب میں مرجاؤں تو مجھ کو جلا دینا پھر میرے اجزاء پیس کر راکھ کو سمندر میں اڑا دینا اگر اللہ مجھ پر قادر ہو تو مجھے معاف نہیں کرے گا حضور نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے فرشتوں کو حکم دیا انہوں نے اس کی روح قبض کی اللہ نے اس سے پوچھا تیری اس حرکت پر کس بات نے تجھے آمادہ کیا اس نے کہا اے پروردگار میں نے یہ عمل تیرے خوف سے کیا ہے پس اللہ نے اس کو معاف کردیا۔

تشریح: پہلی حدیث میں "نسمة المؤمن" سے مراد مؤمن شہید کی روح ہے جیسا کہ دیگر روایات میں آیا ہے اور بظاہر لفظ طائر سے معلوم ہوتا ہے کہ روح اللہ کے حکم سے پرندے کی شکل اختیار کرلیتی ہے جیسے فرشتے انسان کی شکل اختیار کرتے ہیں نیز ممکن ہے کہ روح پرندے کے قالب میں رہتی ہو جیسے صحیح مسلم کی روایت میں آیا ہے "ارواحهم فی أجواف طیر خضر الخ" کہ شہداء کی روحیں سبز رنگ کے پرندے کے شکم میں رہتی ہیں یہ امتیازی مقام ان کو ان کی تکریم وتشریف کی خاطر عطا کیا گیا ہے جیسے جواہر کو صندوق میں رکھا جاتا ہے۔

چوتھی حدیث جو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جب اس کا ذکر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ابن عمر سے غلطی ہوگئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا "انهم الآن یعلمون الخ" پھر اپنے قول کی تائید میں آیت قرآنی پڑھی "انك لاتسمع الموتٰی"۔

علامہ عینیؒ اور حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی غرض روایت ابن عمر کی تردید ہے لیکن جمہور نے ان کی مخالفت کی ہے اور چونکہ حضرت ابن عمر اپنی روایت میں منفرد نہیں بلکہ ان کے والد حضرت عمر وابوطلحہ اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہم نے ان کی موافقت کی ہے اس لئے جمہور نے ان کی روایت کو قبول کیا ہے۔

علامہ سہیلی کا جواب:

آپ نے فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس موقع پر موجود نہ تھیں جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اہل بدر کو خطاب فرمارہے تھے اب ان کے علاوہ جو صحابہ وہاں قلیب بدر پر حاضر تھے انہی کو حضور کے الفاظ یاد ہیں لہٰذا محدثین نے ان کی روایات کو اختیار کیا ہے اور آیت کا جواب یہ ہے کہ یہ آیت مثل اس آیت کے ہے "افانت تسمع الصمر او تهدی العمی ای ان اللّٰه هو الذی یسمع ویهدی" یعنی اس آیت میں اسماع کی نفی ہے نہ کہ سماع کی یعنی مردے ہر وقت نہیں سنتے لیکن جب اللہ تعالیٰ سنانا چاہے تو سن لیتے ہیں علاوہ اس کے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو اسی وقت زندہ کیا ہو جیسا کہ حضرت قتادہ نے فرمایا کہ اللہ نے عند الخطاب اہل بدر کو زندہ کیا حتیٰ کہ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول سرزنش اور ذلت اور عذاب کے واسطے سنایا لہٰذا اس سے اسماع اموات لازم نہیں آتا بلکہ اسماع احیاء ہے۔(واللّٰه تعالیٰ اعلم، کذافی فی حاشیة النسائی)

عنوان کے تحت آخری حدیث حضرت ابوہریرہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے اس میں گذشتہ زمانے کے ایک شخص کے واقعہ کا ذکر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص مغلوب العقل تھا شدۃ خوف سے ہوش وحواس اڑ گئے ورنہ ایسا فعل اور کلام اس سے صادر نہ ہوتا تو جس طرح مجنون ومعتوہ شرعاً معذور ہیں اسی طرح مغلوب الحال والعقل بھی اپنے اقوال وافعال یا ارتکاب جرم میں معذور ہے ایسے مغلوب کی غلطی معاف ہے قیامت میں اس کو سزا نہ ہوگی۔(واللّٰه اعلم بالصوب)

البعث

مرنے کے بعد زندہ کرنا

اخبرنا قتيبة حدثنا سفيان عن عمرو بن سعيد بن جبير عن ابن عباس قال سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يخطب على المنبر ويقول انكم ملاقوا اللّٰه عزوجل حفاة عراةً غرلاً.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر خطبہ پڑھتے سنا آپ فرمارہے تھے کہ تم اللہ برتر وبزرگ سے ملنے والے ہو ننگے پاؤں ننگے بدن بے ختنہ

اخبرنا محمد بن المثنى حدثنا يحيىٰ عن سفيان حدثنى المغيرة بن النعمان عن سعيد بن جبير عن ابن عباس عن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم قال يحشرون الناس يوم القيامة عراةً غرلاً واول الخلائق يكسىٰ ابراهيم عليه السلام ثم قرأ كما بدأنا اول خلقٍ نعيدهٗ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ قیامت کے روز لوگوں کو جمع کیا

جائے گا اس حالت میں کہ وہ ننگے بدن اور بے ختنہ ہوں گے اور سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے پہنائے جائیں گے پھر حضور نے قرآن حکیم کی یہ آیت پڑھی "کما بدأنا اول خلق نعیده" جیسا کہ ہم نے پہلی باران کو پیدا کیا ہے یعنی ننگے پاؤں ننگے بدن بے ختنہ ویسا ہی دوبارہ پیدا کریں گے۔

اخبرنا عمرو بن عثمان حدثنا بقية قال اخبرني الزبيدي قال اخبرني الزهري عن عروة عن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يبعث الناس يوم القيامة حفاةً عراةً غرلاً فقالت عائشة فكيف بالعورات قال لكل امرىء منهم يومئذ شان يغنيه.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز لوگوں کو اٹھایا جائے گا ننگے پاؤں ننگے بدن بے ختنہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی کہ شرم گاہوں کا کھلا ہونا کیا معنی مرد وعورت بعض ان کا بعض کی طرف دیکھیں گے حضور نے فرمایا کہ لوگوں میں سے ہر شخص کا حال اس روز ایسا ہوگا کہ دوسرے کے حال سے اس کو لاپروا کردے گا اس کو اس کا ہوش ہی کہاں ہوگا کہ پردہ کے اعضاء کو دیکھے۔

اخبرنا عمرو بن علي حدثنا يحيىٰ حدثنا ابو يونس القشيري قال حدثني ابن ابي مليكة عن القاسم بن محمد عن عائشة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال انكم تحشرون حفاةً عراةً قلت الرجال والنسآء ينظر بعضهم الى بعض قال ان الامر اشد من ان يهمهم ذلك.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جمع کئے جاؤ گے ننگے پاؤں ننگے بدن میں نے عرض کیا کہ مرد اور عورت بعض ان کا بعض کی طرف دیکھیں گے اس پر حضور نے فرمایا کہ بے شک اس روز معاملہ اس سے زیادہ سخت ہوگا کہ کوئی کسی کی طرف دیکھے یعنی اس کا فرصت وشعور کہاں ہوگا کہ کوئی کسی کو دیکھ سکے۔

اخبرنا محمد بن عبد الله بن المبارك حدثنا ابوهشام حدثنا وهب بن خالد ابوبكر حدثنا ابن طآوس عن ابيه عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يحشر الناس يوم القيامة على ثلٰث طرائق راغبين راهبين اثنان على بعير وثلٰثة على بعير واربعة على بعير وعشرة على بعير وتحشر بقيتهم النار تقيل معهم حيث قالوا وتبيت معهم حيث باتو اوتصبح معهم حيث اصبحوا وتمسى معهم حيث امسوا.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کو قیامت کے روز تین فرقوں پر جمع کیا جائے گا ایک گروہ رغبت کرنے والا دوسرا ڈرنے والا دو شخص ایک اونٹ پر ہوں گے اور تین ایک اونٹ پر اور چار ایک اونٹ پر اور دس آدمی ایک اونٹ پر ہوں گے اور جمع کردے گی باقی لوگوں کو آگ ان کے ساتھ رہے گی آگ جہاں وہ رہیں گے اور ان کے ساتھ رات گذارے گی جہاں رات گذاریں گے اور ان کے ساتھ صبح کرے گی جہاں صبح کریں گے اور وہ آگ ان کے ساتھ شام کرے گی جہاں وہ شام کریں گے۔

اخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا يحيىٰ عن الوليد بن جميع حدثنا ابو الطفيل عن حذيفة ابن اسيد

عن ابی ذر قال ان الصادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم حدثنی ان الناس یحشرون ثلثۃ افواج فوج راکبین طاعمین کاسین وفوج تسحبھم الملائکۃ علی وجوھھم ویحشرھم النار وفوج یمشون ویسعون یلقی اللہ الأفۃ علی الظھر فلا یبقی حتی ان الرجل لتکون لہ الحدیقۃ یعطیھا بذات القتب لایقدر علیھا.

حضرت ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بیشک صادق (سچا) ومصدوق (سچا مانا گیا) صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ لوگ تین فرقوں پر جمع کئے جائیں گے ایک جماعت سوار کھانے والی پہننے والی اور ایک جماعت کو فرشتے اس کے منہ کے بل زمین پر گھسیٹیں گے اور آگ اس کو جمع کرے گی اور ایک جماعت پیدل چلے گی اور دوڑے گی اللہ تعالیٰ سواری پر آفت ڈال دے گا (یعنی موت کی آفت) پس کوئی سواری باقی نہیں رہے گی یہاں تک کہ آدمی کے پاس اگر باغ ہو اس کو اونٹ کے بدلے میں دے دے گا مگر اس پر قادر نہ ہوگا۔

تشریح: اس عنوان کے تحت کی پہلی حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے روز سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے پہنائے جائیں گے یہ ان کی خصوصیت ہے اس سے ان کا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہونا لازم نہیں آتا منقول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا کی راہ میں ننگے کئے گئے ہیں جبکہ ان کو آگ میں ڈالا گیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا "یانار کونی بردا وسلاماً علی ابراھیم" یا اوّل ان اشخاص کے ہیں کہ فقراء کو کپڑے پہناتے تھے، اس لئے اس کے بدلہ میں بروز قیامت سب سے پہلے ان کو لباس پہنایا جائے گا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم، کذافی الحاشیۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں تین طبقات کا بیان ہے ایک طبقہ رغبت کرنے والوں کا دوسرا ڈرنے والوں کا تیسرا وہ ہے جس کو آگ جمع کرے گی اور ہر وقت اس کے ساتھ رہے گی، اس کی تشریح کے تحت علامہ سندھیؒ نے فرمایا کہ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حشر آخرت ہے لیکن اکثر علماء کے نزدیک اس سے مراد وہ حشر ہے جو دنیا میں ہوگا اور یہ علامات قیامت میں سے آخری علامت ہوگی اسی کو الفاظ حدیث قیلولہ اور بیتوتہ وغیرہ کے لحاظ سے ترجیح دی ہے اور چونکہ قریب من الشئی پر اس شئی کا حکم لگا دیا جاتا ہے اس لئے یوم القیامۃ کے لفظ کو مجازاً روز قیامت کے قریب والے وقت پر حمل کیا جائے گا جو علامات قیامت میں سے آخری علامت کے ظہور کا وقت ہوگا، علامہ خطابی وغیرہما کا یہی قول ہے۔

ذکر اول یکسی

سب سے پہلے کس کو کپڑے پہنائے جائیں گے اس کا بیان

اخبرنا محمود بن غیلان قال اخبرنا وکیع ووھب بن جریر وابوداؤد عن شعبۃ عن المغیرۃ بن النعمان عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالموعظۃ فقال یا ایھا الناس انکم محشورون الی اللہ عزوجل عراۃً قال ابوداؤد حفاۃً غرلاً فقال وکیع و وھب عراۃً غرلاً کما بدأنا اول خلق نعیدہ قال اول من یکسی یوم القیامۃ ابراھیم علیہ السلام وانہ سیئوتی قال ابو

داؤد يجآء قال وهب ووكيع سيئوتى برجال من امتى فيوخذبهم ذات الشمال فاقول رب اصحابى فيقال انك لاتذرى ما احدثوا بعدك فاقول كما قال العبد الصالح كنت عليهم شهيدًا ما دمت فيهم فلما توفيتنى الى قوله وان تغفرلهم الأية فيقال ان هٰولآء لم يزالوا مدبرين قال ابو داؤد مرتدين على اعقابهم منذ فارقتهم.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعظ ونصیحت فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے فرمایا کہ اے لوگوں تم اللہ بزرگ وبرتر کی طرف جمع کئے جاؤ گے ننگے بدن ابوداؤد اپنی روایت میں کہتے ہیں "حفاة غرلا" کہ ننگے پاؤں بے ختنہ وکیع اور وہب کہتے ہیں "عراة غرلا" کہ ننگے بدن بے ختنہ جیسا کہ ہم نے پہلی بار پیدا کیا ہے ویسا ہی دوبارہ پیدا کریں گے فرمایا کہ سب سے پہلے قیامت کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے پہنائے جائیں گے اور میری امت میں سے کچھ آدمی لائے جائیں گے اور انہیں بائیں طرف سے پکڑ لیا جاوے گا (دوزخ ادھر ہی ہوگا) میں کہوں گا اے پروردگار یہ میرے اصحاب ہیں آپ سے کہا جائے گا آپ کو معلوم نہیں جو نئی بات انہوں نے آپ کے بعد ایجاد کی ہے پھر میں کہوں گا جیسا کہ بندہ صالح نے کہا یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اور میں ان پر گواہ تھا جب تک کہ میں ان کے درمیان تھا پھر جب تو نے مجھ کو اٹھایا ان میں سے تو ان کے حال پر نگہبان تھا الخ، آپ نے پوری آیت "وان تغفر لهم فانك انت العزيز الحكيم" تک تلاوت فرمائی، پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہا جائے گا بے شک یہ لوگ ہمیشہ دین سے پیٹھ پھیرتے رہے جب سے آپ ان سے جدائی اختیار کی رواۃ حدیث ابوداؤد کہتے ہیں کہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسلام لائے تھے اور پھر مرتد ہوگئے۔

تشریح: اس حدیث میں امت کے ان لوگوں کے لئے سخت وعید ہے جو دین میں بے اصل نئی نئی چیزیں شامل کرتے ہیں اور انہیں دین سمجھ کر کرتے رہتے ہیں ان کی یہ بدعتیں ان کو جہنم میں لے جائیں گی امت کی صرف ایک جماعت نجات پائے گی یہ وہ جماعت ہے جو ارشاد نبوی "ماانا عليه واصحابى" کے مطابق عقائد وعبادات ومعاملات غرض کہ تمام امور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر اور صحابہ کرام کے طریقہ پر چلے گی۔

فى التعزية

تعزیت کے بیان میں

اخبرنا هارون بن زيدوهو ابن ابى الزرقآء قال حدثنا ابى حدثنا خالد بن ميسرة قال سمعت معاوية بن قرة عن ابيه قال كان نبى صلى الله عليه وسلم اذا جلس يجلس اليه نفرمن اصحابه فيهم رجل له ابن صغيرياتيه من خلف ظهره فيقعدهٗ بين يديه فهلك فامتنع الرجل ان يحضر الحلقة لذكر ابنه فحزن عليه ففقده النبى صلى الله عليه وسلم فقال مالى لاارٰى فلاناً قالوا يارسول الله بنيه الذى رأيته هلك فلقيه النبى صلى الله عليه وسلم فساله عن بنيه فاخبره انه هلك فعزاه عليه ثم قال يافلان ايما

کان احب الیك ان تمتع به عمرك اولا تأتی غدا الی باب من ابواب الجنة الاوجدته قد سبقك الیه یفتحه لك قال یانبی اللّٰه بل یسبقنی الی باب الجنة فیفتحهالی لهو احب الی قال فذاك لك.

معاویہ اپنے والد قرۃ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جب بیٹھتے تو صحابہ کی ایک جماعت آپ کے ساتھ بیٹھ جاتی اس میں ایک شخص تھا جس کا ایک چھوٹا بچہ تھا وہ حضور کی پیٹھ کی طرف سے آپ کے پاس آتا آپ اس کو اپنے سامنے بٹھاتے اتفاق سے وہ بچہ مرگیا اس لئے اپنے بچے کی موت پر صدمہ کی وجہ سے اس نے مجلس میں آنا چھوڑ دیا اور نبی ﷺ نے اس کو نہ پایا آپ نے فرمایا کیا بات ہے میں فلاں شخص کو نہیں دیکھ رہا ہوں لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ اس کا چھوٹا بچہ جس کو آپ نے دیکھا تھا وہ مرگیا پس نبی ﷺ اس سے ملے اور اس سے اپنے بیٹے کا حال پوچھا اس نے بتایا کہ وہ مرگیا آپ نے اس کو تسلی دی پھر فرمایا کہ اے فلانے تیرے خیال میں کونسی چیز زیادہ پسندیدہ ہے کیا اس بچے کے ذریعہ اپنی زندگی میں فائدہ اٹھانا یا تو نہ آئے گا بہشت کے دروازوں سے کسی دروازے پر مگر تو اس کو اس دروازے پر اپنے سے پہلے پہنچا ہوا پائے گا وہ تیرے لئے بہشت کا دروازہ کھلے گا اس نے کہا اے اللہ کے نبی میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ یہ ہے کہ وہ مجھ سے پہلے جنت کے دروازے پر پہنچ جائے اور میرے لئے اس کا دروازہ کھولے حضور نے فرمایا کہ تیری یہ خواہش پوری ہوگی۔

تشریح: تعزیت کے معنی یہ ہیں کہ مردہ کے رشتے دار کو تسلی دینا، مصیبت پر صبر کی ہدایت کرنا، یہ حدیث تعزیت کے ثبوت پر دلیل ہے کہ حضور ﷺ نے تعزیت کی ہے اور بہتر الفاظ تعزیت وہ ہیں کہ جو حضور نے تعزیت کے وقت فرمائے "**ان للّٰه ما اخذ وله ما اعطی و کل شئی عنده باجلٍ مسمًّی**" یعنی اللہ ہی کی ملک ہے جو چیز اس نے لی اور اسی کی ملک ہے جو چیز اس نے دی اور ہر چیز اللہ کے نزدیک مقرر وقت کے ساتھ ہے، اور تعزیت کا وقت مرنے سے تین دن تک ہے اس کے بعد مکروہ ہے مگر یہ کہ تعزیت کرنے والا اس علاقہ اور اس شہر میں موجود نہ ہو کہیں باہر گیا ہوا ہو تو جب ملے تب ہی تعزیت کرے اور تعزیت ایک بار سے زیادہ نہ کرے کسی روایت سے ایک بار سے زیادہ تعزیت کی اجازت ثابت نہیں۔

تعزیت خط کے ذریعہ بھی ہوسکتی ہے:

تعزیت خط کے ذریعہ بھی مشروع ہے چنانچہ حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس تعزیتی خط کے الفاظ نقل کئے ہیں جو حضور ﷺ نے ان کو ان کے بیٹے کے انتقال کے بعد اس خط میں لکھے تھے ابتدائی الفاظ اس کے یہ ہیں "**بسم اللّٰه الرحمن الرحیم من محمد رسول اللّٰه الی معاذ بن جبل سلام علیکم الخ**" تمام الفاظ ملا علی قاریؒ نے مرقاۃ: جلد۴ صفحہ ۸۵ پر نقل کئے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ خط کے ذریعہ تعزیت کی جاسکتی ہے۔

نوع آخر

ایک اور قسم کا بیان

اخبرنا محمد بن رافع عن عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن ابن طآؤس عن ابیه عنؔ ابی هریرة قال

ارسل ملك الموت الى موسٰى عليه السلام فلما جاء ه صكهٗ ففقأ عينه فرجع الى ربه فقال ارسلتنى الى عبد لا يريد الموت فرد اللّٰه عزوجل اليه عينه وقال ارجع اليه وقل له يضع يده على متن ثور فله بكل ما غطت يده بكل شعرة سنة قال اى رب ثم مه قال الموت قال فالاٰن فسال اللّٰه عزوجل ان يدنيهٗ من الارض المقدسة رمية الحجر قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فلو كنت ثم لا ريتكم قبرهٗ الى جانب الطريق تحت الكثيب الاحمر.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ملک الموت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیجا گیا جب موت کا فرشتہ ان کے پاس آیا تو انہوں نے فرشتہ کی آنکھ پر طمانچہ مارا اور آنکھ پھوڑ ڈالی پھر اپنے رب کے پاس گیا اور عرض کیا آپ نے مجھ کو ایسے بندے کی طرف بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا پس اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ اس کی طرف پھیر دی اور فرمایا کہ پھر جا تو ان کے پاس اور ان سے کہہ دیجئے کہ اپنا ہاتھ ایک بیل کی پیٹھ پر رکھے ان کا ہاتھ جتنے بالوں کو ڈھانکے یعنی جتنے بال ان کے ہاتھ کے نیچے آئیں ہر بال کے بدلے میں ایک سال کی زندگی ملے گی موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے پروردگار پھر اس کے بعد کیا ہوگا فرمایا پھر موت آئے گی موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں ابھی موت اختیار کرتا ہوں پھر انہوں نے اللہ عزوجل سے اس کی درخواست کی کہ مجھ کو بیت المقدس سے قریب کر دیجئے اگرچہ ایک پتھر پھینکنے کی مقدار کے برابر ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں وہاں ہوتا تو تم کو موسیٰ علیہ السلام کی قبر دکھا دیتا راستے کی ایک جانب میں سرخ ریت والے تودہ کے نیچے۔

تشریح: اس حدیث پر بعض لوگوں نے ایک احمقانہ اعتراض کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرشتہ کے منہ پر تھپڑ مار کر ان کی آنکھ پھوڑ دی جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی روح قبض کرنے کے لئے آیا تھا اس سے موت کا عدم اعتقاد اور کراہت موت کی اور آرزو دنیا میں باقی رہنے کی سمجھی جاتی ہے یہ کیا لائق ہے مقام نبوت و رسالت کے، جواب اس کا یہ ہے کہ یہ حدیث متشبہات میں سے ہے اس کا راز اللہ تعالیٰ کے حوالہ کر دیا جائے ہم نہیں جانتے لیکن اگر اس کی تاویل کی جائے تو حدیث کا یہ جواب ہو سکتا ہے کہ وہ فرشتہ اچانک بصورت بشر بغیر طلب اجازت کے آیا تھا اور کہنے لگا میں تمہاری روح قبض کرنے آیا ہوں اپنے رب کے پاس چلو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اپنے قول میں دروغ گو جانا اس لئے کہ آدمی قابض روح نہیں ہوتا اس لئے اس پر غصہ کیا حتیٰ کہ نوبت اس کے منہ پر تھپڑ مارنے کی پہنچی لیکن اس پر حق تعالیٰ کی طرف سے انہیں عتاب نہیں کیا گیا اور دوبارہ جب ملک الموت بصورت فرشتہ کے آیا تو اس کے فرمان بردار ہوئے۔ (واللّٰہ تعالٰی اعلم)

کتاب الصیام

باب وجوب الصیام

وجوب صیام کا بیان

اخبرنا علی بن حجر قال حدثنا اسماعیل وهو ابن جعفر حدثنا ابوسهیل عن ابیه عن طلحة بن عبیدالله ان اعرابیا جآء الی رسول الله صلی الله علیه وسلم ثائر الرأس فقال یا رسول الله اخبرنی ماذا فرض الله علیّ من الصلوٰة قال الصلوات الخمس الا ان تطوع شیئا قال اخبرنی بما افترض الله علیّ من الصیام قال صیام شهر رمضان الا ان تطوع شیئا قال اخبرنی بما افترض الله علی من الزکوٰة فاخبره رسول الله صلی الله علیه وسلم بشرائع الاسلام فقال والذی اکرمك لا اتطوع شیئا ولا انقص مما فرض الله علیّ شیئا فقال رسول الله صلی الله علیه وسلمافلح ان صدق اودخل الجنة ان صدق.

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے اس نے عرض کی اے اللہ کے رسول مجھے بتا دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے کتنی نمازیں مجھ پر فرض کی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ نمازیں مگر یہ کہ تم اپنے طور پر نفلی نماز پڑھنا چاہو تو پڑھ سکتے ہو۔ اس نے عرض کی کہ مجھے روزے کے متعلق فرما دیجئے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر فرض کئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماہ رمضان کے روزے مگر یہ کہ تم اپنے طور پر نفلی روزے رکھ سکتے ہو۔ اس نے عرض کی کہ مجھے زکوٰۃ کی خبر دیجئے جو اللہ نے مجھ پر فرض کی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرائض اسلام بتائیے پس اس شخص نے کہا کہ اس خدا کی قسم جس نے آپ کو عزت و بزرگی بخشی ہے کہ میں نہ تو کچھ بڑھاؤں گا اور نہ کم کروں گا ان چیزوں میں سے جو اللہ نے مجھ پر فرض کیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ شخص سچ بول رہا ہے تو کامیاب ہو گیا یا جنت میں داخل ہو گیا۔

اخبرنا محمد بن معمر حدثنا ابوعامر العقدی حدثنا سلیمان بن المغیرة عن ثابت عن انس قال نهینا فی القرآن ان نسأل النبی صلی الله علیه وسلم عن شئی فکان یعجبنا ای یجّئی الرجل العاقل من اهل البادیة فیسأله فجآء رجل من اهل البادیة فقال یا محمد اتانا رسولك فاخبرنا انك تزعم ان الله عزوجل ارسلك قال صدق قال فمن خلق السمآء قال الله قال فمن خلق الارض قال الله قال فمن نصب فیها الجبال قال الله قال فمن جعل فیها المنافع قال الله قال فبالذی خلق السمآء والارض

ونصب فیها الجبال وجعل فیها المنافع آللّٰه ارسلك قال نعم قال وزعم رسولك ان علینا خمس صلوات فی کل یوم ولیلة قال صدق قال فبالذی ارسلك اللّٰه امرك بهذا قال نعم قال وزعم رسولك ان علینا زکوة اموالنا قال صدق قال فبالذی ارسلك اللّٰه امرك بهذا قال نعم فقال وزعم رسولك ان علینا صوم شهر رمضان فی کل سنة قال صدق قال فبالذی ارسلك اللّٰه امرك بهذا قال نعم قال وزعم رسولك ان علینا الحج من استطاع الیه سبیلا قال صدق قال فبالذی ارسلك اللّٰه امرك بهذا قال نعم قال فوالذی بعثك بالحق لاازیدن علیهن شیئا ولا انقص فلما ولی قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم لئن صدق لیدخلن الجنة.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں قرآن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بے کار باتیں پوچھنے سے منع کر دیا گیا اس لئے ہم دیہات والوں میں سے کسی عقلمند شخص کی آمد کو پسند کرتے تھے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرے پس دیہات والوں میں سے ایک شخص آپ کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہوا اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا بھیجا ہوا شخص ہمارے پاس آیا اس نے ہم کو بتایا کہ آپ کہتے ہیں کہ بے شک اللہ برتر و بزرگ نے آپ کو رسول برحق بنا کر بھیجا ہے حضور نے فرمایا اس نے سچ کہا پھر اس نے پوچھا کہ آسمان اور زمین کو کس نے بنایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے پھر پوچھا زمین کے اندر پہاڑوں کو کس نے کھڑا کیا حضور نے فرمایا اللہ نے پھر اس نے کہا کہ ان پہاڑوں میں فائدے کی چیزیں (کانیں وغیرہ) کس نے بتائیں۔ حضور نے فرمایا اللہ نے پھر اس شخص نے کہا کہ اس خدا کی قسم جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور پہاڑوں کو کھڑا کیا اور ان کے اندر فائدے کی چیزیں بنائیں کیا اللہ نے آپ کو رسول برحق بنا کر بھیجا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں پھر اس آدمی نے عرض کیا کہ آپ کا بھیجا ہوا شخص کہتا ہے کہ بے شک ہم پر دن ورات میں پانچ نمازیں فرض ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے سچ کہا پھر اس دیہاتی نے کہا کہ اس خدا کی قسم جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے کیا اللہ نے آپ کو انکا حکم دیا ہے آپ نے فرمایا ہاں پھر اس شخص نے کہا کہ آپ کی طرف سے بھیجا ہوا شخص کہتا ہے کہ ہم پر مالوں کی زکوٰۃ فرض ہے آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا، پھر اس شخص نے کہا کہ اس خدا کی قسم جس نے آپ کو بھیجا ہے کیا اللہ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے حضور نے فرمایا ہاں پھر اس نے کہا کہ آپ کی طرف سے بھیجا ہوا مبلغ کہتا ہے کہ ہم پر ہر سال میں ماہ رمضان کے روزے فرض ہیں آپ نے کہا کہ اس نے سچ کہا پھر اس نے کہا کہ اس خدا کی قسم جس نے آپ کو بھیجا ہے کیا اللہ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے آپ نے فرمایا ہاں پھر اس نے کہا کہ آپ کا فرستادہ کہتا ہے کہ ہم میں جو شخص زاد وراحلہ کی طاقت رکھتا ہو اس پر حج فرض ہے حضور نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا پھر اس نے کہا کہ اس خدا کی قسم جس نے آپ کو بھیجا ہے کیا اس نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے آپ نے فرمایا ہاں پھر اس شخص نے کہا کہ اس خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ میں ان فرائض پر نہ کچھ بڑھاؤں گا اور نہ کمی کروں گا پھر وہ شخص جانے لگا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ شخص سچ بول رہا ہے تو ضرور بہشت میں جائے گا۔

اخبرنا عیسٰی بن حماد عن اللیث عن سعید عن شریك بن ابی نمرانه سمع انس بن مالك یقول بینا نحن جلوس فی المسجد جآء رجل علی جمل فاناخه فی المسجد ثم عقله فقال لهم ایکم

محمد ورسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم متکئی بین ظهرانیهم قلنا له هذا الرجل الابیض المتکئی فقال له الرجل یا بن عبد المطلب فقال له رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قد أجبتك فقال الرجل انی سآئلك یا محمد فمشتد علیك فی المسألة فلا تجدن فی نفسك قال سل عما بدا لك قال انشدك بربك ورب من قبلك آللّٰہ ارسلك الی الناس کلهم فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم اللهم نعم قال فانشدك اللّٰہ آللّٰہ امرك ان تصلی الصلوات الخمس فی الیوم واللیلة قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم اللهم نعم قال فانشدك اللّٰہ آللّٰہ امرك ان تصوم هذا الشهر من السنة قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم اللهم نعم قال فانشدك اللّٰہ آللّٰہ امرك ان تأخذ هذه الصدقة من اغنیآئنا فتقسمها علی فقرآئنا فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم اللهم نعم فقال الرجل آمنت بما جئت به وانا رسول من ورآئی من قومی وانا ضمام بن ثعلبة اخو بنی سعد بن بکر خالفه یعقوب بن ابراهیم۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص اونٹ پر سوار ہو کر آیا اس نے اپنا اونٹ مسجد سے باہر بٹھایا پھر اس کو باندھ دیا پھر حاضرین سے کہا کہ تم میں محمد کون ہے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضرین کے درمیان سہارا لگائے ہوئے بیٹھے تھے ہم نے اس سے کہا یہ سفید رنگ والے شخص جو تکیہ لگائے بیٹھے ہیں پھر آپ سے اس آدمی نے کہا اے عبدالمطلب کے بیٹے اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تو تم کو جواب دینے کے لئے بیٹھا ہی ہوں پھر اس آدمی نے کہا کہ اے محمد میں آپ سے کچھ سوالات کرنے والا ہوں اور سوالات میں تشدد کروں گا آپ مجھ پر ناراض نہ ہوں حضور نے فرمایا جو چاہو پوچھو پھر اس نے کہا کہ میں آپ کو آپ کے اور آپ سے پہلوں کے پروردگار کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا آپ کو اللہ نے سب لوگوں کی طرف بھیجا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خدا ہاں اس نے کہا کہ میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا آپ کو اللہ نے دن ورات میں پانچ نمازوں کا حکم دیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خدا ہاں اس نے کہا میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا آپ کو اللہ نے سال میں اس ماہ رمضان کے روزوں کا حکم دیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خدا ہاں اس نے کہا میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا آپ کو اللہ نے حکم دیا ہے کہ آپ یہ صدقہ ہمارے مالداروں سے لے کر ہمارے فقیر لوگوں پر تقسیم فرمادیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خدا ہاں پھر اس شخص نے کہا کہ میں ان تمام چیزوں پر ایمان لایا ہوں جو آپ لے کر آئے ہیں میں اپنی قوم کا بھیجا ہوا شخص ہوں جو میرے پیچھے ہیں اور میں ضمام بن ثعلبہ ہوں بنی سعد بن بکر کے خاندان میں سے۔

اخبرنا عبیداللّٰہ بن سعد بن ابراهیم من کتابه قال ثنا عمی قال ثنا اللیث قال ثنا ابن عجلان وغیره من اخواننا عن سعید المقبری عن شریك بن عبد اللّٰہ بن ابی نمر انه سمع انس بن مالك یقول بینما نحن عند رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلمجلوس فی المسجد دخل رجل علی جمل فاناخه فی المسجد ثم عقله ثم قال ایکم محمد وهو متکئی بین ظهرانیهم فقلنا له هذا الرجل الابیض المتکیء فقال له الرجل یا بن عبد المطلب فقال له رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قد اجبتك قال الرجل

یامحمد انی سآئلك فمشتد علیك فی المسألة قال سل عما بدا لك قال انشدك بربك ورب من قبلك آللّٰه ارسلك الی الناس کلهم فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اللهم نعم قال فانشدك اللّٰه اللّٰه امرك ان تصوم هذا الشهر من السنة قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اللهم نعم قال فانشدك اللّٰه اللّٰه امرك ان تأخذه هذه الصدقة من اغنیآئنا فتقسمها علی فقرآئنا فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اللهم نعم فقال الرجل آمنت بما جئت به وانا رسول من ورآئی من قومی وانا ضمام بن ثعلبة اخوبنی سعد بن بکر خالفه عبید اللّٰه ابن عمر.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جبکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے تو ایک شخص اونٹ پر سوار ہوکر داخل ہوا اپنے اونٹ کو اس نے مسجد سے باہر بٹھایا پھر اس کو باندھ دیا پھر اس نے کہا تم میں محمد کون ہے اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان تکیہ لگائے بیٹھے تھے ہم نے اس سے کہا یہ سفید رنگ والے جو سہارا لگائے بیٹھے ہیں پھر آپ سے اس شخص نے کہا اے عبدالمطلب کے بیٹے اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تیری بات کو سن لیا اس آدمی نے کہا اے محمد میں آپ سے کچھ سوالات پوچھونگا اور سختی سے اور کھول کھول کر پوچھوں گا حضور نے فرمایا جو کچھ چاہتے ہو پوچھو اس شخص نے کہا میں آپ کو آپ کے اور آپ سے پہلوں کے رب کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا آپ کو اللہ نے سب لوگوں کی طرف مبعوث کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خدا ہاں اس نے کہا میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا آپ کو اللہ نے سال میں اس ماہ رمضان کے روزے کا حکم دیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خدا ہاں اس نے کہا میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا آپ کو اللہ نے حکم دیا ہے کہ آپ یہ مال زکوٰۃ ہمارے مالداروں سے لے کر ہمارے فقراء پر تقسیم فرمادیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خدا ہاں پھر اس شخص نے کہا میں ان سب چیزیں پر ایمان لایا ہوں جو آپ لے کر آئے ہیں اور میں اپنی قوم کا فرستادہ ہوں جو میرے پیچھے ہیں اور میں ضمام بن ثعلبہ ہوں بنی سعد بن بکر کے خاندان میں سے۔

اخبرنا ابوبکر بن علی قال حدثنا اسحاق قال حدثنا ابوعمارة حمزة بن الحارث بن عمیر قال سمعت ابی یذکر عن عبید اللّٰه بن عمر عن سعید بن ابی سعید المقبری عن ابی هریرة قال بینما النبی صلی اللّٰه علیه وسلم مع اصحابه جآء هم رجل من اهل البادیة قال ایکم ابن عبد المطلب قالوا هذا الامغر المرتفق قال حمزة الامغر الابیض مشرب حمرة فقال انی سآئلك فمشتد علیك فی المسألة قال سل عما بدالك قال اسالك بربك ورب من قبلك ورب من بعدك آللّٰه ارسلك قال اللهم نعم قال فانشدك به آللّٰه امرك ان تصلی خمس صلوات فی کل یوم ولیلة قال اللهم نعم قال فانشدك به آللّٰه امرك ان تأخذ من اموال اغنیآئنا فتردهٗ علی فقرائنا قال اللهم نعم قال فانشدك به آللّٰه امرك ان تصوم هٰذا الشهر من اثنی عشر شهراً قال اللهم نعم قال فانشدك به آللّٰه امرك ان یحج البیت من استطاع الیه سبیلا قال اللهم نعم قال فانی آمنت وصدقت وانا ضمام بن ثعلبة.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے ان کے

پاس دیہات والوں میں سے ایک آدمی آیا اس نے کہا تم میں کون عبدالمطلب کے بیٹے ہیں حاضرین نے کہا یہ سرخی ملی ہوئی سفید رنگ والے جو سہارا لگائے بیٹھے ہیں (یہی معنی الامغر کے راوی حدیث حمزۃ نے بیان کئے ہیں) اس شخص نے کہا میں آپ سے کچھ سوالات کروں گا اور سوالات میں کچھ سختی بھی کروں گا حضور نے فرمایا جو چاہو پوچھو اس نے کہا میں آپ کو آپ کے اور آپ سے پہلوں کے اور آپ سے پچھلوں کے رب کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا آپ کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے حضور نے فرمایا اے خدا ہاں اس نے کہا میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا آپ کو اللہ نے دن ورات میں پانچ نمازوں کا حکم دیا ہے حضور نے فرمایا اے خدا ہاں اس نے کہا میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا آپ کو اللہ نے حکم دیا ہے کہ آپ ہمارے مالداروں سے صدقہ لے کر ہمارے فقراء پر تقسیم فرمادیں آپ نے فرمایا اے خدا ہاں اس آدمی نے کہا میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا آپ کو اللہ نے بارہ مہینوں میں سے اس ماہ رمضان کے روزوں کا حکم دیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا اے خدا ہاں اس نے کہا میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا آپ کو اللہ نے اس کا حکم دیا ہے کہ جو شخص بیت اللہ تک پہنچنے کے لئے زادِ سفر کی استطاعت رکھتا ہو اس پر حج فرض ہے آپ نے فرمایا اے خدا ہاں پھر اس نے کہا بے شک میں آپ کی لائی ہوئی تمام چیزوں پر صدق دل سے ایمان لایا ہوں اور میں ضمام بن ثعلبہ ہوں۔

تشریح: صوم کے معنی لغوی مطلق باز رہنے کے ہیں خواہ کسی چیز سے ہو حتیٰ کہ صام عن الکلام بولتے ہیں جبکہ کلام سے باز رہے اور اصطلاح شریعت میں اس کے معنی ہیں فجر سے غروب آفتاب تک نیت کے ساتھ کھانے پینے اور جماع سے اور کسی چیز کو اندر بدن کے پہنچانے سے جس کو باطن کا حکم ہو باز رہنا، روزہ رمضان کا تیسرا رکن ہے اسلام کا اس کی فرضیت ہجرت کے دوسرے سال میں غزوہ بدر سے پہلے اور ایک قول کے مطابق شعبان کے مہینے میں ہوئی اب رہا یہ سوال کہ پہلے اس کے کوئی روزہ فرض تھا یا نہیں تو اس کے بارے میں بعض حضرات کا قول یہ ہے کہ اسلام میں پہلا روزہ عاشوراء کا فرض تھا اور بعضوں نے کہا ایام بیض کے روزے بدلیل اس روایت کے کہ حضور ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو ہر مہینہ میں تین روزہ رکھنا شروع فرمایا (رواہ البیھقی) پھر وہ بوجہ صوم رمضان کی فرضیت کے منسوخ ہوا یعنی عاشوراء یا ایام بیض کے روزے فرض نہیں رہے اب جو شخص روزۂ رمضان فرض ہونے کو نہ مانے اور اس سے انکار کرے تو وہ کافر ہو جاتا ہے اور جو بلا عذر چھوڑ دے وہ اشد درجہ کا گناہ گار ہے۔

سائل کون تھا اور اس کی آمد خدمت مبارکہ میں کب ہوئی تھی:

سائل ایک اعرابی یعنی عرب کا دیہاتی تھا جس نے خود ہی اپنا نام بتا دیا کہ میں ضمام بن ثعلبہ ہوں یہ اپنی قوم کی طرف سے قاصد بن کر آئے تھے اس کی آمد کے سال میں مورخین کو اختلاف ہے ابن اسحاق اور ابو عبیدہ وغیرہ کی تحقیق یہ ہے کہ یہ ۹ ھ میں آئے تھے اس کی تائید مسند احمد اور حاکم کی روایت سے ہوتی ہے انہوں نے بواسطہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقدم علینا کے الفاظ نقل کئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دیہاتی کی آمد کے وقت وہاں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ میں فتح مکہ کے بعد آئے ہیں، واقدی ۵ ھ کہتے ہیں مگر اہل تحقیق نے اس کو تسلیم نہیں کیا، دوسرا اختلاف ان کے اسلام کے بارے میں ہے امام بخاریؒ وغیرہ کی رائے یہ ہے کہ جب حضور ﷺ کا قاصد پہنچا تھا تو یہ ضمام بن ثعلبہ اسی وقت مسلمان ہو چکے تھے اور اب ان کا مقصد صرف اس کی تصدیق کرنا تھا، علامہ قرطبیؒ کی رائے یہ ہے کہ وہ یہاں

مدینہ آکر قبول اسلام کیا ہے،،صاحب ترجمان السنہ نے فرمایا کہ ہماری رائے ناقص میں ان کے دل میں صداقت اسلام کا سکہ تو پہلے ہی قائم ہو چکا تھا لیکن باضابطہ مسلمان حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر ہی ہوئے ہیں اس صورت میں (آمنت بماجئت به) کے الفاظ اپنے ظاہر پر رہیں گے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب:

یہاں پر اشکال یہ ہے کہ نماز وغیرہ امور مذکورہ کی تعلیم کے جواب میں اس صحابی نے کہا "والذی اکرمك الخ" کہ اس نے ان چیزوں میں کمی نہ کرنے پر قسم کھالی یہ تو ٹھیک ہے لیکن یہ جو اس نے اضافہ نہ کرنے پر بھی قسم کھالی اور اس پر حضور ﷺ نے دخول جنت کی بشارت سنائی یہ کس طرح صحیح ہے کیونکہ یہاں پر دیگر فرائض حج وغیرہ مذکور نہیں اس کے علماء نے یہ جوابات دیئے ہیں اول یہ کہ حج اس وقت فرض ہی نہیں ہوا تھا یہ ایک نومسلم شخص تھے ان کے نزدیک کل دین اتنا ہی تھا جتنا اس وقت ان کے سامنے آگیا تھا جس حصہ کا اب تک انھیں علم ہی نہ تھا اس پر عمل نہ کرنے کا عہد کیسے کر سکتے تھے دوسرا جواب یہ ہے کہ حدیث باب میں نماز وغیرہ کے بعد راوی یہ بھی نقل کرتا ہے "فاخبره رسول الله صلى الله عليه وسلم بشرائع الاسلام" کہ حضور ﷺ نے اس کو اسلام کے اور احکام بھی سکھائے اس لئے اس کے اندر احکام حج وغیرہ آگئے تیسرا جواب یہ ہے کہ یہ صحابی ضمام بن ثعلبہ اپنی قوم کی طرف سے قاصد بن کر آئے تھے تو انہوں نے اس بات کی قسم کھائی کہ ان فرائض کو اپنے قبیلے تک پہنچانے میں کمی بیشی نہیں کروں گا لیکن پھر اشکال وارد ہوگا کہ حدیث باب میں "لا اتطوع شيئا ولا انقص" ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ اس کمی وزیادتی کو اپنے متعلق کہہ رہے ہیں اس لئے یہ تیسری توجیہ یہاں نہیں چل سکتی، یہ اشکال حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کی تقریر بخاری شریف میں نقل کیا گیا ہے لیکن احقر کی ناقص سمجھ کے مطابق یہ صرف لفظی تفنن ہے اور لاانقص کے تقابل سے صاف ظاہر ہے کہ ضمام بن ثعلبہ نے "لا ازيد عليهن شيأ" کو "لااتطوع شيأ" سے تعبیر کیا ہے لہذا تیسری توجیہ پر بھی کوئی اشکال وارد نہ ہوگا اور اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ اس نے شاید عبادات نافلہ نہ کرنے کا عہد کیا تھا تو بھی ایک نومسلم پر صرف اس کی اس تعبیر کی وجہ سے مواخذہ نہیں کیا جا سکتا اگر بالفرض وہ انھیں بنیادی ارکان اسلام پر اکتفاء کر رہا ہے اور نوافل کو چھوڑ رہا ہے تب بھی دخول جنت کی بشارت کے لئے کافی ہے۔

عدم وجوب وتر پر استدلال کا جواب:

اکثر علماء کا قول یہی ہے کہ وتر واجب نہیں ان کا استدلال حدیث باب سے ہے کیونکہ حضور ﷺ نے دن اور رات میں پانچ نمازوں کی تعلیم فرما کر آگے فرمادیا "لا الاان تطوع ان" کے علاوہ تجھ پر اور کچھ فرض نہیں مگر یہ کہ تو اپنی طرف سے خود کرنا چاہے اس سے معلوم ہوا کہ وتر واجب نہیں کیونکہ اگر واجب ہوتا تو پانچ نمازوں کے بجائے چھ فرماتے اس کے کئی جواب ہمارے علماء دیتے ہیں ایک تو یہ کہ وتر پر دو دور گذرے ہیں ایک تو سنیت کا دوسرا دور وجوب کا بلکہ امام طحاویؒ نے فرمایا کہ وتر واجب ہونے پر صحابہ کا اجماع ہے اور صحت اجماع کے لئے سند شرط نہیں تو شاید سائل کی آمد وجوب وتر سے پہلے ہوئی ہو اس کے بعد میں واجب کئے گئے اور واجب ہونے کی دلیل حضور ﷺ کا یہ ارشاد ہے "الوتر حق فمن لم يوتر فليس منى"

یعنی وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ مجھ سے نہیں ہے اس حدیث کو امام ابو داؤدؒ نے حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور حاکمؒ نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اور بزارؒ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ الوتر واجب علی کل مسلم،، دوسرا جواب یہ ہے کہ وتر نماز عشاء کے تابع ہے مستقل کوئی نماز نہیں اسی لئے عشاء کی اذان واقامت پر اکتفاء کیا گیا اس کے واسطے الگ اذان واقامت نہیں ہے اور اسی تابع ہونے کی بناء پر ہمیشہ وتر عشاء کے بعد پڑھے جاتے ہیں پہلے پڑھنا درست نہیں، تیسرا جواب یہ ہے کہ یہاں تو فرائض کو بتلانا مقصود ہے اور وتر حنیفہ کے نزدیک فرض نہیں صرف واجب ہیں اور فرض اور واجب میں بہت بڑا فرق ہے۔ (مرقاۃ، ترجمان السنہ، تقریر بخاری لشیخ الحدیث بتغییر یسیر)

دوسری روایت میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں (نہینا فی القرآن الخ) اس سے مراد قرآن پاک کی آیت "یا ایھاالذین آمنوا لاتسئلو اعن اشیاء ان تبد لکم تسئو کم الآیۃ" اس آیت میں فضول چیزوں کے متعلق سوالات کرنے سے منع کیا گیا ہے اب بے کار اور کار آمد سوال کی تمیز کون کرے سوال کرنے میں یہ احتمال ہو کہ جواب مل جائے اور جواب ملنے میں وہ احتمال ہو کہ ناگوار گذرے اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سوالات سے رک گئے لیکن اس بات کی خواہش رکھتے تھے کہ باہر کا کوئی سنجیدہ شخص آکر ایسے سوالات کرے جن سے معلومات میں اضافہ ہو چنانچہ ایک شخص آیا اس نے یہ معقول سوالات کئے جو حدیث میں مذکور ہیں۔

باب الفضل والجودفی شهررمضان

ماہ رمضان میں زیادہ سخاوت کا بیان

اخبرنا سليمان بن داؤد عن ابن وهب قال اخبرني يونس عن ابن شهاب عن عبيد الله ابن عبد الله بن عتبة انّ عبد الله بن عباس كان يقول كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اجود الناس وكان اجود مايكون فى رمضان حين يلقاه جبريل وكان جبريل يلقاه فى كل ليلة من شهر رمضان فيدارسه القرآن قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم حين يلقاه جبريل عليه السلام اجود بالخير من الريح المرسلة.

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے اور آپ کی سخاوت رمضان میں اس کی آخری حد کو پہنچ جاتی تھی جبکہ آپ سے حضرت جبریل علیہ السلام ملاقات فرماتے اور حضرت جبریل علیہ السلام آپ سے ماہ رمضان کی ہر رات میں ملاقات کرتے تھے آپ حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کا دور کرتے تھے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب جبریل علیہ السلام ملاقات کرتے تو آپ خیر کی سخاوت میں چلتی ہوا سے بھی زیادہ تیز ہو جاتے تھے۔

اخبرنا محمد بن اسماعيل البخارى قال حدثنى حفص بن عمر بن الحارث قال حدثنا حماد قال حدثنا معمر والنعمان بن راشد عن الزهرى عن عروة عن عائشة قالت مالعن رسول الله صلى الله عليه

وسلم من لعنة تذكر وكان اذا كان قريب عهد بجبريل عليه السلام يدارسه كان اجود بالخير من الريح المرسلة قال ابو عبد الرحمن هذا خطاء والصواب حديث يونس بن يزيد وادخل هذا حديثا فی حديث.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی لعنت نہیں فرمائی جس کا تذکرہ کیا جاتا ہو اور جب آپ کی حضرت جبریل علیہ السلام سے ملاقات ہوتی تو ان کے ساتھ قرآن کا دور کرتے آپ چلتی ہوا سے بھی زیادہ خیر کے سخاوت کرنے والے تھے۔

تشریح: صفت سخاوت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی نہ تھا امام ترمذیؒ نے روایت کیا ہے کہ حضور کے پاس ایک بار نوے ہزار درہم آئے (تقریباً ۲۵ ہزار روپیہ ہوتا ہے) اور ایک بوریئے پر رکھے گئے سو آپ نے کسی سائل سے عذر نہیں کیا یہاں تک کہ سب ختم کر کے فارغ ہو گئے،، یہ تو میں نے ایک ہی واقعہ نقل کیا ہے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت جود کے بہت سے واقعات منقول ہیں لیکن ماہ رمضان میں اس کی عظمت وفضیلت اور ہررات میں حضرت جبریل علیہ السلام کی آمد اور ان سے آپ کی ملاقات اور آیات قرآنی کی مدارسۃ کے باعث حضور کو زیادہ خوشی اور مسرت ہوتی تھی اس لئے ماہ رمضان مین آپ کی سخاوت اور بڑھ جاتی تھی جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خیر میں ہوائے بارش خیز سے بھی زیادہ فیاض تھے۔

مدارسۃ قرآن کا مطلب:

حدیث پاک میں (فيدارسه القرآن) ہے یدارس مضارع کا صیغہ ہے مدارسۃ سے جو باب مفاعلہ کا مصدر ہے اس کے معنی دور کرنے کے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ دور کرتے تھے اور محققین کا قول یہ ہے کہ یہاں القرآن سے مراد منزل ہے نہ کہ پورا قرآن اس لئے اگر پورے قرآن کا دور فرماتے تو افک کے واقعہ میں (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر کچھ لوگوں نے بالکل جھوٹا الزام فعل بد کا لگایا تھا) حضور کو اتنی پریشانی کیوں برداشت کرنی پڑتی کیونکہ واقعہ افک ۶ھ کے اندر ہے تو اگر چھ سال تک دور کیا تھا تو ساری حقیقت گویا پہلے ہی سے معلوم تھی پھر اتنی تشویش کیوں ہوتی ایسے ہی جب حضور ذ سے روح کے متعلق سوال کیا گیا تو اس میں سکوت نہ فرماتے یہ باتیں دلیل ہیں اس پر کہ صرف اسی حصے کا دور ہوتا تھا جس قدر وحی میں نازل ہو چکے ہوتے تھے حضرت شیخ الحدیثؒ کی بھی یہی رائے ہے جیسا کہ تقریر بخاری میں مذکور ہے اور لامع الدراری میں بھی اس تقریر مذکور کو اجمالی طور پر بیان کیا ہے۔

باب فضل شهر رمضان

ماہ رمضان کی فضیلت کا بیان

اخبرنا علی بن حجر قال حدثنا اسماعيل قال حدثنا ابوسهيل عن ابيه عن ابی هريرة ان رسول الله

صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا دخل شهر رمضان فتحت ابواب الجنة وغلقت ابواب النار وصفدت الشاطين.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ داخل ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور شیاطین قید کردیئے جاتے ہیں۔

اخبرنی ابرهيم بن يعقوب الجوزجانی قال حدثنا ابن ابی مریم قال اخبرنا نافع بن یزید عن عقیل عن ابن شهاب قال اخبرنی ابوسهیل عن ابیه عن ابی هريرة ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا دخل رمضان فتحت ابواب الجنة وغلقت ابواب النار وصفدت الشياطين.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان کا مہینہ آجاتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور شیاطین قید کئے جاتے ہیں۔

تشریح: ان روایات سے ماہ رمضان کی فضیلت اور بزرگی معلوم ہوئی بعض کوتاہ فہم لوگ کہتے ہیں کہ جب شیاطین قید کئے جاتے ہیں تو پھر رمضان میں لوگ طرح طرح کے گناہوں کا مرتکب کیوں ہوتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ارشاد نبوی "وصفدت الشياطين" اپنے ظاہر پر محمول ہے کہ بے شک شیاطین رمضان مین قید کئے جاتے ہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ اکثر لوگ جو رمضان سے پہلے گناہوں میں مشغول رہتے تھے انھیں رمضان میں معاصی سے اجتناب کرتے دیکھا گیا ہے اور توبہ واستغفار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور رمضان کی آمد سے پہلے پابندی سے نماز نہ پڑھنے والے رمضان میں پابندی سے پڑھتے ہیں اور قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں غرض کہ لگن مگن سے دین کے کاموں میں لگے رہتے ہیں اور حرام کاموں سے دور رہتے ہیں ہاں بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں کہ ان کو رمضان میں بھی گناہ کرتے دیکھا جاتا ہے وہ دعوۃ شیطانی کے اثرات ہیں شیطان گیارہ مہینے تک معاصی کی طرف دعوۃ دیتا رہا اس کے پیروکاروں کے طبائع خبیثہ میں معاصی کی لذۃ گھڑ جاتی ہے اسی کے اثرات رمضان شریف مین ظاہر ہوتے ہیں غرض کہ وہ شیطان کے بھکانے کے سابقہ اثرات ہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ سرکش شیطانوں کا مقید ہونا بنسبت بعض کے ہے یعنی سرکش شیطان فاسق لوگوں کے بھکانے سے روکے جاتے ہیں کہ وہ بہ نسبت اور دنوں کے گناہ کم کرتے ہیں اور ایسے ویسے شیطان بھکاتے رہتے ہیں اور مطلق شیطانوں کا قید ہونا بہ نسبت بعض کے یعنی مطلق شیاطین نیک لوگوں کے بھکانے سے روکے جاتے ہیں کہ وہ کبیرہ گناہوں سے باز رہتے ہیں اور اگر بتقاضائے بشریت کے کرتے بھی ہیں تو توبہ واستغفار کرتے ہیں یہ تقریر مظاہر حق میں اپنے استاد مکرم مولانا اسحاقؒ سے نقل کی ہے یہ ایک بہتر تقریر ہے اس سے اشکال مذکور ختم ہوجاتا ہے اور اس حدیث میں اور آگے جو روایت آرہی ہے "وتغل فيه مردة الشياطين" میں تطبیق ہوجاتی ہے۔ (مظاهر حق، التعليق الصبيح)

باب ذكر الاختلاف على الزهري فيه

اس حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں زہری پر اختلاف کا بیان

اخبرنا عبيد الله بن سعد ابن ابرهيم قال حدثنا عمي قال حدثنا ابي عن صالح عن ابن شهاب قال

اخبرنی نافع بن ابی انس ان اباه حدثه انه سمع اباهریرة یقول قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اذا دخل رمضان فتحت ابواب الجنة وغلقت ابواب جهنم وسلسلت الشیاطین.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ داخل ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھولدیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور قید کئے جاتے ہیں شیاطین۔

اخبرنا محمد بن خالد قال حدثنا بشر بن شعیب عن ابیه عن الزهری قال حدثنی ابن ابی انس مولی التیمیین ان اباه حدثه انه سمع اباهریرة یقول قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اذا دخل رمضان فتحت ابواب الرحمة وغلقت ابواب جهنم وسلسلت الشیاطین.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان آجاتا ہے تو رحمت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور شیاطین قید کئے جاتے ہیں۔

اخبرنا الربیع بن سلیمان فی حدیثه عن ابن وهب قال اخبرنی یونس عن ابن شهاب عن ابن ابی انس ان اباه حدثه انه سمع اباهریرة یقول قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اذا کان رمضان فتحت ابواب الجنة وغلقت ابواب جهنم وسلسلت الشیاطین رواه ابن اسحق عن الزهری.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور شیاطین قید کئے جاتے ہیں۔

اخبرنا عبید اللّٰه بن سعد قال حدثنا عمی قال حدثنا ابی عن ابن اسحق عن الزهری عن ابن ابی انس عن ابیه عن ابی هریرة عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلمقال اذا دخل شهر رمضان فتحت ابواب الجنة وغلقت ابواب النار وسلسلت الشیاطین قال ابو عبدالرحمن هذا یعنی حدیث اسحق خطآء ولم یسمعه ابن اسحق من الزهری والصواب ما تقدم ذکرنا له.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ داخل ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور شیاطین قید کئے جاتے ہیں

اخبرنا عبید اللّٰه بن سعد قال حدثنا عمی قال حدثنا ابی عن ابن اسحق قال وذکر محمد بن مسلم عن اویس بن ابی اویس عدید بنی تیم عن انس بن مالك ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال هذا رمضان قد جاء کم تفتح فیه ابواب الجنة وتغلق فیه ابواب النار وتسلسل فیه الشیاطین قال ابو عبد الرحمن هذا الحدیث خطآء.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ رمضان کا مہینہ تمہارے پاس آیا ہے اس میں جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور اس میں شیاطین قید کئے جاتے ہیں۔

ذکرالاختلاف علی معمرفیه

اس میں معمر پر اختلاف کا بیان

اخبرنا ابو بکر بن علی قال حدثنا ابو بکر بن ابی شیبة قال حدثنا عبد الاعلٰی عن معمر عن الزھری عن ابی سلمة عن ابی ھریرة ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم کان یرغب فی قیام رمضان من غیر عزیمة وقال اذا دخل رمضان فتحت ابواب الجنة وغلقت ابواب الجحیم وسلسلت فیه الشیاطین ارسله ابن المبارك.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بدوں تاکید کے قیام رمضان کی ترغیب دیتے تھے اور فرمایا کہ جب رمضان داخل ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور شیاطین قید کئے جاتے ہیں۔

اخبرنا محمد بن حاتم قال حدثنا حبان بن موسٰی خراسانی قال اخبرنا عبد اللّٰه عن معمر عن الزھری عن ابی ھریرة عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال اذا دخل رمضان فتحت ابواب الرحمة وغلقت ابواب جھنم وسلسلت الشیاطین:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جب رمضان داخل ہوتا ہے تو رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور شیاطین قید کئے جاتے ہیں۔

اخبرنا بشرا بن ھلال قال حدثنا عبد الوارث عن ایوب عن ابی قلابة عن ابی ھریرة قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اتاکم رمضان شھر مبارك فرض اللّٰه عزوجل علیکم صیامهٗ تفتح فیه ابواب السمآء وتغلق فیه ابواب الجحیم وتغل فیه مردة الشیا طین للّٰه فیه لیلة خیرمن الف شھر من حرم خیرھا فقد حرم.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ برکت والا رمضان کا مہینہ تمہارے پاس آ گیا ہے اللہ برتر و بزرگ نے اس کے روزے تم پر فرض کئے ہیں اس میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور اس میں سرکش شیاطین کو طوق ڈالے جاتے ہیں اس میں ایک رات ایسی ہے کہ اس میں اللہ کی عبادت کا ثواب ہزار مہینے کی عبادت کے ثواب سے بڑھ کر ہے جو شخص محروم رہا اس کی بھلائی سے وہ ثواب کامل سے محروم رہا۔

اخبرنا محمد بن منصور قال حدثنا سفیان عن عطآء بن السائب عن عرفجة قال عدنا عتبة بن فرقدٍ فتذاکرنا رمضان فقال ماتذکرون قلنا شھر رمضان قال سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول تفتح فیه ابواب الجنة وتغلق فیه ابواب النار وتغلُّ فیه الشاطین وینادی منادٍ کل لیلة یا باغی الخیر ھلم ویاباغی الشر اقصر قال ابو عبد الرحمن ھذا خطآء.

عرفجہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے عتبہ بن فرقد کی عیادت کی پھر ہم آپس میں ماہ رمضان کا تذکرہ کرنے لگے تو انہوں نے کہا کس کا تذکرہ کر رہے ہو ہم نے کہا ماہ رمضان کا تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور شیاطین کو طوق پہنائے جاتے ہیں اور ایک پکارنے والا پکارتا ہے ہر شب میں اے ثواب کے طلب کرنے والے متوجہ ہو یعنی اللہ کی طرف اے برائی کے ارادہ کرنے والے برائی سے باز رہ۔

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا محمد قال حدثنا شعبة عن عطآء بن السآئب عن عرفجة قال كنت فی بيت فيهِ عتبة بن فرقدٍ فاردت ان احدث بحديث وكان رجل من اصحاب النبی صلی اللّٰه عليه وسلم كانهُ اولی بالحديث فحدث الرجل عن النبی صلی اللّٰه عليه وسلم قال فی رمضان تفتح فيه ابواب السمآء وتغلق فيه ابواب النار ويصفد فيه كل شيطان مريدٍ وينادی مناد كل ليلة يا طالب الخير هلم وياطالب الشر امسك.

عرفجہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک مکان میں تھا وہاں عتبہ بن فرقد بھی تھے میں نے ایک حدیث بیان کرنے کا ارادہ کیا اور وہاں نبی ﷺ کے اصحاب میں سے ایک شخص تھے بیشک وہ بیان حدیث کے زیادہ لائق ہیں پس اس شخص نے نبی ﷺ سے یہ حدیث بیان کی کہ آپ نے فرمایا کہ رمضان میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور ہر سرکش شیطان قید کئے جاتے ہیں اور پکارنے والا ہر شب میں پکارتا ہے اے عمل وثواب کے طالب متوجہ ہو اے برائی کے طالب برے کام سے باز رہ۔

تشریح: حدیث باب میں "**ابواب الرحمة** اور **تفتح فيه ابواب السماء**" کے الفاظ تصرف رواۃ کے قبیل سے ہیں اصل الفاظ حدیث "**وفتحت ابواب الجنة**" ہیں دلیل اس کی جملہ لاحقہ ہے جو اوّل جملہ کے مقابلہ میں فرمایا گیا ہے یعنی "**و غلقت ابواب النار**"۔(والله اعلم، قاله ابن المنير ونقله فی الفتح)

ایک شبہ اور اس کا جواب:

اگر کوئی کہے کہ منادی کے اس نداء کا کیا فائدہ ہے جس کا ذکر حدیث میں آیا ہے کیونکہ اس کی آواز لوگوں کو سنائی نہیں دیتی اس کا جواب یہ ہے کہ مخبر صادق حضور ﷺ کی اطلاع سے سب جانتے ہیں کہ ہر شب رمضان کی لیلۃ النداء ہے اس کا علم منادی کی آواز سن لینے پر موقوف نہیں لہذا ہر سمجھدار انسان اس سے بے فکر نہیں رہے گا بلکہ رمضان کی ہر شب کو شب نداء سمجھ کر دن ورات میں اہتمام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے اور گناہوں سے بچنے کی کوشش کرے گا۔(كذافی الحاشية)

الرخصة فی ان يقال لشهر رمضان رمضان

شہر رمضان کو رمضان کہنا جائز ہے

اخبرنا اسحاق بن ابرهيم قال اخبرنا يحيٰی بن سعيد قال اخبرنا المهلب بن ابی حبيبة ح واخبرنا

عبید اللّٰہ بن سعید قال حدثنا یحیٰی عن المهلب بن ابی حبیبة قال اخبرنی الحسن عن ابی بکرة عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال لا یقو لن احدکم صمت رمضان ولا قمتهٗ کله ولا ادری کرہ التزکیة او قال لا بد من غفلة ویقظةٍ اللفظ لعبید اللّٰہ.

حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص تم میں سے یوں نہ کہے صمت رمضان ولاقمتہ کلہ یعنی میں نے پورے رمضان کے روزے رکھے اور پورے رمضان کی رات کا قیام کیا یوں نہ کہے اب مجھے معلوم نہیں کہ حضور نے اس قول کو قائل کے اپنے تزکیہ نفس کی وجہ سے ناپسند فرمایا یا روزہ دار سے غفلت اور بیداری کی حالت میں کوئی نہ کوئی گناہ مضرصوم واقع ہوجاتا ہے اس لئے یہ ارشاد فرمایا۔

اخبرنا عمران بن یزید بن خالد قال حدثنا شعیب قال اخبرنی ابن جریج قال اخبرنی عطاء قال سمعت ابن عباس یخبر نا قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لامرأة من الانصار اذا کان رمضان فاعتمری فیه فان عمرةً فیه تعدل حجةً.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری عورت سے فرمایا کہ جب رمضان آجائے تو اس میں عمرہ کر لینا اس لئے کہ رمضان میں عمرے (کا ثواب) حج کے برابر ہے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بدوں لفظ شھر کے صرف رمضان بولنا درست ہے لیکن چونکہ قرآن پاک میں شہر رمضان فرمایا گیا ہے اس لئے یہی استعمال بہتر ہے اور لا یقولن احدکم سے جو ممانعت معلوم ہو رہی ہے وہ انسان کے اس قول سے متعلق ہے جو یہ کہے کہ میں نے رمضان کے پورے روزے رکھے اور اس کا پورا قیام کیا ہے یعنی پورے رمضان میں تراویح وغیرہ کی نماز پڑھی ہے کیونکہ اس سے تزکیہ نفس یعنی اپنی تعریف کرنے کا شبہ ہوتا ہے یا ممکن ہے کہ قیام رمضان اور صوم کی شرائط وآداب میں اس سے کوتاہی اور غفلت واقع ہوئی ہو پس ایسے روزے اور قیام رمضان کے مقبول ہونے کی کیا امید ہے اس لئے ایسی حالت میں صمت رمضان کلہ اور قمت رمضان کلہ کا دعویٰ مناسب نہیں۔ (کذا فی الحاشیة)

اختلاف اهل الآفاق فی الرؤیة

چاند کے دیکھنے میں اہل ملک کے اختلاف کا بیان

اخبرنا علی بن حجر قال حدثنا اسماعیل قال حدثنا محمد وهو ابن ابی حرملة قال اخبرنی کریب ان ام الفضل بعثته الی معاویة بالشام قال فقدمت الشام فقضیت حاجتها واستهل علی هلال رمضان وانا بالشام فرأیت الهلال لیلة الجمعة ثم قدمت المدینة فی اٰخر الشهر فسألنی عبداللّٰہ بن عباس ثم ذکر الهلال فقال متی رأیتم فقلت رأیناه لیلة الجمعة قال انت رأیته لیلة الجمعة قلت نعم ورأه الناس فصاموا وصام معاویة قال لکن رأیناه لیلة السبت فلا نزال نصوم حتی نکمل ثلٰثین یوماً اونراه فقلت اولا تکتفی برؤیة معاویة واصحابه قال لا هکذا امرنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم.

محمد بن ابی حرملۃ کہتے ہیں کہ مجھ سے کریب نے بیان کیا ہے کہ اُمّ الفضل یعنی ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی والدہ نے مجھے معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس ملک شام کو بھیجا میں وہاں پہنچا اوران کا جو کام تھا پورا کیا اور وہاں رمضان کا چاند طلوع ہوا اور میں شام میں موجود تھا پس جمعہ کی رات میں نے چاند دیکھا پھر میں آخر ماہ رمضان میں مدینہ آیا پس عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے مجھ سے پوچھا اور فرمایا کہ تم نے چاند کب دیکھا میں نے کہا کہ ہم اس کو جمعہ کی رات میں دیکھا ہے تو فرمایا کہ تو نے خود چاند جمعہ کی رات میں دیکھا میں نے کہا ہاں اور لوگوں نے بھی دیکھا اور سب ہوں نے روزہ رکھا اور معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بھی روزہ رکھا پھر ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا لیکن ہم نے تو سنیچر کی رات کو چاند دیکھا پس ہم برابر روزہ رکھے جائیں گے یہاں تک کہ (تیس ۳۰) دن پورے کریں یا چاند دیکھ لیں تو میں نے کہا کیا آپ معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور ان کے ساتھیوں کے دیکھنے پر اکتفاء نہ کریں گے فرمایا نہیں ہم کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اسی طرح حکم فرمایا ہے۔

تشریح: اس حدیث سے اختلاف مطالع کا ثبوت ہوتا ہے اختلاف مطالع یہ ہے کہ ایک ملک میں آج چاند نظر آیا مثلاً جمعرات کے روز نظر آیا اور دوسرے ملک میں یا کسی شہر میں کل بدھ کے روز نظر آیا تو یہ اختلاف مطالع ہوا جس کے ثبوت سے کوئی انکار نہیں کرتا لیکن اختلاف صرف اس بات میں ہے کہ صوم رمضان میں اختلاف مطالع کا اعتبار ہے یا نہیں شوافع اعتبار کرتے ہیں اور ان کے یہاں دو قول ہیں ایک یہ کہ ہر شہر اور ملک کا حکم علیحدہ ہوگا اور دوسرا یہ ہے کہ جو مقام اور شہر اس قدر فاصلہ پر ہوں کہ مطلع بدل جائے تو وہاں حکم الگ الگ ہوگا یعنی ایک جگہ کی رؤیت سے دوسری جگہ والوں پر لازم نہ ہوگا (وصحہ النووی) ان کی دلیل یہ حدیث ہے" امام بوحنیفہؒ کی زیادہ قوی روایت یہ ہے کہ اختلاف مطالع کا بالکل اعتبار نہیں جب کسی شہر میں چاند دیکھا جانا ثبوت ہوا تو سب لوگوں پر حکم صوم لازم ہوگا حتیٰ کہ ایک ملک کی رؤیت سے دوسرے ملک والوں پر چاند ہو جانے کا حکم لازم ہوگا شاید اس مسئلہ کو امام اعظمؒ نے اس حدیث سے استنباط کیا ہو کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا "صوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ" کیونکہ لفظ صوموا عام ہے جس سے ہر قابل خطاب شخص کو روزے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے وہ جس جگہ اور جس ملک میں بھی ہو اب اس کا یہ مطلب ہوگا اے مسلمانوں تم چاند کی رؤیت متحقق ہونے پر روزے رکھو اور جب ایک شہر والے نے چاند دیکھا تو رؤیت ہلال متحقق ہوگئی تو عام حکم بھی ثابت ہوگا اس لئے سب کو روزے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اور شاید اس کلام مذکور کی غرض یہی ہو کہ حتیٰ الامکان اتفاق اختیار کریں کیونکہ خواہ زمانے کے لحاظ سے ہو یا مکان کے لحاظ سے یا دونوں کے لحاظ سے حتی الامکان امت کا عادات اور عبادات پر اتفاق مقصود شرعی ہے۔

شوافع کے استدلال کا جواب:

انہوں نے حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے جس قول سے اختلاف مطالع کے اعتبار پر استدلال کیا ہے اس سے صراحۃً حکم اعتبار اختلاف مطالع کا ثابت نہیں ہوتا ہے کیونکہ ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ایک مجمل اور مبہم لفظ یعنی ہکذا امرنا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ استعمال کیا ہے اب اس سے شاید ان کی یہی مراد ہو کہ ہم تو رمضان کے چاند کی رؤیت میں ایک شخص عادل کی شہادت کا اعتبار کرتے ہیں لیکن افطار میں (جس کے بعد عید پڑھی جاتی ہے) ایک شخص کی گواہی پر اکتفاء نہیں کر سکتے کیونکہ افطار

کا ثبوت ایک کی گواہی پر نہیں ہوتا اب حدیث باب میں جو صورت مذکور ہے وہ تو ظاہر ہے کہ روزہ مدینہ منورہ میں ایک روز بعد کو شروع ہوا تھا لہٰذا یہ تو ممکن ہی نہ تھا کہ حضرت کریب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گواہی سے رمضان کو ایک روز مقدم کردیا جاتا بلکہ یہاں بحث یہ تھی کہ حضرت کریب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گواہی کے موافق تیس ۳۰ دن پورے کر کے عید پڑھی جائے یا اپنے حساب سے اکمال ثلثین یعنی تیس دن پورے کرنے کا یا چاند کی رؤیت کا انتظار کیا جائے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم تو تیس دن پورے کرنے کے بعد افطار کریں گے یا چاند دیکھ لیں ھکذا امرنا الخ۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس کلام سے ان کی مراد یہی ہو کہ ہم اہل مدینہ بدوں اپنی رؤیت ہلال کے اہل شام کی رؤیت کا اعتبار نہیں کرتے ھکذا امرنا رسول اللہ ﷺ لیکن اس وقت قابل غور بات یہ ہے کہ وہ امر کونسا ہے جس کی بناء پر اختلاف مطالع کا اعتبار ہوا اور بدون اپنی رؤیت کے دوسرے شہر والے کی رؤیت کا عدم اعتبار صراحۃً معلوم ہو تمام روایات میں کوئی امر اس کے بارے میں نظر نہیں آتا البتہ ممکن ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد نبوی (صوموا الرؤیته وافطروا الرؤیته) سے اس کا استنباط کیا ہو پس انجام و مرجع انکا اجتھاد ٹھہرا جو حجت ملزمہ نہیں ہوسکتا غرض کہ ھکذا امرنا، سے شوافع کا استدلال ناتمام ہے کیونکہ یہ ان کے مدعا پر صراحۃً دلالت نہیں کرتا ہے۔
(کوکب دری وتقریر شیخ الھند ملخصاً)

باب قبول شهادة الرجل الواحد على هلال شهر رمضان وذكر الاختلاف فيه على سفيان في حديث سماك

ماہ رمضان کا چاند دیکھنے میں ایک شخص کی شہادت معتبر ہونے اور حدیث سماک میں سفیان پر اختلاف کا بیان

اخبرنا محمد بن عبدالعزیزبن ابی رزمة قال اخبرنا الفضل بن موسٰی عن سفیان عن سماك عن عكرمة عن ابن عباس قال جآء اعرابی الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال رأیت الهلال فقال اتشهد ان لا اله الله وان محمدًا عبده ورسوله قال نعم فنادی النبی صلی الله علیه وسلم ان صوموا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے چاند دیکھا ہے حضور نے فرمایا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد ﷺ اس کا بندہ اور رسول ہے اس نے کہا ہاں پس نبی نے اعلان فرمادیا کہ روزہ رکھو۔

اخبرنا موسٰی ابن عبد الرحمن قال حدثنا حسین عن زائدة عن سماك عن عكرمة عن ابن عباس قال جاء اعرابی الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال ابصرت الهلال اللیلة فقال اتشهد ان لااله الا الله وان محمدا عبده ورسوله فقال نعم قال یا بلال اذن فی الناس فلیصوموا غداً.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نبی ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میں نے آج کی رات چاند دیکھا آپ نے فرمایا کہ کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اس کا بندہ اور

اس کا رسول ہے اس نے کہا جی ہاں حضور نے فرمایا اے بلال لوگوں میں اعلان کر دے وہ آئندہ کل سے روزہ رکھیں۔

اخبرنا احمد بن سلیمان عن ابی داؤد عن سفیان عن سماك عن عكرمة مرسلٌ اخبرنا محمد بن حاتم بن نعیم مصیصی قال اخبرنا حبان بن موسٰی المروزی قال حدثنا عبد اللّٰه عن سفیان عن سماك عن عكرمة مرسل اخبرنا ابراهیم بن یعقوب قال حدثنا سعید بن شبیب ابو عثمان وكان شیخا صالحا بطرسوس قال حدثنا ابن ابی زائدة عن حسین بن الحارث الجدلی عن عبد الرحمن بن زید بن الخطاب انه خطب الناس فی الیوم الذی یشك فیه فقال الا انی جالست اصحاب رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وسألتهم وانهم حدثونی ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال صوموا لرؤیته وافطروالرؤیته وانسكو الهافان غم علیكم فاتموا ثلثین وان شهد شاهدان فصوموا وافطروا۔

حسین بن حارث جدلی عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے لوگوں سے اس دن کے بارہ میں فرمایا کہ جس دن میں شک کیا جاتا ہے سن لو میں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے ساتھ بیٹھا ہوں اور ان سے پوچھا ہوں اور انہوں نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چاند دیکھنے کے وقت روزہ رکھو اور چاند دیکھنے کے وقت افطار کرو یعنی عید کرو اور چاند دیکھنے کے بعد قربانی کرو پس اگر بادل کی وجہ سے چاند نظر نہ آیا تو تیس دن شعبان کی گنتی پوری کرو اور اگر دو گواہ گواہی دیں تو روزہ رکھو اور افطار کرو۔

تشریح: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت سے معلوم ہوا کہ رمضان کا چاند دیکھنے میں ایک مسلمان کی گواہی معتبر ہے مگر یہ اس وقت ہے جبکہ مطلع صاف نہ ہو اور ابر و غبار ہو اور فقہاء نے فرمایا کہ عادل ہونا شرط ہے چنانچہ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں "وتشترط العدالة الخ" کیونکہ دیانات یعنی دینی باتوں میں فاسق کا قول مقبول نہیں اگر کوئی کہے کہ حدیث سے تو ہر حال میں خواہ عادل ہو یا نہ ہو ایک مسلمان کی گواہی کا مقبول ہونا معلوم ہوتا ہے پھر عادل ہونے کی شرط کیوں لگاتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اس زمانے میں عدالت ظاہر تھی کیونکہ خیر القرون کا دور تھا سب مسلمان عادل تھے اس لئے اس دیہاتی شخص کی گواہی قبول ہونے سے غیر عادل کی گواہی مقبول ہونے کو لازم نہیں کرتا ہے غرض کہ ہمارے زمانے میں فقہاء کے قول کے موافق رمضان کے چاند دیکھنے میں اس شخص کی گواہی معتبر ہوگی جبکہ وہ عادل ہو اور فاسق نہ ہو اور عادل ہونے کا مطلب یہ کہ وہ شخص لوگوں میں تقویٰ و عدالت کی بدولت معروف ہو۔ (كذافی الحاشية عن السندهی وعین الهدایه)

اكمال شعبان ثلثین اذاكان غیم وذكر اختلاف الناقلین عن ابی هریرة

شعبان کے تیس دن پورے کرنے کا حکم ہے جبکہ ابر ہو اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرنے والوں میں اختلاف کا بیان

اخبرنا مؤمل بن هشام عن اسماعیل عن شعبة عن محمد بن زیادعن ابی هریرة قال قال رسول

اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صوموالرؤیتہ وافطروالرؤیتہ فان غم علیکم الشہر فعد وا ثلثین.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چاند دیکھنے کے بعد روزہ رکھو اور چاند دیکھنے کے بعد افطار کرو اور اگر ابر کی وجہ سے مہینے کا معاملہ مبہم ہو تو تیس دن کی گنتی پوری کرو۔

اخبرنا محمد بن عبداللّٰہ بن یزید قال حدثنا ابی قال حدثنا ورقآء عن شعبة عن محمد بن زیاد عن ابی ہریرة قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صوموالرؤیة الہلال وافطروا لرؤیتہ فان غم علیکم فاقدروا ثلثین.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چاند دیکھنے کے وقت روزہ رکھو اور چاند دیکھنے کے وقت روزہ رکھو اور چاند دیکھنے کے وقت افطار کرو اور اگر تم پر ابر کیا جائے تو تیس دن شعبان کے پورے کرو۔

ذکرالاختلاف علی الزہری فی ہذا الحدیث

اس حدیث میں زہری پر اختلاف کا ذکر

اخبرنا محمد بن یحییٰ بن عبد اللّٰہ النیسابوری قال حدثنا سلیمان بن داؤد قال حدثنا ابراہیم عن محمد بن مسلم عن سعید بن المسیب عن ابی ہریرة ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال اذا رأیتم الہلال فصوموا واذا رأیتموہ فافطرو افان غم علیکم فصوموا ثلثین یوماً.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب تم پھر دیکھو تو افطار کرو اور اگر تم پر بادل کی وجہ سے چاند مخفی ہو تو تیس دن روزے رکھو۔

اخبرنا الربیع بن سلیمان قال حدثنا ابن وہب قال اخبرنی یونس عن ابن شہاب قال حدثنی سالم بن عبد اللّٰہ ان عبد اللّٰہ بن عمر قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول اذا رأیتم الہلال فصوموا واذا رأیتموہ فافطروا فان غم علیکم فاقدروالہ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جب تم چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب پھر چاند دیکھو تو افطار کرو اور اگر ابر کیا جائے تم پر تو تیس دن کی گنتی پوری کرو۔

اخبرنا محمد بن سلمة والحارث بن مسکین قرآء ة علیہ وانا اسمع واللفظ لہ عن ابن القاسم عن مالک عن نافع عن ابن عمر ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ذکر رمضان فقال لا تصوموا حتی تروا الہلال ولا تفطروا حتی تروہ فان غم علیکم فاقدروالہ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کا ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ روزہ مت رکھو یہاں تک کہ تم چاند دیکھ لو اور افطار مت کرو یعنی عید نہ کرو جب تک کہ چاند نہ دیکھ لو پس اگر تم پر ابر کیا جائے (یعنی بوجہ ابر وغیرہ کے ۲۹ شعبان کا چاند پوشیدہ ہو) تو تیس دن شعبان کے پورے کرو۔

ذکر الاختلاف علی عبیداللہ بن عمر فی ھذا الحدیث

اس حدیث میں عبیداللہ بن عمر پر اختلاف کا ذکر

اخبرنا عمروبن علی قال حدثنا یحییٰ قال حدثنا عبید اللّٰہ قال حدثنی نافع عن ابن عمرعن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لاتصوموا حتی تروہ لا تفطروا حتی تروہ فان غم علیکم فاقدرواله.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ؐ نے فرمایا کہ تم روزہ مت رکھو جب تک کہ چاند نہ دیکھو اور افطار نہ کرو یعنی عید نہ کرو جب تک کہ چاند نہ دیکھو پس اگر تم پر بادل ہو جائے تو تیس دن کی گنتی پوری کرو۔

اخبرنا ابوبکر بن علی صاحب حمص قال حدثنا ابوبکر بن ابی شیبة قال حدثنا محمد بن بشر قال حدثنا عبید اللّٰہ عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ھریرة قال ذکر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الھلال فقال اذا رأیتموہ فصوموا واذا رأیتموہ فافطروا فان غم علیکم فعدوا ثلٰثین.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے چاند کا ذکر فرمایا پس آپ نے فرمایا کہ جب تم دیکھو چاند تو روزہ رکھو پھر جب چاند دیکھو تو افطار کرو اگر تم پر ابر کیا جائے تو تیس دن کی گنتی پوری کرو۔

ذکر الاختلاف علی عمرو بن دینار فی حدیث ابن عباس فیه

عمرو بن دینار پر حدیث ابن عباس میں اختلاف

اخبرنا احمد بن عثمان ابو الجوزآء وھو ثقة بصری اخوابی العالیة قال اخبرنا حبان بن ھلال قال حدثنا حماد بن سلمة عن عمرو بن دینار عن ابن عباس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صوموا الھلال لرؤیته وافطروا لرؤیته فان غم علیکم فاکملوا العدة ثلٰثین.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چاند دیکھنے کے وقت روزہ رکھو اور چاند دیکھنے کے بعد افطار کرو پس اگر بادل کی وجہ سے چاند نظر نہ آیا ہو تو تیس دن کی گنتی پوری کرو۔

اخبرنا محمد بن عبد اللّٰہ بن یزید قال حدثنا سفیان عن عمرو بن دینار عن محمد بن حسین عن ابن عباس قال عجبت ممن یتقدم الشھر وقد قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا رأیتم الھلال فصوموا واذا رأیتموہ فافطروا فان غم علیکم فاکملوا العدة ثلٰثین.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ان لوگوں پر تعجب ہے جو ماہ رمضان کو مقدم کرتے ہیں (یعنی چاند کی رؤیت سے پہلے روزہ رکھتے ہیں) حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم چاند دیکھو تو روزہ رکھو پھر جب چاند دیکھو تو افطار کرو اور اگر تم پر ابر ہو جائے تو تیس دن کی گنتی پوری کرو۔

ذکر الاختلاف علی منصور فی حدیث ربعی فیه

منصور پر اختلاف کا ذکر حدیث ربعی بن حراش میں جو امر مذکور کے بارہ میں وارد ہوئی

اخبرنا اسحق بن ابراهيم قال اخبرنا جرير عن منصور عن ربعی ابن حراش عن حذيفة بن اليمان عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لاتقدموا الشهر حتى تروا الهلال قبله اوتكملوا العدة ثم صوموا حتى تروا الهلال او تكملوا العدة قبلهٔ.

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ تم ماہ رمضان کو مقدم نہ کرو جب تک کہ تم اس سے پہلے چاند نہ دیکھو یا شعبان کی گنتی کو پورا نہ کرو پھر روزہ رکھو یہاں تک کہ چاند دیکھو یا اس سے پہلے گنتی کو پورا کرو۔

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا عبد الرحمن قال حدثنا سفيان عن منصور عن ربعی عن بعض اصحاب النبی صلى الله عليه وسلم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لاتقدموا الشهر حتى تكملوا العدة او تروا الهلال ثم تصوموا ولا تفطروا حتى تروا الهلال او تكملوا العدة ثلثين.

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اصحاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ تم ماہ رمضان کو مقدم نہ کرو یہاں تک کہ شعبان کی گنتی پوری کرو یا چاند دیکھ لو پھر روزہ رکھو اور افطار نہ کرو یہاں تک کہ چاند دیکھ لو یا رمضان کی گنتی تیس دن کی پوری کرو۔

تشریح: ان روایات سے روزہ کے ساتھ استقبال رمضان کی کراہت معلوم ہوتی ہے یعنی رمضان کے چاند دیکھنے سے ایک دو روز پہلے روزہ بنیت فرض رکھنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ اس کو قبل از وقت ادا کرتا ہے یا فرض کی مقدار کو بڑھاتا ہے دونوں خلاف دین ہے لیکن کسی کے معمول کے مطابق رمضان سے ایک دو روز پہلے نفل روزہ رکھنا منع نہیں ہے۔ (كذافی الهداية وشرحها)

ارسله الحجاج بن ارطاة

اس حدیث کو حجاج نے بطور مرسل بیان کیا ہے

اخبرنا محمد بن حاتم قال حدثنا حبان قال حدثنا عبد الله عن الحجاج بن ارطاة عن منصور عن ربعی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا رأيتم الهلال فصوموا واذا رأيتموه فافطروا فان غم عليكم فاتموا شعبان ثلثين الا ان تروا الهلال قبل ذلك ثم صوموا رمضان ثلثين الاان تروا الهلال قبل ذلك.

ربعی بن حراش سے روایت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم چاند دیکھو تو روزہ رکھو پھر جب چاند دیکھو تو افطار کرو یعنی عید کرو پس اگر تم پر بادل ہو جائے تو شعبان کے تیس دن پورے کرو مگر یہ کہ اس سے پہلے چاند دیکھو پھر تم رمضان کے تیس روزے رکھو مگر یہ کہ تم اس سے پہلے چاند دیکھو۔

اخبر نا اسحاق بن ابراهيم حدثنا اسماعيل بن ابراهيم قال حدثنا حاتم بن ابی صغيرة عن سماك ابن حرب عن عكرمة قال حدثنا ابن عباس عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال صوموا لرؤيته وافطروا لرؤيته فان حال بينكم وبينه سحاب فاكملوا العدة ولا تستقبلوا الشهر استقبالا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو اور اگر تمہارے اور چاند کے درمیان بادل حائل ہو جائے تو تیس دن کی گنتی پوری کرو اور ماہ رمضان کا استقبال نہ کرو۔ یعنی چاند دیکھنے سے ایک دو روز پہلے بنیتِ صوم رمضان روزہ مت رکھو۔

اخبرنا قتيبة قال حدثنا ابو الاحوص عن سماك عن عكرمة عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تصوموا قبل رمضان صوموا لرؤيته وافطروا لرؤيته فان حالت دونه غياية فاكملوا ثلثين.

حضرت ابن اعباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم رمضان سے پہلے روزہ مت رکھو چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو اور اگر چاند کے سامنے بادل حائل ہو جائے تو تیس دن پورے کرو۔

كم الشهر وذكر الاختلاف على الزهرى فى الخبر عن عائشه

مہینہ کتنے دن کا ہوتا ہے اور زہری پر اختلاف کا ذکر اس حدیث میں جو حضرت عائشہ سے روایت کی ہے

اخبرنا نصر بن على الجهضمى عن عبدالاعلى قال حدثنا معمر عن الزهرى عن عروة عن عائشة قالت اقسم رسول الله صلى الله عليه وسلم ان لا يد خل على نسآئه شهراً فلبث تسعا وعشرين فقلت اليس قد كنت آليت شهراً فعددت الايام تسعا وعشرين فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم الشهر تسع وعشرون.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک اپنی ازواج مطہرہ کے پاس نہ جانے کی قسم کھائی آپ انتیس دن ٹھہرے (پھر عائشہ کے پاس تشریف لے گئے) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی کیا آپ نے ایک مہینہ کی قسم نہیں کھائی تھی میں نے انتیس دن گنے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا یہ مہینہ انتیس دن کا ہے۔

اخبرنا عبيد الله بن سعد بن ابراهيم قال حدثنا عمى قال حدثنا ابى عن صالح عن ابن شهاب عن عبيد الله بن عبد الله بن ابى ثور حدثه ح واخبرنا عمرو بن منصور قال حدثنا الحكم بن نافع قال اخبرناشعيب عن الزهرى قال اخبرنى عبيد الله بن عبد الله بن ابى ثور عن ابن عباس قال لم ازل حريصاً ان اسأل عمر بن الخطاب عن المرأتين من ازواج رسول الله صلى الله عليه وسلم اللتين قال الله لهما ان تتوبا الى الله فقد صغت قلوبكما وساق الحديث وقال فيه فاعتزل رسول الله صلى الله

علیه وسلم نسآءہ من اجل ذلك الحدیث حین افشته حفصة الی عائشة تسعاً وعشرین لیلة قالت عائشة وکان قد قال ما انا بداخل علیهن شهرا من شدة موجدته علیهن حین حدثه الله عزوجل حدیثهن فلما مضت تسع وعشرین لیلة دخل علی عائشة فبدأ بها فقالت له عائشة انك قد کنت آلیت یارسول الله ان لا تدخل علینا شهرا وانّا اصبحنا من تسع وعشرین لیلة نعدها عدد افقال رسول الله صلی الله علیه وسلم الشهر تسع وعشرون لیلة.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں اس بات کی خواہش کرتا رہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرہ میں سے ان دو بیویوں کے متعلق پوچھوں جن کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم اللہ کی طرف متوجہ ہوتی ہو (تو بہتر ہے) پس تمہارے دل مائل ہور ہے ہیں انہوں نے طویل حدیث بیان کی اور وہ اس حدیث میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں سے انتیس (۲۹) رات تک علیحدہ رہے اس بات کی وجہ سے جبکہ وہ بات حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہہ دی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بیویوں پر بہت زیادہ غصہ آنیکی وجہ سے جبکہ اللہ برتر و بزرگ نے آپ کو ان بی بی کی بات کی خبر کردی فرمایا کہ میں اپنی بیویوں کے پاس ایک مہینہ تک نہیں جاؤں گا پھر جب انتیس رات گذر گئی تو سب سے پہلے آپ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے گئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ سے عرض کیا یارسول اللہ آپ نے تو ہم سے ایک مہینہ تک علیحدہ رہنے کی قسم کھائی تھی اور ہم نے آج انتیسویں رات کی صبح کی ہے ہم ان راتوں کو گنتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہینہ انتیس رات کا بھی ہوتا ہے (مقصد مصنف ؒ کا صرف یہ ہے کہ اسلامی مہینہ کبھی کبھی انتیس دن کا بھی ہوتا ہے جس پر حدیث باب دلالت کرتی ہے)۔

ذکر خبر ابن عباس فیه

اس کے بارہ میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کا ذکر

اخبرنا عمروبن یزید وهو ابوبرید الجرمی بصری عن بهز قال حدثنا شعبة عن سلمة عن ابی الحکم عن ابن عباس عن النبی صلی الله علیه وسلم قال اتانی جبریل علیه السلام فقال الشهر تسع وعشرون یوماً.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے انہوں نے فرمایا کہ یہ مہینہ انتیس دن کا ہے۔

اخبر نا محمد بن بشار عن محمد ثم ذکر کلمة معنا ها حدثنا شعبة عن سلمة قال سمعت اباالحکم عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الشهر تسع وعشرون یوماً.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

ذكر الاختلاف على اسماعيل فى خبر سعد بن مالك فيه

مہینہ سے متعلق سعد بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی حدیث میں اسماعیل پر اختلاف کا ذکر

اخبرنا اسحاق بن ابرهيم قال حدثنا محمد بن بشر عن اسماعيل بن ابى خالد عن محمد بن سعد بن ابى وقاص عن ابيه عن النبى صلى الله عليه وسلم انه ضرب بيده على الاخرى وقال الشهر هكذا وهكذا وهكذاونقص فى الثالثة اصبعاً.

حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کے ساتھ لگا کر فرمایا کہ مہینہ ہوتا ہے ایسا اور ایسا اور ایسا تیسری بار میں انگوٹھے کو بند کیا۔

اخبرنا سويد بن نصرقال اخبرنا عبد الله عن اسماعيل عن محمد بن سعدعن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الشهر هكذاوهكذا وهكذا يعنى تسعة وعشرين رواه يحيٰى بن سعيد وغيره عن اسماعيل عن محمد بن سعد عن النبى صلى الله عليه وسلم.

حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ مہینہ ہوتا ہے ایسا اور ایسا اور ایسا یعنی انتیس کا۔

اخبرنا احمد بن سليمان قال حدثنا محمد بن عبيد قال حدثنا اسماعيل عن محمد بن سعد بن ابى وقاص قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الشهر هكذا وهكذا وهكذا وصفق محمد بن عبيد بيديه ينعتها ثلثا ثم قبض فى الثالثة الابهام فى اليسرى قال يحيٰى بن سعيد قلت لاسماعيل عن ابيه قال لا.

حضرت محمد بن سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ مہینہ ہوتا ہے ایسا اور ایسا اور ایسا اور محمد بن عبید نے دونوں ہاتھ کھول کر اس کو تین مرتبہ بیان کیا ہے پھر تیسری بار میں بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کو بند کیا۔

تشریح: مقصود حدیث یہ ہے کہ جب مہینہ کبھی انتیس کا ہوتا ہے اور کبھی تیس دن کا تو اعتبار رؤیۃ ہلال کا ہوگا نجوم کے قاعدہ پر عمل کرنا درست نہیں۔

ذكر الاختلاف على يحيىٰ بن ابى كثير فى خبر ابى سلمة فيه

مہینہ سے متعلق حدیث ابی سلمہ میں یحییٰ بن ابی کثیر پر اختلاف کا ذکر

اخبر نا ابوداؤد قال حدثنا هارون قال حدثنا على هو ابن المبارك قال حدثنا يحيٰى عن ابى سلمة عن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الشهر يكون تسعة وعشرين ويكون ثلثين فاذا رأيتموه فصوموا واذا رأيتموه فافطروا فان غم عليكم فاكملوا العدة.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے اور تیس کا بھی جب تم چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب چاند دیکھو تو افطار کرو اور اگر تم پر بادل ہو جائے تو عدد پورا کرو تیس کا۔

اخبرنا عبید اللّٰہ بن فضالة بن ابراهیم قال اخبرنا محمد قال حدثنا معاویة ح واخبرنا احمد بن محمد بن المغیرة قال حدثنا عثمان بن سعید عن معاویة واللفظ له عن یحییٰ بن ابی کثیر ان اباسلمة اخبره انه سمع عبد اللّٰه وهو ابن عمر یقول سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول الشهر تسع وعشرون.

ابوسلمہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ وہ فرماتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ مہینہ انتیس کا بھی ہوتا ہے۔

اخبرنا محمد بن المثنی قال حدثنا عبد الرحمن عن سفیان عن الاسود بن قیس عن سعید بن عمروعن ابن عمر عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال انا امة امیة لانکتب ولا نحسب الشهر هکذا وهکذا وهکذا ثلٰثا حتی ذکر تسعاً وعشرین.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ ہم یعنی عرب لوگ امّی ہیں کہ حساب و کتاب نہیں جانتے ہیں مہینہ ایسا ہوتا ہے اور ایسا اور ایسا تین مرتبہ اشارہ کیا ہے (دونوں ہاتھوں کے ساتھ) حتیٰ کہ انتیس کا ذکر فرمایا۔

اخبرنا محمد بن المثنی ومحمد بن بشار عن محمد عن شعبة عن الاسود بن قیس قال سمعت سعید بن عمرو بن سعید بن ابی العاص انه سمع ابن عمر یحدث عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال انا امة امیة لانحسب ولا نکتب والشهر هکذا وهکذا وهکذا وعقد الابهام فی الثالثة والشهر هکذا وهکذا وهکذا تمام الثلٰثین.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ ہم عرب جماعت امّی ہیں حساب وکتاب نہیں جانتے ہیں مہینہ ہوتا ہے ایسا اور ایسا اور ایسا اور انگوٹھے کو تیسری بار میں بند کیا ہے پھر فرمایا کہ مہینہ ہوتا ہے ایسا اور ایسا اور ایسا اور پورا تیس دن کا یعنی اس بار تیسری دفعہ میں انگوٹھا بند نہیں کیا تا کہ تیس کا عدد مکمل ہو جائے۔ مقصد اس کا یہ ہے کہ چاند انتیس کا بھی ہوتا ہے اور تیس کا بھی چنانچہ وہ مہینہ انتیس کا تھا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرہ کے پاس نہ جانے کی قسم کھائی تھی۔

اخبرنا محمدبن عبد الاعلٰی قال حدثنا خالد قال حدثنا شعبة عن جبلة بن سحیم عن ابن عمر عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال الشهر هکذا ووصف شعبة عن صفة جبلة عن صفة ابن عمرانه تسع وعشرون فیما حکٰی من صنیعه مرّتین باصابع یدیه ونقص فی الثالثة اصبعاً من اصابع یدیه.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ مہینہ ہوتا ہے ایسا شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے اس کی صفت (اپنے شیخ) جبلہ سے بیان کی اور انہوں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ وہ انتیس دن کا تھا اس کو اس طرح سے بیان کیا ہے کہ دو مرتبہ اپنے دونوں ہاتھ کی انگلیاں کھولیں اور تیسری مرتبہ میں دونوں ہاتھ کی انگلیوں میں سے ایک انگلی بند کی۔

اخبرنا محمد بن المثنی قال حدثنا محمد قال حدثنا شعبة عن عقبة یعنی ابن حریث قال سمعت ابن عمر یقول قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم الشهر تسع وعشرون.

عقبہ بن حریث سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مہینہ انتیس دن کا ہے۔

الحث علی السحور

سحری کے کھانے کی ترغیب کا بیان

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا عبد الرحمن قال حدثنا ابوبکر بن عیاش عن عاصم عن زر عن عبد اللّٰه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم تسحروا فان فی السحور برکة وقفه عبید اللّٰه بن سعید.

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو اس لئے کہ سحری کے کھانے میں برکت ہے۔

اخبرنا عبید اللّٰه بن سعید قال حدثنا عبد الرحمن عن ابی بکر بن عیاش عن عاصم عن زر عن عبد اللّٰه قال تسحروا قال عبیداللّٰه لاادری کیف لفظه.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو۔

اخبرنا قتیبة قال حدثنا ابوعوانة عن قتادة وعبد العزیز عن انس قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم تسحروا فان فی السحور برکة.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو اس لئے کہ سحری کے کھانے میں برکت ہے۔

تشریح: سحری کے کھانے وغیرہ کو سحور کہتے ہیں روایت محفوظہ محدثین کے نزدیک سین کے زبر کے ساتھ ہے قاموس میں لکھا ہے کہ سحر کہتے ہیں صبح سے کچھ پہلے کے وقت کو اور کشاف میں ہے کہ اخیر رات کے چھٹے حصہ کو سحر کہتے ہیں اسی وقت میں جو کچھ کھانا وغیرہ کھاتے پیتے ہیں اسے سحری کہتے ہیں۔ سحری کھانا مستحب ہے حدیث میں صیغۂ امر استحباب کے لئے ہے اور سحری کے کھانے میں برکت ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اس سے روزہ رکھنے کی قوۃ ہوتی ہے چنانچہ ایک حدیث پاک میں آیا ہے کہ (استعینوا

بمقائلة النهار علی قیام اللیل وباکل السحور علی صیام النهار) یعنی دوپہر کے آرام سے رات کی عبادت پر اور سحری کے طعام سے دن کے روزہ رکھنے پر مدد اور قوۃ حاصل کرو،، یا یہ مراد ہے کہ ثواب عظیم ملتا ہے سحری کھانے سے کیونکہ اس میں انبیاء علیہم السلام کی سنت کی پیروی ہے چنانچہ ارشاد نبوی ہے کہ "فرق مابین صو مناو صوم اهل الکتاب اکلة السحر" تو سحری کھانے والے بوجہ اتباع سنت کے اجر عظیم پاتے ہیں۔(قاله ابن الهمام، مرقاة: ۲۵۱/۴)

ذکرالاختلاف علی عبد الملک بن ابی سلیمان فی هذا الحدیث

اس حدیث میں عبدالملک بن ابی سلیمان پر اختلاف کا بیان

اخبرنا علی بن سعید بن جریر نسائی قال حدثنا ابوالربیع قال حدثنا منصور بن ابی الاسود عن عبد الملک بن ابی سلیمان عن عطآء عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم تسحروا فان فی السحور برکةً.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سحری کھایا کرو اس لئے کہ سحری کے کھانے میں برکت ہے۔

اخبرنا احمدبن سلیمان قال حدثنا یزید قال اخبرنا عبد الملک بن ابی سلیمان عن عطآء عن ابی هریرة قال تسحروا فان السحور برکة رفعه ابن ابی لیلی.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو اس لئے سحری کے کھانے میں برکت ہے۔

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا یحیٰی قال حدثنا ابن ابی لیلی عن عطآء عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال تسحروا فان فی السحور برکةً.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو اس لئے کہ سحری کے کھانے میں برکت ہے۔

اخبزنا عبد الاعلیٰ بن واصل بن عبد الاعلیٰ قال حد ثنا یحیٰی بن آدم عن سفیان عن ابن ابی لیلی عن عطآء عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم تسحروا فان فی السحور برکة.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو اس لئے کہ سحری کے کھانے میں برکت ہے۔

اخبرنا زکریا بن یحیٰی قال حدثنا ابوبکربن خلاد قال حدثنا محمدبن فضیل قال حدثنا یحیٰی بن سعید عن ابی سلمة عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم تسحروا فان السحور برکة قال ابوعبد الرحمن حدیث یحیٰی بن سعید هذا اسناده حسن وهو منکر واخاف ان یکون الغلط من محمد بن فضیل.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو اس لئے کہ سحری کے کھانے میں برکت ہے۔

تاخير السحور وذكر الاختلاف على زرّفيه

سحری کھانے میں تاخیر کرنے اور اس میں راوی حدیث زرّ پر اختلاف کا بیان

اخبرنا محمد بن يحيٰى بن ايوب قال اخبرنا وكيع قال حدثنا سفيان عن عاصم عن زر قال قلنا لحذيفة اى ساعة تسحرت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم قال هوالنهار الا ان الشمس لم تطلع.

حضرت زرّ بن حبیش سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کس وقت سحری کھائی تو انہوں نے کہا کہ دن یعنی صبح صادق کے قریب مگر یہ کہ سورج طلوع نہیں ہوا یعنی صبح صادق کا ظہور نہیں ہوا۔

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا محمد قال حدثنا شعبة عن عدى قال سمعت زر بن حبيش قال تسحرت مع حذيفة ثم خرجنا الى الصلوة فلما اتينا المسجد صلينا ركعتين واقيمت الصلوة وليس بينهما الا هنية.

حضرت عدی سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے زرّ بن حبیش کو کہتے سنا ہے کہ میں نے حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ سحری کھائی پھر ہم نماز کے لئے نکلے جب ہم مسجد میں پہنچے تو دو رکعت پڑھی اور نماز کے لئے تکبیر کہی گئی اور دونوں کے درمیان تھوڑے وقت کا فاصلہ تھا۔

اخبرنا عمرو بن على قال حدثنا محمد بن فضيل قال حدثنا ابويعفور قال حدثنا ابراهيم عن صلة بن زفرقال تسحرت مع حذيفة ثم خرجنا الى المسجد فصلينا ركعتى الفجر ثم اقيمت الصلوة فصلينا.

صلة بن زفر سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ سحری کھائی پھر ہم مسجد کی طرف چلے اور ہم نے فجر کی دو رکعت سنت پڑھی پھر نماز کے لئے تکبیر کہی گئی پس ہم نے نماز پڑھی۔

قدرما بين السحور وبين صلوٰة الصبح

سحری اور نماز فجر کے درمیان کتنا فرق تھا اس کا بیان

اخبرنا اسحاق بن ابراهيم قال اخبرنا وكيع قال حدثنا هشام عن قتادة عن انس عن زيد بن ثابت قال تسحرنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قمنا الى الصلوة قلت كم كان بينهما قال قدر ما يقرأ الرجل خمسين اٰية.

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کھائی پھر

ہم نماز کو کھڑے ہو گئے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ سحری کھانے اور نماز میں کتنا فرق تھا تو انہوں نے فرمایا کہ جتنی دیر میں آدمی پچاس آیت پڑھ سکے۔

تشریح: ان روایات سے معلوم ہوا کہ سحری کھانے میں تاخیر کرنا مستحب ہے یہی معمول حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا تھا صاحب ہدایہؒ نے ایک حدیث ان الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے کہ "**ثلث من اخلاق المرسلین تعجیل الافطار وتاخیر السحور والسواک**" کہ تین چیزیں رسولوں کے اخلاق سے ہیں ایک تو افطار میں جلدی کرنا دوسری سحری کھانے میں تاخیر کرنا تیسری مسواک کرنا، اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کے مطابق سحری کھانے اور نماز کے درمیان صرف پچاس آیت پڑھ سکنے کی مقدار کا فاصلہ ہوتا تھا اس کے بعد نماز فجر شروع ہو جاتی تھی تو معلوم ہوا کہ سحری میں تاخیر کرنا مسنون طریقہ ہے۔

ذكر اختلاف هشام وسعيد على قتادة فيه

اس حدیث میں ھشام اور سعید کے قتادہ پر اختلاف کا بیان

اخبرنا اسماعيل بن مسعود قال حدثنا خالد قال حدثنا هشام قال حدثنا قتادة عن انس عن زيد بن ثابت قال تسحرنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قمنا الى الصلوة قلت زعم ان انسا القائل ماكان بين ذلك قال قدر ما يقرأ الرجل خمسين آية.

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ کے ساتھ سحری کھائی پھر ہم نماز کو کھڑے ہو گئے میں نے کہا (یعنی قتادہ نے) کہ کہا جاتا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوال کیا کہ سحری سے فارغ ہونے اور قیام الی الصلوۃ کے درمیان کتنا فرق تھا تو انہوں نے یعنی زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جتنی دیر میں کوئی آدمی پچاس آیت اچھی طرح پڑھے۔

اخبرنا ابو الاشعث قال حدثنا خالد قال حدثنا سعيد عن قتادة عن انس قال تسحر رسول الله صلى الله عليه وسلم وزيد بن ثابت ثم قاما فدخل فى الصلوة الصبح فقلت لانس كم كان بين فراغهما ودخولهما فى الصلوة قال قدرما يقرأ الانسان خمسين آية.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سحری کھائی پھر دونوں فجر کی نماز میں داخل ہو گئے قتادہؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ ان دونوں حضرات کے سحری سے فارغ ہونے اور دخول فی الصلوٰۃ کے درمیان کتنا فاصلہ تھا تو انہوں نے فرمایا کہ اتنا فرق تھا جتنی دیر میں کوئی شخص پچاس آیت پڑھے۔ ہشام اور سعید دونوں قتادہ کے شاگرد ہیں ان کے اپنے شیخ قتادہ پر جس اختلاف کی طرف مصنفؒ نے اشارہ کیا ہے وہ ظاہر ہے جو معمولی غور وفکر سے حل ہو سکتا ہے۔

ذکر الاختلاف علی سلیمان بن مهران فی حدیث عائشه فی تاخیر السحور واختلاف الفاظهم

تاخیر سحری کے بارے میں حضرت عائشہ کی حدیث کے راوی سلیمان بن مہران پر ان کے شاگردوں میں اختلاف الفاظ کا ذکر

اخبرنا محمد بن عبدالاعلٰی قال حدثنا خالد قال حدثنا شعبة عن سلیمان عن خیثمة عن ابی عطیة قال قلت لعائشة فینا رجلان من اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم احدهما یعجل الافطار ویؤخر السحور والأخر یؤخر الافطار ویعجل السحور قالت ایهما الذی یعجل الافطار ویؤخر السحور قلت عبد اللّٰہ بن مسعود قالت هکذا کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یصنع.

حضرت ابی عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا کہ ہمارے یہاں نبی ﷺ کے اصحاب میں سے دو شخص ہیں ان میں ایک جلدی افطار کرتا ہے اور سحری میں تاخیر کرتا ہے اور دوسرا دیر سے افطار کرتا ہے اور سحری جلدی کر لیتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کہ ان میں کون جلدی افطار کرتا ہے اور سحری کھانے میں تاخیر کرتا ہے میں نے کہا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اسی طرح رسول اللہ ﷺ کرتے تھے۔

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا عبد الرحمٰن قال حدثنا سفیان عن الاعمش عن خیثمة عن ابی عطیة قال قلت لعائشة فینا رجلان احدهما یعجل الافطار ویؤخر السحور والأخر یؤخرالافطار ویعجل السحور قالت ایهما الذی یعجل الافطار ویؤخر السحور قلت عبداللّٰہ بن مسعود قالت هکذا کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یصنع.

حضرت ابی عطیہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا کہ ہم میں دو شخص ہیں ایک ان میں جلدی افطار کرتا ہے اور سحری میں دیر کرتا ہے اور دوسرا دیر کر کے افطار کرتا ہے اور سحری جلدی کرتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ان میں کون جلدی افطار کرتا ہے اور دیر سے سحری کرتا ہے میں نے کہا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اسی طرح رسول اللہ ﷺ کرتے تھے۔

اخبرنا احمد بن سلیمان قال حدثنا حسین عن زائدة عن الاعمش عن عمارة عن ابی عطیة قال دخلت انا ومسروق علی عائشة فقال لها مسروق رجلان من اصحاب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم کلاهما لا یألو عن الخیر احدهما یؤخر الصلوة والفطر والأخر یعجل الصلوة والفطر فقالت ایهما الذی یعجل الصلوة والفطر قال مسروق عبد اللّٰہ بن مسعود فقالت عائشة هکذا کان یصنع رسول اللّٰہ

صلی اللہ علیہ وسلم.

حضرت ابی عطیہ کہتے ہیں کہ میں اور مسروق حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے تو مسروق نے ان سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے دو شخص نیکی میں سستی اور کوتاہی نہیں کرتے ہیں ایک ان میں دیر سے نماز پڑھتا ہے یعنی مغرب کی نماز اور دیر سے افطار کرتا ہے اور دوسرا جلدی نماز پڑھتا ہے اور جلدی افطار کرتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کہ ان میں کون جلدی نماز پڑھتا ہے اور جلدی افطار کرتا ہے مسروقؒ نے کہا حضرت عبداللہ بن مسعود تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے۔

اخبرنا هناد بن السرى عن ابى معاية عن الاعمش عن عمارة عن ابى عطية قال دخلت انا ومسروق على عائشة فقلنا لها يا ام المؤمنين رجلان من اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم احدهما يعجل الافطار ويعجل الصلوة والأخر يؤخر الافطار ويؤخر الصلوة فقالت ايهما يعجل الافطار ويعجل الصلوة قلنا عبد الله بن مسعود قالت هكذا كان يصنع رسول الله صلى الله عليه وسلم والأخر ابو موسٰى رضى الله تعالٰى عنه.

حضرت ابی عطیہ سے روایت ہے فرمایا کہ میں اور مسروق حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے ہم نے ان سے کہا اے مسلمانوں کی ماں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے دو شخص ایک ان میں سے جلدی افطار کرتا ہے اور جلدی نماز پڑھتا ہے اور دوسرا افطار میں دیر کرتا ہے اور نماز دیر سے پڑھتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا ان میں کون جلدی افطار کرتا ہے اور جلدی نماز پڑھتا ہے ہم نے کہا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے اور دوسرا حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

تشریح: ابی عطیہؒ اور مسروقؒ دونوں تابعی ہیں انہوں نے دو بڑے درجہ کے صحابیوں کا اختلاف فی العمل دیکھا جس کا ذکر ان روایات میں ہے اس لئے افضل عمل کو معلوم کرنے کی غرض سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ابن مسعود کے عمل کی تصدیق و تحسین فرمائی اس لئے کہ انہوں نے عزیمت اور سنت پر عمل کیا ہے اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بڑے صحابی تھے انہوں رخصت پر عمل کیا ہے اور شاید کبھی کبھی اسی طرح کرتے ہوں گے۔ (واللہ اعلم)

اور ان کے اس فعل کا علامہ ابن حجرؒ نے جو عذر بیان کیا ہے کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل نہیں پہنچا ہوگا اس کو محدث عظیم ملاعلی قاریؒ نے "فعذر بارد" کہہ کر یعنی ایک کمزور توجیہ قرار دیکر مسترد کر دیا ہے (واللہ اعلم، مرقاۃ: ۲۵۹/۴)

فضل السحور

سحری کھانے کی فضیلت

اخبرنا اسحاق بن منصور قال اخبرنا عبد الرحمن قال حدثنا شعبة عن عبد الحميد صاحب الزيادى قال سمعت عبد الله بن الحارث يحدث عن رجل من اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم

قال دخلت علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وھو یتسحر فقال انھا برکۃ اعطاکم اللّٰہ ایاھا فلا تدعوہ.

عبداللہ بن حارث نبی ﷺ کے اصحاب میں سے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے کہا میں نبی ﷺ کے پاس گیا اس وقت سحری کھا رہے تھے آپ نے فرمایا کہ یہ برکت کا کھانا ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم کو عطا کیا ہے (یعنی جائز ٹھرا کر خاص طور سے تم کو نوازا گیا ہے نہ کہ اہل کتاب کو) پس اس کو مت چھوڑو۔

دعوۃ السحور

سحری کی دعوۃ کا بیان

اخبرنا شعیب بن یوسف بصری قال حدثنا عبدالرحمن عن معاویۃ بن صالح عن یونس بن سیف عن الحارث ابن زیاد عن ابی رھم عن العرباض بن ساریۃ قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وھو یدعو الی السحور فی شھر رمضان قال ھلموا الی الغدآء المبارک.

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ماہ رمضان میں سحری کی طرف بلا رہے تھے کہ آؤ برکت والے طعام کی طرف۔ یعنی سحری کھالو۔

تسمیۃ السحور غداءً

سحری کو غداء یعنی صبح کا کھانا کہہ دینا

اخبرنا سوید بن نصر قال اخبرنا عبد اللّٰہ عن بقیۃ بن الولید قال اخبرنی بجیر بن سعد عن خالد بن معدان عن المقدام بن معدیکرب عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال علیکم بغداء السحور فانہ ھو الغداء المبارک.

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تم سحری کے کھانے کو لازم پکڑو اس لئے کہ وہ بابرکت کھانا ہے۔

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا عبد الرحمن قال حدثنا سفیان عن ثور عن خالد بن معدان قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لرجل ھلم الی الغدآء المبارک یعنی السحور.

حضرت خالد بن معدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا کہ آؤ مبارک طعام کی طرف یعنی سحری کھالو۔

فصل مابین صیامنا وصیام اھل الکتاب

ہمارے اور اہل کتاب کے روزے کے درمیان فرق ہے

اخبرنا قتیبہ قال حدثنا اللیث عن موسٰی بن علی عن ابیہ عن ابی قیس عن عمرو بن العاص قال

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ان فصل ما بین صیامنا وصیام اهل الکتاب اکلة السحور.

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک ہمارے اور اہل کتاب کے روزے کے درمیان فرق سحری کا کھانا ہے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سحری اس امت کی خصوصیات میں سے ہے اس سے ہمارے روزوں کا اہل کتاب یعنی یہود ونصاریٰ کے روزوں سے امتیاز ہوجاتا ہے ان کے یہاں رات کو سو کر اٹھنے کے بعد مطلقاً سحری کا کھانا حرام تھا اور ہمارے دین میں بھی ابتدائے اسلام میں یہی حکم تھا پھر اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے سحری کو صبح صادق تک جائز ٹھہرا دیا لہٰذا ہماری اہلِ کتاب کی مخالفت کرنی اس نعمت کی شکر گذاری ہے۔ (مرقاة ومظاهری حق)

السحور بالسویق والتمر

کھجور اور ستو سے سحری کرنا

اخبرنا اسحاق ابراهیم قال اخبرنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن قتادة عن انس قال قال رسول اللّٰہ وذلك عند السحور یا انس انی ارید الصیام اطعمنی شیئا فاتیته بتمر وانآء فیه مآء وذلك بعد ماأذّن بلال فقال یا انس انظر رجلا یأکل معی فدعوت زید بن ثابت فجآء فقال انی قد شربت شربة سویق وانا ارید الصیام فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم وانا ارید الصیام فتسحرمعه ثم قام فصلی رکعتین ثم خرج الی الصلوة.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سحری کے وقت فرمایا کہ اے انس میں روزہ رکھنا چاہتا ہوں مجھے کچھ کھلا دیجئے پس میں آپ کے پاس کھجور اور پانی کا برتن حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اذان دینے کے بعد لایا آپ نے فرمایا اے انس کسی آدمی کو دیکھ لے وہ بھی میرے ساتھ کھاوے میں نے زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا وہ آ گئے اور کہا کہ میں نے ستو کا شربت پی لیا ہے اور میں روزہ رکھنا چاہتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی روزہ رکھنا چاہتا ہوں پس زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے ساتھ سحری کھائی پھر کھڑے ہو کر دو رکعت پڑھی پھر نماز کو تشریف لے گئے۔

تاویل قول اللّٰہ تعالیٰ کلوا واشربوا حتی یتبیّن لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر

اللہ تعالیٰ کے قول کلوا واشربوا الخ کی تفسیر

اخبرنی هلال بن العلاء بن هلال حدثنا حسین بن عیاش حدثنا زهیر حدثنا ابو اسحق عن البرآء بن عازب ان احدهم کان اذا نام قبل ان یتعشی لم یحل له ان یأکل شیئا ولایشرب لیلتهٗ ویومهٗ من

الغد حتی تغرب الشمس حتی نزلت هذه الآیۃ کلوا واشربوا الی الخیط الاسود قال ونزلت فی ابی قیس بن عمرواتی اهلهٗ وهو صائم بعد المغرب فقال هل من شیء فقالت امرأتهٗ ماعندنا شیء ولکن اخرج التمس لك عشآء فخرجت ووضع رأسه فنام فرجعت الیه فوجدته نائماً وایقظته فلم یطعم شیئاً وبات واصبح صائماً حتی انتصف النهار فغشی علیه وذلك قبل ان تنزل هذه الآیۃ فانزل اللّٰہ فیه.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت تھی کہ جب کوئی شخص روزہ رکھتا تھا اور افطار کا وقت آ جاتا اور روزہ افطار کرنے سے پہلے ہی سو جاتا تو پھر وہ نہ اس رات کو کھاتا پیتا اور نہ اگلے روز شام تک کچھ کھاتا پیتا تھا ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ ابوقیس بن عمرو روزہ دار تھے جب مغرب کے بعد وہ اپنی بیوی کے پاس آیا تو اس سے پوچھا کہ تیرے پاس کچھ کھانا ہے اس نے کہا ہمارے پاس تو کچھ موجود نہیں لیکن تمہارے واسطے کہیں سے تلاش کر کے کھانا لاتی ہوں پس وہ نکلی اور یہ اس کے نکلنے کے بعد سو گئے جب وہ اس کے پاس آئی تو ان کو سوتے دیکھ کر جگایا تو انہوں نے کچھ نہیں کھایا اور اسی حالت میں رات گذاری اور صبح کو اٹھے تو روزہ دار تھے یہاں تک کہ جب دو پہر ہوئی تو ضعف کی وجہ سے ان پر غشی طاری ہوگئی اور یہ قصہ اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے کا ہے پس اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی ”کلو اوا شربواالی الخیط الا سود“ تک۔

اخبرنا علی بن حجر قال حدثنا جریر عن مطرف عن الشعبی عن عدی ابن حاتم انه سأل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم عن قوله حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود قال هو سواد اللیل وبیاض النهار.

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد باری تعالیٰ ”حتی یتبیّن لکم الخیط الا بیض من الخیط الاسود“ کا مطلب دریافت کیا ہے آپ نے فرمایا کہ اس سے رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی مراد ہے۔

تشریح: حضرت عدی ابن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت میں (خیط ابیض اور خیط اسود) سے کیا مراد ہے اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی بیان فرما دیا جب کہ انہوں نے اس کے بارے میں سوال کیا تھا کہ اوّل لفظ سے دن کی روشنی یعنی صبح صادق اور دوسرے لفظ سے رات کی سیاہی مراد ہے یعنی تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ ظاہر ہو جاوے تمہارے واسطے صبح کی سفید دہاری کالی دھاری سے۔

کیف الفجر

فجر کس طرح ہوتی ہے

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا یحییٰ قال حدثنا التیمی عن ابی عثمان عن ابن مسعود عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال ان بلالاً یؤذن باللیل لینبه نائمکم ویرجع قآئمکم ولیس الفجر ان یقول

هکذا واشار بکفه ولکن الفجر ان یقول هکذا واشار بالسبابتین اخبرنا محمود بن غیلان حدثنا ابوداؤد قال حدثنا شعبة اخبرنا سوادة بن حنظلة قال سمعت سمرة یقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لایغرنکم اذان بلالٍ ولاهذا البیاض حتی ینفجر الفجر هکذا وهکذا یعنی معترضا قال ابوداؤد بسط بیدیه یمینا وشمالاً مادایدیه.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کہ بے شک بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات سے اذان کہتا ہے (تہجد کے لئے) تا کہ تم میں سونے والے کو جگادے اور تہجد پڑھنے والے کو لوٹادے اور صبح اس طرح ظاہر نہیں ہوتی ہے آپ نے ہتھیلی سے اشارہ کیا ہے لیکن صبح اس طرح نمودار ہوتی ہے اور اشارہ فرمایا دونوں انگشت شہادت سے حضرت سمرۃ ابن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے لوگوں بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اذان اور یہ سفیدی تم کو دھوکہ میں نہ ڈالے (کہ اس کے سبب سے تم سحری کھانے سے رکا کرو) یہاں تک کہ فجر (یعنی صبح صادق) آسمان کے کنارہ میں اس طرح اور اس طرح عرض میں پھیل جائے راوی حدیث ابوداؤد کہتے ہیں کہ شعبہؒ نے دونوں ہاتھ دائیں اور بائیں کو پھیلا کر دکھایا ہے۔

تشریح: فجر سے مراد صبح صادق ہے اور صبح صادق ایک سفید دھاری آسمان کے کنارہ میں جنوب سے شمال کو پھیلی ہوئی ہوتی ہے اس کے طلوع ہونے تک سحری کی اجازت ہے اس کے بعد درست نہیں۔

التقدم قبل شهر رمضان

ماہ رمضان سے پہلے صوم رمضان کو مقدم کرنا

اخبرنا اسحاق بن ابرهیم قال اخبرنا الولید عن الاوزاعی عن یحییٰ عن ابی سلمة عن ابی هریرة عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لا تقدموا قبل الشهر بصیام الارجل کان یصوم صیاماً اتی ذلك الیوم علی صیامه.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ماہ رمضان سے پہلے اس کی ایک دوروزے کے ساتھ پیش قدمی نہ کرو مگر یہ کہ کوئی شخص روزہ رکھتا تھا اور معمول کا روزہ (رمضان سے پہلے) اس دن آپڑے تو وہ اس روز روزہ رکھ سکتا ہے۔

تشریح: اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص روزہ رکھنے کی عادت رکھتا ہو مثلاً پیر اور جمعرات وغیرہ اس کا معمول تھا یا آخری ماہ کا روزہ معمول تھا اتفاق سے رمضان کے پہلے وہی دن واقع ہوا تو اس کو اس دن روزہ رکھنا منع نہیں اور جس کو عادت نہ ہو اس کے لئے منع ہے وہ نہ رکھے اور منع اس لئے فرمایا کہ اس کو قبل از وقت ادا کرتا ہے یا فرض کی مقدار بڑھاتا ہے غرض کہ استثنائی صورت میں درست ہے ورنہ ممنوع ہے۔

ذکر الاختلاف علی یحییٰ بن ابی کثیر و محمد بن عمرو علی ابی سلمة فیه

امر مذکور کے بارے میں یحییٰ بن ابی کثیر اور محمد بن عمرو پر اور ابی سلمہ پر اختلاف کا ذکر۔

اخبرنا عمران بن یزید بن خالد قال حدثنا محمد بن شعیب قال اخبرنا الاوزاعی عن یحییٰ قال حدثنی ابوسلمة قال اخبرنی ابوهریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لایتقدمن احد الشهر بیوم ولایومین الااحد کان یصوم صیاماً قبله فلیصمه.

ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص ایک روز اور دو روز کے ساتھ ماہ رمضان کی پیش قدمی نہ کرے مگر جو شخص اس سے پہلے روزہ رکھنے کی عادت رکھتا ہو وہ اپنی عادت کے مطابق رکھ سکتا ہے۔

اخبرنا محمد بن العلآء قال حدثنا ابو خالد عن محمد بن عمرو عن ابی سلمة عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تتقدموا الشهر بصیام یوم ولا یومین الا ان یوافق ذلك یوماً کان یصومه احدکم قال ابو عبد الرحمن هذا خطآء.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ایک روز اور دو روز کے روزے کے ساتھ ماہ رمضان کی پیش قدمی نہ کرو مگر یہ کہ اتفاق ہے تم میں سے کسی کے روزہ کا وہ دن پڑے جس میں وہ روزہ رکھتا تھا۔

ذکر حدیث ابی سلمة فی ذلک

قبل از رمضان روزے کے بارے میں حدیث ابی سلمہ کا ذکر

اخبرنا شعیب بن یوسف ومحمد بن بشار واللفظ له قالا حدثنا عبد الرحمن قال حدثنا سفیان عن منصور عن سالم عن ابی سلمة عن ام سلمة قالت مارأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم یصوم شهرین متتابعین الاانه کان یصل شعبان برمضان.

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ لگا تار دو مہینے روزے رکھتے ہوں مگر شعبان اور رمضان کے۔ مطلب حدیث کا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے علاوہ دیگر مہینوں میں بھی روزے رکھتے تھے مگر بہ نسبت دیگر مہینوں کے اکثر ایام شعبان میں روزے رکھتے تھے۔

الاختلاف علی محمد بن ابرهیم فیه

حدیث ابی سلمہ میں محمد بن ابرہیم پر اختلاف

اخبرنا اسحاق بن ابرهیم قال اخبرنا النضر قال حدثنا شعبة عن توبة العنبری عن محمد بن ابراهیم عن ابی سلمة عن ام سلمة قالت کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصل شعبان برمضان.

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صوم شعبان کو رمضان سے ملا دیتے تھے۔

اخبرنا الربیع بن سلیمان قال حدثنا ابن وهب قال اخبرنی اسامة بن زیدان محمد بن ابراهیم حدثه عن ابی سلمة بن عبد الرحمن انه سأل عائشة عن صیام رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالت کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصوم حتی نقول لایفطرویفطر حتی نقول لایصوم وکان یصوم شعبان اوعامة شعبان.

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے کے بارے میں پوچھا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ آپ افطار نہیں کریں گے۔ اور آپ افطار کرتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ آپ روزہ نہیں رکھیں گے اور آپ اکثر شعبان میں روزے رکھتے تھے۔

اخبرنا احمد بن سعد بن الحکم قال حدثنا عمی قال حدثنا نافع بن یزید ان ابن الهاد حدثه ان محمدبن ابراهیم حدثه عن ابی سلمة یعنی ابن عبد الرحمن عن عائشة قالت لقد کانت احدانا تفطرفی رمضان فما تقدرعلی ان تقضی حتی یدخل شعبان وماکان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصوم فی شهر مایصوم فی شعبان کان یصومه کله الاقلیلاً بل کان یصومه کله.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہم میں سے کوئی بیوی رمضان میں روزے چھوڑ دیتی (حیض کی وجہ سے) پھر وہ اس کی قضاء نہیں کر سکتی تھی یہاں تک کہ شعبان کا مہینہ داخل ہو جاتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مہینہ میں اتنے روزے نہیں رکھتے جتنے شعبان میں رکھتے تھے چنانچہ کچھ دنوں کو چھوڑ کر اکثر شعبان میں روزے رکھتے تھے (اب وہ بیوی روزے کی قضاء پر قادر ہوتی)۔

تشریح: ابوداؤد وغیرہ کی روایت میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شعبان کا نصف مہینہ گذر رے تو روزے نہ رکھو، مگر آپ خود شعبان کے اکثر ایام میں روزے رکھتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ممانعت شفقۃً للعباد امت کے حق میں ہے تا کہ کمزوری لاحق نہ ہو اور ضعف کے سبب سے صوم رمضان دشوار نہ ہو مگر حضور کی شان اور تھی آپ بے شک قدرت رکھتے تھے ضعف لاحق نہ ہوتا تھا اس لئے آپ رکھتے تھے۔

ذکر اختلاف الفاظ الناقلین لخبر عائشه فیه

اس کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث کے الفاظ نقل کرنے والوں کے اختلاف کا ذکر

حدثنا محمد بن عبداللّٰہ بن یزید قال حدثناسفیان عن عبد اللّٰہ بن ابی لبید عن ابی سلمة قال سألت عائشة فقلت اخبرینی عن صیام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قالت کان یصوم حتی نقول قد صام ویفطر حتی نقول قد افطر ولم یکن یصوم شهراً اکثر من شعبان کان یصوم شعبان الا قلیلاً کان یصوم شعبان کله.

ابی سلمہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے کی خبر دیجئے انہوں نے فرمایا کہ آپ روزے رکھتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے آپ روزے رکھتے رہیں گے اور افطار کرتے حتیٰ کہ ہم کہتے آپ افطار کرتے رہیں گے آپ کسی مہینہ میں اتنے روزے نہیں رکھتے جتنے شعبان میں رکھتے تھے اکثر شعبان میں چند روز کے سوا روزے رکھتے تھے۔

اخبرنا اسحق بن ابراهیم اخبرنا معاذ بن هشام حدثنی ابی عن یحییٰ بن ابی کثیر قال حدثنی ابوسلمة بن عبد الرحمن عن عائشة قالت لم یکن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فی شهر من السنة اکثر صیامامنه فی شعبان کان یصوم شعبان کله.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سال کے کسی مہینہ میں اتنے روزے نہیں رکھتے جتنے شعبان میں رکھتے تھے آپ پورے شعبان میں روزے رکھتے تھے۔

اخبرنا احمد بن سلیمان قال حدثنا ابوداؤد عن سفیان عن منصور عن خالدعن سعد عن عائشة قالت کان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم یصوم شعبان.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم شعبان میں روزے رکھتے تھے۔

اخبرنا هارون ابن اسحق عن عبدة عن سعید عن قتادة عن زرارة بن اوفی عن سعد بن هشام عن عائشة قالت لا اعلم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قرأ القرآن کلّه فی لیلة ولاقام لیلة حتی الصباح ولاصام شهرا قط کاملا غیر رمضان.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نہیں جانتی ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات میں پورا قرآن ختم کیا ہو اور نہ کہ قیام لیل صبح تک کیا ہو اور نہ کہ کبھی پورا مہینہ روزہ رکھا ہو سوائے رمضان کے۔

اخبرنا محمد ابن احمد بن ابی یوسف الصیدلانی حرانی قال حدثنا محمد بن سلمة عن هشام

عن ابن سیرین عن عبد اللّٰہ بن شقیق عن عائشة قال سألتها عن صیام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قالت کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یصوم حتیٰ نقول قد صام ویفطر حتی نقول قد افطر ولم یصم شهراً تآماً منذ اتی المدینة الا ان یکون رمضان.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ آپ روزے رکھتے رہیں گے اور افطار فرماتے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ آپ افطار کرتے رہیں گے اور آپ کسی پورے مہینے میں روزے نہیں رکھتے جب سے مدینہ میں تشریف لائے ہیں مگر رمضان کے روزے۔

اخبرنا اسماعیل بن مسعود قال حدثنا خالد وهوابن الحارث عن کهمس عن عبد اللّٰہ بن شقیق قال قلت لعائشة کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یصلی صلوة الضحی قالت لا الاان یجیء من مغیبةٍ قلت هل کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یصوم شهراً کله قالت لا ماعلمت صام شهراً کله الا رمضان ولا افطر حتی یصوم منه حتی مضی سبیله.

حضرت عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز پڑھتے تھے تو آپ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ جب سفر سے تشریف لاتے (تب پڑھتے) میں نے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پورے مہینے میں روزے رکھتے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا نہیں مجھے تو اپنے علم کی حد تک یہی معلوم ہے کہ آپ رمضان کے علاوہ کسی اور مہینہ میں پورے روزے نہیں رکھتے تھے اور نہ پورے مہینے میں روزے چھوڑ دیتے بلکہ اس میں سے کچھ ایام میں روزے رکھتے یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی۔

اخبرنا ابوالاشعث عن یزید وهو ابن زریع قال حدثنا الجریری عن عبد اللّٰہ بن شقیق قال قلت لعائشة اکان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یصلی صلوة الضحی قالت لا الاان یجیء من مغیبةٍ قلت هل کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم له صوم معلوم سوی رمضان قالت واللّٰہ ان صام شهراً معلوماً سوی رمضان حتی مضی لوجهه ولا افطر حتی یصوم منه.

حضرت عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز پڑھتے تھے تو انہوں نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ جب سفر سے تشریف لاتے میں نے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سوائے رمضان کے اور کوئی پورا مہینہ روزہ کے واسطے مقرر تھا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا خدا کی قسم سوائے رمضان کے اور کوئی کسی خاص مہینہ میں (پورے) روزے نہیں رکھتے یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی اور افطار نہیں کرتے یہاں تک کہ اس مہینے سے کچھ ایام میں روزے رکھتے۔

تشریح: روایات مذکورہ میں "بل کان یصومه کله اور کان یصوم شعبان کلّه" کا مطلب یہ ہے چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر شعبان میں روزے رکھتے تھے اور ان کے مقابلہ میں صوم متروک نہایت قلیل ہونے کی وجہ سے قابل اعتبار نہیں ہوتا

ہے اس لئے راوی حدیث کا "بل کان یصومه کله" وغیرہ کہنا درست ہے۔(کذاقال علامة السندھی)

ذکر الاختلاف علی خالد بن معدان فی ھذا الحدیث

اس حدیث میں خالد بن معدان پر راویوں کے اختلاف کا ذکر

اخبرنا عمرو بن عثمان عن بقية قال حدثنا بحير عن خالد عن جبير بن نفير ان رجلاً سأل عائشة عن الصيام فقالت ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصوم شعبان كله ويتحرى صيام الاثنين والخميس.

حضرت جبیر بن نفیر سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روزے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پورے شعبان میں روزے رکھتے تھے اور پیر اور جمعرات کے روزے کو اہتمام کے ساتھ رکھتے تھے۔

اخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا عبد الله بن داؤد قال حدثنا ثور عن خالد بن معدان عن ربيعة الجرشي عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصوم شعبان ورمضان ويتحرى الاثنين والخميس.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان اور رمضان کے روزے رکھتے تھے اور پیر جمعرات کے روزے کا اہتمام کرتے تھے۔

صيام يوم الشك

شک کے روز روزہ رکھنا کیسا ہے اس کا بیان

اخبرنا عبدالله بن سعيد الاشجع عن ابى خالد عن عمرو بن قيس عن ابى اسحق عن صلة قال كنا عند عمار فاتى بشاة مصلية فقال كلوا فتنحى بعض القوم قال انى صائم فقال عمار من صام اليوم الذى يشك فيه فقد عصى ابا القاسم.

حضرت صلۃ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھے ان کے پاس بھنی ہوئی بکری لائی گئی تو انہوں نے کہا کھاؤ تو قوم میں سے ایک آدمی ہٹنے لگا اور کہا میں روزہ دار ہوں حضرت عمار نے کہا جس نے شک کے دن روزہ رکھا اس نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔

اخبرنا قتيبة قال حدثنا ابن ابى عدى عن ابى يونس عن سماك قال دخلت على عكرمة فى يوم يعنى قد اشكل من رمضان هو ام من شعبان وهو يأكل خبزاً وبقلاً ولبناً فقال لى هلم فقلت انى صائم قال وحلف بالله لتفطرن قلت سبحان الله مرتين فلما رأيته يحلف لايستثنى تقدمت قلت هات الآن

ماعندك قال سمعت ابن عباس يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صوموا لرؤيته وافطروا لرؤيته فان حال بينكم وبينه سحابة اوظلمة فاكملوا العدة عدة شعبان ولا تستقبلوا الشهر استقبالاولا تصلوا رمضان بيوم من شعبان.

حضرت سماک سے روایت ہے کہ میں شک والے دن میں کیا وہ رمضان سے ہے یا شعبان سے عکرمہ کے پاس گیا اس وقت وہ روٹی وسبزی اور دودھ کھا پی رہے تھے تو انہوں نے مجھ سے کہا آجاؤ میں نے کہا کہ روزہ دار ہوں تو انہوں نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ تم کو ضرور افطار کرنا ہے اس پر میں نے دومرتبہ سبحان اللہ کہا پھر جب میں نے ان کو (ایک روزہ دار کا لحاظ کئے بغیر) بلا مستثنیٰ قسم کھاتے دیکھا تو میں آگے بڑھا اور کہا کہ آپ کے پاس اس پر کیا دلیل ہے بتلائیں تو انہوں نے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو پس اگر تمہارے اور اس کے درمیان بادل یا اندھیری حائل ہوجائے تو شعبان کی گنتی پوری کرو اور رمضان کی آمد سے پہلے ایک دو روزہ کے ساتھ اس کا استقبال نہ کرو اور رمضان کو شعبان کے دن کے ساتھ نہ ملاؤ۔

تشریح: واضح ہو کہ اگر ۲۹ شعبان کو مطلع صاف ہو تو اگلا دن یوم شک نہیں (المجتبیٰ) اگر صاف نہ ہو تو اگلے دن میں شک ہے کہ شاید یہ دن رمضان کا ہو یا شعبان کا بوجہ ابر کے چاند نظر نہ آیا تو جب اس کی گنتی پر رمضان ہو تو شک ہوا کہ ۳۰ شعبان ہے یا اوّل رمضان۔ (المبسوط)

اس یوم شک میں روزہ رکھنے کی ممانعت حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث سے معلوم ہوئی اور اکثر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اکثر تابعین رحمہم اللہ اور فقہاءؒ یوم شک کے روزہ کی کراہت کے قائل ہیں جبکہ رمضان کی نیت سے رکھے اب رہا یہ سوال کہ اگر اس دن کسی کے معمول کا روزہ پڑتا ہو تو کیا وہ رکھ سکتا ہے؟ ہاں بقول علماء اس کے لئے اجازت ہے جبکہ اسی پر دل کو جمالے اور صرف اسی کی نیت کرے اور محشی نے مرقات کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد مذکور اس صورت میں ہے جبکہ رمضان کی نیت سے یا تردید کے طور پر روزہ رکھے مثلاً یوں نیت کرے کہ اگر کل کا دن رمضان کا ہو تو اس سے روزہ رکھوں گا ورنہ دوسرے واجب مثلاً کفارہ قسم یا قضاء سے، لیکن اگر نفل وغیرہ کی نیت سے رکھ لے تو اس وعید میں داخل نہ ہوگا اور بعض حضرات نے کہا کہ مطلقاً مکروہ ہے اب اس صورت میں فقد عصی ابا القاسم صلی اللہ علیہ وسلم تغلیظ وتہدید پر محمول ہوگا۔

التسهيل فى صيام يوم الشك

یوم شک میں روزے کی اجازت کا بیان

اخبرنا عبد الملك بن شعيب بن الليث بن سعد قال اخبرنى ابى عن جدى قال اخبرنى شعيب بن اسحق عن الاوزاعى وابن ابى عروبة عن يحيٰى بن ابى كثير عن ابى سلمة عن ابى هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه كان يقول الا لا تقدموا الشهر بيوم اواثنين الا رجل كان يصوم صياماً فليصمه.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ فرمایا کرتے تھے خبردار پیش قدمی نہ کرو رمضان پر ایک یا دو روز کے روزے سے مگر جو شخص روزہ رکھتا تھا وہ اس دن میں روزہ رکھ لے۔

تشریح: اس سے معلوم ہوا کہ معمول کے وظیفہ کی اجازت ہے کیونکہ یہ دو طرح سے ہے ایک یہ کہ کوئی شخص آخر ماہ کے مثلاً تین روزے رکھتا ہو دوم یہ کہ اس نے پیر یا جمعرات کے روز کا روزہ اپنا معمول بنالیا ہو اور اتفاق سے یوم شک میں بھی دن پڑا تو وہ رکھ لے مگر نفل کی نیت سے۔

ثواب من قام رمضان وصامه ايمانا واحتسابا والاختلاف على الزهرى فى الخبر فى ذلك

اس شخص کے ثواب کے بیان میں جس نے یقین کے ساتھ خالص اللہ کے واسطے رمضان میں تراویح کی نماز پڑھی اور اس کا روزہ رکھا

اخبرنا محمد بن عبد الله ابن عبد الحكم عن شعيب عن الليث قال اخبرنا خالد عن ابن ابى هلال عن ابن شهاب عن سعيد بن المسيب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من قام رمضانايماناً واحتساباً غفرله ماتقدم من ذنبه.

سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا جس نے ایمان کے ساتھ طلب ثواب کے واسطے رمضان میں قیام کیا یعنی تراویح کی نماز پڑھی اس کے پچھلے گناہ بخشے گئے۔

اخبرنا محمد بن جبلة قال حدثنا المعافى قال حدثنا موسٰى عن اسحٰق بن راشد عن الزهرى قال اخبرنى عروة بن الزبير انّ عائشة زوج النبى صلى الله عليه وسلم اخبرته انّ رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يرغب الناس فى قيام رمضان من غيران يأمر هم بعزيمة امر فيه فيقول من قام رمضان ايماناً واحتساباً غفرله ماتقدم من ذنبه.

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو قیام رمضان کی ترغیب دیتے بدون اس کے کہ ان پر قیام رمضان کو واجب فرمادیں پس یوں فرماتے کہ جس نے ایمان اور احتساب کے ساتھ (یعنی امید ثواب سے) رمضان کا قیام کیا یعنی تراویح پڑھی تو اس کے گذشتہ گناہ بخشے جائیں گے۔

اخبرنا زكريا بن يحيٰى قال اخبرنا اسحاق قال اخبرنا عبد الله بن الحارث عن يونس الايلى عن الزهرى قال اخبرنى عروة بن الزبير ان عائشة اخبرته ان رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج فى جوف الليل يصلى فى المسجد فصلّى بالناس وساق الحديث وفيه قالت وكان يرغبهم فى قيام

رمضان من غیر ان یأمر هم بعزیمةٍ ویقول من قام لیلة القدرایماناً واحتساباً غفرله ماتقدم من ذنبه قال فتوفی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم والامر علی ذٰلك.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوخبر دی کہ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درمیانی شب میں نکلے پس لوگون کے ساتھ مسجد میں نماز تراویح جماعت کے ساتھ پڑھی اور پوری حدیث بیان کی اوراس میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو قیام رمضان کی ترغیب دیتے تھے بدون اس کے کہ ان پرامر کے ذریعہ واجب فرمادیں اور فرماتے کہ جس نے ایمان واحتساب کے ساتھ شب قدر کا قیام کیا تو اس کے پچھلے گناہ بخشے جاویں گے حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور معاملہ تراویح کا اسی حالت پر رہا۔

اخبرنا الربیع بن سلیمان قال حدثنا ابن وهب قال اخبرنی یونس عن ابن شهاب قال اخبرنی ابوسلمة بن عبد الرحمن ان اباهریرة قال سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول فی رمضان من قامه ایماناً واحتساباً غفرله ماتقدم من ذنبه.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رمضان کے بارے میں فرماتے سنا ہے کہ جس نے ایمان واحتساب کے ساتھ رمضان کا قیام کیااس کے گذشتہ گناہ بخشے جائیں گے۔

اخبرنی محمد بن خالد قال حدثنا بشر بن شعیبب عن ابیه عن الزهری، قال اخبرنی عروة بن الزبیر ان عائشة اخبرته ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم خرج من جوف اللیل فصلی فی المسجد وساق الحدیث وقال فیهِ وکان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یرغبهم فی قیام رمضان من غیر ان یأمر هم بعزیمة امرٍ فیه فیقول من قام رمضان ایماناً واحتساباً غفرله ماتقدم من ذنبه.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوخبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درمیانی شب میں نکلے اور مسجد میں نماز پڑھی راوی نے پوری حدیث بیان کی اور حضرت عروہ نے اس حدیث میں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو قیام رمضان کی ترغیب دیتے بدون اس کے کہ ان پر بطور امر واجب فرمادیں پس یوں فرماتے کہ جس نے ایمان کے ساتھ ثواب کی امید سے رمضان کا قیام کیااس کے پچھلے گناہ بخشے جاویں گے۔

اخبرنی محمد بن خالد قال حدثنا بشر بن شعیب عن ابیه عن الزهری قال حدثنا ابوسلمة بن عبد الرحمن ان اباهریرة قال سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول لرمضان من قامه ایماناً واحتساباً غفرله ماتقدم من ذنبه.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان کے متعلق فرماتے سنا ہے کہ جس نے ایمان کے ساتھ خالص لوجہ اللہ تعالیٰ رمضان کا قیام کیااس کے پچھلے گناہ بخشے جائیں گے۔

اخبرنا ابوداؤد قال حدثنا یعقوب بن ابراهیم قال حدثنا ابی عن صالح عن ابن شهاب ان اباسلمة اخبره ان اباهریرة قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من قام رمضان ایماناً واحتساباً غفرله ما

تقدم من ذنبه.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایمان کے ساتھ خالص لوجہ اللہ تعالیٰ رمضان کا قیام کیا اس کے گذشتہ گناہ بخشے جائیں گے۔

اخبرنا نوح بن حبيب قال حدثنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن الزهري عن ابي سلمة عن ابي هريرة قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يرغب في قيام رمضان من غير ان يأمرهم بعزيمة قال من قام رمضان ايماناً واحتساباً غفرله ما تقدم من ذنبه.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیام رمضان کی ترغیب دیتے تھے بدوں اس کے کہ لوگوں پر بطور امر واجب فرمادیں یوں فرماتے کہ جس نے ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان کا قیام کیا اس کے گذشتہ گناہ بخشے جائیں گے۔

اخبرنا قتيبة عن مالك عن ابن شهاب عن حميد بن عبد الرحمن عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من قام رمضان ايماناً واحتساباً غفرله ماتقدم من ذنبه.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان کا قیام کیا اس کے پچھلے گناہ بخشے جائیں گے۔

اخبرنا محمد بن سلمة قال حدثنا ابن القاسم عن مالك قال حدثني ابن شهاب عن حميدبن عبد الرحمن عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من قام رمضان ايماناً واحتساباً غفرله ماتقدم من ذنبه.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایمان کے ساتھ ثواب کی امید سے رمضان کا قیام کیا اس کے پچھلے گناہ بخشے جائیں گے۔

اخبرني محمد بن اسماعيل قال حدثنا عبد الله بن محمد بن اسمآء قال حدثنا جويرية عن مالك قال الزهري اخبرني ابوسلمة بن عبد الرحمن وحميد بن عبد الرحمن عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من قام رمضان ايماناً واحتساباً غفرله ما تقدم من ذنبه.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایمان کے ساتھ ثواب کی امید سے رمضان کا قیام کیا اس کے پچھلے گناہ بخشے جائیں گے۔

اخبرنا قتيبة ومحمد بن عبد الله بن يزيد قا لا حدثنا سفيان عن الزهري عن ابي سلمة عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من صام رمضان وفي حديث قتيبة ان النبي صلى الله عليه وسلم قال من قام شهر رمضان ايماناً واحتساباً غفرله ماتقدم من ذنبه ومن قام ليلة القدر ايماناً واحتساباً غفرله ماتقدم من ذنبه.

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس نے رمضان کا روزہ رکھا اور قتیبہ کی حدیث میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ماہ رمضان کا قیام کیا ایمان واحتساب کے ساتھ تو اس کے پچھلے گناہ بخشے جائیں گے اور جس نے ایمان واحتساب کے ساتھ شب قدر کا قیام کا تو اس کے پچھلے گناہ بخشے جائیں گے۔

اخبرنا قتيبة قال حدثنا سفيان عن الزهري عن ابي سلمة عن ابي هريرة ان النبي صلى الله عليه وسلم قال من صام رمضان ايماناً واحتساباً غفرله ماتقدم من ذنبه.

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان کا روزہ رکھا اس کے گذشتہ گناہ بخشے جائیں گے۔

اخبرنا اسحٰق بن ابراهيم قال حدثنا سفيان عن الزهري عن ابي سلمة عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صام رمضان ايماناً واحتساباً غفرله ما تقدم من ذنبه.

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ایمان کے ساتھ ثواب کی امید سے رمضان کا روزہ رکھا اس کے گذشتہ گناہ بخشے جائیں گے۔

اخبرنا علي بن المنذر قال حدثنا ابن فضيل قال حدثنا يحيٰى بن سعيد عن ابي سلمة عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صام رمضان ايماناً واحتساباً غفرله ماتقدم من ذنبه.

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان کا روزہ رکھا اس کے پچھلے گناہ بخشے جائیں گے۔

ذكر اختلاف يحيٰى بن ابي كثير والنضر بن شيبان فيه

اس حدیث میں یحیٰی بن ابی کثیر اور نضر بن شیبان کے اختلاف کا بیان اپنے شیخ سے روایت کرنے میں

اخبرني محمد بن عبد الاعلٰى ومحمد بن هشام وابو الاشعث واللفظ له قالوا حدثنا خالد حدثنا هشام عن يحيٰى بن ابي كثير عن ابي سلمة بن عبد الرحمن قال حدثني ابوهريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من قام رمضان ايماناً واحتساباً غفرله ماتقدم من ذنبه ومن قام ليلة القدر ايماناً واحتساباً غفرله ماتقدم من ذنبه.

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ مجھ سے ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بیان کیا ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ایمان کے ساتھ ثواب کی امید سے رمضان کا قیام کیا اس کے پچھلے گناہ بخشے جائیں گے اور جس نے ایمان کے ساتھ ثواب کی امید سے شب قدر کا قیام کیا اس کے پچھلے گناہ بخشے جائیں گے۔

اخبرنا محمود بن خالد عن مروان اخبرنا معاوية ابن سلام عن يحيٰى بن ابي كثير عن ابي سلمة

عن ابی هریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من قام شھر رمضان ایماناً واحتساباً غفرلہ ماتقدم من ذنبہ ومن قام لیلۃ القدر ایماناً واحتساباً غفرلہ ما تقدم من ذنبہ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایمان اور احتساب کے ساتھ ماہ رمضان کا قیام کیا اس کے پچھلے گناہ بخشے جائیں گے اور جس نے ایمان اور احتساب کے ساتھ شب قدر کا قیام کیا اس کے پچھلے گناہ بخشے جائیں گے۔

اخبرنا اسحٰق بن ابراھیم قال حدثنا الفضل بن دکین قال حدثنا نصر بن علی قال حدثنا النضر بن شیبان انہ لقی اباسلمۃ بن عبد الرحمٰن فقالہ حدثنی بافضل شیء سمعتہ یذکر فی شھر رمضان فقال ابوسلمۃ حدثنی عبد الرحمن بن عوف عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ ذکر رمضان ففضلہ علی الشھور وقال من قام رمضان ایماناً واحتساباً خرج من ذنوبہ کیوم ولدتہ امہٗ قال ابو عبد الرحمن ھذا خطآء والصواب ابوسلمۃ عن ابی ھریرۃ.

نضر بن شیبان نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے ملاقات کی ان سے کہا کہ مجھے کوئی بہتر چیز بتائیں جس کو آپ نے ماہ رمضان کے بارے میں بیان کرتے سنا ہے تو ابوسلمہ نے کہا کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا ذکر فرمایا پس آپ نے رمضان کو دیگر تمام مہینوں پر فضیلت دی اور فرمایا کہ جس نے ایمان کے ساتھ ثواب کی امید سے رمضان کا قیام کیا وہ گناہوں سے اس طرح پاک وصاف ہو جاتا ہے جیسے اس دن پاک وصاف تھا جبکہ اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔

اخبرنا اسحٰق بن ابراھیم قال اخبرنا النضر بن شمیل قال اخبرنا القاسم بن الفضل قال حدثنا النضر بن شیبان عن ابی سلمۃ فذکر مثلہ وقال من صامہ وقامہ ایماناً واحتساباً.

نضر بن شیبان نے ابوسلمہ سے مثل حدیث سابق کے روایت کی ہے مگر اس میں فرمایا کہ جس نے ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان کا روزہ رکھا اور اس کا قیام کیا۔

اخبرنا محمد بن عبد اللّٰہ بن المبارک قال حدثنا ابو ھشام قال حدثنا القاسم بن الفضل قال حدثنا النضر بن شیبان قال قلت لابی سلمۃ بن عبد الرحمن حدثنی بشئی سمعتہٗ من ابیک سمعہٗ ابوک من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لیس بین ابیک وبین رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم احد فی شھر رمضان قال نعم حدثنی ابی قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان اللّٰہ تبارک وتعالٰی فرض صیام رمضان علیکم وسننت لکم قیامہ فمن صامہ وقامہ ایماناً واحتساباً خرج من ذنوبہ کیوم ولدتہٗ امہ.

نضر بن شیبان کہتے ہیں کہ میں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے کہا کہ مجھے ماہ رمضان کے بارے میں کوئی ایسی چیز بتائیں جس کو آپ نے اپنے باپ سے سنا ہے اور آپ کے باپ نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے والد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

درمیان کسی اور کا واسطہ نہ ہوا ابو سلمہ نے کہا جی ہاں مجھ سے میرے والد نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم پر رمضان کے روزے فرض کئے ہیں اور میں نے تمہارے نفع کے واسطے اس کا قیام جاری کیا ہے پس جس نے ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان کا روزہ رکھا اور اس کا قیام کیا وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک وصاف ہو جاتا ہے جیسے اس دن پاک وصاف تھا جبکہ اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔

فضل الصیام والاختلاف علی ابی اسحٰق فی حدیث علی بن ابی طالب فی ذلک

روزے کی فضیلت کا بیان

اخبرنی هلال بن العلآء قال حدثنا ابی قال حدثنا عبید اللّٰه عن زید عن ابی اسحٰق عن عبد اللّٰه بن الحارث عن علی بن ابی طالب عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال ان اللّٰه تبارك وتعالٰی یقول الصوم لی وانا اجزی به وللصائم فرحتان حین یفطر وحین یلقیٰ ربّه والذی نفسی بیده لخلوف فم الصّآئم اطیب عند اللّٰه من ریح المسك.

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزہ میرے ہی لئے ہے اور میں ہی اس کی جزاء دوں گا اور روزہ دار کے واسطے دو خوشیاں ہیں ایک تو جبکہ وہ افطار کرتا ہے اور دوسری خوشی جبکہ وہ اپنے پروردگار سے ملے گا اس خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے البتہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی بو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا محمد قال حدثنا شعبة عن ابی اسحٰق عن ابی الاحوص قال عبد اللّٰه قال اللّٰه عزوجل الصوم لی وانا اجزی به وللصآئم فرحتان فرحة حین یلقی ربه وفرحة عند فطره ولخلوف فم الصآئم اطیب عند اللّٰه من ریح المسك.

ابو الاحوص سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ روزہ میرے ہی لئے ہے اور میں ہی اس کی جزاء دوں گا اور روزہ دار کے واسطے دو خوشیاں ہیں ایک تو اس وقت ہوگی جب کہ اپنے پروردگار سے ملاقات کرے گا اور دوسری اپنے افطار کے وقت اور البتہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی بو سے بھی زیادہ پسندیدہ اور محبوب ہے۔

تشریح: عبادت کی دو قسمیں ہیں ایک وجودی جیسے نماز اور حج وغیرہ ان کے لئے وجود میں صورۃ ہے اس قسم کی عبادت عمل سے اور حرکات مخصوصہ سے ظاہر ہو سکتی ہے مگر روزہ کے لئے وجود میں کوئی صورت نہیں ہے کیونکہ وہ ترکی ہے یعنی روزہ کی حقیقت مع النیۃ ترک اکل وشرب اور ترک جماع ہے جس پر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مطلع نہیں ہو سکتا اور اگر کوئی شخص اپنے قول سے ظاہر بھی

کرے مثلاً وہ کہے انا صائم کہ میں روزہ دار ہوں پھر بھی اس کا یہ قول اس کی حقیقت اور تصحیح نیت پر دلالت نہیں کرتا نیز نماز وغیرہ اعمال میں ریاء کی دخل اندازی ہوسکتی ہے مگر روزہ خالص اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہوتا ہے اس میں ریاء کو دخل نہیں اسی لئے حدیث مذکور میں فرمایا کہ "الصوم لی وانا اجزی به" (حکاه المازری) اس کی تائید ایک حدیث مرسل سے ہوتی ہے جس کے روای ابن شہاب زہریؒ ہیں کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے "لیس فی الصیام ریاء"

دوسری توجیہ: بعض حضرات نے فرمایا کہ عرب کے لوگ روزہ رکھنے میں اللہ کا شریک کسی کو نہیں کرتے تھے یعنی جیسے سجدہ وغیرہ اور کے لئے کرتے ویسے روزہ کسی کے لئے نہیں رکھتے تھے سوائے اللہ کے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ روزہ دار جو کھانا پینا وغیرہما چھوڑتا ہے اس میں وہ "تخلقوا باخلاق الله" کی صفت کے ساتھ متصف ہوتا ہے یعنی جیسے حق تعالیٰ کھانے پینے سے منزہ ہے ویسے ہی روزہ دار بھی دن کو طبعی تقاضوں سے پرہیز کرتا ہے پس اس سبب سے یہ خصوصیت ہے اس کی اور اسی وجہ سے ان کی جزاء کے متعلق ذمہ داری خود اللہ ہی نے لی ہے چنانچہ فرمایا "الصوم لی وانا اجزی به" یہاں اس جزاء کی تفصیل نہیں کی کہ کیا ملے گا جیسا کہ اس کے مقابلہ میں اولاد آدم کے ہر نیک عمل کے ثواب کی تفصیل ایک حدیث میں اس طرح بیان کی ہے کہ "کل عمل ابن آدم یضاعف حسنة بعشر امثالها الٰی سبع مأة ضعف الخ" (متفق علیه) اسی طرح روزہ کے ثواب کی تفصیل نہیں کی یہ فرمایا کہ میں ہی اس کی جزاء دوں گا اور جس چیز کے متعلق محبوب حقیقی یہ کہہ دے تو اس کی کیا انتہاء ہے معلوم ہو گیا کہ وہ انعام ملے گا جو ہمارے وہم وگمان سے بھی باہر ہے۔ (والله تعالٰی اعلم)

روزہ دار کے منہ کی بو اہم چیز ہے:

ارشاد نبوی ﷺ سے معلوم ہوا کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے یہاں مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ محبوب ہے اگرچہ ہماری نظر میں اس کی کوئی قدر وقیمت معلوم نہیں ہوتی ہے یہاں شاید کسی کو یہ شبہ ہو کہ خوشبو سے مانوس ہونا اور اس سے راحت پانا اور اس کی طرف متوجہ ہونا یہ حوادث یعنی انسان وغیرہ کی صفات میں سے ہیں ان سے حق تعالیٰ منزہ ہیں تو روزہ دار کے منہ کی بو مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ اطیب عند اللہ ہونے کا کیا معنی ہے اس کا جواب علامہ مازری وغیرہ نے یہ دیا ہے کہ یہاں اس کے مجازی معنی مراد ہیں یعنی تم مشک کی خوشبو کے سبب سے جتنا صاحب مشک سے قریب ہوتے ہو اور اس کی طرف متوجہ ہوتے ہو اس سے بڑھ کر صاحب خلوف یعنی روزہ دار اس خلوف کی بدولت اللہ تعالیٰ سے قریب ہو جاتا ہے اور جتنا صاحب مشک کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اس سے بڑھ کر اللہ کی رحمت روزہ دار کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ (والله تعالٰی اعلم، کذافی الحاشیة)

ذکر الاختلاف علی ابی صالح فی هذا الحدیث

اس حدیث میں ابی صالح پر اختلاف کا ذکر

اخبرنا علی بن حرب قال حدثنا محمد بن فضیل قال حدثنا ابوسنان ضرار بن مرة عن ابی صالح

عن ابی سعید قال قال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم ان اللّٰہ تبارك وتعالیٰ یقول الصوم لی وانا اجزی به وللصآئم فرحتان اذا افطرفرح واذا لقی اللّٰہ فجزاہ فرح والذی نفس محمد بیدہ لخلوف فم الصائم اطیب عند اللّٰہ من ریح المسك.

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزہ میرے ہی لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ دار کے واسطے دوخوشیاں ہیں جب افطار کرتا ہے تو وہ شخص خوش ہوتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو جزاء دے گا تو وہ خوش ہوگا کہ اس خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ البتہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی بہت زیادہ محبوب ہے۔

اخبرنا سلیمان بن داؤدعن ابن وهب قال اخبرنی عمرو ان المنذربن عبید حدثه عن ابی صالح السمان عن ابی هریرة عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال الصیام لی وانا اجزی به والصآئم یفرح مرتین عند فطرہ ویوم یلقی اللّٰہ وخلوف فم الصآئم اطیب عند اللّٰہ من ریح المسك.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزاء دوں گا اور روزہ دار دومرتبہ خوش ہوتا ہے ایک تو افطار کے وقت اور دوسری جس روز اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ محبوب ہے۔

اخبرنا اسحٰق بن ابراهیم قال اخبرنا جریر عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی هریرة عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال ما من حسنة عملها ابن اٰدم الاکتب له عشر حسنات الی سبع مائة ضعف قال اللّٰہ عزوجل الا الصیام فانه لی وانا اجزی به یدع شهوته وطعامه من اجلی الصیام جنة للصائم فرحتان فرحة عند فطرہ وفرحة عند لقآء ربه ولخلوف فم الصآئم اطیب عند اللّٰہ من ریح المسك.

ابوصالحؒ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام کی اولاد جو بھی نیک عمل کرتی ہے ان کے لئے اس کا ثواب دس نیکیوں کے برابر لکھا جاتا ہے سات سو گناہ تک اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ مگر روزہ اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ وہ میرے ہی لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اولاد آدم اپنی شہوت اور اپنا کھانا پینا میری رضا کے لئے چھوڑتی ہے روزہ ڈھال ہے روزہ دار کے واسطے دوخوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت دوسری اپنے رب سے ملاقات کے وقت اور صائم کی منہ کی بو اللہ کے یہاں مشک کی خوشبہ سے بھی زیادہ محبوب ہے۔

اخبرنا ابراهیم بن الحسن عن حجاج قال قال ابن جریج اخبرنی عطاء عن ابی صالح الزیات انه سمع اباهریرة یقول قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم کل عمل ابن آدم له الاالصیام هو لی وانا اجزی به والصیام جُنَّةٌ اذا کان یوم صیام احدکم فلا یرفث ولایصخب فان شاتمه احد او قاتله فلیقل انی صآئم والذی نفس محمد بیدہ لخلوف فم الصآئم اطیب عند اللّٰہ یوم القیامة من ریح المسك

للصائم فرحتان اذا افطر فرح بفطره واذا لقی ربه عزوجل فرح بصومه.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن آدم کا ہر عمل اس کے واسطے ہے مگر روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ ڈھال ہے جب تم میں سے کسی کے روزہ کا دن ہو تو گندی بات نہ کرے اور نہ شور شغب کرے پس اگر کوئی اس کو گالی دے یا روزہ دار سے لڑنے کا ارادہ کرے تو کہے کہ میں روزہ دار ہوں اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے البتہ روزہ دار کی منہ کی بو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ محبوب ہے روزہ دار کے واسطے دو خوشیاں ہیں جب افطار کرے تو اپنے افطار سے خوش ہوتا ہے اور جب اپنے پروردگار برتر و بزرگ سے ملاقات کرے گا تو اپنے روزے کے سبب سے خوش ہوگا۔

اخبرنا محمد بن حاتم قال اخبرنا سوید قال اخبرنا عبد اللّٰه عن ابن جریج قراء ة علیه عن عطاء بن ابی رباح قال اخبرنا عطآء الزیات انه سمع اباهریرة یقول قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال اللّٰه عزوجل کل عمل ابن آدم له الا الصیام هو لی وانا اجزی به الصیام جنة فاذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث ولایصخب فان شاتمه احد اوقاتله فلیقل انی امرؤ صائم والذی نفس محمد بیده لخلوف فم الصائم اطیب عند اللّٰه من ریح المسك وقد روی هذا الحدیث عن ابی هریرة سعید بن المسیب.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عز وجل فرماتا ہے ابن آدم کا ہر عمل اس کے واسطے ہے مگر روزہ وہ میرے ہی لئے ہے اور میں ہی اس کی جزاء دوں گا روزہ ڈھال ہے جب تم میں سے کسی کے روزہ کا دن ہو تو نہ فحش گوئی کرے اور نہ شور و شغب کرے پس اگر کوئی روزہ دار کو گالی دے یا اس سے لڑنا چاہے تو چاہئے کہ اس سے کہے کہ میں روزہ دار ہوں، اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے البتہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ محبوب ہے۔

اخبرنا الربیع بن سلیمان قال حدثنا ابن وهب قال اخبرنی یونس عن ابن شهاب قال حدثنی سعید بن المسیب انه سمع اباهریرة یقول سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول قال اللّٰه عزوجل کل عمل ابن آدم له الا الصیام هولی وانا اجزی به والذی نفس محمد بیده لخلفة فم الصآئم اطیب عند اللّٰه من ریح المسك.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ عز و جل فرماتا ہے کہ اولاد آدم کا ہر عمل اس کے واسطے ہے مگر روزہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزاء دوں گا اور اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے البتہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ محبوب ہے۔

اخبرنا احمد بن عیسٰی قال حدثنا ابن وهب عن عمرو عن بکیر عن سعید بن المسیب عن ابی هریرة عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال کل حسنة یعملها ابن آدم فله عشر امثالها الا الصیام لی

وانا اجزی به.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نیک عمل جو اولاد آدم کرتی ہے اس کے واسطے ایک نیکی کا ثواب دس نیکیوں کے برابر ہے مگر روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا جزاء دوں گا۔

تشریح: ارشاد مبارکہ "لخلوف فم الصائم اطیب عند الله من ریح المسك" سے استدلال کرتے ہوئے امام شافعیؒ نے فرمایا کہ رمضان میں بعد زوال کے مسواک مکروہ ہے کیونکہ اس وقت مسواک کرنے سے روزہ دار کے منہ کا رائحہ زائل ہو جاتا ہے جس کی حدیث میں تعریف کی گئی ہے کہ وہ اللہ کے نزدیک مشک سے بھی زیادہ خوشبودار ہے، حنفیہ کے نزدیک مطلقاً یعنی بدون قید اوّل وقت یا آخر وقت کے مسواک کرنے میں کوئی حرج نہیں ان کا استدلال بخاری و مسلم وغیرہ کی روایت سے ہے جو ہر وضوء یا ہر نماز کے وقت مسواک کے بارے میں وارد ہوئی وہ عام ہے صائم غیر صائم اوّل وقت اور آخر وقت سب کو اور اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ خلوف عبادت کا اثر ہے مسواک سے دانتوں کی زردی اور میل زائل ہوتا ہے وہ خلوف نہیں کیونکہ وہ بھاپ ہے جو معدہ خالی ہونے سے نکلتی ہے وہ برابر باقی رہتی ہے یہاں تک کہ کچھ کھائے پیئے۔ (قاله ابن همام فی الفتح والبسط فیه)

مرقات جلد۴ صفحہ ۲۳۳ میں ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے بعد زوال کے کراہت مسواک ثابت نہیں ہوتی جیسا کہ امام شافعیؒ نے استدلال کیا ہے کیونکہ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی والدہ نے کہا "لبول ولدی اطیب من ماء الوزد عندی" تو کیا اس سے بول ولد کا عدم غسل لازم آتا ہے ہرگز نہیں اسی طرح اس حدیث میں سمجھ لیں کہ روزہ دار کے منہ کی بو "عند الله اطیب من ریح المسك" ہونے سے مسواک کا عدم استحباب لازم نہیں آتا ہے۔

ذكر الاختلاف علی محمد بن ابی یعقوب فی حدیث ابی امامة فی فضل الصائم

فضیلت روزہ دار کی حدیث ابی امامۃ میں محمد بن ابی یعقوب پر اختلاف

اخبرنا عمرو بن علی عن عبد الرحمن قال حدثنا مهدی بن میمون قال اخبرنی محمد بن عبد الله بن ابی یعقوب قال اخبرنی رجآء بن حیوة عن ابی امامة قال اتیت رسول الله صلی الله علیه وسلم فقلت مرنی بامرٍ اخذه عنك قال علیك بالصوم فانه لا مثل له.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور عرض کیا کہ آپ مجھے کوئی ایسی چیز فرما دیجئے جو میں آپ سے سیکھ لوں آپ نے فرمایا کہ روزے کو لازم پکڑو کیونکہ اس جیسا کوئی عمل نہیں۔

اخبرنا الربیع بن سلیمان قال اخبرنا ابن وهب قال اخبرنی جریر بن حازم ان محمد بن عبد الله بن ابی یعقوب الضبی حدثه عن رجآء بن حیوة قال حدثنا ابو امامة الباهلی قال قلت یا رسول الله مرنی

بامر ينفعني الله به قال عليك بالصيام فانه لا مثل له.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی ایسا عمل بتلا دیجئے کہ اس سے اللہ تعالیٰ مجھ کو نفع دے آپ نے فرمایا کہ روزے کو لازم پکڑو کیونکہ اس کے برابر کوئی عمل نہیں۔

اخبرني عبد الله ابن محمد الضعيف شيخ صالح والضعيف لقب لكثرة عبادته قال حدثنا يعقوب الحضرمي قال حدثنا شعبة عن محمد بن عبد الله بن ابي يعقوب عن ابي نصر عن رجآء بن حيوة عن ابي امامة انه سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم ايّ العمل افضل قال عليك بالصوم فانه لا عدل له.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کونسا عمل افضل ہے آپ نے فرمایا کہ روزے کا عمل مضبوطی سے پکڑے رہنا اس لئے کہ (ثواب کے لحاظ سے) اس کے برابر کوئی عمل نہیں۔

اخبرنا يحيٰى بن محمد هو ابن السكن ابو عبيد الله حدثنا يحيٰى بن كثير قال شعبة حدثنا عن محمد بن ابي يعقوب الضبي عن ابي نصر الهلال عن رجآء بن حيوة عن ابي امامة قال قلت يا رسول الله مرني بعمل قال عليك بالصوم فانه لاعدل له قلت يا رسول الله مرني بعمل قال عليك بالصوم فانه لاعدل له.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی کام دین کا بتلا دیجئے آپ نے فرمایا کہ روزے کو لازم پکڑو کیونکہ اس کے برابر کوئی عمل نہیں۔

اخبرنا محمد بن اسماعيل بن سمرة قال حدثنا المحاربي عن فطر اخبرني حبيب بن ابي ثابت عن الحكم بن عتيبة عن ميمون بن ابي شبيب عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الصوم جنة.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے۔

اخبرنا محمد بن المثنى قال حدثنا يحيٰى بن حماد قال ثنا ابو عوانة عن سليمان عن حبيب بن ابي ثابت والحكم عن ميمون بن ابي شبيب عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الصوم جنة.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے۔

اخبرنا محمد بن المثنى ومحمد بن بشار قالا حدثنا محمد قال حدثنا شعبة عن الحكم قال سمعت عروة بن النزال يحدث عن معاذ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الصوم جنة.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے۔

اخبرني ابراهيم بن الحسن عن حجاج عن شعبة قال لي الحكم سمعته منه منذ اربعين سنة ثم

قال الحکم وحدثنی میمون بن ابی شبیب عن معاذ بن جبل.

شعبہؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حکم نے فرمایا کہ میں اس حدیث کو عروہ بن نزال سے چالیس سال سے سنتا رہا ہوں پھر حکم نے کہا کہ مجھ سے یہ حدیث میمون بن ابی شبیب نے بھی بروایت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کی ہے۔

اخبرنی ابراھیم بن الحسن عن حجاج قال ابن جریج اخبرنی عطآء عن ابی صالح الزیات انه سمع اباھریرة یقول قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم الصیام جنة.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے۔

واخبرنا محمد بن حاتم اخبرنا سوید قال اخبرنا عبد اللّٰه عن ابن جریج قرآء ة عن عطآء قال اخبرنا ابو صالح الزیات انه سمع اباھر یرة یقول قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم الصیام جنة.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے۔

اخبرنا قتیبة قال حدثنا اللیث عن یزید بن ابی حبیب عن سعید بن ابی ھند انّ مطرفاً رجل من بنی عامر بن صعصعة حدثه ان عثمان بن ابی العاص دعاله بلبن لیسقیهٗ فقال مطرف انی صآئم فقال عثمان سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول الصیام جنة کجنة احدکم من القتال.

عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مطرف کے لئے دودھ منگایا تا کہ ان کو پلائے مطرف نے کہا میں روزہ دار ہوں پس عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ روزہ ڈھال ہے جیسے جنگ میں تمہاری حفاظت کا ذریعہ ڈھال ہے۔

اخبرنا علی بن الحسین قال حدثنا ابن ابی عدی عن ابن اسحٰق عن سعید بن ابی ھند عن مطرف قال دخلت علی عثمان بن ابی العاص فدعا بلبن فقلت انی صآئم فقال سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول الصوم جنة من النار کجنة احدکم من القتال.

مطرف سے روایت ہے کہ میں عثمان بن ابی العاص کے پاس گیا تو انہوں نے دودھ منگایا میں نے کہا کہ بے شک میں روزہ دار ہوں تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ روزہ ڈھال ہے یعنی بچنے کا ذریعہ ہے آگ سے جیسے تمہارے بچاؤ کے لئے ڈھال ہوتی ہے جنگ میں۔

اخبرنی زکریا بن یحیٰی قال حدثنا ابومصعب عن المغیرة عن عبد اللّٰه بن سعید بن ابی ھند عن محمد بن اسحٰق عن سعید بن ابی ھند قال دخل مطرف علی عثمان نحوه مرسل.

محمد بن اسحٰق روایت کرتے ہیں سعید بن ابی ہند سے انہوں نے کہا کہ مطرف حضرت عثمان کے پاس گیا (اس کے بعد کیا ہوا) اسے راوی نے حدیث سابق کی طرح بطور مرسل بیان کیا ہے۔

اخبرنا یحیٰی بن حبیب بن عربی قال حدثنا حماد قال حدثنا واصل عن بشار بن ابی سیف عن الولید بن عبد الرحمن عن عیاض بن غطیفٍ قال ابوعبیدة سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم

یقول الصوم جنة مالم یخرقھا.

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوفرماتے سنا ہے کہ روزہ ڈھال ہے جب تک کہ اسے نہ پھاڑ دیا جاوے۔

اخبرنا محمد بن یزید الآدمی قال حدثنا معن عن خارجة بن سلیمان عن یزید بن رومان عن عروة عن عائشة عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال الصیام جنة من النار فمن اصبح صآئماً فلا یجھل یومئذٍ وان امرؤ جھل علیه فلا یشتمه ولا یسبه ولیقل انی صآئم والذی نفس محمد بیده لخلوف فم الصآئم اطیب عند اللّٰہ من ریح المسك.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے آگ سے پس جس نے روزہ کی حالت میں صبح کی تو اس روز بیہودہ گفتگو نہ کرے اور اگر کوئی شخص اس سے سخت کلامی کرے تو اس کو گالی نہ دے اور چاہئے کہ کہے بے شک میں روزہ دار ہوں اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ خوشبودار ہے۔

اخبرنا محمد بن حاتم قال اخبرنا حبان قال اخبرنا عبد اللّٰہ عن مسعرٍ عن الولید بن ابی مالك قال حدثنااصحابنا عن ابی عبیده قال الصیام جنة مالم یخرقھا.

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے جبکہ اسے نہ پھاڑ دیا جاوے۔

اخبرنا علی بن حجر قال حدثنا سعید بن عبد الرحمن عن ابی حازم عن سھل بن سعد عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال للصآئمین باب فی الجنة یقال له الرّیان لایدخل فیه احدغیرھم فاذا دخل اٰخرھم اغلق من دخل فیه شرب ومن شرب لم یظمأ ابدا.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ داروں کے واسطے جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے اس میں ان کے علاوہ اور کوئی داخل نہ ہوگا جب ان میں سے سب سے پچھلا شخص داخل ہوگا تو دروازہ بند کر دیا جائے گا جو شخص اس میں داخل ہو جائے گا وہ پیئے گا (حوض کوثر سے) اور جو پیئے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔

اخبرنا قتیبة قال حدثنا یعقوب عن ابی حازم قال حدثنی سھل ان فی الجنة بابا یقال له الریان یقال یوم القیامة این الصائمون ھل لکم الی الریان من دخله لم یظمأ ابدا فاذا دخلوا اغلق علیھم فلم یدخل فیه احد غیرھم.

ابی حازم کہتے ہیں کہ مجھ سے سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان کی کہ جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے قیامت کے روز پکارا جائے گا روزے رکھنے والے کہاں ہیں کیا تمہیں ریان کی خواہش ہے جو شخص اس میں داخل ہوگا کبھی پیاسا نہ ہوگا جب اس میں داخل ہوں گے تو ان پر دروازہ بند کر دیا جائے گا اور اس میں "صائمون" کے علاوہ کوئی داخل نہ ہوگا۔

اخبرنا احمد بن عمرو بن السرح والحارث بن مسکین قرآء ۃ علیه وانا اسمع عن ابن وھب قال

اخبرني مالك ويونس عن ابن شهاب عن حميد ابن عبد الرحمن عن ابی هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من انفق زوجين في سبيل الله عزوجل نودی فی الجنة يا عبد الله هذا خير فمن كان من اهل الصلوٰة يدعٰى من باب الصلوٰة ومن كان من اهل الجهاد دعی من باب الجهاد ومن كان من اهل الصدقة يدعى من باب الصدقة ومن كان من اهل الصيام دعی من باب الريان قال ابو بكر الصديق يا رسول الله ما علٰى احدٍ يدعٰى مَن تلك الابواب من ضرورة فهل يدعىٰ احدمن تلك الابواب كلها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نعم ارجو ان تكون منهم.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص خرچ کرے دوہری چیز اللہ بزرگ وبرتر کی راہ میں اس کو پکارا جائے گا جنت میں اے اللہ کا بندہ یہ (یعنی تیرا یہ عمل جو تو نے کیا تھا) بہت اچھا ہے پس جو کوئی اہل صلوٰۃ سے ہوگا اسے باب الصلوٰۃ سے بلایا جائے گا اور کوئی اہل جہاد سے ہوگا اس کو باب الجہاد سے بلایا جائے گا اور جو کوئی اہل صدقہ سے ہوگا اس کو باب الصدقہ سے بلایا جائے گا اور جو کوئی اہل صیام سے ہوگا اس کو باب الرّیان سے بلایا جائے گا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کچھ ضرورت تو ہے نہیں کہ کوئی سب ہی دروازوں سے بلایا جائے پس کیا کوئی ان سب ابواب سے بلایا جائے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اور امید رکھتا ہوں کہ تو ان میں سے ہوگا۔

اخبرنا محمود بن غيلان قال حدثنا ابواحمد قال حدثنا سفيان عن الاعمش عن عمارة بن عمير عن عبد الرحمن بن يزيد عن عبد الله قال خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن شبابٌ لا نقدر على شيءٍ قال يا معشر الشباب عليكم بالبآءة فانه اغض للبصر واحصن للفرج ومن لم يستطع فعليه بالصوم فانه له وجآء.

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اور ہم نوجوان تھے کسی چیز پر یعنی ناداری کی وجہ سے نکاح پر قدرت نہ رکھتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے نوجوانوں کی جماعت تم نکاح کرلو اس لئے کہ نکاح سے نظر بہت پست رہتی ہے اور شرمگاہ کی بہت حفاظت ہوتی ہے اور جو شخص نکاح پر قدرت نہ رکھتا ہو اس پر روزہ لازم ہے اس لئے کہ روزہ سے اس کی شہوت جاتی رہتی ہے۔

اخبرنا بشر بن خالد قال حدثنا محمد بن جعفر عن شعبة عن سليمان عن ابراهيم عن علقمة ان ابن مسعود لقي عثمان بعرفاتٍ فخلابه فحدثهٗ وان عثمان قال لابن مسعود هل لك في فتاة ازوجكها فدعا عبدالله علقمة فحدثهٗ ان النبي صلى الله عليه وسلم قال من استطاع منكم البآءة فليتزوج فانه اغض للبصر واحصن للفرج ومن لم يستطع فليصم فان الصوم له وجآء.

حضرت علقمہ سے روایت ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرفات میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اور تنہائی میں ان سے بات چیت کی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کیا تمہیں کسی جوان عورت کی خواہش ہے میں اس کا نکاح آپ کے ساتھ کرادوں پس حضرت عبداللہ نے علقمہؒ کو بلایا اور ان سے حدیث بیان کی کہ نبی

ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص تم میں سے نکاح کی طاقت رکھتا ہو اس کو نکاح کر لینا چاہئے اس لئے کہ وہ نگاہوں کو بہت روکتا ہے اور شرمگاہ کو بہت بچاتا ہے اور جو طاقت نہ رکھتا ہو اس کو روزہ رکھنا چاہئے کیونکہ روزہ اس کے واسطے ذریعہ ہے توڑنے شہوت کا۔

اخبرنا هارون بن اسحٰق قال حدثنا المحاربی عن الاعمش عن ابراهيم عن علقمة والاسود عن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من استطاع منكم البآء ة فليتزوج ومن لم يجد فعليه بالصوم فانه له وجآء.

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی تم میں سے نکاح کی استطاعت رکھتا ہو اس کو نکاح کر لینا چاہئے اور جو طاقت نہ رکھتا ہو وہ روزہ رکھے کیونکہ روزہ اس کی شہوت کو مار دینے والا ہے۔

اخبرنی هلال بن العلآء بن هلال قال حدثنا ابی قال حدثنا علی بن هاشم عن الاعمش عن عمارة عن عبد الرحمن بن يزيد قال دخلنا على عبد الله ومعنا علقمة والاسود وجماعة فحدثنا بحديثٍ مارأيته حدث به القوم الا من اجلي لانی كنت احدثهم سنا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا معشر الشباب من استطاع منكم البآء ة فليتزوج فانه اغض للبصر واحصن للفرج قال علی وسئل الاعمش عن حديث ابراهيم فقال عن ابراهيم عن علقمة عن عبد الله مثله قال نعم.

عبدالرحمٰن بن یزیدؒ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ کے پاس گئے ہمارے ساتھ علقمہ اور اسود اور علاوہ ان کے کچھ اور لوگ بھی تھے (رحمہم اللہ) تو انہوں نے ہم سے ایک حدیث بیان کی میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے صرف میری خاطر لوگون سے حدیث بیان کی کیونکہ میں ان سب میں عمر کے لحاظ سے جوان تھا انہوں نے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے جوانوں کی جماعت جو تم میں سے نکاح کی قوت رکھتا ہو اس کو نکاح کر لینا چاہئے اس لئے کہ اس کی بدولت نگاہ نیچی رہتی ہے اور شرمگاہ محفوظ رہتی ہے۔

اخبرنا عمرو بن زرارة قال اخبرنا اسماعيل قال حدثنا يونس عن ابي معشر عن ابراهيم عن علقمة قال كنت مع ابن مسعودٌ وهو عند عثمان فقال عثمان خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم علىٰ يعنى فتيةٍ فقال من كان منكم ذاطول فليتزوج فانه اغض للبصر واحصن للفرج ومن لا فالصوم له وجآء قال ابو عبد الرحمن ابو معشر هذا اسمه زياد بن كليب وهو ثقة وهو صاحب ابراهيم روىٰ عنه منصور ومغيرة وشعبة وابو معشر المدينی اسمه نجيح وهو ضعيف ومع ضعفه ايضاً كان قد اختلط عنده احاديث منا كير منها محمد بن عمرو عن ابی سلمة عن ابی هريرة عن النبی صلى الله عليه وسلم قال ما بين المشرق والمغرب قبلة ومنها هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة عن النبی صلى الله عليه وسلم لا تقطعوا اللحم بالسكين ولكن انهسوا نهسا.

حضرت علقمہؒ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا جبکہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھے پس حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ باہر نکل کر چند نوجوانوں کے پاس تشریف لائے

پھر فرمایا کہ جو شخص تم میں سے مالدار ہو اس کو نکاح کر لینا چاہئے اس لئے کہ نکاح سے نظر بہت رکتی ہے اور شرمگاہ کی بہت حفاظت ہوتی ہے اور جو مالدار نہ ہو (وہ روزہ رکھے) کیونکہ روزہ سے اس کی شہوت جاتی رہتی ہے۔

تشریح: روایات مذکورہ میں فرمایا گیا ہے کہ روزہ ڈھال ہے جہنم کی آگ سے مطلب اس کا یہ ہے کہ روزہ کے سبب سے دنیا میں شیطان کے شر سے بچتا ہے اور آخرت میں دوزخ کی آگ سے بشرطیکہ روزہ دار غیبت وچغلی اور جھوٹی گواہی اور گالم گلوچ وغیرہ سے پرہیز کرے ورنہ اس کا روزہ ہرگز نافع اور کارآمد نہ ہوگا کیوں کہ جس حدیث سے روزہ کی بڑی اور بھاری فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ "الصیام جنة من النار" فرمایا اسی کے ساتھ ہی ان معاصی سے بچنے کی بھی ہدایت فرمائی جن کے سبب سے روزہ بے کار اور بے اثر ہوجاتا ہے چنانچہ فرمایا کہ "فمن اصبح صا ئماً فلا یجهل یومئذٍ الخ" یہ الفاظ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہیں اور اسی کے ذیل میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ "الصیام جنة مالم یخرقها" یعنی روزہ جنگی ڈھال کی طرح ہے مجاہد جنگ میں ڈھال کے ذریعہ دشمن کی وار سے اپنا بچاؤ کرتا ہے اسی طرح روزہ کی بدولت روزہ دار دوزخ کی آگ سے محفوظ رہے گا بشرطیکہ روزے کی حالت میں ہر طرح کے گناہ سے مثلاً غیبت وبہتان وجھوٹی گواہی اور گالی غرض تمام قولی اور فعلی گناہوں سے خود کو بچائے تب روزے کا ثمر ملے گا افسوس ہے کہ مسلمان رمضان میں کھانے پینے کو چھوڑ کر بھوک پیاس کی تکلیف کو برداشت کر لیتے ہیں مگر روزے کو بے کار و بے قیمت بنا دینے والے حرام کاموں سے باز نہیں رہتے ایسا روزہ حق تعالیٰ کے یہاں کیوں کر قبول ہوگا اور آخرت میں کیا کام دے گا اور ایسے روزے سے اصل مقصد جو خواہش نفسانی کا توڑنا اور نفس امارہ کا تابعدار کرنا ہے وہ حاصل نہ ہوگا۔ (واللّٰہ تعالیٰ اعلم)

ثواب من صام یوماً فی سبیل الله عزوجل وذکر اختلاف علی سهیل بن ابی صالح فی الخبرفی ذلک

جس نے اللہ بزرگ و برتر کی راہ میں ایک دن روزہ رکھا اس کے ثواب کا بیان

اخبرنا یونس بن عبد الاعلیٰ قال اخبرنی انس عن سهیل بن ابی صالح عن ابیه عن ابی هریرة عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال من صام یوما فی سبیل اللّٰه عزوجل زحزح اللّٰه وجههٗ عن النار بذلك الیوم سبعین خریفاً.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص روزہ رکھے ایک دن اللہ بزرگ و برتر کی راہ میں (یعنی جہاد میں) دور رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کی ذات کو آگ سے اس دن کے بدلہ میں بقدر مسافت ستر برس کے۔

اخبرنا داؤد بن سلیمان بن حفص قال حدثنا ابو معاویة الضریر عن سهیل عن المقبری عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من صام یوماً فی سبیل اللّٰه باعد اللّٰه بینه وبین النار بذلك الیوم سبعین خریفاً.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھے اس کے بدلہ میں اس کی ذات کو آگ سے اللہ تعالیٰ بقدر مسافت ستر برس کے دور رکھے گا۔

اخبرنا ابراهیم بن یعقوب قال حدثنا ابن ابی مریم قال حدثنا سعید بن عبد الرحمن قال اخبرنی سهیل عن ابیه عن ابی هریرة قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من صام یوماً فی سبیل اللّٰه باعد اللّٰه عزوجل وجهه عن النار سبعین خریفاً.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھے اللہ عزوجل اس کی ذات کو آگ سے بقدر مسافت ستر برس کے دور رکھے گا۔

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا محمد قال حدثنا شعبة عن سهیل عن صفوان عن ابی سعید عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال من صام یوماً فی سبیل اللّٰه عزوجل باعد اللّٰه وجهه من جهنم سبعین عاماً.

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایک دن روزہ رکھے اللہ عزوجل کی راہ میں اللہ تعالیٰ اس کی ذات کو جہنم سے بقدر ستر سال کے دور رکھے گا۔

اخبرنا محمد بن عبد اللّٰه بن عبد الحکم عن شعیب قال اخبرنا اللیث عن ابن الهاد عن سهیل عن ابن ابی عیاش عن ابی سعید انه سمع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول مامن عبد یصوم یوماً فی سبیل اللّٰه عزوجل الا بعّد اللّٰه عزوجل بذلك الیوم وجهه من النار سبعین خریفا.

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے جو بندہ اللہ برتر و بزرگ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھے اس کو اس کے بدلہ میں اللہ عزوجل آگ سے بقدر مسافت ستر سال کے دور رکھے گا۔

اخبرنا الحسن بن قزعة عن حمید بن الاسود قال حدثنا سهیل عن النعمان بن ابی عیاش قال سمعت اباسعید الخدری قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من صام یوماً فی سبیل اللّٰه عزوجل باعده اللّٰه عن النار سبعین خریفا.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ عزوجل کی راہ میں ایک دن روزہ رکھے اس کو اللہ تعالیٰ آگ سے بقدر مسافت ستر سال کے دور رکھے گا۔

اخبرنامؤمل ابن اهاب قال حدثنا عبد الرزاق قال اخبرنا ابن جریج قال اخبرنی یحیٰی بن سعید وسهیل بن ابی صالح سمعا النعمان بن ابی عیاش قال سمعت اباسعید الخدری یقول سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول من صام یوماً فی سبیل اللّٰه تبارك وتعالیٰ باعداللّٰه وجهه عن النار سبعین خریفا.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے جو شخص اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس کی ذات کو آگ سے بقدر مسافت ستر سال کے دور رکھے گا۔

ذکر الاختلاف علی سفیان الثوری

سفیان ثوریؒ پر اختلاف کا ذکر

اخبرنا عبد اللّٰہ بن منیر نیسابوری قال حدثنا یزید العدنی قال حدثنا سفیان عن سهیل بن ابی صالح عن النعمان بن ابی عیاش عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لا یصوم عبد یوماً فی سبیل اللّٰہ الا باعد اللّٰہ تعالیٰ بذلك الیوم النار عن وجهه سبعین خریفا.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بندہ اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ نہیں رکھتا مگر اللہ تعالیٰ اس دن کے بدلہ میں آگ کو اس کی ذات سے بقدر مسافت ستر برس کے دور رکھے گا۔

اخبرنا احمد بن حرب قال حدثنا قاسم عن سفیان عن سهیل بن ابی صالح عن النعمان ابن ابی عیاش عن ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال من صام یوماً فی سبیل اللّٰہ باعدا للّٰہ بذلك الیوم حرّ جهنم عن وجهه سبعین خریفا.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کی ذات سے جہنم کی حرارت کو بقدر مسافت ستر برس کے دور رکھے گا۔

اخبرنا عبد اللّٰہ بن احمد بن محمد بن حنبل قال قرأت علی ابی حدثکم ابن نمیر قال حدثنا سفیان عن سمی عن النعمان بن ابی عیاش عن ابی سیعد الخدری قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم من صام یوماً فی سبیل اللّٰہ باعداللّٰہ بذلك الیوم النار عن وجهه سبعین خریفا.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایک دن روزہ رکھے اللہ کی راہ میں اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ آگ کو اس کی ذات سے بقدر مسافت ستر سال کے دور رکھے گا۔

اخبرنا محمود بن خالد عن محمد بن شعیب قال اخبرنی یحییٰ بن الحارث عن القاسم ابی عبد الرحمن انه حدثه عن عقبة بن عامر عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال من صام یوماً فی سبیل اللّٰہ عزوجل باعداللّٰہ منه جهنم مسیرة مائة عام.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ عزوجل کی راہ میں ایک دن روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس سے جہنم کو بقدر مسافت سو برس کے دور رکھے گا۔

تشریح: اوپر کی روایات میں ستر کا اور اس روایت میں سو سال کا ذکر ہے دونوں میں جمع کی صورت یہ ہے کہ احد العددین کو یا دونوں کو تکثیر پر حمل کیا جائے یعنی مدت دراز تک وہ شخص جہنم سے محفوظ رہے گا یا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے روزہ کے اجر میں اپنے فضل

وکرم سے اضافہ فرمادیا کہ پہلے بقدر مسافت ستر سال کے فرمایا پھر بقدر مسافت سو برس کے فرمایا۔ (واللّٰہ تعالٰی اعلم، قالہ العلامۃ السندھی)

ما یکرہ من الصیام فی السفر

سفر میں روزہ رکھنا مکروہ ہے

اخبرنا اسحٰق بن ابراھیم قال اخبرنا سفیان عن الزھری عن صفوان بن عبد اللّٰہ عن ام الدرداء عن کعب بن عاصم قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول لیس من البر الصیام فی السفر.

حضرت کعب بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں۔

اخبرنا ابراھیم بن یعقوب قال حدثنا محمد بن کثیر عن الاوزاعی عن الزھری عن سعید بن المسیب قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لیس من البر الصیام فی السفر قال ابو عبد الرحمن ھذا خطآء والصواب الذی قبلہ لا نعلم احد اتابع ابن کثیر علیہ.

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں۔

العلۃ التی من اجلھا قیل ذلک وذکر الاختلاف علی محمد بن عبد الرحمن فی حدیث جابر بن عبد اللہ فی ذلک

اس سبب کے بیان میں جس کی بناء پر کلام مذکور فرمایا گیا ہے الخ

اخبرنا قتیبۃ قال حدثنا بکر عن عمارۃ بن غزیۃ عن محمد بن عبد الرحمن عن جابر بن عبد اللّٰہ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رأی ناساً مجتمعین علی رجل فسأل فقالوا رجل اجھدہ الصوم قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لیس من البر الصیام فی السفر.

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ ایک شخص پر جمع ہو رہے تھے آپ نے پوچھا اس پر لوگوں نے عرض کیا کہ ایک آدمی کو اس کے روزہ نے مشقت میں ڈال دیا ہے (اس موقع پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں۔

اخبرنی شعیب بن شعیب بن اسحٰق قال حدثنا عبد الوھاب بن سعید قال ثنا شعیب قال حدثنا الاوزاعی قال حدثنی یحیٰی بن ابی کثیر قال اخبرنی محمد بن عبد الرحمن قال اخبرنی جابر بن عبد

الله ان رسول الله صلی الله علیه وسلم مرّ برجل فی ظل شجرة یرش علیه المآء قال ما بال صاحبکم هذا قالوا یا رسول الله صائم قال انه لیس من البر ان تصوموا فی السفر وعلیکم برخصة الله التی رخص لکم فاقبلوا ها.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کے پاس سے گذرے جو ایک درخت کے سایہ میں تھا اس پر پانی ڈالا جارہا تھا آپ نے فرمایا تمہارے اس ساتھی کا کیا حال ہے لوگوں نے جواب دیا اے اللہ کے رسول یہ روزہ دار ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں تم اس رخصت پر عمل کیا کرو جو تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطاء کی گئی ہے۔

اخبرنا محمود بن خالد قال حدثنا الفریابی قال حدثنا الاوزاعی حدثنی یحییٰ قال اخبرنی محمد بن عبد الرحمن حدثنی من سمع جابراً نحوه.

محمد بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ مجھ سے اس شخص نے حدیث بیان کی جس نے حضرت جابر سے سنا ہے پہلی حدیث جیسی۔

تشریح: سفر میں روزے کی کراہت کیوں ہے اس ترجمہ کے ماتحت کی روایت میں اس کا ذکر ہے کہ اس کا سبب لحوق مشقت وپریشانی ہے مسافر کو صوم فی السفر سے تکلیف اور پریشانی ہوتی ہے ایسی صورت میں تو ترک صوم اولیٰ ہے بلکہ اس کو منع کیا جائے گا جس پر حدیث باب "لیس من البر الصیام فی السفر" دلالت کررہی ہے غرض کہ حدیث ممانعت اسی مسافر کے حق میں ہے جس کو روزے سے دشواری اور مشقت ہوتی ہو لیکن اگر ایسی صورت پیش نہ آئے تو روزہ رکھنا عزیمت واولیٰ ہے اور افطار کرنا رخصت ہے چنانچہ صاحب ہدایہؒ نے فرمایا "وان کان مسافر الا یستضر بالصوم فصومه افضل وان افطر جاز" یہی قول مالکیہ وشافعیہ کا بھی ہے اگر کوئی کہے کہ اصل تو یہی ہے کہ عموم لفظ کا اعتبار رہوتا ہے نہ کہ خصوصی مورد کا لہٰذا کراہت عام ہونی چاہئے جی ہاں اصل تو یہی ہے لیکن جب عموم اللفظ مفضی ہو تعارض الادلۃ والروایات کو تو حدیث کو خصوص مورد پر رکھا جائے گا جیسا کہ یہاں اور بعض علماء نے کہا کہ "لیس من البر" میں مِن کا لفظ زائد ہے اب یہ معنیٰ ہوگا "لیس هو البر" یعنی سفر میں روزہ رکھنا طاعۃ وعبادت نہیں بلکہ روزہ نہ رکھنا ہی عبادت ہے جبکہ سفر حج اور جہاد کا ہوتا کہ قوت حاصل ہو غرض کہ طرفین یعنی مبتدا وخبر معرفہ ہونے کی وجہ سے مراد حدیث اپنے خاص موقع ومحل پر منحصر رہے گی اور بعض لوگوں نے کہا کہ یہ حدیث اس شخص کے بارے میں بیان کی گئی ہے جو روزہ رکھتا ہے اور رخصت کو قبول نہیں کرتا ہے۔ (قاله علامة السندهی)

شارح ہدایہ مولانا سید امیر علی صاحبؒ نے فرمایا کہ ممانعت کی یہ حدیث اپنے سبب سے مخصوص ہے اور سبب یہ واقعہ تھا جو یہاں حدیث میں مذکور ہے اور اس پر اس لئے محمول کرنا پڑا کہ صحیح مسلم میں ایک اسلمی شخص کو فرمایا کہ افطار کرنا مسافر کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے رخصت ہے، جس نے اس کو اختیار کیا اچھا کیا اور جس نے روزہ رکھنا چاہا اس پر گناہ نہیں ہے۔ (رواه مسلم)

اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کرتے تو ہم میں صائم بھی ہوتے اور افطار کرنے والے بھی۔ (کما فی البخاری ومسلم)

پس ان سے صراحۃً مسافر کے لئے روزہ رکھنے کا جواز معلوم ہوتا ہے، لہٰذا حدیث المنع اسی مسافر کے حق میں ہے جس کو

روزہ تکلیف دہ اور ضرر رساں ہو، مختصراً۔

ذكر الاختلاف على بن المبارك

ابن مبارک پر اختلاف کا بیان

اخبرنا اسحاق بن ابراهيم قال اخبرنا وكيع قال حدثنا على بن المبارك عن يحيٰى بن ابى كثير عن محمد بن عبد الرحمن بن ثوبان عن جابر بن عبد الله عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ليس من البر الصيام فى السفر عليكم برخصة الله عزوجل فاقبلوها.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں تم اس رخصت کو قبول کرو جو اللہ عزوجل نے تم کو عطا کی ہے۔

اخبرنا محمد بن المثنى عن عثمان بن عمر قال اخبرنا على بن المبارك عن يحيٰى عن محمد بن عبد الرحمن عن رجل عن جابر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ليس البر الصيام فى السفر.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں۔

ذكر اسم الرجل

اوپر کی روایت میں عن رجل سے مراد کون ہے اس کا ذکر

اخبرنا عمرو بن على قال حدثنا يحيٰى بن سعيد وخالد بن الحارث عن شعبة عن محمد بن عبد الرحمن عن محمد بن عمرو بن حسن عن جابر بن عبد الله ان رسول الله صلى الله عليه وسلم راى رجلا قد ظلّل عليه فى السفر فقال ليس من البر الصيام فى السفر.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا سفر میں اس پر سایہ کیا گیا تھا آپ نے فرمایا سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں۔

اخبرنا محمد بن عبد الله بن عبد الحكم عن شعيب قال اخبرنا الليث عن ابن الهاد عن جعفر بن محمد عن ابيه عن جابر قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم الى مكة عام الفتح فى رمضان فصام حتى بلغ كراع الغميم فصام الناس فبلغه ان الناس قد شق عليهم الصيام فدعا بقدح ماءٍ بعد العصر فشرب والناس ينظرون فافطر بعض الناس وصام بعض فبلغه ان ناسا صاموا فقال اولئك العصاة.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں فتح مکہ کے سال میں مکہ کی طرف نکلے آپ خود روزہ دار تھے یہاں تک کہ "كراع الغميم" (وادی) پر پہنچے اور لوگ بھی روزہ دار تھے پس آپ کو معلوم ہوا کہ لوگوں پر روزہ

دشوار ہوگیا ہے پھر حضور ﷺ نے ایک پیالی پانی منگوا کر عصر کے بعد پی لیا اور لوگ دیکھ رہے تھے پس کچھ لوگوں نے افطار کیا اور کچھ لوگوں نے روزے رکھے پھر حضور ﷺ کو معلوم ہوا کہ بعض لوگ روزے سے ہیں تو اسی وقت آپ نے فرمایا کہ یہی تو نافرمان لوگ ہیں۔

اخبرنا هارون بن عبد الله وعبد الرحمن بن محمد بن سلام قالا حدثنا ابوداؤد عن سفيان عن الاوزاعي عن يحيٰی عن ابی سلمة عن ابی هريرة قال اُتی النبی صلی الله عليه وسلم بطعام بمر الظهران فقال لابی بکر وعمرا دنيا فكلا فقالا انّا صآئمان فقال ارحلوا لصاحبيكم اعملوا لصاحبيكم.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس کھانا لایا گیا مرالظہران میں (یہ قریب مکہ ایک جگہ کا نام ہے) آپ نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا کہ قریب ہو جاؤ اور کھانا کھالو انہوں نے کہا کہ ہم تو روزہ دار ہیں پس حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے دونوں ساتھی کے اونٹ پر کجاوہ باندھو (یہ بات افطار کرنے والے صحابہ سے فرمائی تھی) اور ان دونوں کی (بوقت ضرورت) خدمت کیا کرو۔

اخبرنا عمران بن يزيد قال حدثنا محمد بن شعيب قال اخبرنا الاوزاعي عن يحيٰی انه حدثه عن ابی سلمة قال بينما رسول الله صلی الله عليه وسلم يتغدی بمر الظهران ومعه ابوبكر وعمر فقال الغدآء مرسل.

حضرت ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ صبح کا کھانا کھا رہے تھے مرالظہر ان میں اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تھے تو آپ نے فرمایا کھانا کھاؤ (ان دونوں نے کیا جواب دیا اوپر کی روایت میں مذکور ہے۔)

اخبرنا محمد بن المثنی قال حدثنا عثمان بن عمر قال حدثنا علی عن يحيٰی عن ابی سلمة ان رسول الله صلی الله عليه وسلم وابا بكر وعمر كانوا بمر الظهران مرسل.

حضرت ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سب مرالظہر ان میں تھے۔

تشریح: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوا کہ روزہ شروع کرنے کے بعد اس کا افطار کرنا مسافر کے واسطے جائز ہے۔ (قاله العلامة السندهي كما في الحاشية)

جن لوگوں نے روزہ افطار نہیں کیا ان کے بارہ میں فرمایا "اولٰئك العصاة" یہی لوگ تو نافرمان ہیں یہ لفظ زیادتی زجر کے لئے صحیح مسلم کی روایت میں دو بار فرمایا اس لئے کہ حضور ﷺ نے پانی پی کر روزہ اس لئے افطار کیا تھا کہ لوگ دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی رخصت قبول کرنے میں آپ ﷺ کی پیروی کریں اب جن لوگوں نے روزہ رکھا انہوں نے حضور ﷺ کے فعل کی مخالفت کی اس لئے زجر و توبیخ کے طور پر وہ کلمہ مکرر فرمایا۔ (قاله الطيبي كما في المرقات)

اوپر کی سند میں عن رجل سے مراد محمد بن عمرو بن حسن ہیں۔

ذکر وضع الصیام عن المسافر والاختلاف علی الاوزاعی فی خبر عمرو بن امیه فیه

مسافر سے روزہ ساقط کر دینے کا بیان

اخبرنی عبدة بن عبد الرحیم عن محمد بن شعیب قال حدثنا الاوزاعی عن یحیٰی عن ابی سلمة قال اخبرنی عمرو بن امیة الضمری قال قدمت علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم من سفر فقال انتظر الغدآء یا ابامیة فقلت انی صآئم فقال تعال ادن منی حتی اخبرك عن المسافر ان اللّٰہ عزوجل وضع عنه الصیام ونصف الصلوٰة.

حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک سفر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوامیہ کھانے کا انتظار کرنا (یعنی جب کھانا آ جائے ہمارے ساتھ کھالینا) انہوں نے کہا کہ میں روزہ دار ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریب آ جاؤ تا کہ میں تم کو مسافر کے متعلق (حکم شریعت) بتادوں بے شک اللہ عزوجل نے مسافروں سے روزہ اور آدھی نماز ساقط کر دی۔

اخبرنی عمرو بن عثمان قال حدثنا الولید عن الاوزاعی قال حدثنی یحیٰی بن ابی کثیر قال حدثنی ابو قلا بة حدثنی جعفر بن عمرو بن امیة الضمری عن ابیه قال قدمت علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فقال لی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم الا تنتظر الغدآء یا ابا امیة قلت انی صآئم فقال تعال اخبرك عن المسافر ان اللّٰہ وضع عنه یعنی الصیام ونصف الصلوٰة.

حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوامامیہ کیا تم صبح کے کھانے کا انتظار نہیں کرو گے میں نے عرض کیا کہ میں روزہ دار ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آؤ میں تم کو مسافر کا حال بتاؤں بے شک اللہ تعالیٰ نے مسافر سے روزہ ساقط کر دیا ہے اور آدھی نماز کم کر دی۔

اخبرنا اسحٰق بن منصور قال اخبرنا ابو المغیرة قال حدثنا الاوزاعی عن یحیٰی عن ابی قلا بة عن ابی المهاجر عن ابی امیة الضمری قال قدمت علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم من سفر فسلمت علیه فلما ذهبت لاخرج قال انتظر الغدآء یا ابا امیة قلت انی صآئم یا نبی اللّٰہ قال تعال اخبرك عن المسافر ان اللّٰہ تعالٰی وضع عنه الصیام ونصف الصلوٰة.

ابوامیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک سفر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہوا میں نے آپ کو سلام کیا پھر جب میں جانے لگا تو آپ نے فرمایا اے ابوامیہ کھانے کا انتظار کرنا میں نے کہا کہ میں روزہ دار ہوں اے اللہ کے نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آؤ میں تم کو مسافر کی خبر دوں بے شک اللہ تعالیٰ نے مسافر سے روزہ ساقط کر دیا ہے اور آدھی

نماز کم کردی۔

اخبرنا احمد بن سلیمان قال حدثنا موسٰی بن مروان قال حدثنا محمد بن حرب عن الاوزاعی قال اخبرنی یحیٰی قال حدثنی ابوقلابة عن ابی المهاجر قال حدثنی ابوامیة یعنی الضمری انه قدم علی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فذکرنحوه.

ابوالمہاجر کہتے ہیں کہ مجھ سے ابوامیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا پھرراوی نے پہلی روایت کی طرح بیان کیا ہے۔

اخبرنا شعیب بن شعیب بن اسحٰق قال حدثنا عبد الوهاب قال حدثنا شعیب قال حدثنا الاوزاعی قال حدثنی یحیٰی قال حدثنی ابو قلابة الجرمی ان ابا امیة الضمری حدثهم انه قدم علی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من سفر فقال انتظر الغدآء یا اباامیة قلت انی صائم قال ادن اخبرك عن المسافر ان اللّٰه وضع عنه الصیام ونصف الصلوٰة.

ابوامیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوقلابہ جرمی وغیرہ سے بیان کیا ہے کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوامیہ کھانے کا انتظار کرو (یعنی کھانا حاضر ہونے تک ٹھر جاؤ پھر ہمارے ساتھ کھالینا) میں نے کہا میں روزہ دار ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب ہوجاؤ میں تم کو مسافر سے متعلق حکم بتاتا ہوں بے شک اللہ تعالیٰ نے اس سے روزے کو ساقط کردیا ہے اور آدھی نماز اس سے کم کردی۔

تشریح: روایات مذکورہ میں آیا ہے کہ عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صائم ہونے کا عذر کیا ہے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کھانا حاضر ہونے تک انتظار کرنے کو فرمایا اس کے بعد ان سے فرمایا کہ تم مسافر ہو اللہ تعالیٰ نے ایام سفر میں مسافر سے صوم فرض کی ادائیگی کے لزوم کو ساقط کردیا ہے اور اس کو اختیار دیا ہے کہ چاہے ان ایام سفر میں روزہ رکھے اور چاہے تو دوسرے ایام میں روزہ رکھے لہٰذا صوم نفل بعذر سفر بطریق اولیٰ ساقط ہوگا لیکن سقوط صوم اور سقوط نصف صلوٰۃ میں فرق ہے یعنی مقیم ہونے کے بعد اس پر روزے کی قضا واجب ہے اور چونکہ مسافر کا اوّل ہی سے فرض آدھی نماز یعنی دو رکعت ہے نہ ایسا کہ پہلے چار تھیں پھر دو ہوگئیں اس لئے اس پر دو کی قضاء نہیں اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ نماز دو دو رکعت فرض ہوئی اور وہی سفر میں برقرار رہی پھر حضر میں دو دو رکعت کا اضافہ ہوا۔(رواہ البخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ شب معراج میں پنجگانہ فرض سوائے مغرب کے باقی نماز دو دو ہی رکعت فرض کی گئی۔ (کما فی فتح الباری وغیره، کذافی الحاشیة بتغییر قلیل)

ذکر اختلاف معاویة بن سلام وعلی بن المبارک فی هذا الحدیث

اس حدیث میں معاویہ بن سلام اور علی بن مبارک کے اختلاف کا ذکر

اخبرنا محمد بن عبید اللّٰه بن یزید بن ابراهیم الحرانی قال حدثنا عثمان قال حدثنا معاویة عن

يحيى بن ابى كثير عن ابى قلابة ان ابا امية الضمرى اخبره انه اتى رسول الله صلى الله عليه وسلم من سفر وهو صائم فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم الاتنتظر الغدآء قال انى صائم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم تعال اخبرك عن الصيام ان الله عزوجل وضع عن المسافر الصيام ونصف الصلوٰة.

حضرت ابو قلابہؒ سے روایت ہے کہ ابوامیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ میں ایک سفر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں روزہ دار تھا اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم کھانے کا انتظار نہیں کرو گے میں نے کہا میں صائم ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریب آ جاؤ میں تم کو روزے کے بارے میں بتاتا ہوں بے شک اللہ عزوجل نے مسافر سے روزے کو اور آدھی نماز کو وضع کر دیا ہے۔

اخبرنا محمد بن المثنى قال حدثنا عثمان بن عمر قال اخبرنا على عن يحيى عن ابى قلابة عن رجل ان اباامية اخبره انه اتى النبى صلى الله عليه وسلم من سفر نحوه.

ابو قلابہؒ ایک شخص کے واسطہ سے روایت کرتے ہیں کہ اس سے ابوامیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے کہ میں ایک سفر سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہوا پھر روایت سابقہ کی طرح بیان کیا ہے۔

اخبرناعمر بن محمد بن الحسن بن التّل قال حدثنا ابى قال حدثنا سفيان الثورى عن ايوب عن ابى قلابة عن انس عن النبى صلى الله عليه وسلم قال ان الله وضع عن المسافر يعنى نصف الصلوٰة والصوم وعن الحبلى والمرضع.

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے مسافر سے آدھی نماز اور روزے کو ساقط کر دیا اور حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی سے بھی۔

اخبرنا محمد بن حاتم قال حدثنا حيان قال اخبرنا عبد الله عن ابن عيينة عن ايوب عن شيخ من قشير عن عمه حدثنا ثم الفيناه فى ابل له فقال له ابو قلابة حدثه فقال الشيخ حدثنى عمى انه ذهب فى ابل له فانتهى الى النبى صلى الله عليه وسلم وهو يأكل اوقال يطعم فقال ادن فكل او قال ادن فاطعم فقلت انى صائم فقال ان الله عزوجل وضع عن المسافر شطر الصلوٰة والصيام وعن الحامل والمرضع.

ایوب کے شیخ قشیری کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے چچا نے بیان کیا ہے کہ میں اپنے اونٹ کی تلاش میں چلا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا اس وقت آپ کھانا کھا رہے تھے آپ نے فرمایا قریب بیٹھ کر کھانا کھالو میں نے کہا میں روزہ دار ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ بزرگ و برتر نے مسافر سے آدھی نماز اور روزے کو ساقط کر دیا اور حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی سے بھی ساقط کر دیا۔

اخبرنا ابو بكر بن على قال حدثنا شريح قال حدثنا اسماعيل بن علية عن ايوب قال حدثنى ابو

قلابة هذا الحديث ثم قال هل لك في صاحب الحديث فدلني عليه فلقيته فقال حدثني قريب لي يقاله انس بن مالك اتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في ابل كان لي اخذت فوافقته وهو يأكل فدعاني الى طعامه فقلت انى صآئم فقال ادن اخبرك عن ذلك ان الله وضع عن المسافر الصوم وشطر الصلوٰة.

ایوب کہتے ہیں کہ مجھ سے ابوقلابہ نے یہ حدیث بیان کی تھی پھر انہوں نے فرمایا کیا تمہیں صاحب حدیث سے ملنے کی خواہش ہے پس انہوں نے مجھے ان کا پتہ بتا دیا پھر میں ان سے ملا پھر انہوں نے کہا کہ مجھ سے میرے ایک رشتہ دار نے جس کو انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا جاتا ہے بیان کیا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے لوٹے گئے اونٹ مانگنے کی غرض سے حاضر ہوا میں نے آپ کو اس حال میں پایا کہ آپ کھانا کھا رہے تھے آپ نے مجھے کھانے کو فرمایا میں نے کہا روزہ دار ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب ہو جاؤ میں تم کو اس کی خبر دیتا ہوں بے شک اللہ تعالیٰ نے مسافر سے روزہ اور آدھی نماز کو ساقط کر دیا ہے۔

اخبرنا سويد بن نصر قال اخبرنا عبدالله عن خالد الحذآء عن ابى قلابة عن رجل قال اتيت النبي صلى الله عليه وسلم لحاجة فاذا هو يتغدىٰ قال هلم الى الغدآء فقلت انى صآئم قال هلم اخبرك عن الصوم ان الله وضع عن المسافر نصف الصلوٰة والصوم ورخص للحبلى والمرضع.

ابوقلابہ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے کہا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کسی کام سے حاضر ہوا اس وقت آپ کھانا کھا رہے تھے مجھ سے فرمایا آ جاؤ کھانے پر میں نے کہا روزہ دار ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آ جاؤ میں تم کو روزہ کے متعلق بتاتا ہوں بے شک اللہ تعالیٰ نے مسافر سے آدھی نماز ساقط کر دی اور روزہ کو بھی ساقط کر دیا اور حاملہ اور دودھ پلانے والی کے واسطے رخصت دے دی۔

اخبرنا سويد بن نصر قال اخبرنا عبد الله عن خالد الحذآء عن ابى العلآء بن الشخير عن رجل نحوه.

ابوالعلاء بن شخیر نے بواسطہ ایک رجل حدیث سابق کی طرح بیان کیا ہے۔

اخبرنا قتيبة حدثنا ابو عوانة عن ابى بشر عن هانى بن الشخير عن رجل من بلحريشٍ عن ابيه قال كنت مسافرا فاتيت النبي صلى الله عليه وسلم وانا صآئم وهو يأكل قال هلم قلت انى صآئم قال تعال الم تعلم ما وضع الله عن المسافر قلت وما وضع عن المسافر قال الصوم ونصف الصلوٰة.

بنی حریش میں سے ایک شخص اپنے باپ سے روایت کرتا ہے اس کے والد نے کہا میں مسافر تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں روزہ دار تھا اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھا رہے تھے مجھ سے فرمایا آ جاؤ میں نے کہا روزہ دار ہوں آپ نے فرمایا ادھر آ جاؤ کیا تم کو معلوم نہیں وہ بات جو اللہ نے مسافر سے ساقط کر دی میں نے کہا کیا چیز مسافر سے ساقط کر دی فرمایا روزہ اور آدھی نماز۔

اخبرنا عبد الرحمن بن محمد بن سلام قال حدثنا ابوداؤد قال حدثنا ابو عوانة عن ابى بشر عن هانى بن عبد الله بن الشخير عن رجل من بلحريشٍ عن ابيه قال كنا نسا فرماشآء الله فاتينا رسول

اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وھو یطعم فقال ھلم فاطعم فقلت انی صآئم فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم احدثکم عن الصیام ان اللّٰہ وضع عن المسافر الصوم وشطر الصلوٰۃ.

بنی حریش میں سے ایک شخص اپنے باپ سے روایت کرتا ہے اس کے والد نے کہا کہ ہم سفر کرتے رہے جتنا اللہ کو منظور تھا پس ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے اس وقت آپ کھانا کھا رہے تھے آپ نے فرمایا آ جاؤ کھانا کھاؤ میں نے کہا روزہ دار ہوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو روزہ کے متعلق بتاتا ہوں بے شک اللہ تعالیٰ نے مسافر سے روزہ اور آدھی نماز کو ساقط کر دیا۔

اخبرنا عبید اللّٰہ بن عبد الکریم قال حدثنا سھل بن بکار قال حدثنا ابو عوانۃ عن ابی بشر عن ھانی بن عبد اللّٰہ بن الشخیر عن ابیہ قال کنت مسافراً فاتیت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وھو یأکل وانا صآئم فقال ھلم قلت انی صآئم قال اتدری ما وضع اللّٰہ عن المسافر قلت وما وضع اللّٰہ عن المسافر قال الصوم وشطر الصلوٰۃ.

ہانی اپنے باپ عبداللہ بن شخیر سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں مسافر تھا نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ کھانا کھا رہے تھے اور میں روزہ دار تھا حضور ﷺ نے فرمایا آ جاؤ میں نے کہا روزہ دار ہوں حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو اس چیز کو جو اللہ نے مسافر سے ساقط کر دیا ہے میں نے کہا اللہ نے مسافر سے کس چیز کو ساقط کر دیا حضور ﷺ نے فرمایا روزہ اور آدھی نماز۔

اخبرنا احمد بن سلیمان قال حدثنا عبید اللّٰہ قال اخبرنا اسرآئیل عن موسیٰ ھو ابن ابی عائشۃ عن غیلان قال خرجت مع ابی قلابۃ فی سفر فقرب طعاماً فقلت انی صآئم فقال ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم خرج فی سفر فقرب طعاماً فقال لرجل ادن فاطعم قال انی صآئم قال ان اللّٰہ وضع عن المسافر نصف الصلوٰۃ والصوم فی السفر فادن فاطعم فدنوت فطعمت.

غیلان سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ابی قلابہ کے ساتھ ایک سفر میں نکلا انہوں نے کھانا پیش کیا میں نے کہا روزہ دار ہوں ابو قلابہ نے کہا بے شک رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں نکلے آپ کے سامنے کھانا لایا گیا آپ نے ایک شخص سے فرمایا قریب ہو جاؤ اور کھانا کھا لو اس نے کہا میں روزہ دار ہوں حضور ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے مسافر سے بحالت سفر آدھی نماز موقوف کر دی اور روزہ کو معاف کر دیا پس قریب بیٹھ کر کھانا کھا لیجئے پھر میں قریب بیٹھ کر کھانا کھا لیا۔

(حدیث مذکور میں جس انس بن مالک کا ذکر ہے یہ وہ نہیں جو حضور ﷺ کے خادم تھے۔)

فضل الافطار فی السفر علی الصوم

سفر میں روزے کے افطار کی فضیلت

اخبرنا اسحٰق بن ابراھیم قال حدثنا ابو معاویۃ قال حدثنا عاصم الاحول عن مورق العجلی عن

انس بن مالك قال كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في السفر فمناالصآئم ومنا المفطر فنزلنا في يومٍ حآرٍ واتخذنا ظلالاً فسقط الصوام وقام المفطرون فسقوا الركاب فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ذهب المفطرون اليوم بالاجر.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے بعض ہم میں سے روزے دار تھے اور بعض افطار کرنے والے ہم سخت گرمی کے دن میں ایک منزل میں اترے اور خیمے کھڑے کئے پس روزہ دار گر پڑے (بوجہ ضعف کے) اور افطار کرنے والے کھڑے رہے (یعنی خدمت میں مشغول ہوئے) اور اونٹوں کو پانی پلایا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج کے دن افطار کرنے والے ثواب لے گئے۔

تشریح: ثواب لے گئے یعنی ثواب مکمل لے گئے اس لئے کہ افطار ان کے حق میں ایسے وقت میں بہتر تھا اور لفظ الیوم میں اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ یہ حکم مطلق نہیں بلکہ فضیلت افطار کی اپنے ساتھیوں کی خدمت اور مدد کی وجہ سے ہے جس کی بدولت افطار کرنے والوں کو روزے داروں کے ثواب کی بنسبت اسقدر مقام اور ثواب حاصل ہوا گویا یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ مفطر ون کل اجر لے گئے۔ (والله تعالى اعلم، كذافي المرقات والحاشية لعلامة السندهي)

ذكر قوله الصائم في السفر كالمفطر في الحضر

ارشاد نبوی سفر میں روزہ رکھنے والا مثل افطار کرنے والے کے ہے حضر میں اس کا بیان

اخبرنا محمد بن ابان البلخي قال حدثنا معن عن ابن ذئب عن الزهري عن ابي سلمة بن عبد الرحمن عن عبد الرحمن بن عوف قال يقال الصيام في السفر كالافطار في الحضر.

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے فرمایا کہ یہ کہا جاتا تھا کہ سفر میں روزہ رکھنا مثل افطار کرنے والے کے ہے حضر میں۔

اخبرني محمد بن يحيٰى بن ايوب قال حدثنا حماد بن الخياط وابو عامر قالاِ حدثنا ابن ابي ذئب عن الزهري عن ابي سلمة عن عبد الرحمن بن عوف قال الصآئم في السفر كالمفطر في الحضر.

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ سفر میں روزے رکھنے والا مثل افطار کرنے والے کے ہے حضر میں۔

اخبرني محمد بن يحيٰى بن ايوب قال حدثنا ابو معاوية قال حدثنا ابن ابي ذئب عن الزهري عن حميد بن عبد الرحمن بن عوف عن ابيه قال الصآئم في السفر كالمفطر في الحضر.

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ سفر میں روزے رکھنے والا ایسا ہے جیسا کہ حضر میں افطار کرنے والا۔

تشریح: میرکؒ نے کہا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں روزہ رکھنا منع ہے جیسا کہ حضر یعنی گھر میں افطار کرنا اس کے بعد ملا علی

قاریؒ فرماتے ہیں کہ ظاہر حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے جو میرک نے کہا اور یہی مسلک ظاہریہ کا ہے اور ہمارے مذہب میں صوم فی السفر مطلقاً منع نہیں اس لئے کہ حدیث مذکور کے برعکس ایسی احادیث بھی آئی ہیں جو صراحۃً اجازت صوم کو بتلاتی ہیں اس لئے جمہور کے نزدیک حدیث باب اس خاص حالت پر محمول ہے جبکہ کسی کو سفر میں روزے سے ضرر اور مشقت ہوتی ہو اس تاویل وتوجیہ سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث اور دیگر احادیث مجوزہ میں مطابقت ہوجاتی ہے۔ (مرقات: ۲۷۹/۴، مزید تفصیل وہاں مذکور ہے)

الصيام فی السفر وذكر الاختلاف فی خبر ابن عباس فيه

سفر میں روزہ رکھنا اور اس سلسلہ میں ابن عباس کی حدیث میں اختلاف کا ذکر

اخبرنا محمد بن حاتم قال اخبرنا سويد قال اخبرنا عبد الله عن شعبة عن الحكم عن مقسم عن ابن عباس ان النبی صلى الله عليه وسلم خرج فی رمضان فصام حتى اتى قديداً ثم أُتى بقدح من لبنٍ فشرب وافطرهو واصحابه.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں نکلے آپ نے روزہ رکھا یہاں تک کہ قدید تک پہنچے پھر دودھ کا ایک پیالہ پیش کیا گیا پس آپ نے پیا اور افطار کیا اور صحابہ کرام نے بھی۔

اخبرنا القاسم بن زكريا قال حدثنا سعيد بن عمرو قال حدثنا عبثر عن العلاء بن المسيب عن الحكم بن عتيبة عن مجاهد عن ابن عباس قال صام رسول الله صلى الله عليه وسلم من المدينة حتى اتى قديداً ثم افطر حتى اتى مكة.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے روزہ رکھ کر تشریف لے چلے یہاں تک قدید تک پہنچے پھر افطار کیا حتیٰ کہ مکہ میں تشریف لائے۔

اخبرنا زكريا بن يحيىٰ قال حدثنا الحسن بن عيسىٰ قال اخبرنا ابن المبارك قال اخبرنا شعبة عن الحكم عن مقسم عن ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم صام فی السفر حتى اتى قديداً ثم دعا بقدح من لبن فشرب فافطرهو واصحابه.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں روزہ رکھا یہاں تک کہ قدید تک پہنچے پھر ایک پیالہ دودھ کا منگایا اور نوش فرمایا پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے افطار کیا اور صحابہ کرام نے بھی۔

تشریح: ابن ہمامؒ نے فرمایا کہ بخاری و مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال میں رمضان میں نکلے آپ نے روزہ رکھا یہاں تک کہ کدید تک پہنچے (یہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے) پھر افطار کیا، اب نسائی کی روایت میں بھی یہی مراد ہے کہ رمضان میں نکلے فتح مکہ کے سال میں۔

ابن شہاب زہریؒ نے فرمایا کہ "وكان الفطر آخر الامرين" ابن ہمامؒ فرماتے ہیں کہ اس سے سفر میں روزے کے عدم

جواز کا قول کرنے والے استدلال کرتے ہیں کہ بقول زہری جب یہ فعل افطار آخری ہے تو اب صوم فی السفر منسوخ ہوگیا۔

علامہ ابن ہمامؒ فرماتے ہیں کہ اعتبار نسخ صوم پر اس روایت میں بیان کردہ فعل دلیل قطعی نہیں بن سکتا کیونکہ جمہور علماء کے نزدیک یہ آخری فعل نہیں تھا اب دونوں قسم کی روایات مانعہ اور مجوزہ میں سے ایک کو ترک دینے سے حتی الامکان تطبیق کا راستہ نکالنا ہی بہتر ہے اور جمع کی صورت یہی ہے کہ جس روایت سے بظاہر سفر میں روزے کی ممانعت معلوم ہوتی ہے وہ اس پر محمول ہے کہ روزے کی وجہ سے ایسی بری حالت پیدا ہو جائے کہ بوجہ ضعف کے گر پڑے جیسے روایات مذکورہ میں اس قسم کی حالت بعض صحابہ کو پیش آئی ہے تو ایسی صورت میں سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں بلکہ عصیان ہے جیسے حضر میں ترک صوم نیکی نہیں عصیان ہے اور حضور ﷺ نے موضع کدید میں مشقت لاحق ہونے کی وجہ سے افطار فرمایا تھا۔ (مزید تفصیل کلام ابن ہمام کی مرقات میں ہے)

ذکر الاختلاف علی منصور

منصور پر اختلاف کا ذکر

اخبرنا اسماعیل بن مسعود قال حدثنا خالد عن شعبة عن منصور عن مجاهد عن ابن عباس قال خرج رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم الی مکة فصام حتی اتی عسفان فدعا بقدح فشرب قال شعبة فی رمضان فکان ابن عباس یقول من شآء صام ومن شآء افطر.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ کی طرف تشریف لے چلے آپ نے روزہ رکھا یہاں تک کہ عسفان تک پہنچے تو ایک پیالہ پانی کا منگایا اور پیا راوی حدیث شعبہ کہتے ہیں یہ سفر رمضان میں کیا تھا پس ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے افطار کرے۔

اخبرنا محمد بن قدامة عن جریر عن منصور عن مجاهد عن طاؤس عن ابن عباس قال سافر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسم فی رمضان فصام حتی بلغ عسفان ثم دعا بانآء فشرب نهاراً یراه الناس ثم افطر.

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں سفر کیا آپ نے روزہ رکھا یہاں تک کہ عسفان تک پہنچے پھر ایک پیالہ پانی کا منگایا اور دن میں پیا (بعد عصر) تا کہ لوگ دیکھیں پھر افطار کیا یعنی مکہ تک افطار پر قائم رہے۔

اخبرنا حمید بن مسعدة قال حدثنا سفیان عن العوام بن حوشب قال قلت لمجاهد الصوم فی السفر قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یصوم ویفطر.

عوام بن حوشب سے روایت ہے کہ میں نے مجاہد سے پوچھا کیا میں سفر میں روزہ رکھوں حضرت مجاہدؒ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ روزے رکھتے تھے اور افطار کرتے تھے۔ (دونوں طریقے درست ہیں)

اخبرنی هلال بن العلاء قال حدثنا حسین قال حدثنا زهیر قال حدثنا ابو اسحق قال اخبرنی مجاهد ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم صام فی شهر رمضان فافطر فی السفر.

ابو اسحٰق کہتے ہیں کہ مجھ سے مجاہد نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ماہ رمضان میں روزہ رکھا پھر افطار کیا سفر میں۔

ذکر الاختلاف علی سلیمان بن یسار فی حدیث حمزة بن عمرو فیه

صوم فی السفر کے بارے میں حمزہ بن عمرو کی حدیث میں سلیمان بن یسار پر اختلاف کا ذکر

اخبرنا محمد بن رافع قال حدثنا ازهر بن القاسم قال حدثنا هشام عن قتادة عن سلیمان بن یسار عن حمزة بن عمرو الاسلمی انه سأل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم عن الصوم فی السفر قال ان ثم ذکر کلمة معناها ان شئت فصم وان شئت فافطر.

حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سفر میں روزے رکھنے کے بارے میں دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے روزہ رکھ اور اگر تو چاہے افطار کر۔

اخبرنا قتیبة قال حدثنا اللیث عن بکیر عن سلیمان بن یسار ان حمزة بن عمرو قال یا رسول اللّٰہ مثله مرسل.

بکیر روایت کرتے ہیں سلیمان بن یسار سے کہ حمزہ بن عمرو نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کے بعد مثل مضمون حدیث سابق روایت کی ہے۔

اخبرنا سوید بن نصر قال اخبرنا عبد اللّٰہ عن عبد الحمید بن جعفر عن عمران بن ابی انس عن سلیمان بن یسار عن حمزة بن عمرو قال سألت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم عن الصوم فی السفر فقال ان شئت ان تصوم فصم وان شئت ان تفطر فافطر.

حمزہ اسلمی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سفر میں روزے کے بارے میں پوچھا حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو روزہ رکھنا چاہے روزہ رکھ اور اگر تو افطار کرنا چاہے افطار کر۔

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا ابوبکر قال حدثنا عبد الحمید بن جعفر عن عمران بن ابی انس عن سلیمان بن یسار عن حمزة بن عمرو قال سألت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم عن الصوم فی السفر فقال ان شئت ان تصوم فصم وان شئت ان تفطر فافطر.

حمزہ بن عمرو سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سفر میں روزے کے بارہ میں سوال کیا آپ نے فرمایا کہ اگر تو روزہ رکھنا چاہے روزہ رکھ اور اگر تو افطار کرنا چاہے تو افطار کر۔

اخبرنا الربیع بن سلیمان قال حدثنا ابن وهب قال اخبرنی عمرو بن الحارث واللیث فذکر اخر عن بکیر عن سلیمان بن یسار عن حمزة بن عمرو الاسلمی قال یارسول اللّٰہ انی اجد قوة علی الصیام فی السفر قال ان شئت فصم وان شئت فافطر.

حمزہ بن عمرو اسلمی سے روایت ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ بے شک میں سفر میں روزے رکھنے پر قوت پاتا ہوں حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے روزہ رکھ اور اگر تو چاہے افطار کر۔

اخبرنی هارون بن عبد اللّٰہ قال حدثنا محمد بن بکیر قال حدثنا عبد الحمید بن جعفر قال اخبرنی عمران بن ابی انس عن ابی سلمة بن عبد الرحمن عن حمزة بن عمرو انه سأل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم عن الصوم فی السفر قال ان شئت ان تصوم فصم وان شئت ان تفطر فافطر.

حمزہ بن عمرو سے روایت ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے سفر میں روزہ کے بارہ میں پوچھا آپ نے فرمایا کہ اگر تو روزہ رکھنا چاہے تو روزہ رکھ اور اگر تو افطار کرنا چاہے تو افطار کر۔

اخبرنا عمران بن بکار قال حدثنا احمد بن خالد حدثنا محمد قال حدثنا عمران بن ابی انس عن سلیما بن یسار وحنظلة بن علی قال حدثانی جمیعا عن حمزة بن عمرو قال کنت اسرد الصیام علی عهد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فقلت یا رسول اللّٰہ انی اسرد الصیام فی السفر فقال ان شئت فصم وان شئت فافطر.

حمزہ بن عمرو سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں لگا تار روزہ رکھتا تھا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں پس میں نے کہا یا رسول اللہ بے شک میں لگا تار روزہ رکھتا ہوں سفر میں آپ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے روزہ رکھ اور اگر تو چاہے افطار کر۔

اخبرنا عبید اللّٰہ بن سعد بن ابراهیم قال حدثنا عمی قال حدثنا ابی عن ابن اسحٰق عن عمران بن ابی انس عن حنظلة بن علی عن حمزة قال قلت یا نبی الله انی رجل أسرد الصیام افاصوم فی السفر قال ان شئت فصم وان شئت فافطر.

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی بے شک میں ایسا آدمی ہوں کہ لگا تار روزہ رکھتا ہوں کیا میں سفر میں روزہ رکھوں آپ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے روزہ رکھ اور اگر تو چاہے افطار کر۔

اخبرنا عبید اللّٰہ بن سعد قال حدثنا عمی قال حدثنا ابی عن ابن اسحٰق قال حدثنی عمران بن ابی انس ان سلیمان بن یسار حدثه ان ابا مراوح حدثه ان حمزة بن عمرو حدثه انه سأل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم وکان رجلا یصوم فی السفر فقال ان شئت فصم وان شئت فافطر.

حضرت حمزہ بن عمرو نے ابو مراوح سے بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا جبکہ میں سفر میں روزہ رکھتا تھا آپ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے روزہ رکھ اور اگر تو چاہے افطار کر۔

تشریح: ظاہر حدیث سے نہ صوم کی ترجیح ثابت ہوتی ہے اور نہ افطار کی بلکہ بدون ترجیح کے دونوں کا جواز معلوم ہوتا ہے۔

(کذافی الحاشیة) بعض حضرات نے کہا کہ دونوں میں جو زیادہ آسان ہو وہ افضل ہے کیونکہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے "یرید بکم اللّٰہ الیسر" لیکن جو سفر میں روزے کی طاقت نہ رکھتا ہو اور اس سے اس کو ضرر و مشقت پہنچتی ہو تو اس کے لئے افطار افضل ہے دلیل اس کی وہ حدیث ہے جو ماقبل میں گذر چکی ہے، اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سوال سفر میں صوم نفل کے بارے میں کیا تھا کیونکہ سرد فی الصوم یعنی لگاتار روزے کا عمل اسی پر دلالت کر رہا ہے قاضی شوکانی نے ابن دقیق العید کے حوالہ سے فرمایا کہ اس حدیث میں رمضان کی کوئی تصریح نہیں کہ سوال صوم رمضان کے بارے میں کیا تھا لہٰذا یہ حدیث ان لوگوں کے خلاف حجت نہیں ہوسکتی جو صوم رمضان کو سفر میں ناجائز کہتے ہیں۔ (کذا فی البذل)

ذکر الاختلاف علی عروة فی حدیث حمزة فیه

حدیث حمزہ میں عروہ پر اختلاف کا ذکر

اخبرنا الربیع بن سلیمان قال حدثنا ابن وهب قال حدثنا عمرو وذکر آخر عن ابی الاسود عن عروة عن ابی مراوح عن حمزة بن عمرو انه قال لرسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اجد فی قوة علی الصیام فی السفر فهل علی جناح قال هی رخصة من اللّٰه عزوجل فمن اخذ بها فحسن ومن احب ان یصوم فلا جناح علیه.

حمزہ بن عمرو سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میں سفر میں روزے رکھنے کی طاقت رکھتا ہوں تو کیا مجھ پر کوئی گناہ ہوگا حضور ﷺ نے فرمایا کہ افطار کی اجازت ہے اللہ عزوجل کی طرف سے پس جس نے رخصت اختیار کی اس نے اچھا کیا اور جو روزہ رکھنا چاہے اس پر کوئی گناہ نہیں۔

تشریح: ضمیر مؤنث ہی کا مرجع افطار ہے لیکن چونکہ خبر یعنی رخصة مؤنث ہے اس لحاظ سے ضمیر تانیث لائی گئی یہ کلام یعنی "هی رخصة الخ" سائل کے اعتقاد کے مطابق وارد ہوا ہے لہٰذا ظاہری لفظ حسن سے افطار کی ترجیح اس لئے ثابت نہیں ہوتی کہ صوم کے بارے میں فلا جناح علیہ فرمایا۔ (قاله علامة السندهی. واللّٰه تعالیٰ اعلم)

ذکر الاختلاف علی هشام بن عروة فیه

اس روایت میں ہشام بن عروہ پر اختلاف کا ذکر

اخبرنا محمد بن اسماعیل بن ابراهیم عن محمد بن بشر عن هشام بن عروة عن ابیه عن حمزة بن عمرو الاسلمی انه سأل رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اصوم فی السفر قال ان شئت فصم وان شئت فافطر.

حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کیا کیا میں سفر میں روزہ رکھوں حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے روزہ رکھ اور اگر تو چاہے افطار کر۔

اخبرنا علی بن الحسن اللّانی بالکوفة قال حدثنا عبد الرحیم الرازی عن هشام بن عروة عن عائشة عن حمزة بن عمرو انه قال یا رسول اللّٰه انی رجل اصوم فاصوم فی السفر قال ان شئت فصم وان شئت فافطر.

• حمزہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں ایسا شخص ہوں کہ روزہ رکھتا ہوں کیا میں سفر میں روزہ رکھوں آپ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے روزہ رکھ اور اگر تو چاہے افطار کر۔

اخبرنا محمد بن سلمة قال اخبرنا ابن القاسم قال حدثنا مالك عن هشام بن عروة عن ابیه عن عائشة قالت ان حمزة قال لرسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یا رسول اللّٰه اصوم فی السفر وکان کثیر الصیام فقال له رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ان شئت فصم وان شئت فافطر.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ حمزہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اے اللہ کے رسول کیا میں سفر میں روزہ رکھوں اور حمزہ بہت روزے رکھتے تھے پس ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو چاہے روزہ رکھ اور اگر تو چاہے افطار کر۔

اخبرنی عمرو بن هشام قال حدثنا محمد بن سلمة عن ابی عجلان عن هشام بن عروة عن ابیه عن عائشة قالت ان حمزة سأل رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فقال یارسول اللّٰه اصوم فی السفر فقال ان شئت فصم وان شئت فافطر.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ حمزہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اے اللہ کے رسول کیا میں سفر میں روزہ رکھوں آپ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے روزہ رکھ اور اگر تو چاہے افطار کر۔

اخبرنا اسحٰق بن ابراهیم قال اخبرنا عبدة بن سلیمان قال حدثنا هشام بن عروة عن ابیه عن عائشة ان حمزة الاسلمی سأل رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عن الصوم فی السفروکان رجلا یسرد الصوم فقال ان شئت فصم وان شئت فافطر.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حمزہ اسلمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفر میں روزہ کے متعلق سوال کیا اور وہ لگا تار روزہ رکھتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو چاہے روزہ رکھ اور اگر تو چاہے افطار کر۔

ذکر الاختلاف علی ابی نضرة المنذر بن مالک بن قطعة فیه

ابی نضرۃ منذر بن مالکؒ پر اختلاف کا بیان

اخبرنا یحیٰی بن حبیب بن عربی قال حدثنا حماد عن سعید الجریری عن ابی نضرة قال حدثنا ابو سعید قال کنا نسافر فی رمضان فمنا الصائم ومنا المفطر لا یعیب الصائم علی المفطر ولا المفطر علی الصائم.

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رمضان میں سفر کرتے تھے ہم میں سے بعض روزے دار ہوتے اور بعض افطار کرنے والے نہ عیب بیان کرتے روزے دار افطار کرنے والے کا اور نہ افطار کرنے والے روزے دار کا۔

اخبرنا سعید بن یعقوب الطالقانی قال حدثنا خالد وهو ابن عبد الله الواسطی عن ابی مسلمة عن ابی نضرة عن ابی سعید قال کنا نسافر مع النبی صلی الله علیه وسلم فمنا الصائم ومنا المفطر ولا یعیب الصائم علی المفطر ولا یعیب المفطر علی الصائم۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کرتے تھے پس بعض ہم میں سے روزے دار ہوتے اور بعض افطار کرنے والے نہ روزے دار عیب بیان کرتے افطار کرنے والے کا اور نہ مفطر روزے دار کا۔

اخبرنا ابوبکر بن علی قال حدثنا القواریری قال حدثنا بشر بن منصور عن عاصم الاحول عن ابی نضرة عن جابر قال سافرنا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فصام بعضنا وافطر بعضنا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا ہم میں سے بعضوں نے روزہ رکھا اور بعضوں نے افطار کیا۔

اخبرنا ایوب بن محمد قال حدثنا مروان قال حدثنا عاصم عن ابی نضرة المنذر عن ابی سعید وجابر بن عبدالله انهما سافرا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فیصوم الصائم ویفطر المفطر ولا یعیب الصائم علی المفطر ولا المفطر علی الصائم۔

حضرت ابو سعید اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا پس روزے رکھنے والے روزے رکھتے اور افطار کرنے والے افطار کرتے اور نہ عیب بیان کرتے روزے دار افطار کرنے والے کا اور نہ افطار کرنے والے روزے دار کا۔

تشریح: ایک روایت میں "ولا یعیب" کے بجائے "فلا یجد" آیا ہے یعنی نہ غصہ کرتے اور نہ اعتراض کرتے روزے دار مفطر پر اس لئے کہ اس نے رخصت پر عمل کیا اور نہ افطار کرنے والے صائم پر اس لئے کہ اس نے عزیمت پر عمل کیا۔ (کمافی المرقات)

الرخصة للمسافر ان یصوم بعضاً ویفطر بعضاً

مسافر کے واسطے جائز ہے دن کے کچھ حصہ میں روزہ رکھے اور کچھ حصہ میں افطار کرے

اخبرنا قتیبة قال حدثنا سفیان عن الزهری عن عبید الله بن عبد الله عن ابن عباس قال خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم عام الفتح صائماً فی رمضان حتی اذا کان بالکدید افطر۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال میں رمضان میں (مدینہ سے) روزے دار ہونے کی حالت میں نکلے یہاں تک کہ جب مقام کدید میں پہنچے تو افطار کیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ دن کے شروع حصہ میں روزہ رکھے پھر سفر کرے تو افطار جائز ہے۔

الرخصة فی الافطار لمن حضر شهر رمضان فصام ثم سافر

اس شخص کے واسطے افطار کی اجازت ہے جس کے سامنے رمضان کا مہینہ آ گیا ہو پس اس نے روزہ رکھا پھر مسافر ہو گیا

اخبرنا محمد بن رافع قال حدثنا یحیٰی بن آدم قال حدثنا مفضل عن منصور عن مجاهد عن طاؤس عن ابن عباس قال سافر رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فصام حتی بلغ عسفان ثم دعا باناء فشرب نهاراً لیراه الناس ثم افطر حتی دخل مکة فافتتح مکة فی رمضان قال ابن عباس فصام رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فی السفر وافطر فمن شآء صام ومن شاء افطر.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر شروع کیا آپ نے روزہ رکھا یہاں تک کہ عسفان تک پہنچے پھر پانی کا برتن منگایا اور نوش فرمایا یعنی افطار کر لیا دن میں تا کہ لوگ اس کو دیکھ لیں یہاں تک کہ آپ مکہ میں داخل ہوئے اور مکہ فتح ہو گیا رمضان میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں روزہ رکھا پھر افطار کیا اب جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے افطار کرے۔

تشریح: "عسفان بضم العین وسکون السین" ہے بقول صحیح مکہ سے دو مرحلہ پر ایک جگہ کا نام ہے یہاں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دن کے وقت میں افطار کر لیا بیان جواز کے لئے تا کہ لوگ جان لیں کہ افطار کرنا جائز ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں دونوں کام کئے ہیں یعنی روزہ بھی رکھا اور افطار بھی کیا اس لئے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "فمن شاء صام ومن شاء افطرلا حرج علی احدهما" اگر کوئی دونوں میں سے ایک امر اختیار کر لے اس پر کوئی حرج اور گناہ نہیں، اس میں اختلاف ہے کہ سال فتح مکہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کس وقت نکلے بعضوں نے کہا کہ بعد عصر جبکہ رمضان سے دس روز گذر چکے اور بعض نے کہا کہ رمضان کی دوراتیں گذر جانے کے بعد نکلے اسی کو ملا علی قاریؒ نے اصح قرار دیا ہے۔ (مرقات ج٤)

وضع الصیام عن الحبلی والمرضع

حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت سے روزہ ساقط ہونے کا بیان

اخبرنا عمرو بن منصور قال حدثنا مسلم بن ابراهیم عن وهیب بن خالد قال حدثنا عبد اللّٰه بن سوادة القشیری عن ابیه عن انس بن مالك رجل منهم انه اتی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم بالمدینة وهو یتغدیٰ فقال له النبی صلی اللّٰه علیه وسلم هلم الی الغدآء فقال انی صآئم فقال له النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ان اللّٰه عزوجل وضع عن المسافر الصوم وشطر الصلوٰة وعن الحبلی والمرضع.

قشیری میں سے ایک شخص یعنی انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ شریف میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھا رہے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھانے کی طرف آ جاؤ انہوں نے کہا میں روزہ دار ہوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ بے شک اللہ عزوجل نے مسافر سے روزہ اور آدھی نماز ساقط کردی اور حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت سے روزہ ساقط کردیا۔

تشریح: روزہ رکھنے سے اگر حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کے بچے کو نقصان پہنچے یا خود ان کو نقصان کرے تو وہ روزہ چھوڑ دیں لیکن عذر دور ہونے کے بعد قضاء صوم لازم ہے اسی پر اہل علم کا اجماع ہے اور حنفیہ کے یہاں ان پر فدیہ نہیں کیونکہ فدیہ کا حکم خلاف قیاس بوڑھے پھوس کے ذمہ لازم ہے اور یہ دونوں اس کے حکم میں شامل نہیں ہیں۔

تاويل قول الله عزوجل وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين

اس آیت کریمہ کی تفسیر کے بیان میں

اخبرنا قتيبة قال اخبرنا بكر وهو ابن مضر عن عمرو بن الحارث عن بكير عن يزيد مولى سلمة بن الاكوع عن سلمة بن الاكوع قال لما نزلت هذه الأية وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين كان من اراد منا ان يفطر ويفتدي حتى نزلت الأية التي بعد ها فنسختها.

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ہم میں سے جو شخص افطار کرنا اور فدیہ دینا چاہتا وہ ایسا ہی کرتا یہاں تک کہ وہ آیت اتری جو اس کے بعد ہے پھر وہ اختیار سابق جو پہلی آیت سے معلوم ہوتا ہے منسوخ ہوگیا۔

اخبرنا محمد بن اسماعيل بن ابراهيم قال حدثنا يزيد قال اخبرنا ورقآء عن عمرو بن دينار عن عطآء عن ابن عباس في قوله عزوجل وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين يطيقونه يكلفونه فدية طعام مسكين واحدٍ فمن تطوع خيراً طعام مسكين اخر ليست بمنسوخة فهو خير له وان تصوموا خير لكم لا يرخص في هذا الا الذي لا يطيق الصيام او مريض لا يشفىٰ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ یہ آیت "وعلى الذين الخ" منسوخ نہیں ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ جو لوگ روزے کی طاقت نہ رکھتے ہوں اور اس سے تکلیف و مشقت ہوتی ہو وہ ہر روزے کے عوض ایک مسکین کو کھانا دیں پھر جو شخص اپنی خوشی سے نیکی کرے (یعنی فدیہ میں قدر واجب سے زیادہ دے) تو وہ اس کے واسطے بہتر ہے اور یہ کہ تم روزہ رکھو تمہارے واسطے بہتر ہے اس فدیہ کے حکم میں ہر شخص داخل ہی نہیں اس کی اجازت صرف اس کو دی گئی ہے جو روزہ کی طاقت نہ رکھتا ہو یا ایسا بیمار جو شفا کی توقع نہ رکھتا ہو۔

تشریح: اس آیت کی تاویل اور حکم میں اختلاف ہے حضرت ابن عمر اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دیگر صحابہ کا بھی مسلک یہی ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے چنانچہ حضرت سلمہ بن اکوع فرماتے ہیں کہ ابتداء اسلام میں لوگوں کو اختیار دیا گیا تھا کہ اگر ہمت ہو

تو روزے رکھیں ورنہ افطار کرلیں اور فدیہ دیں پس بعض لوگ روزے رکھتے تھے اور بعض طاقت کے باوجود فدیہ دیتے تھے یہ اختیار اس لئے دیا گیا تھا کہ ان کو روزے کی عادت نہ تھی اگر شروع ہی سے روزے کا لازمی حکم ہوجاتا تو رمضان ان پر دشوار اور گراں ہوتا حتیٰ کہ اس کے بعد والی آیت "فمن شهد منكم الشهر فليصمه" نازل ہوئی حضرت سلمہ بن اکوع کے قول حتی نزلت الآیۃ الخ سے یہی آیت مراد ہے اس سے وہ اختیار منسوخ ہوگیا اور روزے کا قطعی حکم ہوگیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت کی اور تفسیر کی ہے جس کا ذکر دوسری روایت میں ہے انہوں نے فرمایا کہ یہ آیت وعلی الذین الخ منسوخ نہیں ہے بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ جو لوگ روزے رکھنے سے عاجز ہوں اور روزے سے ان کو نہایت تکلیف ہوتی ہو جیسے بوڑھے پھوس مرد اور عورت اور ایسا مریض جو صحت یابی کی توقع نہ رکھتا ہو ان کے ذمہ پر فدیہ ہے کہ ہر روزہ کے عوض ایک مسکین کو طعام دیں اور اگر کوئی شخص ایک مسکین سے زائد مسکین کو کھانا دے تو وہ اس کے لئے بہتر ہے یہی معنی فمن تطوع کے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک ہیں جیسا کہ عطاءؒ نے ان سے نقل کئے ہیں اس تفسیر کے مطابق یطیقون پر ایک لا مقدر مانا جائے گا، علامہ سیوطیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ یہاں یطیقون پر ایک لا مقدر ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ جو لوگ روزہ کی طاقت نہیں رکھتے ان کے ذمہ پر فدیہ ہے جیسے آیت "يبين الله لكم ان تضلوا" میں ان تضلوا پر لا مقدر مانا گیا ہے اسی طرح قول باری تعالیٰ "رواسي ان تميد بكم" میں ان تمید پر لا مقدر مانا گیا ہے۔

علامہ عینی کا قول: انہوں نے لکھا ہے کہ آیت اگر شیخ فانی کے حق میں ہے جیسا کہ بعض سلف کا قول ہے تو منسوخ نہیں اور اگر اس معاملہ میں ہے جو سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے تو منسوخ ہونا صرف ایسے شخص کے حق میں ہے جو روزہ رکھنے سے عاجز نہ ہو تو شیخ فانی وغیرہ اپنے حال پر رہا اور بظاہر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت مذکورہ کے یہی معنی ہیں۔ (والله تعالٰى اعلم، نقله السيد مولانا امير على فى شرحه الهدايه)

وضع الصيام عن الحائض

حیض والی عورت سے روزہ ساقط ہونے کا بیان

اخبرنا علي بن حجر قال حدثنا علي يعني ابن مسهر عن سعيد عن قتادة عن معاذة العدوية ان امرأةً سألت عائشة اتقضى الحائض الصلوٰة اذا طهرت قالت احرورية انت كنا نحيض على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم نطهر فيأمرنا بقضآء الصوم ولا يأمرنا بقضآء الصلوٰة.

معاذۃ عدویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ سوال کیا کہ اگر حائضہ اپنے حیض سے پاک ہوجائے تو کیا (ایام حیض میں فوت شدہ) نماز کو قضاء کرے گی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کیا تو حروریہ ہے ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں حیض آتا تھا پھر ہم پاک ہوتیں پس آپ ہم کو روزے کی قضاء کا حکم فرماتے اور نماز کی قضاء کا حکم نہ فرماتے۔

اخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا يحيٰى قال حدثنا يحيٰى بن سعيد قال سمعت ابا سلمة يحدث عن

عائشة قالت ان كان ليكون علي الصيام من رمضان فما اقضيه حتى يجئي شعبان.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رمضان کے جو روزے میرے ذمہ ہوتے (بوجہ عذر حیض کے چھوڑے ہوئے روزے) میں ان کی قضاء نہیں کرتی یہاں تک کہ شعبان کا مہینہ آتا (سہولت کی وجہ سے قضاء کر لیتی)۔

تشریح: حروریہ منسوب ہے حروراء کی طرف یہ کوفہ سے دو میل کے فاصلہ پر ایک جگہ کا نام ہے یہاں خوارج کا فتنہ پھوٹا ان کے یہاں حیض کے معاملہ میں تشدد تھا چنانچہ ایام حیض کی نمازوں کی قضاء ان کے نزدیک واجب ہے حالانکہ اس میں حرج ہے "والحرج مدفوع في الشرع" اور چونکہ قضاء صلوٰۃ کا حکم نہ ہونا اتنا واضح ہے جو خواص اور عوام سب کو معلوم ہے اس لئے شاید حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ خیال کیا ہو کہ اس عورت نے سوال بطریق تعنت کیا ہے لہٰذا جواب سختی کے ساتھ دیا چنانچہ فرمایا "احرورية انت" کیا تو خارجیہ ہے اس طرح کے سوال سے تیرا عقیدہ خوارج کا عقیدہ جیسا معلوم ہوتا ہے آگے جواب ہے "كنا نحيض الخ" جس سے معلوم ہوا کہ طہارت کے بعد ایام حیض کی نمازوں کی قضاء کا حکم نہیں ہے۔ (والله تعالیٰ اعلم. كذافي الحاشية وغيرها)

اذا طهرت الحائض اوقدم المسافر فی رمضان هل یصوم بقیة یومه

جب حیض والی عورت رمضان میں پاک ہو جائے یا مسافر آ جائے تو کیا رمضان کے باقی دن میں روزہ رکھے گا

اخبرنا عبد الله بن احمد بن عبد الله بن يونس ابو حصين قال حدثنا عبثر قال حدثنا حصين عن الشعبي عن محمد بن صيفي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم عاشوراء امنكم احد اكل اليوم فقالوا منا من صام ومنا من لم يصم قال فاتموا بقية يومكم وابعثوا الى اهل العروض فليتموا بقية يومهم.

محمد بن صیفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوراء کے دن فرمایا کیا تم میں سے کوئی شخص آج کے دن کھایا پیا ہے لوگوں نے کہا ہم میں سے کچھ لوگوں نے روزہ رکھا ہے اور کچھ لوگوں نے روزہ نہیں رکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے باقی دن کو پورا کرو (یعنی بحالت امساک) اور مدینہ اور اس کے اردگرد کے لوگوں کو اطلاع بھیج دو کہ وہ بھی اپنے باقی دن کو پورا کریں۔

تشریح: اس سے معلوم ہوا کہ حیض والی عورت ماہ رمضان کے بعض دن میں پاک ہونے کے بعد یا مسافر کی اپنے وطن میں واپسی کے بعد باقی دن کے حصے میں کھانے پینے سے احتیاط کرے اس کا سبب صاحب ہدایہؒ نے یہ بیان کیا ہے کہ رمضان کا دن ایک معظم وقت ہے جس کی تعظیم کھانے پینے وغیرہ سے احتراز کی صورت میں ہو سکتی ہے اور یہ امساک حنفیہ کے نزدیک واجب

ہے اور شوافع کے یہاں مستحب ہے۔

اذا لم یجمع من اللیل هل یصوم ذلک الیوم من التطوع

جب رات سے روزے کی نیت نہ کی تو کیا بطور نفل روزہ رکھ سکتا ہے

اخبرنا محمد بن المثنی قال حدثنا یحیٰی عن یزید قال حدثنا سلمة ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال لرجل أذن یوم عاشوراء من کان اکل فلیتم بقیة یومه ومن لم یکن اکل فلیصم.

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک اسلمی شخص سے عاشوراء کے دن میں کہ لوگوں میں اعلان کر دو کہ جس نے کچھ کھالیا ہو وہ باقی دن میں امساک کرے اور جس نے نہیں کھایا وہ روزہ رکھے۔

تشریح: مصنفؒ نے اس حدیث کو صوم نفل پر محمول کیا ہے کیونکہ صوم عاشوراء فرض نہیں اس سے واضح ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک فرض روزے کی نیت رات سے ضروری ہے یہی شوافع کا مسلک ہے لیکن حنفیہ عموم حکم پر محمول کرتے ہیں کیونکہ یہ حدیث بھی ان احادیث میں سے ایک ہے جو صوم عاشوراء کے فرض ہونے پر دلالت کرتی ہے کیونکہ جس قدر اہتمام حدیث سے معلوم ہو رہا ہے وہ مقتضی ہے افتراض کو اس بناء پر صوم فرض میں قبل زوال نیت کر لینے کی صورت میں کافی ہے اگر کوئی کہے کہ صوم عاشوراء تو منسوخ ہے اس سے استدلال درست نہیں اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ حدیث دو باتوں پر دلالت کرتی ہے ایک تو وجوب صوم عاشوراء پر دوسری صوم واجب کی ادائیگی اس کے معین دن میں دن کی نیت سے درست ہونے پر اور اوّل منسوخ ہونے سے ثانی کا منسوخ ہونا لازم نہیں آتا علاوہ اس کے اس کی منسوخی پر کوئی دلیل نہیں۔ (قاله علامة السندهی)

غرض کہ اس سے معلوم ہوا کہ جس پر کسی دن میں روزہ معین ہو جس کی اس نے رات سے نیت نہ کی تو دن کے اوّل وقت نیت کر لے جبکہ روزہ توڑنے والی چیز اب تک نہ پائی گئی ہو یہی حکم صوم رمضان کا ہے کیونکہ اس کا وقت معین ہے۔

النیة فی الصیام والاختلاف علی طلحة بن یحیٰی بن طلحة فی خبر عائشة فیه

روزے میں نیت کرنے اور حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں طلحہ بن یحییٰ پر اختلاف کا ذکر

اخبرنا عمرو بن منصور قال حدثنا عاصم بن یوسف قال حدثنا ابو الاحوص عن طلحة بن یحیٰی بن طلحة عن مجاهد عن عائشة قالت دخل علی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یوماً فقال هل عندکم من شیء فقلت لا قال فانی صائم ثم مربی بعد ذلك الیوم وقد اهدی الی حیس فخبأت له منه وکان یحب الحیس قالت یارسول اللّٰه انه اهدی لنا حیس فخبأت لك منه قال ادنیه اما انی قد اصبحت وانا صائم فاکل منه ثم قال انما مثل صوم التطوع مثل الرجل یخرج من ماله الصدقة فان

شآء امضاها وان شاء حبسها.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز میرے پاس تشریف لائے آپ نے فرمایا کیا تمہارے پاس کچھ ہے میں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا اب میں روزہ دار ہوں پھر اس دن کے بعد میرے پاس تشریف لائے اس دن میرے پاس حیس بھیجا گیا تھا میں نے اس میں سے کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے چھپا رکھا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم حیس کو پسند کرتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا یا رسول اللہ میرے واسطے حیس بھیجا گیا میں نے اس میں سے کچھ آپ کے واسطے چھپا رکھا ہے حضور نے فرمایا اس کو میرے پاس لاؤ بے شک میں نے صبح کی تھی اس حال میں کہ میں روزے سے ہوں پھر آپ نے حیس کھایا اس کے بعد فرمایا کہ نفلی روزہ رکھنے والا ایسا ہے جیسا کہ ایک شخص اپنے مال کا صدقہ نکالتا ہے پھر اگر وہ چاہے تو صدقہ کے عمل کو پورا کرتا ہے اور اگر چاہے اس کو روک لیتا ہے۔

اخبرنا ابوداؤد قال حدثنا يزيد اخبرنا شريك عن طلحة بن يحيٰى بن طلحة عن مجاهد عن عائشة قالت دار عليّ رسول الله صلى الله عليه وسلم دورةً قال اعندك شيء قلت ليس عندى شيء قال فانا صآئم قالت ثم دار عليّ الثانية وقد اهدى لنا حيس فجئت به فاكل فعجبت منه فقلت يا رسول الله دخلت عليّ وانت صآئم ثم اكلت حيسا قال نعم يا عائشة انما منزلة من صام فى غير رمضان او غير قضآء رمضان او فى التطوع بمزلة رجل اخرج صدقة ماله فجاد منها بماشاء فامضاه وبخل منها بما بقى فامسكهٔ.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے فرمایا کہ تیرے پاس کچھ ہے میں نے کہا کہ میرے پاس کچھ نہیں حضور نے فرمایا کہ اب میں روزہ دار ہوں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں پھر حضور دوسری مرتبہ میرے پاس تشریف لائے اور ہمارے واسطے حیس بھیجا گیا تھا میں نے اسے حضور کے سامنے پیش کیا آپ نے کھایا میں نے اس سے تعجب کیا پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ میرے پاس تشریف لائے حالانکہ آپ روزہ دار تھے پھر آپ نے حیس کھایا حضور نے فرمایا ہاں اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جس نے رمضان کے علاوہ یا قضاء رمضان کے علاوہ نفلی روزہ رکھا وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے اپنے مال کا صدقہ نکالا اس میں سے جتنا چاہا خیرات کر دیا اور بقیہ کو بخل کی وجہ سے روک لیا۔

اخبرنى عبد الله بن الهيثم قال حدثنا ابو بكرالحنفى قال حدثنا سفيان عن طلحة بن يحيٰى عن مجاهد عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يجئى ويقول هل عندكم غدآء فنقول لا فيقول انى صآئم فاتانا يوماً وقد اهدى لنا حيس فقال هل عندكم شيء قلنا نعم اهدى لنا حيس قال اما انى قد اصبحت اريد الصوم فاكل خالفه قاسم بن يزيد.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور فرماتے کیا تمہارے پاس طعام ہے ہم کہتے کہ نہیں پھر آپ نے فرمایا میں روزہ دار ہوں پھر ایک روز ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمارے واسطے حیس بھیجا گیا

تھا آپ نے دریافت فرمایا کیا تمہارے پاس کچھ ہے ہم نے کہا ہاں ہمارے واسطے حیس بھیجا گیا ہے فرمایا سن لو کہ میں نے تو روزے رکھنے کے ارادے سے صبح کی تھی پھر آپ نے کھالیا۔

اخبرنا احمد بن حرب قال حدثنا قاسم قال حدثنا سفیان عن طلحة بن یحیٰی عن عائشة بنت طلحة عن عائشة امر المؤمنین قالت اتانا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوماً فقلنا اهدی لنا حیس قد جعلنا لك منه نصیبا فقال انی صآئم فافطر.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ہمارے پاس تشریف لائے ہم نے کہا کہ ہمارے واسطے حیس بھیجا گیا ہے اس میں سے ہم نے آپ کا حصہ رکھ دیا ہے آپ نے فرمایا میں روزہ دار ہوں پھر افطار کرلیا۔

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا یحیٰی قال حدثنا طلحة بن یحیٰی قال حدثتنی عائشة بنت طلحة عن عائشة امر المؤمنین ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یأتیها وهو صآئم فقال اصبح عندکم شیء تطعمینیه فنقول لا فیقول انی صآئم ثم جآء ها بعد ذٰلك فقالت اهدیت لنا هدیة فقال ماهی قالت حیس قال قد اصبحت صائما فاکل.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لاتے تھے جبکہ آپ روزہ دار ہوتے آپ پوچھتے کیا کوئی چیز تمہارے پاس موجود ہے جو تم مجھے کھلا سکتی ہو ہم کہتے نہیں آپ پھر فرماتے میں روزہ دار ہوں پھر اس کے بعد تشریف لاتے اس وقت عرض کرتی کہ ہمارے واسطے ھدیہ بھیجا گیا ہے آپ فرماتے کیا ہدیہ میں کہتی حیس آپ فرماتے کہ میں نے صبح کی تھی روزہ دار ہونے کی حالت میں پھر آپ نے کھایا۔

اخبرنا اسحٰق بن ابراهیم قال اخبرنا وکیع قال حدثنا طلحة بن یحیٰی عن عمته عائشة بنت طلحة عن عائشة امر المؤمنین قالت دخل علیّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ذات یوم فقال هل عندکم شیء قلنا لا قال انی صآئم.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز میرے پاس تشریف لائے آپ نے پوچھا کیا تمہارے پاس کچھ ہے ہم نے کہا نہیں آپ نے فرمایا اچھا میں روزہ دار ہوں۔

اخبرنی ابو بکر بن علی قال حدثنا نصر بن علی قال اخبرنی ابی عن القاسم ابن معن عن طلحة بن یحیٰی عن عائشة بنت طلحة ومجاهد عن عائشة ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اتاها فقال هل عندکم طعام فقلنا لا قال انی صآئم ثم جآء یوماً اخر فقالت عائشة یا رسول اللّٰہ انا قد اهدی لنا هدیة حیس فدعا به فقال اما انی قد اصبحت صآئما فاکل.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے آپ نے پوچھا کیا تمہارے پاس طعام ہے ہم نے کہا نہیں فرمایا اچھا میں روزے سے ہوں پھر آپ دوسرے دن تشریف لائے تو حضرت عائشہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا یا رسول اللہ ہمارے لئے حیس کا ہدیہ بھیجا گیا ہے آپ نے اسے منگوایا پھر فرمایا کہ سن لو میں نے صبح کی تھی بحالت صوم پھر کھایا۔

اخبرنی عمرو بن یحیٰی بن الحارث قال حدثنا المعافی بن سلیمان قال حدثنا القاسم عن طلحۃ بن یحیٰی عن مجاھد وام کلثوم ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم دخل علی عائشۃ فقال ھل عندك طعام نحوہ قال ابو عبد الرحمن وقد رواہ سماك بن حرب قال حدثنی رجل عن عائشۃ بنت طلحۃ.

حضرت مجاہد اور اُمّ کلثوم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے گئے آپ نے پوچھا کیا تمہارے پاس کھانا ہے راوی حدیث نے سابق کی طرح بیان کیا ہے۔

اخبرنی صفوان بن عمرو قال حدثنا احمد بن خالد قال حدثنا اسرآئیل عن سماك بن حرب قال حدثنی رجل عن عائشۃ بنت طلحۃ عن عائشۃ ام المؤمنین قالت جآء رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوماً فقال ھل عندکم من طعام قلت لا قال اذاً اصوم قالت ودخل علیّ مرۃً اخریٰ فقلت یا رسول اللّٰہ قد اھدی لنا حیس فقال اذاً افطر الیوم وقد فرضت الصوم.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز تشریف لائے پوچھا کیا تمہارے پاس کھانا ہے میں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا اب میں روزہ رکھتا ہوں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں پھر دوسری مرتبہ تشریف لائے میں نے کہا یا رسول اللہ ہمارے لئے حیس بھیجا گیا ہے آپ نے فرمایا کہ آج کے دن میں اس وقت افطار کرتا ہوں حالانکہ میں نے روزے کو اپنے اوپر لازم کرلیا تھا۔

تشریح: یہ روایتیں جو نفل روزے کے بارے میں آئی ہیں ان میں سے کسی روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ قضاء لازم نہیں ہوتی حنفیہ کے نزدیک اس کی قضاء واجب ہے اگر توڑ دے بغیر عذر یا ضیافت کے عذر سے توڑ دے دلیل اس کی ارشاد نبوی "اقضیا یوماً آخر مکانہ" ہے یہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا تھا جبکہ انہوں نے نفل روزہ رکھ کر توڑ دیا تھا (رواہ الترمذی) پورا قصہ اس روایت کے اندر مذکور ہے اور ہمارے نزدیک یہ امر وجوب کے لئے ہے۔

روایات میں حیس کا لفظ آیا ہے وہ ایک قسم کا کھانا ہے جو کھجور اور گھی اور ستو سے تیار کیا جاتا ہے۔

ذکر اختلاف الناقلین لخبر حفصۃ فی ذلک

نیت فی الصوم کے بارہ میں حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خبر میں راویوں کے اختلاف کا ذکر

اخبرنا القاسم بن زکریا ابن دینار قال حدثنا سعید بن شرحبیل قال اخبرنا اللیث عن یحیٰی بن ایوب عن عبداللّٰہ بن ابی بکر عن سالم بن عبد اللّٰہ عن عبد اللّٰہ بن عمر عن حفصۃ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال من لم یبیت الصیام قبل الفجر فلا صیام لہ.

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کہ جس نے روزے کی نیت فجر سے پہلے رات سے نہیں کی اس کا روزہ نہیں ہوگا۔

اخبرنا عبد الملك ابن شعيب بن الليث بن سعد قال حدثني ابي عن جدي قال حدثني يحيٰى بن ايوب عن عبد الله بن ابي بكر عن ابن شهاب عن سالم عن عبد الله عن حفصة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من لم يبيت الصيام قبل الفجر فلا صيام له.

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کہ جس نے قبل از فجر رات سے روزہ کی نیت نہیں کی اس کا روزہ نہیں ہوگا۔

اخبرني محمد بن عبد الله بن عبد الحكم عن اشهب قال اخبرني يحيٰى بن ايوب وذكر اٰخر ان عبد الله بن ابي بكر بن محمد بن عمرو بن حزم حدثهما عن ابن شهاب عن سالم بن عبد الله عن ابيه عن حفصة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من لم يجمع الصيام قبل طلوع الفجر فلا يصوم.

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے طلوع فجر سے پہلے روزے کی نیت نہیں کی وہ روزہ نہ رکھے۔

اخبرنا احمد بن الازهر قال حدثنا عبد الرزاق عن ابن جريج عن ابن شهاب عن سالم عن ابن عمر عن حفصة ان النبي صلى الله عليه وسلم قال من لم يبيت الصيام من الليل فلا صيام له.

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے رات سے روزے کی نیت نہیں کی اس کا روزہ نہیں ہوگا۔

اخبرنا محمد بن عبد الاعلٰى قال حدثنا معمر قال سمعت عبيد الله عن ابن شهاب عن سالم عن عبد الله عن حفصة انها كانت تقول من لم يجمع الصيام من الليل فلا يصوم.

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرمایا کرتی تھیں کہ جس نے رات سے روزے کی نیت نہیں کی وہ روزہ نہ رکھے۔

اخبرنا الربيع بن سليما قال حدثنا ابن وهب قال اخبرنا يونس عن ابن شهاب قال اخبرني حمزة بن عبد الله بن عمر عن ابيه قال قالت حفصة زوج النبي صلى الله عليه وسلم لا صيام لمن لم يجمع قبل الفجر.

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس شخص کا روزہ نہیں ہوگا جس نے فجر سے پہلے نیت نہیں کی۔

اخبرني زكريا بن يحيٰى قال حدثنا الحسن بن عيسٰى قال اخبرنا ابن المبارك قال اخبرنا معمر عن

الزهری عن حمزة بن عبد الله عن عبد الله بن عمرعن حفصة قالت لا صیام لمن لم یجمع قبل الفجر.

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ اس شخص کے واسطے روزہ نہیں جس نے فجر سے پہلے نیت نہیں کی۔

اخبرنا محمد بن حاتم قال اخبرنا حبان قال اخبرنا عبد الله عن سفیان بن عیینه ومعمر عن الزهری عن حمزة ابن عبد الله بن عمرعن ابیه عن حفصة قالت لا صیام لمن لم یجمع الصیام قبل الفجر.

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ اس شخص کے واسطے روزہ نہیں جس نے فجر سے پہلے نیت نہیں کی۔

اخبرنا اسحٰق بن ابراهیم قال حدثناسفیان عن الزهری عن حمزة بن عبد الله بن عمرعن حفصة قالت لاصیام لمن لم یجمع الصیام قبل الفجر.

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ اس شخص کا روزہ نہیں ہوگا جس نے فجر سے پہلے نیت نہیں کی۔

اخبرنا احمد بن حرب اخبرنا سفیان عن الزهری عن حمزة بن عبدالله عن حفصة قالت لا صیام لمن لم یجمع الصیام قبل الفجر.

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ اس شخص کا روزہ نہیں ہوگا جس نے فجر سے پہلے نیت نہیں کی۔

ارسله مالك بن انس قال الحارث بن مسكين قرآء ة علیه وانا اسمع عن ابن القاسم قال حدثنی مالك عن ابن شهاب عن عائشة وحفصة مثله لایصوم الا من اجمع الصیام قبل الفجر.

اس حدیث کو مالک بن انس نے بطور مرسل ابن شہاب سے وہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حدیث سابق کی طرح روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ روزہ نہ رکھے مگر وہ شخص جو فجر سے پہلے روزے کی نیت کرے۔

اخبرنا محمد بن عبد الاعلٰی قال حدثنا المعتمر قال سمعت عبید الله عن نافع عن ابن عمر قال اذا لم یجمع الرجل الصوم من اللیل فلا یصم.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب کوئی آدمی رات سے روزے کی نیت نہ کرے تو وہ روزہ نہ رکھے۔

قال الحارث بن مسكين قرآء ة علیه وانا اسمع عن ابن القاسم حدثنی مالك عن نافع عن ابن عمر انه كان یقول لا یصوم الا من اجمع الصیام قبل الفجر.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرمایا کرتے تھے کہ روزہ نہ رکھے مگر وہ شخص جس نے فجر سے پہلے روزے کی نیت کی ہو۔

تشریح: صوم فرض جو معین زمانہ اور وقت سے متعلق نہ ہو جیسے قضاء رمضان اور کفارہ اور نذر مطلق کے روزے ان سب میں رات سے نیت شرط ہے اس پر سب کا اتفاق ہے اور جس صوم کے واسطے زمانہ اور وقت معین ہے جیسے رمضان اور نذر معین کے روزے اس میں اختلاف ہے امام شافعیؒ وغیرہم کے نزدیک اس میں بھی رات سے نیت ضروری ہے ورنہ روزہ درست نہ ہوگا، ان کا استدلال حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث سے ہے جو عنوان کے تحت مذکور ہے اور حنفیہ کے نزدیک اگر رات سے نیت نہیں کی تو نصف النہار شرعی تک نیت کرنا درست ہے امام ابوحنیفہؒ اور جمہور علماء کی دلیل وہ حدیث ہے جو پیچھے "اذا لم یجمع من اللیل الخ" عنوان کے تحت حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اس کی تشریح وہاں گذر چکی ہے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث بخاری ومسلم میں زیادہ تفصیل سے بیان کی ہے چنانچہ فرماتے ہیں "انه علیه الصلاة والسلام امر رجلا من اسلم ان أذن فی الناس الحدیث" نسائی کی روایت میں کچھ اختصار ہے غرض اس سے مسلک حنفیہ کی تائید ہوتی ہے چنانچہ اسی حدیث کی بناء پر امام طحاویؒ نے فرمایا کہ جس روزے کے واسطے زمانہ اور وقت معین ہے اگر اس میں کسی نے رات سے نیت نہیں کی جیسے روزۂ رمضان میں تو نصف النہار شرعی تک اس کی نیت معتبر ہے دیکھو یوم عاشوراء یعنی محرم کی دسویں تاریخ روزہ کے واسطے متعین ہے اور صوم عاشوراء روزۂ رمضان سے منسوخ ہونے سے پہلے فرض تھا کیونکہ اسی حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "من اکل فلیصم بقیة یومه ومن لم یکن اکل فلیصم الخ" اب جن لوگوں نے نہیں کھایا انہیں روزہ رکھنے کا حکم دینا اور جن لوگوں نے کھایا پیا ہے انہیں باقی دن کھانے پینے سے باز رہنے کا حکم دینا صرف صوم فرض میں ہوسکتا ہے جو ابتداء میں اپنے معین دن میں فرض کیا گیا تھا لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ جو روزہ معین وقت اور دن سے متعلق ہو اس میں اگر رات سے نیت نہیں کی تو نہار شرعی کے نصف تک کہ چاشت کا آخر وقت ہوتا ہے نیت کرنا کافی ہے، اس کو نقل کرنے کے بعد علامہ ابن ہمامؒ نے فرمایا کہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جس حدیث سے امام شافعیؒ وغیرہ نے استدلال کیا ہے اس کے مرفوع وموقوف ہونے میں اختلاف ہے کسی راوی نے بطور مرفوع اور کسی نے بطور موقوف بیان کیا ہے اور اکثر محدثین نے موقوفاً روایت کیا ہے یعنی حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر موقوف رکھا ہے اس لئے ہمارے ائمہ بخاری ومسلم کی جس روایت سے استدلال کرتے ہیں اس کو زیادہ قوی ہونے کی وجہ سے امام شافعیؒ کی روایت مستدلہ پر ترجیح ہوگی، جس کا مقتضی یہ ہے کہ نہار شرعی کے نصف تک نیت جائز ہوگی اور روایت مذکورہ فی الباب کو حنفیہ کمال کے نفی پر حمل کرتے ہیں نہ کہ جواز کے نفی پر چنانچہ صاحب ہدایہؒ نے فرمایا کہ "وما رواه محمول علی نفی الفضیلة والکمال" یعنی امام شافعیؒ وغیرہ نے جس روایت سے استدلال کیا ہے وہ محمول ہے فضیلت وکمال کے نفی پر یعنی جب رات سے نیت نہ کی ہو تو اس کا روزہ ہر صفت سے کمال وفضیلت والا نہیں ہوگا جیسے اس کے نظائر مثلاً "لا وضوء لمن لم یسم" وغیرہ میں یہی معنی مراد ہیں۔ (کذا فی المرقات)

علاوہ اس کے حدیث مذکور حنفیہ پر اس لئے حجت نہیں ہوسکتی کہ شوافع کے نزدیک بھی مخصوص البعض ہے جیسے نفل روزہ میں ان کے یہاں بھی رات سے نیت ضروری نہیں۔

صوم نبی اللہ داؤد علیہ السلام

اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کے روزے کا بیان

اخبر نا قتیبة قال حدثنا سفیان عن عمرو بن دینار عن عمرو بن اوسٍ انه سمع عبد اللّٰه بن عمرو بن العاص یقول قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم احب الصیام الی اللّٰه عزوجل صیام داؤد علیه السلام کان یصوم یوما ویفطر یوماً واحب الصلوٰة الی اللّٰه عزوجل صلوٰة داؤد علیه السلام کان ینام نصف اللیل ویقوم ثلثة وینام سدسه.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا محبوب ترین روزہ (نفلی روزوں میں) اللہ برتر و بزرگ کے نزدیک حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے آپ روزہ رکھتے تھے ایک دن اور افطار کرتے تھے ایک دن اور محبوب ترین نماز اللہ عزوجل کے نزدیک حضرت داؤد علیہ السلام کی نماز ہے آپ آدھی رات تک سوتے تھے اور تہائی رات کو عبادت کرتے تھے پھر رات کے چھٹے حصے میں سوتے تھے۔

صوم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بابی ھو وامی وذکر اختلاف الناقلین للخبر فی ذلک

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے (میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں) روزے کا بیان

اخبرنا القاسم بن زکریا قال حدثنا عبید اللّٰه قال حدثنا یعقوب عن جعفر عن سعید عن ابن عباس قال کان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم لایفطر ایام البیض فی حضرٍ ولا سفرٍ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایام بیض کے روزے کو نہ چھوڑتے تھے حضر میں بھی اور سفر میں بھی۔

اخبرنا محمد بن بشار حدثنا محمد حدثنا شعبة عن ابی بشر عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یصوم حتی نقول لا یفطر ویفطر حتی نقول ما یرید ان یصوم وماصام شهراً متتا بعاً غیر رمضان منذ قدم المدینة.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھتے یہاں تک کہ ہم کہتے افطار نہیں کریں گے اور افطار کرتے یہاں تک کہ ہم کہتے روزہ نہیں رکھیں گے اور آپ نے جب سے مدینہ میں تشریف لائے سوائے رمضان کے کسی مہینہ میں لگاتار روزہ نہیں رکھا۔

اخبرنا محمد بن النضربن مساور المروزی قال حدثنا حماد عن مروان ابی لبابة عن عائشة قالت

كان النبي صلى الله عليه وسلم يصوم حتى نقول ما يريد ان يفطر ويفطر حتى نقول مايريد ان يصوم.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھتے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ افطار کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے اور افطار کرتے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ روزے رکھنے کا ارادہ نہیں رکھتے۔

اخبرنا اسماعيل بن مسعود عن خالد قال حدثنا سعيد قال حدثنا قتادة عن زرارة بن اوفى عن سعد بن هشام عن عائشة قالت لا اعلم نبى الله صلى الله عليه وسلم قرأ القرآن كله فى ليلة ولا قام ليلة حتى الصباح ولا صام شهراً قط كاملاً غير رمضان.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ مجھے تو اس بات کا علم نہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات میں پورا قرآن پڑھا ہو اور صبح تک تمام رات عبادت کی ہو اور رمضان کے علاوہ کبھی پورے مہینے میں روزہ رکھا ہو۔

اخبرنا قتيبة قال حدثنا حماد عن ايوب عن عبدالله بن شقيق قال سئلت عائشة عن صيام النبى صلى الله عليه وسلم قالت كان يصوم حتى نقول قد صام ويفطر حتى نقول قد افطر وما صام رسول الله صلى الله عليه وسلم شهرا كاملا منذقدم المدينة الا رمضان.

حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھتے یہاں تک کہ ہم کہتے روزے رکھتے رہیں گے اور افطار کرتے یہاں تک کہ ہم کہتے افطار کرتے رہیں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سے مدینہ میں تشریف لائے سوائے رمضان کے پورے کسی مہینے میں روزہ نہیں رکھا۔

اخبرنا الربيع بن سليمان قال حدثنا ابن وهب قال حدثنا معاوية بن صالح ان عبد الله بن ابى قيس حدثه انه سمع عائشة تقول كان احب الشهور الى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يصومه شعبان بل كان يصله برمضان.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان میں روزے رکھنے کو بنسبت دوسرے مہینوں کے زیادہ پسند فرماتے بلکہ آپ شعبان کے روزے کو رمضان سے ملا دیتے۔

اخبرنا الربيع بن سليمان بن داؤد قال حدثنا ابن وهب قال اخبرنى مالك وعمرو بن الحارث وذكر آخر قبلهما ان ابا النضر حدثهم عن ابى سلمة عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصوم حتى نقول مايفطر ويفطر حتى نقول مايصوم وما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فى شهر اكثر صياما منه فى شعبان.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھتے یہاں تک کہ ہم کہتے آپ افطار نہیں کریں گے اور افطار کرتے یہاں تک کہ ہم کہتے آپ روزے نہیں رکھیں گے اور نہیں دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی مہینہ میں بہت روزے رکھتے ہوں مگر شعبان میں۔

اخبرنا محمود بن غیلان قال حدثنا ابو داؤد قال اخبرنا شعبة عن منصور قال سمعت سالم بن ابی الجعد عن ابی سلمة عن ام سلمة ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم کان لا یصوم شهرین متتابعین الا شعبان ورمضان.

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو مہینے لگا تار روزے نہیں رکھتے مگر شعبان اور رمضان میں۔

اخبرنا محمد بن الولید قال حدثنا محمد قال حدثنا شعبة عن توبة عن محمد بن ابراهیم عن ابی سلمة عن ام سلمة عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم انه لم یکن یصوم من السنة شهرا تآما الا شعبان ویصل به رمضان.

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سال کے کسی مہینہ میں اس کے تمام ایام میں روزے نہیں رکھتے تھے مگر شعبان میں اور اس کو رمضان سے ملا دیتے۔

اخبرنا عبید اللّٰہ بن سعد بن ابراهیم قال حدثنی عمی قال حدثنا ابی عن ابن اسحٰق قال حدثنی محمد بن ابراهیم عن ابی سلمة عن عائشة قالت لم یکن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم صام لشهر اکثر صیاما منه لشعبان کان یصومهٗ او عامتهٗ.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مہینہ میں اتنے روزے نہیں رکھتے جتنے شعبان میں رکھتے آپ تمام شعبان میں یا اکثر شعبان میں روزے رکھتے تھے۔

اخبرنی عمرو بن هشام قال حدثنا محمد بن سلمة عن ابن اسحٰق عن یحیٰی بن سعید عن ابی سلمة عن عائشة قالت کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یصوم شعبان الا قلیلا.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پورے شعبان میں روزے رکھتے تھے سوائے چند روز کے۔

اخبرنا عمرو بن عثمان قال حدثنا بقیة قال حدثنا بحیر عن خالد بن معدان عن جبیر بن نفیر ان عائشة قالت ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم کان یصوم شعبان کله.

حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پورے شعبان میں روزے رکھتے تھے۔

اخبرنا عمرو بن علی عن عبد الرحمن قال حدثنا ثابت بن قیس ابو الغصن شیخ من اهل المدینة قال حدثنی ابو سعید المقبری قال حدثنی اسامة بن زید قال قلت یا رسول اللّٰہ لم ارك تصوم شهراً من الشهور ما تصوم من شعبان قال ذلك شهر یغفل الناس عنه بین رجب ورمضان وهو شهر ترفع فیه الاعمال الی رب العالمین فاحب ان یرفع عملی وانا صائم.

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے آپ کو مہینوں میں سے کسی مہینہ میں اتنے روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا جتنے شعبان میں رکھتے ہیں آپ نے فرمایا رجب اور رمضان کے درمیان شعبان کا مہینہ ایسا ہے جس سے لوگ غافل ہیں اور وہ ایسا مہینہ ہے کہ اس میں اعمال ربُّ العالمین کی بارگاہ میں پیش کئے جاتے ہیں لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ میرے عمل پیش کئے جاویں اس حال میں کہ روزے سے ہوں۔

اخبرنا عمرو بن علی عن عبد الرحمن قال حدثنا ثابت بن قیس ابو الغصن شیخ من اھل المدینة قال حدثنا ابو سعید المقبری قال حدثنی اسامة بن زید قال قلت یا رسول اللّٰہ انك تصوم حتی لا تكاد تفطر وتفطر حتی لا تكاد ان تصوم الا یومین ان دخلا فی صیامك والا صمتهما قال ایّ یومین قلت یوم الاثنین ویوم الخمیس قال ذانك یومان تعرض فیهما الاعمال علی رب العالمین فاحب ان یعرض عملی وانا صائم.

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ روزے رکھتے ہیں حتیٰ کہ یہ گمان ہوتا ہے کہ افطار نہیں کریں گے اور آپ افطار کرتے ہیں حتیٰ کہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ روزے نہیں رکھیں گے مگر دو دنوں میں اگر وہ آپ کے روزے میں داخل ہوں (تب تو کوئی اشکال نہیں) ورنہ آپ ان دو دنوں میں (قصداً) روزے رکھتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون سے دو روز میں نے عرض کیا پیر کے روز اور جمعرات کے روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دو روز ایسے ہیں کہ ان میں ربّ العالمین کی بارگاہ میں اعمال پیش کئے جاتے ہیں پس میں چاہتا ہوں کہ میرے عمل اس حالت میں پیش کئے جائیں کہ میں روزے سے ہوں۔

اخبرنا احمد بن سلیمان قال حدثنازید بن الحباب قال اخبرنی ثابت بن القیس الغفاری قال حدثنی ابوسعید المقبری قال حدثنی ابو ھریرة عن اسامه بن زید ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم كان یسرد الصوم فیقال لایفطر ویفطر فیقال لا یصوم.

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لگا تار روزے رکھتے تھے پس کہا جاتا تھا کہ آپ افطار نہیں کریں گے اور افطار کرتے تھے پس کہا جاتا تھا کہ آپ روزے نہیں رکھیں گے۔

اخبرنا عمرو بن عثمان عن بقیة قال حدثنا بحیر عن خالد بن معدان عن جبیر بن نفیر ان عائشة قالت ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم كا یتحریٰ صیام الاثنین والخمیس.

حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قصداً پیر اور جمعرات کے روزے رکھتے تھے۔

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا عبد اللّٰہ بن داؤد قال اخبرنی ثور عن خالد بن معدان عن ربیعة الجرشی عن عائشة قالت كان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یتحریٰ یوم الاثنین والخمیس.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیر اور جمعرات کے دن کے روزے کو فضیلت دیتے تھے۔

اخبرنا اسحٰق بن ابراهيم قال اخبرنا عبيد الله بن سعيد الاموى قال حدثنا سفيان عن ثور عن خالد بن معدان عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يتحرىٰ يوم الاثنين والخميس.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیر اور جمعرات کے روزے کو زیادہ بہتر سمجھتے تھے۔

اخبرنا احمد بن سليمان قال حدثنا ابو داؤدعن سفيان عن منصور عن خالد بن سعد عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يتحرىٰ يوم الاثنين والخميس.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہتمام کے ساتھ پیر اور جمعرات کے دن کا روزہ رکھتے تھے۔

اخبرنا اسحٰق بن ابراهيم بن حبيب بن الشهيد قال حدثنا يحيٰى ابن يمانٍ عن سفيان عن عاصم عن المسيب بن رافع عن سوآء الخزاعى عن عائشة قالت كان النبى صلى الله عليه وسلم يصوم الاثنين والخميس.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیر اور جمعرات کو روزے رکھتے تھے۔

اخبرنى ابوبكر بن على قال حدثنا ابو نصر التمارقال حدثنا حماد بن سلمة عن عاصم عن سوآء عن ام سلمة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصوم من كل شهر ثلٰثة ايام الاثنين والخميس من هذه الجمعة والاثنين من المقبلة.

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے میں تین دن روزے رکھتے تھے پیر اور جمعرات کے روز اس ہفتہ سے اور پیر کے دن اگلے ہفتہ سے۔

اخبرنى زكريا بن يحيٰى قال حدثنا اسحٰق قال اخبرنا النضر قال حدثنا حماد عن عاصم بن ابى النجود عن سوآء عن حفصة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصوم من كل شهر يوم الخميس ويوم الاثنين ومن الجمعة الثانية يوم الاثنين.

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھتے تھے ہر مہینے سے جمعرات اور پیر کے دن اور دوسرے ہفتہ سے پیر کے دن۔

اخبرنا القاسم بن زكريا بن دينار قال حدثنا حسين عن زائدة عن عاصم عن المسيب عن حفصة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذااخذ مضجعهٗ جعل كفّه اليمنى تحت خدّه الايمن وكان يصوم الاثنين والخميس.

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خواب گاہ پر تشریف لاتے تو اپنی

داہنی ہتھیلی کو داہنے رخسار کے نیچے رکھتے اور پیر اور جمعرات کے دن روزے رکھتے تھے۔

اخبرنا محمد بن علی بن الحسن بن شقیق قال ابی اخبرنا ابوحمزة عن عاصم عن زرٍ عن عبد اللّٰه بن مسعود قال کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یصوم ثلثة ایام من غرة کل شهر وقلما یفطر یوم الجمعة.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھتے تھے تین دن ہر مہینے کے اوّل سے اور جمعہ کے روز بہت کم افطار کرتے۔

اخبرنا زکریا بن یحیٰی قال حدثنا ابو کامل قال حدثنا ابو عوانة عن عاصم بن بهدلة عن رجل عن الاسود بن هلال عن ابی هریرة قال امرنی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم برکعتی الضحٰی ولا انام الاّ علی وتر وصیام ثلثة ایام من الشهر.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حکم دیا ہے چاشت کی دو رکعت پڑھنے کا اور یہ کہ میں وتر پڑھ کر سو جاؤں اور یہ کہ مہینے میں تین روزے رکھوں۔

اخبرنا قتیبة قال حدثنا سفیان عن عبید اللّٰه انه سمع ابن عباس وسئل عن صیام عاشورآء قال ماعلمت النبی صلی اللّٰه علیه وسلم صام یوما یتحری فضله علی الایام الا هذا الیوم یعنی شهر رمضان ویوم عاشورآء.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صوم عاشوراء کے بارے میں سوال کیا گیا انہوں نے فرمایا کہ میں تو نہیں جانتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی دن میں اس کی دوسرے ایام پر فضیلت کا قصد کرتے ہوئے روزہ رکھا ہو مگر ماہ رمضان اور عاشوراء کے دن میں۔

اخبرنا قتیبة عن سفیان عن الزهری عن حمید بن عبد الرحمن بن عوف قال سمعت معاویة یوم عاشورآء وهو علی المنبر یقول یا اهل المدینة این علمآؤکم سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول فی هذا الیوم انی صآئم فمن شآء ان یصوم فلیصم.

حضرت حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عاشوراء کے دن منبر پر فرماتے سنا ہے کہ اے اہل مدینہ تمہارے علماء کہاں ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دن میں فرماتے سنا ہے کہ میں روزہ دار ہوں پس جو شخص روزہ رکھنا چاہے وہ روزہ رکھ لے۔

اخبرنی زکریا بن یحیٰی قال حدثنا شیبان قال حدثنا ابوعوانة عن حرّ ابن الصیاح عن هنیدة بن خالد عن امرأته قالت حدثتنی بعض النساء النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم کان یصوم یوم عاشورآء وتسعاً من ذی الحجة وثلثة ایام من الشهر اول اثنین من الشهر وخمیسین.

ہنیدة بن خالد سے روایت ہے وہ اپنی بیوی سے روایت کرتے ہیں وہ کہتی ہیں کہ مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات

میں سے ایک بیوی نے بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ روزہ رکھتے تھے عاشوراء کے دن اور ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو اور تین دن مہینے میں مہینے سے اوّل پیر کے روز اور دو جمعرات کو یعنی ایک روزہ پہلی جمعرات اور دوسرا دوسری جمعرات کو۔

تشریح: ابن علماء کرم سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم میں یہ بات آئی ہے کہ صوم عاشوراء کو بعض لوگ واجب کہتے ہیں اور کوئی حرام اور کوئی مکروہ کہتا ہے اس لئے انہوں نے بڑے مجمع کے سامنے واضح کر دیا کہ نہ واجب ہے اور نہ حرام اور نہ مکروہ اس لئے کہ میں نے اسی یوم عاشوراء میں حضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے "انی صائم فمن شاء ان یصوم فلیصم" اس پر کسی نے انکار نہیں کیا۔ (قاله النووی کمافی الحاشیة)

ذكر الاختلاف على عطاء فى الخبر فيه

عطاء پر اختلاف کا ذکر اس حدیث میں جو صوم کے متعلق ان سے مروی ہے

. اخبرني حاجب بن سليمان قال حدثنا الحارث بن عطية قال حدثنا الاوزاعي عن عطآء بن ابي رباح عن عبد الله بن عمرقال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صام الابد فلاصام.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ہمیشہ روزہ رکھے اس نے درحقیقت روزہ نہیں رکھا۔

اخبرني عيسٰى بن مساور عن الوليد قال حدثنا الاوزاعي قال اخبرني عطآء عن عبد الله ح واخبرنا محمد بن عبدالله قال حدثنا الوليد عن الاوزاعي قال حدثنا عطاء عن عبدالله بن عمرقال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صام الابد فلا صام ولا افطر.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہمیشہ روزہ رکھے اس نے روزہ نہیں رکھا اور نہ افطار کیا۔

اخبرنا العباس بن الوليد قال حدثنا ابي وعقبة عن الاوزاعي حدثني عطآء قال حدثنا من سمع ابن عمر يقول قال النبي صلى الله عليه وسلم من صام الابد فلا صام.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو ہمیشہ روزہ رکھے اس نے روزہ نہیں رکھا۔

اخبرنا اسماعيل بن يعقوب قال حدثنا محمد بن موسٰى قال حدثنا ابي عن الاوزاعي عن عطآء قال حدثني من سمع ابن عمران النبي صلى الله عليه وسلم قال من صام الابد فلا صام.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص ہمیشہ روزہ رکھے اس نے روزہ نہیں رکھا۔

اخبرنا احمد بن ابراهيم بن محمد قال حدثنا ابن عائذ قال حدثنا يحيٰى عن الاوزاعي عن عطآء انه حدثه قال حدثني من سمع عبد الله بن عمرو بن العاص قال قال النبي صلى الله عليه وسلم من صام الابد فلاصام ولا افطر.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جو شخص ہمیشہ روزہ رکھے اس نے روزہ نہیں رکھا اور نہ افطار کیا۔

اخبرنا ابراهيم بن الحسن قال حدثنا حجاج بن محمد قال قال ابن جريج سمعت عطآء ان ابا العباس الشاعر اخبره انه سمع عبد الله بن عمرو بن العاص قال بلغ النبي صلى الله عليه وسلم انى اسرد الصوم وساق الحديث قال قال عطآء ولا ادرى كيف ذكر صيام الابد لا صام من صام الابد.

ابوالعباس شاعر نے عطاء سے بیان کیا ہے کہ میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو کہتے سنا کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو اس کی اطلاع پہنچی کہ میں لگاتار روزے رکھتا ہوں اور انہوں نے پوری حدیث بیان کی۔

تشریح: ان روایات میں فرمایا گیا ہے کہ جو شخص ہمیشہ روزہ رکھے اس کے متعلق فرمایا "فلا صام" یعنی اس نے روزہ نہیں رکھا یہ کیسے ہوسکتا ہے یہ سوال علامہ کرمانیؒ نے اٹھایا ہے پھر خود ہی اس کا یہ جواب دیا ہے کہ صوم الابد مستلزم ہے عیداور ایام تشریق کے روزےکو اور وہ حرام ہے، اس لئے ارشاد مذکور فرمایا۔(کذافی الحاشیة)

بہرحال ہمیشگی کا روزہ چونکہ موافق شرع نہیں اس لئے ناپسندیدہ ہے۔

النهى عن الصيام الدهر وذكر الاختلاف على مطرف بن عبدالله فى الخبر فيه

صوم دہر سے ممانعت کا بیان

اخبرنا على بن حجر قال اخبرنا اسماعيل عن الجريرى عن يزيد بن عبد الله بن الشخير عن اخيه مطرف عن عمران قال قيل يارسول الله ان فلانا لا يفطر نهارا الدهر قال لاصام ولا افطر.

مطرف حضرت عمران رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ لوگوں میں سے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ فلاں شخص زمانہ دراز تک دن میں افطار نہیں کرتا حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ اس نے روزہ نہیں رکھا اور نہ افطار کیا۔

اخبرنا عمرو بن هشام قال حدثنا مخلد عن الاوزاعى عن قتادة عن مطرف بن عبد الله بن الشخير اخبرنى ابى انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم وذكر عنده رجل يصوم الدهر قال لا صام ولا افطر.

مطرف کہتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے خبر دی کہ انہوں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے سنا ہے کہ آپ کے پاس ایک شخص کا ذکر کیا گیا ہے کہ وہ زمانہ دراز تک روزہ رکھتا ہے آپ نے فرمایا اس نے روزہ نہیں رکھا اور نہ افطار کیا۔

اخبرنا محمد بن المثنى قال حدثنا ابوداؤد قال حدثنا شعبة عن قتادة قال سمعت مطرف بن عبد الله بن الشخير يحدث عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فى صوم الدهر لا صام ولا

افطر.

حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صوم دہر کے بارے میں فرمایا کہ نہ اس نے روزہ رکھا اور نہ افطار کیا۔

تشریح: ارشاد نبوی "لاصام ولا افطر" کے متعلق بعض حضرات نے کہا کہ یہ اس پر بددعاء ہے تاکہ ہمیشگی کے روزے سے باز رہے اور بعض نے کہا خبر ہے کہ اس نے روزہ نہیں رکھا یعنی کوئی ثواب اس کا نہیں ملا اس لئے کہ شارع علیہ السلام کے حکم سے نہیں ہے اور نہ افطار کیا اس لئے کہ کچھ نہ کھایا لہٰذا ثواب افطار کا نہیں ملا۔ (کذافی الحاشیة)

یا ارشاد مذکور اس لئے فرمایا کہ وہ تو عادی ہو گیا اور عبادت تو عادت کی مخالفت پر مبنی ہے یا اس لئے کہ اس کے ذمہ پر حقوق بہت سے واجب ہیں وہ تلف ہوں گے۔ (قالہ شیخ الہند)

اقوال ائمہ: امام شافعیؒ وغیرہ ایام خمسہ کے ساتھ تمام سال کے روزہ کو صوم دھر کہتے ہیں یہی ان کے نزدیک مکروہ ہے اور امام اعظمؒ علاوہ ایام خمسہ یعنی عیدین اور ایام تشریق کے صوم دہر کہتے ہیں اور شوافع اس صورت کو مکروہ نہیں کہتے امام اعظم اس کو مکروہ کہتے ہیں لیکن یہ ظاہر ہے کہ اگر صوم دہر سے مراد وہ ہو جو شوافع لیتے ہیں تو چاہئے کہ حرام ہو نہ صرف مکروہ اور حنفیہ کی مراد پر ارشاد نبوی "لزوجك علیه حق" دلالت کرتا ہے کیونکہ صرف ایام خمسہ میں افطار کرنے سے بیوی کا حق ادا نہیں ہو جاتا حالانکہ شوافع اس میں کراہت نہیں مانتے، پس معلوم ہوا کہ روزہ رکھنا تمام سال علاوہ ایام خمسہ منہی عنہا کے بھی بہتر نہیں۔ (ماخوذ از تقاریر ترمذی شیخ الہند)

ذكر الاختلاف على غيلان بن جرير فيه

غیلان بن جریر پر اس حدیث میں اختلاف کا ذکر

اخبرني هارون بن عبد الله قال حدثنا الحسن بن موسىٰ قال حدثنا ابو هلال قال حدثنا غيلان وهو ابن جرير قال حدثنا عبد الله وهو ابن معبد الزماني عن ابى قتادة عن عمر قال كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فمررنا برجل فقالوا يا نبى الله هذا لا يفطر منذ كذا وكذا قال لاصام ولا افطر.

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور ہم ایک شخص کے پاس سے گذرے تو لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے نبی یہ شخص افطار نہیں کرتا اتنی اتنی مدت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ اس نے روزہ رکھا اور نہ افطار کیا۔

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا محمد قال حدثنا شعبة عن غيلان سمع عبدالله ابن معبد الزمانى عن ابى قتادة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم سئل عن صومه فغضب فقال عمر رضينا بالله ربا وبالاسلام دينا وبمحمد رسولاً وسئل عمن صام الدهر فقال لاصام ولا افطر او ما صام وما افطر.

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا پس آپ کو غصہ آ گیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم راضی ہوئے اللہ کے ساتھ اس کے رب ہونے پر اور اسلام کے ساتھ اس کے دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس کے رسول ہونے پر اور آپ سے پوچھا گیا اس شخص کے بارے میں جو زمانہ دراز تک روزہ رکھتا ہے آپ نے فرمایا کہ نہ اس نے روزہ رکھا اور نہ افطار کیا۔

تشریح: اس سائل پر غصے کا سبب یہ تھا کہ اس کو اپنے حال سے سوال کرنا چاہئے تھا کہ میں روزہ کس طرح رکھوں تا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جواب دیتے جو کچھ اس کے موافق ہوتا لیکن اس کے برعکس اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حال سے سوال کیا کہ آپ روزہ کس طرح رکھتے ہیں اب اس کے جواب دینے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے فساد اور فتنہ میں پڑ جانے کا اندیشہ ہوا کہ شائد سائل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معمول کو کم سمجھتا یا اس سے عاجز ہو جاتا یا اس کے واجب ہونے کا اعتقاد کرتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ روزے نہ رکھتے تھے اس لئے کہ مصالح مسلمین میں اور ازواج مطہرات اور مہمانوں کے حقوق میں مشغول رہتے تھے نیز مبالغہ فی الصوم اس لئے نہ کرتے تھے تا کہ لوگ ضرر سے بچیں اس لئے کہ ہر شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کی خواہش رکھتا تھا۔(قاله النووی كما فی المرقات)

سرد الصیام

مسلسل روزے رکھنے کا حکم

اخبرنا یحیٰی بن حبیب بن عربی قال حدثنا حماد عن هشام عن ابیه عن عائشة ان حمزة ابن عمرو الاسلمی سأل رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فقال یا رسول اللّٰه انی رجل اسرد الصوم افاصوم فی السفر قال صم ان شئت او افطر ان شئت.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یارسول اللہ میں ایسا شخص ہوں کہ لگا تار روزے رکھ سکتا ہوں کیا میں سفر میں روزہ رکھوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو چاہے روزہ رکھ یا افطار کر اگر تو چاہے۔

صوم ثلثی الدهر وذكر اختلاف الناقلین للخبر فی ذلک

دو تہائی سال میں روزہ رکھنا کیسا ہے اور اس کی روایت میں راویوں کے اختلاف کا ذکر

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا عبد الرحمن قال حدثنا سفیان عن الاعمش عن ابی عمار عن عمرو بن شرحبیل عن رجل من اصحاب النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال قیل للنبی صلی اللّٰه علیه وسلم رجل یصوم الدهر قال وددت انه لم یطعم الدهر قالوا فثلثیه قال اکثر قالوا فنصفه قال اکثر قال افلا اخبرکم بما یذهب وحر الصدر صوم ثلثة ایام من کل شهر.

عمرو بن شرحبیل ایک شخص سے روایت کرتے ہیں جو نبی ﷺ کے اصحاب میں سے تھے اس نے کہا نبی ﷺ سے ایک شخص کے متعلق پوچھا گیا جو مسلسل روزہ رکھتا ہے آپ نے فرمایا میری خواہش ہے کہ وہ مدت دراز تک کچھ نہ کھاوے، لوگوں نے عرض کیا دو تہائی دہر کے روزے کا کیا حکم ہے آپ نے فرمایا وہ اکثر ہے (یعنی مناسب حد سے بہت زیادہ ہے) پھر لوگوں نے عرض کیا نصف دہر کے روزے کا کیا حکم ہے آپ نے فرمایا کہ وہ بھی بہت زیادہ ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تم کو ایسی چیز کی خبر نہ دوں جو تمہارے سینے کی سوزش ختم کردے وہ یہ ہے کہ ہر مہینے میں تین دن کے روزے۔

اخبرنا محمد العلآء قال حدثنا ابو معاویة قال حدثنا الاعمش عن ابی عمار عن عمرو بن شرحبیل قال اتی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رجل فقال یا رسول اللّٰہ ماتقول فی رجل صام الدھر کلہ فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وددت انہ لم یطعم الدھر شیئا قال فثلثیہ قال اکثر قال فنصفہ قال اکثر قال افلا اخبرکم بما یذھب وحر الصدر قالوا بلی قال صیام ثلثۃ ایام من کل شھر۔

عمرو بن شرحبیل سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیا فرماتے ہیں اس شخص کے بارے میں جو تمام سال روزہ رکھتا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری خواہش ہے کہ وہ پورے سال میں کچھ نہ کھاوے اس شخص نے کہا دو تہائی سال کے روزے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ بہت زیادہ ہے اس نے کہا نصف سال کے روزے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ بھی بہت زیادہ ہے پھر آپ نے فرمایا کہ کیا میں تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں جو دل کی سوزش کو ختم کردے لوگوں نے کہا ہاں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر مہینے میں تین دن کے روزے۔

اخبرنا قتیبة قال حدثنا حماد عن غیلان بن جریر عن عبد اللّٰہ بن معبد الزمانی عن ابی قتادة قال عمر یا رسول اللّٰہ کیف بمن یصوم الدھر کلہ قال لاصام ولا افطر اولم یصم ولم یفطر قال یا رسول اللّٰہ کیف بمن یصوم یومین ویفطر یوماً قال ویطیق ذلك احد قال فکیف بمن صام یوماً ویفطر یوماً قال ذلك صوم داؤد علیہ السلام قال کیف بمن یصوم یوماً ویفطر یومین قال وددت انی اطیق ذلك قال ثم قال ثلث من کل شھر ورمضان الی رمضان ھذا صیام الدھر کلہ۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو تمام سال روزہ رکھتا ہے آپ نے فرمایا کہ اس نے نہ روزہ رکھا اور نہ افطار کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو دو دن روزہ رکھتا ہے اور ایک دن افطار کرتا ہے آپ نے فرمایا کیا اس کی کوئی شخص طاقت رکھتا ہے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو ایک روز روزہ رکھتا ہے اور ایک روز افطار کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو ایک روز روزہ رکھتا ہے اور دو روز افطار کرتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری امید ہے کہ میری امت اس کی طاقت رکھے گی، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ تین روزے ہر مہینے میں اور رمضان

سے رمضان تک یہ ہیں روزے تمام سال کے یعنی ان کا اتنا ثواب ملتا ہے جیسے ہمیشہ روزے رکھنے کا۔

تشریح: حضرت عمرو بن شرحبیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں آیا ہے کہ ایک شخص ہمیشہ روزہ رکھتا تھا اس کے روزے کا کیا حکم ہے اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا آپ نے فرمایا "وددت انه لم يطعم الدهر" یعنی میری خواہش ہے کہ کہ وہ مدت دراز تک نہ دن میں اور نہ رات کو کچھ نہ کھائے حتیٰ کہ بھوک سے مرجائے اس سے مقصود اس کے اس عمل کی کراہت کا اظہار ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے عمل کو ناپسند فرمایا حتیٰ کہ اس کے واسطے بھوک سے مرجانے کی تمنا فرمائی پھر دہر کے دوتہائی حصے میں روزے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ وہ اکثر ہے یعنی موزوں و مناسب حد سے اکثر ہے، پھر نصف دہر تک کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ وہ بھی اکثر ہے یعنی یہ عمل بھی روزے کا لوگوں کے غالب احوال کے پیش نظر اکثر ہے کیونکہ اس سے بھی ضعف پیدا ہوگا اور وہ اقامت فرائض وغیرہ میں ضرر انداز ہوگا غرض کہ یہ بات لوگوں کے غالب احوال کے پیش نظر رکھتے ہوئے فرمائی ورنہ درحقیقت وہ تو حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے جس کے متعلق احب الصیام فرمایا۔ (كذافي الحاشية لعلامة السندهي)

صوم يوم وافطار يوم وذكر اختلاف الفاظ النا قلين لخبر عبد الله بن عمرو فيه

ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن افطار کرنا اور اس میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے راویوں میں اختلاف الفاظ کا ذکر

قال وفيما قرأ علينا احمد بن منيع قال حدثنا هشيم قال اخبرنا حصين ومغيرة عن مجاهد عن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم افضل الصيام صيام داؤد عليه السلام كان يصوم يوماً ويفطر يوماً.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزوں میں افضل روزہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔

اخبرنا محمد بن معمر قال حدثنا يحيى بن حماد قال حدثنا ابو عوانة عن مغيرة عن مجاهد قال قال لي عبد الله بن عمرو انكحني ابي امرأة ذات حسب فكان يأتيها فيسألها عن بعلها فقالت نعم الرجل من رجل من لم يطألنا فراشا ولم يفتش لنا كنفا منذاتيناه فذكر ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فقال ائتني به فاتيته معه فقال كيف تصوم قلت كل يوم قال صم من كل جمعة ثلثة ايام قلت اني اطيق افضل من ذلك قال صم يومين وافطر يوماً قال اني اطيق افضل من ذلك قال صم افضل الصيام صيام داؤد عليه السلام صوم يوم وفطر يوم.

حضرت مجاہد سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ مجھ سے عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا کہ میرے والد نے میرا نکاح ایک خوبصورت شریف خاندان کی لڑکی سے کرا دیا ان کے والد ان کی بیوی کے پاس آتا تھا اور اس سے اپنے شوہر کا حال پوچھتا یعنی میرا حال پوچھتا وہ بولتی بہت اچھا آدمی ہے ہمارے فرش کو پاؤں سے نہیں روندا اور پردہ کی چیز کو تلاش نہیں کیا (کبھی جماع نہیں کیا) جب سے میں ان کے پاس آئی ہوں، پس ان کے والد نے اس کا ذکر نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے کیا حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ ان کو میرے پاس لے آؤ میں حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں اپنے والد کے ساتھ حاضر ہوا حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ روزہ کس طرح رکھتے ہو میں نے کہا روزانہ آپ نے فرمایا ہر جمعہ سے تین روزہ رکھو میں نے کہا بے شک میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا دو دن روزے رکھو اور ایک دن افطار کرو میں نے کہا بے شک میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا کہ روزوں میں سے سب سے بہتر روزہ رکھو اور وہ داؤد عَلَیْہِ السَّلَامُ کا روزہ ہے کہ ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن افطار کرنا۔

اخبرنا ابو حصين عبد الله بن احمد بن عبد الله بن يونس قال حدثنا عبثر قال حدثنا حصين عن مجاهد عن عبد الله بن عمرو قال زوجني ابي امرأة فجآء يزورها فقال كيف ترين بعلك فقالت نعم الرجل من رجل لا ينام الليل ولا يفطر النهار فوقع بي وقال زوجتك امرأة من المسلمين فعضلتهاقال فجعلت لا التفت الى قوله مماأرى عندي من القوة والاجتهاد فبلغ ذلك النبي صلى الله عليه وسلم فقال لكني انا اقوم وأنام واصوم وافطرفقم ونم وصم وافطر قال صم من كل شهر ثلثة ايام فقلت انا اقوى من ذلك قال صم صوم داؤد عليه السلام صم يوماً وافطر يوماً قلت اني اقوى من ذلك قال اقرأ القرآن في كل شهر ثم انتهى الى خمس عشرة وانا اقول انا اقوى من ذلك.

حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے فرمایا کہ میرے والد نے میری ایک عورت سے شادی کرا دی پس اس کے والد اس کے پاس ملاقات کے لئے گئے پوچھا اپنے شوہر کا معاملہ تیرے ساتھ کیسا ہے وہ بولی بہت اچھا آدمی ہے نہ رات کو سوتا ہے اور نہ دن کو افطار کرتا ہے، پس انہوں نے مجھے سرزنش کی اور فرمایا کہ تیری بیوی ایک عورت ہے مسلمانوں میں سے تو اپنے کو اس کے قریب جانے سے روکتا ہے (یعنی اپنی بیوی کا حق زوجیت ادا نہیں کرتا ہے) حضرت عبد اللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں کہ میں نے ان کی بات پر کوئی توجہ نہیں کی اس لئے کہ میں اپنے کو طاقتور پاتا ہوں، پس اس کی خبر نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو پہنچی آپ نے فرمایا کہ میں عبادت بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں روزہ بھی رکھتا ہوں افطار بھی کرتا ہوں، پس تم رات کے کچھ حصہ میں عبادت کرو پھر سویا کرو اور روزہ رکھو اور افطار بھی کر لیا کرو پھر فرمایا کہ ہر مہینے میں تین دن روزے رکھ لیا کرو میں نے کہا کہ میں تو اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ اچھا تم داؤد عَلَیْہِ السَّلَامُ کا روزہ رکھ لیا کرو کہ ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو میں نے عرض کیا کہ اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ قرآن پورے مہینے میں پڑھ لیا کرو (یعنی ایک ختم) پھر پندرہ دن میں ختم کرنے کو فرمایا اور میں کہتا تھا اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔

اخبرنا يحيٰى بن درست قال حدثنا ابو اسمٰعيل قال حدثنا يحيٰى بن ابى كثير ان ابا سلمة حدثه

ان عبداللّٰه قال دخل رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم حجرتی فقال الم اخبرانك تقوم اللیل وتصوم النهار قال بلی قال فلا تفعلن نم وقم وصم وافطر فان لعینك علیك حقا وان لجسدك علیك حقا وان لزوجك علیك حقا وان لضیفك علیك حقا وان لصدیقك علیك حقا وانه عسٰی ان یطول بك عمرو انه حسبك ان تصوم من كل شهر ثلٰثا فذلك صیام الدهر كله والحسنة بعشر امثالها قلت انی اجد قوة فشددت فشدد علی قال صم من كل جمعة ثلٰثة ایام قلت انی اطیق اكثر من ذلك فشددت فشدد علی قال صم صوم نبی اللّٰه داؤد علیه السلام قلت وما كان صوم داؤد قال نصف الدهر.

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے حجرے میں تشریف لائے اور فرمایا کہ کیا مجھے اس بات کی خبر نہیں دی گئی کہ تم رات کو عبادت کرتے ہو اور دن میں روزے رکھتے ہو انہوں نے کہا ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا مت کرو سویا کرو اور عبادت بھی کیا کرو روزے رکھو اور افطار بھی کیا کرو اس لئے کہ تمہاری آنکھوں کے واسطے تم پر حق ہے اور تمہارے جسم کے واسطے تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کے واسطے تم پر حق ہے اور تمہارے مہمانوں کے واسطے تم پر حق ہے اور تمہارے دوست کے واسطے تم پر حق ہے اور شاید تمہاری عمر لمبی ہو اور تمہیں ہر مہینے میں تین روزے کافی ہیں یہ تین روزے تمام سال کے روزوں کے برابر ہیں اس لئے کہ ایک نیکی کے بدلے میں دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں میں نے عرض کیا کہ میں خود کو طاقتور پاتا ہوں پس میں نے سختی کی اس لئے مجھ پر سختی کی گئی فرمایا ہر جمعہ سے (یعنی ہفتہ میں) تین دن روزے رکھو میں نے کہا کہ اس سے زیادہ کی قوت رکھتا ہوں پس میں نے سختی کی اس لئے مجھ پر تنگی ڈالی گئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ رکھا کرو اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کا میں نے عرض کیا داؤد علیہ السلام کیسے روزے رکھتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نصف سال روزے رکھتے تھے، یعنی ایک دن روزہ رکھنے اور ایک دن افطار کرنے کے اعتبار سے نصف سال روزے کی حالت میں گذر جاتا ہے۔

اخبرنا الربیع بن سلیمان قال حدثنا ابن وهب قال اخبرنی یونس عن ابن شهاب قال اخبرنی سعید بن المسیب وابو سلمة بن عبدالرحمن ان عبد اللّٰه بن عمرو بن العاص قال ذكر لرسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم انه یقول لا قومن اللیل ولا صومنّ من النهار ماعشت فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم انت الذی تقول ذلك فقلت له قد قلته یا رسول اللّٰه فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فانك لا تستطیع ذلك فصم وافطر ونم وقم وصم من الشهر ثلٰثة ایام فان الحسنة بعشر امثالها وذلك مثل صیام الدهر قلت فانی اطیق افضل من ذلك قال صم یوما وافطر یومین قلت انی اطیق افضل من ذلك یارسول اللّٰه قال فصم یوما وافطر یوما وذلك صیام داؤد علیه السلام وهو اعدل الصیام قلت فانی اطیق افضل من ذلك قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لا افضل من ذلك قال عبد اللّٰه بن عمرو لان اكون قبلت الثلثة الایام التی قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم احب الی من اهلی ومالی.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میرے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا گیا ہے کہ وہ

یعنی میں کہتا ہوں کہ میں رات کو عبادت کروں گا اور دن میں روزہ رکھوں گا جب تک زندہ رہوں پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم یہی کہتے ہو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ بے شک میں نے یہی کہا تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اس کی طاقت نہیں رکھتے ہو تم روزے بھی رکھو اور افطار بھی کرو اور آرام بھی کرو اور عبادت بھی کرو اور ہر مہینے میں تین دن روزے رکھا کرو اس لئے کہ ہر نیکی کی دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور یہ ہمیشہ روزے رکھنے کے برابر ہیں میں نے کہا کہ میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ ایک دن روزہ رکھو اور دو دن افطار کرو میں نے کہا کہ میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو یہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے اور یہ سب روزوں سے افضل ہے میں نے عرض کیا کہ میں اس سے افضل کی قوت رکھتا ہوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے افضل کوئی روزہ نہیں حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ کاش میں ان تین دنوں کو قبول کر لیتا جو رسول اللہ ﷺ نے بتلائے ہیں تو میرے نزدیک اپنے اہل وعیال اور مال سے زیادہ بہتر ہوتا۔

اخبرنی احمدبن بکار قال حدثنا محمد وهو ابن سلمة عن ابن اسحٰق عن محمد بن ابراهيم عن ابی سلمة بن عبد الرحمن قال دخلت علی عبد اللّٰه بن عمروقلت ای عمی حدثنی عما قال لك رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال ابن اخی انی کنت قد اجمعت علی ان اجتهد اجتهاداً شدیداً حتی قلت لا صومن الدهر ولا قرأن القرآن فی کل یوم ولیلة فسمع بذلك رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فاتانی حتی دخل علیّ فی داری فقال بلغنی انك قلت لاصومنّ الدهر ولا قرأنّ القرآن فقلت قد قلت ذلك یا رسول اللّٰه قال فلا تفعل صم من کل شهر ثلٰثة ایام قلت انی اقوی علی اکثر من ذلك قال فصم من الجمعة یومین الاثنین والخمیس قلت انی اقوی علی اکثر من ذلك قال فصم صیام داؤد علیه السلام فانه اعدل الصیام عنداللّٰه یوما صائماً ویوماً مفطراً وانه کان اذا وعد لم یخلف واذا لاقی لم یفرّ.

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا میں نے کہا اے چچا مجھ سے رسول اللہ ﷺ کا وہ ارشاد بیان کیجئے جو آپ سے فرمایا تھا تو انہوں نے کہا بھتیجا میں نے اس کا عزم کر لیا تھا کہ پوری طاقت لگا دوں گا حتیٰ کہ میں نے کہا کہ ہمیشہ روزہ رکھوں گا اور ہر شب وروز میں قرآن ختم کروں گا پس اس کو رسول اللہ ﷺ نے سن لیا آپ میرے گھر میں تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے تمہاری طرف سے یہ بات پہنچی ہے کہ تم نے کہا ہمیشہ روزہ رکھوں گا اور ہر شب وروز میں قرآن ختم کروں گا میں نے کہا یا رسول اللہ بے شک میں نے ایسا کہا تھا آپ نے فرمایا کہ ایسا مت کر ہر مہینے میں تین دن روزے رکھو میں نے کہا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں حضور ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ سے دو دن پیر اور جمعرات کو روزہ رکھو میں نے کہا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں حضور ﷺ نے فرمایا کہ داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھا کرو اس لئے کہ وہ اللہ کے یہاں افضل الصیام ہے وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور جب وہ وعدہ کرتے تو اس کے خلاف نہ کرتے اور جب دشمن سے مقابلہ ہوتا تو نہیں بھاگتے۔

ذکر الزیادة فی الصیام والنقصان وذکر اختلاف الناقلین لخبر عبد الله بن عمرو فیه

صوم میں زیادتی وکمی کا بیان

اخبرنا محمد بن المثنی قال حدثنا محمد قال حدثنا شعبة عن زیادبن فیاض سمعت ابا عیاض یحدث عن عبد اللّٰہ ابن عمرو ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال له صم یوماً ولك اجر مابقی قال انی اطیق اکثر من ذلك قال صم یومین ولك اجر مابقی قال انی اطیق اکثر من ذلك قال صم ثلثة ایام ولك اجر مابقی قال انی اطیق اکثر من ذلك قال صم اربعة ایام ولك اجز مابقی قال انی اطیق اکثر من ذلك قال صم افضل الصیام عند اللّٰہ صوم داؤد علیه السلام کان یصوم یوماً ویفطر یوما.

حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ان سے فرمایا کہ ایک دن روزہ رکھ تم کو باقی (نودنوں) کا ثواب ملے گا انہوں نے کہا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا دودن روزہ رکھ تم کو باقی دنوں کا اجر ملے گا انہوں نے کہا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا تین دن روزہ رکھو تم کو باقی دنوں کا اجر ملے گا انہوں نے کہا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا یا چاردن روزہ رکھو تم باقی دنوں کا ثواب پاؤ گے انہوں نے کہا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اچھا داؤد عَلَیْہِ السَّلَامُ کا روزہ رکھو جو سب روزوں سے افضل ہے وہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔

اخبرنا محمد بن عبد الاعلی قال حدثنا المعتمر عن ابیه قال حدثنا ابوالعلآء عن مطرف عن ابن ابی ربیعة عن عبد اللّٰہ بن عمرو قال ذکرت للنبی صلی اللّٰہ علیه وسلم الصوم فقال صم من کل عشرة ایام یوماً ولك اجر تلك التسعة فقلت انی اقوی من ذلك قال فصم من کل تسعة ایام یوما ولك اجر تلك الثمانیة قلت انی اقوی من ذلك قال فصم من کل ثمانیة ایام یوماً ولك اجر تلك السبعة قلت انی اقوی من ذلك قال فلم یزل حتی قال صم یوما وافطر یوماً.

حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے روزے کا ذکر کیا آپ نے فرمایا ہر دس دن سے ایک دن روزہ رکھو تم کو باقی نو دنوں کا اجر ملے گا میں نے عرض کیا کہ میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا ہر نو دن میں ایک دن روزہ رکھو تم کو ان آٹھ دنوں کا اجر ملے گا میں نے کہا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا ہر آٹھ دن میں سے ایک دن روزہ رکھ تم کو سات دنوں کا اجر ملیگا میں نے کہا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں راوی کہتا ہے کہ عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یہی کہتے رہے حتیٰ کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ ایک دن روزہ رکھ اور ایک دن افطار کر۔

اخبرنا محمد بن اسماعیل بن ابراهیم قال حدثنا یزید قال حدثنا حماد ح واخبرنی زکریا بن یحیی

قال حدثنا عبد الاعلٰی قال حدثنا حماد عن ثابت عن شعیب بن عبد اللّٰہ بن عمرو عن ابیه قال قال لی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم صم یوماً ولك اجر عشرۃ فقلت زدنی قال صم یومین لك اجر تسعةٍ قلت زدنی قال صمْ ثلٰثة ولك اجر ثمانية قال ثابت فذكرت ذلك لمطرف فقال ماأراه الا یزداد فی العمل وینقص من الاجر واللفظ لمحمد.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دن روزہ رکھو تم کو دس دنوں کا ثواب ملیگا میں نے کہا اس سے زیادہ کی اجازت دیجئے آپ نے فرمایا کہ دو دن روزہ رکھو تم کو نو دنوں کا اجر ملے گا میں نے کہا زیادہ کی اجازت فرمادیجئے آپ نے فرمایا کہ تین دن روزہ رکھو تمہارے واسطے آٹھ دن کا اجر ہے راوی حدیث ثابت کہتے ہیں کہ میں نے اس کا مطرف سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ زیادتی عمل کی درخواست کرتے گئے اور اجر کم ہوتا گیا۔

صوم عشرۃ ایام من الشهر واختلاف الفاظ الناقلین لخبر عبد اللّٰہ بن عمرو فیه

مہینہ سے دس روز روزے کا حکم دینا اور اس کے بارے میں عبداللہ بن عمرو کی حدیث کے الفاظ نقل کرنے والوں میں اختلاف

اخبرنا محمد بن عبیدؒ عن اسباط عن مطرف عن حبیب بن ابی ثابت عن ابی العباس عن عبد اللّٰہ بن عمرو قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم انه بلغنی انك تقوم اللیل وتصوم النهار قلت یا رسول اللّٰہ ماأردت بذلك الا الخیر قال لا صام من صام الابد ولكن ادلك علی صوم الدهر ثلٰثة ایام من الشهر قلت یا رسول اللّٰہ انی اطیق اكثر عن ذلك قال صم خمسة ایام قلت انی اطیق اكثر من ذلك قال فصم عشراً فقلت انی اطیق اكثر من ذلك قال صم صوم داؤد علیه السلام كان یصوم یوما ویفطر یوما.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اطلاع ملی ہے تم رات کو عبادت کرتے ہو اور دن میں روزہ رکھتے ہو میں نے کہا یا رسول اللہ میں اس سے ثواب کمانا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا کہ روزہ نہیں رکھا وہ شخص جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہے (ایسے روزے کی کوئی حیثیت نہیں) لیکن میں تم کو پورا سال روزے رکھنے کا طریقہ بتلاتا ہوں کہ مہینہ سے تین دن روزے رکھو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ دن روزہ رکھو میں نے کہا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس دن روزے رکھو میں نے کہا میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھو وہ ایک روزہ رکھتے اور

ایک دن افطار کرتے تھے۔

اخبرنا علی بن الحسین قال حدثنا امیة عن شعبة عن حبیب قال حدثنی ابو العباس وکان رجل من اهل الشام وکان شاعر او کان صدوقا عن عبد اللّٰه بن عمرو قال قال لی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وساق الحدیث.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا پھر راوی نے پوری حدیث بیان کی۔

اخبرنا محمد بن عبد الاعلی قال حدثنا خالد عن شعبة قال اخبرنی حبیب بن ابی ثابت قال سمعت ابا العباس هو الشاعر یحدث عن عبد اللّٰه بن عمرو قال قال لی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یا عبد اللّٰه بن عمرو انك تصوم الدهر وتقوم اللیل وانك اذا فعلت ذلك هجمت العین ونفهت له النفس لا صام من صام الابد صوم الدهر ثلثة ایام من الشهر صوم الدهر کله قلت انی اطیق اکثر من ذلك قال صم صوم داؤد کان یصوم یوما ویفطر یوما ولا یفر اذا لاقی.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے عبداللہ بن عمرو تم ہمیشہ روزے رکھتے ہو اور رات کو عبادت کرتے ہو اور جب تم یہ عمل اسی طرح کرتے رہو گے تو تمہاری آنکھ دھنس جائے گی اور جسم کمزور ہو جائے گا جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس کا روزہ نہیں مہینے میں تین دن کے روزے گویا پورے سال کے روزے ہیں میں نے کہا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھو آپ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور جنگ سے نہیں بھاگتے جبکہ دشمن سے مقابلہ ہوتا۔

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا محمد قال حدثنا شعبة عن عمرو بن دینار عن ابی العباس عن عبد اللّٰه بن عمرو قال قال لی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اقرأ القرآن فی شهر قلت انی اطیق اکثر من ذلك قال فلم ازل اطلب الیه حتی قال فی خمسة ایام وقال صم ثلثة ایام من الشهر قلت انی اطیق اکثر من ذلك فلم ازل اطلب الیه قال صم احب الصیام الی الله عزوجل صوم داؤد کان یصوم یوما ویفطر یوما.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ قرآن ایک مہینے میں پڑھا کرو میں نے کہا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں فرماتے ہیں کہ میں بار بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادتی عمل کی درخواست کرتا رہا حتیٰ کہ آپ نے فرمایا کہ پانچ دن میں ایک ختم کرنا اور فرمایا کہ مہینے میں تین روزے رکھو میں نے کہا میں تو اس سے زیادہ کی قوت رکھتا ہوں پس میں اس سے زیادہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کرتا رہا تو آپ نے فرمایا کہ تم داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھو آپ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور یہ اللہ برتر و بزرگ کے نزدیک سب سے افضل روزہ ہے۔

اخبرنا ابراھیم بن الحسن قال حدثنا حجاج قال قال ابن جریج سمعت عطآء یقول ان ابا العباس الشاعر اخبرہ انہ سمع عبد اللّٰہ بن عمرو بن العاص قال بلغ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انی اصوم اسرد الصوم واصلی اللیل فارسل الیہ واما لقیہ قال الم اخبرانک تصوم ولا تفطر وتصلی اللیل فلا تفعل فان لعینک حظاً ولنفسک حظاً ولاھلک حظاً وصم وافطر وصل ونم وصم من کل عشرۃ ایام یوما ولک اجر تسعۃ قال انی اقوی لذلک یا رسول اللّٰہ قال صم صیام داؤد اذاً قال وکیف کان صیام داؤد یا نبی اللہ قال کان یصوم یوما ویفطر یوما ولا یفراذالاقی قال و من لی بھذا یا نبی اللّٰہ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ خبر پہنچی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ میں لگاتار روزہ رکھتا ہوں اور رات کو عبادت کرتا ہوں پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پیغام بھیجا یا خود ہی ان سے ملاقات کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اس بات کی خبر پہنچی ہے کہ تم روزے رکھتے ہو اور افطار نہیں کرتے ہو اور پوری رات کو نماز پڑھتے ہو ایسا مت کر اس لئے کہ تیری آنکھ کے واسطے حصہ ہے اور تیرے نفس کے واسطے حصہ ہے اور تیرے گھر والے کے واسطے حصہ ہے روزہ رکھ اور افطار کر نماز پڑھ اور اور آرام کر اور ہر دس دنوں سے ایک دن روزہ رکھ تیرے واسطے نو دن کا اجر ہے انہوں نے کہا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں یا رسول اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس حالت میں تم داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھو انہوں نے کہا اے اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کا روزہ کیسا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور جہاد سے نہیں بھاگتے جبکہ دشمن سے مقابلہ ہوتا، حضرت عبداللہ بن عمرو نے کہا اے اللہ کے نبی کون میرے واسطے اس عمل کا یعنی عدم فرار کا ذمہ دار ہوگا اس کی تحصیل تو میرے لئے مشکل ہے وہ اس عمل کی تمنا کرتے تھے۔

تشریح: ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ صوم دہر کے مقابلہ میں مطلقاً افضل ہے یعنی صوم دہر مکروہ ہو یا نہ ہو بہر صورت وہ افضل ہے، کیونکہ اس حد تک روزہ رکھنے سے ضعف پیدا نہیں ہوتا بلکہ قوت باقی رہتی ہے چنانچہ اس پر ارشاد نبوی "ولا یفراذالاقی" دلالت کرتا ہے اور صوم دہر سے ضعف اور کمزوری لاحق ہوتی ہے جو ادائے حقوق وغیرہ سے مانع ہوتی ہے اس لئے احادیث سے صوم دہر کی کراہت معلوم ہوتی ہے اب رہا یہ سوال کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی حمزہ بن عمرو اسلمی کے لگاتار صوم پر انکار نہیں فرمایا جبکہ انہوں نے کہا کہ میں ایسا آدمی ہوں ہمیشہ روزہ رکھتا ہوں اس سے اس بات کی اجازت معلوم ہوتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے اجازت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ صوم سرد یعنی لگاتار روزہ رکھنے سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ وہ تمام سال روزہ رکھتے تھے لہٰذا یہ روایت کسی طرح احادیث ممانعت کے خلاف نہیں۔ (واللّٰہ تعالیٰ اعلم، کذافی الحاشیہ لعلامۃ السندھی)

صیام خمسة ایام من الشهر

مہینے میں پانچ دن روزے رکھنا

اخبرنا زکریا بن یحییٰ قال حدثنا وھب بن بقیۃ قال حدثنا خالد عن خالد وھو الحذآء عن ابی قلابۃ

عن ابی الملیح قال دخلت مع ابیك زید علی عبد اللّٰہ بن عمرو فحدث ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ذکر له صومی فدخل علیّ فالقیت له وسادة ادم حشوها لیف فجلس علی الارض وصارت الوسادة فیما بینی وبینه قال اما یکفیك من کل شهر ثلثة ایام قلت یا رسول اللّٰہ قال خمسا قلت یا رسول اللّٰہ قال سبعاً قلت یا رسول اللّٰہ قال تسعاً قلت یا رسول اللّٰہ قال احدی عشرة قلت یا رسول اللّٰہ فقال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم لا صوم فوق صوم داؤد شطر الدهر صیام یوم وفطر یوم.

ابوالملیح سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں تمہارے والد زید کے ساتھ عبداللہ بن عمرو کے پاس گیا تھا انہوں نے بیان کیا ہے کہ میرے روزے کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا گیا آپ میرے پاس تشریف لائے میں نے آپ کے واسطے چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی ڈالدیا آپ ﷺ زمین پر بیٹھ گئے اور تکیہ میرے اور آپ کے درمیان تھا آپ نے فرمایا کیا تم کو ہر مہینے میں تین دن کے روزے کافی نہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ (بڑھادیجئے) حضور ﷺ نے فرمایا پانچ دن میں نے کہا یارسول اللہ (بڑھادیجئے) حضور ﷺ نے فرمایا سات دن میں نے کہا یارسول اللہ (بڑھادیجئے) آپ نے فرمایا نو دن میں نے عرض کیا یارسول اللہ (میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں) آپ نے فرمایا گیارہ دن میں نے عرض کیا یارسول اللہ (میرے واسطے اور بڑھادیجئے) پس نبی ﷺ نے فرمایا کہ داؤد علیہ السلام کے روزے سے افضل کوئی روزہ نہیں وہ ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن افطار کرنا، گویا تم نے نصف سال تک روزہ رکھا۔

صیام اربعة ایام من الشهر

مہینے سے چار دن روزے رکھنے کا بیان

اخبرنا ابراهیم بن الحسن قال حدثنا حجاج بن محمد قال حدثنی شعبة عن زیادبن فیاض قال سمعت اباعیاض قال قال عبد اللّٰہ بن عمرو قال لی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم صم من الشهر یوماً ولك اجر مابقی قلت انی اطیق اکثر من ذلك فقال صم یومین ولك اجر مابقی قلت انی اطیق اکثرمن ذلك قال فصم ثلثة ایام ولك اجر ما بقی قلت انی اطیق اکثر من ذلك قال صم اربعة ایام ولك اجر مابقی قلت انی اطیق اکثرمن ذلك فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم افضل الصوم صوم داؤد کان یصوم یوماً ویفطر یوماً.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ روزہ رکھ مہینے میں ایک دن تم کو باقی دنوں کا اجر ملے گا میں نے کہا اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں حضور ﷺ نے فرمایا دو دن روزہ رکھ تم کو باقی دنوں کا اجر ملے گا میں نے عرض کیا اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں حضور ﷺ نے فرمایا تین دن روزہ رکھ تم کو باقی دنوں کا اجر ملے گا اس پر میں نے عرض کیا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں حضور ﷺ نے فرمایا چار دن روزہ رکھ تم کو باقی دنوں کا اجر

ملے گا میں نے کہا بیشک میں اس سے زیادہ کی قوت رکھتا ہوں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افضل روزہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے کہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔

صوم ثلثة ايام من الشهر

مہینے میں تین دن روزہ رکھنا

اخبرنا علی بن حجر قال حدثنا اسماعيل حدثنا محمد بن ابی حرملة عن عطآء بن يسار عن ابی ذر قال اوصانی حبيبی صلی الله عليه وسلم بثلثة لا ادعهن ان شآء الله تعالٰی ابدا اوصانی بصلوٰة الضحی وبالوتر قبل النوم وبصيام ثلثة ايام من كل شهر.

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میرے دوست صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین چیزوں کا حکم دیا ہے میں ان شاء اللہ تعالیٰ ان کو کبھی نہیں چھوڑوں گا مجھ کو حکم دیا ہے چاشت کی نماز پڑھنے کا اور سونے سے پہلے وتر پڑھنے کا اور ہر مہینے میں تین روزے رکھنے کا۔

اخبرنا محمد بن علی بن الحسن قال سمعت ابی قال اخبرنا ابو حمزة عن عاصم عن الاسود بن هلال عن ابی هريرة قال امرنی رسول الله صلی الله عليه وسلم بثلث بنوم علی وتر والغسل يوم الجمعة وصوم ثلثة ايام من كل شهر.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین چیزوں کا حکم دیا ہے کہ وتر پڑھ کر سوجاؤں اور جمعہ کے دن غسل کروں اور ہر مہینے میں تین روزہ رکھوں۔

اخبرنا زكريا ابن يحيٰی قال حدثنا ابو كامل قال حدثنا ابو عوانة عن عاصم بن بهدلة عن رجل عن الاسود بن هلال عن ابی هريرة قال امرنی رسول الله صلی الله عليه وسلم بركعتی الضحی وان لا انام الا علی وتر وصيام ثلثة ايام من كل شهر.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ چاشت کی دو رکعت پڑھا کروں اور یہ کہ وتر پڑھ کر سویا کروں اور ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھا کروں۔

اخبرنا محمد بن رافع حدثنا ابو النضر حدثنا ابو معاوية عن عاصم عن الاسود بن هلال عن ابی هريرة قال امرنی رسول الله صلی الله عليه وسلم بنوم علی وتر والغسل يوم الجمعة وصيام ثلثة ايام من كل شهر.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں وتر کی نماز پڑھ کر سویا کروں اور جمعہ کے دن غسل کروں اور ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھوں۔

ذکر الاختلاف علی ابی عثمان فی حدیث ابی ہریرۃ فی صیام ثلثۃ ایام من کل شھر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث صیام ثلثۃ ایام الخ کے راوی ابی عثمان پر اختلاف کا ذکر

اخبرنا زکریا بن یحیٰی قال حدثنا عبد الاعلٰی قال حدثنا حماد بن سلمۃ عن ثابت عن ابی عثمان ان اباھریرۃ قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول شھر الصبر وثلٰثۃ ایام من کل شھر صوم الدھر.

ابی عثمان سے روایت ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ صبر یعنی رمضان کا مہینہ اور ہر مہینے میں تین دن روزے (کا ثواب) پورے سال کے روزوں کے برابر ہوتا ہے۔

اخبرنا علی بن الحسن اللانی بالکوفۃ عن عبد الرحیم وھو ابن سلیمان عن عاصم الاحول عن ابی عثمان عن ابی ذر قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من صام ثلٰثۃ ایام من الشھر فقد صام الدھر کلہٗ ثم قال صدق اللّٰہ فی کتابہ من جآء بالحسنۃ فلہٗ عشر امثالھا.

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مہینے میں تین روزے رکھے گویا اس نے پورے سال روزہ رکھا ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں سچ فرمایا ہے کہ جو شخص ایک نیکی لاوے گا اس کے عوض میں دس نیکیاں ملتی ہیں۔

اخبرنا محمد بن حاتم قال اخبرنا حبان قال اخبرنا عبداللّٰہ عن عاصم عن ابی عثمان عن رجل قال ابو ذر سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول من صام ثلٰثۃ ایام من کل شھر فقد تمّ صوم الشھر او فلہ صوم الشھر شك عاصم.

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص ہر مہینے میں تین روزے رکھے اس نے مہینے کا روزہ پورا کیا ہے یا اس کے واسطے پورے مہینے کے روزے کا (ثواب) ہے۔

اخبرنا قتیبۃ قال حدثنا اللیث عن یزید بن ابی حبیب عن سعید بن ابی ھندٍ ان مطرفا حدثہ ان عثمان بن ابی العاص قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول صیام حسن ثلٰثۃ ایام من الشھر.

حضرت سعید بن ابی ہند سے روایت ہے کہ مطرف نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ مہینے میں تین دن کے روزے اچھے روزے ہیں۔

اخبرنا زکریا بن یحیٰی قال اخبرنا ابو مصعب عن مغیرۃ بن عبد الرحمٰن عن عبد اللّٰہ بن سعید بن

ابی ھند عن محمد بن اسحٰق عن سعید بن ابی ھند قال عثمان بن ابی العاص نحوہ مرسل.

سعید بن ابی ہند سے روایت ہے کہ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بطور مرسل فرمایا حدیث سابق کی طرح

اخبرنا یوسف بن سعید قال حدثنا حجاج عن شریك عن الحر بن صیاح قال سمعت ابن عمر یقول كان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم یصوم ثلٰثة ایام من كل شهر.

حر بن صیاح سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے میں تین دن روزے رکھتے تھے۔

كیف یصوم ثلٰثة ایام من كل شهر وذكر اختلاف الناقلین للخبر فی ذلك

کس طرح رکھے تین دن کے روزے ہر مہینے سے اس کی روایت میں اختلاف ناقلین کا ذکر

اخبرنا الحسن بن محمد الزعفرانی قال حدثنا سعید بن سلیمان عن شریك عن الحر بن صیاح عن ابن عمران رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم كا یصوم ثلٰثة ایام من كل شهر یوم الاثنین من اول الشهر والخمیس الذی یلیه ثم الخمیس الذی یلیه.

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھتے تھے مہینے کے اوّل پیر کے دن اور اس سے متصل جمعرات کے دن پھر اس سے متصل جمعرات کو۔

اخبرنا علي بن محمد بن علی قال حدثنا خلف بن تمیم عن زهیر عن الحر بن الصیاح قال سمعت هنیدة الخزاعی قال دخلت علی ام المؤمنین سمعتها تقول كان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یصوم ثلٰثة ایام من كل شهر اول اثنین من الشهر ثم الخمیس ثم الخمیس الذی یلیه.

ہنیدہ خزاعی کہتے ہیں کہ میں اُمّ المؤمنین کے پاس گیا میں نے ان سے فرماتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھتے تھے مہینے سے اوّل دوشنبہ کے روز پھر جمعرات کے دن پھر اس سے متصل جمعرات کو۔

اخبرنا ابوبكر ابن ابی النضر قال حدثنا ابو النضر قال حدثنا ابو اسحٰق الاشجعی كوفی عن عمرو بن قیس الملائی عن الحر بن الصیاح عن هنیدة بن الخالد الخزاعی عن حفصة قالت اربع لم یكن یدعهن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم صیام یوم عاشورآء والعشر وثلٰثة ایام من كل شهر وركعتین قبل الغدآة.

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم چار کاموں کو نہیں چھوڑتے تھے کہ عاشورہ کا روزہ رکھنا اور دہے ذی الحجہ کا یعنی نو دن اوّل ذی الحجہ کا اور ہر مہینہ سے تین دن کا اور فجر سے پہلے دو رکعتیں یعنی سنت فجر کی۔

اخبرنا احمد بن یحیٰی عن ابی نعیم قال اخبرنا ابو عوانة عن الحر بن الصباح عن هنیدة بن خالدعن امرأته عن بعض ازواج النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کان یصوم تسعة من ذی الحجة ویوم عاشورآء وثلٰثة ایام من کل شهر اثنین من الشهر وخمیسین.

بعض ازواج سے نبی ﷺ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ روزے رکھتے تھے نو دن ذی الحجہ کے اور عاشورا کے دن کے اور ہر مہینے میں تین دن کے یعنی مہینے کے اوّل پیر کے دن اور دو جمعرات کو دو روزے رکھتے تھے۔

اخبرنا محمد ابن عثمان بن ابی صفوان الثقفی قال حدثنا عبد الرحمن قال حدثناابو عوانة عن الحر بن الصباح عن هنیدة بن خالد عن امرأته عن بعض ازواج النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قالت کان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یصوم العشر وثلٰث ایام من کل شهر الاثنین والخمیس.

نبی ﷺ کی بعض ازواج سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ دسویں ذی الحجہ کو چھوڑ کر نو روزے رکھتے یعنی پہلی سے نو تک اور تین دن ہر مہینے سے یعنی پیر کے روزے اور جمعرات کے روزے رکھتے یعنی پہلی جمعرات اور دوسری کو۔

اخبرنا ابراهیم بن سعید الجوهری قال حدثنا محمد بن فضیل عن الحسن بن عبید اللّٰه عن هنیدة الخزاعی عن امه عن ام سلمة قالت کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یأمر بصیام ثلٰثة ایام اول خمیس والاثنین والاثنین.

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تین دن روزے رکھنے کا حکم فرماتے تھے پہلی جمعرات اور پیر کو پھر اگلے پیر کو۔

اخبرنا مخلد بن الحسن قال حدثنا عبید اللّٰه عن زید بن ابی انیسة عن ابی اسحٰق عن جریر بن عبد اللّٰه عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال صیام ثلٰثة ایام من کل شهر صیام الدهر وایام البیض صبیحة ثلٰث عشرة واربع عشرة وخمس عشرة.

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہر مہینے میں تین دن کے روزے (ثواب کے اعتبار سے) تمام سال روزے رکھنے کی مانند ہیں اور ان تین ایام میں افضل ایام چاندنی راتوں کے تیرھویں اور چودھویں اور پندرھویں ہیں۔

تشریح: روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کے معمولات نفل روزے میں مختلف تھے اس کا مقصد تعلیم امت تھا اس باب کی روایات سے دو طریقے معلوم ہوئے اور دونوں جائز ہیں ایک تو یہ کہ ہر ماہ سے تین دن یعنی اوّل پیر اس کے بعد جمعرات پھر اس کے بعد دوسری جمعرات کے دن روزے رکھتے دوسرے یہ کہ ہر ماہ سے پہلی جمعرات اس کے بعد پیر پھر اس کے بعد دوسرے ہفتہ کی پیر کو روزے رکھتے اب امت میں سے اگر کوئی ان ایام میں روزہ رکھنا چاہے تو اس کو اختیار ہے چاہے اس طرح رکھے چاہے اس طرح رکھے کیونکہ دونوں دن متبرک ہیں۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ایام بیض کے روزے کی فضیلت کا ذکر ہے حضور ﷺ کے معمولات میں یہ روزے بھی تھے ایام بیض ہر ماہ کی تیرہ و چودہ اور پندرہ تاریخ کو

کہتے ہیں یہی جمہور کے نزدیک راجح قول ہے ان کو ایام بیض اس لئے کہتے ہیں کہ چاندنی اوّل سے آخر تک رہتی ہے اس صورت میں بیض لیالی کی صفت ہوگی "ای ایام اللیالی البیض" یا اس لئے کہتے ہیں کہ روزے ان ایام کے دور کرتے ہیں گناہوں کو اور روشن کرتے ہیں دلوں کو۔(کذافی المرقاۃ ومظاہر حق مختصراً)

ذکر الاختلاف علی موسی بن طلحة فی الخبر فی صیام ثلثة ایام من الشهر

موسیٰ بن طلحہ پر اس حدیث میں اختلاف کا ذکر جو مہینے میں تین دن کے روزے کے بارے میں مروی ہے

اخبرنا محمد بن معمر قال حدثنا حبان قال حدثنا ابو عوانة عن عبد الملك بن عمير عن موسٰی بن طلحة عن ابی هريرة قال جآء اعرابی الی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم بأرنبٍ قد شواها فوضعها بین یدیه فامسك رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فلم یأکل وأمر القوم ان یأکلوا وامسك الاعرابی فقال له النبی صلی اللّٰه علیه وسلم مایمنعك ان تأکل قال انی اصوم ثلٰثة ایام من الشهر قال ان کنت صآئماً فصم الغر.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ ایک دیہاتی شخص بھنا ہوا خرگوش لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس کو آپ کے سامنے رکھدیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ روک لیا اور نہیں کھایا اور لوگوں سے کھانے کو فرمایا اور اس دیہاتی نے بھی اپنا ہاتھ روک لیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کیوں نہیں کھاتے ہو اس نے کہا میں مہینے میں تین دن روزے رکھتا ہوں حضور نے فرمایا کہ اگر تو روزہ رکھنے والا ہے تو ایام بیض کے روزے رکھ لیا کر۔

اخبرنا محمد بن عبد العزيز قال اخبرنا الفضل بن موسٰی عن فطرٍ عن یحیٰی بن سامٍ عن موسٰی بن طلحة عن ابی ذر قال امرنا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ان نصوم من الشهر ثلٰثة ایام البیض ثلٰث عشرة واربع عشرة وخمس عشرة.

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ ہم مہینے سے چاندنی راتوں کے تین دن یعنی تیرہ و چودہ اور پندرہ کو روزے رکھیں۔

اخبرنا عمرو بن یزید قال حدثنا عبد الرحمن قال حدثنا شعبة عن الاعمش سمعت یحیٰی بن سامٍ عن موسٰی بن طلحة عن ابی ذر قال امرنا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ان نصوم من الشهر ثلٰثة ایام البیض ثلٰث عشرة واربع عشرة وخمس عشرة.

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ ہم مہینے میں ایام بیض یعنی تیرہ و چودہ اور پندرہ تاریخ کو روزے رکھیں۔

اخبرنا عمرو بن يزيد قال حدثنا عبد الرحمن قال حدثنا شعبة عن الاعمش قال سمعت يحيٰى بن سام عن موسٰى بن طلحة قال سمعت ابا ذر بالرّبذة قال قال لی رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم اذا صمت شيئا من الشهر فصم ثلٰث عشرة واربع عشرة وخمس عشرة.

موسیٰ بن طلحہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ربذہ میں کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ جب تم ہر مہینے سے کچھ روزے رکھنے کا ارادہ کرو تو تیرہ و چودہ اور پندرہ کو روزہ رکھ لیا کرو۔

اخبرنا محمد بن منصور عن سفيان عن بيان بن بشر عن موسٰى بن طلحة عن ابن الحوتكية عن ابی ذر ان النبی صلی اللّٰه عليه وسلم قال لرجل عليك بصيام ثلٰث عشرة واربع عشرة و خمس عشرة قال ابو عبدالرحمن هذا خطاء ليس من حديث بيان ولعل سفيان قال حدثنا اثنان فسقط الالف فصار بيان.

حضرت ابوذر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے فرمایا کہ تم تیرہ اور چودہ اور پندرہ تاریخ کے روزے کو لازم پکڑو۔

اخبرنا محمد بن المثنی قال حدثنا سفيان قال حدثنا رجلان محمد وحكيم عن موسٰى بن طلحة عن ابن الحوتكية عن ابی ذر ان النبی صلی اللّٰه عليه وسلم امر رجلا بصيام ثلٰث عشرة واربع عشرة وخمس عشرة.

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو مہینے کی تیرہ اور چودہ اور پندرہ تاریخ کو روزے رکھنے کا حکم دیا۔

اخبرنا احمد بن عثمان بن حكيم عن بكر عن عيسٰى عن محمد عن الحكم عن موسٰى بن طلحة عن ابن الحوتكية قال قال ابی جآء اعرابی الی رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم ومعه ارنب قد شواها وخبز فوضعها بين يدی النبی صلی اللّٰه عليه وسلم ثم قال انی وجدتها تدمی فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم لاصحابه لا يضر كلوا وقال للاعرابی كل قال انی صائم قال صوم ماذاقال صوم ثلٰثة ايام من الشهر قال ان كنت صآئماً فعليك بالغر البيض ثلٰث عشرة واربع عشرة وخمس عشرة قال ابو عبد الرحمن الصواب عن ابی ذر ويشبه ان يكون وقع من الكتاب ذر فقيل ابی.

ابن الحوتکیہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک اعرابی اپنے ساتھ بھنا ہوا خرگوش اور روٹی لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا پھر اس نے کہا کہ میں نے اس سے خون نکلتا ہوا دیکھا ہے (خرگوش کو حیض کا خون آتا ہے) پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کوئی ضرر نہیں کرے گا کھاؤ اور اعرابی سے فرمایا کھاؤ اس نے کہا میں روزہ دار ہوں حضور نے پوچھا کونسا روزہ اس نے کہا مہینے کے تین روزے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو روزہ رکھنے والا ہے تو ہر ماہ کی تیرہ اور چودہ اور پندرہ تاریخ کے روزے کو لازم پکڑ۔

اخبرنا عمرو بن يحيٰى ابن الحارث قال حدثنا المعافى بن سليمان حدثنا القاسم بن معن عن طلحة بن يحيٰى عن موسٰى بن طلحة ان رجلا اتى النبى صلى الله عليه وسلم بارنب وكان النبى صلى الله عليه وسلم مدّ يده اليها فقال الذى جآء بها انى رأيت بها دماً فكفّ رسول الله صلى الله عليه وسلم يده وامر القوم ان يأكلوا و كان فى القوم رجل منتبذ فقال النبى صلى الله عليه وسلم مالك قال انى صآئم فقال له النبى صلى الله عليه وسلم فهلاّ ثلث البيض ثلٰث عشرة واربع عشرة وخمس عشرة.

موسیٰ بن طلحہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے خرگوش لایا اور نبی ﷺ کے سامنے پیش کیا اور نبی ﷺ نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا تو وہ بولے جس نے لایا تھا کہ میں نے اس سے خون آتا ہوا دیکھا ہے پس رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ روک لیا اور لوگوں کو کھانے کا حکم دیا اور ایک شخص قوم سے الگ تھلگ بیٹھا ہوا تھا اس سے نبی ﷺ نے پوچھا تیرا کیا حال ہے وہ بولے میں روزہ دار ہوں پس اس سے نبی ﷺ نے فرمایا کہ تو ایام بیض تیرہ اور چودہ اور پندرہ کے تین روزے کیوں نہیں رکھتا۔

اخبرنا محمد بن اسماعيل بن ابراهيم قال حدثنا يعلى عن طلحة بن يحيٰى عن موسٰى بن طلحة قال أُتى النبى صلى الله عليه وسلم بارنب قد شواها رجل فلما قدّمها اليه قال يا رسول الله انى قد رأيت بها دماً فتركها رسول الله صلى الله عليه وسلم فلم يأكلها وقال لمن عنده كلوا فانى لو اشتهيتها اكلتها ورجل جالس فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ادن فكل مع القوم فقال يا رسول الله انى صآئم قال فهلا صمت البيض قال وما هن قال ثلٰث عشرة واربع عشرة وخمس عشرة.

موسیٰ بن طلحہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک خرگوش لایا گیا جس کو ایک آدمی نے بھنا تھا جب اس کو آپ کے سامنے پیش کیا تو اس آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اس سے خون آتا ہوا دیکھا ہے پس اس کو رسول اللہ ﷺ نے چھوڑ دیا ہے اور نہیں کھایا اور اپنے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں سے فرمایا تم کھاؤ اور اگر مجھے اس کی رغبت ہوتی تو میں کھا تا اور ایک شخص علیحدہ بیٹھا ہوا تھا اس سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قریب بیٹھ کر لوگوں کے ساتھ کھاؤ وہ بولے یا رسول اللہ میں روزہ دار ہوں آپ نے فرمایا تو نے ایام بیض کے روزے کیوں نہیں رکھے وہ بولے وہ کون سے روزے آپ نے فرمایا تیرہ و چودہ اور پندرہ کے۔

اخبرنا محمد بن عبد الاعلٰى قال حدثنا خالد عن شعبة قال انبانا انس بن سيرين عن رجل يقال له عبد الملك يحدث عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يأمر بهذه الايام الثلٰث البيض ويقول هى صيام الشهر.

عبدالملک (بواسطہ اپنے باپ کے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان ایام بیض میں روزے کا حکم فرماتے تھے اور فرماتے کہ یہ (ثواب میں) پورے مہینے کے روزے کے برابر ہیں۔

اخبرنا محمد بن حاتم قال حدثنا حبان قال اخبرنا عبد اللّٰه عن شعبة عن انس بن سيرين قال سمعت عبد الملك بن ابی المنهال يحدث عن ابيه ان النبی صلی اللّٰه عليه وسلم امر هم بصيام ثلٰثة ايام البيض قال هی صوم الشهر.

عبدالملک اپنے باپ ابی المنہال سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان کو ایام بیض کے تینوں دن روزے رکھنے کا حکم دیا ہے کہ یہ روزے (بلحاظ ثواب) پورے مہینے کے روزوں کے برابر ہیں۔

اخبرنا محمد بن معمر قال حدثنا حبان قال حدثنا همام قال حدثنا انس بن سيرين قال حدثنی عبد الملك بن قدامة بن ملحان عن ابيه قال كان رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم يأمرنا بصيام ايام الليالی الغر البيض ثلٰث عشرة واربع عشرة وخمس عشرة.

عبدالملک اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیتے تھے چاندنی راتوں کے ایام یعنی تیرہ اور چودہ اور پندرہ تاریخ کو روزے رکھنے کا۔

تشریح: ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ان ایام کے اندر روزہ رکھنا مستحب ہے اور یہ تین روزے مہینے کے رکھنے کا افضل طریقہ یہی ہے جوان روایات میں مذکور ہے امام بخاریؒ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

"قال ابو عبدالرحمن الصواب عن ابی ذرالخ" یہ عبارت اوپر مذکور ہے امام موصوف فرماتے ہیں کہ احمد بن عثمان بن حکیم کی روایت میں قال کے بعد ابی لفظ صحیح نہیں بلکہ صحیح ابی ذر ہے کتابت سے ذر کا لفظ ساقط ہوگیا اس لئے ابی پڑھا گیا۔

صوم يومين من الشهر

مہینے سے دودن روزے رکھنے کا بیان

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنی سيف بن عبيد اللّٰه من خيار الخلق قال حدثنا الاسود بن شيبان عن ابی نوفل بن ابی عقرب عن ابيه قال سألت رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم عن الصوم فقال صم يوما من الشهر قلت يارسول اللّٰه زدنی زدنی قال يقول يارسول اللّٰه زدنی زدنی يومين من كل شهر قلت يا رسول اللّٰه زدنی زدنی انی اجد نی قوياً فقال زدنی زدنی اجد نی قوياً فسكت رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم حتی ظننت انه ليرد نی قال صم ثلٰثة ايام من كل شهر.

ابی نوفل کے والد ابی عقرب سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے روزہ کے متعلق دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ مہینے سے ایک دن روزہ رکھ میں نے عرض کیا یارسول اللہ زیادہ کی اجازت دیجئے زیادہ کی اجازت دیجئے ابی نوفل کہتے ہیں کہ وہ کہہ رہے تھے یارسول اللہ ز دنی ز دنی حضور ﷺ نے فرمایا ہر مہینے سے دودن روزہ رکھو میں نے کہا یارسول اللہ بڑھا دیجئے بڑھا دیجئے میرے واسطے میں خود کو قوت والا پاتا ہوں حضور ﷺ نے بھی فرمایا زدنی زدنی اجدنی قویاً پھر رسول اللہ ﷺ خاموش رہے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ آپ میری درخواست قبول نہ کریں گے پھر فرمایا کہ ہر مہینے سے

تین دن روزے رکھو۔

اخبرنا عبد الرحمن بن محمد بن سلام قال حدثنا یزید بن ھارون قال اخبرنا الاسود بن شیبان عن ابی نوفل بن ابی عقرب عن ابیه انه سأل النبی صلی اللّٰه علیه وسلم عن الصوم فقال صم یوما من کل شھر واستزاده قال بابی انت وامی اجدنی قویاً فزاده قال صم یومین من کل شھر فقال بابی انت وامی یارسول اللّٰه انی اجدنی قویا فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم انی اجد نی قویا انی اجدنی قویا فما کاد ان یزیدهٗ فلما الحّ علیه قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم صم ثلثة ایام من کل شھر اٰخر ماعند الشیخ من الصیام والحمدللّٰه رب العالمین.

ابی نوفل اپنے والد ابی عقرب سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے نبی ﷺ سے روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا آپ نے فرمایا کہ ہر مہینے سے ایک دن روزہ رکھا انہوں نے آپ سے اضافہ کی درخواست کی کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان میں طاقت والا ہوں پس حضور نے اضافہ کردیا فرمایا کہ ہر مہینے سے دو دن روزہ رکھا انہوں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان یارسول اللہ بے شک خود کو طاقت والا دیکھتا ہوں پس رسول اللہ ﷺ نے بھی فرمایا (انی اجد نی قویاًانی اجدنی قویاً) آپ ان کے روزے میں اضافہ کرنا نہیں چاہتے تھے پھر جب انہوں نے اصرار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر مہینے سے تین دن روزے رکھ لیا کرو۔

كتاب الزكوة

باب وجوب الزكوٰة

وجوب زکوٰۃ کا بیان

اخبرنا محمد بن عبد اللّٰه بن عمار الموصلی عن المعافی عن زكريا بن اسحٰق المكی قال حدثنا يحيٰى بن عبد اللّٰه بن صيفی عن ابی معبد عن ابن عباس قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لمعاذٍ حين بعثه الى اليمن انّك تأتی قوما اهل كتاب فاذا جئتهم فادعهم الى ان يشهد ان لااله اللّٰه وان محمدا رسول اللّٰه فان هم اطاعوك بذلك فاخبرهم ان اللّٰه عزوجل فرض عليهم خمس صلواتٍ فی يومٍ وليلةٍ فان هم يعنی اطاعوك بذلك فاخبرهم ان اللّٰه عزوجل فرض عليهم صدقة توخذ عن اغنيآء هم وترد على فقرآئهم فان اطاعوك بذلك فاتّق دعوة المظلوم.

حضرت ابن عباس رَضِىَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے حضرت معاذ رَضِىَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے فرمایا جبکہ ان کو آپ نے یمن کی طرف (وہاں کا قاضی یا امیر مقرر کر کے) بھیجا کہ تم اہل کتاب قوم کے پاس جا رہے ہو کہ جب تم ان کے پاس پہنچوں تو ان کو اس بات کی گواہی دینے کی طرف بلاؤ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد اللہ کے رسول ہیں پس اگر انہوں نے اس کو مان لیا تو ان کو بتا دینا کہ اللہ برتر و بزرگ نے ان پر پانچ نمازیں دن رات میں فرض کی ہیں پھر اگر انہوں نے اس کو مان لیا تو ان کو بتا دینا کہ اللہ عزوجل نے زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے لی جائے گی اور ان کے فقیروں کو دی جاوے گی پھر اگر وہ تمہاری اس بات کو مان لیں تو مظلوم کی بددعا سے بچو۔

اخبرنا محمد بن عبد الاعلٰى قال حدثنا معتمر قال سمعت بهز بن حكيم يحدث عن ابيه عن جده قال قلت يا نبی اللّٰه مااتيتك حتى خلفت اكثر من عددهن لاصابع يديه ان لاآتيك ولا اٰتی دينك وانی كنت امرأً لا اعقل شيئاً الا ماعلمنی اللّٰه عزوجل ورسوله وانی اسألك بوحی اللّٰه بما بعثك ربك الينا قال بالاسلام قلت وما اٰيات الاسلام قال ان تقول اسلمت وجهی الى اللّٰه وتخليت وتقيم الصلوٰة وتؤتی الزكوٰة.

بہز بن حکیم اپنے والد سے اور وہ بہز کے دادا سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی میں آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا حتیٰ کہ میں اپنے دونوں ہاتھ کی انگلیوں کی گنتی سے زیادہ مرتبہ قسم کھا چکا تھا کہ نہ تو میں آپ کے پاس آؤں گا اور نہ آپ کا دین اختیار کروں گا اور میں ایک ایسا شخص ہوں جو بالکل بے علم اور ناسمجھ ہے مگر جو کچھ اللہ برتر و بزرگ

اور اس کا رسول مجھ کو سکھا دیں اور میں آپ سے وحی الٰہی کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں کہ آپ کے پروردگار نے آپ کو کیا پیغام دیکر ہمارے پاس بھیجا ہے آپ نے فرمایا (سب سے پہلے) اسلام کا حکم دیا ہے میں نے عرض کیا اسلام کی نشانی کیا ہے آپ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو یہ اقرار کرے کہ میں اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر چکا اور کفر و شرک سب کو چھوڑ چکا ہوں اور پابندی سے نماز پڑھے اور زکوٰۃ دے۔

اخبرنا عیسٰی بن مساور قال حدثنا محمد بن شعیب بن شابور عن معاویة بن سلام عن اخیه زید بن سلام انه اخبره عن جده ابی سلام عن عبد الرحمٰن بن غنم ان ابا مالك الاشعری حدثه ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال اسباغ الوضوء شطرالایمان والحمدللّٰه تملأ المیزان والتسبیح والتکبیر تملان السمٰوات والارض والصلوٰة نورٌ والزکوٰة برهانٌ والصبر ضیاءٌ والقرآن حجةٌ لك اوعلیك.

عبد الرحمٰن بن غنمؒ سے روایت ہے ان سے ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کامل وضوء کرنا نصف ایمان ہے اور الحمد اللہ کہنا یعنی اس کا ثواب ترازو کو بھر دیتا ہے اور سبحان اللہ کہنا اور اللہ اکبر کہنا (یعنی ان کا ثواب) آسمانوں اور زمین کو بھر دیتا ہے اور نماز نور ہے اور زکوٰۃ حجت ہے اور صبر روشنی ہے اور قرآن تیرے واسطے حجت ہوگا یا تیرے خلاف۔

اخبرنا محمد بن عبد اللّٰه ابن عبد الحکم عن شعیب عن اللیث قال حدثنا خالد عن ابن ابی هلال عن نعیم المجمر ابی عبداللّٰه قال اخبرنی صهیب انه سمع من ابی هریرة ومن ابی سعید یقولان خطبنا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یوما قال والذی نفسی بیده ثلٰث مرات ثم اکب فاکب کل رجلٍ منا یبکی لاندری علی ماذا خلف ثم رفع رأسه فی وجهه البشری فکانت احب الینا من حمر النعم ثم قال ما من عبدٍ یصلی الصلوات الخمس ویصوم رمضان ویخرج الزکوٰة ویجتنب الکبائر السبع الافتحت له ابواب الجنة فقیل له ادخل بسلامٍ.

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے اس حدیث کو حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سنا یہ دونوں کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ہم سے خطاب فرمایا اس میں آپ نے فرمایا کہ اس خدا کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے یہ تین مرتبہ فرمایا پھر آپ نے سر مبارک جھکا لیا اور ہم میں سے ہر شخص سرنگوں ہو کر رونے لگا ہم نہیں جانتے کہ آپ نے کیوں قسم کھائی پھر اپنا سر مبارک اٹھایا آپ کے چہرے پر خوشی نمایاں تھی وہ خوشی ہمارے نزدیک سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب تھی پھر فرمایا کہ جب کوئی بندہ پانچوں نمازیں پڑھتا ہے اور رمضان کے روزے رکھتا ہے اور زکوٰۃ نکالتا ہے اور سات بڑے بڑے گناہوں سے پرہیز کرتا ہے تو اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس سے کہا جائے گا سلامتی کے ساتھ داخل ہو جا۔

اخبرنا عمرو بن عثمان بن سعید بن کثیر قال حدثنا ابی عن شعیب عن الزهری قال اخبرنی حمید بن عبد الرحمن ان ابا هریرة قال سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول من انفق زوجین من

شیء من الاشیآء فی سبیل اللّٰہ دعی من ابواب الجنۃ یا عبد اللّٰہ ھذا خیر لك وللجنۃ ابواب فمن كان من اھل الصلوٰۃ دعی من باب الصلوٰۃ ومن كان من اھل الجھاد دعی من باب الجھاد ومن كان من اھل الصدقۃ دعی من باب الصدقۃ ومن كان من اھل الصیام دعی من باب الرّیان قال ابو بكر ھل علی من یدعی من تلك الابواب من ضرورۃ فھل یدعیٰ منھا كلھا احد یا رسول اللّٰہ قال نعم انی ارجوان تكون منھم یعنی ابابكر.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جوکوئی چیزوں میں سے دوہری چیز کو اللہ کی راہ میں خرچ کرے اس کو جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا اے اللہ کے بندے یہ تیرے لئے بہتر ہے، یہ جنت کے داروغہ اس شخص سے کہیں گے کہ ہمارے خیال میں یہ دروازہ کثرۃ ثواب اور عیش وآرام کے لحاظ سے سب سے اچھا ہے تو اس سے داخل ہو جا اور جنت کے کتنی ہی دروازے ہیں یعنی آٹھ پس جو اہل نماز سے ہوگا (اچھی طرح نماز پڑھتا تھا) اسے باب الصلوٰۃ سے بلایا جائے گا اور جو کوئی اہل جہاد سے ہوگا یعنی جہاد بہت کیا اسے باب الجھاد سے بلایا جائے گا اور جو شخص اہل صدقہ سے ہوگا یعنی بہت کرتا تھا صدقہ اس کو باب الصدقہ سے بلایا جائے گا اور جو اہل صیام سے ہوگا یعنی روزے کثرت سے رکھتا تھا اس کو باب الرّیان سے بلایا جائے گا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ کچھ ضرورت تو ہے نہیں کہ کوئی ان سب ہی دروازوں سے بلایا جائے لیکن باوجود اس کے یا رسول اللہ کیا کوئی ان سب دروازوں سے بلایا جائے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اور میں امید رکھتا ہوں کہ تو ان میں سے ہوگا۔

تشریح: لفظ زکوٰۃ یا توزکاالزرع سے مشتق ہے جس کا معنی ہے بڑھی کھیتی یا "تزکی" سے مشتق ہے جس کا معنی ہے پاک ہوا کیونکہ زکوٰۃ سے مال پاک بھی ہوجاتا ہے اور بڑھتا بھی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "یمحق اللّٰہ الرّبوٰا ویربی الصدقات"، یعنی اللہ تعالیٰ سود کو گھٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔ (تفسیر مظھری)

زکوٰۃ کی فرضیت کب ہوئی: زکوٰۃ ہجرت کے دوسرے سال میں فرض کی گئی لیکن اشکال یہ ہے کہ بعض آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ مکہ وغیرہ میں فرض کی گئی آیات اور دلائل میں موافقت کی صورت یہ ہے کہ مکہ میں اجمالی طور پر فرض کی گئی اور مدینہ میں اس کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ (واللّٰہ اعلم) اور زکوٰۃ مالدار مالک نصاب پر واجب ہے بشرطیکہ مسلمان ہو اور عقلمند اور بالغ اور آزاد ہو یعنی غلام نہ ہو اور قرض سے فارغ ہو یعنی اس پر اتنا قرض نہ ہو کہ وہ سارے مال کو احاطہ کرلے البتہ اگر اس کا مال اس کے قرض سے زائد ہو تو اس کی زکوٰۃ ادا کرے بشرطیکہ یہ مال زائد بقدر نصاب ہو الغرض زکوٰۃ ایک زبردست رکن ہے ارکان اسلام میں سے قرآن حکیم میں بہت سے مقامات میں جہاں نماز کا بیان ہوا ہے وہاں اس کے ساتھ زکوٰۃ کو بھی بیان کیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ مالک نصاب ہونے کے بعد ادائے زکواۃ اسی طرح فرض قطعی ہے جیسے نماز فرض قطعی ہے۔

کفار کو قتال سے پہلے اسلام کی طرف دعوت دینے کا حکم: ابن ملک نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ سے پہلے کفار کو اسلام کی طرف بلانا ضروری ہے لیکن یہ اس صورت میں ہے جبکہ ان کو دعوت دین نہ پہنچی ہو اور اگر ان کو دعوت پہنچی ہے تو پھر ضروری نہیں کیونکہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مطلق پر لوٹ مار ڈالی تھی جبکہ وہ بے خبر تھے۔

کفار مخاطب بالفروع ہیں یا نہیں: بعض حضرات نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ کفار فروع یعنی احکام مثل نماز روزہ اور حج زکوٰۃ وغیرھا کے مخاطب ومکلف نہیں بلکہ صرف اصول یعنی اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے اور رسالت کا اقرار کرنے کے مکلف ہیں اور کفار مکلف بالفروع اس لئے نہیں کہ حدیث میں "فاعلمهم" فرمایا تو فاء جزائیہ کے ساتھ وجوب صلوٰۃ وغیرہ کی خبر دینے کو ایمان اور شہادت کے دونوں کلموں کو قبول کرنے پر مرتب کیا ہے۔(ذکرہ الطیبی)

حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ کفار فروع یعنی نماز روزہ وغیرہ کے مکلف نہ ہوں ہاں دنیا میں اس کی ادائیگی کے اس لئے مخاطب نہیں ہیں کہ خطاب بالاعمال کی شرط یعنی ایمان مفقود ہے، لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کفار فروع اعمال کے بہ نسبت آخرت بھی مکلف نہ ہوں کیونکہ جو لوگ کفار کے مکلف بالفروع ہونے کے قائل ہیں وہ صرف آخرت کے اعتبار سے کہتے ہیں حتیٰ کہ ترک صلوٰۃ وغیرہ پر ان کو عذاب دیا جائے گا جیسا کہ یہ بات قرآن پاک کی آیتیں بتارہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "فويل للمشركين الذين لا يؤتون الزكوٰة الخ" اور ایک مقام پر فرمایا کہ "وقالوا لم نك من المصلين الخ" اس سے پہلے فرمایا "ما سلككم في سقر"۔(مرقات: ۱۱۸/۴)

وتر وغیرہ کے عدم وجوب کا مسئلہ اس سے ثابت نہیں ہوتا:

حافظ ابن حجرؒ کی توجیہ مذکورہ عمدہ ہے مگر انہوں نے جو استدلال اس حدیث سے وتر اور عیدین کے عدم وجوب پر کیا ہے اس کے بارہ میں ملا علی قاریؒ نے فرمایا کہ یہ استدلال بے موقع ہے کیونکہ حافظ موصوف نے جو کچھ ذکر کیا ہے حدیث سے نہ تو اس کی نفی معلوم ہوتی ہے اور نہ اثبات اس سے حدیث ساکت ہے اس کے علاوہ کوئی بھی وتر اور عیدین کی نماز فرض ہونے کا قائل نہیں اس پر سب کا اتفاق ہے اور مفہوم مخالف ہمارے نزدیک معتبر نہیں ہے بلکہ مفہوم عدد بالاتفاق ساقط الاعتبار ہے علاوہ اس کے جن امور پر ایمان لانا ضروری ہے ان میں سے حدیث میں صرف شہادتین کے بیان پر اکتفاء فرمایا اور صلوات میں سے صرف پانچوں نمازوں کا ذکر فرمایا حالانکہ بالاتفاق نماز جنازہ ایک صورت میں فرض کفایہ ہے اور ایک صورت میں فرض عین ہے اب کیا دیگر امور ایمانی مثلاً معاد اور بعث بعد الموت وغیرہ کا اور نماز جنازہ کا عدم ذکر ان کی عدم فرضیت کی دلیل بن سکتا ہے ہرگز نہیں، الغرض اس حدیث کا مقصود اصلی شریعت کے تفصیلی احکام کا بیان نہیں بلکہ اجمالی طور پر ارکان دین کی طرف دعوت کا طریقہ بتانا ہے نیز نماز وتر تابع نماز عشاء ہے اور اس کے ساتھ ملحق ہے لہٰذا نماز عشاء کے بیان کی ضمن میں نماز وتر کا بیان بھی ہو گیا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نماز وتر اس واقعہ کے بعد واجب ہوئی ہو یا راوی نے اس کا ذکر نہ کیا ہو جیسا کہ صوم کا ذکر نہیں کیا حالانکہ وہ زکوٰۃ سے پہلے فرض کیا گیا ہے۔(والله اعلم مرقات: ۱۱۸/۴)

زکوٰۃ منتقل کرنے کا کیا حکم ہے:

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ زکوٰۃ ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف منتقل کرنا منع ہے ان کی دلیل یہ حدیث ہے اس میں فرمایا ہے کہ یمن کے مالدار مسلمانوں سے زکوٰۃ لیجائے اور انہیں کے فقیروں میں تقسیم کی جائے اس میں ایک ثواب ادائے زکوٰۃ کا اور دوسرا ثواب حق پڑوسی کا لیکن اگر دوسرے شہر میں منتقل کرے اور فقیروں میں تقسیم کردی جائے تو باتفاق علماء زکوٰۃ اداء ہو جائے

گی۔(قاله الطیبی کما فی المرقات)

اور انتقال زکوٰۃ کی کراہت اس صورت میں ہے کہ جبکہ اسی شہر میں مستحقین موجود ہوں ورنہ مکروہ نہیں فقہاء کے کلام سے بعض صورتوں میں ایک شہر سے دوسرے میں منتقل کرنے کی اجازت معلوم ہوتی ہے چنانچہ صاحب ہدایہؒ نے لکھا ہے "الاان ینقلها الانسان الی قرابة الخ" تفصیل وہاں دیکھ لیں۔

دوسری حدیث بھز بن حکیم اپنے دادا معاویہ بن حیدۃ سے روایت کرتے ہیں اس حدیث میں جن ارکان اسلام کا ذکر ہے اکثر احادیث میں حضور ﷺ نے صرف ارکان اسلام پر کفایت کی ہے مسند احمد اور حاکم کی روایت میں اسلام کے چند ایسے احکام کا بھی ذکر ہے جن کا عام روایات میں ذکر نہیں ہے نسائی کی اس روایت میں اسلام کی جو تشریح کی گئی ہے وہ خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لفظ سے ملتی جلتی ہے انہوں نے بھی خدا کی پوری پوری حکم برداری کے بعد "وماانا من المشرکین" فرمایا تھا اور یہاں بھی تخلیت کا لفظ فرمایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اقرار شہادتین کے بعد اسلام میں جس پختگی کے ساتھ شریعت پر عمل کا عہد کرنا ضروری ہے اسی پختگی کے ساتھ کفر وشرک سے دور رہنے کا عہد بھی ضروری ہے الغرض جب تک باطن میں ایک اللہ کے سواء کسی دوسرے کی معبودیت کا ذرہ برابر تصور باقی رہے اسلام اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتا۔(ماخوذ از ترجمان السنۃ)

حدیث باب کے جملہ "والصبر ضیاءٌ" میں صبر سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر جمار ہنا اور معاصی سے بچنا اور دنیاوی ناگوار واقعات کے وقت بے صبری اور جزع فزع نہ کرے ایسا صابر شخص ہمیشہ دین کے روشن اور صاف شفاف راستے پر چلے گا اور وہ کوئی کام خلاف شریعت اور حدود شریعت سے تجاوز نہ کرے گا۔(قاله النووی)

یا شاید اس کا یہ مطلب ہو کہ انسان اندھیرے سے متوحش اور غیر مانوس ہوتا ہے اور روشنی سے مانوس اور اس سے قریب ہوتا ہے اسی طرح اس صبر کی بدولت صابر مؤمن کو حق تعالیٰ سے خاص قرب وتعلق حاصل ہوتا ہے اور وہ بڑھتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کے نتیجہ میں اس کے قلب پر افعال الٰہیہ کی حکمتیں منکشف ہوتی رہتی ہیں۔(واللہ اعلم بالصواب)

بہر حال اس حدیث سے صبر کی بہت بڑی فضیلت معلوم ہوتی ہے، علامہ سندھیؒ نے فرمایا کہ شاید صبر سے صوم مراد ہو کیونکہ روزے سے نفس کی خوب سرکوبی ہوتی ہے اور اس کی خواہشات مغلوب ہوجاتی ہیں لہٰذا خاص طور سے روزہ قلب کو منور کرنے میں نہایت مؤثر ہے۔

باب کی آخری حدیث جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اس میں آیا ہے "قال ابو بکر هل علی من یدعی الخ" کا مطلب یہ ہے کہ کچھ ضرورت تو ہے نہیں کہ کسی کو سب ہی دروازوں سے بلایا جائے اگر ایک بھی دروازے سے بلایا جائے تو مقصد بہشت میں داخل ہونا وہ حاصل ہے لیکن باوجود اس کے پوچھتا ہوں "فهل یدعی منها کلها احد یا رسول اللہ الخ" اس کے جواب میں فرمایا کہ ہاں اور امید رکھتا ہوں میں کہ تو ان میں سے ہوگا، اس لئے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہ سب باتیں پائی جاتی تھیں اور ان سارے اعمال خیر کے جامع ہونے کی وجہ سے بطور تعظیم وتکریم کے تمام ابواب سے بلایا جائے گا "ان تکون منهم" بتارہا ہے کہ ایک جماعت ایسی ہوگی کہ اسے کثرت صلوٰۃ وجہاد اور صوم وغیرہ کی

وجہ سے بطور اعزاز واکرام سب دروازوں سے بلایا جائے گا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اسی میں سے ہوں گے۔ (مرقات ومظاہر حق)

باب التغليظ في حبس الزكوٰة

زکوٰۃ روکنے پر سخت وعید کا بیان

اخبرنا هناد بن السری في حديثه عن ابی معاوية عن الاعمش عن المعرور بن سويد عن ابی ذر قال جئت الى النبی صلی اللّٰه عليه وسلم وهو جالس فی ظل الكعبة فلما رانی مقبلا قال هم الاخسرون ورب الكعبة فقلت مالی لعلی انزل فی شیء قلت من هم فداك ابی وامی قال الاكثرون اموالاً الا من قال هكذا وهكذا وهكذا حتى بين يديه وعن يمينه وعن شماله ثم قال والذی نفسی بيده لا يموت رجل فيدع ابلاً وبقراً لم يؤدّ زكاتها الاجآء ت يوم القيامة اعظم ماكانت واسمنهٗ تطؤه باخفافها وتنطحه بقرونها كلما نفدت اخراها اعيدت اولاها حتى يقضیٰ بين الناس.

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا آپ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے جب مجھ کو آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا وہی لوگ نہایت گھاٹے میں ہیں کعبے کے پروردگار کی قسم میں نے (اپنے دل) میں کہا میرا کیا حال ہوگا شاید میرے بارے میں کوئی بات اتاری گئی ہوگی میں نے عرض کیا کون ہیں وہ لوگ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ نے فرمایا وہ لوگ ہیں جو مال کو بہت جمع کرنے والے ہیں مگر جس نے خرچ کیا اِدھر اُدھر اور ادھر یعنی سامنے سے اور دائیں سے اور بائیں سے پھر فرمایا اس خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ جب کوئی شخص مرجاتا ہے اور اونٹ اور گائیں چھوڑ جاتا ہے جن کی اس نے زکوٰۃ نہیں دی تو وہ قیامت کے روز اس حالت میں آئیں گے کہ پہلے سے بہت بڑے اور بہت موٹے ہوں گے اپنے پاؤں کے ساتھ اس کو کچلیں گے اور اپنے سینگوں کے ساتھ اس کو ماریں گے جب ان میں سے پچھلا جانور اس شخص پر گذر جائے گا تو پھر دوبارہ اس کو انہیں جانوروں سے عذاب دیا جائے گا یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جاوے۔

اخبرنا مجاهد بن موسیٰ قال حدثنا ابن عيينة عن جامع بن ابی راشد عن ابی وآئل عن عبد اللّٰه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم ما من رجل له مال لا يؤدی حق ماله الا جعل له طوقاً فی عنقه شجاع اقرع وهو يفر منه وهو يتبعه ثم قرأ مصداقهٗ من كتاب اللّٰه عزوجل "ولا يحسبن الذين يبخلون بما اٰتٰهم اللّٰه من فضله هو خيراً لهم بل هو شرٌ لهم سيطوقون ما بخلوا به يوم القيامة.

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس مال ہو اور وہ اپنے مال کا حق یعنی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو اس کا مال اس کے واسطے (قیامت کے دن) گنجا زہریلا سانپ بنایا جائے گا پھر وہ بطور طوق یعنی ہار اس کے گلے میں ڈالا جائے گا اور وہ شخص اس سانپ سے بھاگتا ہوگا اور وہ اس کا پیچھا نہیں چھوڑے گا پھر حضرت عبد

اللہ نے اس کا مصداق کتاب اللہ عزوجل سے پڑھ کر سنایا (یعنی اسی مفہوم حدیث کو ادا کرنے کے لئے یہ آیت پڑھی) ولا یحسبن الذین یبخلون بما اٰتھم اللّٰہ من فضلہ الخ۔

اخبرنا اسماعیل بن مسعود قال حدثنا یزید بن زریع قال حدثنا سعید بن ابی عروبۃ قال حدثنا قتادۃ عن ابی عمر الغدانی ان ابا ھریرۃ قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول ایما رجل کانت لہ ابل لا یعطی حقھا فی نجدتھا ورسلھا قالوا یا رسول اللّٰہ مانجدتھا ورسلھا قال فی عسرھا ویسرھا فانھا تأتی یوم القیامۃ کاغذ ماکانت واسمنہ واٰشرہٗ یبطح لھابقاع قرقرٍ فتطؤہ باخفافھا اذاجآءت اخرٰھا اعیدت علیہ اولا ھا فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ حتی یقضی بین الناس فیرٰی سبیلہ وایما رجل کانت لہ بقر لایعطی حقھا فی نجدتھا ورسلھا فانھا تاتی یوم القیامۃ اغذ ماکانت واسمنہٗ واٰشرہ یبطح لھا بقاعٍ قرقرٍ فتنطحہ کلّ ذات قرنٍ بقرنھا وتطؤہ کل ذات ظلفٍ بظلفھا اذا جآوزتہ اخراھا اعیدت علیہ اولاھا فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ حتی یقضٰی بین الناس فیری سبیلہ وایما رجل کانت لہ غنم لایعطی حقھا فی نجدتھا ورسلھا فانھا تأ تی یوم القیامۃ کاغذ ماکانت واکثرہ واسمنہ واٰشرہ ثم یبطح لھا بقاعٍ قرقرٍ فتطؤہٗ کل ذات ظلفٍ بظلفھا وتنطحہ کل ذات قرنٍ بقرنھا لیس فیھا عقصآء ولا عضبآء اذا جاوزتہ اخراھا اعیدت علیہ اولا ھا فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ حتی یقضٰی بین الناس فیری سبیلہ۔

ابی عمر وغدانی سے روایت ہے کہ بیشک ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جس آدمی کے پاس اونٹ ہوں وہ ان کا حق گرانی اور خشک سالی میں اور آسودگی وخوشحالی کی حالت میں نہ ادا کرتا ہو یعنی ان کی زکوٰۃ نہیں دی لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ نجدۃ الابل اور ان کے رسل کا کیا معنی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹوں کی تنگی اور تکلیف کے حال کو نجدۃ اور آسودگی اور خوشحالی کو رسل کہتے ہیں (مطلب یہ ہے کہ خشک سالی میں گھاس وچارے نہ ملنے کی وجہ سے جانور دودھ کم دیتے ہیں اور آسودگی اور خوشحالی میں موٹے تازے ہوتے ہیں اور دودھ بہت دیتے ہیں دونوں حال میں اونٹوں کا مالک ان کا حق یعنی زکوٰۃ نہیں دیتا) پس وہ اونٹ قیامت کے دن اس حالت میں آئیں گے کہ پہلے سے زیادہ تیز رفتار اور زیادہ فربہ اور پھرتیلے ہوں گے اور مالک اونٹ کو ان کے روبرو منہ کے بل ڈالا جائے گا ہموار میدان میں اس کو اپنے پاؤں کے ساتھ کچلیں گے جب اس پر پچھلا اونٹ گذر جائے گا تو دوبارہ اس پر اگلوں کو لوٹا دیا جائے گا اس دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہوگی یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہوجاوے پس دیکھے اپنی راہ بہشت کی طرف یا دوزخ کی طرف، اور جس کے پاس گائیں ہوں وہ ان کا حق یعنی زکوٰۃ ادا نہ کی ہو ان کی تنگی وشدۃ کی حالت میں بھی اور ان کی فراخی وخوشحالی میں بھی تو گائیں قیامت کے دن اس حال میں آئیں گی کہ وہ پہلے سے زیادہ موٹی وفربہ ہوں گی ان کے سامنے اس شخص کو ہموار میدان میں ڈالا جائے گا پھر وہ گائیں اپنے سینگوں سے اس کو ماریں گی اور اپنے کھروں سے کچلیں گی جبکہ پچھلی قطار (روندتی ومارتی) اس پر گذرے گی تو (گھوم کر) پہلی قطار آ پہنچے گی یہ عذاب اس دن میں ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہوگی یہاں تک کہ لوگوں

کے درمیان فیصلہ کیا جائے پس ہر شخص اپنا راستہ دیکھ لے گا، اور جو شخص بکریوں کا مالک ہو وہ ان کا حق یعنی زکوٰۃ قحط سالی اور فراخی وخوشحالی میں ادا نہ کرے تو وہ قیامت کے دن پہلے سے زیادہ خوب فربہ اور پھرتیلی کی حالت میں آئیں گی پھر ان کے سامنے اس شخص کو ہموار میدان میں ڈالا جائے گا پھر وہ بکریاں اس کو اپنے کھروں سے کچلیں گی اور اپنے سینگوں سے ماریں گی ان میں کوئی بکری مڑے ہوئے سینگ والی نہ ہوگی اور نہ سینگ ٹوٹی جبکہ پچھلی قطار اس پر گذرے گی تو پھر پہلی قطار اس پر لوٹادی جائے گی اسی طرح کا عذاب اس دن میں دیا جائے گا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہوگی یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے پس ہر شخص دیکھ لے گا اپنا راستہ بہشت کی طرف یا دوزخ کی طرف۔

تشریح: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید الزاہدین تھے انہوں نے تو انگری پر فقر کو اختیار کیا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تسلی وتقویت قلب کے لئے فرمایا "هم الاخسرون" یعنی اکثر لوگ تجارت کے ذریعہ مال و دولت کماتے ہیں اور ایک ایک کوڑی جمع کرتے ہیں تو اکثر افراد ایسے لوگوں میں سے انجام کے لحاظ سے خسارے اور نقصان اٹھانے والے ہیں مگر یہ کہ جو لوگ کثرت سے صدقہ کرتے ہیں یعنی اموال کی زکوٰۃ دیتے ہیں اور ضروری مصارف میں خرچ کرتے ہیں وہ آخرت کے خسارے سے نجات پائیں گے اسی طرف ارشاد مبارکہ "الا من قال هکذا الخ" میں اشارہ فرمایا لیکن جو شخص بخل اور حرص وغیرہ گندی خصلتیں اختیار کر کے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتا اور ضروری مصارف میں خرچ نہیں کرتا اس کو اسی طرح کی سزا دی جائے گی جو ان احادیث میں بیان کی گئی ہے۔

باب مانع الزکوٰة

زکوٰۃ دینے سے انکار کرنے والے کا بیان

اخبرنا قتيبة قال حدثنا الليث عن عقيل عن الزهري قال اخبرني عبيد الله بن عبد الله بن عتبة بن مسعود عن ابي هريرة قال لما توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم واستخلف ابوبكر بعده وكفر من كفر من العرب قال عمر لابي بكر كيف تقاتل الناس وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم امرت ان اقاتل الناس حتى يقولوا لااله الاالله فمن قال لااله الاالله عصم منى ماله ونفسه الا بحقه وحسابه على الله فقال ابوبكر رضي الله عنه لا قاتلن من فرّق بين الصلوٰة والزكوٰة فان الزكوٰة حقّ المال والله لومنعوني عقالاً كانوا يؤدّونهٔ الى رسول الله صلى الله عليه وسلم لقاتلتهم على منعه قال عمر رضي الله عنه فوالله ماهو الاّ ان رأيت الله شرح صدر ابي بكر للقتال فعرفت انه الحق.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور آپ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے اور عرب کے بعض قبائل کے لوگ (انکار زکوٰۃ کر کے) کافر ہوئے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا آپ کس طرح قتال کرنا چاہتے ہیں لوگوں سے یعنی اہل ایمان سے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے اس بات کا کہ میں لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ کہیں "لا الہ الا

اللّٰہ"، پس جو شخص کہے "لاالٰہ الا اللّٰہ"، یعنی مسلمان ہو جائے اس نے مجھ سے اپنا مال اور اپنی جان بچالی مگر حق اسلام کے ساتھ اور اس کا حساب اللہ پر ہے پس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا البتہ میں لڑتا رہوں گا اس شخص سے جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرے اس لئے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے قسم ہے اللہ کی اگر یہ لوگ مجھ کو وہ رسی بھی نہ دیں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دیا کرتے تھے تو میں ان سے بھی اس کے نہ دینے پر لڑوں گا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی میرے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کی طرف رجوع کا سبب ان کے قول "فان الزکوٰۃ حق المال" کے علاوہ اور کچھ نہ تھا جبکہ انہوں نے اپنا یہ قول ذکر کیا تو میں سمجھ گیا کہ اللہ نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل قتال کے واسطے کھول دیا پس میں سمجھ گیا کہ یہی یعنی قتال حق ہے۔

تشریح: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو بہت سے لوگ مرتد ہو گئے اور بہت سے لوگ منکرین زکوٰۃ ہو گئے یہ لوگ بقول علامہ طیبیؒ غطفان وفزارۃ اور بنی سلیم وغیرھم کے تھے اور ان کو کافر اس لئے کہا گیا کہ یا تو انہوں نے فرضیت زکوٰۃ کا انکار کیا پس کفر سے مراد کفر حقیقی ہوگا اس لئے کہ فرضیت زکوٰۃ کی نص قطعی سے ثابت ہے اور اس کی فرضیت پر پوری امت کا اجماع ہے اس لئے اس کا انکار کفر ہے یا بطور تغلیظ وتشدید ان کو کافر کہا گیا ہے اس لئے کہ انہوں نے تاویل کے ذریعہ سے زکوٰۃ دینے کا انکار کیا ہے چنانچہ منقول ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا قول "خذمن اموالھم صدقۃ الخ" کو بقرینہ "ان صلٰوتك سکن لھم" (یعنی آپ کی دعا ان کے لئے تسکین ہے) خصوص پر محمول کیا ہے اس لئے وہ لوگ یہ کہتے تھے کہ زکوٰۃ لینے کا حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص تھا ہم آپ کی خدمت میں زکوٰۃ لے جاتے تھے آپ ہمارے واسطے دعا فرماتے اور آپ کی دعا باعث تسکین ہوتی تھی اب تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے وہ بات ختم ہو گئی اس لئے ہم ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں دیں گے ان کو ہماری زکوٰۃ وصول کرنے کا کوئی اختیار نہیں پس جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے لڑنے کا ارادہ کیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے ظاہر حال کی بناء پر کہ بظاہر وہ لوگ توحید ورسالت کے منکر نہ تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراض کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمارتے تھے "کیف تقاتل الناس"، یعنی آپ اہل ایمان سے کس طرح قتال کے لئے فرمارہے ہیں حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "امرت ان اقاتل الناس الخ" اس حدیث میں لاالٰہ الا اللہ سے مراد کلمہ توحید ہے یعنی لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس لئے کہ اس پر اجماع ہے کہ صرف لاالٰہ الا اللہ کہنا اسلام میں معتبر نہیں جب تک رسالت کا اقرار نہ کرے تو اس سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استدلال کیا اس بات پر کہ قتال تو کفر کے مقابلہ میں ہوتا ہے نہ کہ مانعین زکوٰۃ سے اس کے جواب میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قتال انکار زکوٰۃ کے فتنہ کے مقابلہ میں ہے نہ کہ کفر کے مقابلہ میں یا یہ کہ حضرت عمر نے الابحقہ کو غیر زکوٰۃ پر حمل کیا ہے اس لئے ان کا استدلال حدیث سے درست ہوا پس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ یہ زکوٰۃ کو بھی شامل ہے۔ (قالہ الطیبی)

اور شامل زکوٰۃ کو بھی اس اعتبار سے ہے کہ حق مذکور سے عام حق مراد ہے جو حق مال وغیرہ سب کو شامل ہے لہٰذا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا استدلال اس اعتبار سے درست ہے (ملاعلی قاریؒ فرماتے ہیں کہ بعض روایات میں "حتی یقولوا لاالٰہ الا اللّٰہ ویقموا الصلوٰۃ ویؤتو الزکوٰۃ" ہے اور اظہر یہی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی سے استدلال کیا ہے اسی

لئے فرمایا بخدا میں اس شخص سے لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں تفریق کرے الغرض آخر کار جب حقیقت واقعہ کی معلوم ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موافق ہوئی یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انصاف پسندی ہے کہ حق واضح ہونے کے بعد اس کی طرف رجوع فرمالیا اسی سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کمال وشرف ظاہر ہوتا ہے، یہاں پر سوال یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس زکوٰۃ کے معاملہ میں اتنی سخت پکڑ کیوں فرمائی اس کا جواب یہ دیا جاسکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد وحی تو بند ہوچکی تھی اب زکوٰۃ کے متعلق کوئی دوسرا انظام نافذ ہونے کی گنجائش نہ تھی تو ایسی حالت میں اگر منکرین زکوٰۃ کو آزاد چھوڑ دیا جاتا اور ان سے تسہیل کی جاتی تو ہمیشہ کے لئے دین میں رخنہ پڑھ جانے کا قوی اندیشہ تھا کیونکہ آج اگر انہوں نے ایک بہانہ بنا کر زکوٰۃ کا انکار کیا ہے تو کل کو اور ارکان دین کا کسی بہانے کا سہارا لے کر انکار کرسکتے تھے اس لئے ان کے تکبر اور فرعونیت کو نکال پھینکنے کے لئے بمقتضی موقع ومحل سخت گرفت فرمائی بلکہ یہاں تک فرمادیا کہ "**واللّٰہ لو منعونی عناقاً الخ**" قسم ہے خدا کی اگر یہ لوگ مجھ کو بکری کا وہ بچہ دینے سے انکار کریں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ادا کرتے تھے تو میں ان سے اس کے نہ دینے پر لڑوں گا۔

عناق بکری کے بچہ کو کہتے ہیں جو سال بھر سے کم کا ہو ایک روایت میں عقالاً آیا ہے جیسا کہ نسائی کی روایت میں ہے عقال اس رسی کو کہتے ہیں جس سے اونٹ کو باندھ کر دیا جاتا ہے یہ کسی کے نزدیک زکوٰۃ میں سے نہیں اس لئے کہ اس کے نہ دینے پر قتال درست نہیں ہوسکتا اب اس کا کیا مطلب ہوگا۔

شارحین کہتے ہیں کہ یہ بات حق واجب کے طلب کرنے میں بطور مبالغہ فرمائی ہے یعنی اگر یہ لوگ زکوٰۃ میں سے حقیر اور قلیل چیز بھی جو رسی یا بکری کے بچہ کے مساوی ہو دینے سے انکار کریں اس پر بھی لڑوں گا حقیقت اس کی مراد نہیں اس لئے کہ رسی یا بکری کا بچہ جو چھ ماہ کا ہو زکوٰۃ میں نہیں دیا جاتا۔ **(مرقات ومظاہر حق وحاشیۃ النسائی بتغییر قلیل)**

باب عقوبة مانع الزکوٰة

مانع زکوٰۃ کی سزا کا بیان

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا یحییٰ قال حدثنا بهز بن حکیم قال حدثنی ابی عن جدی قال سمعت النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یقول فی کل ابلٍ سائمة فی کل اربعین ابنة لبون لایفرق ابل عن حسابها من اعطاها موتجراً فله اجرها ومن ابیٰ فانا اٰخذوها وشطر ابله عزمةٌ من عزمات ربنا لایحل لاٰل محمد صلی اللّٰه علیه وسلم منها شیء.

بہز بن حکیم اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ ہر چرنے والے چالیس اونٹ میں بنت لبون ہے اور اونٹوں کو ان کے حساب سے جدا نہ کیا جائے جو شخص بنت لبون دے گا (زکوٰۃ میں) درآنحالیکہ اجر وثواب طلب کرنے والا ہو تو اسے اس کا ثواب ملے گا اور جو ادا نہ کرے تو میں وہ مفروضہ بنت لبون لوں گا اور اس کا نصف اونٹ بھی یہ ہمارے رب کے حقوق میں سے ایک حق ہے اس زکوٰۃ میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر

والوں کے لئے کچھ حلال نہیں ہے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر چرائی کے چالیس اونٹ میں بنت لبون ہے یعنی وہ بچی اونٹ کی جو تیسرے سال میں لگی ہو دینے کا حکم ہے شاید یہ اس صورت میں ہے جبکہ اونٹ ایک سوبیس (۱۲۰) سے بڑھ جائیں اب یہ حدیث موافق ہو جائے گی دوسری احادیث کے۔(كذافي حاشية النسائي لعلامة السندهي)

"لايفرق ابل عن حسابها" کا مطلب یہ ہے کہ ان چالیس اونٹوں میں سب شامل ہے ان میں لاغر کو نہ چھوڑا جائے اور نہ موٹے تازے کو اور نہ چھوٹے کو اور نہ بڑے کو البتہ عامل درمیانی اونٹنی وصول کرے "ومن ابی الخ" کا مطلب یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں جس نے زکوٰۃ ادا نہ کی اس سے حاکم واجبی زکوٰۃ مع اس کے نصف اونٹ بطور جرمانہ لیتا تھا پھر یہ منسوخ ہو گیا اس کے بعد جس نے ادا نہ کی ہو وہ قدر مفروض ادا کرے یہی جمہور علماء کا قول ہے۔

باب زكوة الابل

اونٹ کی زکوٰۃ کا بیان

اخبرنا عبيد الله بن سعيدقال حدثنا سفيان قال حدثني عمرو بن يحيى ح واخبرنا محمد بن المثنى ومحمد بن بشار عن عبد الرحمن عن سفيان وشعبة ومالك عن عمرو بن يحيى عن ابيه عن ابى سعيد الخدرى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ليس فيمادون خمسة اوسقٍ صدقة ولا فيما دون خمس ذودٍ صدقة ولا فيما دون خمسة اواق صدقة.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ نہیں اور نہ پانچ اونٹ سے کم میں زکوٰۃ ہے اور نہ پانچ اوقیہ سے کم میں زکوٰۃ ہے۔

اخبرنا عيسى ابن حماد قال اخبرنا الليث عن يحيى بن سعيد عن عمرو بن يحيى بن عمارة عن ابيه عن ابى سعيد الخدرى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ليس فيما دون خمسة ذودٍ صدقة وليس فيما خمسة اواقٍ صدقة وليس فيما دون خمس اوسق صدقة.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں اور نہ پانچ اوقیہ سے کم میں زکوٰۃ ہے اور نہ پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ ہے۔

اخبرنا محمد بن عبد الله ابن المبارك قال حدثنا المظفر بن مدركٍ ابو كامل قال حدثنا حماد بن سلمة قال اخذت هذا الكتاب من ثمامة بن عبد الله بن انس بن مالك عن انس بن مالك انّ ابا بكر كتب لهم انّ هذه فرآئض الصدقة التى فرض رسول الله صلى الله عليه وسلم على المسلمين التى امرا لله عزوجل بها رسوله صلى الله عليه وسلم فمن سئلها من المسلمين على وجهها فليعط ومن سئل فوق ذلك فلا يعط فيما دون خمسٍ وعشرين من الابل فى كل خمس ذودشاة فاذا بلغت خمسا

وعشرين ففيها بنت مخاض الى خميس وثلثين فان لم تكن بنت مخاضٍ فابن لبون ذكر فاذا بلغت ستاً وثلثين ففيها بنت لبون الى خمس واربعين فاذا بلغت ستة واربعين ففيها حقّة طروقة الفحل الى ستين فاذا بلغت احدے وستين ففيها جذعة الى خميسة وسبعين فاذا بلغت ستة وسبعين ففيها بنتا لبون الى تسعين فاذابلغت احدى وتسعين ففيها حقتان طروقتا الفحل الى عشرين ومائةٍ فاذازادت على عشرين ومائةٍ ففى كل اربعين بنت لبون وفى كل خمسين حقةٌ فاذا تباين اسنان الابل فى فرائض الصدقات فمن بلغت عنده صدقة الجذعة وليست عنده جذعة وعنده حقة فانها تقبل منه الحقة ويجعل معها شاتين ان استيسرتا له او عشرين درهما ومن بلغت عنده صدقة الحقة وليست عنده الاجذعة فانها تقبل منه ويعطيه المصدق عشرين درهما اوشاتين ان استيسرتاله ومن بلغت عنده صدقة الحقة وليست عنده وعنده بنت لبون فانها تقبل منه ويجعل معها شاتين ان استيسرتاله اوعشرين درهما ومن بلغت عنده صدقة بنت لبون وليست عنده الاحقة فانها تقبل منه ويعطيه المصدق عشرين درهما اوشاتين ومن بلغت عنده صدقة بنت لبون وليست عنده ابنة لبون وعنده بنت مخاض فانها تقبل منه ويجعل معها شاتين ان استيسرتا له او عشرين درهما ومن بلغت عنده صدقة ابنة مخاض وليس عنده الاابن لبون ذكر فانه يقبل منه وليس معه شئى ومن لم يكن عنده الااربع من الابل فليس فيها شىء الا ان يشآء ربها وفى صدقة الغنم فى سآئمتها اذا كانت اربعين ففيها شاةٌ الى عشرين ومائةٍ فاذا زادت يعنى واحدةً ففيها شاتان الى مائتين فاذا زادت واحدة ففيها ثلث شياهٍ الى ثلث مائة فاذا زادت ففى كل مائة شاة ولا يؤخذ فى الصدقة هرمة ولا ذات عوارٍ ولا تيس الغنم الاان يشآء المصدق ولا يجمع بين متفرق ولا يفرق بين مجتمع خشية الصدقة وماكان من خليطين فانهما يتراجعان بينهما بالسوية فاذا كانت سآئمة الرجل ناقصة من اربعين شاة واحدة فليس فيها شىء الا ان يشآء ربها وفى الرقة ربع العشر فان لم تكن الا تسعين ومائة درهم فليس فيها شئى الاان يشآء ربها.

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اہل بحرین کے واسطے لکھا تھا کہ یہ فرائض صدقہ کا نسخہ ہے جو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے مسلمانوں پر فرض کیا ہے اور اللہ عزوجل نے اس کے ساتھ اپنے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو حکم کیا ہے اس میں بیان کردہ طریقے کے مطابق مسلمانوں میں سے جس شخص کے پاس سے صدقہ کا سوال کیا جائے تو دے دے اس کو اور اس سے زیادہ کا جس سے سوال کیا جائے تو نہ دے واجبی زکاۃ سے زائد پچیس (۲۵) سے کم اونٹوں میں ہر پانچ میں ایک بکری ہے اور جب پچیس کو پہنچیں تو ان میں ایک بنت مخاض ہے، پینتیس (۳۵) تک اور اگر بنت مخاض نہ ملے تو نر ابن لبون دے اور جب چھتیس (۳۶) کو پہنچیں تو ان میں بنت لبون ہے پینتالیس تک (۴۵) اور جب چھیالیس (۴۶) کو پہنچیں تو ان میں حقہ ہے جو جفتی کے لائق ہوتی ہے ساٹھ (۶۰) تک اور جب اونٹ اکسٹھ کو پہنچیں تو ان میں جذعہ ہے پچھتر (۷۵) تک اور جب چھتر (۷۶) کو پہنچیں تو ان میں دو بنت لبون ہیں نوے تک اور جب اکیانوے کو پہنچیں تو ان میں دو حقہ ہیں جن پر نر

اونٹ کو دتا ہوا ایک سوبیس تک اور جب زیادہ ہوں ایک سوبیس پر تو ہر چالیس میں بنت لبون ہے اور ہر پچاس میں حقہ ہے اور اگر فرائض صدقات میں اونٹوں کی عمر مختلف ہو (یعنی جس عمر کی اونٹنی دینے کا حکم ہے ویسی مالک کے پاس نہ ہو بلکہ اور عمر کی موجود ہو) پس جس کے پاس اس قدر اونٹ ہوں کہ ان میں جذعہ واجب ہو مگر اس کے پاس جذعہ نہ ہو حقہ ہو تو اس سے حقہ قبول کیا جائے (حقہ وہ بچی اونٹنی کی جو چوتھے سال میں لگی ہو) اور اس کے ساتھ دو بکریاں دیوے اگر اس کو میسر ہوں یا بیس (۲۰) درہم دے اور جس کے پاس اس قدر اونٹ ہوں کہ ان میں حقہ واجب ہو مگر اس کے پاس حقہ نہ ہو اور جذعہ موجود ہو تو اس سے جذعہ قبول کیا جائے (جذعہ وہ مادہ بچہ جو پانچویں سال میں لگی ہو) اور زکوٰۃ لینے والا صاحب مال کو بیس درہم یا دو بکریاں دے اگر اس کو میسر ہوں اور جس کے پاس اونٹ اس قدر ہوں کہ ان میں حقہ واجب ہو اور وہ اس کے پاس نہ ہو اور اس کے پاس بنت لبون ہو تو وہ اس سے قبول کی جائے اور اس کے ساتھ دو بکریاں دے اگر اس کو میسر ہوں یا بیس درہم دے اور جس کے پاس اونٹ اس نصاب کی حد تک پہنچے کہ اس میں بنت لبون واجب ہو اور وہ اس کے پاس نہ ہو اس کے پاس حقہ ہو تو حقہ اس سے وصول کیا جائے اور زکوٰۃ لینے والا اس کو بیس درہم یا دو بکریاں دے اگر اس کو میسر ہوں یا بیس درہم اور جس کے پاس اس قدر اونٹ ہوں کہ ان میں بنت مخاض واجب ہو اور وہ اس کے پاس نہ ہو البتہ ابن لبون اس کے پاس ہو تو وہ اس سے قبول کیا جائے اور اس کے ساتھ اور کچھ نہیں اور جس کے پاس صرف چار اونٹ ہوں تو ان میں کچھ نہیں مگر یہ کہ ان کا مالک چاہے یعنی بطریق نفل دے، اور بکری کی زکوٰۃ میں یعنی چرنے والی بکریوں میں جبکہ چالیس ہوں ایک سوبیس تک تو ایک بکری واجب ہوتی ہے اور جب زیادہ ہوں ایک سوبیس پر دوسو تک تو ان میں دو بکریاں اور جب زیادہ ہوں دوسو پر تو ان میں تین بکریاں تین سو تک اور جب زیادہ ہوں تین سو پر تو ہر ایک سو میں ایک بکری دے اور نہ لی جائے زکوٰۃ میں بڑھیا اور نہ عیب والا جانور اور نہ بوک مگر یہ کہ چاہے زکوٰۃ لینے والا یعنی اگر وہ کسی مصلحت کے لئے بوک لینا چاہے تو درست ہے، اور متفرق جانور جمع نہ کئے جائیں اور نہ اکھٹے کو جدا کیا جائے زکوٰۃ کے خوف سے اور جو جانور دو شریکوں میں ہو تو وہ آپس میں برابری کے ساتھ رجوع کریں اور اگر کسی آدمی کے پاس چالیس چرنے والی بکریوں میں سے ایک بکری کم ہو تو ان میں کچھ نہیں مگر یہ کہ ان کا مالک (بطریق نفل) کچھ دینا چاہے تو دے سکتا ہے اور چاندی میں چالیسواں حصہ دینا فرض ہے اور اگر اس کے پاس چاندی نہ ہو مگر ایک سو نوے درہم تو ان میں کچھ نہیں یعنی زکوٰۃ واجب نہیں مگر یہ کہ چاہے مالک اس کا تو بطور نفل دے سکتا ہے۔

تشریح: "ولا یجمع بین متفرق الخ" اس سے معلوم ہوا کہ بخوف صدقہ جمع وتفریق جائز نہیں ہے مصدق کے لئے بھی جائز نہیں جیسا کہ حنفیہ کہتے ہیں اور نہ مالکان کے لئے جائز ہے جیسا کہ شوافع کہتے ہیں مصدق نصاب بنانے یا صدقہ بڑھانے کی غرض سے جمع وتفریق نہ کریں چنانچہ اگر ایک شخص کے پاس بیس (۲۰) بکریاں ہوں اور کسی اور کی بیس (۲۰) تو مصدق ان کو صدقہ وصول کرنے کی غرض سے نہ ملا دے اس سے اس کو منع کیا گیا ہے اور اکھٹے کو متفرق کرنے کی بھی اجازت نہیں اس کی صورت یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس ایک سوبیس (۱۲۰) بکریاں ہوں تو ایک بکری واجب ہے اب مصدق ان کو ۴۰، ۴۰، ۴۰، کے تین حصے کرے تاکہ تین بکریاں وصول کرے اس کو اس سے منع کیا گیا ہے اور ممانعت مالک کے لئے یہ ہے کہ اگر چالیس بکریاں اس کی ہوں اور چالیس کسی اور کی تو زکوٰۃ کم کرنے کے واسطے جمع نہ کرے اسی طرح اگر اس کی چالیس بکریاں مجتمع ہوں تو ان کو دو جگہ

متفرق نہ کرے تاکہ زکوٰۃ ساقط ہو جائے۔

"وما کان من خلیطین الخ" مثلاً دو شخص پانچ اونٹوں میں شریک ہوں اور وہ دونوں میں سے کسی ایک کے پاس ہوں پس زکوٰۃ لینے والے نے ایک بکری وصول کی تو وہ اپنے شریک سے عدل کے ساتھ بقدر حصہ کے قیمت بکری کی وصول کرے۔ (قاله ابن الملك، مرقات مختصراً)

باب مانع زكوٰة الابل

اونٹ کی زکوٰۃ نہ دینے والے کا بیان

اخبرنا عمران بن بكار قال حدثنا علي بن عياش قال حدثنا شعيب قال حدثني ابو الزناد مما حدثه عبد الرحمن الاعرج مما ذكر انه سمع ابا هريرة يحدث به قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تأتي الابل على ربها على خيرما كانت اذا هي لم يعط فيها حقها تطؤه باخفافها وتأتي الغنم على ربها على خير ما كانت اذا هي لم يعط فيها حقها تطؤه باظلافها وتنطحه بقرونها قال ومن حقها ان تحلب على المآء الا لا يأتين احدكم يوم القيامة ببعير يحمله على رقبته له رغآء فيقول يا محمد فاقول لااملك لك شيئا قد بلغت الا لايأتين احدكم يوم القيامة بشاة يحملها على رقبته لها يعار فيقول يا محمد فاقول لا املك لك شيئا قد بلغت قال ويكون كنز احدهم يوم القيامة شجاعاً اقرع يفرمنه صاحبهٗ ويطلبه انا كنزك فلايزال حتى يلقمه اصبعهٗ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹ اپنے مالک کے پاس پہلے سے زیادہ موٹے اور فربہ ہو کر آئیں گے جبکہ ان کی زکوٰۃ نہ دی ہوا پنے پاؤں سے اس کو کچلیں گے اور بکریاں پہلے سے زیادہ موٹی وفربہ ہو کر آئیں گی جبکہ ان کی زکوٰۃ نہ دی ہو وہ اپنے پاؤں سے اس کو کچلیں گی اور اپنے سینگوں سے ماریں گی اور ان سے وابستہ ایک حق یہ بھی ہے ان کا دودھ مسافر اور مسکین لوگوں کو پلا دے جبکہ وہ پانی کے آس پاس ٹھہرتے ہوں اور تم وہاں جانور کو پانی پلانے کے لئے لے جاتے ہو، خبر دار تم میں سے کوئی شخص قیامت کے روز اس حالت میں نہ آئے کہ وہ اپنی گردن پر اونٹ اٹھایا ہوا اور وہ اس پر چلا رہا ہو پس وہ کہے گا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میری مدد کیجئے تو میں اس کو جواب دوں گا میں نے حکم الٰہی پہنچا دیا تھا اب میں تیرے واسطے کچھ نہیں کر سکتا خبر دار ایسا نہ ہو کہ قیامت میں کسی کو اس طرح آتے ہوئے دیکھوں کہ اس کی گردن پر بکری لدی ہوئی ہو اور وہ آواز کر رہی ہو اس حالت میں وہ کہے گا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے واسطے سفارش کیجئے میں اس کو صاف جواب دوں گا میں نے حکم الٰہی پہنچا دیا تھا اب میں کچھ نہیں کر سکتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تمہارا جمع کیا ہوا مال قیامت کے دن گنجا سانپ ہوگا اس سے وہ مالدار بھاگتا ہوگا اور وہ سانپ اس کو طلب کرے گا اور اس کے ساتھ لگا رہے گا اور (کہتا ہوگا) میں تیرا خزانہ ہوں حتیٰ کہ اس کی انگلیوں کو لقمہ کی طرح نگل لے گا۔

تشریح: دولت وہ اچھی ہے جو آخرت میں وبال اور عذاب نہ بنے جو لوگ دولت اکٹھی کرتے ہیں خواہ حلال طریقہ سے ہو مگر

خدا کے راستہ میں خرچ نہ کریں مثلاً زکوٰۃ نہ دیں اور حقوق واجبہ نہ نکالیں ان کی یہ سزا ہے جو حدیث میں مذکور ہے۔

کیا حقوق مستحبہ کے ترک پر سزا ہوگی:

اس حدیث میں مضمون سابق کی مناسبت سے اونٹوں اور بکریوں کا ایک یہ حق بھی بیان فرمایا کہ جب ان کو پانی پلانے کے لئے لے جائے تو وہاں موجود مسکین اور نادار لوگوں کو کچھ دودھ دوھ کر پلا دے اس ہدایت کے بعد عرب کے لوگ اس کا بہت خیال رکھتے تھے کہ ایسے موقع پر مساکین کو دودھ پلاتے تھے پس اگرچہ اونٹوں کا حق واجب وہی زکوٰۃ ہے جس کے چھوڑنے سے درد ناک عذاب ہوگا جو اس حدیث میں مذکور ہے لیکن اس کے علاوہ بھی اونٹوں کے حقوق مین سے ایک حق مستحب یہ بھی ہے کہ جس دن وہ پانی پینے کو جائیں تو دودھ نکال کر ضرورت مندوں کو پلا دے اس کے چھوڑنے میں گناہ تو نہیں اور نہ تارک کو عذاب ہوگا لیکن از راہ مروت و ہمدردی اس کا خیال رہنا چاہئے الا یہ کہ قحط یا حالت اضطرار یا وجوب ضیافت کی صورت پیش آئی ہو تو پھر حلب الابل یوم الورود کا حکم وجوبی ہوگا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

بعض لوگ خدا تعالیٰ سے ایسا ضابطہ کا تعلق رکھتے ہیں کہ زکوٰۃ مفروضہ کے علاوہ اور کچھ صدقہ خیرات نہیں کرتے اس میں گناہ تو نہیں مگر ضعف تعلق مع الحق کی دلیل ضرور ہے اس لئے زکوٰۃ کے علاوہ بھی کچھ صدقہ خیرات موقع بموقع کرتے رہنا چاہئے، (یہ آخری مضمون حکیم الامت تھانویؒ کے رسالہ سے ماخوذ ہے، باقی تشریح مرقات ومظاہر حق سے)۔

باب سقوط الزكوٰة عن الابل اذا كانت رسلاً لاهلها ولحمولتهم

سواری اور بار برداری کے اونٹ سے اور دودھ والی اونٹنی سے جبکہ اسے گھر میں دودھ کے لئے باندھ رکھا ہو زکوٰۃ ساقط ہے

اخبرنا محمد بن عبد الاعلیٰ قال حدثنا معتمر قال سمعت بهز بن حكيم يحدث عن ابيه عن جده قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول فى كل ابل سآئمة من كل اربعين ابنة لبون لايفرق ابل عن حسابها من اعطاها موتجراً له اجرها ومن منعها فانا اخذوها وشطر ابله عزمة من عزمات ربنا لايحل لآل محمد صلى الله عليه وسلم منها شيءٌ.

بہز بن حکیم اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں ان کے دادا کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ ہر چالیس اونٹ میں جو چرنے والے ہوں بنت لبون ہے کوئی اونٹ ان کے حساب سے الگ نہ کیا جائے جو شخص ثواب کی نیت سے زکوٰۃ میں بنت لبون دے گا اس کو اس کا اجر ملے گا اور جو دینے سے انکار کرے تو میں وہ اس سے ضرور لوں گا اور اس کے اونٹوں کا نصف بھی یہ ہمارے رب کے حقوق میں سے ایک حق ہے اس زکوٰۃ میں سے کوئی چیز محمد ﷺ کے گھر والوں کے واسطے حلال نہیں ہے۔

تشریح: مصنف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ترجمہ لوفی کل ابل سائمۃ سے نکالا ہے کہ جو کہ سائمہ نہ ہو مثلاً دودھ پینے کے لئے چارہ

وغیرہ کھلا پلا کر گھر میں اونٹنی کو باندھ رکھا ہو یا سواری اور بوجھ اٹھانے والے اونٹ ان میں زکوٰۃ نہیں سائمہ وہ جانور جو مباح جنگلوں میں سال کے اکثر حصہ میں چرائی پر رہے، باقی تشریح پیچھے گذر چکی ہے۔

باب زکوٰة البقر

گائے بیل کی زکوٰۃ کا بیان

اخبرنا محمد بن رافع قال حدثنا یحیٰی بن آدم قال حدثنا مفضل وھو ابن مھلھل عن الاعمش عن شقیق عن مسروق عن معاذ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بعثہ الی الیمن وامرہ ان یاخذ من کل حالم دینارا اوعدلہ معا فرومن البقرمن ثلٰثین تبیعاً او تبیعة ومن کل اربعین مسنة.

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن بھیجا ہے اوران کو یہی حکم دیا تھا کہ ہر بالغ شخص سے (جزیہ میں) ایک دینار وصول کرے یا اس کے برابر یمنی کپڑے اور تیس بقر میں سے ایک تبیع یا تبیعہ وصول کرے اور چالیس میں سے ایک مسنہ لے (تبیع یا تبیعہ وہ نر یا مادہ بچہ جو دوسرے سال میں لگا ہو)۔

اخبرنا احمد بن سلیمان حدثنا یعلی وھو ابن عبید قال حدثنا الاعمش عن شقیق عن مسروق والاعمش عن ابراھیم قالا قال معاذ بعثنی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الی الیمن فامرنی ان اخذ من کل اربعین بقرة ثنیة ومن کل ثلٰثین تبیعاً ومن کل حالم دیناراً اوعدلهٗ معافر.

حضرت مسروقؒ اور اعمشؒ بواسطہ ابراہیمؒ نقل کرتے ہیں کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ ہر چالیس گایوں میں سے ایک ثنیہ لوں (وہ بچی جو تیسرے سال میں لگی ہو) اور ہر تیس میں سے ایک تبیع اور ہر بالغ سے ایک دینار یا اس کے برابر یمنی کپڑے۔

اخبرنا احمد بن حرب قال حدثنا ابو معاویة عن الاعمش عن ابراھیم عن مسروق عن معاذ قال لما بعثہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الی الیمن امرہ ان یأخذ من کل ثلٰثین من البقر تبیعاً او تبیعةً ومن کل اربعین مسنةً ومن کل حالم دیناراً اوعدلهٗ معافر.

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کو بھیجا تو انہیں حکم دیا کہ تیس بقر میں سے ایک تبیع یا تبیعہ لیں اور ہر چالیس میں سے ایک مسنہ اور ہر بالغ شخص سے ایک دینار یا اس کے برابر یمنی کپڑے۔

اخبرنا محمد بن منصور الطوسی قال حدثنا یعقوب قال حدثنا ابی عن ابن اسحاق قال حدثنی سلیمان الاعمش عن ابی وآئل بن سلمة عن معاذ بن جبل قال امرنی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حین بعثنی الیٰ الیمن ان لا اٰخذ من البقر شیئاً حتی تبلغ ثلٰثین فاذا بلغت ثلٰثین ففیھا عجل تابع جذع او جذعة حتی تبلغ اربعین فاذا بلغت اربعین ففیھا بقرة مسنة.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس بات کی ہدایت

فرمائی جبکہ آپ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا کہ بقر میں سے کچھ نہ لوں یہاں تک کہ وہ تیس تک پہنچ جائیں اور جب تیس (۳۰) تک پہنچ جائیں تو ان میں گائے کا نر بچہ ہے جو ماں کے ساتھ رہتا ہے یا مادہ بچہ ہے یہاں تک کہ چالیس کو پہنچ جائیں اور جب چالیس کو پہنچ جائیں تو ان میں ایک مسنہ مادہ ہے۔

باب مانع زكوٰة البقر

بقر کی زکوٰۃ نہ دینے والے کے انجام کا بیان

اخبرنا واصل بن عبد الاعلٰى عن ابن فضيل عن عبد الملك بن ابى سليمان عن ابى الزبير عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مامن صاحب ابل ولا بقر ولا غنم لايؤدى حقها الا وقف يوم القيامة بقاعٍ قرقرٍ تطؤه ذات الاظلاف باظلافها وتنطحة ذات القرون بقرونها ليس فيها يومئذ جماء ولا مكسورة القرن قلنا يا رسول الله وماذاحقهاقال اطراق فحلها واعارة دلوها وحمل عليها فى سبيل الله ولاصاحب مال لايؤدى حقهٗ الا يخيل له يوم القيامة شجاع اقرع يفر منه صاحبه وهو يتبعه يقول له هذا كنزك الذى كنت تبخل به فاذا راى انه لا بدله منه ادخل يده فى فيه فجعل يقضمها كما يقضمها الفجل.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی مالک اونٹ کا یا بقر کا یا بکری کا ان کا حق ادا نہ کرے یعنی زکوٰۃ نہ دے اس کو قیامت کے دن ہموار میدان میں ٹھہرایا جائے گا اس کو کھر والے جانور اپنے کھروں سے کچلیں گے اور سینگ والے اپنے سینگوں سے ماریں گے ان میں نہ کوئی جانور اس دن سینگ منڈی ہوگا اور نہ سینگ ٹوٹی ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ان کا حق کیا ہے یعنی حق مندوب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے نرکو (عاریت کے طور پر) جفتی کے لئے دینا اور ان کے ڈول کو عاریۃ دینا یعنی جس کے پاس ڈول نہ ہو اور ان پر اللہ کی راہ میں سوار کر لینا اور جو صاحب مال اپنے مال کا حق یعنی زکوٰۃ ادا نہ کرے اس کا وہ مال قیامت کے دن اس کے واسطے گنجا سانپ کی شکل میں دکھائی دے گا صاحب مال اس سے بھاگتا ہوگا اور وہ سانپ اس کا پیچھا کرے گا اور اس سے کہے گا یہ تیرا مال ہے تیرا خزانہ ہے جس کے ساتھ تو بخل کرتا تھا پھر جب وہ جان لے گا اب تو اس سے بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں تو اپنا ہاتھ اس سانپ کے منہ میں ڈال دے گا پس اس کو چباتا رہے گا جیسا کہ اونٹ چباتا ہے۔

باب زكوٰة الغنم

بکریوں کی زکوٰۃ کا بیان

اخبرنا عبيد الله بن فضالة بن ابراهيم النسائى قال حدثنا سريج بن النعمان قال حدثنا حماد بن سلمة عن ثمامة بن عبد الله بن انس بن مالك عن انس بن مالك ان بابكر رضى الله عنه كتب له ان

هذه فرائض الصدقة التي فرض رسول الله صلى الله عليه وسلم على المسلمين التی امر الله بها رسولهٗ صلی الله عليه وسلم فمن سئلها من المسلمين على وجهها فليعطها ومن سئل فوقها فلا يعطه فيما دون خمس وعشرين من الابل فی خمس ذودشاة فاذا بلغت خمسا وعشرين ففيها بنت مخاض الی خمس وثلثين فان لم تكن ابنة مخاض فابن لبون ذكر فاذا بلغت ستة وثلثين ففيها بنت لبون الى خمس واربعين فاذا بلغت ستة واربعين ففيها حقة طروقة الفحل الى ستين فاذا بلغت احدی وستين ففيها جذعة الى خمسة وسبعين فاذا بلغت ستة وسبعين ففيها ابنتا لبون الى تسعين فاذا بلغت احدی وتسعين ففيها حقتان طروقتا الفحل الى عشرين ومائة فاذا زادت على عشرين ومائة ففی كل اربعين ابنة لبون وفی كل خمسين حقة فاذا تباين اسنان الابل في فرائض الصدقات فمن بلغت عنده صدقة الجذعة وليست عنده جذعة وعنده حقة فانها تقبل منه الحقة ويجعل معها شاتين ان استيسرتاله او عشرين درهما ومن بلغت عنده صدقة الحقة وليست عنده الا جذعة فانها تقبل منه ويعطيه المصدق عشرين درهما او شاتين ومن بلغت عنده صدقة الحقة وليست عنده وعنده ابنة لبون فانها تقبل منه ويجعل معها شاتين-ان استيسرتا له او عشرين درهماً ومن بلغت عنده صدقة بنت لبون وليست عنده الا حقة فانها تقبل منه ويعطيه المصدق عشرين درهما اوشاتين ومن بلغت عنده صدقة بنت لبون وليست عنده بنت لبون وعنده بنت مخاض فانها تقبل منه ويجعل معها شاتين ان استيسرتاله او عشرين درهما ومن بلغت عنده صدقة ابنة مخاض وليست عنده الا ابن لبون ذكرفانه يقبل منه وليس معه شئی ومن لم يكن عنده الا اربعة من الابل فليس فيها شئی الا ان يشاء ربها وفی صدقة الغنم فی سآئمتها اذا كانت اربعين ففيها شاة الى عشرين ومائة فاذا زادت واحدة ففيها شاتان الى مأتين فاذا زادت واحدة ففيها ثلث شياة الی ثلث مائة فاذا زادت واحدة ففی كل مائة شاة ولا تؤخذ فی الصدقة هرمة ولا ذات عوار ولا تيس الغنم الا ان يشاء المصدق ولا يجمع بين متفرق ولا يفرق بين مجتمع خشية الصدقة وماكان من خليطين فانهما يتراجعان بينهما بالسوية واذا كانت سآئمة الرجل ناقصة من اربعين شاة واحدة فليس فيها شئی الا ان يشآء ربها وفی الرقة ربع العشر فان لم يكن المال الا تسعين ومائة فليس فيه شئی الا ان يشآء ربها۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے لئے لکھا کہ یہ فرمان زکوٰۃ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر فرض کیا ہے اور جس کے ساتھ اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے پس اس کے مطابق مسلمانوں میں سے جس سے زکوٰۃ طلب کی جائے وہ زکوٰۃ ادا کرے اور جس سے زیادہ طلب کی جائے تو وہ قدر مفروض سے زیادہ نہ دے، پچیس اونٹوں سے کم میں ہر پانچ اونٹوں میں ایک بکری ہے اور جب پچیس کو پہنچیں تو ان میں ایک بنت مخاض ہے پینتیس تک اور اگر بنت مخاض نہ ملے تو نر ابن لبون دے دے اور جب چھتیس تک پہنچیں تو ان میں بنت لبون ہے پینتالیس تک اور جب چھیالیس کو پہنچیں تو ان میں حقہ ہے جو جفتی کے قابل ہوتی ہے ساٹھ تک اور جب اونٹ اکسٹھ کو پہنچیں

تو ان میں جذعہ ہے پچھتر تک اور جب چھہتر کو پہنچیں تو ان میں دو بنت لبون ہیں نوے تک اور جب اکیانوے کو پہنچیں تو ان میں دو حقہ ہیں جو جفتی کے قریب پہنچی ہوں ایک سو بیس تک اور جب زیادہ ہوں ایک سو بیس پر تو ہر چالیس میں بنت لبون ہے اور ہر پچاس میں حقہ ہے، اور اگر فرائض صدقات میں اونٹوں کی عمر مختلف ہو (یعنی جس عمر کی اونٹنی دینے کا حکم ہے ویسی مالک کے پاس نہ ہو بلکہ اور عمر کی موجود ہو) پس جس کے پاس اس قدر اونٹ ہوں کہ ان میں جذعہ واجب ہو مگر اس کے پاس جذعہ نہ ہو بلکہ حقہ ہو تو اس سے حقہ قبول کیا جائے (حقہ وہ بچی ہے اونٹنی کی جو چوتھے سال میں لگی ہو) اور اس کے ساتھ دو بکریاں بھی دیدے اگر اس کو میسر ہوں یا بیس درہم دے اور جس کے پاس اس قدر اونٹ ہوں کہ ان میں حقہ واجب ہو مگر اس کے پاس حقہ نہ ہو اور جذعہ موجود ہو تو اس سے جذعہ قبول کیا جائے (جذعہ وہ مادہ بچہ جو پانچویں سال میں لگا ہو) اور زکوٰۃ لینے والا صاحب مال کو بیس درہم یا دو بکریاں دے اگر اس کو میسر ہوں اور جس کے پاس اونٹ اس قدر ہوں کہ اس میں حقہ واجب ہو اور وہ اس کے پاس نہ ہو اور اس کے پاس بنت لبون ہو تو وہ اس سے قبول کی جائے اور اس کے ساتھ دو بکریاں دے اگر اس کو میسر ہوں یا بیس درہم دے، اور جس کے پاس اونٹ اس قدر ہوں کہ اس میں بنت لبون واجب ہو اور وہ اس کے پاس نہ ہو اس کے پاس حقہ ہو تو وہ حقہ اس سے قبول کیا جائے گا اور زکوٰۃ لینے والا اس کو بیس درہم یا دو بکریاں دے دیں، اور جس کے پاس اونٹ اس نصاب کی حد تک پہنچے کہ اس میں بنت لبون واجب ہو اور اس کے پاس بنت لبون نہ ہو اس کے پاس بنت مخاض ہو تو وہ اس سے قبول کی جائے اور اس کے ساتھ صاحب مال دو بکریاں دے اگر اس کو میسر ہوں یا بیس درہم، اور جس کے پاس اس قدر اونٹ ہوں کہ ان میں بنت مخاض واجب ہو اور وہ اس کے پاس نہ ہو البتہ ابن لبون اس کے پاس ہو تو وہ اس سے قبول کی جائے اور اس کے ساتھ اور کچھ نہیں، اور جس کے پاس صرف چار اونٹ ہوں تو ان میں کچھ نہیں مگر یہ کہ ان کا مالک چاہے یعنی وہ بطریق نفل دے سکتا ہے، اور بکری کی زکوٰۃ میں یعنی چرنے والی بکریوں میں جب کہ وہ چالیس ہوں ایک سو بیس تک تو ایک بکری واجب ہوتی ہے، اور جب زیادہ ہوں ایک سو بیس پر دو سو تک تو ان میں دو بکریاں ہیں اور جب زیادہ ہوں دو سو پر تو تین بکریاں ہیں تین سو تک اور جب زیادہ ہوں تین سو پر تو ہر سو میں ایک بکری دے اور نہ لی جائے زکوٰۃ میں بڑھیا اور عیب والا جانور اور نہ بوک مگر یہ کہ چاہے زکوٰۃ لینے والا یعنی اگر وہ کسی مصلحت کے لئے بوک لینا چاہے تو درست ہے اور متفرق جانور جمع نہ کئے جائیں اور نہ اکھٹے کو جدا کئے جائیں زکوٰۃ کے خوف سے اور جو جانور دو شریکوں میں ہو تو وہ آپس میں برابری کے ساتھ رجوع کریں اور کسی آدمی کے پاس چالیس چرنے والی بکریوں میں سے ایک کم ہوں تو ان میں کچھ نہیں مگر یہ کہ ان کا مالک (بطریق نفل) کچھ دینا چاہے تو دے سکتا ہے اور چاندی میں چالیسواں حصہ دینا فرض ہے اور اگر اس کے پاس چاندی نہ ہو مگر ایک سو نوے درہم، تو ان میں کچھ نہیں یعنی زکوٰۃ واجب نہیں مگر یہ کہ چاہے مالک اس کا تو بطور نفل دے سکتا ہے۔

باب مانع زكوة الغنم

بکری کی زکوٰۃ نہ دینے والے کا بیان

اخبرنا محمد بن عبد الله بن المبارك قال حدثنا وكيع قال حدثنا الاعمش عن المعرور بن سويد

عن ابی ذر قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ما من صاحب ابل ولا بقر ولا غنم لایؤدی زکاتها الا جاءت یوم القیامة اعظم ما کانت واسمنه تنطحه بقرونها وتطؤه باخفافها کلما نفذت اخراها اعیدت علیه اولاها حتی یقضیٰ بین الناس۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جوشخص اونٹ یا بقر یا بکری کا مالک ہو اور باوجود اس کے مالدار ہونے کے ان کی زکوٰۃ نہیں دی تو وہ جانور قیامت کے دن پہلے سے زیادہ موٹا وفربہ ہوکر آئیں گے اس کو اپنے سینگوں سے ماریں گے اور اپنے پیروں سے کچلیں گے جب پچھلا ان کا سینگ مارتا اور کچلتا ہوا اس پر گذر جائے گا تو پھر ان کے پہلے ریوڑ سے عذاب دوبارہ شروع کیا جائے گا یہی عذاب ہوتا رہے گا یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے۔

باب الجمع بین المتفرق والتفریق بین المجتمع

متفرق کو جمع کرنے اور مجتمع کو متفرق کرنے کا بیان

اخبرنا هناد بن السری عن هشیم عن هلال بن خباب عن میسرة ابی صالح عن سوید بن غفلة قال اتانا مصدق النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فاتیته فجلست الیه فسمعته یقول ان فی عهدی ان لاناخذ راضع لبن ولا نجمع بین متفرق ولا نفرق بین مجتمع فاتاه رجل بناقة کومآء فقال خذها فابی۔

حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے صدقہ وصول کرنے والا آیا میں اس کے پاس جاکر بیٹھ گیا میں نے اس کو یہ کہتے سنا ہے بیشک میری ذمہ یہ ہے کہ ہم زکوٰۃ میں دودھ پیتا بچہ نہیں لیتے اور نہ ہم متفرق جانوروں کو جمع کرتے ہیں اور نہ اکٹھے کو متفرق پس اس عامل کے پاس ایک شخص بلند کوہان والی اونٹنی لے کر آیا اور کہا اس کو لیجئے اس نے قبول نہیں کی۔

اخبرنا هارون بن زید بن یزید یعنی ابن ابی الزرقآء حدثنا ابی قال حدثنا سفیان عن عاصم بن کلیب عن ابیه عن وآئل بن حجران ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم بعث ساعیاً فاتی رجلا فاتاه فصیلاً مخلولاً فقال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم بعثنا مصدق اللّٰہ ورسوله وان فلانا اعطاه فصیلا مخلولاً اللهم لاتبارك فیه ولا فی ابله فبلغ ذلك الرجل فجآء بناقةٍ حسنآءٍ فقال اتوب الی اللّٰہ عزوجل والی نبیه صلی اللّٰہ علیه وسلم فقال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم اللهم بارك فیه وفی ابله۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عامل کو بھیجا وہ ایک آدمی کے پاس گیا تو اس نے عامل کو اونٹنی کا ایک کمزور بچہ دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم نے اللہ اور اس کے رسول کے مصدق کو بھیجا بیشک فلاں شخص نے اس کو ایک لاغر بچہ دیا ہے اونٹنی کا اے اللہ تو اس میں اور اس کے اونٹ میں برکت نہ دیجئے اس کی خبر اس کو پہنچی پھر وہ ایک اچھی خوبصورت اونٹنی لے کر آیا اور کہا میں اللہ عزوجل اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرتا ہوں پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ اس میں اور اس کے اونٹ میں برکت عطا فرما۔

باب صلوٰة الامام علی صاحب الصدقة

اس بات کے بیان میں کہ اگر امام صدقہ کرنے والے کے لئے دعا کرے تو جائز ہے

اخبرنا عمرو بن یزید قال حدثنا بھز بن اسد قال حدثنا شعبة قال عمرو بن مرة اخبرنی قال سمعت عبد اللّٰہ بن ابی اوفی قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا تاہ قوم بصدقتھم قال اللھم صل علی آل فلان فاتاہ ابی بصدقتہ فقال اللھم صل علی آل ابی اوفٰی.

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب کوئی قوم اپنی زکوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لاتی تو آپ فرماتے اے اللہ فلاں شخص پر رحم وکرم فرما پس میرا باپ اپنی زکوٰۃ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا تو فرمایا اے اللہ رحمت نازل فرما ابی اوفٰی پر۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ کرنے والوں کو دعائیں دیتے تھے جن سے دینے والے کا دل بڑھتا اور سکون حاصل ہوتا تھا بلکہ آپ کی دعا کی برکت دینے والے کی اولاد در اولاد تک پہنچتی تھی اب بھی ائمہ کے نزدیک مشروع ہے کہ جو شخص زکوٰۃ لائے امام المسلمین بحیثیت وارث نبی ہونے کے اس کے لئے دعا کرے البتہ جمہور کے نزدیک صلوٰۃ کا لفظ استعمال نہ کرے کیوں کہ وہ تعظیم وتکریم کے معنی میں مستعمل ہونے کے لحاظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مخصوص حق تھا۔(فوائد القرآن للعلامة العثمانی ؒ)

ابن الملک ؒ نے کہا کہ مصدق یعنی زکوٰۃ وصول کرنے والے کا دعا کرنا زکوٰۃ دینے والے کے واسطے مستحب ہے وہ یوں دعا کرے "اجرك اللّٰہ فیما اعطیت وبارك لك فیما ابقیت وجعلہ لك طھورا" اور صحیح روایت سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے واسطے جو آپ کے پاس اپنا صدقہ لے کر آیا تھا یوں دعا فرمائی "اللھم بارك فیہ وفی اھلہ" (مرقات: ۱۳۶/۴)

باب اذا جاوز فی الصدقة

باب جب صدقہ میں تجاوز کرے تو کیا حکم ہے

اخبرنا محمد بن المثنی ومحمد بن بشار واللفظ لہ قالا حدثنا یحیٰی عن محمد بن ابی اسماعیل عن عبد الرحمن بن ھلال قال قال جریر اتی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ناس من الاعراب فقالوا یا رسول اللّٰہ یأتینا ناس من مصدقیك یظلمون قال ارضوا مصدقیکم قالوا وان ظلم قال ارضوا مصدقیکم ثم قالوا وان ظلم قال ارضوا مصدقیکم قال جریر فما صدر عنی مصدق منذ سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الا وھو راض.

عبدالرحمان بن ہلال سے روایت ہے وہ کہتے ہیں حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ

گنوار لوگ آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے مصدقین میں سے کچھ زکوۃ وصول کرنے والے لوگ ہمارے پاس آتے ہیں وہ ہم پر ظلم کرتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا کہ زکوۃ لینے والوں کو راضی کرو انہوں نے عرض کیا اگرچہ وہ ظلم کریں حضور ﷺ نے فرمایا کہ زکوۃ وصول کرنے والوں کو راضی کرو پھر انہوں نے فرمایا اگرچہ وہ ظلم کریں حضور ﷺ نے فرمایا راضی کرو تمہارے مصدق کو حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے آپ کا یہ ارشاد سنا تو اس وقت سے کوئی صدقہ وصول کرنے والا میرے پاس سے نہیں لوٹا مگر راضی ہو کر۔

اخبرنا زیاد بن ایوب قال حدثنا اسماعیل وھو ابن علیۃ قال اخبرنا داؤد عن الشعبی قال قال جریر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتاکم المصدق فلیصدر وھو عنکم راض.

شعبی سے روایت ہے کہ حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تمہارے پاس صدقہ لینے والے پہنچے تو وہ اس حالت میں لوٹے کہ وہ تم سے خوش ہو۔

تشریح: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی دیانت وعدالت مسلم ہے اور حضور ﷺ کو معلوم تھا کہ آپ کے عاملین ظلم وزیادتی نہیں کرتے تھے لیکن مالدار لوگ بوجہ محبت مال کے اپنے خیال میں قدر مفروض زکوۃ لینے کو ظلم سمجھتے اس لئے لفظی مقابلہ کے طور پر اس کو ظلم سے تعبیر کیا ہے چنانچہ فرمایا "وان ظلم" یعنی اگرچہ وہ ظلم کریں تب بھی تم ان کو راضی کر کے رخصت کرو جبکہ حقیقت میں کوئی ظلم کا معاملہ تھا ہی نہیں، پس محض الفاظ حدیث سے غلط فہمی میں مبتلا ہونا اور یہ مطلب بیان کرنا کہ عاملین کے واسطے زکوۃ لینے میں قدر مفروض سے تجاوز کی اجازت اور لوگوں کے واسطے اس پر صبر کی تلقین معلوم ہوتی ہے ہرگز درست نہیں۔ (کذافی الحاشیۃ للعلامۃ السندھیؒ)

باب اعطاء السید المال بغیر اختیار المصدق

باب سردار یعنی مالک کا بدون اختیار مصدق کے مال دینا

اخبرنا محمد بن عبد اللہ بن المبارک قال حدثنا وکیع قال حدثنا زکریا بن اسحاق عن عمرو بن ابی سفیان عن مسلم بن ثفنۃ قال استعمل ابن علقمۃ ابی علی عرافۃ قومہ وامرہ ان یصدقھم فبعثنی ابی الی طائفۃ منھم لأتیہ بصدقتھم فخرجت حتی اتیت علی شیخ کبیر یقال لہ سعر فقلت ان ابی بعثنی الیک لتؤدی صدقۃ غنمک قال ابن اخی وای نحوتأخذون قلت نختار حتی انا لنشبر ضروع الغنم قال ابن اخی فانی احدثک انی کنت فی شعب من ھذہ الشعاب علی عھد رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وسلم فی غنم لی فجآء نی رجلان علی بعیر فقالا انّا رسولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیک لتؤدی صدقۃ غنمک قال قلت وماعلیّ فیھا قالا شاۃ فاعمد الی شاۃ قد عرفت مکانھا ممتلئۃ محضا وشحماً فاخرجتھا الیھما فقالا ھذہ الشافع والشافع الحآئل وقد نھانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نأخذ شافعا فاعمد الی عناق معتاط والمعتاط التی لم تلد ولداً وقد حان ولا دھا فاخرجتھا الیھما فقالا

نا ولنا ها فرفعتها اليهما فجعلاها معهما على بغير هما ثم انطلقا.

مسلم بن ثفنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ابن علقمہ یعنی نافع بن علقمہ نے میرے باپ کو اپنی قوم کے معاملات کی دیکھ بھال پر عامل بنایا اور ان کو قوم سے زکوٰۃ وصول کرنے کا حکم دیا تو مجھ کو میرے باپ نے قوم کی ایک جماعت کی طرف بھیجا تاکہ میں اس کا صدقہ ان کے پاس لاؤں تو میں نکلا یہاں تک کہ میں ایک بوڑھے شخص کے پاس پہنچا جس کا نام سعر ہے میں نے کہا کہ میرے باپ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ اپنی بکری کی زکوٰۃ ادا کریں انہوں نے کہا کہ بھتیجا تم کس قسم کی لینا چاہتے ہو میں نے کہا کہ میں بکریوں کے تھنوں کو بالشت سے ناپوں گا پھر کوئی جانور اختیار کروں گا اس شیخ نے کہا بھتیجا میں تم سے ایک واقعہ بیان کرتا ہوں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ان وادیوں میں سے ایک وادی میں اپنی بکریاں چراتا تھا میرے پاس اونٹ پر سوار ہو کر دو آدمی آئے انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی طرف سے تمہارے پاس بکری کی زکوٰۃ وصول کرنے آئیں ہیں اپنی زکوٰۃ ادا کرو اس شیخ یعنی سعر نے عرض کیا کہ مجھ پر زکوٰۃ میں کس قسم کا جانور واجب ہے ان دونوں نے کہا بکری واجب ہے پس میں نے اپنے اختیار سے ایک ایسی بکری ریوڑ سے نکال کر ان کو دے دی جو موٹی تازی اور بہت زیادہ دودھ والی ہے انہوں نے کہا کہ یہ تو شافع ہے یعنی حمل والی ہے (ہم اس کو نہیں لیتے) اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں شافع لینے سے منع فرمایا پھر میں ریوڑ میں گیا اور ایک بے حاملہ سال بھر سے کم عمر والی بچی نکال کر ان کے پاس لائی معتاط بے حاملہ بچی کو کہتے ہیں جو حمل کے قریب پہنچی ہوئی ہے انہوں نے کہا کہ ہمیں یہی دیجئے پھر میں نے اس کو اٹھا کر ان کے حوالہ کر دیا اور انہوں نے اس کو اپنے ساتھ اونٹ پر بٹھا لیا پھر دونوں روانہ ہو گئے۔

اخبرنا هارون ابن عبد الله قال حدثنا روح قال حدثنا زكريا بن اسحاق قال حدثني عمرو بن ابى سفيان قال حدثني مسلم بن ثفنة ان ابن علقمة استعمل اباه على صدقة قومه وساق الحديث.

مسلم بن ثفنہ سے روایت ہے کہ ابن علقمہ نے میرے باپ کو اپنی قوم کی زکوٰۃ وصول کرنے پر عامل بنایا اور راوی نے حدیث سابق کی طرح پورا واقعہ بیان کیا ہے۔

اخبرني عمران ابن بكار قال حدثنا على بن عياش قال حدثنا شعيب، قال حدثني ابو الزناد مما حدثه عبد الرحمن الاعرج مما ذكر انه سمع اباهريرة يحدث قال وقال عمر امر رسول الله صلى الله عليه وسلم بصدقة فقيل منع ابن جميل وخالد بن وليد وعباس بن عبد المطلب فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما ينقم ابن جميل الا انه كان فقيرا فاغناه الله. واما خالد بن الوليد فانكم تظلمون خالداً قد احتبس ادراعه واعتده فى سبيل الله واما العباس بن عبد المطلب عم رسول الله صلى الله عليه وسلم فهى عليه صدقة ومثلها معها.

عبدالرحمٰن اعرجؒ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث بیان کرتے سنا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقے کا حکم فرمایا آپ سے عرض کیا گیا کہ ابن جمیل اور خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زکوٰۃ نہیں دی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابن جمیل نے زکوٰۃ کا انکار کر کے نعمت الٰہی کی اس

لئے ناشکری کی ہے کہ پہلے وہ محتاج تھا پھر اللہ نے اس کو تونگر بنا دیا، اب رہا معاملہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پس تم خالد پر ظلم کرتے ہو اس لئے کہ اس نے اپنی زرہیں اور لڑائی کا سامان خدا کی راہ میں وقف کر رکھا ہے اور عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں پس وہ صدقہ ان پر ثابت ہے اور مثل اس کے اس کے ساتھ۔

اخبرنا احمد بن حفص قال حدثنی ابی قال حدثنی ابراهیم بن طهمان عن موسٰی قال حدثنی ابو الزناد قال عن عبد الرحمن عن ابی هریرة قال قال امر رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بصدقة مثله سواء.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقے کا حکم فرمایا راوی نے بالکل حدیث سابق کی طرح یہ حدیث روایت کی ہے۔

اخبرنا عمرو بن منصور ومحمود بن غیلان قالا حدثنا ابو نعیم قال حدثنا سفیان عن ابراهیم بن میسرة عن عثمان بن عبد اللّٰه بن الاسود عن عبد اللّٰه بن هلال الثقفی قال جآء رجل الی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فقال كدت اقتل بعدك فی عناق اوشاةٍ من الصدقة فقال لولانها تعطی فقرآء المهاجرین ماأخذتها.

حضرت عبد اللہ بن ہلال ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ میں تو اس حالت کے قریب پہنچ گیا تھا کہ آپ کے بعد مارا جاؤں صدقے کی ایک بکری یا بکری کے بچہ کے بارے میں یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ یہ صدقہ تنگ دست مہاجرین کو دیا جاتا ہے تو میں صدقہ نہ لیتا۔

تشریح: محدثین کہتے ہیں کہ سند میں جو مسلم بن ثفنہ ہے وہ غلط ہے اور یہ غلطی وکیع سے سے ہوئی صحیح مسلم بن شعبہ ہے چنانچہ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں "اخطأفیه وکیع" امام نسائیؒ نے فرمایا "لا اعلم احداً تابع وکیعاً علی قوله ابن ثفنة" دار قطنیؒ نے کہا "وهم وکیع والصواب مسلم بن شعبة" ابن حبان نے ان کو ثقات میں سے شمار کیا ہے۔ (بذل المجهود)

باب کی تیسری حدیث جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اس کے الفاظ بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح مروی ہیں "**بعث رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عمر علی الصدقة الخ**" جس سے واضح ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدقہ وصول کرنے کے لئے عامل بنا کر بھیجا تھا کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ابن جمیل اور خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا ہے اب حقیقت کیا ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے واضح ہو گئی ابن جمیل کے متعلق فرمایا کہ وہ نادار محتاج تھے پھر اللہ نے اس کو مالدار بنایا تو اس کی مالداری نے اسے کفران نعمت اور انکار زکوٰۃ پر آمادہ کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے ایمان میں مخلص نہ تھے اب رہا حضرت خالد بن ولید اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا معاملہ تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ حضرت خالد نے اپنے اسباب یعنی اپنی زرہیں اور اسلحہ وغیرہ جہاد کے لئے وقف کر دیئے تھے اس کی خبر مصدق کو نہ تھی شاید کہ انہوں نے

اسباب تجارت خیال کیا ہو اس لئے ان سے زکوٰۃ طلب کی پس حضور ﷺ نے ان کی طرف سے یہ عذر پیش کیا ہے "قد احتبس ادراعه الخ" کہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تم ظلم کرتے ہو ان پر زکوٰۃ ہی واجب نہ ہوئی تھی اس لئے کہ اس نے سارے اسباب ہتھیار وغیرہ خدا کی راہ میں وقف کر دیئے تھے اگر ان پر زکوٰۃ واجب ہوتی تو وہ ضرور دے دیتے یا ارشاد مذکور سے حضور ﷺ کی مراد شاید یہی ہو کہ خالد بن ولید پر اگر زکوٰۃ واجب ہوتی تو اس کی ادائیگی سے ہرگز روگردانی نہ کرتے وہ تو ایسا شخص ہے کہ اپنی زرہیں اور اسلحہ وغیرہ تقرب الٰہی حاصل کرنے کی نیت سے تبرعاً خدا کی راہ میں دے دیئے تو اس درجہ کا شخص زکوٰۃ جو فرائض مؤکدہ میں سے ہے اس کی ادائیگی سے کیسے انکار کر سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق شکایت کے بارے میں فرمایا کہ "فهي عليه صدقة ومثلها ومعها" یہاں پر الفاظ مختلف ہیں نسائی وغیرہ کی روایت میں فھی علیہ صدقۃ ہے اور مسلم وغیرہ کی روایت میں فھی علیّ ہے دونوں میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے اس کے علماء نے دو جواب دیئے ہیں ایک تو یہ ہے کہ حضور ﷺ نے ان سے دو سال کی پیشگی زکوٰۃ لے لی تھی اس صورت میں لفظ علیّ بمعنی عندی ہوگا کہ وہ میرے پاس ہے اس کی تائید ایک روایت سے ہوتی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا "انا تسلفنا من العباس صدقة عامين" اور ایک روایت میں آیا ہے "انا تعجلنا الخ" دوسرا جواب یہ ہے کہ لفظ علیہ کی ضمیر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف راجع ہے اور فھی علیّ کو ضمان پر حمل کیا جائے مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عباس کی حالت اور حاجت کا خیال فرماتے ہوئے ان سے دو سال کی زکوٰۃ مؤخر کر دی اس کے متعلق فرمایا کہ صدقہ ان پر واجب ہے وہ ضرور دیں گے بلکہ اس کے ساتھ اس کے مثل بھی دیں گے یعنی دوسرے سال کا صدقہ بھی میں ان کی طرف سے ضامن اور متکفل ہوں اس کی تائید جامع الاصول کی روایت سے ہوتی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں "انه عليه الصلوٰة والسلام اوجبها عليه وضمنها اياه ولم يقبضها وكانت دينا على العباس لانه رأى به حاجة" اب دونوں قسم کی روایات میں موافقت دو واقعات پر حمل کرنے سے ہو سکتی ہے۔ (مرقات: ج ٤)

مشروعیت زکوٰۃ کا مقصد:

قرآن پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو حکم فرمایا کہ آپ لوگوں کے اموال میں سے زکوٰۃ لیں لہٰذا حضور پاک ﷺ مواشی ونقود اور اموال تجارت سب کی زکوٰۃ لے کر مصارف حق میں صرف کرتے تھے اگر مستحقین کے حقوق کی رعایت اور مصارف میں خرچ کرنے کا حکم نہ ہوتا تو آپ ﷺ لوگوں کے اموال سے زکوٰۃ نہ لیتے جس کا ذکر باب کی آخری حدیث میں ہے لہٰذا صاحب مال کو پوری زکوٰۃ روک لینے کا یا آدھی دے دی اور آدھی روک لینے کا کوئی حق نہیں اسی طرح عامل کو قدر مفروض سے زیادہ مطالبہ کرنے کا کوئی اختیار نہیں اس حدیث میں جس آدمی کے واقعہ کا ذکر ہے ہو سکتا ہے کہ وہ صاحب مال ہو اس پر عامل نے زکوٰۃ کی وصولی کے وقت جو ظلم و تشدد کیا تھا اس کی شکایت اس نے حضور ﷺ سے کی چنانچہ وہ خود کہتا ہے کہ مجھ پر اتنا ظلم و تشدد کیا حتیٰ کہ میں ہلاکت جان کے قریب پہنچ گیا اس پر حضور ﷺ نے فرمایا "لولا انها تعطى الخ" حاصل جواب یہ ہے کہ مشروعیت زکوٰۃ کا مقصد یہ ہے کہ اسے اپنے مصارف میں خرچ کیا جائے اگر یہ بات نہ ہوتی

تو میں زکوٰۃ بالکل وصول نہ کرتا اس لئے صاحب مال کو زکوٰۃ کی ادائیگی میں اتنی شدت اور تنگ دلی نہ کرنی چاہئے جس کی وجہ سے عامل کو تشدد کا طریقہ اپنانا پڑے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ شکایت کرنے والا وہی خود عامل ہو وہ ارباب اموال کی زکوٰۃ کی ادائیگی میں شدت کی شکایت کرتا تھا کہ آپ کی مجلس سے میرے چلے جانے کے بعد مجھے ہلاکت جان کا خطرہ ہوگیا تھا جبکہ میں صاحب اموال سے زکوٰۃ کی وصولی کے لئے پہنچا اس پر حضور ﷺ نے وہی ارشاد مذکور فرمایا کہ اگر نادار و تنگ دست مہاجرین کا خیال نہ ہوتا تو میں زکوٰۃ وصول نہ کرتا بلکہ زکوٰۃ کے معاملہ کو اصحاب اموال کی مرضی پر چھوڑ دیتا اور چونکہ مصارف کا اہتمام بدون تحمل مشقت ودشواری کے نہیں ہوسکتا اس لئے اس پر صبر کرنا چاہئے یہی توجیہ ترجمۃ الباب سے زیادہ مناسبت رکھتی ہے۔ (کذافی حاشیۃ النسائی للعلامۃ السندھیؒ)

باب زكوٰة الخيل

گھوڑے کی زکوٰۃ کا بیان

اخبرنا محمد بن عبد الله بن المبارك قال حدثنا وكيع عن شعبة وسفيان عن عبد الله بن دينار عن سليمان بن يسار عن عراك بن مالك عن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس على المسلم فى عبده ولافى فرسه صدقة.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان پر اس کے غلام میں زکوٰۃ نہیں اور نہ اس کے گھوڑے میں زکوٰۃ ہے۔

اخبرنا محمد ابن على بن حربؒ المروزى قال حدثنا محرز بن الوضاح عن اسماعيل وهو ابن امية عن مكحول عن عراك بن مالك عن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا زكوٰة على الرجل المسلم فى عبده ولافرسه.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان شخص پر اس کے غلام اور گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں۔

اخبرنا محمد بن منصور قال حدثنا سفيان قال حدثنا ايوب بن موسىٰ عن مكحول عن سليمان بن يسار عن عراك بن مالك عن ابى هريرة يرفعه الى النبى صلى الله عليه وسلم قال ليس على المسلم فى عبده ولافى فرسه صدقة.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان پر اس کے غلام اور اس کے گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں۔

اخبرنا عبيد الله بن سعيد قال حدثنا يحيىٰ عن خثيم قال حدثنى ابى عن ابى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم قال ليس على المرء فى فرسه ولا مملوكه صدقة.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ آدمی پر اور اس کے گھوڑے اور غلام میں زکوٰۃ نہیں۔

تشریح: جو گھوڑا جہاد وغیرہ میں استعمال کا ہو اس میں با تفاق ائمہ زکوٰۃ نہیں اور جو گھوڑا تجارت کا ہے بالاتفاق اس کی قیمت پر زکوٰۃ ہے اور جو گھوڑے نسل کے ہیں ان میں اختلاف ہے امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ گھوڑے اور گھوڑیاں جبکہ اکثر سال جنگل میں چرتی ہوں ان میں بھی زکوٰۃ ہے اگر چاہے تو ہر گھوڑے سے ایک دینار دیدے یا ان کی قیمت لگا کر ہر دوسو درہم سے پانچ درہم دیدے، اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں، یہی امام شافعیؒ وغیرہ کا قول ہے ان کی دلیل حدیث باب ہے، امام اعظمؒ کی تائید میں کہتے ہیں کہ غلام تجارت میں بالاتفاق زکوٰۃ ہے تو حدیث باب میں غلام خدمت مراد ہے اسی طرح فرس محمول ہے جہاد وضرورت کے گھوڑے پر لہٰذا سائمہ گھوڑے میں صدقہ نہ ہونا کہاں سے ثابت ہوا بلکہ ایسے گھوڑے میں زکوٰۃ واجب ہونے پر دلیل موجود ہیں جن کا ذکر شیخ ابن ہمامؒ نے کیا ہے، فتح القدیر میں دیکھ لیں، فتاویٰ قاضی خان وغیرہ میں لکھا ہے کہ فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے۔(هدایه ومرقات)

باب زكوة الرقيق

غلام کی زکوٰۃ کا بیان

اخبرنا محمد بن سلمة والحارث بن مسكين قرآءة عليه وانا اسمع واللفظ له عن ابن القاسم قال حدثني مالك عن عبد الله بن دينار عن سليمان بن يسار عن عراك بن مالك عن ابى هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ليس على المسلم فى عبده ولافى فرسه صدقة.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان پر نہ تو اس کے غلام میں صدقہ ہے اور نہ اس کے گھوڑے میں۔

اخبرنا قتيبة قال حدثنا حماد عن خثيم بن عراك بن مالك عن ابيه عن ابى هريرة ان النبى صلى الله عليه وسلم قال ليس على المسلم صدقة فى غلامه ولافى فرسه.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں۔

باب زكوة الورق

چاندی کی زکوٰۃ کا بیان

اخبرنا يحيٰى بن حبيب ابن عربى عن حماد قال حدثنا يحيٰى وهو ابن سعيد عن عمرو بن يحيٰى عن ابيه عن ابى سعيد الخدرى قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس فيمادون خمسة اواق صدقة ولافيما دون خمسة ذود صدقة وليس فيما دون خمسة اوسق صدقة.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ اوقیہ سے کم میں زکوۃ نہیں اور نہ پانچ اونٹوں سے کم میں زکوۃ ہے اور نہ پانچ وسق سے کم میں زکوۃ ہے۔

اخبرنا محمد سلمة قال اخبرنا ابن القاسم عن مالك قال حدثنی محمدبن عبد اللّٰه بن عبد الرحمن بن ابی صعصعة المازنی عن ابیه عن ابی سعید الخدری ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال لیس فیمادون خمس اوسق من التمر صدقة ولا فیمادون خمس اواق من الورق صدقة ولیس فیما دون خمس ذود من الابل صدقة.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ وسق سے کم میں کھجوروں میں سے زکوۃ نہیں اور نہ پانچ اوقیہ سے کم میں چاندی سے زکوۃ ہے اور نہ پانچ انٹوں سے کم میں زکوۃ ہے۔

اخبرنا هارون بن عبد اللّٰه قال حدثنا ابو اسامة عن الولید بن کثیر عن محمد بن عبد الرحمن ابن ابی صعصعة عن یحیٰی بن عمارة وعباد بن تمیم عن ابی سعید الخدری انه سمع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول لا صدقة فیما دون خمس اوساق من التمر ولا فیما دون خمس اواق من الورق صدقة ولا فیما دون خمس ذودمن الابل صدقة.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ پانچ وسق سے کم میں کھجوروں میں سے صدقہ نہیں اور نہ پانچ اوقیہ سے کم میں چاندی سے صدقہ ہے اور نہ پانچ اونٹوں سے کم میں صدقہ ہے۔

اخبرنا محمد بن منصور الطوسی قال حدثنا یعقوب قال حدثنا ابی قال حدثنا ابن اسحاق قال حدثنی محمد بن یحیٰی بن حبان ومحمد بن عبد اللّٰه بن عبد الرحمن بن ابی صعصعة وكانا ثقة عن یحیٰی بن عمارة بن ابی حسن وعباد بن تمیم وكانا ثقة عن ابی سعید الخدری قال سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول لیس فیما دون خمس اواق من الورق صدقة ولیس فیما دون خمس من الابل صدقة ولیس فیما دون خمسة اوسق صدقة.

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں سے زکوۃ نہیں اور نہ پانچ اونٹوں سے کم میں زکوۃ ہے اور نہ پانچ وسق سے کم میں زکوۃ ہے۔

اخبرنا محمود بن غیلان قال حدثنا ابواسامة قال حدثنا سفیان عن ابی اسحاق عن عاصم بن ضمرة عن علی رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قد عفوت عن الخیل والرقیق فادوا زكوٰة اموالكم من كل مائتین خمسة.

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے گھوڑے اور غلام سے زکوۃ معاف کردی پس تم اپنے اموال کی زکوۃ ہر دوسو میں سے پانچ درہم ادا کیا کرو۔

اخبرنا حسین بن منصور قال حدثنا ابن نمیر قال حدثنا الاعمش عن ابی اسحاق عن عاصم بن

ضمرة عن علي رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قد عفوت عن الخيل والرقيق وليس فيما دون مائتين زكوٰة.

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے گھوڑے اور غلام کی زکوٰۃ معاف کردی اور دوسو درہم سے کم میں زکوٰۃ نہیں۔

تشریح: اواق جمع ہے اوقیہ کی ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے پانچ اوقیہ کے دوسو درہم ہوئے یہ نصاب ہے زکوٰۃ چاندی کا اس سے کم ہو تو زکوٰۃ نہیں اور جب نصاب مذکور ہو تو پانچ درہم واجب ہوتے ہیں، بعض نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث مرفوع سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ گھوڑے اور غلام کی زکوٰۃ پہلے تھی پھر منسوخ ہوگئی جواب اس کا یہ ہے اس حدیث سے یہ کیسے معلوم ہوا کہ ان کی زکوٰۃ پہلے تھی پھر اس کا نسخ ہوا حدیث اس پر کچھ بھی دلالت نہیں کرتی بلکہ بالاجماع خدمتی غلام مراد ہیں تو وہی گھوڑے بھی۔ (حاشية النسائي، عين الهدايه)

باب زكوٰة الحليّ

زیورات کی زکوٰۃ کا بیان

اخبرنا اسماعيل بن مسعود قال حدثنا خالد عن حسين عن عمروبن شعيب عن ابيه عن جده ان امرأة من اهل اليمن اتت رسول الله صلى الله عليه وسلم وبنت لها وفي يد ابنتها مسكتان غليظتان من ذهب فقال اتؤدين زكوٰة هذا قالت لا قال ايسرك ان يسورك الله عزوجل بهما يوم القيامة سوارين من نارٍ قال فخلعتهما فالقتهما الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت هما لله ولرسوله صلى الله عليه وسلم.

عمرو بن شعیب سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ اہل یمن سے ایک عورت اپنی بیٹی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اس کی بیٹی کے ہاتھ میں سونے کے دو بڑے کڑے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اس کی زکوٰۃ دیتی ہے اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا کیا تجھے خوشی ہوگی اس بات سے کہ تجھ کو اللہ عزوجل ان دونوں کے بدلے قیامت کے دن آگ کے دو کڑے پہنا دے، راوی کہتے ہیں کہ پھر اس عورت نے ان کو نکال کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا اور کہا یہ دونوں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہیں۔

اخبرنا محمد بن عبد الاعلى قال حدثنا المعتمر بن سليمان قال سمعت حسينا قال حدثني عمرو بن شعيب قال جآء ت امرأة ومعها بنت لها الى رسول الله صلى الله عليه وسلم في يدابنتها مسكتان نحوه مرسل قال ابو عبد الرحمن خالد اثبت من المعتمر.

عمرو بن شعیب سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک عورت اپنی بیٹی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اس کی بیٹی کے ہاتھ میں دو کڑے تھے پورا واقعہ اسی طرح بیان کیا ہے جیسا کہ حدیث سابق میں نقل کیا ہے۔

تشریح: امام ترمذیؒ نے اس حدیث پر کلام کیا ہے اور فرمایا کہ زیور کی زکوٰۃ کے باب میں کوئی حدیث درجۂ صحت کو نہیں پہنچتی ضعف حدیث کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے ابن لہیعہ سے روایت کرنے کے بعد کہا کہ ابن لہیعہ اور مثنی بن صباح کہ اس حدیث کا راوی ہے دونوں ضعیف ہیں لہٰذا حدیث صحیح نہیں، لیکن امام نسائیؒ اور امام ابوداؤد نے جس اسناد سے روایت کی ہے اس کو محدثین نے صحیح قرار دیا ہے چنانچہ ابن قطان نے کہا کہ یہ اسناد صحیح ہے اور علامہ منذری نے مختصر میں کہا کہ اس کی اسناد میں کوئی کلام نہیں پھر انہوں نے سب رجال کی توثیق نقل کی اور امام ترمذی کے اعتراض کے جواب میں کہا کہ شاید انہوں نے اپنی دونوں اسانید کے بارے میں قول مذکور کہا ورنہ اسناد نسائی اور ابی داؤد میں کچھ اعتراض نہیں بہر حال صحت اسناد کے بعد امام ترمذی کا اعتراض قابل اعتبار نہیں لہٰذا عمرو بن شعیب کی یہ روایت معتبر ہے اس سے امام ابوحنیفہؒ اور آپ کے اصحاب کی تائید ہوتی ہے ان کا مسلک یہ ہے کہ سونے اور چاند کے زیور میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور اسی کے قائل تھے صحابہ میں سے حضرت عمر و ابن مسعود اور ابن عباس وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین میں سے حضرت سعید بن مسیب و سعید بن جبیر و عطاء اور ابن سیرین وغیرہم رحمہم اللہ۔

امام شافعیؒ نے کہا کہ عورتوں کے زیور میں زکوٰۃ واجب نہیں یہی قول امام مالکؒ و امام احمدؒ کا ہے امام شافعیؒ نے یہ قول عراق میں کہا تھا پھر جب مصر میں گئے تو انہوں نے توقف کیا اور کہا "هذا مما استخير الله فيه" انہوں نے ثیاب بذلہ پر قیاس کیا ہے یعنی ان کپڑے پر جو ہر وقت استعمال میں آتے ہیں ان کپڑوں میں بالاتفاق زکوٰۃ واجب نہیں اسی طرح زیور میں بھی نہیں، حنفیہ کہتے ہیں کہ بھلا صرف ثیاب بذلہ پر قیاس کر کے شوافع کے لئے ترک حدیث کرنا کیسے درست ہوگا حالانکہ اس حدیث کو بعض حضرات نے حسن بلکہ صحیح کہا ہے۔

آثار صحابہ سے استدلال کا جواب:

شافعیہ وغیرہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہم کے آثار سے استدلال کیا ہے چنانچہ موطأ مالک میں ہے کہ امام مالکؒ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ اپنی زوجات اور بیٹیوں کے زیور سے زکوٰۃ نہیں نکالتے تھے، اس کے جواب میں حنفیہ کہتے ہیں کہ دار قطنی نے روایت کی کہ ابن عمر نے سالمؒ کو لکھا کہ میری بیٹیوں کے زیوروں کی زکوٰۃ ہر سال دیدو اور ابن ابی شیبہ نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ وہ اپنی زوجات کو حکم کرتے کہ اپنے زیورات کی زکوٰۃ نکالیں، اب یہ روایات پہلی روایت کے معارض ہیں، پس حدیث صحیح کو چھوڑ کر ایسے آثار متعارضہ سے اپنے مذہب کے اثبات پر استدلال کیسے درست ہوگا حالانکہ حدیث باب میں سونے کے زیور کی زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی صورت میں وعید شدید فرمائی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زیور سے مراد جواہر وغیرہ کے زیور لئے ہیں یہ ہمارے مخالف نہیں (**والله تعالى اعلم**، مزید تفصیل فتح القدیر میں ہے)

باب مانع زكوة ماله

اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دینے والے کا بیان

اخبرنا الفضل بن سهل قال حدثنا ابو النضر هاشم بن القاسم قال حدثنا عبدالعزيز بن عبد الله

بن ابی سلمة عن عبد اللّٰه بن دینار عن ابن عمر قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ان الذی لایؤدی زکوٰة ماله یخیل الیه ماله یوم القیامة شجاعاً اقرع له زبیبتان قال فیلتزمه او یطوقه قال یقول انا کنزك انا کنزك.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جوشخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادانہ کرے اس کا مال قیامت کے دن اس کے واسطے گنجا سانپ بن جائے گا اس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے پھر بشکل طوق اس کے گلے میں ڈالا جائے گا حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ وہ سانپ کہے گا میں تیرا سرمایہ ہوں میں تیرا سرمایہ ہوں۔

اخبرنا الفضل بن سهل قال حدثنا حسن بن موسٰی الاشیب قال حدثنا عبد الرحمن بن عبد اللّٰه بن دینار المدنی عن ابیه عن ابی صالح عن ابی هریرة عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال من آتاه اللّٰه عزوجل مالا فلم یؤدزکاته مثل له ماله یوم القیامة شجاعاً اقرع له زبیبتان یأخذ بلهزمتیه یوم القیامة فیقول انا مالك انا کنزك ثم تلا هذه الآیة ولاتحسبن الذین یبخلون بمآاٰتاهم اللّٰه من فضله الاٰیة.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جس شخص کو اللہ عزوجل مال عطافرمائے پھر اس نے اس کی زکوٰۃ ادانہیں کی تو اس کے مال کو اس کے واسطے قیامت کے روز گنجا سانپ بنا کر اس کے گلے میں ڈالا جائے گا اس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے وہ اس شخص کی باچھیں پکڑ کر کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں میں تیرا سرمایہ ہوں پھر حضور ﷺ نے یہ آیت پڑھی ''ولا تحسبن الذین یبخلون بما آتا هم اللّٰه من فضله الخ''

تشریح: ہر عقل مند کو اس حدیث سے عبرت حاصل کرنی چاہئے اگر دنیا کی چندروزہ راحت اور عیش وعشرت کے واسطے اپنے مال بڑھانے کی حرص وطمع میں مبتلا رہے اور اسلام کا دوسرا زبردست رکن زکوٰۃ ادانہ کرے تو وہ اس کی دردناک سزا قیامت کے دن پائے گا جس کا ذکر اس حدیث میں ہے کہ جس مال دار نے اپنے مال وسرمایہ کی زکوٰۃ ادانہیں کی اس کا سرمایہ آخرت میں وبال جان بنے گا کہ اس کو گنجا سانپ بنا کر جو نہایت زہریلا ہوتا ہے بشکل طوق اس کے گلے میں ڈالا جائے گا حق تعالیٰ اہل اسلام کو زکوٰۃ دینے کی ہمت عطافرمائے۔

زکوٰة التمر

چھوہارے کی زکوٰۃ کا بیان

اخبرنا محمد بن عبد اللّٰه بن المبارك حدثنا وکیع عن سفیان عن اسماعیل بن امیة عن محمد بن یحیٰی بن حبان عن یحیٰی بن عمارة عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لیس فیما دون خمس اوساق من حبّ او تمر صدقة.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پانچ وسق سے کم میں خواہ وہ غلے ہوں یا چھوہارے صدقہ نہیں۔

باب زكوٰة الحنطة

گیہوں کی زکوٰۃ کا بیان

اخبرنا اسماعیل بن مسعود قال حدثنا یزید بن زریع قال حدثنا روح بن القاسم قال حدثنی عمرو بن یحیٰی بن عمارة عن ابیه عن ابی سعید الخدری عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال لا یحل فی البر والتمر زکوٰة حتی یبلغ خمسة اوسق ولا یحل فی الورق زکوٰة حتی یبلغ خمسة اواق ولا تحل فی ابل زکوٰة حتی تبلغ خمس ذودٍ.

حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ گیہوں اور چھوہارے میں زکوٰۃ واجب نہیں جب تک کہ پانچ وسق تک نہ پہنچے اور چاندی میں زکوٰۃ واجب نہیں یہاں تک کہ پانچ اوقیہ تک پہنچے اور اونٹ میں زکوٰۃ واجب نہیں یہاں تک کہ پانچ تک پہنچے۔

باب زكوٰة الحبوب

غلوں کی زکوٰۃ کا بیان

اخبرنا محمد بن المثنی قال حدثنا عبد الرحمن قال حدثنا سفیان عن اسماعیل بن امیة عن محمد بن یحیٰی بن حبان عن یحیٰی بن عمارة عن ابی سعید الخدری ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال لیس فی حب ولا تمر صدقة حتی یبلغ خمسة اوسق ولا فیما دون خمس ذودٍ ولا فیما دون خمس اواقٍ صدقة.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک نبی ﷺ نے فرمایا کہ غلہ اور تمر میں صدقہ نہیں یہاں تک کہ پانچ وسق تک پہنچے اور نہ پانچ اونٹ سے کم میں صدقہ ہے اور نہ پانچ اوقیہ سے کم میں صدقہ ہے۔

القدر الذی یجب فیه الصدقة

جتنی مقدار میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اس کا بیان

اخبرنا محمد بن عبد اللّٰه بن المبارك قال حدثنا وکیع قال حدثنا ادریس الاودی عن عمرو بن مرة عن ابی البختری عن ابی سعید قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لیس فیما دون خمس اواقٍ صدقة.

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پانچ اوقیہ سے کم میں صدقہ نہیں۔

اخبرنا احمد بن عبدة قال حدثنا حماد عن یحیٰی بن سعید وعبید اللّٰه بن عمر عن عمرو بن یحیٰی

عن ابیه عن ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال لیس فیما دون خمس اواق صدقة ولا فیما دون خمس ذود صدقة ولیس فیما دون خمسة اوسق صدقة.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ اوقیہ سے کم میں صدقہ نہیں اور پانچ اونٹ سے کم میں صدقہ نہیں اور پانچ وسق سے کم میں صدقہ نہیں۔

تشریح: امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ اور جمہور ائمہ وجوب عشر کے لئے نصاب کو شرط رکھتے ہیں ان کے نزدیک پانچ وسق سے کم میں صدقہ یعنی عشر واجب نہیں ان کا استدلال اس حدیث سے ہے فرمایا "ولیس فیما دون خمس اوسق صدقة" امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عشر میں نصاب شرط نہیں پانچ وسق ہو یا کم ہو مطلقاً عشر واجب ہے آپ آیت قرآنی اور ارشاد نبوی کے عموم سے استدلال کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اے ایمان والوں خرچ کرو صاف ستھری چیزیں اپنی کمائی سے اور اس چیز میں سے جو ہم نے پیدا کیا ہے تمہارے واسطے زمین سے، یہ عام ہے پیداوار تھوڑی ہو یا زیادہ سب کو شامل ہے اور یہی حکم حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے جس کا ذکر اگلے عنوان کے تحت آ رہا ہے۔

حدیث باب جو صاحبین وغیرہما کی دلیل ہے اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ اس میں صدقہ سے مراد زکوٰۃ تجارت ہے جیسا کہ اس سے ماقبل کے دو جملوں میں مراد زکوٰۃ ہے کیوں کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں لوگ وسق کے حساب سے خرید وفروخت کرتے اور ایک وسق چھوہارے کی قیمت چالیس درہم تھی، تو پانچ وسق کے دوسو درہم ہوگئے یہ جواب صاحب ہدایہؒ نے دیا ہے اور تقاریر ترمذی میں بھی حضرت شیخ الہندؒ کے حوالہ سے اسی طرح کا جواب نقل کیا ہے تو امام اعظمؒ بھی یہی فرماتے ہیں کہ "مادون خمسة اوسق" اگر دوسو درہم سے کم ہو تو اس میں زکوٰۃ نہیں۔

باب مایوجب العشر وما یوجب نصف العشر

اس چیز کے بیان میں جو عشر کو واجب کرتی ہے اور جو نصف عشر کو واجب کرتی ہے

اخبرنا ھارون ابن سعید بن الھیثم ابو جعفر الایلی قال حدثنا ابن وھب قال اخبرنی یونس عن ابن شھاب عن سالم عن ابیه ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال فیما سقت السمآء والانھار والعیون او کان بعلا العشر وما سقی بالسوانی والنضح نصف العشر.

سالمؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس زمین کی پیداوار میں جس کو بارش اور نہروں اور چشموں نے سیراب کیا ہو یا کھجور کا وہ درخت جو زمین کی نمی سے سیراب ہوتا ہو بارش وغیرہ کے پانی سے سیراب نہ کیا جاتا ہو عشر ہے اور جو رہٹ اور پانی لادنے والے اونٹ سے سیراب کیا گیا اس میں نصف عشر۔

اخبرنی عمرو بن سواد بن الاسود بن عمرو واحمد بن عمرو والحارث بن مسکین قرآءة علیه وانا اسمع عن ابن وھب قال حدثنا عمرو ابن الحارث ان ابا الزبیر حدثه انه سمع جابر بن عبد اللّٰه یقول ان

رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال فیما سقت السمآء والا نہار والعیون العشروما سقی بالسانیۃ نصف العشر.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عشر اس زمین میں ہے جس کو بارش اور نہروں اور چشموں کے پانی نے سیراب کیا اور جو رہٹ وغیرہ سے سیراب کیا گیا ہو اس میں آدھا عشر ہے۔

اخبرناھناد ابن السری عن ابی بکر وھو ابن عیاش عن عاصم عن ابی وآئل عن معاذ قال بعثنی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الی الیمن فامرنی ان اخذمما سقت السمآء العشروفیما سقی بالدوالی نصف العشر.

حضرت معاذؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یمن کی طرف بھیجا اور مجھے حکم دیا ہے کہ جس زمین کو بارش کے پانی سے سینچا جاتا ہو اس سے عشر اور جس کو ڈول یا رہٹ سے سینچا گیا ہو اس سے نصف عشر لے لوں۔

تشریح: اسی حدیث کی بناء پر امام اعظمؒ قلیل وکثیر پیداوار میں عشر واجب کہتے ہیں کیوں کہ فیما سقت السمآء عام ہے تو اپنے عموم کی وجہ سے سب کو شامل ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ وسق سے کم کے اندر بھی عشر واجب ہے تو یہ حدیث مثبت زیادہ ہوئی اور "حدیث لیس فیما دون خمسۃ اوسق" سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ وسق سے کم کے اندر کچھ واجب نہیں اور ضابطہ یہ ہے کہ مثبت نافی پر مقدم ہوتی ہے لہٰذا حدیث باب مقدم ہوگی، یہ جواب بعض مشائخ نے دیا ہے۔

کم یترک الخارص

پھلوں کا اندازہ کرنے والا کتنا چھوڑ دے

اخبرنا محمد بن بشار حدثنا یحیٰی بن سعید ومحمد بن جعفر قالا حدثنا شعبۃ قال سمعت خبیب بن عبد الرحمٰن یحدث عن عبد الرحمٰن بن مسعود بن نیار عن سھل بن ابی حثمۃ قال اتانا ونحن فی السوق فقال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا خرصتم فخذواودعوا الثلث فان لم تأخذ وا اوتدعوا الثلث شك شعبۃ فدعوا الربع.

حضرت سہل بن ابی حثمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے عبدالرحمٰن بن مسعود کہتے ہیں کہ سہل بن ابی حثمۃ ہمارے پاس آئے جبکہ ہم بازار میں تھے تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم پھلوں کا اندازہ کرو تو زکوٰۃ مخروص کی لیا کرو اور تہائی چھوڑ دو اور اگر نہ چھوڑو تہائی تو چھوڑ دو چوتھائی۔

تشریح: جب پھل پک جائیں تو حاکم خارص یعنی اندازہ کرنے والے کو بھیج دے یہ وہاں باغ میں جا کر اندازہ کر کے بتلادے کہ کس قدر عشر آئے گا یہ صدقہ وصول کرنے والے کو جائز ہے کیوں کہ یہ بیع نہیں اور عشر کسی کا ملک نہیں فقراء کا حق ہے کیوں کہ پھل توڑنے کے وقت وہاں فقراء آتے ہیں ان کو دیا جاتا ہے۔ (ماخوذ از تقاریر ترمذی لشیخ الہندؒ)

باب قوله عزوجل ولا تيمموا الخبيث منه تنفقون

اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ اور قصد نہ کرو خراب چیز کا اس میں سے کہ اس کو خرچ کرو

اخبرنا يونس بن عبد الاعلى والحارث بن مسكين قرآء ة عليه وانا اسمع عن ابن وهب قال حدثني عبد الجليل بن حميد اليحصبي ان ابن شهاب حدثه قال حدثني ابو امامة بن سهل بن حنيف في الأية التي قال الله عزوجل ولا تيمموا الخبيث منه تنفقون قال هو الجعرور ولون حبيق فنهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان تؤخذ في الصدقة الرذالة.

ابن شہابؒ کہتے ہیں کہ جس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ تم قصد نہ کرو ردی چیز کا اس میں سے کہ اس کو خرچ کرو اس کی تفسیر میں مجھ سے ابوامامہ بن سہل بن حنیف نے بیان کیا ہے کہ وہ خبیث چیز جعرور اور لون حبیق ہے (جعرور بے کار خشک خرما اور لون حبیق ایک قسم کا ردی خشک خرما) پس رسول اللہ ﷺ نے صدقہ میں ردی چیز لینے سے منع فرمایا ہے۔

اخبرنا يعقوب بن ابراهيم قال اخبرنا يحيى عن عبد الحميد بن جعفر قال حدثني صالح بن ابى عريب عن كثيربن مرة الحضرمي عن عوف بن مالك قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم وبيده عصا وقد علق رجل قنوحشف فجعل يطعن في ذلك القنوفقال لوشآء رب هذه الصدقة تصدق باطيب من هذا ان رب هذه الصدقة يأكل حشفاً يوم القيامة.

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نکلے آپ کے ہاتھ میں چھڑی تھی (آپ کی آمد سے پہلے) کسی آدمی نے مسجد میں ردی کھجور کا خوشہ لٹکا رکھا تھا پس حضور ﷺ اس خوشہ پر عصا مارنے لگے اور فرمایا کہ اگر چاہتا اس کا صدقہ کرنے والا تو اس سے عمدہ صدقہ کر سکتا بیشک اس کا صدقہ کرنے والا قیامت کے دن ردی کھجور کھائے گا۔

باب المعدن

معدن کے بیان میں

اخبرنا قتيبة قال حدثنا ابو عوانة عن عبيد الله بن الاخنس عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده قال سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن اللقطة فقال ماكان في طريق مأتي او في قرية عامرة فعرفها سنة فان جاء صاحبها والا فلك ومالم يكن في طريق مأتي ولا في قرية عامرة ففيه وفي الركاز الخمس.

حضرت عبداللہ بن عمرو العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے لقطہ (گری پڑی چیز) کے بارے میں پوچھا گیا آپ نے فرمایا کہ جو گرا پڑا مال عام راستے میں مل گیا ہو یا آبادی میں تو اس کا اعلان ایک سال تک

کیا کرو پھر اگر اس کا مالک آ جائے (تو اس کو اپنی چیز لے جانے دو) ورنہ تمہارے واسطے ہے اور جو چیز عام گذر گاہ اور آباد بستی کے علاوہ کسی اور جگہ میں پائی ہو تو اس میں اور رکاز میں خمس یعنی پانچواں حصہ ہے۔

اخبرنا اسحاق بن ابراهيم قال حدثنا سفيان عن الزهري عن سعيد عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم ح واخبرنا اسحاق بن ابراهيم قال اخبرنا عبد الرزاق قال حدثنا معمر عن الزهري عن سعيد وابي سلمة عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال العجمآء جرحها جبار والبير جبار والمعدن جبار وفي الركاز الخمس.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ چوپائے کا زخم کر دینا معاف ہے اور کنویں میں اگر کوئی مر جائے معاف ہے اور کسی پر کان گر پڑے اور وہ ہلاک ہو جائے تو معاف ہے اور رکاز میں پانچواں حصہ ہے۔

اخبرنا يونس بن عبد الاعلى قال حدثنا ابن وهب قال اخبرني يونس عن ابن شهاب عن سعيد وعبيد الله بن عبد الله عن ابي هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بمثله.

راوی نے مثل سابق کے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

اخبرنا قتيبة عن مالك عن ابن شهاب عن سعيد وابي سلمة عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال جرح العجمآء جبار والبير جبار والمعدن جبار وفي الركاز الخمس.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چوپائے کا زخمی کر دینا معاف ہے اور کنویں میں کوئی گر کر مر جائے تو معاف ہے اور کان معاف ہے اور رکاز میں خمس ہے۔

اخبرنا يعقوب ابراهيم حدثنا هشيم اخبرنا منصور وهشام عن ابن سيرين عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم البير جبار والعجمآء جبار والمعدن جبار وفي الركاز الخمس.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کنویں میں گر کر کوئی مر جائے معاف ہے اور چار پائے کا زخم کر دینا معاف ہے اور کان معاف ہے اور رکاز میں خمس ہے۔

تشریح: باب کی پہلی حدیث میں آیا ہے کہ گرا پڑا مال اگر عام گذر گاہ یا آبادی میں مل گیا ہو تو اس کا اعلان ایک سال تک کیا جائے اسی کے ائمہ ثلاثہ قائل ہیں، اس مسئلہ میں حنفیہ سے تین روایات منقول ہیں پہلی روایت یہ ہے کہ بدون فرق کئے ہوئے قلیل وکثیر میں تعریف لقطہ کے لئے ایک سال کی مدت متعین ہے یہی ظاہر روایت ہے اس کو امام محمدؒ نے مبسوط میں نقل کیا ہے یہ قول موافق ائمہ ثلاثہ ہے، دوسرا قول صاحب ہدایہؒ نے نقل کیا ہے کہ اگر دس درہم سے کم ہو تو چند روز تک اعلان کیا جائے اور اگر دس دراہم یا اس سے زیادہ ہوں تو ایک سال تک تعریف کی جائے، تیسرا قول اس کو بھی صاحب ہدایہؒ نے نقل کیا ہے کہ بعض حضرات کہتے ہیں کہ تعریف لقطہ کے لئے کوئی قطعی مدت متعین نہیں بلکہ لقطہ اٹھانے والے کی رائے پر موقوف ہے وہ تعریف واعلان کرتا رہے یہاں تک کہ ظن غالب ہو کہ اب اس کا مالک نہیں آئے گا اور طلب نہیں کرے گا پھر اس کو صدقہ کر دے اسی کو

علامہ سرخسیؒ نے مبسوط میں قول مختار قرار دیا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ (بذل المجهود بحواله بحر)
ان علماء کی دلیل مسلم شریف کی حدیث ہے کہ اس میں بدون قید سنۃ کے مطلق عرفہا آیا ہے۔

گرا پڑا مال اٹھانے کا حکم:

ائمہ ثلاثہ کے قول کے مطابق ایک سال تک اور حنفیہ کے قول مختار کے مطابق لقطہ اٹھانے والا جبکہ وہ خطیر مال ہو اتنی مدت تک اعلان کرتا رہے حتیٰ کہ ظن غالب ہو کہ اب اس اس کا مالک اس کو تلاش نہ کرے گا تو اس کے بعد صدقہ کر دے اور اگر لقطہ اٹھانے والا فقیر ہو تو وہ خود بھی اس سے نفع اٹھا سکتا ہے اس لئے کہ یہ خود محل صدقہ ہے لہٰذا فقیر کے واسطے بالاجماع حلال ہے اور اگر اٹھانے والا تونگر ہو تو حنفیہ کے نزدیک اس کو لقطہ سے خود نفع اٹھانا درست نہیں، امام شافعیؒ نے فرمایا کہ تونگر کے واسطے بھی انتفاع جائز ہے ان کا استدلال حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس لقطہ کا مالک آجائے تو اس کو دیدو ورنہ خود اس سے نفع حاصل کر۔ (رواه البخاری وغیره)

اور ابوداؤد کی روایت میں آیا ہے کہ ان کو ایک تھیلی ملی تھی جس کے اندر سو دینار تھے حالانکہ حضرت ابی ابن کعب تونگر صحابہ میں سے تھے اس کا جواب حنفیہ کی طرف سے یہ ہے کہ بیشک حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مالدار صحابہ میں سے تھے لیکن یہ کیا ضروری ہے کہ اس واقعہ کے وقت بھی تونگر تھے بلکہ ایک روایت سے اس کے خلاف معلوم ہوتا ہے کیون کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ "لن تنا لوا البر حتی تنفقوا مما تحبون" تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ اس طرح فرماتا ہے اور میرے پاس ایک بیرحاء نامی باغ ہے جو مجھ کو اپنے اموال میں سے بہت محبوب ہے میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے واسطے صدقہ ہے پس آپ کی جو رائے ہو وہ کیجئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ یہ بہت نفع بخش مال ہے اور میری رائے یہ ہے کہ تم اس کو اپنے محتاج قرابت داروں میں صدقہ کر دو پس ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تقسیم کر دیا یہ واقعہ حدیث صحیح میں مروی ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابن بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ محتاج تھے لیکن یہ احتمال ہے کہ شاید لقطہ کا قصہ بعد تونگری کے واقع ہوا ہو، شیخ ابن ہمامؒ نے فرمایا کہ شک واحتمال کے ساتھ استدلال نہیں ہو سکتا علاوہ اس کے تونگری کا اطلاق ایسے شخص پر بھی ہوتا ہے جو اپنے روزینہ میں محتاج نہ ہو اگرچہ اس کے پاس زائد مال بقدر نصاب نہ ہو جس کے ہونے سے زکوٰۃ کے معاملہ میں تونگر شمار کیا جاتا ہے حالانکہ لقطہ میں ایسا ہی تونگر مراد ہے جس پر زکوٰۃ واجب ہو پس حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے تونگر نہ تھے بلکہ خوش حال بمعنی اوّل تھے۔ (فتح القدیر)

البیر جبار وغیرہ کی تشریح:

ابن ملکؒ نے کہا کہ اگر کوئی شخص اپنی مملوکہ زمین یا غیر آباد زمین میں کنواں کھودے اور اس میں کوئی آدمی یا جانور مر جائے تو کھودنے والے پر ضمان نہیں آئے گا لیکن اگر راستہ میں کھودے یا کسی کی مملوکہ زمین میں بغیر اس کی اجازت کے تو حافر کے عاقلہ پر ضمان یعنی خون بہا آئے گا۔

عجماء مؤنث ہے اعجم کا جس کے معنی چوپایہ کے ہیں مطلب اس کا یہ ہے کہ اگر گھوڑا یا بیل وغیرہ کسی کو زخمی کردے یا مار ڈالے جبکہ اس پر کوئی سوار نہ ہو یا اس کے ساتھ قائد یا سائق نہ ہو اور واقعہ دن کا ہو تو اس کے مالک پر ضمان نہیں آئے گا اور اگر اس جانور کے ساتھ کوئی آدمی ہو تو وہ ضمان دے گا کیوں کہ زخمی وغیرہ کرنا اس کی غفلت اور کوتاہی سے واقع ہوا اسی طرح اگر رات کو اس قسم کا واقعہ پیش آیا ہو تب بھی ضمان دے گا کیوں کہ مالک کی طرف سے تعدی پائی گئی ہے اس لئے کہ عادت یہ ہے کہ رات کو جانوروں کو باندھتے ہیں اور دن کو چھوڑ دیتے ہیں اس نے اس کی خلاف ورزی کی ہے لہٰذا قصور اسی کا ہے "كذا ذكره الطيبي وابن الملك" اور معدن یعنی کان معاف ہے یعنی اگر کوئی سونے یا چاندی کی کان پر کھڑا ہوا اور کان گر پڑے اور وہ ہلاک ہو جائے تو اس پر ضمان نہیں آتا جس نے کان کھودی ہے،

اور رکاز میں خمس ہے اس کو سب تسلیم کرتے ہیں کہ رکاز میں پانچواں حصہ ہے یعنی حق فقراء ہے مگر اختلاف رکاز کی حقیقت میں ہے کہ رکاز کیا ہے حنفیہ رکاز سے عام مراد لیتے ہیں کہ رکاز کا لفظ معدن اور کنز دونوں کو شامل ہے، معدن سونے و چاندی وغیرہ کی کان کو کہتے ہیں جو خود پیدا ہوا ہو اور کنز مسلمانوں کے تسلط اور قبضہ سے پہلے زمین میں گڑے ہوئے خزانے کو کہتے ہیں تو دونوں رکاز کے مصداق ہیں اور امام شافعیؒ وغیرہ رکاز دفینہ جاہلیت کو کہتے ہیں یعنی جاہلیت کے زمانہ میں مسلمانوں کے قبضہ سے پہلے کافروں نے جو خزانہ زمین کے اندر دبا رکھا ہو اس کو رکاز کہتے ہیں اس میں ان کے نزدیک خمس ہے اور معدن میں جبکہ اس سے برآمد سونا یا چاندی ہو تو زکوٰۃ واجب ہوگی نہ کہ پانچواں حصہ اور سال گذرنا شرط نہیں دراصل یہ لغت کی بحث ہے اور لغت سے حنفیہ کے قول کی پوری تائید ہوتی ہے، چنانچہ صاحب قاموس نے رکاز کے معنی معدن اور کنز دونوں لکھے ہیں، حالانکہ شافعی ہیں۔ (مرقات ومظاهر حق)

باب زكوة النحل

شہد کی زکوٰۃ کا بیان

اخبرنا المغيرة بن عبد الرحمن قال حدثنا احمد بن ابى شعيب عن موسٰى بن اعين عن عمرو بن الحارث عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده قال جآء هلال الى رسول الله صلى الله عليه وسلم بعشور نحل وسأله ان يحمى له وادياً يقال له سلبة فحمى له رسول الله صلى الله عليه وسلم ذلك الوادى فلما ولى عمر بن الخطاب كتب سفيان بن وهب الى عمر بن الخطاب يسأله فكتب عمر ان ادّى اليك ماكان يؤدّى الى رسول الله صلى الله عليه وسلم من عشر نحله فاحم له سلبة ذلك والا فانما ذباب غيث يأكله من شآء.

عمرو اپنے باپ شعیب سے اور وہ عمرو کے دادا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ہلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے عسل کے دسواں حصہ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ میرے واسطے سلبہ نامی وادی کو محفوظ کر دیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے اس وادی کو محفوظ کر دیا پھر جب حضرت عمر بن خطاب

رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ خلیفہ ہوئے تو عامل سفیان بن وہب نے حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو عرضی بھیجی پس حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جواب لکھ کر بھیجا کہ اگر وہ اپنے عسل کے عشر میں سے جو کچھ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو ادا کرتے تھے تمہیں ادا کر دیں تو تم اس کے سلبہ کی حفاظت کرو ورنہ وہ شہد کی مکھیاں ہیں جو چاہے لے جائے اور جو شہد ان سے پیدا ہوا سے کھالے۔

تشریح: ابوداؤد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہلال رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بنو متعان میں سے تھے اس میں ہے "**جآء هلال احد بنی متعان الخ**" شہد کی مکھی کو ذباب غیث کہتے ہیں ذباب کی اضافت غیث بمعنی بارش کی طرف اس لئے کی گئی کہ شہد کی مکھی شگوفہ اور پھلوں سے لطیف اجزاء کھاتی ہے اور وہ بارش سے پیدا ہوتے ہیں۔ (نہایہ)

شہد سے عشر لیا جائے گا یا نہیں:

حنفیہ کے نزدیک شہد سے عشر وصول کیا جائے گا اسی کے قائل ہیں امام احمدؒ اور امام اسحٰقؒ ان حضرات کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے کیوں کہ اس سے معلوم ہوا کہ عشر وصول کیا جاتا تھا اگر کوئی یہ کہے کہ اس حدیث سے شہد میں وجوب عشر کا ثبوت نہیں ہوتا ہے ہاں یہ معلوم ہوا کہ امام کے ذمہ حمایت ضروری نہیں لیکن اگر صاحب عسل عشر ادا کرے تو پھر لازم ہے امام کے ذمہ (حمایت کے معنی یہ کہ شہد کی مکھیاں جس کی زمین میں ہوں اور جن سے شہد حاصل ہوتا ہے وہ اس کے لئے محفوظ کر دینا تاکہ کوئی دوسرا ان کو نہ لے سکے) اس کا جواب یہ ہے کہ سلیمان بن موسیٰ نے ابوسیارہ المتعی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کی کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ میرے یہاں نحل ہیں (یعنی شہد کی مکھیاں میری زمین میں ہیں جس سے مجھے شہد حاصل ہوتا ہے) فرمایا کہ عشور ادا کیا کرو میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میرے واسطے اس کی حمایت فرما دیجئے پس آپ نے زمین کے اس حصہ کو اس کے واسطے مخصوص و محفوظ کر دیا۔ (**رواه ابن ماجه وغيره**)

اس کی اسناد صحیح ہے جیسا کہ بیہقی وغیرہ نے تصریح کی لیکن منقطع ہے جیسا کہ ترمذیؒ نے امام بخاریؒ سے نقل کیا ہے کہ حدیث مرسل ہے کیوں کہ سلیمان بن موسیٰؒ نے کسی صحابی کو نہیں پایا، اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث کا مرسل ہونا کچھ مضر نہیں جبکہ ہمارے نزدیک حجت ہے اور اگر دوسری حدیث متصل سے تائید و تقویت ہو جائے تو مطلقاً حجت ہوگی اور امام نسائیؒ نے اسناد متصل کے ساتھ حدیث عمرو بن شعیب روایت کی جس سے ثابت ہوا کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے شہد سے عشر لیا ہے اور ابن ماجہ وغیرہ کی اس روایت مذکورہ میں بلفظ امر اداء عشر کا حکم دیا ہے اور اصولی بات یہ ہے کہ اصل امر وجوب کے واسطے ہے مگر جب کہ کوئی قرینہ اس سے مانع ہو پس حنفیہ کے نزدیک یہاں کوئی مانع نہیں اس لئے عشر واجب ہے اب رہی یہ بات کہ عشر کسی خاص مقدار میں ہے یا مطلقاً تو امام ابوحنیفہؒ کوئی نصاب نہیں بتلاتے خواہ مقدار قلیل ہو یا کثیر ہو ان کے نزدیک شہد میں عشر واجب ہے البتہ صاحبین نصاب کا اعتبار کرتے ہیں جس کی تفصیل ہدایہ میں ہے، اور امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک شہد میں کچھ واجب نہیں وہ فرماتے ہیں کہ "**لانه متولد من الحيوان فاشبه الا بريسم**" یہ ایک عقلی دلیل ہے جس کو صاحب ہدایہ نے نقل کیا ہے اور انہوں نے وہاں اس کا جواب دیا ہے۔ (**هدايه، عين الهداية**)

باب فرض زکوۃ رمضان

زکوٰۃ رمضان یعنی صدقۃ الفطر واجب ہونے کا بیان

اخبرنا عمران بن موسیٰ عن عبد الوارث قال حدثنا ایوب عن نافع عن ابن عمر قال فرض رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم زکوٰۃ رمضان علی الحر والعبد والذکر والانثی صاعاً من تمر او صاعا من شعیر فعدل الناس بہ نصف صاع من بر.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے افطار پر صدقہ فطر واجب کیا ہے آزاد پر اور غلام اور مرد اور عورت پر چھوہارے سے ایک صاع یا جو سے ایک صاع پھر لوگ ایک صاع کی جگہ گیہوں سے نصف دینے لگے۔

تشریح: فرض کے معنی قدر یا اوجب کے ہیں یعنی صدقۃ الفطر کو واجب کیا ہے حنفیہ کے نزدیک واجب ہے اس لئے کہ یہ حدیث اخبار آحاد میں سے ہے اس وجہ سے ظن کو مقتضی ہے اس لئے جو علماء (حنفیہ) فرض کو قطعی کے ساتھ اور واجب کو ظنی کے ساتھ مخصوص کرتے ہیں وہ صدقۃ الفطر کے وجوب کے قائل ہیں نہ کہ فرض ہونے کے۔ (کذا فی الحاشیۃ للعلامۃ السندھیؒ)

باب فرض زکوۃ رمضان علی المملوک

غلام پر صدقۃ الفطر واجب ہونے کا بیان

اخبرنا قتیبۃ قال حدثنا حماد عن ایوب عن نافع عن ابن عمر قال فرض رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صدقۃ الفطر علی الذکر والانثی والحر والمملوک صاعا من تمرٍ او صاعا من شعیرٍ قال فعدل الناس الی نصف صاع من بر.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر کو واجب کیا ہے مرد اور عورت پر اور آزاد پر اور غلام کی طرف سے چھوہارے سے ایک صاع یا جو سے ایک صاع ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر لوگوں نے اس کے بدلے میں گندم سے نصف دینا شروع کیا۔

تشریح: اس روایت میں علی المملوک ہے اور اوپر کی روایت میں علی العبد، یہاں علی بمعنی عن ہے یعنی مالک کے ذمہ اپنے غلام کی طرف سے صدقۃ الفطر ادا کرنا ضروری ہے اس لئے کہ غلام اور چھوٹے بچے پر واجب نہیں جیسا کہ بعض روایات میں ہے اس لئے کہ غلام کسی مال کا مالک نہیں ہے اور چھوٹی اولاد مکلف نہیں امام شافعیؒ کے نزدیک خود غلام پر واجب ہے آقا اس کی طرف سے ادا کرے۔ (ذکرہ علامۃ السندھیؒ)

فرض زکوۃ رمضان علی الصغیر

چھوٹے بچے کی طرف سے صدقۃ الفطر واجب ہونے کا بیان

اخبرنا قتیبۃ قال حدثنا مالک عن نافع عن ابن عمر قال فرض رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

زکوٰة رمضان علی کل صغیر وکبیر وحر وعبد وذکر وانثی صاعا من تمر او صاعا من شعیر.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی زکوۃ یعنی صدقۃ الفطر کو واجب کیا ہے ہر چھوٹے اور بڑے کی طرف سے آزاد اور غلام کی طرف سے مرد اور عورت کی طرف سے ایک صاع تمر سے یا ایک صاع جو سے۔

فرض زکوٰة رمضان علی المسلمین دون المعاهدین

صدقۃ الفطر مسلمانوں پر واجب ہے نہ کہ ذمیوں پر

اخبرنا محمد بن سلمة والحارث بن مسكين قرآءة عليه وانااسمع واللفظ له عن ابن القاسم قال حدثني مالك عن نافع عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم فرض زكوٰة الفطر من رمضان على الناس صاعا من تمر او صاعا من شعير على كل حر او عبد ذكر وانثى من المسلمين.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ فطر فرض فرمائی رمضان سے لوگوں پر ایک صاع چھوہارے سے یا ایک صاع جو سے ہر آزاد پر یا غلام پر مرد اور عورت پر مسلمانوں میں سے۔

اخبرنا يحيٰى بن محمد السكن قال حدثنا محمد بن جهضم قال حدثنا اسماعيل بن جعفر عن عمر بن نافع عن ابيه عن ابن عمر قال فرض رسول الله صلى الله عليه وسلم زكوٰة الفطر صاعا من تمر او صاعا من شعير على الحر والعبد والذكر والانثى والصغير والكبير من المسلمين وامر بها ان تؤدى قبل خروج الناس الى الصلوٰة.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر واجب فرمایا ہے ایک صاع چھوہارے سے یا ایک صاع جو سے آزاد اور غلام پر مذکر اور مؤنث پر چھوٹے اور بڑے پر مسلمانوں میں سے آپ نے لوگوں کو صدقۃ الفطر نماز عید سے پہلے ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔

تشریح: اس روایت میں لفظ من المسلمین کا ذکر ہے دیگر روایات میں اس کا ذکر نہیں، امام شافعیؒ اس روایت کی بناء پر صرف مسلمان غلام کی طرف سے صدقۃ الفطر نکالنے کو واجب کہتے ہیں ان کے نزدیک کافر غلام کی طرف سے ادا کرنا مولیٰ کے ذمہ واجب نہ ہوگا کیوں کہ ان کے نزدیک وجوب اس صدقہ کا غلام پر ہوتا ہے اور کافر غلام اس کی اہلیت نہیں رکھتا، کیوں کہ صدقۃ الفطر عبادت ہے اس لئے اس پر واجب نہ ہوگا اور جب اس پر واجب نہ ہوگا تو اس کی طرف سے ادا کرنا مولیٰ کے ذمہ ضروری نہ ہوگا۔

حنفیہ کے نزدیک کافر غلام کی طرف سے بھی صدقۃ الفطر ادا کرنا آقا کے ذمہ ضروری ہے جبکہ وہ مسلمان ہو کیوں کہ مکلف ومخاطب بالاداء مولیٰ ہے لہٰذا جب وہ مسلمان ہوگا تو اپنے غلام کی طرف سے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر صدقہ ادا کرے گا حنفیہ کی دلیل حضرت ثعلبہ بن ابی صعیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عدوی کی حدیث ہے جس کو امام ابوداؤد اور عبدالرزاق وغیرہما نے بسند صحیح روایت کیا

ہے اس میں انہوں نے حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ "ادوا عن کل حر وعبد صغیر او کبیر نصف صاع من بر او صاع من شعیر" (هدایه)

اس میں اسلام کی کوئی قید نہیں عبد کا لفظ مطلق ہے وہ مسلم و کافر غلام دونوں کو شامل ہے اور جس روایت میں مسلمین کی قید آئی ہے اس کا جواب دیتے ہیں کہ یہ قید وجوب کے اعتبار سے ہے یعنی واجب تو مسلمان مولیٰ پر ہے جب وہ مسلمان ہوگا تو ہر قسم کے غلاموں کی طرف سے جن کے نان ونفقہ اور خبر گیری کا مولیٰ ذمہ دار ہوتا ہے وہ صدقہ ادا کرے گا تو اگرچہ کافر غلام اس لائق نہیں کہ وہ صدقہ دے لیکن مولیٰ اس لائق ہے کہ کافر غلام کی طرف سے صدقہ دیکر ثواب حاصل کرے لہٰذا آقا کافر غلام کی طرف سے بھی صدقۃ الفطر ادا کرے گا۔

کم فرض

صدقۃ الفطر کتنا فرض کیا گیا ہے

اخبرنا اسحاق بن ابراهیم قال حدثنا عیسٰی قال حدثنا عبید الله عن نافع عن ابن عمر قال فرض رسول الله صلی الله علیه وسلم صدقة الفطر علی الصغیر والکبیر والذکر والانثی والحر والعبد صاعا من تمر او صاعا من شعیر.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقۃ الفطر کو واجب کیا ہے چھوٹے اور بڑے پر مذکر اور مؤنث پر آزاد اور غلام پر تمر سے ایک صاع یا جو سے ایک صاع۔

باب فرض صدقة الفطر قبل نزول الزكوٰة

زکوٰۃ کا حکم نازل ہونے سے پہلے صدقۃ الفطر فرض تھا

اخبرنا اسماعیل بن مسعود قال حدثنا یزید بن زریع قال اخبرنا شعبة عن الحکم بن عتیبة عن القاسم بن مخیمرة عن عمرو بن شرحبیل عن قیس بن سعد بن عبادة قال کنا نصوم عاشوراء ونؤدی زکوٰة الفطر فلما نزل رمضان ونزلت الزکوٰة لم نؤمر به ولم ننه عنه وکنا نفعلهٗ.

حضرت قیس بن سعد بن عبادة رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے اور صدقۃ الفطر ادا کرتے تھے پھر جب صوم رمضان کی فرضیت نازل ہوئی اور زکوٰۃ فرض ہونے کا حکم نازل ہوا تو پھر ہمیں نہ تو اس کے رکھنے اور ادا کرنے کا حکم دیا گیا اور نہ اس سے منع کیا گیا اور ہم اس کو کرتے تھے۔

اخبرنا محمد بن عبد الله بن المبارک قال حدثنا وکیع عن سفیان عن سلمة بن کهیل عن القاسم بن مخیمرة عن ابی عمار الهمدانی عن قیس بن سعد قال امرنا رسول الله صلی الله علیه وسلم بصدقة الفطر قبل ان تنزل الزکوٰة فلما نزلت الزکوٰة لم یأمرنا ولم ینهنا ونحن نفعله قال ابو عبد

الرحمن ابو عمار اسمه عريب بن حميد وعمرو بن شرحبيل يكنى ابا ميسرة و سلمة بن كهيل خالف الحكم في اسناده والحكم اثبت من سلمة بن كهيل.

حضرت قیس بن سعد سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صدقۃ الفطر کا حکم دیا زکوٰۃ نازل ہونے سے پہلے پھر جب زکوٰۃ کا حکم آ گیا تو آپ نے نہ تو ہم کو حکم دیا (صدقۃ الفطر کا) اور نہ منع کیا اور ہم اس کو ادا کرتے تھے۔

تشریح: بعض علماء اسی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے صدقۃ الفطر کو منسوخ کہتے ہیں یہ قول ابراہیم بن علیہ و ابوبکر بن کیسان الاصم واشہب مالکی اور ابن لبان شافعی کا ہے مگر علامہ ابن حجرؒ نے اس کو غیر معقول قرار دیا ہے چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ اس کی اسناد میں ایک مجہول راوی ہے اور اگر اس کی صحت کو مان بھی لیا جائے تب بھی یہ حدیث صدقۃ الفطر کی منسوخی پر دلیل نہیں بن سکتی اس لئے کہ احتمال ہے کہ امر اوّل پر اکتفاء فرمایا ہو کیوں کہ ایک فرض کا نزول دوسرے فرض کے سقوط کو لازم نہیں کرتا۔ (کذافی الحاشية للشيخ السندهیؒ)

مكيلة زكوة الفطر

پیمانہ جس سے صدقۃ الفطر دیا جائے

اخبرنا محمد بن المثنى قال حدثنا خالد وهو ابن الحارث قال حدثنا حميد عن الحسن قال قال ابن عباس وهو امير البصرة في آخر الشهر اخرجوا زكوٰة صومكم فنظر الناس بعضهم الى بعض فقال من هٰهنا من اهل المدينة قوموا فعلموا اخوانكم فانهم لا يعلمون ان هذا الزكوٰة فرضها رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم على كل ذكر وانثى حر ومملوك صاعا من شعير اوتمر ونصف صاع من قمح فقاموا.

حضرت حسنؒ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جبکہ وہ بصرہ کے امیر تھے رمضان مہینہ کے آخر میں فرمایا کہ تم اپنے روزے کی زکوٰۃ نکالو پس لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے تو انہوں نے فرمایا کہ یہاں اہل مدینہ سے کون کون ہیں اٹھو اور اپنے بھائیوں کو بتلا دو اس لئے کہ وہ لوگ نہیں جانتے ہیں بیشک یہ روزے کی زکوٰۃ ہے اس کو رسول اللہ ﷺ نے ہر مرد اور عورت اور آزاد اور غلام پر فرض کیا ہے ایک صاع جو میں سے یا چھوہارے سے یا نصف صاع گندم سے پس لوگ اٹھے، (اور صدقۃ الفطر دینا شروع کیا)۔

خالفه هشام فقال عن محمد ابن سيرين

ہشام نے محمد بن سیرین سے حمید کے خلاف بیان کیا ہے

اخبرنا علي بن ميمون عن مخلد عن هشام عن ابن سيرين عن ابن عباس قال ذكر في صدقة الفطر قال صاعا من بر او صاعا من تمر اوصاعا من شعير اوصاعا من سلت.

ابن سیرینؒ روایت کرتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صدقۃ الفطر کے بارے میں فرمایا کہ گندم سے ایک صاع یا تمر سے ایک صاع یا جو سے ایک صاع یا سلت سے ایک صاع (سلت ایک قسم کی جو ہے گندم کے مشابہ اس پر چھلکا نہیں ہوتا)۔

اخبرنا قتیبة قال حدثنا حماد عن ایوب عن ابی رجآء قال سمعت ابن عباس یخطب علی منبر کم یعنی منبر البصرة یقول صدقة الفطر صاع من طعام قال ابو عبد الرحمن هذا اثبت الثلثة.

ابی رجآء سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے جبکہ وہ بصرہ کے منبر پر خطبہ سنا رہے تھے انہوں نے اپنے خطبہ میں فرمایا کہ صدقۃ الفطر ایک صاع ہے طعام سے۔

تشریح: اوپر کے عنوان کے تحت حضرت حسنؒ بصری کی روایت کے راوی سب ثقہ اور مشہور ہیں مگر یہ کہ حسن بصری نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہیں سنا پس یہ مرسل قوی ہے، چنانچہ شیخ ابن ہمامؒ (عنوان فی مقدار الواجب ووقتہ) کے تحت فرماتے ہیں "**رواته ثقات مشهورون الاان الحسن لم یسمع من ابن عباس فهو مرسل**" (فتح القدیر: ۲/۲۲۷) اور ہمارے اور جمہور کے نزدیک مرسل روایت حجت ہے جبکہ اس کے راوی ثقہ اور معروف ہوں اور یہ روایت موافق ہے اس حدیث مرفوع کے جو اسانید صحیحہ سے حضرت ثعلبہ بن ابی صعیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے یہ حدیث پیچھے حنفیہ کی دلیل کے تحت گذر چکی ہے اس میں صراحۃً گندم سے ادھا صاع دینے کا حکم فرمایا ہے اور اکثر راوی گیہوں سے نصف صاع روایت کرتے ہیں اور خود ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی روایت مذکورہ میں فرماتے ہیں "**ان هذا الزکوٰة فرضها رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم الخ**" اب ہشام راوی حمید کے مخالف گندم سے بھی ایک صاع روایت کرتا ہے پس اگر بطور نفل رغبۃً فی الثواب گیہوں سے بھی ایک صاع کا ذکر دیا ہو تب تو کوئی حرج نہیں ورنہ حدیث مرفوع اور دیگر روایات صحیحہ جو بتا رہی ہیں کہ گندم سے نصف صاع واجب ہے ان کے مقابلہ میں اس روایت کا کوئی وزن نہیں۔ (**واللّٰه تعالٰی اعلم**)

اگلی روایت میں راوی نے ایک عام لفظ یعنی طعام کا روایت کیا ہے اس لئے گیہوں اور جو اور چھوہارے وغیرہ سب کو شامل ہے اس روایت کے بارے میں مصنفؒ نے فرمایا کہ یہ تینوں میں اثبت یعنی زیادہ مستند و معتبر ہے بہر حال یہ بھی خلفاء راشدین اور جمہور صحابہ و تابعین کے مذاہب اور حدیث مرفوع کے خلاف ہے جبکہ گندم سے بھی ایک صاع کو لازمی قرار دیا جائے پس اس کا بھی وہی جواب ہے جو اوپر عرض کیا گیا ہے۔ (**واللّٰه تعالٰی اعلم بالصواب**)

شیخ ابن ہمام سے تسامح واقع ہوا:

شیخ موصوف کا قول مذکور کہ حضرت حسن بصریؒ کا سماع حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت نہیں غیر معقول ہے بلکہ نسائی کی روایت سے ثبوت سماع معلوم ہوتا ہے جیسا کہ نسائی: جلد ا صفحہ ۲۴۷، (عنوان الحطہ) کے تحت حضرت حسن بصریؒ سے مروی ہے کہ "**ان ابن عباس رضی اللّٰه تعالٰی عنه خطب بالبصرة فقال أدّوا زکوٰة صومکم الخ**" نیز اس سے پہلے (عنوان مکیلۃ زکوٰۃ الفطر) کے تحت حمید راوی بواسطہ حضرت حسن بصری روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: "**قال ابن**

عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنه وھو امیر البصرة فی آخر الشھرأخر جوازکوٰۃ صومکم الخ" ان روایات سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت حسن بصریؒ کا سماع حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہے۔

باب التمر فی زکوٰۃ الفطر

صدقۃ الفطر میں تمر دینے کا بیان

اخبرنا محمد بن علی بن حرب قال حدثنا محرز بن الوضاح عن اسماعیل وھو ابن امیة عن الحارث بن عبد الرحمن بن ابی ذباب عن عیاض بن عبد اللّٰہ بن ابی سرح عن ابی سعید الخدری قال فرض رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم صدقة الفطر صاعا من شعیر او صاعا من تمر اوصاعا من اقط.

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقۃ الفطر کو واجب کیا ہے ایک صاع جو سے یا ایک صاع تمر سے یا ایک صاع پنیر سے۔

الزبیب

خشک انگور سے کتنا دینا چاہئے

اخبرنا محمد بن عبد اللّٰہ بن المبارک قال حدثنا وکیع عن سفیان عن زید بن اسلم عن عیاض بن عبد اللّٰہ بن ابی سرح عن ابی سعید قال کنا نخرج زکوٰۃ الفطر اذکان فینا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم صاعاً من طعام او صاعاً من شعیر او صاعاً من تمراوصاعاًمن زبیب او صاعاً من اقط.

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے فرمایا کہ ہم صدقۃ الفطر نکالتے تھے رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ایک صاع طعام سے یا ایک صاع جو سے یا ایک صاع چھوہارے سے یا ایک صاع زبیب سے یا ایک صاع پنیر سے۔

اخبرنا ھناد بن السری عن وکیع عن داؤد بن قیس عن عیاض بن عبد اللّٰہ عن ابی سعید قال کنا نخرج صدقة الفطر اذکان فینا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم صاعاًمن طعام او صاعا من تمر او صاعا من شعیر او صاعا من اقط فلم نزل کذلك حتی قدم معاویة من الشام وکان فیما علم الناس انه قال ما اریٰ مدین من سمراء الشام الا تعدل صاعا من ھذا فاخذ الناس بذلك.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ ہم صدقۃ الفطر نکالتے تھے جبکہ رسول اللہ ﷺ ہمارے اندر موجود تھے ایک صاع طعام سے یا ایک صاع تمر سے یا ایک صاع جو سے یا ایک صاع پنیر سے پس اسی طرح ہمیشہ ہم ادا کرتے رہے یہاں تک کہ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملک شام سے آیا (بقصد حج وعمرہ) پس من جملہ اس کے جو لوگوں کو بتلایا ہے یہ ہے کہ شام کے گیہوں میں سے دو مد ایک صاع چھوہارے کے برابر ہوتے ہیں پس لوگوں نے اس کو اختیار کیا ہے۔

تشریح: ہدایہ میں ہے کہ امام شافعیؒ نے فرمایا کہ گندم اور چھوہارے وغیرہ سب سے ایک صاع ہے ان کی دلیل حضرت ابوسعید

خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی حدیث ہے انہوں نے کہا "فاما انا فلاازال اخرجه ابداً ما عشت" میں تو پہلے جیسا نکالا کرتا تھا ویسا ہی اب بھی نکالتا رہوں گا (رواہ ابو داؤد) اس حدیث میں طعام سے مراد گیہوں ہے تو گیہوں سے ایک صاع واجب ہوا۔

حنفیہ کی دلیل وہ حدیث ہے جو ہم روایت کر چکے ہیں یعنی ثعلبہ بن ابی صعیرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے جس کو سند صحیح سے عبد الرزاقؒ نے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "اخبرابن جریج عن ابن شهاب عن عبد الله بن ثعلبة قال خطب رسول الله صلى الله عليه وسلم الناس قبل يوم الفطر بيوم اويومين فقال ادواصاعا من بر او قمح بين اثنين الخ" (مرقات) حضرت ابوسعید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا کہ لوگوں نے حضرت معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے فتوی کو قبول کرلیا تو یہ عموم اجماع صحابہ وتابعین ہے اور حضرت معاویہ کا فتوی محض اجتہاد سے نہ تھا بلکہ کسی حدیث کی بناء پر تھا جس کا حکم ان کو معلوم تھا اور اگر اجتہاد سے نصف صاع کیا ہو جب بھی پوری حجت ہے کیوں کہ صحابہ کرام اور تابعین نے اس کو قبول کرلیا اور انہوں نے حضرت معاویہ سے موافقت کی تو یقینی طور سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کو حضور ﷺ کے حکم سے ایک صاع گیہوں سے بھی دینے کا علم ہوتا تو وہ ہرگز خاموش نہ رہتا اور نہ کبھی اس فتوی پر موافقت کرتا کیوں کہ یہ تو نص کا معارضہ ہو جاتا۔

حدیث ابوسعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا جواب:

اس کا جواب صاحب ہدایہؒ نے یہ دیا ہے کہ "و ماروا‌ه محمول على الزيادة تطوعاً" یعنی امام شافعیؒ نے جو حدیث حضرت ابوسعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کی ہے اور اس سے استدلال کیا ہے وہ محمول ہے زیادتی پر بطور نفل کے یعنی صدقہ واجبہ گیہوں سے نصف صاع ہے اس پر نصف صاع زیادہ بطور نفل دیتے تھے، تفصیل اس کی یہ ہے کہ ابوسعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جو کچھ فرمایا کہ ہم حضور ﷺ کے زمانہ میں ایک صاع نکالتے تھے اب گندم کا بھی ایک ہی صاع نکالیں گے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ گندم سے بھی صدقۃ الفطر ایک صاع واجب ہے بلکہ اس میں اپنے فعل کو بیان کیا ہے کہ میں تو جیسا پہلے ایک صاع نکالتا تھا اب بھی ویسا ہی نکالتا رہوں گا ظاہر تو یہ ہے کہ ایک صاع گندم سے نہیں نکالتے تھے کیوں کہ عہد رسالت میں گیہوں نہایت کمیاب اور گران تھا اور خود حضرت ابوسعید کی حدیث بخاری میں ہے کہ ہمارا طعام اس وقت میں زبیب و پنیر اور چھوہارے تھے اس سے معلوم ہوا کہ عام لوگوں کے پاس گیہوں نہیں ہوتا تھا جو وغیرہ سے ایک صاع نکالتے تھے پھر جب بعد کے زمانہ میں گیہوں کی کثرت ہوئی اور لوگ خوش حال ہو گئے تو انہوں نے طعام یعنی جو وغیرہ پر قیاس کر کے گندم میں سے بھی ایک صاع نکالنا شروع کر دیا پھر اتفاق سے حضرت معاویہ مدینہ آئے تو انہوں نے فرمایا کہ "ما ارى مدين من سمراء الشام الاتعدل صاعا من هذا اى فى المنفعة او القيمة" تو حضرت ابوسعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں کہ لوگوں نے اس کو اختیار کرلیا اور ان کے فتوی پر عمل درآمد ہو گیا لیکن خود انہوں نے فتوی کو تسلیم نہیں کیا اور فرمایا کہ میں تو اسی طرح نکالتا رہوں گا جیسے نکالتا رہا ہوں تو ان کا یہ فعل حنفیہ کے مخالف نہ ہو گا جیسا کہ ہم نے اوپر صاحب ہدایہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے حنفیہ بھی اسی کے قائل ہیں کہ صاحب وسعت قدر واجب سے جتنا زیادہ بطور تطوع دے دے اس کو ثواب ملے گا اور اگر وہ بطور فرض نکالتے تھے تو ان کا قول حدیث مرفوع اور جمہور صحابہ وتابعین کے مقابلہ میں قابل حجت نہیں۔ (والله تعالى اعلم)

الدقيق

گیہوں کا آٹا

اخبرنا محمد بن منصور قال حدثنا سفيان عن ابن عجلان قال سمعت عياض بن عبد الله يخبر عن ابی سعيد الخدری قال لم نخرج على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم الا صاعا من تمر او صاعا من شعير او صاعا من زبيب او صاعا من دقيق او صاعا من اقط او صاعا من سلت ثم شك سفيان فقال دقيق او سلت.

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم نہیں نکالتے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں مگر ایک صاع تمر سے یا ایک صاع جو سے یا ایک صاع خشک انگور سے یا ایک صاع آٹے سے یا ایک صاع پنیر سے یا ایک صاع سلت سے پھر راوی سفیان کو شک ہوا اس لئے دقیق او سلت فرمایا۔

تشریح: ہدایہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ گیہوں کے آٹے سے نصف صاع واجب ہے مثل گیہوں کے دقیق سے ایک صاع ہونا ثبوت کو نہیں پہنچا "او صاعا من دقيق" کی زیادتی سفیان بن عیینہ کی ہے جو ان کے شک کا نتیجہ ہے محدثین نے اس کی صحت سے انکار کیا ہے اس لئے انہوں نے اس کو چھوڑ دیا۔ (كذا في الحاشية)

الحنطة

گیہوں دینے کا بیان

اخبرنا علی بن حجر قال حدثنا يزيد بن هارون قال حدثنا حميد عن الحسن ان ابن عباس خطب بالبصرة فقال ادوا زكوٰة صومكم فجعل الناس ينظر بعضهم الى بعض فقال من ههنا من اهل المدينة قوموا الى اخوانكم فعلموهم فانهم لا يعلمون ان رسول الله صلى الله عليه وسلم فرض صدقة الفطر على الصغير والكبير والحر والعبد والذكر والانثى نصف صاع بر او صاعا من تمر اوشعير فقال الحسن فقال على اما اذا اوسع الله فاوسعوا اعطوا صاعا من بر او غيره.

حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بصرہ میں خطبہ پڑھا اس میں فرمایا کہ تم اپنے روزے کی زکوٰۃ یعنی صدقۃ الفطر ادا کرو پس لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہاں مدینہ والوں سے کون ہیں وہ اٹھ کر اپنے بھائیوں کو بتلا دیں اس لئے کہ وہ نہیں جانتے ہیں اس بات کو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرض فرمایا ہے صدقۃ الفطر کو چھوٹے اور بڑے پر آزاد اور غلام پر مرد اور عورت پر نصف صاع گیہوں سے یا ایک صاع تمر سے یا جو سے، حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے وسعت عطا فرمائی تو تم بھی وسعت اور فراخ دلی سے کام لو کہ ایک صاع دیدو گیہوں وغیرہ سے۔

السلت

بے چھلکے جو دینے کا بیان

اخبرنا موسٰی بن عبد الرحمن قال حدثنا حسین عن زآئدۃ قال حدثنا عبد العزیز بن ابی رواد عن نافع عن ابن عمر قال کان الناس یخرجون عن صدقۃ الفطر فی عھد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صاعا من شعیر اوتمر او سلت او زبیب۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ لوگ نکالتے تھے صدقۃ الفطر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک صاع جو سے یا چھوہارے سے یا بے چھلکے والا جو سے یا خشک انگور سے۔

الشعیر

جو سے دینے کا بیان

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا یحیٰی قال حدثنا داؤد بن قیس قال حدثنا عیاض عن ابی سعید الخدری قال کنا نخرج فی عھد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صاعا من شعیر او تمر اوزبیب او اقط فلم نزل کذلک حتی کان فی عھد معاویۃ قال ماری مدین من سمراء الشام الا تعدل صاعاً من شعیر۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم نکالتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک صاع جو سے یا تمر سے یا زبیب سے یا پنیر سے پس ہم ہمیشہ اسی طرح نکالتے رہے یہاں تک کہ معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی امارت کا دور آیا تو انہوں نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ شام کی گیہوں میں سے دو مد ایک صاع جو کے برابر ہوتے ہیں۔

الاقط

پنیر سے ایک صاع دینا

اخبرنا عیسٰی بن حماد قال حدثنا اللیث عن یزید عن عبید اللّٰہ بن عبد اللّٰہ بن عثمان ان عیاض بن عبد اللّٰہ بن سعد حدثہ ان ابا سعید الخدری قال کنا نخرج فی عھد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صاعا من تمر او صاعا من شعیر او صاعا من اقط لا نخرج غیرہ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صدقۃ الفطر نکالتے تھے ایک صاع چھوہارے سے یا ایک صاع جو سے یا ایک صاع پنیر سے ان کے علاوہ ہم کسی اور چیز سے نہ نکالتے تھے۔

کم الصاع

صاع کتنے کا ہوتا ہے

اخبرنا عمرو بن زرارۃ قال اخبرنا القاسم وھو ابن مالک عن الجعید سمعت السائب بن یزید قال

كان الصاع على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم مد او ثلثا بمد كم اليوم وقد زيد فيه قال ابو عبد الرحمن وحدثنيه زياد بن ايوب واحمد بن سليمان قالا حدثنا ابونعيم قال حدثنا سفيان عن حنظلة عن طآؤس عن ابن عمر عن النبى صلى الله عليه وسلم قال المكيال مكيال اهل المدينة والوزن ووزن اهل مكة.

جعید سے روایت ہے کہ میں نے سائب بن یزید کو فرماتے سنا ہے کہ صاع رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک مد اور تہائی مد کا تھا تمہارے آج کے دور کے مد کے مقابلہ میں بلاشبہ اس میں اضافہ کیا گیا ہے۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں نبی ﷺ سے آپ نے فرمایا کہ پیمانہ پیمانہ اہل مدینے کا ہے اور تول تول اہل مکہ کی ہے۔

تشریح: مطلب حدیث کا یہ ہے کہ مکیال یعنی صاع جس سے وجوب کفارات اور صدقۃ الفطر کی ادائیگی متعلق ہے وہ مدینہ کا صاع ہے نہ کہ دوسرے شہر کا اس زمانہ میں مختلف صاع شہروں میں تھے اور سونے وچاندی کی زکوٰۃ میں اہل مکہ کا وزن معتبر ہے یعنی وزن سبعہ کہ ہر دس درم بوزن سات مثقال ہوں اور چوں کہ دراہم شہروں میں مختلف الاوزان تھے اور اہل مکہ کے دراہم ہی زکوٰۃ میں معتبر تھے اس لئے حضور ﷺ نے اپنے اس کلام سے اس کی طرف رہنمائی فرمائی اور بعض حضرات نے کہا کہ مدینہ والے اہل زراعت ہیں وہ مکیال کا احوال خوب جانتے ہیں اور مکہ والے اہل تجارت ہیں وہ موازین کو خوب جانتے ہیں۔ (والله تعالى اعلم، كذافي الحاشية للعلامة السندهیؒ)

باب الوقت الذى يستحب ان تؤدى صدقة الفطر

جس وقت میں صدقۃ الفطر ادا کرنا مستحب ہے اس کا بیان

اخبرنا محمد بن معدان بن عيسٰى قال حدثنا الحسن حدثنا زهير حدثنا موسٰى ح قال واخبرنا محمد بن عبد الله بن بزيع قال حدثنا الفضيل قال حدثنا موسٰى عن نافع عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم امر بصدقة الفطر ان تؤدى قبل خروج الناس الى الصلوٰة قال ابن بزيع بزكوٰة الفطر.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے صدقۃ الفطر ادا کرنے کا حکم دیا ہے قبل اس کے کہ لوگ نماز عید کے لئے نکلیں۔

تشریح: عامہ مشائخ کے نزدیک صدقۃ الفطر نماز عید سے پہلے ادا کرنا مستحب ہے منصفؒ نے ترجمۃ الباب سے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے امر بصدقۃ الفطر وجوب کے واسطے نہیں استحباب پر محمول ہے بعض ظاہریہ کے نزدیک پہلے ادا کرنا واجب ہے لہٰذا اگر بعد میں دے دیا جائے تو اسے ادا نہ کہا جائے گا بلکہ قضاء ہوگا، صاحب ہدایہؒ نے استحباب کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ فقیر گدائی کا سوال کرنے میں نماز سے غافل نہ ہو جائے اور یہ مقصد صدقۃ الفطر پہلے دینے سے حاصل ہوگا۔

اخراج الزکوٰۃ من بلد الی بلد

زکوٰۃ کو ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف منتقل کرنا

اخبرنا محمد بن عبد اللّٰہ بن المبارك قال حدثنا وكيع قال حدثنا زكريا بن اسحاق وكان ثقة عن يحيٰى بن عبد اللّٰہ بن صيفي عن ابي معبد عن ابن عباس ان النبي صلى اللّٰہ عليه وسلم بعث معاذ بن جبل الى اليمن فقال انك تأتي قوماً اهل كتاب فادعهم الى شهادة ان لا الٰه الا اللّٰہ واني رسول اللّٰہ فان هم اطاعوك فاعلمهم ان اللّٰہ عزوجل افترض عليهم خمس صلوات في كل يوم وليلة فان هم اطاعوك فاعلمهم ان اللّٰہ عزوجل افترض عليهم صدقة في اموالهم تؤخذ من اغنيائهم فتوضع في فقرآئهم فان هم اطاعوك لذلك فاياك وكرآئم اموالهم واتق دعوة المظلوم فانها ليس بينها وبين اللّٰہ عزوجل حجاب.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا آپ نے ان سے فرمایا کہ تم اہل کتاب قوم کے پاس جارہے ہو تم ان کو اس بات کی دعوت دینا کہ وہ اس کی گواہی دیں کہ کوئی معبود نہیں مگر اللہ اور بیشک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں پھر اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو ان کو بتلا دینا کہ بے شک اللہ عزوجل نے ان پر رات دن میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں پھر اگر وہ لوگ تمہاری اطاعت کریں تو ان کو بتلا دینا کہ بیشک اللہ عزوجل نے ان کے اموال میں زکوٰۃ فرض کی جو ان کے مالداروں سے لیجائے پھر ان کے فقیروں کو تقسیم کردی جائے پھر اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو تم ان کے اموال سے چھانٹ کر اچھا مال نہ لینا اور مظلوم کی بددعا سے بچنا اس لئے کہ اس کی بددعاء اور اللہ عزوجل کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔

اس حدیث کی تشریح پیچھے گذر چکی ہے۔

باب اذا اعطاها غنيا وهو لا يشعر

جب بے شعوری میں کسی تونگر کو زکوٰۃ دے دی تو کیا حکم ہے

اخبرنا عمران بن بكار قال حدثنا علي بن عياش قال حدثنا شعيب قال حدثني ابوالزناد مما حدثه عبد الرحمن الاعرج مما ذكر انه اسمع اباهريرة يحدث به عن رسول اللّٰہ صلى اللّٰہ عليه وسلم وقال قال رجل لا تصدقن بصدقة فخرج بصدقته فوضعها في يد سارق فاصبحوا يتحدثون قد تصدق على السارق فقال اللهم لك الحمد على سارق لا تصدقن بصدقة فخرج بصدقته فوضعها في يد زانية فاصبحوا يتحدثون تصدق الليلة على زانية فقال اللهم لك الحمد على زانية لا تصدقن بصدقة فخرج بصدقته فوضعها في يد غني فاصبحوا يتحدثون تصدق على غني قال اللهم لك الحمد على زانية وعلى

سارق وعلى غني فاتي فقيل له اما صدقتك فقد تقبلت اما الزانية فلعلها ان تستعف من زنا ها ولعل السارق ان يستعف به عن سرقته ولعل الغنى ان يعتبر فينفق مما اعطاه الله عزوجل.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص نے (بنی اسرائیل میں سے) کہا البتہ میں کچھ صدقہ دوں گا پس اپنا صدقہ لے کر نکلا اور اس کو کسی چور کے ہاتھ میں دیا (یعنی بے خبری میں اس کے چور ہونے کا علم نہ تھا) پس لوگ صبح کو اس کے متعلق باتیں کرنے لگے کہ چور کو صدقہ دیا گیا پھر اس شخص نے کہا کہ اے اللہ تیرے ہی لئے تعریف ہے چور کو دینے پر البتہ میں کچھ صدقہ دوں گا اپنا صدقہ لے کر نکلا اور اس کو زانیہ کے ہاتھ میں دیا پس لوگ صبح کو باتیں کرنے لگے کہ آج کی رات زانیہ کو صدقہ دیا گیا اس نے کہا اے اللہ تیرے ہی لئے تعریف ہے زانیہ کو دینے پر البتہ میں کچھ صدقہ دوں گا وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اور اس کو کسی تونگر کے ہاتھ میں دے دیا پس لوگ صبح کو باتیں کرنے لگے کہ تونگر کو صدقہ دیا گیا اس نے کہا اے اللہ تیرے ہی لئے تعریف ہے زانیہ اور چور اور تونگر کو دینے پر پس اس نے خواب میں دیکھا کہ اس سے کہا گیا تیرے صدقے مقبول ہوئے بہر حال زانیہ شاید کہ اس کے ذریعہ زنا سے باز رہے گی اور شاید کہ چور اس کے ذریعہ سے چوری سے بچے گا اور شاید کہ تونگر عبرت پکڑے گا اور اس میں سے خرچ کرے جو اللہ عزوجل نے اس کو دیا ہے۔

تشریح: یہ شخص بنی اسرائیل میں سے تھا جیسا کہ مسند احمد میں اس کا ذکر ہے لہٰذا اس واقعہ مذکورہ سے اپنے مقصد پر استدلال اس پر مبنی ہے کہ ہم سے پہلے لوگوں کی شریعت ہمارے لئے شریعت ہے بشرطیکہ نسخ ظاہر نہ ہوا ہو، اور اس متصدق کا قول لاتصدقن قسم کی جگہ میں ہے گویا اس نے یوں کہا واللہ لاتصدقن تو اس کا یہ کلام مثل نذر کے ہو گیا جس کا پورا کرنا ضروری ہے لہذا صدقہ اس کے ذمہ واجب ہو گیا تھا اس بناء پر اس سے استدلال صدقۃ الفرض پر درست ہو گیا۔ (كذا في الحاشية للعلامة السندهي)

باب الصدقة من غلول

حرام مال سے صدقہ کرنے کا بیان

اخبرنا الحسين بن محمد الزارع قال حدثنا يزيد وهو ابن زريع قال حدثنا شعبة قال واخبرنا اسماعيل بن مسعود قال حدثنا بشر وهوابن المفضل قال حدثنا شعبة واللفظ لبشر عن قتادة عن ابى المليح عن ابيه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان الله عزوجل لا يقبل صلوٰة بغير طهور ولا صدقة من غلول.

ابوالملیح اپنے باپ اسامہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ بیشک اللہ برتر و بزرگ کوئی نماز قبول نہیں کرتا بدون طہارت اور وضوء کے اور اس صدقہ کو بھی قبول نہیں کرتا ہے جو حرام مال میں سے دیا جاتا ہے۔

اخبرنا قتيبة قال حدثنا الليث عن سعيد بن ابى سعيد عن سعيد بن يسار انه سمع اباهريرة يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما تصدق احد بصدقة من طيب ولايقبل الله عزوجل الا الطيب

الا اخذ ھاالرحمن عزوجل بیمینه وان کانت تمرۃ فتربوفی کف الرحمن حتی تکون اعظم من الجبل کما یربی احدکم فلوہ او فصیله.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی حلال کمائی سے صدقہ کرے اور اللہ عزوجل قبول نہیں کرتا مگر حلال کو تو اس شخص کے صدقہ کو رحمٰن برتر و بزرگ اپنے داہنے ہاتھ میں لیتا ہے یعنی قبول کرتا ہے اگرچہ چھوہارے ہو پھر وہ رحمٰن کے ہاتھ میں بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کا ثواب پہاڑ سے بھی زیادہ بڑا ہوتا ہے جیسا کہ تم میں سے کوئی اپنے بچھڑے کو یا اونٹنی کے بچے کو پالتا ہے۔

تشریح: غلول سرقہ من الغنیمۃ کو کہتے ہیں پھر اس کے معنی میں وسعت ہوگئی یعنی مطلق سرقہ اور مال حرام کو کہتے ہیں لہٰذا چوری وڈکیتی اور جتنے ناجائز ذرائع سے مال جمع کیا جاتا ہے سب اس میں داخل ہیں تو حدیث بتارہی ہے کہ اگر حرام مال صدقہ کیا جائے اس کا کوئی ثواب نہیں ملے گا اس حدیث کی مزید تشریح کتاب الطہارت میں گذر چکی ہے۔

دوسری حدیث میں پاک صاف اور حلال مال کو اگرچہ وہ ایک چھوہارا یعنی معمولی چیز ہو صدقہ کرنے پر خدائی نوازش کی وسعت وفضیلت بیان فرمائی اور اس کو ایک مثال دیکر واضح کیا ہے کہ جس طرح ایک آدمی گھوڑے یا اونٹ کا بچہ پالتا ہے وہ اس کی نگرانی میں بڑھتا جاتا ہے اسی طرح حلال کمائی میں سے جو مال اچھی نیت سے صدقہ کرے گا اگرچہ وہ ایک چھوہارا ہو اس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور اس کو قبول کرلیتا ہے اور اس کا ثواب خدائی نگرانی اور حفاظت میں بڑھتا جاتا ہے حتیٰ کہ پہاڑ سے بھی بہت زیادہ بڑا ہوتا ہے تاکہ میزان اعمال میں بھاری ہو بہرحال تشبیہ ہماری فہمائش کے لئے صرف نفس تربیت میں دے دی گئی۔ **(واللّٰه تعالٰی اعلم)**

جھد المقل

کم مال والے کا اپنی وسعت کے مطابق صدقہ کرنا

اخبرنا عبد الوهاب بن عبد الحکم عن حجاج قال ابن جریج اخبرنی عثمان ابن ابی سلیمان عن علی الازدی عن عبید ابن عمیر عن عبد اللّٰه بن حبشی الخثعمی ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم سئل ای الاعمال افضل قال ایمان لا شك فیه وجهاد لا غلول فیه وحجة مبرورة قیل فای الصلوٰة افضل قال طول القنوت قیل فای الصدقة افضل قال جهد المقل قیل فای الهجرة افضل قال من هجر ما حرم اللّٰه عزوجل قیل فای الجهاد افضل قال من جاهد المشرکین بماله ونفسه قیل فای القتل اشرف قال من اهریق دمه وعقرجواده.

حضرت عبداللہ بن حبشی خثعمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے سوال کیا گیا کہ اعمال میں کونسا عمل افضل ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایسا ایمان کہ اس میں شک نہ ہو اور ایسا جہاد جس میں خیانت نہ ہو یعنی غنیمت کے مال میں خیانت نہ ہو اور حج مقبول پوچھا گیا کہ کونسی نماز افضل ہے فرمایا طول قیام کی پوچھا گیا کونسا صدقہ افضل ہے فرمایا افضل صدقہ وہ ہے کہ

نادار شخص کا پوری کوشش کرنا یعنی اپنی پوری محنت وکوشش کے ساتھ کمائے ہوئے مال میں سے بقدر طاقت خدا کی راہ میں خرچ کرنا سوال کیا گیا کونسی ہجرت افضل ہے فرمایا اس شخص کی ہجرت کہ وہ چھوڑ دے اس چیز کو جو اللہ نے اس پر حرام کی سوال کیا گیا کونسا جہاد افضل ہے فرمایا جو شخص مشرکین سے جہاد کرے اپنے مال اور جان کے ساتھ سوال کیا گیا کونسا قتل افضل ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ جہاد میں جس کا خون بہا دیا جائے اور اس کے گھوڑے کی کونچیں کاٹی جائیں یعنی خود بھی مارا جائے اور گھوڑا بھی، اس کی شہادت دوسرے کے مقابلہ میں افضل ہے۔

اخبرناقتیبة قال حدثنا اللیث عن ابن عجلان عن سعید بن ابی سعید والقعقاع عن ابی ھریرة ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال سبق درھم مائة الف درھم قالوا کیف قال کان لرجل درھمان تصدق باحدھما وانطلق رجل الی عرض مالہ فاخذ منہ مائة الف درھم فتصدق بھا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک درہم سبقت لے گیا ہے ایک لاکھ درہم پر لوگوں نے عرض کیا یہ کس طرح حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی کے پاس دو درہم تھے ایک درہم اس نے صدقہ کردیا اور چلا ایک آدمی اپنے مال کی طرف پھر لیا اس سے ایک لاکھ درہم پھر سب کو صدقہ کردیا۔

اخبرنا عبید اللّٰہ بن سعید قال حدثنا صفوان بن عیسٰی قال حدثنا ابن عجلان عن زید بن اسلم عن ابی صالح عن ابی ھریرة قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سبق درھم مائة الف قالوا یا رسول اللّٰہ وکیف قال رجل لہ درھمان فاخذاحدھما فتصدق بہ ورجل لہ مال کثیر فاخذ من عرض مالہ مائة الف فتصدق بھا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک درہم سبقت لے گیا ہے ایک لاکھ پر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کس طرح حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی کے پاس دو درہم تھے ان میں سے ایک درہم لیا اور اس کو صدقہ کردیا اور ایک آدمی جس کے پاس مال بہت زیادہ تھے اس نے اپنے مال کی ایک جانب سے ایک لاکھ درہم لے کر صدقہ کردیا۔

اخبرنا الحسین بن حریث قال حدثنا الفضل بن موسٰی عن الحسین عن منصور عن شقیق عن ابی مسعود قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یأمرنا بالصدقة فما یجد احدنا شیئا یتصدق بہ حتی ینطلق الی السوق فیحمل علی ظھرہ فیجئی بالمد فیعطیہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انی لاعرف الیوم رجلا لہ مائة الف ماکان لہ یومئذ درھم.

حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں صدقے کا حکم فرماتے تھے پس ہم میں سے کوئی شخص اتنی چیز بھی نہ پاتا کہ اس کو صدقہ کرسکے یعنی غربت وتنگی کا دور تھا یہاں تک کہ وہ بازار کی طرف جاتا پھر اپنی پیٹھ پر (بعوض اجرت) بوجھ اٹھاتا اور اپنی مزدوری سے ایک مد لاتا پھر وہ رسول اللہ ﷺ کو دیتا بیشک میں جانتا ہوں کہ اس آدمی کو جس کے پاس آج کے دن ایک لاکھ ہیں اس کے پاس ان گذشتہ دنوں میں ایک درہم بھی نہ تھا۔

اخبرنا بشر بن خالد قال حدثنا غندر عن شعبة عن سلیمان عن ابی وآئل عن ابی مسعود قال لما امرنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم بالصدقة فتصدق ابو عقیل بنصف صاع وجآء انسان بشئی اکثر منه فقال المنافقون ان اللّٰہ عزوجل لغنی عن صدقة هذا وما فعل هذاالاخر الاریآء فنزلت الذین یلمزون المطوعین من المؤمنین فی الصدقات والذین لا یجدون الا جهد هم.

حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کا حکم کیا تو ابوعقیل نے آدھا صاع (تقریباً پونے دوسیر) صدقہ پیش کیا اور دوسرا شخص اس نے اس سے کچھ زیادہ صدقہ کیا پس منافقین کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ ایسے صدقہ سے بے نیاز ہے اس کو اس کی ضرورت نہیں اور جس نے کچھ زیادہ صدقہ کیا اس پر یہ الزام لگایا کہ اس نے لوگوں کو دکھلانے کے لئے صدقہ کیا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی "**الذین یلمزون الخ**"

تشریح: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث باب میں یہ واقعہ مذکور ہے کہ دو درہم میں سے ایک درہم صدقہ کرنے والا سبقت لے گیا اس شخص پر جس نے ایک لاکھ درہم صدقہ کیا اس سے واضح ہوتا ہے کہ اجر وثواب معطی کی حالت کے لحاظ سے زیادہ اور کم ہوتا ہے نہ کہ صدقہ کرنے والے کی مجموعی مقدار اور تعداد مال کے لحاظ سے تو دو درہم کے مالک نے اپنا نصف مال یعنی ایک درہم باوجود اپنے فقر واحتیاج کے ہمت کر کے صدقہ کیا جبکہ ایسی حالت میں قوی التوکل وغنی القلب شخص کے علاوہ اور کوئی صدقہ کرنے کی جرأت وہمت نہیں کر سکتا اس بنا پر اس کا صدقہ افضل ہے اگرچہ مال تھوڑا ہو بخلاف اس تونگر کے جس نے خطیر مال یعنی ایک لاکھ درہم صدقہ کیا پھر بھی اس کا صدقہ مفضول قرار دیا گیا کیوں کہ اس نے نہ تو اپنا نصف مال صدقہ کیا اور نہ ایسی خستہ حالت میں کیا کہ اس میں بطور عادت صدقہ نہیں کیا جاتا اس لئے دونوں صدقوں میں بہت بڑا تفاوت موجود ہے۔

اور اس کی ایک توجیہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس فقیر شخص کا ایک درہم صدقہ کرنا سبب بن گیا اس مالدار کے بہت زیادہ دراہم صدقہ کرنے کا پس ایسی صورت میں اس فقیر کا اجر وثواب بڑھ جائے گا ایک تو اس کو مالدار کے برابر کا اجر ملا مزید برآں تصدق درہم کا اجر۔ (واللّٰہ تعالٰی اعلم، نقله علامة السندھی فی الحاشیة)

الید العلیا

اونچا ہاتھ بہتر ہے

اخبرنا قتیبة قال حدثنا سفیان عن الزهری قال اخبرنی سعید وعروة سمعا حکیم بن حزام یقول سألت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فاعطانی ثم سألته فاعطانی ثم سألته فاعطانی ثم قال ان هذا المال خضرة حلوة فمن اخذه بطیب نفس بورك فیه ومن اخذه باشراف نفس لم یبارك له فیه وكان كالذی یأكل ولا یشبع والید العلیا خیر من الید السفلی.

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا یعنی کچھ مانگا آپ نے مجھ کو دیا پھر مانگا پس آپ نے مجھ کو دیا پھر مانگا پس آپ نے مجھ کو دیا پھر فرمایا کہ بیشک یہ مال سرسبز وشیریں ہے (یعنی

نظر میں خوشنما اور باطن میں لذیذ محسوس ہوتا ہے) جو شخص اس کو بدون سوال اور حرص وطمع کے لے تو اس میں اس کے واسطے برکت دی جاتی ہے اور جو کوئی اس کو اپنے نفس کی حرص وطمع کے ساتھ لے تو اس میں اس کے واسطے برکت نہیں دی جاتی اور وہ اس شخص کی طرح ہے کہ جو کھاتا جاتا ہے مگر اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور اوپر کا ہاتھ یعنی دینے والا بہتر ہے نچلے ہاتھ سے یعنی لینے والے سے۔

باب ایتهما الید العلیا

باب اوپر کا ہاتھ کونسا ہے

اخبرنا یوسف بن عیسٰی قال حدثنا الفضل بن موسٰی قال حدثنا یزید وهو ابن زیاد بن ابی الجعد عن جامع بن شداد عن طارق المحاربی قال قدمنا المدینة فاذا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قائم علی المنبر یخطب الناس هو یقول ید المعطی العلیا وابدأ بمن تعول امك واباك واختك واخاك ثم ادناك ادناك مختصر.

حضرت طارق محاربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم مدینہ میں پہنچے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے لوگوں کو خطبہ سنا رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ دینے والا ہاتھ اوپر ہوتا ہے اور دینے میں ان لوگوں سے شروع کرو جن کا نفقہ تم پر لازم ہے اپنی ماں پر اور اپنے باپ اور اپنی بہن اور اپنے بھائی پر خرچ کرو پھر (جو کچھ بچے) اپنے قرابت داروں میں جو قریب تر ہو پھر جو قریب تر ہو اس پر خرچ کرو۔

الید السفلی

سائل کا ہاتھ معطی کے ہاتھ کے نیچے ہوتا ہے

اخبرنا قتیبة عن مالك عن نافع عن عبد اللّٰه بن عمر ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال وهو یذکر الصدقة والتعفف عن المسألة الید العلیا خیر من الید السفلی والید العلیا المنفقة والید السفلی السائلة.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ آپ صدقہ اور سوال سے بچنے کا ذکر فرما رہے تھے کہ اوپر کا ہاتھ بہتر ہے نیچے کے ہاتھ سے اور اوپر کا ہاتھ خرچ کرنے والے کا ہے اور نیچے کا ہاتھ مانگنے والے کا ہے۔

الصدقة علی ظهر غنی

بہتر صدقہ وہ ہے جس کے بعد غنا باقی رہے

اخبرنا قتیبة قال حدثنا بکر عن ابن عجلان عن ابیه عن ابی هریرة عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه

وسلم قال خیر الصدقة ماکان عن ظهر غنی والید العلیا خیر من الید السفلی وابدأ بمن تعول.

ابن عجلان بواسطہ اپنے والد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کہ بہتر صدقہ وہ ہے کہ اس کے بعد غنا باقی رہے اور اوپر کا ہاتھ بہتر ہے نچلے ہاتھ سے اور دینے میں ان اشخاص سے شروع کر جن کا نفقہ ادا کرنا تیرے ذمہ ضروری ہے۔

تشریح: بعض نے کہا کہ ظہر کا لفظ زائد ہے اور بعض نے کہا کہ ظہر غنی کا مطلب یہ ہے کہ غنا کے ذریعہ متصدق کا صدقہ پر قادر ہونا جیسا کہ کہا جاتا ہے قرأعلی ظہر لسانہ کہ اس نے اپنی زبان کے ذریعہ سے پڑھا اور غناء سے عموم غناء مراد ہے جو غناء ظاہری اور غناء قلبی دونوں کو شامل ہے لہٰذا یہ حدیث گذشتہ روایت "قیل فای الصدقة افضل قال جهد المقل" کے مخالف نہ ہوگی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بہتر صدقہ وہ ہے کہ اس کے بعد استغناء رہے کیوں کہ ہمارے قلوب ضعیف ہیں ہمارا دین بھی اسی غناء کی بدولت جو بعد صدقہ باقی رہے محفوظ رہتا ہے کسی کو اگر شبہ ہو کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سارا مال صدقہ کر دیا تھا جب ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اپنے اہل وعیال کے واسطے کیا چھوڑا تو عرض کیا ان کے لئے اللہ کافی ہے اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف کی پھر سارا مال قبول فرمالیا حالانکہ ان کا یہ عمل تمام مال صدقہ کر دینے کا بظاہر خلاف حدیث معلوم ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جو شخص اعتماد علی اللہ اور صبر کے اعلیٰ پیمانہ پر ہو ایسا شخص اگر اپنا سارا مال صدقہ کر دے تو اس میں کچھ حرج نہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبر وتوکل کے جس مقام پر تھے امت میں ان کے برابر کون ہو سکتا ہے لیکن جو لوگ صبر وتوکل کے اس مقام پر نہ ہوں ان کے لئے بہتر صدقہ وہی ہے جو حدیث باب میں فرمایا گیا ہے اس میں تصدق کی ایک حد مقرر کر دی گئی اس کی رعایت ہی میں ایمان اور دین کی سلامتی ہے کیوں کہ ہمارے قلوب ضعیف ہیں۔ (واللّٰه تعالٰی اعلم)

تفسیر ذلک

صدقہ کس ترتیب سے کرنا چاہئے اس کا بیان

اخبرنا عمرو بن علی ومحمد بن المثنی قالا حدثنا یحیٰی عن ابن عجلان عن سعید عن ابی هریرة قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم تصدقوا فقال رجل یا رسول اللّٰه عندی دینار قال تصدق به علی نفسك قال عندی اٰخر قال تصدق به علی زوجتك قال عندی اٰخر قال تصدق به علی ولدك قال عندی اٰخر قال تصدق به علی خادمك قال عندی اٰخر قال انت ابصر.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ کرو پس ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے پاس ایک دینار ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو اپنے نفس پر صدقہ کر اس شخص نے عرض کیا میرے پاس ایک اور دینار ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی بیوی پر صدقہ کر عرض کیا میرے پاس ایک اور دینا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی اولاد پر صدقہ کر عرض کیا میرے پاس ایک اور دینار ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے خادم پر صدقہ کر عرض کیا میرے پاس ایک اور دینار ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو خوب جانتا ہے یعنی کون اس کا مستحق ہے اور کون نہیں تو ہی

خوب جانتا ہے جس کو مستحق جانتا ہے اس کو دیدے۔

باب اذا تصدق وھو محتاج الیه ھل یرد علیه

باب اگر کوئی آدمی صدقہ کرے جبکہ وہ خود ہی اس کا محتاج ہو تو کیا وہ اس پر رد کر دیا جائے گا

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا یحیٰی قال حدثنا ابن عجلان عن عیاض عن ابی سعید ان رجلا دخل المسجد یوم الجمعة ورسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یخطب فقال صل رکعتین ثم جآء الجمعة الثانیة والنبی صلی اللّٰہ علیه وسلم یخطب فقال صل رکعتین ثم جآء الجمعة الثالثة فقال صل رکعتین ثم قال تصدقوا فتصد قوا فاعطاہ ثوبین ثم قال تصدقوا فطرح احدثوبیه فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم الم تروا الی ھذا انه دخل المسجد بھیأة بذة فرجوت ان تفطنوا له فتصدقوا علیه فلم تفعلوا فقلت تصدقوا فتصدقتم فاعطیته ثوبین ثم قلت تصدقوا فطرح احد ثوبیه خذثوبك وانتھرہٗ۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہوا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ سنا رہے تھے آپ نے فرمایا کہ دو رکعت نماز پڑھ لے پھر وہ آدمی دوسرے جمعہ کو آیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے آپ نے اس سے فرمایا کہ دو رکعت نماز پڑھ لے پھر تیسرے جمعہ کو آیا آپ نے فرمایا دو رکعت نماز پڑھ لے پھر فرمایا کہ صدقہ کرو پس صحابہ کرام نے صدقہ کیا (یعنی انہوں نے کپڑے لا کر جمع کر دیئے) آپ نے ان میں سے دو کپڑے اس کو دیدیئے پھر صحابہ سے فرمایا کہ صدقہ کرو اس آدمی نے دو کپڑوں میں سے ایک کپڑا ڈال دیا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس کی طرف دیکھتے نہیں ہو یہ شخص شکستہ حال مسجد میں داخل ہوا تو میں نے امید کی تھی کہ (بدون امر بالصدقہ کے) تم خود ہی اس کی حالت کو سمجھ کر اس کو صدقہ دو گے مگر تم نے نہیں دیا پھر میں نے کہا صدقہ کرو تو تم نے صدقہ میں کپڑے دیئے پھر میں نے اسے دو کپڑے دیئے پھر میں نے کہا صدقہ کرو تو اس نے دو کپڑوں میں سے ایک کپڑا ڈال دیا لے جا اپنا کپڑا اور جھڑک دیا اس کو، تا کہ آئندہ حاجت نفس اور قلت صبر کے باوجود اس قسم کے فعل سے باز رہے۔

صدقة العبد

غلام کا صدقہ کرنا

اخبرنا قتیبة قال حدثنا حاتم عن یزید بن ابی عبید قال سمعت عمیرا مولٰی ابی اللحم قال امرنی مولای ان اقدد لحما فجآء مسکین فاطعمته منه فعلم بذلك مولای فضربنی فاتیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فدعاہ فقال لم ضربته قال یطعم طعامی بغیر ان امرہ وقال مرة اخری بغیر امری قال الا جر بینکما۔

یزید بن ابی عبید سے روایت ہے کہ میں نے آبی اللحم کے آزاد کردہ غلام عمیر سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میرے آقا نے مجھے حکم

دیا کہ میں گوشت کے ٹکڑے بنا کر خشک کر دوں ایک مسکین آیا تو میں نے اس کو اس سے کھلا دیا میرے آقا کو معلوم ہو گیا تو انہوں نے مجھ کو مارا میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہوا آپ نے ان کو بلایا اور فرمایا کہ تم نے اس کو کیوں مارا مولی نے کہا یہ میری اجازت کے بغیر کھانا کھلاتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ ثواب تم دونوں کے درمیان ہے۔

اخبرنا محمد بن عبد الاعلٰی قال حدثنا خالد قال حدثنا شعبة قال اخبرنی ابن ابی بردة قال سمعت ابی یحدث عن ابی موسٰی عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال علی کل مسلم صدقة قیل ارأیت ان لم یجد ها قال یعتمل بیده فینفع نفسه فیتصدق قیل ارأیت ان لم یفعل قال یعین ذا الحاجة الملهوف قیل فان لم یفعل قال یأمر بالخیر قیل ارأیت ان لم یفعل قال یمسك عن الشرفانها صدقة.

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر صدقہ (مستحب مؤکدہ) ہے آپ سے پوچھا گیا فرمائیں اگر کوئی شخص صدقہ کرنے کی طاقت نہ پاوے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ سے کام کرے پس اپنی ذات کو نفع پہنچا دے اور خیرات کرے آپ سے پوچھا گیا اگر یہ کام نہ کر سکے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ حاجت مند مظلوم کی مدد کرے آپ ﷺ سے پوچھا گیا اگر یہ بھی نہ کر سکے حضور ﷺ نے فرمایا کہ بھلائی کا حکم کرے عرض کیا گیا اگر یہ بھی نہ کر سکے تو فرمایا اپنے آپ کو دوسرے کو تکلیف پہنچانے سے باز رکھے بیشک یہ اس کے لئے صدقہ ہے یعنی اللہ دینے کے برابر ثواب پائے گا۔

تشریح: علامہ طیبی نے کہا کہ آبی اللحم کا نام عبداللہ ہے چوں کہ وہ گوشت نہیں کھاتے تھے اور بقول بعض بتوں کے نام پر ذبح کئے ہوئے جانور کو نہیں کھاتے تھے اس لئے آبی اللحم کہا جانے لگا، ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ ان کی وجہ تسمیہ کے بارے میں ظاہر تر وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنے غلام کے مسکین کو کچھ گوشت دینے پر انکار کیا تھا جیسا کہ الفاظ روایت اس پر دلالت کرتے ہیں اب رہا یہ سوال کہ جب غلام نے بدون اجازت مالک کے طعام دیا تو والا جر بینکما کا کیا مطلب ہوگا مطلب اس کا یہ ہے کہ اگر تو دینے کا حکم دیتا یا راضی ہوتا تو ثواب دونوں کو ملجاتا علامہ طیبیؒ نے کہا کہ اس سے حضور ﷺ کا یہ مقصد نہ تھا کہ غلام کو مولیٰ کی ملک میں مطلقاً حق تصرف ہے بلکہ حضور ﷺ نے ایسی معمولی چیز پر جس میں مسامحہ اور درگذر سے کام لیا جاتا ہے غلام کے مارنے کو ناپسند کیا ہے اور چوں کہ اس قسم کا برتاؤ اپنے غلام سے مناسب نہیں اس لئے مولیٰ کو اس پر رغبت دلائی کہ غنیمت جانے ثواب کو اور درگذر کرے اس سے بہر حال یہ تعلیم اور رہنمائی تھی آبی اللحم کے لئے نہ کہ فعل غلام کی تقریر یعنی مقصد فعل غلام کا جائز قرار دینا نہ تھا۔ (مرقات و مظاهر حق)

صدقة المرأة من بيت زوجها

عورت کا اپنے شوہر کے گھر سے صدقہ کرنا

اخبرنا محمد بن المثنی ومحمد بن بشار قالا حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا شعبة عن عمرو بن مرة قال سمعت ابا وآئل یحدث عن عائشة عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال اذا تصدقت المرأة من

بیت زوجها کان لها اجرو للزوج مثل ذلك وللخازن مثل ذلك ولا ينقص كل واحد منها من اجر صاحبه شيئا للزوج بما كسب ولها بما انفقت.

ابو وائل حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں آپ نے فرمایا کہ جب عورت اپنے شوہر کے گھر سے صدقہ کرتی ہے تو اس کو ثواب ملتا ہے اور شوہر کو بھی اس کے برابر اور خازن کو بھی اس کے برابر اور ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کے ثواب سے کم نہیں کرتا شوہر کو اس مال کے کمانے کی وجہ سے ثواب ملتا ہے اور بیوی کو اس کے خرچ کرنے کی وجہ سے۔

تشریح: شوہر کے گھر سے صدقہ کرنا درست ہے جبکہ صراحۃً یا عرفاً اجازت ہو طعام وغیرہ کی حفاظت پر جس کو مقرر کیا جاتا ہے اسے خازن کہتے ہیں اس کو بھی بوجہ صدقہ کرنے کے اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا میاں بیوی کو۔

عطية المرأة بغير اذن زوجها

عورت کا اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر صدقہ کرنا

اخبرنا اسماعيل بن مسعود قال حدثنا خالد بن الحارث قال حدثنا حسين المعلم عن عمرو بن شعيب ان اباه حدثه عن عبد الله بن عمرو قال لما فتح رسول الله صلى الله عليه وسلم مكة قام خطيباً فقال فى خطبته لا يجوز لامرأة عطية الاباذن زوجها مختصر.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو آپ خطاب فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے اپنے خطبہ میں فرمایا کہ کسی عورت کا عطیہ دینا جائز نہیں مگر اپنے شوہر کی اجازت سے، یہ روایت مختصر ہے۔

مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ اپنے شوہر کے مال سے عطیہ دینا درست نہیں ورنہ اپنے مال سے عطیہ دینے میں جمہور کے نزدیک شوہر کی اجازت کی ضرورت نہیں۔ (كذافى الحاشية للعلامة السندهى)

فضل الصدقة

صدقہ کی فضیلت

اخبرنا ابوداؤد قال حدثنا يحيى بن حماد قال اخبرنا ابو عوانة عن فراس عن عامر عن مسروق عن عائشة رضى الله عنها قالت ان ازواج النبى صلى الله عليه وسلم اجتمعن عنده فقلنا ايتنا بك اسرع لحوقا فقال اطولكن يدا فاخذن قصبة فجعلن يذرعنها فكانت سودة اسرعهن لحوقا فكانت اطولهن يدا فكان ذلك من كثرة الصدقة.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات آپ کے پاس جمع ہو گئیں ہم

نے عرض کیا کہ ہم میں سے کونسی (آپ کی وفات کے بعد) جلدی آپ کے ساتھ ملنے والی ہیں فرمایا کہ تم میں سے جس کا ہاتھ لمبا ہو (یعنی صدقہ بہت دیتی ہے وہ پہلے وفات پائے گی میرے بعد) پس سب نے بانس کا ٹکڑا لیا اس سے اپنے ہاتھوں کو ناپنے لگیں پس سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سب سے پہلے جلدی آپ سے ملنے والی ہیں کیوں کہ ان کا ہاتھ سب سے لمبا تھا پھر ہم نے اس کے بعد سمجھا کہ مقصد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اطول ید سے کثرت صدقہ تھا۔

بخاری ومسلم کی روایت میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جلدی ملنے والی حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں کیوں کہ وہ بہت خیرات کرتی تھیں اسی کو محدثین نے صحیح فرمایا اس کی تائید روایت کے آخری جملہ سے ہوتی ہے ان کا انتقال سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ہوا حضرت سودہ کا انتقال حضرت معاویہ کے دور خلافت میں ہوا ان کا ہاتھ واقعی طویل تھا مگر وہ یہاں مراد نہیں۔ (کذا فی الحاشیة)

باب ای الصدقة افضل

کونسا صدقہ افضل ہے اس کا بیان

اخبرنا محمود بن غيلان قال حدثنا وكيع قال حدثنا سفيان عن عمارة بن القعقاع عن ابی زرعة عن ابی هريرة قال قال رجل يا رسول الله ای الصدقة افضل قال ان تصدق وانت صحيح شحيح تامل العيش وتخشى الفقر.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ کونسا صدقہ افضل ہے آپ نے فرمایا کہ تیرا صدقہ کرنا اس وقت جبکہ تو تندرست ہو حرص مال کے ساتھ بخل رکھتا ہو حیات کی امید رکھتا ہو اور فقر سے ڈرتا ہو۔

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا يحيٰى قال حدثنا عمرو بن عثمان قالت سمعت موسٰى بن طلحة ان حكيم بن حزام حدثه قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم افضل الصدقة ماكان عن ظهر غنى واليد العليا خير من اليد السفلى وابدأبمن تعول.

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے موسیٰ بن طلحہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افضل صدقہ وہ ہے جس کے بعد تونگری رہے اور اوپر کا ہاتھ بہتر ہے نچلے ہاتھ سے اور صدقہ ان لوگوں سے شروع کرو جن کا نفقہ ادا کرنا تیرے ذمہ ضروری ہے۔

اخبرنا عمرو بن سواد بن الاسود بن عمرو عن ابن وهب قال حدثنا يونس عن ابن شهاب قال حدثنا سعيد ابن المسيب انه سمع اباهريرة يقول قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم خير الصدقة ماكان عن ظهر غنى وأبدأبمن تعول.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہتر صدقہ وہ ہے جس کے بعد غناء باقی رہے اور شروع کر ان سے جن کا نفقہ تیرے ذمہ ہے۔

اخبرنا محمد بن بشارقال حدثنا محمد قال حدثنا شعبة عن عدی بن ثابت قال سمعت عبد اللّٰہ بن یزید الانصاری یحدث عن ابی مسعود عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال اذا نفق الرجل علی اھلہ وھو یحتسبھا کانت لہ صدقة.

حضرت ابی مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کہ جب آدمی اپنے گھر والوں پر ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے تو اس کا خرچ کرنا اس کے لئے صدقہ ہوتا ہے۔

اخبرنا قتیبہ قال حدثنا اللیث عن ابی الزبیر عن جابر قال اعتق رجل من بنی عذرة عبداً لہ عن دبر فبلغ ذلک رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال الک مال غیرہ فقال لا فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من یشتریہ منی فاشتراہ نعیم بن عبد اللّٰہ العدوی بثمان مائة درھم فجآء بھا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فدفعھا الیہ ثم قال ابدأ بنفسک فتصدق علیھا فان فضل شئی فلا ھلک فان فضل عن اھلک شئی فلذی قرابتک فان فضل عن ذی قرابتک شئی فھکذا وھکذا یقول بین یدیک وعن یمینک وعن شمالک.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی جو بنی عذرہ سے تھا اپنے غلام کو آزاد کیا اپنی موت کے بعد یعنی اس کی آزادی کو اپنی موت کے ساتھ معلق کیا اس کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی آپ نے پوچھا کیا تیرے پاس اس کے علاوہ اور کوئی مال ہے اس نے کہا نہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون اس غلام کو مجھ سے خریدے گا پس اس کو نعیم بن عبداللہ عدوی نے آٹھ سو درہم کو خرید لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ درہم اس کو دیدیئے پھر فرمایا کہ پہلے اپنے نفس پر خرچ کر پھر اگر کچھ بچ جائے تو اپنے اہل وعیال پر خرچ کر پھر اگر تیرے گھر والوں سے کچھ بچ رہے تو اپنے قرابت دار پر خرچ کر پھر اگر قرابت دار پر خرچ کرنے کے بعد کچھ بچ جائے تو خرچ کر اس طرح اس طرح راوی اس کی تفسیر میں کہتا ہے کہ خرچ کر اپنے آگے اور دائیں اور بائیں والوں پر یعنی فقیروں کو خیرات کردے جو تیرے آگے اور دائیں بائیں جمع ہوں۔

تشریح: اس حدیث میں مدبر غلام کی خرید وفروخت کا ذکر ہے اب جو علماء مدبر کی بیع کو جائز نہیں کہتے جیسا کہ ہمارے علماء ہیں وہ اس حدیث میں تاویل کرتے ہیں کہ شاید کہ وہ غلام مدبر مقید تھا یہ وہ غلام ہے کہ اس کا مالک کہے کہ اس مرض میں اگر میں مرگیا تو یہ آزاد ہے اور مدبر مقید کا فروخت کرنا درست ہے اور اصحاب امام مالکؒ کہتے ہیں کہ مالک اس کا مدیون تھا جبکہ اس نے اپنے غلام کو مدبر کیا تھا لہٰذا خرید وفروخت کیا گیا مگر علامہ سندھیؒ تاویل اوّل کو بعید قرار دیا اور تاویل ثانی کے بارے میں کہا کہ اس کو حدیث کے آخری الفاظ مسترد کردیتے ہیں آگے فرماتے ہیں کہ اقرب یہ ہے کہ یہ حدیث جواز کی دلیل ہے بدون معارض قوی کے یعنی کوئی حدیث صحیح اس سے معارض نہیں جس کی بناء پر اس میں تاویل کی ضرورت پیش آئے۔(ذکرہ علامة السندھیؒ)

صدقه البخیل

بخیل کا صدقہ

اخبرنا محمد بن منصور قال حدثنا سفیان عن ابن جریج عن الحسن بن مسلم عن طآؤس قال

سمعت اباھریرۃ ثم قال حدثناہ ابو الزناد عن الاعرج عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان مثل المنفق المتصدق والبخیل کمثل رجلین علیھما جبتان او جنتان من حدید من لدن ثدیھما الی تراقیھما فاذا اراد المنفق ان ینفق اتسعت علیہ الدرع او مرت حتی تجن بنانہ وتعفو اثرہ واذا اراد البخیل ان ینفق قلصت ولزمت کل حلقۃ موضعھا حتی اخذتہ بتر قوتہ او برقبتہ یقول ابو ھریرۃ اشھد انہ رای رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوسعھا فلا تتسع قال طآؤس سمعت اباھریرۃ یشیر بیدہ وھو یوسعھا ولا تتوسع.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے نفس اور اہل وعیال پر خرچ کرنے والے اور صدقہ کرنے والے کی اور بخیل کی مثال ایسی ہے جیسے دو آدمی ایک ایک زرہ لوہے کی چھاتی سے ہنسلی تک پہنے ہوئے ہوں جب خرچ کرنے والا انفاق کا ارادہ کرتا ہے تو وہ زرہ اس پر کھل جاتی ہے یا تجاوز کر جاتی ہے یہاں تک کہ انگلیوں کو چھپا دیتی ہے اور نشانات قدم کو مٹا دیتی ہے اور جب بخیل خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو ہر حلقہ زرہ کا اپنی جگہ پر سکڑ جاتا ہے اور سمٹ جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی ہنسلی کو پکڑ لیتا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ زرہ کو ہاتھ کے اشارے سے وسیع کرنا چاہتے تھے مگر وسیع نہیں ہوتی چنانچہ راوی حدیث طاؤس کہتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ کے اشارے سے بتلاتے تھے کہ بخیل زرہ کو کشادہ کرنے کی کوشش کرتا ہے مگر کشادہ نہیں ہوتی۔

اخبرنا احمد بن سلیمان قال حدثنا عفان قال حدثنا وھیب قال حدثنا عبداللّٰہ بن طاوس عن ابیہ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال مثل البخیل والمتصدق مثل رجلین علیھما جبتان من حدید قد اضطرت ایدیھما الی تراقیھما فکلما ھم المتصدق بصدقۃ اتسعت علیہ حتی تعفی اثرہ وکلما ھم البخیل بصدقۃ تقبضت کل حلقہ الی صاحبتھا وتقلصت علیہ وانضمت یدیہ الی تراقیہ و سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول فیجتھد ان یوسعھا فلا تتسع.

طاؤس حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ بخیل اور صدقہ کرنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے دو آدمی لوہے کی زرہ پہنے ہوئے ہوں ان کے ہاتھ ان کی ہنسلی سے چمٹ گئے ہوں جب متصدق صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو جبہ اس پر کھل جاتا ہے حتیٰ کہ اس کے نشانات قدم کو مٹا دیتا ہے اور بخیل جب صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو ہر حلقہ جبہ کا اس کی طرف سمٹ جاتا ہے اور اس پر سکڑ جاتا ہے اور اس کے دونوں ہاتھ اس کی ہنسلی سے لگ جاتے ہیں اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ بخیل بھرپور کوشش کرتا ہے جبہ کو وسیع کرنے کی مگر وسیع نہیں ہوتا۔

تشریح: متصدق اور بخیل کو ایک مثال کے ذریعہ سے سمجھا دیا کیوں کہ مثال سے بات جلدی سمجھ میں آتی ہے متصدق کی زرہ خوب کشادہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ خیر کے کاموں میں خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس کا سینہ کھل جاتا ہے اور اس کا ہاتھ حکم الٰہی کے تابع رہتا ہے پھر اس کے ہاتھ سخاوت اور انفاق کے ساتھ کشادہ ہوتا ہے اور بخیل کا سینہ

تنگ ہوتا ہے اور اس کا ہاتھ انفاق فی المعروف سے سکڑ جاتا ہے اسی کی طرف اپنے ارشاد مبارکہ قلصت کل حلقة الخ سے اشارہ فرمایا اس کے بعد بخیل اپنی زرہ کشادہ کرنے کی بھرپور کوشش بھی کرے پھر بھی کشادہ نہیں ہوتی اس کی اسی ہیئت کو بتلایا ہے یوسعھا فلا تتسع خلاصہ کلام یہ ہے کہ سخی جب دین کے کاموں میں خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس پر خرچ کرنا آسان ہوتا ہے اور بخیل پر دشوار ہوتا ہے۔

الاحصاء فی الصدقة

گن گن کر صدقہ کرنا

اخبرنی محمد بن عبد اللّٰہ بن عبد الحکم عن شعیب حدثنی اللیث قال حدثنا خالد عن ابن ابی هلال عن امية بن هند عن ابی امامة بن سهل بن حنيف قال كنا يوماً في المسجد جلوساً ونفر من المهاجرين والانصار فارسلنا رجلا الى عائشة ليستأذن فدخلنا عليها قالت دخل على سائل مرة وعندی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فامرت له بشئی ثم دعوت به فنظرت اليه فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم اما تريدين ان لا يدخل بيتك شئی ولا يخرج الا بعلمك قلت نعم قال مهلا ياعائشة لا تحصی فيحصی اللّٰہ عزوجل عليك.

حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک دن مسجد میں انصار اور مہاجرین کی جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے ہم نے ایک آدمی کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ان سے اجازت لینے کے لئے بھیجا ہم ان کے پاس گئے تو انہوں نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میرے پاس ایک سائل آیا اور میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے میں نے اس سائل کو کچھ دینے کا حکم دیا پھر میں نے وہ چیز منگائی اور اس کی مقدار کو دیکھا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو نہیں چاہتی ہے کہ کوئی چیز تیرے گھر میں داخل نہ ہو اور نہ تیرے گھر سے خارج ہو مگر تیرے علم سے میں نے کہا جی ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ آہستگی اختیار کر جلد بازی نہ کر تو فقراء کو جو کچھ دیتی ہے گن گن کر نہ دے (اگر ایسا کرے گی) تو اللہ عزوجل بھی تجھ کو شمار کے مطابق دے گا۔

اخبرنا محمد بن آدم عن عبدة عن هشام بن عروة عن فاطمة عن اسمآء بنت ابی بكر ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال لها لاتحصی فيحصی اللّٰہ عزوجل عليك.

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ شمار کر کے نہ دے (اگر ایسا کرے گی) تو اللہ عزوجل بھی تجھ کو شمار کر کے دے گا۔

اخبرنا الحسن بن محمد عن حجاج قال قال ابن حريج اخبرنی ابن ابی مليكة عن عباد بن عبد اللّٰہ ابن الزبير عن اسمآء بنت ابی بكر انها جآء ت النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فقالت يا نبی اللّٰہ ليس لی شئی الا ما ادخل علی الزبير فهل علیّ جناح فی ان ارضخ مما يد خل علیّ فقال ارضخی ما

استطعت ولا توکی فیوکی اللّٰہ عزوجل علیك.

حضرت ابوبکرؓ کی بیٹی اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور آپ سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے نبی میرے پاس تو کوئی چیز ہے نہیں صرف وہ مال ہوتا ہے جو (میرے خاوند) حضرت زبیر مجھے دیتے ہیں تو کیا مجھ پر گناہ ہوگا اگر اس میں سے صدقہ کر دیا کروں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ کیا کر تجھ سے جتنا ہو سکے اور باندھ کر نہ رکھا کر (اگر ایسا کرے گی) تو اللہ عزوجل بھی تجھ پر (ابواب رزق) تنگ کر دے گا۔

تشریح: اس حدیث میں شمار کرنے کی ممانعت فرمائی اس کے علماء نے دو مطلب بیان کئے ہیں ایک تو یہ کہ شمار کرنے سے مراد گن گن کر رکھنا اور جمع کرنا ہے اور مطلب یہ ہے کہ اگر تو گن گن رکھے گی تو اللہ جل شانہ کی طرف سے عطا میں بھی تنگی کی جائے گی جیسا کرنا ویسا بھرنا، دوسرا مطلب یہ ہے کہ فقراء کو دینے میں شمار نہ کرنا کہ اللہ جل شانہ کی طرف سے ثواب بھی بے حساب ملے، اس حدیث میں حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دینے سے مراد اگر ان کا حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مالک بنا دینا ہے تب تو مال حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہو گیا وہ جس طرح چاہیں اپنے مال کو استعمال کریں ان کو اختیار ہے اور اگر اس سے مراد گھر کے اخراجات کے واسطے دینا ہے تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پاک کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طبیعت سے اس کا اندازہ ہو گیا ہوگا کہ ان کو صدقہ کرنے میں گرانی نہیں ہوتی۔(فضائل صدقات: جلد۱)

القليل فی الصدقة

تھوڑی چیز کا صدقہ کرنا

اخبرنا نصر بن علی عن خالد حدثنا شعبة عن المحل عن عدی عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال اتقوا النار ولوبشق تمرة.

حضرت عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم کی آگ سے بچو اگرچہ نصف چھوہارے کے ساتھ ہو۔

اخبرنا اسماعیل بن مسعود قال حدثنا خالد قال حدثنا شعبة ان عمرو بن مرة حدثھم عن خیثمة عن عدی بن حاتم قال ذکر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم النار فاشاح بوجھه وتعوذ منھا ذکر شعبة انه فعله ثلث مرات ثم قال اتقوا النار ولوبشق التمرة فان لم تجد وا فبکلمة طیبة.

حضرت عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حاتم سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگ کا ذکر فرمایا پھر کراہت سے اپنا منہ پھیر لیا (گویا آپ اس کو دیکھ کر ڈر رہے ہیں) اور اس سے پناہ مانگی راوی حدیث شعبہ نے ذکر کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تین مرتبہ کیا ہے پھر فرمایا کہ آگ سے بچو اگرچہ نصف چھوہارے کے ذریعہ سے ہو اور اگر اس پر بھی قادر نہ ہو تو اچھی بات کے ساتھ۔

باب التحريض على الصدقة

صدقہ پر ترغیب دینا

اخبرنا ازهر بن جميل قال حدثنا خالد بن الحارث قال حدثنا شعبة قال وذكر عون بن ابى جحيفة قال سمعت المنذر بن جرير يحدث عن ابيه قال كنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فى صدر النهار فجآء قوم عراة حفاة متقلدى السيوف عامتهم من مضر بل كلهم من مضر فتغير وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم لما راى بهم من الفاقة فدخل ثم خرج فامر بلا لافاذن فاقام الصلوٰة فصلى ثم خطب فقال يآايها الناس اتقواربكم الذى خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها وبث منهما رجالاً كثيرا ونسآء واتقوا الله الذى تسألون به والارحام، ان الله كان عليكم رقيبا، واتقوا الله ولتنظر نفس ما قدمت لغدٍ تصدق رجل من دينا ره من درهمه من ثوبه من صاع بره من صاع تمره حتى قال ولو بشق تمرةٍ فجآء رجل من الانصار بصرةٍ كادت كفه تعجز عنها بل قد عجزت ثم تتابع الناس حتى رأيت كومين من طعام وثياب حتى رأيت وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم يتهلل كانه مذهبة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سنّ فى الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها من غير ان ينقص من اجورهم شيئا ومن سن فى الاسلام سنة سيئة فعليه وزرها ووزر من عمل بها من غير ان ينقص من اوزارهم شيئا.

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم دوپہر کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ قبیلہ مضر کی ایک جماعت گردن میں تلوار لٹکائے حاضر ہوئی جو ننگے بدن ننگے پاؤں تھے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور متغیر ہوگیا جب ان پر فاقہ کی حالت دیکھی اٹھ کر اندر مکان میں تشریف لے گئے پھر باہر مسجد میں تشریف لائے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اذان کہنے کا حکم فریایا انہوں نے اذان کہی پھر تکبیر کہی اور ظہر کی نماز پڑھی پھر خطبہ فرمایا (حمد وثناء کے بعد) فرمایا کہ "یآایها الناس اتقوا بكم الخ" کوئی آدمی جو بھی صدقہ دے سکے دینار سے اور درہم سے ایک صاع گیہوں سے ایک صاع چھوہارے سے حتیٰ کہ فرمایا کہ اگرچہ کھجور کا ٹکڑا ہی دے سکے وہ دے دے ایک انصاری شخص ایک تھیلہ بھرا ہوا لائے جوان کے ہاتھ سے بھاری ہونے کی وجہ سے اٹھانہ جاتا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا پھر لوگ یکے بعد دیگرے لانے لگے حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ دو ڈھیر غلہ اور کپڑے کے جمع ہوگئے حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور مسرت سے چمکنے لگا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے اس کو اس کا ثواب ملے گا اور جو اس پر عمل کریں گے ان کا بھی ثواب اس کو ملے گا اس طرح پر کہ عمل کرنے والوں کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی اور اسی طرح اگر کوئی شخص اسلام میں برا طریقہ جاری کرتا ہے تو اس کا گناہ اس کو ہوگا اور جتنے آدمی اس پر عمل کریں گے ان سب کا گناہ بھی اس کو ہوگا اس طرح سے کہ ان کے گناہوں کے وبال میں کچھ کمی نہ ہوگی۔

اخبرنا محمد بن عبد الاعلیٰ قال حدثنا خالد قال حدثنا شعبة عن معبد بن خالد عن حارثة قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول تصدقوا فانه سیأتی علیکم زمان یمشی الرجل بصدقته فیقول الذی یعطاها لو جئت بها بالامس قبلتها فاما الیوم فلا.

حضرت حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ صدقہ کرو عنقریب تم پر ایک زمانہ آنے والا ہے کہ آدمی اپنا صدقہ لے کر چلے گا اور جس کو وہ دینا چاہے گا وہ کہے گا اگر تم اس کو گذشتہ کل لے کر آتے تو میں قبول کرتا آج کے دن مجھے اس کی حاجت نہیں۔

الشفاعة فی الصدقة

صدقہ میں سفارش کرنا

اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا یحییٰ قال حدثنا سفیان قال اخبرنی ابو بردة بن عبد اللّٰہ بن ابی بردة عن جده ابی بردة عن ابی موسیٰ عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال اشفعوا تشفعوا ویقضی اللّٰہ عزوجل علی لسان نبیه ماشآء.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ سفارش کرو تم کو ثواب ملے گا اور اللہ عزوجل اپنے نبی کی زبان پر جو چاہے فیصلہ فرمادیتے ہیں۔

اخبرنا هارون بن سعید قال حدثنا سفیان عن عمرو عن ابن منبهٍ عن اخیه عن معاویة بن ابی سفیان ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال ان الرجل لیسألنی الشئی فامنعه حتی تشفعوا فیه فتوجروا وان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال اشفعوا تو جروا.

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ آدمی مجھ سے ایک چیز مانگتا ہے میں اس کو نہیں دیتا ہوں یہاں تک کہ تم اس کے بارے میں سفارش کرو پس تم کو ثواب دیا جائے گا اور بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سفارش کرو تم کو ثواب ملے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ سفارشی کی سفارش اگرچہ قبول نہ بھی ہو تب بھی سفارشی کو اس کی سفارش کا ثواب ملے گا۔

الاختیال فی الصدقة

صدقہ دینے میں تکبر کرنا

اخبرنا اسحاق بن منصور قال حدثنا محمدبن یوسف قال حدثنا الاوزاعی عن یحییٰ بن ابی کثیر قال حدثنی محمد بن ابراهیم بن الحارث التیمی عن ابن جابر عن ابیه قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ان من الغیرة مایحب الله عزوجل ومنها مایبغض اللّٰہ عزوجل ومن الخیلآء ما یحب اللّٰہ

عزوجل ومنها ما یبغض اللّٰہ عزوجل فاما الغیرۃ التی یحب اللّٰہ عزوجل فالغیرۃ فی الریبۃ واما الغیرۃ التی یبغض اللّٰہ عزوجل فالغیرۃ فی غیر ریبۃ والاختیال الذی یحب اللّٰہ عزوجل اختیال الرجل بنفسہ عند القتال وعند الصدقۃ والاختیال الذی یبغض اللّٰہ عزوجل الخیلآء فی الباطل۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض غیرت وہ ہے یعنی اپنے اہل وعیال پر جس کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور بعض غیرت وہ ہے جس کو اللہ عزوجل ناپسند کرتا ہے اور بعض تکبر وہ ہے جس کو اللہ عزوجل پسند کرتا ہے اور بعض تکبر وہ ہے جس کو اللہ بزرگ وبرتر ناپسند کرتا ہے بہر حال وہ غیرت جس کو اللہ عزوجل پسند کرتا ہے یہ ہے کہ شک وشبہ کے مقام میں ہو (جیسے کسی کی بیوی اجنبی شخص کے سامنے آتی ہے یا بیگانے اس کے پاس آتے ہیں) اور جس غیرت کو اللہ عزوجل ناپسند کرتا ہے وہ ہے کہ بے موقع شک وشبہ میں پڑ کر غیرت کرنا (جیسے بلاوجہ کسی کے دل میں اپنی بیوی کے بارے میں بدگمانی گذری) اور جس تکبر کو اللہ عزوجل پسند کرتا ہے وہ ہے کہ آدمی کا لڑائی کے وقت اکڑ کر چلنا اور صدقہ دینے کے وقت اور تکبر جو اللہ عزوجل کے یہاں ناپسندیدہ ہے وہ باطل اور ظلم میں تکبر کرنا۔

اخبرنا احمد بن سلیمان حدثنا یزید قال حدثنا ھمام عن قتادۃ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کلوا وتصدقوا والبسوا فی غیر اسراف ولا مخیلۃ۔

عمرو کے دادا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھاؤ صدقہ کرو اور پہنو بدون اسراف اور تکبر کے۔

باب اجر الخازن اذا تصدق باذن مولاہ

خازن جب اپنے آقا کی اجازت سے صدقہ کرے تو اس کو بھی ثواب ملتا ہے

اخبرنی عبد اللّٰہ بن الھیثم بن عثمان قال حدثنا عبد الرحمن ابن مھدی قال حدثنا سفیان عن برید بن ابی بردۃ عن جدہ عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم المؤمن للمؤمن کا لبنیان یشد بعضہ بعضاً وقال الخازن الامین الذی یعطی ما امربہ طیبا بھا نفسہ احد المتصدقین۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مؤمن کے واسطے مؤمن مثل دیوار کے ہے جس کی ایک اینٹ سے دوسری اینٹ کو تقویت ملتی ہے اور فرمایا کہ امانتدار خازن جس کو مالک کی طرف سے کچھ دینے کا حکم دیا گیا ہے وہ خوش دلی سے دیدے تو وہ بھی صدقہ کرنے والوں میں سے ایک ہے۔

تشریح: مطلب حدیث کا یہ ہے کہ مؤمن کی شان یہ ہونا چاہئے کہ وہ راہ حق پر قائم رہے یہی ایمان کا مقتضی ہے اسی کے پیش نظر تمام اہل ایمان پر لازم ہے کہ اس طریق حق پر باہم ایک دوسرے سے اتفاق اور تعاون کریں۔ (ذکرہ علامۃ السندھیؒ)

اس حدیث میں امانت دار خزانچی کے متعلق فرمایا کہ وہ بھی صدقہ کرنے والوں میں سے ایک ہے جبکہ وہ اصل مالک جو کچھ اور جتنا صدقہ کرنے کا حکم دیتا ہے اس میں رخنہ نہ ڈالے اور عدم وسعت کا عذر نہ کرے بلکہ مالک کے حکم کے مطابق خوش دلی کے

ساتھ پورا دیتا ہو۔

باب المسر فی الصدقة

چپکے سے صدقہ دینے کا بیان

اخبرنا محمد بن سلمة قال حدثنا ابن وهب عن معاوية بن صالح عن بحير بن سعد عن خالد بن معدان عن كثير بن مرة عن عقبة بن عامر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الجاهر بالقرآن كالجاهر بالصدقة والمسر بالقرآن كالمسر بالصدقة.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کو پکار کر پڑھنے والا ایسا ہے جیسا کہ صدقہ ظاہر کر کے دینے والا اور آہستہ پڑھنے والا قرآن کو چپکے سے صدقہ دینے والے کی طرح ہے۔

تشریح: صدقہ میں افضل یہی ہے کہ چپکے سے دیا جائے اس میں نام ونمود کا احتمال نہیں رہتا اور صدقہ لینے والا ذلت سے محفوظ رہتا ہے لیکن اگر کسی مصلحت سے ظاہر کر کے دیا جائے تو وہ ریا نہیں ہے کیوں کہ ریا تو اراءۃ العمل للغرض الفاسد کو کہتے ہیں۔

المنان بما اعطى

صدقہ دے کر اس پر احسان رکھنے والے کا انجام

اخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا يزيد بن زريع قال حدثنا عمر بن محمد عن عبد الله بن يسار عن سالم بن عبد الله عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلثة لا ينظر الله عزوجل اليهم يوم القيامة العاق لوالديه والمرأة المترجلة والديوث وثلثة لا يدخلون الجنة العاق لوالديه والمدمن على الخمر والمنان بما اعطى.

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص ہیں نہیں دیکھے گا ان کی طرف اللہ عزوجل قیامت کے دن بنظر شفقت ورحمت اپنے والدین کی نافرمانی کرنے والا اور جو عورت (لباس وطور طریق) میں مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی ہے اور دیوث (یعنی جو شخص اپنے اہل وعیال میں بری چیز دیکھے اور نہ غیرت کرے ان پر اور نہ منع کرے ان کو اس سے) اور تین شخص جنت میں داخل نہیں ہوں گے ایک تو والدین کی نافرمانی کرنے والا دوسرا ہمیشہ شراب کا پینے والا تیسرا صدقہ دیکر محتاج پر احسان رکھنے والا۔

اخبرنا محمد بن بشار عن محمد قال حدثنا شعبة عن علي بن المدرك عن ابي زرعة بن عمرو بن جرير عن خرشة بن الحر عن ابي ذر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلثة لا يكلمهم الله عزوجل يوم القيامة ولا ينظر اليهم ولا يزكيهم ولهم عذاب اليم فقرأها رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ابوذر خابوا وخسروا خابوا وخسروا قال المسبل ازاره والمنفق سلعته بالحلف الكاذب

والمنان عطاء ہ.

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص ہیں ان سے قیامت کے دن اللہ عزوجل کلام نہیں کرے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ان کو گناہ سے پاک کرے گا ان کے واسطے دردناک عذاب ہے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا حضرت ابوذر نے کہا کہ نا کام ہوئے اور نقصان اٹھایا نا کام ہوئے اور ہلاک ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک تو تہبند وغیرہ چھوڑنے والا (ٹخنوں سے نیچے بقصد تکبر) دوسرا جھوٹی قسم کے ساتھ اسباب کا رواج دینے والا تیسرا کسی چیز کے دینے کے بعد احسان رکھنے والا۔

اخبرنا بشر بن خالد قال حدثنا غندر عن شعبة قال سمعت سليمان وهو الاعمش عن سليمان بن مسهر عن خرشة بن الحر عن ابی ذر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلثة لا يكلمهم الله عزوجل يوم القيامة ولا ينظراليهم ولا يزكيهم ولهم عذاب اليم المنان بما اعطى والمسبل ازاره والمنفق سلعته بالحلف الكاذب.

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص ہیں ان سے اللہ عزوجل قیامت کے دن بات نہیں کرے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ان کو گناہ سے پاک کرے گا ان کے واسطے دردناک عذاب ہے ایک تو صدقہ دینے کے بعد احسان جتانے والا دوسرا تہبند کو ٹخنے سے نیچے چھوڑنے والا تیسرا جھوٹی قسم کے ساتھ اسباب کا رواج دینے والا۔

باب رد السائل

سائل کو کچھ دیکر پھیر دینے کا بیان

اخبرنا هارون بن عبد الله قال حدثنا معن قال حدثنا مالك ح واخبرنا قتيبة بن سعيد عن مالك عن زيد بن اسلم عن ابن بجيد الانصاری عن جدته ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ردوا السائل ولو بظلف وفی حدیث هارون محرق.

ابن بجید الانصاری اپنی جدۃ اُمّ بجید سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھیر دو سائل کو اگرچہ جلے ہوئے کھر کے ساتھ ہو۔

تشریح: حقیقت اس کلام کی مراد نہیں اس لئے کہ جلا ہوا کھر قابل انتفاع نہیں ہے بلکہ بطور مبالغہ فرمایا کہ جو کچھ اور جتنا بھی تم سے ہو سکے سائل کو دیکر واپس کرو یہ خیال نہ کرو کہ اتنی معمولی چیز کیا دوں۔ (مظاھر حق)

باب من يسأل ولايعطى

جو شخص سوال کرے اور اس کو نہ دیا جائے

اخبرنا محمد بن عبد الاعلى قال حدثنا المعتمر قال سمعت بهز بن حكيم يحدث عن ابيه عن

جده قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لایأتی رجل مولاه یسأله من فضل عنده فیمنعه ایاه الادعی له یوم القیامة شجاع اقرع یتلمظ فضله الذی منع.

بہز کے دادا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے سنا ہے کہ جو شخص اپنے مالک کے پاس آکر اس سے اس کی اپنی ضرورت سے زائد چیز کو جو اس کے پاس ہو مانگے اور وہ اس کو نہ دے تو اس کے واسطے قیامت کے دن گنجا سانپ بلایا جائے گا وہ زائد از ضرورت چیز کو جس کے دینے سے انکار کیا تھا جلدی سے منہ میں ڈالے گا۔

من سأل بالله عزوجل

جو شخص اللہ عزوجل کے وسیلہ سے سوال کرے

اخبرنا قتیبة قال حدثنا ابوعوانة عن الاعمش عن مجاهد عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من استعاذ بالله فاعیذوه ومن سألکم بالله فاعطوه ومن استجار بالله فاجیروه ومن اتی الیکم معروفا فکافئوه فان لم تجدوا فاذعواله حتی تعلموا ان قد کافأ تموه.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص پناہ مانگے اللہ کے ساتھ اس کو پناہ دو اور جو شخص تم سے اللہ کے نام کے ساتھ سوال کرے اس کو دو اور جو شخص اللہ کے نام کے ساتھ مدد طلب کرے اس کی مدد کرو اور جو شخص تم پر احسان کرے اس کو بدلا دو اور اگر بدلہ دینے کی طاقت نہ پاتے ہو تو اس کے واسطے دعا کرو یہاں تک کہ تم جان لو کہ اس کے احسان کا بدلہ اتار دیا ہے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس پر احسان کیا جائے خواہ قولی ہو یا فعلی اور وہ اپنے محسن کو بدلہ دینے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اس احسان کرنے والے کے واسطے کثرت سے دعا کرے حتیٰ کہ دل اس بات کی گواہی دے کہ اس کا حق ادا کر دیا ہے، ابن ملکؒ نے کہا کہ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ جس پر احسان کیا جائے اور وہ کہے احسان کرنے والے کے واسطے جزاک اللہ خیرا تو بھر پور انداز سے اس کا شکر ادا کیا، اس کے بعد ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو امام نسائیؒ اور ترمذی اور ابن حبان نے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطور مرفوع نقل کیا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ جس نے احسان کرنے والے کے واسطے ایک بار جزاک اللہ کہا تو اس نے اس کا بدلہ ادا کر دیا اگرچہ محسن کا حق بہت زیادہ ہو اس لئے کہ ان کلمات دعائیہ کے ذریعہ کے گویا اس نے خود کو اپنے محسن کا بدلہ اتارنے سے عاجز سمجھا اس لئے کہ اس کا بدلہ حق تعالیٰ شانہ کی طرف سپرد کر دیا کہ اس کو دنیا و آخرت میں پورا بدلہ دے۔ (مرقات ومظاہر حق)

من سأل بوجه الله عزوجل

جو شخص اللہ برتر و بزرگ کا واسطہ دے کر سوال کرے

اخبرنا محمد بن عبد الاعلی قال حدثنا المعتمر قال سمعت بهز بن حکیم یحدث عن ابیه عن

جده قال قلت یا نبی اللّٰه ما آتیتك حتی حلفت اکثر من عددهن لا صابع یدیه الا اٰتیك ولا آتی دینك وانی کنت امرألا اعقل شیئا الا ما علمنی اللّٰه ورسوله وانی اسألك بوجه اللّٰه عزوجل بما بعثك ربك الینا قال بالاسلام قال قلت وما آیات الاسلام قال ان تقول اسلمت وجهی الی اللّٰه عزوجل وتخلیت وتقیم الصلوٰة وتؤتی الزکوٰة کل مسلم علی مسلم محرم أخوان نصیران لا یقبل اللّٰه عزوجل من مشرك بعد ما اسلم عملا او یفارق المشرکین الی المسلمین.

بہز بن حکیم اپنے دادا معاویہ بن حیدۃ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا نبی اللہ میں آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا یہاں تک کہ میں اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کی گنتی سے زیادہ مرتبہ یہ قسم کھا چکا تھا کہ نہ تو میں آپ کے پاس آ ؤں گا اور نہ آپ کا دین اختیار کروں گا اور میں ایسا شخص ہوں جو بالکل بے علم اور ناسمجھ ہے مگر جو کچھ مجھے اللہ اور اس کا رسول بتا دے میں اللہ عزوجل کا واسطہ دیکر آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ کے پروردگار نے آپ کو ہمارے پاس کیا کیا احکام دیکر بھیجا ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ (سب سے پہلے) اسلام کا حکم دیا ہے میں نے عرض کیا اسلام کی نشانیاں کیا ہیں آپ نے فرمایا یہ ہیں کہ تو یہ اقرار کرے کہ میں اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر چکا اور کفر وشرک سب چھوڑ چکا ہوں اور نماز پڑھے اور زکوۃ دے ہر مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے قابل احترام ہے مسلمان باہم بھائی بھائی ہیں ایک دوسرے کا مددگار رہنا چاہئے جو مشرک مسلمان ہونے کے بعد پھر شرک کرے اس کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا جب تک وہ مشرکین کو چھوڑ کر پھر مسلمانوں کے گروہ میں شامل نہ ہو جائے۔

من یسال باللّٰه عزوجل ولا یعطی به

جو شخص اللہ تعالیٰ کے واسطہ سے سوال کرے حالانکہ وہ خود اللہ تعالیٰ کے نام سے سوال کرنے والے کو نہیں دیتا

اخبرنا محمد بن رافع قال حدثنا ابن ابی فدیك قال اخبرنا ابن ابی ذئب عن سعید بن خالد القارظی عن اسماعیل بن عبد الرحمن عن عطاء بن یسار عن ابن عباس ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال الا اخبرکم بخیر الناس منزلا قلنا بلی یا رسول اللّٰه قال رجل آخذ برأس فرسه فی سبیل اللّٰه عزوجل حتی یموت او یقتل واخبرکم بالذی یلیه قلنا نعم یا رسول اللّٰه قال رجل معتزل فی شعب یقیم الصلوٰة ویؤتی الزکوٰة ویعتزل شرور الناس واخبرکم بشر الناس قلنا نعم یا رسول اللّٰه قال الذی یسال باللّٰه عزوجل ولا یعطی به.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تم کو مرتبہ کے لحاظ سے لوگوں میں سے سب سے بہتر آدمی کی خبر نہ دوں ہم نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ وہ آدمی جو اللہ برتر و بزرگ کی راہ میں

اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے ہے یعنی سوار ہو کر جنگ کا منتظر ہے یہاں تک کہ مرجائے یا قتل کیا جائے کیا میں اس شخص کی خبر نہ دوں جو مرتبے میں اس آدمی کے قریب ہو ہم نے کہا جی ہاں یارسول اللہ آپ نے فرمایا کہ وہ آدمی جو لوگوں سے علاحدہ ہو کر درہ میں گوشہ نشین ہو کر پابندی سے نماز پڑھتا ہو اور زکوٰۃ ادا کرتا ہو اور لوگوں کی برائی سے الگ رہتا ہے کیا میں تم کو خبر نہ دوں لوگوں میں بدترین شخص کی ہم نے کہا جی ہاں یارسول اللہ آپ نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کے واسطہ سے سوال کرے حالانکہ وہ خود اللہ تعالیٰ کے نام پر سائل کو نہیں دیتا۔

اس نے اسم ذات یعنی لفظ اللہ کی عظمت و بزرگی کی رعایت نہیں کی دو قبیح چیزوں کو جمع کرتا ہے ایک تو سوال باللہ دوسری اس سے اگر کوئی شخص اس طرح اللہ کے واسطہ سے سوال کرے تو وہ اس کو نہیں دیتا۔ (کذافی الحاشیه للعلامة السندهیؒ)

ثواب من يعطى

جو شخص کسی محتاج کو صدقہ دیتا ہے اس کا ثواب

اخبرنا محمد بن المثنى قال حدثنا محمد قال حدثنا شعبه عن منصور قال سمعت ربعياً يحدث عن زيد بن ظبيان رفعه الى ابى ذر عن النبى صلى الله عليه وسلم قال ثلثة يحبهم الله عزوجل وثلثة يبغضهم الله عزوجل اما الذين يحبهم الله عزوجل فرجل اتى قوماً فسألهم بالله عزوجل ولم يسألهم بقرابة بينه وبينهم فمنعوه فتخلفه رجل باعقابهم فاعطاه سرا لا يعلم بعطيته الا الله عزوجل والذى اعطاه وقوم ساروا ليلتهم حتى اذاكان النوم احب اليهم مما يعدل به نزلوا فوضعوا رؤسهم فقام يتملقنى ويتلو اياتى ورجل كان فى سرية فلقوا العدوفهزموا فاقبل بصدره حتى يقتل او يفتح الله له والثلثة الذين يبغضهم الله عزوجل الشيخ الزانى والفقير المختال والغنى الظلوم.

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص ایسے ہیں جن کو اللہ جل شانہ محبوب رکھتا ہے اور تین ایسے ہیں جن سے اللہ عزوجل بغض رکھتا ہے جن تین آدمیوں کو اللہ محبوب رکھتا ہے ان میں سے ایک تو وہ آدمی ہے کہ کسی جماعت کے پاس کوئی سائل آیا اور محض اللہ کے واسطہ سے ان سے کچھ سوال کیا کوئی قرابت ورشتہ داری کے واسطہ سے ان سے سوال نہیں کیا اس جماعت نے اس سائل کو کچھ نہ دیا اس جماعت میں سے ایک شخص اٹھا اور چپکے سے اس کو کچھ دے دیا اس کے عطیہ کو سوائے اللہ کے یا اس سائل کے اور کوئی نہیں جانتا (تو یہ دینے والا شخص اللہ کو بہت محبوب ہے) دوسرا وہ شخص کہ ایک جماعت کہیں سفر میں جارہی ہے ساری رات چلنے کی وجہ سے جب نیند ان کے نزدیک ہر چیز سے زیادہ محبوب بن گئی تو وہ جماعت کسی منزل پر سونے کے لئے لیٹ گئی پس وہ شخص ان میں سے کھڑا ہو کر مجھ سے عاجزی سے دعا مانگنے لگا اور میری آیات تلاوت کرنے لگا، تیسرا وہ شخص کہ کسی جماعت کے ساتھ جہاد میں گیا اس کا دشمن سے مقابلہ ہوا وہ جماعت شکست کھا گئی پس وہ شخص سینہ سپر ہو کر آگے بڑھا اور شہید ہو گیا یا اللہ نے اس کو فتح دے دی اور تین شخص ایسے ہیں جن سے اللہ جل شانہ بغض رکھتے ہیں ایک وہ جو بوڑھا ہو کر بھی زنا کرنے والا ہو دوسرا وہ شخص جو فقیر ہو کر تکبر کرنے والا ہو تیسرا وہ مالدار شخص جو بڑا بے انصاف ہو۔

تفسير المسكين

مسکین کی تفسیر

اخبرنا علی بن حجر قال اخبرنا اسماعيل قال حدثنا شريك عن عطاء بن يسار عن ابی هريرة ان رسول الله صلی الله عليه وسلم قال ليس المسكين الذی ترده التمرة والتمرتان واللقمة واللقمتان ان المسكين المتعفف اقرؤا ان شئتم لا يسئلون الناس الحافا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسکین وہ نہیں جو ایک کھجور یا دو کھجوریں اور ایک لقمہ یا دو لقمے مل جانے کے بعد واپس ہو جاتا ہے بے شک مسکین تو وہ ہے جو سوال سے بچتا ہے اگر تم چاہو (تو بطور شہادت) کے پڑھو "لا يسئلون الناس الحافاً"۔

اخبرنا قتيبة عن مالك عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی هريرة ان رسول الله صلی الله عليه وسلم قال ليس المسكين بهذا الطواف الذی يطوف علی الناس ترده اللقمة واللقمتان والتمرة والتمرتان قالوافما المسكين قال الذی لا يجد غنی يغنيه ولا يفطن له فيتصدق عليه ولا يقوم فيسأل الناس.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسکین وہ نہیں جو دربدر چکر لگانے والا ہے لوگوں کے دروازے پر جا کر کھڑا ہو گیا جس کو ایک لقمہ یا دو لقمہ ایک چھوہارا یا دو چھوہارے واپس کر دیتے ہیں صحابہ نے عرض کیا تو پھر مسکین کون ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسکین وہ ہے کہ اتنی تونگری بھی نہ پاوے جو اس کو بے نیاز کر دے اور نہ وہ پہچانا جائے تا کہ اس کو صدقہ دیا جائے اور نہ وہ لوگوں کے سامنے کھڑا ہو کر مانگتا ہے۔

اخبرنا نصر بن علی قال حدثنا عبد الاعلیٰ قال حدثنا معمر عن الزهری عن ابی سلمة عن ابی هريرة ان رسول الله صلی الله عليه وسلم قال ليس المسكين الذی ترده الا كلة والا كلتان و التمرة و التمرتان قالوا فما المسكين يا رسول الله قال الذی لا يجد غنی ولا يعلم الناس حاجته فيتصدق عليه.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسکین وہ نہیں جس کو ایک لقمہ یا دو لقمہ اور ایک چھوہارا یا دو چھوہارے لوٹا دیں صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مسکین کون ہے آپ نے فرمایا کہ مسکین وہ ہے جس کے پاس بقدر کفایت مال موجود نہ ہو اور نہ لوگوں کو اس کی حاجت معلوم ہوتا کہ اس کو صدقہ دیا جائے۔

اخبرنا قتيبة قال حدثنا الليث عن سعيد بن ابی سعيد عن عبد الرحمن ابن بجيد عن جدته ام بجيد وكانت ممن بايعت رسول الله صلی الله عليه وسلم انها قالت لرسول الله صلی الله عليه وسلم ان المسكين ليقوم علی بابی فما اجدله شيئا اعطيه اياه فقال لها رسول الله صلی الله عليه وسلم ان لم تجدی شيئا تعطينه اياه الا ظلفا محرقا فادفعيه اليه.

ام بجید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے یہ ان عورتوں میں سے تھی جن ہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی ابن نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مسکین میرے دروازے پر کھڑا ہوتا ہے اور میں اپنے گھر میں کوئی چیز نہیں پاتی جو اس کے ہاتھ میں دوں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ اگر تو مسکین کو دینے کے لئے کوئی چیز نہیں پاتی مگر جلا ہوا کھر تو وہ اس کو دے دینا۔

الفقیر المختال

متکبر فقیر کا انجام

اخبرنا محمد بن المثنی قال حدثنا یحیٰی عن ابن عجلان قال سمعت ابی یحدث عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ثلثة لا یکلمهم اللّٰہ عزوجل یوم القیامة الشیخ الزانی والعآئل المزهو والامام الکذاب.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص ایسے ہیں کہ ان سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہیں کرے گا ایک بوڑھا زنا کرنے والا دوسرا محتاج تکبر کرنے والا تیسرا جھوٹ بولنے والا امام وحاکم۔

اخبرنا ابوداؤد قال حدثنا عارم قال حدثنا حماد قال حدثنا عبید اللّٰہ بن عمر عن سعید المقبری عن ابی ہریرۃ ان رسول اللّٰہ صلی علیه وسلم قال اربعة یبغضهم اللّٰہ عزوجل البیاع الحلاف و الفقیر المختال والشیخ الزانی والامام الجائر.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے بغض رکھتے ہیں ایک فروخت کرنے والا جو (اپنے سامان کو رائج دینے کے لئے) بہت زیادہ قسم کھاتا ہو یہ اللہ پاک کی عالی شان نام کی بی ادبی ہے دوسرا محتاج تکبر کرنے والا تیسرا بوڑھا ہو کر بھی زنا کرنے والا چوتھا ظالم امام۔

فضل الساعی علی الارملة

بیوہ عورت پر خرچ کرنے والے کی فضیلت

اخبرنا عمرو بن منصور قال حدثنا عبد اللّٰہ بن مسلمة قال حدثنا مالك عن ثور بن زید الدیلی عن ابی الغیث عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم الساعی علی الارملة والمسکین کالمجاهد فی سبیل اللّٰہ عزوجل.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شوہر عورت اور مسکین کی ضرورت کو پورا کرنے میں کوشش کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنے والا۔

تشریح: مطلب حدیث کا یہ ہے کہ جو شخص اپنی محنت اور کوشش سے مال اس لئے کماتا ہے کہ بے خاوند والی عورت اور مسکین پر

صدقہ کرے گا تو اس کے لئے یہ اجر وثواب اور فضیلت ہے۔

المؤلفة قلوبهم

دلوں میں الفت ومحبت پیدا کرنے کے لئے صدقہ دینا

اخبرنا هناد بن السری عن ابی الاحوص عن سعید بن مسروق عن عبد الرحمن بن ابی نعم عن ابی سعید الخدری قال بعث علی وهو بالیمن بذهیبة بتر بتها الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقسمها رسول الله صلی الله علیه وسلم بین اربعة نفرٍ الا قرع بن حابس الحنظلی وعیینة بن بدر الغزاری وعلقمة بن علاثة العامری ثم احد بنی کلاب وزید الطآئی ثم احد بنی نبهان فغض بت قریش وقال مرة اخری صنادید قریش فقالوا تعطی صنادید نجدٍ وتدعنا قال انما فعلت ذلك لاتالفهم فجآء رجل کث اللحیة مشرف الوجنتین غائر العینین ناتی الجبین محلوق الرأس فقال اتق الله یا محمد قال فمن یطع الله عزوجل ان عصیته ایأمننی علی اهل الارض ولا تأ منونی ثم ادبر الزجل فاستأذن رجل من القوم فی قتله یرون انه خالد بن الولید فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان من ضئضئی هذا قوماً یقرؤن القرآن لا یجاوز حنا جرهم یقتلون اهل الاسلام ویدعون اهل الاوثان یمر قون من الاسلام کما یمرق السهم من الرمیة لئن ادرکتهم لا قتلنهم قتل عاد.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جبکہ وہ یمن میں تھے تھوڑا سا سونا مٹی آلودہ (صاف کیا ہوا نہ تھا) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا ایک اقرع بن حابس حنظلی دوسرا عیینہ بن بدر الفزاری تیسرا علقمہ بن علاثہ عامری جو بنی کلاب سے تھا چوتھا زید طائی جو بنی نبہان میں سے تھا اس طرح تقسیم دیکھ کر قریش کے سردار غصہ ہو گئے اور کہنے لگے کہ آپ نجد کے سرداروں کو دیتے ہیں ہم کو نہیں دیتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ان کو تالیف قلوب کے لئے دیا ہے پھر ایک آدمی گھنی داڑھی والا دونوں رخسار پھولے ہوئے آنکھیں اندر گھسی ہوئیں پیشانی اٹھی ہوئی سر منڈا ہوا آیا وہ کہنے لگا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے ڈرو آپ نے فرمایا کہ کون اللہ جل شانہ کی اطاعت کرے گا اگر میں اس کی نافرمانی کروں وہ تو زمین والوں پر مجھ کو امین جانتا ہے کیا تم مجھے امانت دار نہیں جانتے ہو پھر وہ آدمی چل پڑا تو قوم میں سے ایک شخص جو لوگوں کے خیال میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اس آدمی کے قتل کی اجازت چاہی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اس کی نسل سے کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے کہ وہ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا یعنی قبول نہیں ہوگا یا قرآن ان کے قلوب میں نہیں اترے گا اس لئے وہ اس کے سمجھنے سے قاصر رہیں گے، یہ لوگ اہل اسلام کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار میں سے پار نکل جاتا ہے اگر میں ان کا زمانہ پایا تو ان کو قوم عاد کی طرح نیست ونابود کر دوں گا۔

الصدقة لمن تحمل بحمالة

جو شخص قرض وغیرہ کا ضامن ہو اس کو صدقہ دینا

اخبرنا یحیٰی بن حبیب بن عربی عن حماد عن هارون بن رئاب قال حدثنی کنانة بن نعیم ح واخبرنا علی بن حجر واللفظ له قال اخبرنا اسماعیل عن ایوب عن هارون عن کنانة بن نعیم عن قبیصة ابن مخارق قال تحملت حمالة فاتیت النبی صلی الله علیه وسلم فسألته فیها فقال ان المسألة لا تحل الا لثلثة رجل تحمل بحمالة بین قوم فسأل فیها حتی یؤدیها ثم یمسك.

حضرت قبیصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مخارق سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں ضامن ہوا قرض کا تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے ادائے دین کے بارے میں سوال کیا آپ نے فرمایا کہ سوال کرنا درست نہیں مگر تین آدمیوں کے واسطے ایک تو وہ شخص ہے جو کسی قوم کے مال کا ضامن ہو (جو بوجہ دیت وغیرہ کے قوم پر لازم ہو گیا تھا) تو اس کے لئے سوال کرنا درست ہے یہاں تک کہ اس کو ادا کرے پھر سوال سے باز رہے۔

اخبرنا محمد بن النضر ابن مساور قال حدثنا حماد عن هارون بن رئاب قال حدثنی کنانة بن نعیم عن قبیصة ابن مخارق قال تحملت حمالة فاتیت رسول الله صلی الله علیه وسلم اسأله فیها فقال اقم یا قبیصة حتی تأتینا الصدقة فنأمرلك ثم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا قبیصة ان الصدقة لا تحل الا لاحد ثلثة رجل تحمل حمالة فحلت له الصدقة حتی یصیب قواماً من عیش او سدادا من عیش ورجل اصابته جائحة فاجتاحت مالهٔ فحلت له المسألة حتی یصیبها ثم یمسك ورجل اصابته فاقة حتی یشهد ثلثة من ذوی الحجی من قومه قد اصابت فلانا فاقة فحلت له المسألة حتی یصیب قواماً من عیش اوسداداً من عیش فما سوی هذا من المسألة یا قبیصة سحت یاکلها صاحبها سحتاً.

حضرت قبیصہ بن مخارق سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں قرض کا ضامن ہوا پس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تا کہ اس کی ادائیگی کے بارے میں آپ سے سوال کروں آپ نے فرمایا کہ ٹھہر جاؤ یہاں تک کہ ہمارے پاس مال صدقہ آ جائے اس میں سے ہم تمہیں دینے کے لئے کہیں گے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے قبیصہ بے شک صدقہ حلال نہیں مگر تین آدمیوں کے واسطے ایک تو وہ شخص جو کسی قوم کے قرض وغیرہ کا ضامن ہوا تو اس کے لئے اس کی ادائیگی کی حد تک سوال جائز ہے اس کے بعد سوال سے باز رہے دوسرا شخص وہ ہے جس پر کوئی آفت نازل ہوئی جس نے اس کے مال کو تباہ کر دیا ایسے شخص کے لئے صدقہ حلال ہے جو اس کے گذارہ اور ضروری حاجت کو کافی ہو تیسرا وہ شخص جو فقر وفاقہ کی مصیبت میں پڑ گیا حتیٰ کہ اس کی قوم سے تین عقل مند آدمی گواہی دیں کہ فلاں شخص سخت فاقہ میں مبتلا ہو گیا تو اس کے لئے سوال کرنا درست ہے اس حد تک کہ اس کو اس قدر مال مل جائے جو گذر بسر کے لئے کافی ہو اے قبیصہ جو کچھ سوائے ان تین صورتوں کے سوال کے ذریعہ سے ملے وہ حرام

ہےاس کا مالک حرام کھاتا ہے۔

تشریح: سخت حاجت اور مجبوری کے بغیر سوال کرنا اپنے پیٹ کے لئے حرام ہےاس پر روایات میں سخت وعیدیں آئی ہیں لیکن اگر کوئی ایسی ضرورت اور مجبوری پیش آئی ہو کہ بغیر سوال کے چھٹکارا نہیں ہوسکتا تو سوال کرنا جائز ہےاس کی تین حالتیں حدیث میں بیان فرمائیں جیسا کہ ضامن ہوا کوئی آدمی کسی قرض دار کا اس نے مقروض کا سارا قرض اپنے ذمہ کرلیا جس کی وجہ سے وہ خود مقروض ہوگیا یا دوفریق آپس میں لڑتے اور خون ریزی کرتے تھے ایک شخص درمیان میں آیا اور دونوں میں صلح کروادی اور ان پر جو دیتیں لازم آئی تھیں اپنے ذمہ لیں جس کو حمالہ کہتے ہیں اور اس کی وجہ سے وہ بہت قرض دار ہوگیا تو ایسے شخص کے لئے سوال کرنا درست ہے یہاں تک کہ اس کو اس قدر مال حاصل ہو جائے کہ اس سے مال ضمانت کا ادا کرسکے اس کے بعد سوال کرنا حرام ہےاس کے علاوہ اور دوصورتیں بھی مذکور ہیں۔(مرقات ومظاہر حق)

بظاہر یہاں پر بیان غایت میں بعض راویوں سے تصرف ہوا ہے ورنہ یہ غایت یعنی "حتی یصیب قواما من عیش" دوسری صورت کے ساتھ موزوں ومناسب ہے اور دوسری صورت کے تحت جو غایت بیان کی وہ پہلی صورت کے ساتھ موزوں ومناسب ہے جیسا کہ صحیح مسلم وغیرہ کی روایات میں اسی طرح آیا ہے۔ (کذافی الحاشیة للعلامة السندهی")

الصدقة علی الیتیم

یتیم کو صدقہ دینا

اخبرنا زیاد بن ایوب قال حدثنی اسماعیل بن علیة قال اخبرنی هشام قال حدثنی یحیٰی بن ابی کثیر قال حدثنی هلال عن عطاء بن یسار عن ابی سعید الخدری قال جلس رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم علی المنبر وجلسنا حوله فقال انما اخاف علیکم من بعدی ما یفتح لکم من زهرة وذکر الدنیا وزینتها فقال رجل اویأتی الخیر بالشر فسکت عنه رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فقیل له ماشأ نك تکلم رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ولا یکلمك فقال ورأینا انه ینزل علیه فافاق یمسح الرحضاء وقال اشاهد السائل انه یعنی لایأتی الخیر بالشر وان مما ینبت الربیع یقتل او یلم الا آکلة الخضر فانها اکلت حتی اذا امتلأت خاصرتا ها استقبلت عین الشمس فثلطت ثم بالت ثم رتعت وان هذا المال خضرة حلوة ونعم صاحب المسلم هو ان اعطی منه الیتیم والمسکین وابن السبیل وان الذی یأخذه بغیر حقه کالذی یأکل ولا یشبع ویکون علیه شهیدا یوم القیامة.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے اور ہم آپ کے آس پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا کہ میرے بعد مجھے تمہارے اوپر اس کا خوف ہے کہ تمہارے واسطے دنیا کی رونق اور اس کی زینت کھول دی جائے گی ایک آدمی نے عرض کیا کیا بھلائی برائی کو لائے گی (یعنی مال ودولت کی وسعت اللہ کی نعمت ہے اس سے خوف کا کیا معنی اس سے برائی پیدا ہوگی) یہ سن کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اس شخص سے کہا گیا کہ تمہیں کیا ہوگیا

تم رسول خدا ﷺ سے بات کرتے ہو مگر حضور ﷺ تم سے کلام نہیں فرماتے حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم تو سمجھ گئے کہ آپ پر وحی اتاری جا رہی ہے پھر جب وحی کی کیفیت ختم ہوگئی تو پسینہ پونچھنے لگے اور فرمایا کہ کیا سائل حاضر ہے دیکھو بیشک خیر نہیں لاتی ہے شر کو (مگر کسی دوسرے عارضہ کی وجہ سے) جیسے ربیع کی فصل جو کچھ گھاس وغیرہ اگاتی ہے کسی جانور کا پیٹ پھلا کر مار دیتی ہے یا مرنے کے قریب کر دیتی ہے مگر جو جانور ہری ہری دوب چرے پس جانور اس کو کھاتا ہے حتیٰ کہ جب اس کے دونوں پہلو تن جاتے ہیں تو شعاع آفتاب کے سامنے آتا ہے پھر پتلا پاخانہ و پیشاب کرتا ہے پھر چرنے لگتا ہے (ایسا جانور ہلاک نہ ہوگا) اسی طرح یہ مال و دولت خوش نما اور شیریں ہے اور وہ مسلمان خوش نصیب ہے اگر اس مال میں سے یتیم اور مسکین اور مسافر کو دے اور بیشک جو شخص اس مال کو ناحق لے گا اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کھاتا ہے مگر اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور وہ مال اس کے خلاف قیامت کے دن گواہی دینے والا ہوگا۔

الصدقة علی الاقارب

قرابت داروں پر صدقہ کرنا

اخبرنا محمد بن عبدالاعلیٰ حدثنا خالد قال حدثنا ابن عون عن حفصة عن ام الرائح عن سلمان بن عامر عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال ان الصدقة علی المسکین صدقة وعلی ذی الرحم اثنتان صدقة وصلة.

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں نبی ﷺ سے آپ نے فرمایا کہ بیشک صدقہ کرنا مسکین پر ایک صدقہ ہے یعنی ثواب ایک صدقہ ہی کا ہوتا ہے اور صدقہ دینا رشتہ داروں کو دوہرا ثواب رکھتا ہے ایک صدقہ کا دوسرا احسن سلوک کا۔

اخبرنا بشر بن خالد قال حدثنا غندر عن شعبة عن سلیمان عن ابی وآئل عن عمرو بن الحارث عن زینب امرأة عبداللّٰہ قالت قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم للنسآء تصدقن ولومن حلیکن قالت وکان عبد اللّٰہ خفیف ذات الید فقالت له ایسعنی ان اضع صدقتی فیك وفی بنی اخ لی یتامی فقال عبد اللّٰہ سلی عن ذلك رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قالت فاتیت النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فاذا علی بابه امرأة من الانصار یقال لها زینب تسأل عما اسال عنه فخرج الینا بلال فقلنا له انطلق الی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فسله عن ذلك ولا تخبره من نحن فانطلق الی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فقال من هما قال زینب قال ای الزیانب قال امرأة عبد اللّٰہ وزینب الانصاریة قال نعم لهما اجران اجر القرابة واجر الصدقة.

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے فرمایا کہ تم صدقہ کرو اگرچہ تمہارے زیوروں سے ہو وہ فرماتی ہیں کہ حضرت عبداللہ ہلکے ہاتھ والے ہیں

یعنی نادار ہیں اس لئے انہوں نے ان سے کہا کہ اگر میں اپنا صدقہ تم کو اور اپنے یتیم بھتیجوں کو بھیج دیدوں تو میری طرف سے کافی ہوگا یا نہیں حضرت عبداللہ نے کہا کہ اس کا حکم رسول خدا ﷺ سے پوچھ لے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو وہاں آپ کے دروازے پر ایک انصاری عورت کھڑی تھی جس کو زینب کہا جاتا ہے وہ بھی میری طرح یہی مسئلہ پوچھنے کو آئی تھی پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے پاس آئے ہم نے ان سے کہا کہ جاؤ رسول اللہ ﷺ کے پاس اور آپ سے اس مسئلہ کے متعلق دریافت کرو اور حضور ﷺ کو یہ نہیں بتانا کہ ہم کون ہیں تو بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول خدا ﷺ کے پاس گئے (اور حضور ﷺ سے وہ مسئلہ پوچھا) حضور ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کون ہیں وہ دونوں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا زینب (چوں کہ زینب نامی کئی عورتیں ہیں اس لئے) حضور ﷺ نے پوچھا کونسی زینب بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ایک زینب عبداللہ کی بیوی اور دوسری ایک عورت انصار میں سے اس سوال کے جواب میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ جی ہاں ان کے واسطے دوہرا ثواب ہے ایک ثواب قرابت کا دوسرا ثواب صدقہ دینے کا۔

تشریح: صدقہ نافلہ عورت اپنے شوہر کو اس کی محتاجی کی صورت میں دے سکتی ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں اختلاف زکوٰۃ میں ہے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عورت کا اپنی زکوٰۃ شوہر کو دینا درست نہیں کیوں کہ از راہ عادت کے دونوں کے منافع مشترک ہیں یہی امام مالکؒ و امام احمدؒ کا قول ہے، صاحبین اور امام شافعیؒ کے نزدیک جائز ہے ان کا استدلال اس حدیث سے ہے، صاحب ہدایہؒ نے اس کا جواب یہ دیا ہے "قلنا هو محمول على النافلة" ہم کہتے ہیں حضور ﷺ کا یہ ارشاد "نعم لهما اجران الخ" صدقہ نافلہ پر محمول ہے شیخ ابن ہمامؒ نے کہا کہ اس حدیث میں صدقہ کے واسطے تحریض اور وعظ و نصیحت کرنا دلیل ہے صدقہ نفل کی۔

المسألة

سوال کرنا

اخبرنا ابوداؤد قال حدثنا يعقوب بن ابراهيم قال حدثنا ابى عن صالح عن ابن شهاب ان ابا عبيد مولى عبد الرحمن بن ازهر اخبره انه سمع اباهريرة يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لان يحتزم احدكم حزمة حطب على ظهره فيبيعها خير من ان يسال رجلا فيعطيه او يمنعه.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ البتہ تم میں سے کوئی شخص جنگل سے لکڑی کا گٹھا باندھ کر اپنی پیٹھ پر لائے پھر اس کو فروخت کرے تو اس کے واسطے اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی آدمی سے مانگے اس کو دے یا نہ دے۔

اخبرنا محمد بن عبد الله بن عبد الحكم عن شعيب عن الليث بن سعد عن عبيد الله بن ابى جعفر قال سمعت حمزة بن عبد الله يقول سمعت عبد الله بن عمر يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يزال الرجل يسأل حتى يأتي يوم القيامة ليس فى وجهه مزعة من لحم.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی ہمیشہ سوال کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کا کوئی ٹکڑا نہ ہوگا۔

اخبرنا محمد بن عثمان بن ابی صفوان الثقفی قال حدثنا امیة بن خالد قال حدثنا شعبة عن بسطام بن مسلم عن عبد اللّٰه بن خلیفة عن عآئذ بن عمرو ان رجلا اتی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فسأله فاعطاه فلما وضع رجله علی اسکفة الباب قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لو تعلمون ما فی المسألة مامشی احد الی احد یسأله شیئا.

حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے سوال کیا آپ نے اس کو دے دیا جب اس نے دروازے کی چوکھٹ پر پاؤں رکھا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم جانتے سوال کرنے میں کیا ضرر ہے تو کوئی شخص کسی کے پاس کوئی چیز مانگنے نہ جاتا۔

تشریح: سخت حاجت اور مجبوری کے بغیر سوال کرنے میں ضرر عظیم ہے جیسا کہ اس کا ذکر اس حدیث میں ہے اس کے کئی معنی حاشیہ میں نقل کئے ہیں آگے علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں کہ ظاہر تو یہی ہے کہ جو علماء اس کی یہ توجیہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو اس کے جرم کی جنس سے سزا دے گا اس لئے کہ اس نے لوگوں سے بھیک مانگ مانگ کر اپنے چہرے کی رونق کو متغیر کر دیا تھا اس لئے آخرت میں اس کے منہ پر گوشت نہ ہوگا وہ بے رونق بدنما چہرہ لے کر آئے گا۔(کذافی الحاشیة)

سوال الصالحین

نیک کار لوگوں سے سوال کرنا

اخبرنا قتیبة قال حدثنا اللیث عن جعفر بن ربیعة عن بکر بن سوادة عن مسلم بن مخشی عن ابن الفراسی ان الفراسی قال لرسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اسأل یا رسول اللّٰه قال لا وان کنت سآئلاً لا بد فاسأل الصالحین.

ابن الفراسی سے روایت ہے کہ فراسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں لوگوں سے مانگوں آپ نے فرمایا کہ نہ مانگ اور اگر تو اپنی مجبوری سے سوال کرنے والا ہے تو نیک بخت لوگوں سے مانگ۔

یعنی اگر کسی سخت مجبوری کی وجہ سے مانگنے ہی کی نوبت آ جائے تو صالح لوگوں سے مانگو یعنی جو حاجت پوری کرنے پر قدرت رکھتے ہوں یا نیک لوگوں سے اس لئے کہ وہ محروم نہیں کرتے سائلین کو کچھ نہ کچھ طیب خاطر سے ضرور دیتے ہیں (کذافی الحاشیة)

الاستعفاف عن المسألة

سوال سے بچنا

اخبرنا قتیبة عن مالك عن ابن شهاب عن عطآء بن یزید عن ابی سعید الخدری ان ناساً من

الانصار سألوا رسول الله صلى الله عليه وسلم فأعطاهم ثم سألوا فاعطاهم حتى اذا نفد ما عنده قال ما يكون عندى من خير فلن ادخره عنكم ومن يستعفف يعفه الله ومن يصبر يصبره الله وما اعطى احد عطآء هو خير واوسع من الصبر.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انصار کے چند لوگوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا آپ نے ان کو دیا انہوں نے پھر مانگا دوسری مرتبہ بھی آپ نے ان کو دیا یہاں تک کہ جو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا وہ ختم ہو گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مال میرے پاس ہوتا ہے میں اس کو ہرگز جمع نہیں رکھتا (مگر یہ بھی ایک حقیقت نا قابل انکار ہے) کہ جو شخص سوال سے بچنا چاہے اللہ اس کو بچاتا ہے اور جو شخص تکلیف اٹھا کر صبر کرے اس کو اللہ صبر کی توفیق دیتا ہے اور نہیں دیا گیا کسی کو کوئی ایسا عطیہ جو صبر سے بہتر اور اعلیٰ درجہ کا ہو۔

اخبرنا على بن شعيب قال اخبرنا معن قال اخبرنا مالك عن ابى الزناد عن الاعرج عن ابى هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال والذى نفسى بيده لان يأخذ احدكم حبله فيحتطب على ظهره خير له من ان يأتى رجلاً اعطاه الله عزوجل من فضله فيسأله اعطاه او منعه.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی رسی لے کر (جنگل میں جاوے) پھر لکڑیاں جمع کرے اور رسی سے باندھ کر اپنی پیٹھ پر اٹھا لائے (اور اس کو بیچے) تو یہ کام اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی آدمی کے پاس جائے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا پھر اس سے سوال کرے اس کو دے یا نہ دے۔

فضل من لا يسأل الناس شيئا

جو شخص لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کرے اس کی فضیلت

اخبرنا عمرو بن على قال حدثنا يحيٰى قال حدثنا ابن ابى ذئب حدثنى محمد بن قيس عن عبد الرحمن بن يزيد بن معاوية عن ثوبان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من يضمن لى واحدة وله الجنة قال يحيٰى هٰهنا كلمة معناها ان لا يسأل الناس شيئاً.

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ہے جو میری رضا کے واسطے ایک خصلت اپنے ذمہ لازم کرلے جس کے بدلے میں اس کے لئے جنت ہو وہ یہ ہے کہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کرے۔

اخبرنا هشام بن عمار قال حدثنا يحيٰى وهو ابن حمزة قال حدثنى الاوزاعى عن هارون بن رئاب انه حدثه عن ابى بكر عن قبيصة بن مخارق قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا تصلح المسألة الا لثلٰثة رجل اصابت ماله جآئحة فيسأل حتى يصيب سداداً من عيش ثم يمسك ورجل تحمل حمالة فيسأل حتى يؤدى اليهم حمالتهم ثم يمسك عن المسألة ورجل يحلف ثلٰثة

نفر من قومه من ذوی الحجی باللّٰه لقد حلت المسألة لفلان فیسأل حتی یصیب قواماً من معیشة ثم یمسك عن المسألة فما سوی ذلك سحت.

حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ سوال کرنا درست نہیں مگر تین آدمی کے واسطے ایک وہ شخص جو آفت زدہ ہو (آفت نے اس کا مال تباہ کردیا) ایسا شخص سوال کرسکتا ہے یہاں تک کہ وہ بقدر کفایت کھانے پینے کی چیز پالے پھر سوال سے باز رہے دوسرا وہ شخص جو قرض وغیرہ کے بوجھ کا ضامن ہو وہ بھی اس حد تک سوال کرسکتا ہے کہ اس کو اتنا مال ہاتھ آجائے جس سے مال ضمانت ادا کرسکے پھر سوال سے باز رہے تیسرا وہ شخص جس کی قوم سے تین عقل مند آدمی اللہ کی قسم کھا کر بولے کہ فلاں شخص کے واسطے سوال کرنا حلال ہوگیا تو وہ بھی سوال کرسکتا ہے یہاں تک کہ بقدر حاجت سامان جس سے گذران ہوسکے مل جائے پھر سوال سے باز رہے پس ان تین صورتوں کے علاوہ سوال کرنا حرام ہے۔

حد الغنی

تونگری کی حد

اخبرنا احمد بن سلیمان قال حدثنا یحیٰی بن آدم قال حدثنا سفیان الثوری عن حکیم بن جبیر عن محمد بن عبد الرحمن بن یزید عن ابیه عن عبد اللّٰه بن مسعود قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من سال وله ما یغنیه جآء ت خموشا او کدوحاً فی وجهه یوم القیامة قیل یا رسول اللّٰه وما ذا یغنیه اوما ذا غناه قال خمسون درهما او حسابها من الذهب قال یحیٰی قال سفیان وسمعت زبیداً یحدث عن محمد بن عبدالرحمن بن یزید.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مانگے جبکہ اس کے پاس اتنی چیز ہو جو اس کو مستغنی کردے وہ اس سوال کی وجہ سے قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کے منہ پر خموش یا کدوح ہوگا عرض کیا گیا یارسول اللہ کتنی مقدار چیز سے غناء حاصل ہوتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ پچاس درہم یا اس کے حساب کے مطابق سونے سے۔

تشریح: اس حدیث میں غنا کی مقدار جس کی موجودگی میں سوال کرنا حرام ہے یہ بیان فرمائی کہ مالک ہو پچاس درہم کا یا اس کی قیمت کا تو اس قدر مال جس کے پاس ہو اس کے لئے سوال کرنا حرام ہے اس سے مقصد اس غنا کا بیان کرنا نہیں جس سے زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور نہ ہی اس سے یہ مقصد ہے کہ ایسے شخص کے واسطے بغیر سوال کے زکوٰۃ لینے کو حرام کیا گیا ہے بہر حال غنا کی جو حد بیان فرمائی کہ وہ پچاس درہم ہیں تو اتنی مقدار مال کی موجودگی میں جو شخص سوال کرے گا وہ ذلت وخواری کی حالت میں قیامت کے دن آئے گا کہ اس کے چہرہ پر خراش وزخم ہوگا خموش یا کدوح کا لفظ جو حدیث میں آیا ہے اس کے معنی خراش وزخم کے ہیں خموش جمع ہے خمش کی اور کدوح جمع ہے کدح کی۔

باب الالحاف فی المسألة

سوال کرنے میں اصرار کا بیان

اخبرنا الحسین بن جریث قال اخبرنا سفیان عن عمرو عن وهب بن منبه عن اخیه عن معاویة ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال لاتلحفوافی المسألة ولا یسألنی احد منکم شیئا وانا له کاره فیبارك له فیما اعطیته.

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سوال کرنے میں اصرار نہ کرو اور تم میں سے کوئی شخص مجھ سے ایسی چیز نہ مانگے جو اس کے حق میں پسند نہ کروں پس برکت دی جائے گی اس کے واسطے اس چیز میں جو میں اس کو دیتا ہوں۔

من الملحف

اصرار سے مانگنے والا کون ہے

اخبرنا احمد بن سلیمان قال اخبرنا یحییٰ بن آدم عن سفیان بن عیینة عن داؤد بن شابور عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من سأل وله اربعون درهماً فهو الملحف.

عمرو بن شعیب اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں ان کے دادا فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مانگے جبکہ اس کے پاس چالیس درہم ہوں تو ایسا شخص ملحف ہے یعنی اصرار سے مانگنے والا۔

اخبرنا قتیبة قال حدثنا ابن ابی الرجال عن عمارة بن غزیة عن عبد الرحمن بن ابی سعید الخدری عن ابیه قال سر حتنی امی الی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فاتیته فقعدت فاستقبلنی وقال من استغنی اغناه اللّٰه عزوجل ومن استعف اعفه اللّٰه عزوجل ومن استکفی کفاه اللّٰه عزوجل ومن سأل وله قیمة اوقیة فقد الحف فقلت ناقتی الیا قوته خیر من اوقیة فرجعت ولم اسأله.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری ماں نے مجھے رسول خدا ﷺ کے پاس بھیجا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیٹھا رہا آپ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ جو شخص (لوگوں سے) بے نیاز ہو جائے اللہ تعالیٰ اس کو بے نیاز بنا دے گا اور جو شخص سوال سے بچنا چاہے اس کو اللہ تعالیٰ بچاتا ہے اور جو شخص کفایت شعاری اختیار کرے اس کو اللہ تعالیٰ بقدر کفایت ضروریات زندگی عطا فرماتا ہے اور جو شخص سوال کرے حالانکہ اس کے پاس ایک اوقیہ کی قیمت موجود ہو تو وہ سائل بالالحاف ہے میں نے کہا کہ میری اونٹنی یا قوتہ (ناقہ کا نام ہے) بہتر ہے اوقیہ سے پھر میں لوٹ گیا اور آپ سے سوال نہیں کیا۔

اذا لم یکن له دراهم وکان له عدلها

جب اس کے پاس دراہم نہ ہوں اور ان کے مساوی اور کوئی چیز ہو

قال اخبرنا الحارث بن مسکین قرآءة علیه وانا اسمع عن ابن القاسم قال اخبرنا مالك عن زید بن اسلم عن عطآء بن یسارعن رجل من بنی اسد قال نزلت انا واهلی ببقیع الغرقد فقالت لی اهلی اذهب الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فسله لنا شیئاناکله فذهبت رسول الله صلی الله علیه وسلم فوجدت عنده رجلاًیسأله ورسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لا اجد ما اعطیك فولی الرجل عنه وهومغضب وهو یقول لعمری انك لتعطی من شئت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انه لیغضب علی ان لااجد ما اعطیه من سأل منکم وله اوقیة او عدلها فقد سأل الحافا قال الاسدی فقلت للقحة لنا خیر من اوقیة والا وقیه اربعون درهما فرجعت ولم اسأله فقدم علی رسول الله صلی الله علیه وسلم بعدذلك شعیر وزبیب فقسم لنا منه حتی اغنا ناالله عزوجل.

عطاء بن یسار نے قبیلہ نبی اسد کے ایک شخص کی روایت سے بیان کیا ہے اس نے کہا کہ میں اور گھر والے بقیع الغرقد میں اترے گھر والے نے مجھ سے کہا کہ جاؤ رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ سے کچھ مانگ کر لے آؤ ہم اس کو کھائیں گے میں رسول خدا ﷺ کے پاس گیا وہاں ایک آدمی کو آپ سے سوال کرتے دیکھا اور رسول خدا ﷺ فرمار ہے تھے کہ میرے پاس کچھ نہیں جو تم کو دے سکوں پھر وہ آدمی غصہ ہو کر یہ کہتا ہوا چل پڑا اپنی زندگی کی قسم بیشک آپ جس کو چاہتے ہیں اسے دیدے تے ہیں اس پر رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ یہ شخص مجھ سے اس لئے ناراض ہورہا ہے کہ میں اپنے پاس کوئی چیز اس کو دینے کے لئے نہیں پاتا جو شخص تم میں سے مانگے جبکہ اس کے پاس ایک اوقیہ یا اس کے مساوی کوئی چیز موجود ہو تو گویا اس نے اصرار سے سوال کیا (جس کی ممانعت کی گئی) یہ سن کر بنی اسد کے اس آدمی نے کہا کہ میری دودھ والی اونٹنی بہتر ہے اوقیہ سے اور ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے پھر میں واپس چلا گیا اور حضور ﷺ سے کچھ نہیں مانگا اس کے بعد رسول خدا ﷺ کے پاس جو اور خشک انگور آیا اس میں سے ہم کو دیا یہاں تک کہ اللہ بزرگ و برتر نے ہم کو مالدار بنادیا۔

اخبرنا هناد بن السری عن ابی بکر عن ابی حصین عن سالم عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تحل الصدقة لغنی ولالذی مرة سوی.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ واجبہ یعنی زکوٰۃ تونگر کے واسطے حلال نہیں ہے اور نہ قوت والے تندرست کے واسطے حلال ہے۔

تشریح: اس عنوان کے ماتحت کی روایت "وله اوقیة او عدلها" سے معلوم ہوتا ہے کہ اوپر کی روایت میں پچاس درہم کا ذکر تحدید کے طور پر نہیں بلکہ علی وجہ التمثیل ہے۔ (کذافی الحاشیة للعلامة السندهیؒ)

دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص صاحب طاقت اور تندرست ہو اور اس قدر روزی کمانے پر قادر ہو جو اس کو اور

اس کے اہل وعیال کو کفایت کرے تو اس کے واسطے زکوٰۃ حلال نہیں اسی کے امام شافعیؒ قائل ہیں اور حنفیہ کے نزدیک ایسے شخص کے لئے حلال ہے بشرطیکہ وہ نصاب زکوٰۃ کا مالک نہ ہو یا جس نصاب کی بناء پر قربانی اور صدقۃ الفطر واجب ہوتا ہے اس کا مالک نہ ہو۔ (قاله ابن الملك مرقات: ١٦٩/٤)

مسألة القوى المكتسب

طاقتور کمائی کے قابل آدمی کا سوال کرنا

اخبرنا عمرو بن علي ومحمد بن المثنى قالا حدثنا يحيىٰ عن هشام بن عروة قال حدثني ابي قال حدثني عبيدالله بن عدى بن الخيار ان رجلين حدثاه انهما اتيا رسول الله صلى الله عليه وسلم يسألانه من الصدقة فقلب فيهما البصر وقال محمد بصره فراهما جلدين فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان شئتما ولا حظ فيها لغني ولا لقوى مكتسب.

عروہ کہتے ہیں مجھ سے عبیداللہ بن عدی بن خیار نے بیان کیا ہے کہ دو آمیوں نے ان سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ وہ رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے صدقہ مانگنے کے لئے گئے تھے حضور ﷺ نے ان کو خوب اچھی طرح غور سے دیکھ کر نگاہ نیچی کر لی تو دونوں کو تندرست قوی دیکھا پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس صدقہ میں مالداروں اور کمانے کے لائق قوی آدمی کا کوئی حصہ نہیں پھر بھی اگر تم چاہو تو دیدوں گا۔

تشریح: یہ حدیث اسناد کی راہ سے سب سے بہتر ہے چنانچہ اس کے متعلق امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا کہ کیا اچھی اسناد جید ہے اس کی، ابوداؤد کی روایت میں آیا ہے کہ یہ دونوں آدمی حجۃ الوداع کے موقع پر آئے تھے جبکہ حضور ﷺ اموال صدقہ تقسیم فرما رہے تھے الخ۔

شیخ ابن ہمامؒ نے فرمایا کہ حدیث ان کے سوال کی حرمت پر دلالت کرتی ہے کیوں کہ حضور ﷺ نے فرمایا "ان شئتما اعطیتکما"، اگر تم چاہو تو تم کو دے دوں اب اگر تندرست اور قوی آدمی کا مال زکوٰۃ لینا حرام ہوتا اور صاحب مال کی طرف سے زکوٰۃ ساقط نہ ہوتی تو حضور ﷺ ایسا نہ فرماتے، بہرحال بقول شیخ اس سے مسلک حنفیہ کی تائید ہوتی ہے اور شوافع کی طرف سے علامہ طیبی نے اس کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ تم کو نہیں دوں گا کیوں کہ زکوٰۃ کمانے کے قابل طاقت والے پر حرام ہے اور اگر تم حرام ہی کھانا چاہتے ہو تو تم کو دے دوں گا یہ بطور اظہار ناراضگی کے فرمایا۔ (مرقات ومظاهر حق)

مسألة الرجل ذا سلطان

آدمی کا حاکم سے سوال کرنا

اخبرنااحمد بن سليمان قال حدثنا محمد بن بشر قال اخبرنا شعبة عن عبد الملك عن زيد بن عقبة عن سمرة بن جندب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان المسآئل كدوح يكدح بها

الرجل وجهه فمن شآء كدح وجهه ومن شآء ترك الاان يسأل الرجل ذا سلطان او شيئاً لا يجد منه بداً.

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں سے (بلا وجہ) سوال کرنا زخم ہے اس کی وجہ سے آدمی اپنے چہرہ کو زخمی کرتا ہے پس جو شخص چاہے اپنے چہرہ کو زخمی کرے اور جو چاہے چھوڑ دے مگر یہ کہ سوال کرے آدمی حاکم اور بادشاہ سے یا سوال کرے کسی ایسی چیز کا کہ بغیر سوال کے کوئی چارۂ کار نہ پاوے۔

تشریح: استثنائی صورتوں کے علاوہ جو شخص سوال کی محنت اور کوشش میں لگا رہتا ہے اس کی وجہ سے اس کا برا انجام آخرت میں ظاہر ہوگا کہ وہ قیامت کو ذلت و خواری کی حالت میں آئے گا یہی معنی ہے جملہ "یکدح بها الرجل وجهه" کا اس کی مزید تفصیل پیچھے گذر چکی ہے آگے "فمن شاء كدح وجهه ومن شاء ترك" کے الفاظ تخییر کے لئے نہیں بلکہ توبیخ کے لئے ہیں جیسا کہ آیت قرآنی "فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر" توبیخ کے لئے ہے۔ (قاله علامة السندهي)

حدیث باب میں فرمایا کہ آدمی اگر حاکم اور بادشاہ سے سوال کرے تو اس کی اجازت ہے جبکہ اس کے قبضہ میں بیت المال ہو تو اس سے اپنا حق مانگے اگر یہ مستحق ہوگا تو بادشاہ اس کو دیدے گا۔

علامہ طیبیؒ نے کہا کہ بادشاہ کا عطیہ قبول کرے یا نہیں اس میں مختلف اقوال ہیں صحیح یہ ہے کہ اگر بیت المال میں مال حرام غالب ہو تو اس سے سوال کرنا اور لینا اس سے حرام ہے ورنہ حلال ہے جیسا کہ اس کو امام غزالیؒ نے اختیار کیا ہے اور اسی پر امام نوویؒ نے شرح مسلم میں اعتماد کیا ہے لیکن اس کے بعد انہوں نے اس کی شرح المہذب میں پرزور انداز سے تردید کی ہے اور بادشاہ سے کوئی چیز مانگنے کو اور اس کا عطیہ قبول کرنے کو مکروہ کہا بہر حال سلف میں عطیۂ سلطانی قبول کرنے کے مسئلہ میں اختلاف رہا بعض حضرات نے منع کیا ہے اور بعضوں نے جائز کہا، دوسری صورت جس کا ذکر حدیث میں ہے کہ کوئی ایسا معاملہ پیش آیا جس کی وجہ سے سوال پر مجبور ہو اور بدون سوال کے اپنے پاس کوئی چارہ کار نہ ہو تو بھی سوال کرنا درست ہے جیسا کہ کسی کے قرض وغیرہ کا ضامن ہوا یا کھیتی وغیرہ پر آفت آئی یا فاقہ کشی کی نوبت آگئی بلکہ حالت اضطرار اور مجبوری میں سوال کرنا واجب ہوتا ہے خواہ اپنے پاس ستر ڈھکنے کو کپڑے نہ ہونے کی وجہ سے مجبوری پیش آئی ہو یا بھوک کی وجہ سے۔ (مرقات: ۱۷۸/٤)

مسألة الرجل فى امرلابدمنه

آدمی کا سوال کرنا کوئی ایسا امر پیش آنے کی وجہ سے کہ بغیر سوال کے اس کے لئے اور کوئی تدبیر نہ ہو

اخبرنا محمود بن غيلان قال حدثنا وكيع قال حدثنا سفيان عن عبد الملك عن زيد بن عقبة عن سمرة بن جندب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المسألة كد يكد بها الرجل وجهه الا ان يسأل الرجل سلطانا اوفى امر لا يدمنه.

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوال زخم ہے اس کے ذریعہ سے آدمی اپنے چہرہ کو زخمی کرتا ہے مگر یہ کہ آدمی بادشاہ سے سوال کرے یا سوال کرے کوئی ایسا امر پیش آنے کی وجہ سے کہ بغیر سوال کے کوئی چارہ کار نہ ہو۔

اخبرنا عبد الجبار بن العلاء بن عبد الجبارعن سفيان عن الزهری قال اخبرنی عروة عن حكيم بن حزام قال سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم فاعطانی ثم سألته فاعطانی ثم سألته فاعطانی فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا حكيم ان هذه المال خضرة حلوة فمن اخذه بطيب نفس بورك فيه ومن اخذه باشراف نفس لم يبارك له فيه فكان كالذی يأكل ولا يشبع واليد العليا خير من اليد السفلى.

حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا آپ نے مجھ کو عطا فرمایا میں نے پھر سوال کیا آپ نے عطاء فرمایا میں نے پھر سوال کیا آپ نے تیسری مرتبہ مجھ کو عطاء فرمایا اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے حکیم بیشک یہ مال سرسبز اور میٹھا ہے پس جو شخص اس کو طیب خاطر سے لے اس میں برکت دی جاتی ہے اور جو شخص اس کو نفس کی حرص وطمع کے ساتھ لے اس میں برکت نہیں دی جاتی پس اس کا حال اس شخص کی طرح ہے کہ وہ کھاتا ہے مگر اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور اوپر کا ہاتھ بہتر ہے نچلے ہاتھ سے۔

اخبرنا احمد بن سليمان قال حدثنا مسكين بن بكير قال حدثنا الاوزاعی عن الزهری عن سعيد بن المسيب عن حكيم بن حزام قال سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم فاعطانی ثم سألته فاعطانی ثم سألته فاعطانی ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا حكيم ان هذا المال خضرة حلوة من اخذه بسخاوة نفس بورك له فيه ومن اخذه باشراف النفس لم يبارك له فيه وكان كالذی يأكل ولا يشبع واليد العليا خير من اليد السفلى.

حضرت حکیم بن حزام سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو آپ نے مجھکو دیا میں نے پھر سوال کیا تو آپ نے مجھ کو دیا پھر میں نے آپ سے سوال کیا تو آپ نے مجھ کو دیا پھر فرمایا کہ اے حکیم بیشک یہ مال سرسبز میٹھا ہے (یعنی نظروں میں خوشنما اور مرغوب الطبع ہے) جو شخص اس کو استغناء نفس کے ساتھ لے اس میں برکت دی جاتی ہے اور جو اس کو نفس کی حرص وطمع کے ساتھ لے اس میں برکت نہیں دی جاتی اور اس کا حال مثل اس شخص کے ہے جو کھاتا رہتا ہے اور اس کا پیٹ نہیں بھرتا اوپر کا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے۔

اخبرنا الربيع بن سليمان بن داؤد قال حدثنا اسحاق بن بكر قال حدثنی ابی عن عمرو بن الحارث عن ابن شهاب عن عروة بن الزبير وسعيد بن المسيب ان حكيم بن حزام قال سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم فاعطانی ثم سألته فاعطانی ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا حكيم ان هذاالمال حلوة فمن اخذه بسخاوة نفس بورك فيه ومن اخذه باشراف نفس لم يبارك له فيه وكان كالذی يأكل ولا يشبع واليد العليا خير من اليد السفلى قال حكيم فقلت يا رسول الله والذی بعثك بالحق لا ارزأ احداً بعدك حتى افارق الدنيا بشئی.

حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو آپ نے مجھ کو دیا پھر سوال کیا تو آپ نے مجھ کو دیا پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے حکیم بیشک یہ مال شیریں ہے جو شخص اس کو استغناء نفس کے ساتھ حاصل

کرے اس میں برکت دی جاتی ہے اور جو شخص اس کو اشراف نفس کے ساتھ لے تو اس میں برکت نہیں دی جاتی اس کا حال مثل اس شخص کے ہے جو کھاتا رہتا ہے مگر اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور اوپر کا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے یہ سن کر حضرت حکیم نے عرض کیا یا رسول اللہ اس خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ میں آپ کے بعد دنیا سے جدا ہونے تک کسی سے کچھ نہیں لوں گا۔

من اتاه الله عزوجل مالا من غير مسألة

اللہ تعالیٰ جس کو بغیر سوال کے مال دیتا ہے اس کو لینا چاہئے

اخبرنا قتيبة قال حدثنا الليث عن بكير عن بسر بن سعيد عن ابن الساعدى المالكي قال استعملني عمر بن الخطاب رضى الله عنه على الصدقة فلما فرغت منها فاديتها اليه امرني بعمالة فقلت له انما عملت لله عزوجل واجرى على الله عزوجل فقال خذه ما اعطيتك فاني قد عملت على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت له مثل قولك فقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اعطيت شيئا من غيران تسأل فكل وتصدق.

ابن الساعدی مالکی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ کو زکوۃ وصول کرنے کے لئے عامل بنایا جب میں اس سے فارغ ہوا اور میں نے زکوۃ ان کے پاس پہنچادی تو مجھ کو اپنے عمل کی اجرت لینے کو فرمایا میں نے عرض کیا کہ میں نے صرف اللہ ہی کے واسطے کام کیا ہے میرا ثواب اللہ پر ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو اجرت میں تم کو دے رہا ہوں اس کو لے کیوں کہ میں نے کام کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو میں نے بھی آپ سے ایسی ہی بات کہی تھی جیسی تم نے کہی تو مجھ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کو بغیر سوال کے کچھ دیا جائے تو کھاؤ اور صدقہ کرو۔

اخبرنا سعيد ابن عبد الرحمن ابو عبيد الله المخزومي قال حدثنا سفيان عن الزهري عن السائب بن يزيد عن حويطب بن عبد العزى قال اخبرني عبد الله بن السعدى انه قدم على عمر ابن الخطاب رضى الله عنه من الشام فقال الم اخبرانك تعمل على عمل من اعمال المسلمين فتعطى عليه عمالة فلا تقبلها قال اجل ان لي افراساً واعبداً وانا بخير واريد ان يكون عملي صدقة على المسلمين فقال عمر رضى الله عنه اني اردت الذى اردت وكان النبي صلى الله عليه وسلم يعطيني المال فاقول اعطه من هو افقر اليه مني وانه اعطاني مرة مالاً فقلت له اعطه من هو احوج اليه مني فقال ماآتاك الله عزوجل من هذا المال من غير مسألة ولا اشراف فخذه فتموله اوتصدق به ومالا فلا تتبعه نفسك.

عبداللہ بن السعدی ملک شام سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے انہوں نے فرمایا کیا مجھے اس بات کی اطلاع نہیں دی گئی کہ تم مسلمانوں کے کاموں میں سے کسی کام پر عامل بنتے ہو پھر اس پر تمہیں اجرت دی جاتی ہے تم اس کو قبول نہیں کرتے ہو عبداللہ بن السعدی نے کہا جی ہاں میرے پاس بہت گھوڑے اور غلام ہیں اور میں مالدار ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ میرا عمل مسلمانوں پر صدقہ ہو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بیشک میں نے بھی وہی ارادہ کیا تھا جیسا تم نے ارادہ کیا ہے نبی

ﷺ مجھ کو مال دیتے یعنی اپنے عمل کی اجرت تو میں کہتا اس کو مجھ سے زیادہ محتاج شخص کو دیجئے بیشک حضور ﷺ نے ایک مرتبہ مجھ کو مال دیا میں نے کہا یہ مال مجھ سے زیادہ محتاج شخص کو دیجئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو مال بدون سوال اور حرص وطمع کے اللہ تعالیٰ تم کو عطا فرمائے اس کو قبول کرو اور اس کو اپنے مال میں شامل کرو یا صدقہ کردو اور جو چیز اس طرح نہ ہو یعنی بغیر حرص وطمع کے ہاتھ نہ لگے تو اپنے نفس کو اس کے پیچھے نہ لگاؤ۔

اخبرنا كثير بن عبيد قال حدثنا محمد بن حرب عن الزبيدی عن الزهری عن السائب بن يزيد ان حويطب اخبره ان عبد الله بن السعدی اخبره انه قدم على عمر بن الخطاب فی خلافته فقال له عمر رضی الله عنه الم احدث انك تلی من اعمال الناس اعمالاً فاذ ااعطيت العمالة رددتها فقلت بلى فقال عمر رضی الله عنه فما تريد الى ذلك فقلت لی افراس واعبد وانا بخير واريد ان يكون عملی صدقة على المسلمين فقال له عمر فلا تفعل فانی كنت اردت مثل الذی اردت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعطينی العطآء فاقول اعطه افقر اليه منی فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم خذه فتموله او تصدق به ماجآء ك من هذا المال وانت غير مشرف ولا سآئل فخذه ومالا فلا تتبعه نفسك.

سائب یزید سے روایت ہے کہ حویطب بن عبدالعزی نے ان کو خبر دی کہ ان کو عبداللہ بن سعدی نے بتایا کہ وہ یعنی میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ان کی خلافت کے زمانہ میں آیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ کیا تمہارے متعلق مجھے اس کی اطلاع نہیں دی گئی کہ تم لوگوں کے کاموں میں سے بہت سے کاموں کی ذمہ داری لیتے ہو پھر جب تم کو اجرت دی جاتی ہے اس کو قبول نہیں کرتے ہو میں نے کہا جی ہاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس سے تمہارا مقصد کیا ہے میں نے کہا میرے پاس گھوڑے ہیں غلام ہیں خوش حال اور مالدار ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ میرا عمل مسلمانوں پر صدقہ ہو اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا کہ ایسا مت کرو کیوں کہ میں بھی اس طرح کا ارادہ رکھتا تھا جیسا تم رکھتے ہو چنانچہ رسول اللہ ﷺ مجھ کو اجرت دیتے تھے تو میں کہتا یہ مجھ سے زیادہ محتاج کو دیجئے تو رسول اللہ ﷺ فرماتے اس کو لے کر اپنے مال میں شامل کرلو یا اس کو صدقہ کردو جو مال تمہارے ہاتھ لگے جبکہ تم نہ تو حرص کرنے والے ہو اور نہ سوال کرنے والے تو اس کو قبول کرو اور جو اس طرح نہ ہو اس کے پیچھے اپنے نفس کو نہ لگاؤ۔

اخبرنا عمرو بن منصور واسحاق بن منصور عن الحكم بن نافع قال اخبرنا شعيب عن الزهری قال اخبرنی السآئب بن يزيد ان حويطب بن عبد العزی اخبره ان عبد الله بن السعدی اخبره انه قدم على عمر بن الخطاب فی خلافته فقال عمر الم اخبرانك تلی من اعمال الناس اعمالاً فاذا اعطيت العمالة كرهتها قال فقلت بلى قال فما تريد الى ذلك فقلت ان لی افراساً واعبداً وانا بخير واريد ان يكون عملی صدقة على المسلمين فقال له عمر فلا تفعل فانی كنت اردت الذی اردت فكان النبی صلى الله عليه وسلم يعطينی العطآء فاقول اعطه افقر اليه منی حتى اعطانی مرة مالاً فقلت اعطه افقر اليه منی فقال النبی صلى الله عليه وسلم خذه فتموله وتصدق به فما جآء ك من هذا المال وانت غير مشرف

ولاسآئل فخذه ومالا فلا تتبعه نفسك.

حویطب بن عبدالعزی کو عبداللہ بن السعدی نے خبردی کہ وہ یعنی میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں ان کے پاس آیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا مجھے اس کی اطلاع نہیں دی گئی کہ تم مسلمانوں کے کاموں کے والی ہوتے ہو جب تمہیں اجرت دی جاتی ہے تو تم اس کو ناپسند کرتے ہو میں نے کہا جی ہاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس سے تمہارا مقصد کیا ہے میں نے کہا میرے پاس بہت سارے گھوڑے اور غلام ہیں اور میں مالدار ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ میری خدمت مسلمانوں پر صدقہ ہو (تاکہ مجھے صدقہ کا ثواب ملے) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ایسا مت کرو کیوں کہ میں نے بھی اس کا ارادہ کیا تھا جس کا تم نے ارادہ کیا ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو اجرت دیتے تو میں کہتا یہ مجھ سے زیادہ محتاج شخص کو دیجئے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مال دیا میں نے عرض کیا یہ مال مجھ سے زیادہ محتاج کو عطاء فرمائیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے لو اس کو اور اپنے پاس جمع رکھو یا اس کو صدقہ کردو پس جو مال تمہارے پاس بدون اشراف نفس اور سوال کے آجائے اس کو قبول کرو اور جو اس طرح کا نہ ہو اپنے نفس کو اس کے پیچھے نہ لگاؤ۔

اخبرنا عمرو بن منصور قال حدثنا الحکم بن نافع قال اخبرنا شعیب عن الزهری قال اخبرنی سالم بن عبد الله ان عبد الله بن عمر قال سمعت عمر رضی الله عنه یقول کان النبی صلی الله علیه وسلم یعطینی العطآء فاقول اعطه افقر الیه منی حتی اعطانی مرة مالاً فقلت له اعطه افقر الیه منی فقال خذه فتموله وتصدق به وماجآءك من هذا المال وانت غیر مشرف ولا سآئل فخذه ومالا فلا تتبعه نفسك.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو اجرت دیتے تو میں کہتا یہ مجھ سے زیادہ محتاج کو دیجئے حتیٰ کہ ایک مرتبہ مجھ کو مال عطا فرمایا تو میں نے کہا یہ مال مجھ سے زیادہ محتاج کو دیجئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے جاؤ اس کو اور اپنے پاس محفوظ رکھو اور صدقہ کرو اور جو مال تم کو اس حالت میں ملے کہ نہ تم اس کی حرص وطمع کرنے والے ہو اور نہ سوال کرنے والے ہو تو لے لیا کرو اور جو اس طرح سے ہاتھ نہ لگے اپنے نفس کو اس کے پیچھے نہ ڈالو۔

باب استعمال آل النبی صلی الله علیه وسلم علی الصدقة

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل قرابت کو صدقہ پر عامل بنانے کا بیان

اخبرنا عمرو بن سواد بن الاسود بن عمرو عن ابن وهب قال حدثنا یونس عن ابن شهاب عن عبدالله بن الحارث بن نوفل الهاشمی ان عبد المطلب بن ربیعة بن الحارث بن عبد المطلب اخبره ان اباه ربیعة بن الحارث قال لعبد المطلب بن ربیعة بن الحارث والفضل بن عباس بن عبد المطلب ائتیارسول الله صلی الله علیه وسلم فقولا له استعملنا یا رسول الله علی الصدقات فاتی علی بن ابی طالب ونحن علی تلك الحال فقال لهما ان رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یستعمل منکم احداً

على الصدقة قال عبد المطلب فانطلقت انا والفضل حتى اتينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال لنا ان هذه الصدقة انما هي اوساخ الناس وانها لاتحل لمحمد ولا لآل محمد صلى الله عليه وسلم.

ربیعہ بن حارث نے عبد المطلب بن ربیعہ بن حارث اور فضل بن عباس بن عبد المطلب سے کہا کہ تم دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور آپ سے کہو یا رسول اللہ ہم کو صدقات پر عامل مقرر فرما دیجئے ہم اسی حال پر تھے اسی وقت علی بن ابی طالب آئے انہوں نے ان دونوں سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تم میں سے کسی کو صدقہ پر عامل نہیں بنائیں گے عبد المطلب نے کہا کہ میں اور فضل دونوں چلے یہاں تک کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے آپ نے ہم سے فرمایا کہ بیشک یہ صدقہ لوگوں کے میل کچیل ہے اور بے شک یہ صدقہ نہ محمد (ﷺ) کے واسطے حلال ہے اور نہ محمد ﷺ کے اہل قرابت کے واسطے۔

تشریح: امام نوویؒ نے کہا کہ ارشاد مبارکہ "انما هي اوساخ الناس" سے اس سبب کی طرف اشارہ فرمایا جس کی بناء پر اہل قرابت پر زکوٰۃ حرام ہے کہ اہل بیت کے لئے یہ اوساخ الناس بوجہ کرامت وطہارت کے جائز نہیں ہے اور یہ زکوٰۃ لوگوں کے میل کچیل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہاں پر مال زکوٰۃ مثل پانی کے ہے جیسا کہ حدیث میں غسالہ یعنی دھوون اور اوساخ کے لفظ سے اس کی طرف اشارہ ملتا ہے اور پانی کا یہ حال کہ جب اس سے فرض غسل یا وضو کیا جائے تو وہ پانی میلا اور گندہ ہو جاتا ہے تو مال بھی ایسا ہی ہوا کہ فرض زکوٰۃ ساقط ہونے سے وہ مال جو اپنا فرض اتارنے کو دیا میل کچیل گھلا ہوا ہو جاتا ہے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں "خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها" اس سے معلوم ہوا کہ صدقہ گناہوں کے میل کچیل سے پاک صاف کرتا اور اموال کو بڑھاتا ہے اس لئے وہ مثل "غسالة الناس" کے ہو گیا۔ (كذا فى الحاشية والهداية)

بہرحال اگر اہل قرابت میں سے کوئی عامل ہو تو اس کے واسطے مال زکوٰۃ حرام ہے۔

باب ابن اخت القوم منهم

قوم کا بھانجا اس قوم میں سے ہے

اخبرنا اسحاق بن ابراهيم قال حدثنا وكيع قال حدثنا شعبة قال قلت لابى اياس معاوية بن قرة اسمعت انس بن مالك يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ابن اخت القوم من انفسهم قال نعم.

شعبہؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابی ایاس معاویہ بن قرۃ سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ فرماتے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قوم کا بھانجا انہیں میں سے ہے ابی ایاس نے کہا جی ہاں۔

اخبرنا اسحاق ابن ابراهيم قال اخبرنا وكيع قال حدثنا شعبة عن قتادة عن انس بن مالك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ابن اخت القوم منهم.

قتادہؒ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ قوم کا بھانجا اس قوم میں سے ہے۔

تشریح: قوم کا بھانجا اس قوم کے افراد میں سے شمار کیا گیا ہے تو اس کا حکم مثل حکم قوم کے ہوگا اس لئے زکوٰۃ ابن اخت ہاشمی کے

واسطے حلال نہ ہوگی جیسے ہاشمی کے واسطے حلال نہیں اسی مسئلہ پر تنبیہ کی غرض سے مصنف نے اس حدیث کو یہاں ذکر کیا ہے۔
(ذکرہ علامۃ السندھی)

باب مولی القوم منهم

قوم کا آزاد کردہ غلام اسی قوم میں سے ہے

اخبرنا عمرو بن علی قال حدثنا یحیٰی قال حدثنا شعبة قال حدثنا الحکم عن ابن ابی رافع عن ابیه ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم استعمل رجلا من بنی مخزوم علی الصدقة فاراد ابورافع ان یتبعه فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ان الصدقة لا تحل لنا وان مولی القوم منهم.

حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مخزوم میں سے ایک آدمی کو صدقہ وصول کرنے پر عامل بنایا تو ابورافع بھی اس کے ساتھ جانے کا ارادہ کیا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ ہمارے لئے حلال نہیں اور قوم کا آزاد کیا ہوا غلام اسی میں سے ہوتا ہے۔

تشریح: اس سے معلوم ہوا کہ کسی قوم کا آزاد غلام اسی قوم کا آدمی ہوتا ہے لہٰذا اہل بیت کے غلاموں کو بھی مال زکوۃ لینا درست نہیں خواہ وہ ان کی ملک میں ہوں یا آزاد کئے گئے ہوں، جس مخزومی کو وصول صدقہ پر عامل کیا اس کا نام ارقم بن ابی الارقم ہے۔

الصدقة لا تحل للنبی صلی اللّٰه علیه وسلم

صدقہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے حلال نہیں ہے

اخبرنا زیاد بن ایوب قال حدثنا عبد الواحد بن واصل قال حدثنا بهز بن حکیم عن ابیه عن جده قال کان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم اذااتی بشئی سأل عنه اهدیة ام صدقة فان قیل صدقه لم یأکل وان قیل هدیة بسط یده.

بہز بن حکیم اپنے دادا معاویہ بن حیدۃ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی چیز لائی جاتی تو اس کے متعلق دریافت فرماتے کہ کیا ہدیہ ہے یا صدقہ اگر بتایا جاتا کہ صدقہ ہے تو آپ اس کو نہ کھاتے اور اگر بتایا جاتا کہ ہدیہ ہے تو اپنا دست مبارک اس کی طرف بڑھاتے یعنی تناول فرماتے۔

اذا تحولت الصدقة

جب صدقہ بدل جائے تو کیا حکم ہے

اخبرنا عمرو بن یزید قال حدثنا بهز بن اسد قال حدثنا شعبة قال حدثنا الحکم عن ابراهیم عن الاسود عن عائشة انها ارادت ان تشتری بریرة فتعتقها وانهم اشترطو اولآءها فذکرت ذلك لرسول اللّٰه

صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال اشتریھا فاعتقیھا فان الولآء لمن اعتق وخیرت حین اعتقت واتی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بلحم فقیل ھذا مما تصدق بہ علی بریرۃ فقال ھو لھا صد قۃ و لنا ھد یۃ وکان زوجھا حراً۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے بریرہ کو (اس کے مالک یہودیوں سے) خرید کر آزاد کرنے کا ارادہ کیا مگر اس کے مالکوں نے اس کے حق ولاء کی شرط رکھی (ولاء آزاد کردہ غلام کے مال کی میراث) پس حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا آپ نے فرمایا کہ اس کو خرید کر آزاد کردے کیوں کہ ولاء اس کے لئے ہوتا ہے جو آزاد کرے اور اس کو اختیار دیا گیا جبکہ آزاد کیا گیا (چاہے شوہر کے نکاح میں رہے چاہے نہ رہے) اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت لایا گیا آپ سے عرض کیا گیا یہ اس گوشت سے ہے جو بریرہ کو صدقہ کیا گیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ گوشت اس کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے اور اس کا شوہر آزاد تھا۔

تشریح: اس حدیث سے مصنفؒ نے ایک ضابطہ کلیہ نکالا ہے کہ تبدل ملک مملوک کے اندر اثر انداز ہوتا ہے اور جب تبدل ملک ہو جائے تو اکل صدقہ درست ہے۔

دوسری بات یہ فرمائی گئی ہے کہ بریرہ کا شوہر آزاد تھا یعنی جب اسے اختیار دیا گیا اس وقت اس کا شوہر آزاد تھا تو اس کو اختیار آزادی کی بناء پر حاصل ہوا ہے نہ اس وجہ سے کہ اس کا شوہر غلام تھا اسی کے ہمارے علماء قائل ہیں اور یہ جو بعض روایات میں اس کا شوہر غلام ہونے کا ذکر آیا ہے اس کا محمل ومصداق یہ ہے کہ راوی کو اس کی آزادی کا علم نہ ہوسکا اس لئے یہ خیال کر کے کہ وہ اپنی حالت سابقہ پر قائم ہے عبد کا لفظ نقل کر دیا اور جو لوگ حریت کو ثابت کرتے ہیں ان کے پاس زائد چیز کا علم ہے لہٰذا ان کا قول مقبول ہوگا۔(واللّٰہ تعالیٰ اعلم، ذکرہ علامۃ السندھیؒ)

یہاں پر اشکال یہ ہے کہ حضرت بریرہ کے مالکوں نے کہا کہ ہم اس شرط پر فروخت کریں گے کہ حق ولاء ہمارے لئے ہو بدون اس کے انہوں نے بیع سے انکار کیا تھا اور اس طرح کی شرط فساد بیع کو لازم کرتی ہے کیوں کہ اس قسم کی شرط کے ساتھ بیع وشراء کہ اس میں فروخت کرنے والے یا خریدار کا نفع ہو مفسد عقد ہے تو اس طرح کے معاملہ کو کیسے درست قرار دیا گیا اس کو خرید کر آزاد کرنے کو فرمایا اہل علم اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ حضرت بریرہ کے مالکوں نے ایسی چیز کا مطالبہ کیا ہے جو درست نہیں پھر جب ان کو اس کی اطلاع کر دی گئی کہ اس طرح کی شرط منافی عقد ہونے کی وجہ سے درست نہیں تو پھر انہوں نے اپنے قول سے رجوع کر لیا اور بلاشرط فروخت کر دیا کہ جو ثمن دے گا حق ولاء اس کے لئے ہوگا۔

اس کو محشی نے کتاب البیوع کے اندر ”عقود الجواھر المنیفۃ فی ادلۃ مذھب الامام ابی حنیفہ“ کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

شراء الصدقۃ

صدقہ خریدنے کا بیان

اخبرنا محمد بن سلمۃ والحارث بن مسکین قرآء ۃ علیہ وانا اسمع عن ابن القاسم قال حدثنی

مالك عن زيد بن اسلم عن ابيه قال سمعت عمر يقول حملت على فرس فى سبيل الله عزوجل فاضاعه الذى كان عنده واردت ان ابتاعه منه وظننت انه بايعه برخص فسالت عن ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال لاتشتره وان اعطاكه بدرهم فان العآئد فى صدقته كالكلب يعود فى قيئه.

زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا ہے کہ میں نے ایک گھوڑے کو اللہ عزوجل کی راہ میں صدقہ کیا تو جس کو دیا تھا اس نے گھوڑے کو ضائع کر دیا (دبلا کر دیا) اور میں نے اس کو اس سے خریدنا چاہا اور میں نے یہ خیال کیا کہ وہ اس کو سستا بیچے گا پھر میں نے اس کے متعلق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے مت خریدو اگرچہ تم کو ایک درہم کے بدلے دیدے اس لئے کہ اپنے صدقہ میں رجوع کرنے والا اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے کو چاٹتا ہے۔

اخبرنا هارون بن اسحاق قال حدثنا عبدالرزاق عن معمر عن الزهرى عن سالم بن عبد الله عن ابيه عن عمر انه حمل على فرس فى سبيل الله فراٰها تباع فاراد شرآء ها فقال لهٗ النبى صلى الله عليه وسلم لا تعرض فى صدقتك.

سالم بواسطہ اپنے والد عبداللہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک گھوڑا اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیا پھر انہوں نے اس کو فروخت ہوتے دیکھا اور اسے خرید لینے کا ارادہ کیا پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اپنا صدقہ خریدنے کے درپے مت ہو۔

اخبرنا محمد بن عبد الله بن المبارك قال حدثنا حجين قال حدثنا الليث عن عقيل عن ابن شهاب عن سالم بن عبد الله ان عبد الله بن عمر كان يحدث ان عمر تصدق بفرس فى سبيل الله عزوجل فوجدها تباع بعد ذلك فاراد ان يشتريه ثم اتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فاستأمره فى ذلك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تعد فى صدقتك.

سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک گھوڑا صدقہ کیا اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس کے بعد آپ نے اس کو دیکھا کہ فروخت کیا جا رہا ہے تو آپ نے اسے خریدنے کا ارادہ کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ طلب کیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اپنے صدقہ میں عود نہ کیجئے۔

اخبرنا عمرو بن على قال حدثنا بشر ويزيد قالا حدثنا عبد الرحمن بن اسحاق عن الزهرى عن سعيد بن المسيب ان رسول الله صلى الله عليه وسلم امر عتاب بن اسيد ان يخرص العنب فتؤدى زكاته زبيبا كما تؤدى زكوٰة النخل تمراً آخر كتاب الزكوٰة.

سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ انگوروں کا اندازہ کرے پھر ان کی زکوٰۃ ادا کی جائے خشک انگور سے جیسے کھجوروں کی زکوٰۃ میں چھوہارے دیئے جاتے ہیں۔

تشریح: حدیث مذکور میں اس صورت کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مجاہد کو گھوڑا دیا اس نے اچھی طرح اس کی

دیکھ بھال نہیں کی حتیٰ کہ اس کو دبلا کر دیا پھر جب اسے فروخت کر رہا تھا تو حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے خریدنا چاہا مگر یہ خیال خرید نے سے مانع ہوا کہ وہ سستا فروخت کرے گا اس لئے کہ گھوڑا لاغر ہو گیا نیز میں اس کا محسن ہوں قیمت میں رعایت کرے گا تو خریدنا مناسب ہوگا یا نہیں اس کے بارے میں حضور ﷺ سے دریافت کیا حضور ﷺ نے ان کو خریدنے سے اگرچہ ایک درہم کے بدلے دیدے منع فرما دیا اور اس کی یہ وجہ بیان فرمائی کہ صدقہ دیکر واپس لینے والا ایسا ہے جیسا کہ کلب قی کرنے بعد اسے چاٹ لیتا ہے، علامہ طیبیؒ کہتے ہیں کہ اس کلام سے واضح ہوتا ہے کہ عود فی الصدقہ کا فعل بہت ہی قابل نفرت ہے کیوں کہ یہ گھٹیا درجہ کے انسان ہونے اور بے مروتی کی خبر دیتا ہے۔

ابن الملکؒ نے فرمایا کہ اس حدیث کی بناء پر بعض علماء اس طرف گئے ہیں کہ صدقہ کرنے والے کو اپنے صدقہ کا خریدنا حرام ہے لیکن اکثر علماء کہتے ہیں کہ مکروہ تنزیہی ہے کیوں کہ اس میں قبیح لغیرہ ہے وہ یہ ہے کہ جس کو صدقہ دیا جاتا ہے وہ اکثر متصدق کی اس کے احسان کی وجہ سے قیمت میں رعایت کرتا ہے اور سستے مول کو فروخت کرتا ہے لہٰذا صورت مذکورہ میں بقدر اس مقدار کے جس میں اس کے ساتھ رعایت کی جاتی ہے اس شخص کی طرح ہوتا ہے جو اپنے صدقہ کو لوٹا لیتا ہے۔ (مرقات و مظاہر حق)

علامہ سندھیؒ کا ارشاد:

انہوں نے "فان العائد فی صدقة الخ" کی تشریح کے ماتحت فرمایا کہ اگر صدقہ کرنے والا اپنے فعل اختیاری سے اپنا صدقہ متصدق علیہ سے واپس لے تب یہی حکم ہے جو حدیث میں بیان کیا گیا ہے اور اگر وراثت کے طور پر وہی صدقہ کردہ چیز اس کے پاس لوٹ کر آ گئی ہو تو اس کو عائد فی الصدقہ نہیں کہا جائے گا بہر حال انسان جو کچھ اللہ کے واسطے خرچ کرے وہ بالکل بے غرض ہو اپنے اختیاری فعل سے اس میں نفس کا تقاضہ شامل نہ کرنا چاہئے اس تقریر سے آزاد کردہ لونڈی سے نکاح پر اعتراض نہ ہوگا کیوں کہ وہ زیادت احسان کے باب سے ہے "فلیتامل" پھر واضح رہے کہ ارشاد مذکور "فان العائد فی صدقته الخ" سے اپنا صدقہ پھیر لینے کی تحریم یا عدم جواز ثابت نہیں ہوتا ہے کیوں کہ فعل رجوع کو کتے کے فعل سے تشبیہ دی گئی کہ وہ قئی کرنے کے بعد دوبارہ اپنی قئی کو چاٹ لیتا ہے اور یہ تو معلوم نہیں کہ کتے کا قئی کرنے کے بعد اسے دوبارہ کھا لینا حرام ہے یا ناجائز، لیکن اس سے یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ صدقہ اور ہبہ کے بعد پھیر لینے کا فعل بیشک قبیح اور مکروہ ہے۔ (واللہ تعالٰی اعلم)

ہمارے حنفی علماء کہتے ہیں کہ موہوب لہ کے قبضہ کے بعد بھی رجوع جائز ہے بشرطیکہ ذی رحم محرم نہ ہو یا مثل اس کے اور کوئی چیز مانع نہ ہو تو اگر رجوع کرے تو حکم ثابت ہو جائے گا یعنی رجوع واقع ہو جائے گا اگرچہ وہ قبیح اور مکروہ ہے مزید تفصیل اس کی فقہ کی کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہے۔ (واللہ تعالٰی اعلم)

تمر المجلد الثالث من شرح النسائی بعون اللہ تعالٰی